انبیائے کرام
انسائیکلوپیڈیا
انبیائے کرامؑ سے متعلق بھرپور معلومات پر مبنی سوالاً جواباً
لکھی جانے والی سب سے مفصل، مستند اور ضخیم کتاب۔
مؤلف
ڈاکٹر ذوالفقار کاظم
www.besturdubooks.net

انبیائے کرام علیہم السلام انسائیکلوپیڈیا

انبیائے کرام سے متعلق بھرپور معلومات پر مبنی سوالاً جواباً
لکھی جانے والی سب سے مفصل، مستند اور ضخیم کتاب

مؤلف
ڈاکٹر ذوالفقار کاظم

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.
NEW DELHI-110002

انبیائے کرام علیہم السلام انسائیکلوپیڈیا

مؤلف: ڈاکٹر ذوالفقار کاظم

باہتمام: محمد ناصر خان

صفحات: ۱۰۰۰ قیمت: -/۲۵۰

ایڈیشن: ۲۰۰۶ء سائز: ۲۳x۳۶/۱۲

ناشر

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.

Corp. Off.: 2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2
Phones: 23247075, 23289786, 23289159 Fax: 23279998

Our Branches:

Delhi: Farid Book Depot (P) Ltd.
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Ph.: 23265406, 23256590

Farid Book Depot (P) Ltd.
168/2, Jha House, Basti Hazrat Nizamuddin (W),
New Delhi-110013 Ph.: 55358122

Mumbai: Farid Book Depot (P) Ltd.
208, Sardar Patel Road, Near Khoja Qabristan,
Dongri, Mumbai-400009 Ph.: 022-23731786, 23774786

Printed at: Farid Enterprises, Delhi-2

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدائے رحیم وکریم خالق و مالک کل جہان ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ اس خدائے بزرگ و برتر کی عظمتوں اور شانِ کبریائی کا مکمل بیان ناممکن ہے۔ اس لامکان ولامحدود ہستی کی عنایات اور نوازشات کا احاطہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کائنات کا ہر ذی روح اور ہر ذرہ اس کی ثنا خوانی اور تقدس بیان کر رہا ہے مگر حق بندگی ادا نہیں کر پاتا اس احسن الخالقین نے بہت سی دوسری مخلوقات کی طرح انسان کی بھی تخلیق کی۔ اسے نہ صرف اشرف المخلوقات بنایا بلکہ زمین پر اپنا نائب مقرر کیا۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام سے نسل انسانی کا آغاز ہوا اور تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ انسان کو ایک مخصوص عرصے تک کیلئے کرۂ ارض پر ٹھہرنا تھا۔ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کے ساتھ ساتھ زندگی گزارنے کے بہتر اور جائز طریقے اختیار کرنا بھی اس کا مقصد حیات ٹھہرا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد ایک عرصے تک ہدایت پر گامزن رہی۔ پھر انسان کے ازلی دشمن شیطان نے اسے راہ راست سے بھٹکانا شروع کر دیا۔ مختلف ادوار میں جب بھی نسل انسانی نے سرکشی اختیار کی یا گمراہی میں مبتلا ہوئی، رحیم و کریم خالق نے اس کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام بھیجنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ انسان اس دنیا میں بھی پاک وصاف اور کامیاب زندگی گزار سکے اور آخرت میں بھی سرخرو ہو سکے۔

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک جماعت انبیاء علیہم السلام کا ایک طویل سلسلہ ہے جن کی صحیح تعداد اور ناموں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ تاہم بہت سے انبیاء علیہم السلام کے تذکرے قرآن حکیم، دیگر آسمانی کتب اور کتب تواریخ و تفاسیر میں موجود ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی سیرت، قصص اور واقعات پر سینکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا ماخذ قرآن حکیم اور دیگر کتب ہیں۔ زیر نظر کتاب کا مقصد کم سے کم صفحات میں زیادہ سے

زیادہ معلومات فراہم کرنا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے چند نمایاں پہلو یہ ہیں:

☆ اس میں تقریباً چھتیس انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر مبارک موجود ہے۔

☆ انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی اقوام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

☆ سب سے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن حکیم میں ان انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی قوموں کا تذکرہ کس طرح کیا گیا ہے۔

☆ یہ بتایا گیا ہے کہ احادیث نبوی میں ان انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر مبارک کس طرح آیا ہے۔

☆ بیان کیا گیا ہے کہ دیگر کتب، تواریخ اور تفاسیر ان انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت اور حالات زندگی کے بارے میں کیا کہتی ہیں۔

☆ مستند اور معتبر کتب کے حوالہ جات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت کی معنویت اور مقصدیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

☆ بیشتر غیر معتبر روایات کو ترک کر دیا گیا ہے اور اگر کہیں کوئی روایت شامل کی گئی ہے تو بتا دیا گیا ہے کہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں یا یہ قصہ فلاں نے بیان کیا ہے۔

☆ انبیائے کرام علیہم السلام سے متعلق قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ آیات شامل کی گئی ہیں۔

☆ جن واقعات و قصص کا ذکر کیا گیا ہے ان میں قرآن و حدیث کے بیان کو ہر لحاظ سے اولیت اور فوقیت حاصل ہے۔

☆ بعض مذاہب کے ان مذہبی رہنماؤں کے حالات بھی محض معلومات کیلئے شامل کر دیئے گئے ہیں جنہیں وہ نبی، ولی یا بزرگ مانتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں میرے اور میرے اہل خانہ کے لئے خیر کا باعث بنائے۔ (آمین)

دعا گو

ذوالفقار کاظم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

حق تعالیٰ شانہ نے اس دنیا کو ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں سے نکالنے اور صراط مستقیم کی جانب رہنمائی کرنے کے لیے جن گناہوں سے معصوم ہستیوں کو اس عظیم الشان کام کیلئے منتخب فرمایا، انہیں ہم آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے مبارک نام سے یاد کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں موجود ضلالت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں، کفر و باطل کی چھائی ہوئی ظلمت، ظلم و ستم کے لرزا دینے والے واقعات، شرک و بت پرستی کی جاہلانہ رسومات، گناہوں اور نافرمانیوں میں ڈوبی ہوئی دنیا کا جس مستقل مزاجی اور حوصلہ مندانہ انداز سے ڈٹ کر سامنا اس مقدس جماعت نے کیا تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ بگڑے ہوئے پُرفتن حالات میں اصلاح و تبلیغ کا عظیم کام اور توحید کی طرف دعوت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تاجدارِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کا شیوہ رہا ہے۔ اس دوران حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں ان کی ٹھیک ٹھیک تعداد تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ البتہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جن انبیاء علیہ السلام کا ذکر واضح طور پر سامنے آتا ہے، ان کے متعلق علمائے سلف اور مورخین عظام نے بہت سی کتابوں میں بیش بہا مواد بحسن و خوبی جمع کر کے، جن میں انبیائے کرام علیہم السلام کے نام، اُن کی تعداد، ان کے حالات و واقعات اور اُن کی دعوت الی اللہ کی کاوشیں شامل ہیں امت کے لئے ایک تحفہ پیش کیا ہے۔

بلاشبہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرت و کردار اور حالات و واقعات رہتی دنیا تک کے لئے ایک ایسی مشعلِ راہ ہے جس پر چل کر انسان کامیابی کی منزل پر گامزن ہو سکتا ہے۔ اسی بات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی اس پاک جماعت کی سیرت پر مبنی بہت سی کتابیں

وجود میں آچکی ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کاوش آپ کے ہاتھوں میں موجود ڈاکٹر ذوالفقار کاظم صاحب کی کتاب ''انبیائے کرام علیہم السلام انسائیکلو پیڈیا'' ہے، جو سوال و جواب کے اسلوب پر کئی کئی حوالہ جات کے ساتھ اس موضوع پر پہلی مستند اور ضخیم کتاب ہے، اور انہوں نے یہ کتاب ایک خاص معاہدے کے تحت ترتیب دی ہے۔

الحمد للہ اس سے پہلے اسی اسلوب پر موصوف کی تین کتابیں۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا، محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا اور صحابہ کرامؓ انسائیکلو پیڈیا نہ صرف عوام کے لیے بہت مفید اور مددگار ثابت ہوئی ہیں بلکہ مدارس، کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلباء، اساتذہ اور اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔

امید ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام سے متعلق یہ معلوماتی خزانہ جہاں تشنگان علم کی پیاس بجھائے گا وہاں ان لوگوں کے لیے بھی بے حد مددگار ثابت ہوگا جو کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے خواہاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مذکورہ تینوں کتابوں کی طرح ''انبیائے کرام علیہم السلام انسائیکلو پیڈیا'' کو بھی شرف قبولیت سے نوازے اور ان تمام لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائیں جنہوں نے اس کی تالیف، نشر و اشاعت اور خوبصورت طباعت میں حصہ لیا۔

آمین

محتاج دعا

محمد ناظم اشرف

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

نبوّت کیا ہے؟

﴿نبوت کیا ہے؟﴾

سوال: اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور بھلائی کے لئے بہت سے نبی بھیجے۔ نبی کے معنی اور مفہوم بتا دیجئے؟

جواب: نبی کا لفظ نباء سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خبر۔ تاہم عربی میں نبا ہر خبر کو نہیں کہا جاتا بلکہ یہ ایسی خبر ہے جس میں تین چیزیں ہوں۔ نباء یعنی خبر فائدے کی ہو۔ فائدہ بھی معمولی نہیں بلکہ بہت بڑا ہو اور اس خبر کے سننے والے کو اطمینان قلب اور یقین کامل حاصل ہو۔ (المنجد۔ قاموس۔ المفردات)

سوال: علامہ راغب اصفہانی نے نباء کی کیا تعریف بیان کی ہے؟

جواب: ان کے بقول نباء اس خبر کو کہتے ہیں جو بڑے فائدے کی ہو۔ اور اس سے علم یقین یا ایسا علم جس پر یقین غالب ہو حاصل ہو اور کسی خبر کو اس وقت تک نباء نہیں کہتے جب تک اس میں مندرجہ بالا تین چیزیں شامل نہ ہوں۔ (المفردات)

سوال: مفسرین و مورخین نے نبی کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: علامہ سید شریفؒ کے بقول "نبی یا رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف اپنا حکم دے کر بھیجے"۔ ابن تیمیہؒ کے مطابق الذی نباء اللہ یعنی وہ ذات ہے جس کو حق تعالیٰ نے غیب کی خبریں دی ہوں اور اس کو نبی بنایا ہو۔ اب جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا ہو اور اس کو غیب کی خبریں دی ہوں ضروری نہیں کہ وہ دوسروں کو بھی ان خبروں سے مطلع کرے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہو۔ جس طرح اللہ کا رسول کسی غیر کا رسول نہیں ہو سکتا اور نہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کا حکم مان سکتا ہے، اسی طرح اللہ کا نبی بھی غیر اللہ کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ

ہی کسی اور کی دی ہوئی خبروں کو قبول کر سکتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: "نبی وہ ذات ہے جو ہر وقت حق تعالیٰ کی طرف بھی متوجہ رہے اور خلق خدا پر بھی نظر رکھے۔ حق کی طرف توجہ کرنے سے خلق خدا کی طرف اس کی توجہ کم نہ ہو اور خلق خدا کا خیال حق کی لگن میں خلل انداز نہ ہو"۔ (المعرجات، المنوات، مکتوبات)

سوال: بتایئے نبی کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

جواب: جب مخلوق خدا راہِ راست سے بھٹک جاتی ہے۔ اللہ کے دین اور احکامات سے روگردانی کرتی ہے۔ اس میں جسمانی، روحانی اور اخلاقی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں کی ہدایت کے لئے نبی یا رسول بھیجتے رہے۔ مفکرین، مفسرین اور علماء کے نزدیک انبیاء علیہم السلام باطنی اور روحانی امراض کے طبیب حاذق ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کائنات خدا کے وجود اور اس کی بعض صفات کی گواہی دینے کے بعد انسان کو جس مقام پر چھوڑ دیتی ہے اس مقام سے آگے چلنے کے لئے یعنی خدا کی مرضی، اس کی ہدایت، اس کے قانون اور اس کی پسند و ناپسند کو معلوم کر کے زندگی کو اس کے مطابق بنانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا مرہون منت ہوئے بغیر چارہ نہیں۔ (سیرۃ النبیؐ۔ المعتقد۔ اسلام کا تصور نبوت)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کبھی نبی بھیجے کبھی رسول۔ اور بعض کو یہ دونوں منصب دیئے گئے۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب: علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں: "جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو صرف امور غیب کی اطلاع دیتا ہو، ان کو چند نصائح کرتا ہو، اور حق تعالیٰ کی جانب سے اس کو وحی ہوتی ہو وہ نبی کہلاتا ہے، لیکن ان اوصاف کے ساتھ ساتھ جو کفار اور نافرمان قوم کی تبلیغ پر بھی مامور کیا جائے تو وہ رسول ہوگا"۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ نہ لے کر آئے اور رسول وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ لے کر آئے۔ رسول اور نبی کا فرق بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا گیا ہے کہ رسول وہ ہے

جو مخاطبین کو شریعت جدیدہ پہنچائے خواہ وہ شریعت اس رسول کے اعتبار سے جدیدہ ہو جیسے تورات وغیرہ یا صرف مرسل الیہم کے اعتبار سے جدیدہ ہو جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شریعت کہ وہی شریعت ابراہیمیہ تھی۔ لیکن قوم جرہم کو اس کا علم حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی سے ہوا۔ اور خواہ وہ رسول نبی ہو یا نبی نہ ہو۔ جیسے ملائکہ، کہ ان پر رسول کا اطلاق کیا گیا ہے اور وہ انبیاء علیہم السلام نہیں ہیں۔ یا انبیاء کے فرستادے اصحاب جیسے سورۃ یٰسین میں ہے: اذ جاء ھا المرسلون۔ اور نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی۔ جیسے اکثر انبیاء بنی اسرائیل کہ وہ شریعت موسوی کی تبلیغ کرتے تھے"۔ نبی چونکہ اللہ کی طرف سے بڑی بڑی اور فائدے والی خبریں دیتا ہے اس لئے وہ نبی ہے، اور نبی اس پیغام کو دنیا میں لاتا ہے اس لئے وہ رسول بھی ہے۔

(لغات۔ بیان القرآن۔ ترجمان السنۃ)

سوال: بتایئے نبی میں کن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: نبوت اللہ کی دین ہے اور نبی اللہ کا انتخاب ہوتے ہیں۔ تاہم جسے نبوت ملتی ہے وہ پہلے بھی عبادت و ریاضت کرتا ہے لیکن نبوت ملنے کے بعد اور زیادہ عبادت میں مصروف ہو جاتا ہے۔ اس ریاضت و عبادت کے ساتھ ساتھ نبی میں اللہ کی عطا کردہ دور خصوصیات بھی ہوتی ہیں تاکہ جسے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھیجا جا رہا ہے وہ سب سے ممتاز ہو جائے مثلاً وہ حسن صورت، حسن سیرت، حسن عمل، معتدل مزاجی، حسن تربیت، پاکیزہ نسب، نیک فطرت، نشوونما اور پرورش میں پاکیزگی، سنجیدگی اور متانت جیسی خوبیوں کا بھی حامل ہو۔ وہ دشمنوں کیساتھ حسن اخلاق سے پیش آتا ہے اور اللہ کے دوستوں کے ساتھ تواضع اور نرم خوئی اختیار کرتا ہے۔ ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ نبی مافوق البشر ہستی نہیں ہوتا۔ وہ ایک بشر ہوتا ہے اور عام انسانوں کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ بچپن جوانی اور بڑھاپے کی منزلوں

سے گزرتا ہے۔ کھاتا پیتا ہے، شادی کرتا ہے، اس کے ہاں اولاد بھی ہوتی ہے۔ رنج وغم اور خوشی اور مسرت کے لمحات بھی اس پر آتے رہتے ہیں۔ ان ظاہری صفات کے علاوہ بعض انبیاء کو خاص باطنی صفات بھی عطا ہوتی ہیں۔ وہ عالم بشری طرح کے بشر نہیں ہوتے۔ (عمدۃ القاری، کنز الایمان)

سوال: امام رازی نے انبیاء کرام علیہم السلام کی پاکیزگی اور تقدس کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

جواب: آپ کہتے ہیں: "خوب سمجھ لینا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ عام انسانوں سے اپنی ماہیت ہی میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان نفوس میں فہم وفراست اور جسمانیات وشہوات سے ایک عجیب قسم کی برتری ہوتی ہے۔ جب ایک طرف روح کی پاکیزگی اور شرف کا یہ عالم ہو۔ دوسری طرف جسم بھی غایت درجہ پاک وصاف ہو تو لازمی طور پر ان کے قوی محرکہ اور مدرکہ بھی انتہا درجے کامل ہوں گے۔ کیونکہ جب فاعل اور قابل دونوں کامل ہوں تو پھر اس کے آثار قوت وشرف اور پاکیزگی میں کیوں کامل نہ ہوں گے۔" (تفسیر کبیر۔ اسلام کا تصور نبوت)

سوال: عارفین ومفسرین نے انبیاء کرام علیہم السلام کے مقام کے بارے میں گفتگو کرنے سے کیوں منع فرمایا ہے؟

جواب: انبیاء علیہم السلام کی مافوق البشر بشریت کے پیش نظر عارفین اور بعض مفسرین نے انبیاء علیہم السلام کے مقام کے بارے میں گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ محی الدین ابن عربی کہتے ہیں: رسول کے مقام کے بارے میں صرف رسول کو اور نبی کے مقام کے بارے میں صرف نبی کو گفتگو کرنا چاہیے۔ جب انبیاء کرام علیہم السلام کے مقام کا ہمیں ذوق اور آشنائی ہی نہیں تو ہم اس کے بارے میں گفتگو ہی کیا کر سکتے ہیں۔ (الیواقیت والجواہر۔ اسلام کا تصور نبوت)

سوال: فلاسفہ اور حکماء نے نبوت سے کیا فیض پایا؟

جواب: امام غزالیؒ کہتے ہیں: ''فلاسفہ نے علم طب اور علم نجوم کو پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں سے چرایا ہے۔ اور ادویات کے خواص جن کا ادراک عقل نہیں کر سکتی، انبیاء علیہم السلام کے صحیفوں اور ان پر نازل شدہ کتابوں سے لئے ہیں۔

(المنقذ من الضلال)

سوال: کشف، الہام اور وحی کے ذریعے انبیاء علیہم السلام کو خبریں دی جاتی ہیں۔ کشف کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: یہ علم کے درجات ہیں۔ کشف کے لفظی معنی کھولنا ہیں۔ عربی میں اس کے معنی زائل کرنے اور دور کرنے کے بھی ہیں اور قرآن مجید میں ان معنوں کے علاوہ کشف پردہ اٹھانے کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اصطلاحی معنوں میں کشف سے مراد مادیت کے ظلمانی پردوں کو چاک کر کے مادی چیز کا روحانی عالم میں مشاہدہ ہو جانا۔ ایسا کبھی اصلی صورت میں ہوتا ہے کبھی مثالی صورت میں۔ صوفیاء کی اصلاح میں اسے کشف الصدور بھی کہتے ہیں جب وہ دوسرے قلوب میں چھپی بات کو معلوم کر لیتے ہیں، کشف صرف انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگان دین ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ بعض دفعہ کفار کو بھی کشف ہو جاتا ہے۔ مثلاً دجال کو بھی کشف ہوگا اور وہ کشف سے کئی باتیں معلوم کر لے گا۔

(القرآن۔ المفردات۔ المنجد)

سوال: غیر مادی علم کی دوسری قسم الہام ہے۔ لغت اور اصطلاح میں اس کے کیا معنی ہیں؟

جواب: الہام کے معنی دل میں کسی بات کے ڈالنے اور پردہ اٹھانے کے ہیں۔ اس سے مراد وہ علم ہے جو غور وفکر اور ترتیب مقدمات کے بغیر دل میں ڈالا جاتا ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ کے بقول یہ علم اللہ تعالیٰ یا ملاء اعلیٰ کی طرف سے آتا ہے اور بغیر کسی ظاہری اور مادی اسباب کے آتا ہے۔ اس علم کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اس علم کا ذکر ہے۔ مختلف اشیاء کے موجد دنیا کے

سامنے نئی نئی ایجادات پیش کرتے ہیں۔ انبیاءؑ اور اولیاء کرام دونوں کو الہام ہوتا ہے۔ انبیاء کرامؑ کے الہام اور اولیاءؒ کے الہام میں فرق ہے۔ حافظ تورپشتی کہتے ہیں کہ انبیاءؑ کا الہام قطعی اور یقینی ہوتا ہے لیکن اولیاء کے الہام کو یہ مرتبہ حاصل نہیں۔ انبیاءؑ چونکہ خود خطا سے پاک ہوتے ہیں اس لئے ان کا الہام بھی معصوم عن الخطا ہوتا ہے۔ اولیاءؒ کا الہام یقینی اور قطعی نہیں بلکہ ظنی ہوتا ہے اور اس میں غلطی کا امکان رہتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی" لکھتے ہیں کہ وہ الہام جو کہ اولیاء کو ہوتا ہے وہ انوار نبوت سے ماخوذ اور اقتباس شدہ ہوتا ہے اور انبیاءؑ ہی کی پیروی اور تابعداری کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہوتا ہے۔

(القرآنی۔ الصمد کتابات۔ علوم القرآن)

سوال: غیر مادی علم کی تیسری قسم وحی ہے اور انبیاء کرامؑ کے اللہ تعالیٰ سے رابطہ کا ایک بڑا ذریعہ وحی ہے۔ وحی کا مفہوم بیان کر دیجئے؟

جواب: وحی کے معنی ہیں کہ اپنے لبوں کو ہلائے بغیر مخفی طور پر اپنے دلی منشاء کو دوسرے پر ظاہر کر دینا۔ لیکن شریعت اسلامیہ میں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں کو مخفی ذریعہ سے اطلاع دینا ہے۔ روحانی ذرائع علوم میں سب سے آخر میں وحی کا مقام ہے۔ انبیاء کرامؑ کے لئے ان تینوں ذرائع کا علم یقینی ہے لیکن غیر انبیاء کے لئے ظنی ہے۔ (القرآن۔ المفردات۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: وحی کی دو اقسام ہیں۔ وحی متلو اور وحی غیر متلو۔ ان دونوں کی وضاحت کریں؟

جواب: وحی کے ذریعے حاصل ہونے والا علم یا پیغام نبی یا تو انہی الفاظ میں لوگوں تک پہنچاتے ہیں جن میں وہ نازل ہوا یا پھر اس علم کو اپنے الفاظ میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ پہلی قسم کو قرآن اور دوسری قسم کو سنت کہا جاتا ہے۔ اصول کی کتابوں میں پہلی قسم کو وحی متلو اور دوسری قسم کو وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ یعنی قرآن اس وحی کا نام ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور سنت اس وحی کو کہتے ہیں جس کی

باقاعدہ تلاوت نہیں کی جاتی۔ یعنی قرآن وحی حقیقی اور سنت وحی غیر حقیقی ہے۔

(المفردات۔ موسوعۃ القرآن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: مفسرین، علماء اور سیرت نگاروں نے وحی کی کونسی صورتیں بیان کی ہیں؟

جواب: علامہ ابن القیم، علامہ عینی، علامہ راغب اور بہت سے دوسرے مفسرین ومؤرخین نے قرآن واحادیث کی روشنی میں وحی کی مندرجہ ذیل دس صورتیں بیان کی ہیں:

(۱) رویائے صادقہ یعنی نبی کو سچے خوابوں کی صورت میں کسی بات کا علم ہونا۔ جیسے حضورؐ کو نبوت سے پہلے سچے خواب آتے تھے۔

(۲) القاء فی القلب۔ نبی کے دل میں کوئی بات ڈال دی جائے۔ حضور کو متعدد مرتبہ اس طرح وحی کی گئی۔

(۳) تمثیل۔ فرشتے کا انسانی شکل میں آکر نبی کو اللہ کا پیغام پہنچانا۔ جیسے جبرائیلؑ ایک صحابی دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آتے تھے۔

(۴) صلصلۃ الجرس۔ گھنٹی کی آواز کی طرح پیغام سنائی دینا۔ حضورؐ پر اکثر اس انداز میں بھی وحی نازل ہوتی تھی۔

(۵) فرشتے کا اصلی صورت میں نظر آنا اور اللہ کا پیغام لانا۔ حضرت جبرائیلؑ کو آپؐ نے دو مرتبہ اصلی صورت میں دیکھا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا آسمانوں سے وحی کرنا۔ جیسے شب معراج میں اللہ نے رسول اکرمؐ سے کلام کیا۔

(۷) اللہ تعالیٰ کا بلاواسطہ کلام کرنا۔ جس طرح شب معراج میں حضورؐ سے باتیں ہوئیں۔ حضرت موسیٰؑ سے کلام الٰہی۔

(۸) اللہ تعالیٰ کا کسی نبی سے بغیر حجاب کے خطاب فرمانا۔ جیسا کہا جاتا ہے کہ معراج میں بھی حضورؐ سے بغیر حجاب کے خطاب ہوا۔

(۹) کتابت کے ذریعے وحی فرمانا۔ جیسے موسیٰؑ کو توریت لکھی ہوئی (تختیوں پر) ملی

تھی۔

(۱۰) تفہیم غیبی۔ اللہ کوئی بات نبی کے دل و ذہن میں ڈال دیتا ہے۔ جیسے دین کا فہم عطا کر دینا۔

(زاد المعاد۔ مدارج السالکین۔ فتح الباری۔ النبوات۔ ترمذی۔ بخاری۔ تفسیر ابن کثیر۔ مظہری۔ خازن)

سوال: انبیاء کرام کی عصمت و عظمت تمام مخلوق سے بلند تر ہوتی ہے۔ وجہ بتا دیجئے؟

جواب: نبوت اکتسابی نہیں بلکہ وہبی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مخلوق میں سے منتخب فرماتا ہے۔ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام ہر لحاظ سے تمام مخلوق میں ممتاز ہوتے ہیں۔ وہ ظاہری اور باطنی اعمال پاکیزہ کے جامع ہوتے تھے۔ علامہ نسفی نے لکھا ہے کہ وہ ظاہری اعمال اور باطنی فکر کے حامل تھے۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام قوت علمیہ اور قوت عملیہ دونوں میں کامل و اکمل ہوتے ہیں۔ اور اللہ کی معرفت میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں ہوتا اور اس کی اطاعت میں بھی ان کی کوئی ہمسری نہیں کر سکتا۔ مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں کہ انبیاءؑ کی عصمت کے معنی یہ ہیں کہ ان کے اقوال و افعال، عبادات، عادات، معاملات و مقامات، اخلاق و احوال، غرضیکہ جس چیز کا بھی ان سے تعلق ہے، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے نفس اور شیطان اور خطاء و نسیان کی مداخلت سے محفوظ فرماتا ہے۔ اور حفاظت کرنے والے فرشتے ان پر متعین فرماتا ہے۔ ملا علی قاری عصمت انبیاءؑ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک لطف ہوتا ہے جو معصوم کو اختیار کے باقی رہتے ہوئے بھلائی پر آمادہ کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ علامہ خفاجی کہتے ہیں کہ اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء کرام کبیرہ اور صغیرہ دونوں گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اور یہی جمہور کا مسلک ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ انبیاءؑ تمام کے تمام صغائر، کبائر اور کفر و فواحش سے

معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر۔ تفسیر مدارک۔ منصب امامت۔ شرح فقہ اکبر۔ نسیم الریاض)

سوال: قرآن مجید نے انبیاء کے لئے بعض مقامات پر امام کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جیسے سورۃ بقرہ میں حضرت ابراہیمؑ کے لئے۔ بتایئے مفسرین و مؤرخین نے امام خصوصاً انبیاءؑ کی امامت کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: علامہ نسفی کہتے ہیں کہ امام نام ہے اس کا جس کی تابعداری (پیروی) کی جائے۔ علامہ ابوبکر جصاص رازی لکھتے ہیں کہ "امامت کے نام کا وہی حقدار ہے جس کی امور دین میں اتباع اور پیروی کرنا ضروری اور لازمی ہو"۔ پس انبیاءؑ (اس لحاظ سے) امامت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں "امام نام ہے اس شخص کا جس کی اقتداء اور پیروی کی جائے"۔ محققین فرماتے ہیں کہ یہاں امام سے مراد نبی ہے۔ (تفسیر مدارک۔ احکام القرآن۔ تفسیر کبیر)

سوال: نبیوں اور رسولوں کو معجزے عطا کئے گئے۔ معجزے سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی شے کی ماہیت کو بدل دینا شریعت کی اصطلاح میں معجزہ کہلاتا ہے۔ اس کے لئے علماء نے دو شرائط بتائی ہیں۔ پہلی یہ کہ تبدیلی حقیقت میں واقع ہو محض شعبدہ بازی یا نظر بندی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ تبدیلی کرنے والا شخص صالح ہو اور اللہ کی طرف سے نبوت کا دعویدار ہو۔ جادوگر یا شعبدہ باز اور جھوٹا نبی نہ ہو۔

(المفردات۔ النبوات۔ احکام القرآن)

سوال: بتایئے علماء و مفسرین نے معجزے کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: بعض علماء کے بقول جو امر بلا اسباب خلاف عادت نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہ معجزہ کہلاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شے اسباب اور آلات کے ذریعہ ظاہر ہو وہ بھی معجزہ نہیں کہلاتی۔ اس طرح جادو اور طلسم کے ذریعے کرشموں کا اظہار بھی معجزہ نہیں۔ بعض علماء معجزے کی تعریف میں کہتے ہیں کہ علامت اور جس شے کی علامت مقرر

ہو اس کے درمیان کوئی خاص خصوصیت ہونی چاہئے تاکہ اس علامت کو دیکھ کر فوراً اس دوسری شے کا یقین حاصل ہو سکے۔ منطق کی اصطلاح میں ایسی علامت کا نام خاصہ ہے۔ ضروری ہے کہ نبوت و رسالت اور ان کی علامات و آیات کے درمیان بھی ایسا کوئی خاص ربط ہو جس کو دیکھ کر ایک مادہ پرست کے لئے بھی نبوت و رسالت کی معرفت کا دروازہ کھل جائے۔ انبیاءؑ سے جو خوارق عادت افعال ظاہر ہوتے ہیں علم کلام کی اصطلاح میں انہیں معجزہ کہا گیا ہے۔

(المفردات۔ الملمات۔ اسلام کا تصور نبوت)

سوال: امام قرطبی نے معجزے کی کیا تعریف فرمائی ہے اور اس کیلئے کیا شرائط بیان کی ہیں؟

جواب: امام قرطبی کہتے ہیں کہ " معجزے کو اس لئے معجزہ کہتے ہیں کہ انسان اس کی مثل لانے سے قاصر ہے۔" معجزہ کیلئے آپ نے پانچ شرائط بیان کی ہیں۔ پہلی شرط یہ کہ وہ فعل اس جنس کا ہو جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو قدرت حاصل نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ فعل خارق عادت ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ مدعی نبوت اس کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کہنے پر یہ معجزہ دکھلائے گا۔ چوتھی شرط یہ کہ وہ معجزہ مدعی نبوت کے دعویٰ کی تائید بھی کرے کہ میرے دعویٰ نبوت کی دلیل کے طور پر میرا ہاتھ یا یہ جانور بولنے لگے گا۔ پانچویں شرط یہ کہ مدعی نبوت کے مقابلے میں کوئی دوسرا شخص اس کی مثل نہ لا سکے۔ (تفسیر قرطبی۔ المواہب اللدنیہ)

سوال: بتایئے بعض دوسرے مفسرین و مؤرخین نے معجزے کی کیا تعریف بیان کی ہے؟

جواب: حافظ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں: " معجزہ کو اس لئے معجزہ کہا جاتا ہے کہ جن کے سامنے وہ پیش کیا جاتا ہے۔ وہ مخلوق اس کے کرنے سے عاجز ہوتی ہے۔" جیسے مردوں کا زندہ کرنا۔ لاٹھی کا سانپ بنا دینا۔ انگلیوں سے پانی ابلنا۔ چاند کا پھٹ جانا۔" امام عبدالوہاب شعرانی۔ علامہ ابن ابی شریف اور علامہ ابن خلدون نے بھی ایسی ہی بات کہی ہے۔ (فتح الباری۔ الشفاء الیواقیت والجواہر۔ المسایرہ۔ المقدمہ)

سوال: علماء ومفسرین نے معجزات کی کتنی قسمیں بیان کی ہیں؟

جواب: علمائے اسلام نے معجزے کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک معنوی معجزات یعنی نبی کے وہ نمایاں اوصاف اور ملکات جو حق تعالیٰ بغیر کسی کسب واکتساب کے روز اوّل ہی سے اس میں ودیعت فرماتے ہیں۔ دوسرے حسی معجزات یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے افعال وعجائبات ہیں جو انبیاء کے ہاتھوں پر ان کے دعوائے نبوت کی تصدیق وتائید کے لئے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس طرح انبیاء کرام نے جتنے بھی معجزات پیش کئے ان کو صرف دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک اخبار بالغیب اور تصرف فی الکائنات۔ اسے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ معجزات عملی اور علمی ہوتے ہیں۔ نبی کے ہاتھوں ایسے افعال کا ظاہر ہونا جسے بشری طاقت اور قدرت عاجز ہو عملی معجزہ ہے اور نبی کی زبان سے خبروں اور پیش گوئیوں کا ظاہر ہونا جس سے انسانی ادراک اور بشری علم عاجز ہو نبی کا علمی معجزہ کہلائے گا۔ (النبوات۔ احیاء العلوم)

سوال: معجزہ نبوت کی دلیل ہے اور یہ نبی کا فعل نہیں بلکہ اللہ کا فعل ہوتا ہے۔ بعض علماء ومفسرین اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: علامہ ابن ہمام کہتے ہیں: "معجزہ جب ایسی چیز ہے کہ مخلوق اس کے کرنے سے عاجز ہے تو معجزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہوگا۔" علامہ کمال الدین محمد بن ابی شریف کہتے ہیں: بلاشبہ معجزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے۔" امام توربشتی فرماتے ہیں: انبیاءؑ کے جو معجزات ہیں ان کو حق تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔" شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں: "معجزہ نبی کا فعل نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جس کو نبی کے ہاتھ پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ بخلاف دیگر افعال کے کہ اس میں کسب بندہ کی طرف سے اور خلق اللہ کی طرف سے ہوتا ہے مگر معجزہ میں کسب بھی بندہ کی طرف سے نہیں ہوتا۔" امام غزالی کہتے ہیں: "جب اس کے (معجزہ کے)

ظاہر کرنے سے تمام زبان عاجز ہیں تو وہ صرف اللہ کا فعل ہوگا۔" قاضی ابو بکر الباقلانی اور علامہ ابن خلدون نے بھی یہی کہا ہے۔

(المقدمہ۔ المسایرہ۔ المعتمد فی المعتقد۔ مدارج النبوۃ۔ احیاء العلوم اعجاز القرآن)

سوال: کیا عورت نبی ہوسکتی ہے؟

جواب: عورت کے نبی ہونے میں علماء ومفسرین کا اختلاف ہے۔ شیخ ابوالحسن اشعریؒ، امام قرطبیؒ، محمد بن اسحاقؒ اور علامہ ابن حزمؒ وغیرہ کا خیال ہے کہ عورت نبی ہوسکتی ہے۔ علامہ ابن حزم اندلسی تو یہ بھی کہتے ہیں کہ سیدہ حواؑ، سیدہ سارہؑ، سیدہ ہاجرہؑ، سیدہ ام موسیٰؑ، آسیہ اور سیدہ مریمؑ نبی تھیں۔ اس کے برعکس امام حسن بصریؒ، قاضی عیاض، ابن تیمیہ، ملا علی قاری اور ابن ہمام کے خیال میں عورت نبی نہیں ہوسکتی اس لئے سیدہ حواؑ، سیدہ مریمؑ، سیدہ سارہؑ اور سیدہ ہاجرہ وسیدہ ام موسیٰؑ نبی نہیں تھیں۔ (تفسیر ابن کثیر۔ بحر المحیط۔ فتح الباری۔ المواہب۔ ضوء المعالی۔ مسایرہ۔ تفسیر کبیر)

سوال: انبیاءؑ کی حیات قبریہ کے بارے میں علماء ومفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: جلال الدین سیوطی کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ اور دوسرے تمام انبیاءؑ اپنی قبروں میں حیات ہیں۔" شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں:" جمہور کا طے شدہ اور مختار قول یہی ہے کہ انبیاء کرامؑ موت کا مزہ چکھنے کے بعد دنیوی زندگی کے ساتھ (قبر میں) متصف ہیں۔ علامہ تقی الدین سبکی نے لکھا ہے کہ انبیاءؑ کو دنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے۔" (حیاۃ الانبیاء۔ تیسیر الباری۔ شفاء السقام)

انبیاء کرام علیہم السلام اور قرآن

﴿انبیاء کرام علیہم السلام اور قرآن﴾

سوال: قرآن پاک میں انبیاءؑ کی بعثت کا کیا مقصد بیان فرمایا گیا ہے؟

جواب: سورۃ الانعام آیت 48 میں ارشاد ہوتا ہے: وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ یعنی اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں۔ (القرآن۔تفسیر حقانی۔موضوعات قرآن)

سوال: قرآن وحدیث کی رو سے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے رسول کی شان کیا ہوتی ہے؟

جواب: یہ رسول کی شان ہوتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے علوم کا حامل ہوتا ہے اور نہایت عمدہ، صاف، فصیح وبلیغ اور خیر خواہانہ گفتگو کرتا ہے۔ (القرآن۔قصص الانبیاءؑ)

سوال: انبیاءؑ کو لوگوں کے ساتھ کس طرح بات کرنے کا حکم دیا گیا؟

جواب: پیغمبروں کو نرمی ومحبت سے وعظ ونصیحت کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جیسے موسیٰؑ وہارونؑ کو فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کرنے کو کہا گیا۔ سورۃ طٰہٰ آیت 44 میں ہے: ''اس کو نرم بات کہو۔ شاید وہ نصیحت حاصل کرلے یا ڈر جائے۔'' اسی طرح رسول اللہ کو بھی حکم ہوا۔ سورہ النحل آیت 125 میں ہے: ''(اے نبی) اپنے رب کے راستے کی طرف (لوگوں کی) حکمت اور اچھے طریقے سے نصیحت کرو۔ اور اس سے گفتگو اس طریقے سے کرو جو اچھا ہے۔'' (القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔قصص الانبیاءؑ)

سوال: ''اور ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا۔'' کس سورۃ کی آیت ہے؟

جواب: قرآن مجید کے پارہ 13 سورۃ ابراہیمؑ میں یہ آیت ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ اور اس کا مقصد یہ بتایا گیا کہ تا کہ ان ہی کی زبان میں اللہ کے احکام بیان کریں۔ (القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفسیر مظہری۔تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: تمام انبیاء کی قوموں کے بارے میں قرآن میں مشترک بات کیا بیان کی گئی ہے؟

جواب: بہت سے مقامات پر بتایا گیا کہ تمام انبیاء کی قوموں نے ان کو جھٹلایا، ان کا مذاق اڑایا۔ ان کی تعلیمات سے انکار کیا اور ان پر ظلم وتشدد کئے۔ صرف چند لوگ ان پر ایمان لائے۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: رسول اللہ کو پیغمبروں کے قصے کیوں سنائے گئے؟

جواب: سورہ ہود آیت 120 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، اور اے نبی! یہ پیغمبروں کے قصے جو ہم تمہیں سناتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے ہم تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں۔ ان کے اندر تم کو حقیقت کا علم ملا اور ایمان لانے والوں کو نصیحت اور بیداری نصیب ہوئی۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: کیا قرآن دوسرے علاقوں اور قوموں کے نبیوں کو تسلیم کرتا ہے؟

جواب: جی ہاں! ارض القرآن کے علاوہ بھی قرآن دوسرے علاقوں کے نبیوں اور قوموں کو تسلیم کرتا ہے جیسا کہ اس نے سورۃ النساء آیت 164 میں اعلان کیا ہے۔ ”کچھ نبیوں کے بارے میں ہم نے تمہیں بتایا اور کچھ کے بارے میں نہیں۔“

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ قرآن اور محمد۔ تفسیر عزیزی)

سوال: انبیاء کی بعثت کے باوجود بعض قوموں کو کیوں ہلاک کر دیا گیا؟

جواب: پارہ 20 سورۃ القصص آیت 59 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِىْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِى الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ○ ”اور آپ کا رب بستوں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے کہ وہ ان لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم ان بستوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اس حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارتیں کرنے لگیں۔“ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: انبیاء کی تعداد اور تعلیم کے بارے میں سورۃ ابراہیم میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ 13 سورۃ ابراہیم آیت 9 میں ہے: اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ

نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ "(اے کفار مکہ) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر پہنچی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ ان کے پیغمبران کے پاس دلائل لے کر آئے۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: سورۃ البقرہ آیت 213 میں انبیائے کرام کی بعثت کا کیا مقصد بیان ہوا؟

جواب: انبیاء کے آنے سے پہلے سب مومن تھے۔ جب قوم نوح نے بت پرستی کا آغاز کیا تو اللہ نے لوگوں کو ہدایت کے لئے نبیوں کو بھیجا۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت 213 میں ہے: کَانَ النَّاسُ .... فِيْهِ "ایک زمانے میں سب لوگ ایک ہی طریقے پر چلتے تھے (عقیدۂ توحید پر عمل کرتے تھے اور بت پرستی سے ناواقف تھے) پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا کہ خوشخبری سناتے تھے اور ڈراتے تھے (اللہ کے غضب سے) اور ان کے ساتھ آسمانی کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ تاکہ ان کے اختلافی معاملات کا فیصلہ کردیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ فتح الحمد۔ ضیاء القرآن)

سوال: سورۃ النساء میں پیغمبروں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا گیا ہے؟ ان کی کیا صفات بیان ہوئیں؟

جواب: پارہ 6، سورۃ النساء آیت 165 میں ہے: رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ "ان سب کو خوشخبری دینے والے اور (ڈرانے والے) خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے۔"

(القرآن۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن۔ ضیاء القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزمان کو پیغمبروں کی تعداد کے بارے میں کیا خبر دی؟

جواب: پارہ 6 سورۃ النساء آیت 164 میں ہے: وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ

وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ''اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جن کا حال اس سے قبل ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ایسے پیغمبروں کو جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔'' (القرآن۔قصص الانبیاء۔قصص القرآن۔تفسیر عزیزی)

سوال: سورۃ النحل میں رسولوں کی آمد کے بارے میں کس طرح بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ 14 سورۃ النحل آیت 63 میں ہے: تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ ''بخدا آپ سے پہلے جو امتیں ہو گزری ہیں ان کے پاس بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے اعمال (بد) مستحسن کر کے دکھائے۔'' (القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔فتح الحمید۔تفسیر القرآن)

سوال: سورۃ النحل آیت 35-36 میں رسولوں کی آمد کے کون سے مقاصد بیان کئے گئے ہیں؟

جواب: پارہ 14 سورۃ النحل آیت 35 میں ہے: فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ''سو پیغمبروں کے ذمے تو صرف (احکام کا) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔'' آیت 36 میں ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ''اور ہم ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔اور شیطان کے رستے سے بچتے رہو۔''

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔قصص الانبیاء۔تفہیم القرآن)

سوال: سورۃ الزخرف میں حضورؐ سے کیا پوچھنے کا کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ 25 سورۃ الزخرف آیت 45 میں ہے: وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ ''اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے، کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے۔''

(القرآن۔تفسیر مظہری۔معارف القرآن)

سوال: پارہ 17 کی کس سورۃ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام

تشریف لائے؟

جواب: سورۃ الانبیاء آیت 25 میں ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ. ''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو۔'' (القرآن۔ فتح الحمید۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: قرآن پاک میں سب سے زیادہ ذکر کس نبی کا آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں اتنا تذکرہ کسی نبی کا نہیں آیا جتنا موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ پورے قرآن پاک میں 130 جگہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام یا تذکرہ ملتا ہے۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام بنی اسرائیل ہے اور آپ کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ بتایئے بنی اسرائیل میں کتنے نبی بھیجے گئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اس قوم میں حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تقریباً چار ہزار نبی بھیجے۔ (تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص القرآن۔ ارض الانبیاءؑ)

سوال: سورۃ یونسؑ میں انبیاء کرام کی بعثت کے بارے میں کیا ارشاد ربانی ہے؟

جواب: پارہ 11 سورۃ یونس آیت 47 میں ہے: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ''اور ہر امت کے لئے ایک حکم پہنچانے والا (ہوا) ہے۔ پس جب (ان کے پاس) آ چکتا ہے (اور احکام پہنچا دیتا ہے تو اس کے بعد) ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔'' (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: کیا سبھی انبیاء علیہم السلام ایک جیسے ہیں؟

جواب: فضائل اور درجات کے لحاظ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایک جیسے نہیں ہیں۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے خداوندی ہے: ''ان رسولوں میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دے رکھی ہے۔ ان میں وہ بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے

اور ان میں سے بعض کے درجات اس نے بلند کئے۔ پارہ 3 رکوع ایک میں ہے:
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔ "یہ جتنے پیغمبر ہیں، ہم نے ان میں سب بعض حضرات کو بعض پر فضیلت و بزرگی عطا فرمائی ہے۔" اسی طرح پارہ 15 اور رکوع 6 میں ہے: وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ "اور بلاشبہ ہم نے بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء، تفسیر عثمانی۔ تفسیر مظہری)

سوال: رسول اور نبی اللہ کے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ "ہم نے رسول صرف اس لئے بھیجے کہ اللہ کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے۔"

(القرآن۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر کشاف)

سوال: قرآن حکیم نے نبیوں کے لئے معجزات کا ذکر کس انداز میں کیا ہے اور اس کے لئے کون کون سے الفاظ استعمال کئے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں کو کچھ نشانیاں دے کر بھیجتا ہے۔ جن سے ایک عام آدمی انہیں پہچانتا ہے کہ یہ لوگ واقعی اللہ کے نبی ہیں۔ قرآن حکیم کی اصطلاح میں ان نشانیوں کو بینات، آیات اور براہین کہا گیا ہے۔ ان تینوں الفاظ کا مفہوم تقریباً ایک جیسا ہے۔ کیونکہ معجزہ نبوت کی نشانی اور دلیل ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں لفظ معجزہ کہیں استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ یہی تینوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے سورۃ الحدید میں ہے: لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ "بے شک ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور میزان تاکہ وہ لوگ سیدھے رہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفہیم القرآن۔ العمرات)

سوال: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو منصب نبوت عطا کرنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب: پارہ 8 سورۃ الانعام آیت 124 میں ہے: اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ "اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے (جہاں رسالت کو رکھے)"
(القرآن۔تفسیر عزیزی۔بیان القرآن۔تفسیر قرطبی)

سوال: قرآن مجید میں مختلف موقعوں پر اقوام کے جواب میں بتایا گیا ہے انبیاء ورسول بھی ان ہی میں سے تھے۔ بعض آیات بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۱۳ میں سورۃ یوسف آیت ۱۰۹ میں ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى "اور اے نبی! ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجے وہ بستیوں کے رہنے والے آدمی ہی تھے (کوئی فرشتے نہیں تھے) جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔" پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۱۰ میں ہے: قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا "انہوں نے کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں۔" پھر آگے آیت ۱۱ میں ہے: قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ "ان کے رسولوں نے (اس کے جواب میں) کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں۔" پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیات ۴۳ میں ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ "اور ہم نے آپ سے قبل (بھی) صرف آدمی ہی رسول بنا کر معجزات اور کتابیں دے کر بھیجے ہیں کہ ان پر وحی بھیجا کرتے تھے۔ سو اگر تم کو علم نہیں تو دوسرے اہل علم سے پوچھ دیکھو۔" پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷ میں ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ "اور اے نبی! آپ سے پہلے ہم نے جو رسول بھیجے وہ آدمی ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے اگر آپ نہیں جانتے تو جاننے والوں (اہل کتاب) سے پوچھ لیں۔"

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفسیر قرطبی۔تفسیر ماجدی)

سوال: قرآن مجید کی کن آیات میں بتایا گیا ہے کہ رسول کھانا بھی کھاتے تھے اور چلتے پھرتے بھی تھے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸ میں ہے۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ o "اور ہم نے ان رسولوں کے ایسے جسم نہ بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اور وہ حضرات ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے۔" پارہ ۱۸ سورۃ الفرقان آیت ۲۰ میں بتایا گیا ہے: وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ "اور اے نبی! آپ سے پہلے جتنے بھی ہم نے رسول بھیجے وہ سب ہی کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرا کرتے تھے۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: رسول بیوی اور اولاد بھی رکھتے تھے۔ آیت بتادیجئے؟

جواب: پارہ ۱۳ سورۃ الرعد آیت ۳۸ میں ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً "اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے۔ اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری)

سوال: اللہ کے نبی و رسول سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتے۔ قرآن نے یہ حقیقت کیسے بیان کی ہے؟

جواب: قرآن حکیم میں حضرت موسیٰؑ کے قصے میں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ خوف نہ کر۔ بے شک رسول میرے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۹ میں ہے: اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ "یہ سب پیغمبر ایسے تھے کہ اللہ کے احکام پہنچایا کرتے تھے۔ اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو کیا ذمہ داری سونپی تھی؟

جواب: قرآن پاک میں متعدد جگہ بتایا گیا ہے کہ رسولوں کے ذمے اللہ کا پیغام پہنچا دینا تھا۔ پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۹۹ میں ہے: مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ط "رسول کے ذمے تو صرف (پیغام) پہنچانا ہے۔" پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۳۵ میں

ہے: فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ "پس پیغمبروں کے ذمے تو صرف (احکام) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔" سورۃ النور آیت ۵۴ اور سورۃ العنکبوت آیت ۱۸ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔ پارہ ۲۳ سورۃ یٰسین آیت ۱۷ میں ہے کہ جب اصحاب قریہ کے پاس پیغمبر بھیجے گئے تو انہوں نے بھی اپنی قوم سے کہا: وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اور ہمارے ذمے تو صرف واضح طور پر (کھول کھول کر) پہنچا دینا تھا۔"

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: کہا گیا ہے کہ رسولوں کا کام ڈرانا اور خوشخبری سنانا ہے۔ قرآن کی زبان میں بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۳ میں ہے: فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ "پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو کہ خوشخبری (اچھے کاموں پر) سناتے تھے اور ڈراتے تھے (برے کاموں پر)" پارہ سورۃ النساء آیت ۱۶۵ میں ہے: رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ان سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف سنانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تاکہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے۔" پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۴۸ میں ہے: وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ "اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں۔" سورۃ الکہف آیت ۵۶ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ تیسیر القرآن)

سوال: نبیوں کی سچائی کے لئے انہیں کیا کچھ عطا کیا گیا؟

جواب: انہیں صحیفے، کتابیں اور نشانیاں (معجزے) عطا کئے گئے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ آیت ۲۱۳ میں ہے: وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ "اور ان کے ساتھ (آسمانی) کتابیں بھی نازل کیں۔ اس لئے کہ لوگوں کے درمیان اختلافی امور میں فیصلہ فرمائیں۔" پارہ ۲۷ میں سورۃ الحدید آیت

۲۵ میں ہے: لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ "ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دے کر بھیجا (کھلی دلیلیں دے کر) اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور انصاف کرنے (ترازو اتاری) کے حکم کو نازل کیا تاکہ لوگ اعتدال پر قائم رہیں۔"

(القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان)

سوال: کیا رسولوں پر غیب کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

جواب: جی ہاں! پارہ ۲۹ سورۃ الجن آیت ۲۶ میں ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ "غیب کا جاننے والا وہی ہے پس وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا۔ ہاں مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری۔ بیان القرآن)

سوال: اللہ نے نبیوں سے عہد لیا تھا۔ قرآن پاک کی کس آیت سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۷ میں بتایا گیا ہے: وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۝ "اور جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا اور آپؐ سے بھی نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے بھی۔ اور ہم نے ان سے پختہ عہد لیا۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ابن کثیر۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: کیا رسولوں کو اللہ کی مدد پہنچتی ہے؟

جواب: قرآن حکیم میں ہے کہ رسولوں کو دنیا میں اور آخرت میں اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۷۱، ۱۷۲ میں ہے: وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ "اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا قول پہلے ہی سے صادر ہو چکا ہے کہ بے شک وہی غالب کئے جائیں گے (مدد دی جائے گی) اور بے شک جو ہمارا لشکر ہے وہی غالب آنے والا ہے۔" پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن آیت ۵۱ میں ہے: اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ ۝ ''ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں گواہی دینے والے (یعنی فرشتے جو کہ اعمال لکھتے تھے) کھڑے ہوں گے۔''

(القرآن ۔ تیسیر القرآن ۔ احسن القرآن ۔ فتح الحمید)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ نبیوں پر اللہ کا خاص انعام ہوتا ہے ۔ آیات بتادیجئے؟

جواب: پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۹ میں بتایا گیا ہے: وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝ ''اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے ۔ یعنی نبیوں، صدیقین اور شہداء، اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں ۔'' پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۸ میں ہے: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ ''یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص انعام فرمایا ہے ۔ منجملہ دیگر انبیاء کے آدمؑ کی نسل سے ۔''

(القرآن ۔ تفسیر ابن کثیر ۔ تفسیر ماجدی ۔ فتح الحمید)

سوال: کیا سب نبی برابر ہیں اور انہیں ایک جیسا درجہ حاصل ہے؟

جواب: قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت حاصل ہے ۔ پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳ میں ہے: تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِّنْہُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَہُمْ دَرَجٰتٍ ''یہ رسول اور انبیاء ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے ۔ بعضے ان میں سے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے (موسیٰؑ) اور بعضوں کو ان میں بہت سے درجات سے سرفراز کیا ۔'' پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۵۵ میں ہے: وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ ''اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے ۔''

(القرآن ۔ تفسیر مظہری ۔ تفسیر قرطبی ۔ انبیاء کرامؑ)

سوال: کیا قرآن مجید میں تمام نبیوں کا ذکر ہے؟

جواب: قرآن مجید میں تمام نبیوں کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔ پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۴ میں ہے: وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ. ''اور ایسے پیغمبروں کو صاحب وحی بنایا جن کا حال اس سے قبل ہم آپ سے بیان کر چکے ہیں اور ایسے پیغمبروں کو جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔'' پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن آیت ۷۸ میں بتایا گیا ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ. ''اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے جن میں بعض تو وہ ہیں کہ ان کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعض وہ ہیں جن کا ہم نے آپ سے قصہ بیان نہیں کیا۔''

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر روح البیان)

سوال: ''اور سلام ہو پیغمبروں پر'' آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۸۱: وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح الحمید۔ کنز الایمان)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہر نبی کے دشمن پیدا کر دیے تھے؟

جواب: رسول اقدس ﷺ سے مخاطب ہو کر پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۳۱ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ''اور ہم اسی طرح گنہگار (مجرم) لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں۔''

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ فتح الحمید۔ کنز الایمان۔ قرآن موضوعات)

سوال: رسول اللہ ﷺ کو کن آیات میں بتایا گیا کہ ہر رسول کے ساتھ لوگوں نے مذاق کیا؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۰ میں ہے: وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ. ''اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کا بھی مذاق اڑایا گیا۔ پھر جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا

ان کو اس عذاب نے آگھیرا جس کا تمسخر اڑاتے تھے۔" یہی بات پارہ ۱۷ کی سورۃ الانبیاء آیت ۴۱ میں بھی کہی گئی ہے۔ پارہ ۲۲ سورۃ یٰسین آیت ۳۰ میں ہے:
یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝
"افسوس (ایسے) بندوں کے حال پر کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہیں اڑائی ہو" پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۶ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ "اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قرآنی موضوعات)

سوال: رسولوں کو لوگوں نے جھٹلایا تو انہوں نے کیا ردِ عمل ظاہر کیا؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۳۴ میں بتایا گیا ہے: وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَى مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّى أَتَاهُمْ نَصْرُنَا "اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی گئی پس انہوں نے اس تکذیب پر صبر ہی کیا۔" پارہ ۱۸ سورۃ المومنون آیت ۴۴ میں ہے: كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ "جب کبھی کسی اُمت کے پاس اس کا رسول آیا۔ انہوں نے اس کو جھٹلایا۔" پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۱۸ میں ہے: وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ. (ابراہیمؑ نے ارشاد فرمایا) اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو تم سے پہلے بھی بہت سی اُمتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں۔" پارہ ۲۲ سورۃ السبا آیت ۳۴ میں ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ "اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے۔" آیت ۴۴۔۴۵ میں ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ. "اور ہم نے آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی

ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) نہیں بھیجا تھا۔ اور ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے تکذیب کی تھی۔" پارہ ۲۲ میں سورۃ فاطر آیت ۴ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا گیا: وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ۔ "اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو (آپ غم نہ کریں) آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جاچکے ہیں۔" اسی سورۃ کی آیت ۲۵ میں ہے: وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ بِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ "اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلادیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا۔ ان کے پاس بھی ان کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے۔" (القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: رسولوں اور نبیوں کو بھی شیطان وسوسے میں ڈالتا ہے۔ بتایئے کس طرح محفوظ رہتے ہیں؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیات ۵۲، ۵۴ میں ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ اور (اے محمدؐ) ہم نے آپ سے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اُس نے (اللہ کے احکام) پڑھ کر سنایا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں شک (وسوسہ) نہ ڈالا ہو (کفار کے دلوں میں) پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو مٹا دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو زیادہ مضبوط کردیتا ہے۔" (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

انبیاء کرام علیہم السلام اور احادیث

انبیاء کرام علیہم السلام اور احادیث

سوال: بتایئے احادیث سے انبیاء کرام علیہم السلام کی کتنی تعداد کا پتہ چلتا ہے؟

جواب: بعض روایات میں بے شمار انبیاء کرام علیہم السلام کے بھیجے جانے کا ذکر ہے اور بعض احادیث میں یہ تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی ہے۔

(ترجمان السنہ۔ قصص الانبیاء۔ انبیائے قرآن)

سوال: کس حدیث میں انبیائے کرام علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی گئی ہے؟

جواب: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار" پھر میں نے پوچھا ان میں رسول کتنے ہیں؟ فرمایا: " تین سو تیرہ" میں نے عرض کیا، ان میں سب سے پہلے کون ہیں؟ فرمایا: آدمؑ "

(تذکرۃ الانبیاء۔ ترجمان السنہ۔ لغات القرآن)

سوال: قرآن سے انبیاء کی مساعی کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کیا ہے؟

جواب: مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: " یارسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: " انبیاء کرام علیہم السلام کی اور پھر ان کے بعد جو افضل ہیں ان کی۔ پھر ان کے بعد جو افضل ہیں ان کی۔ ہر شخص کو ان کے دین و ایمان کے حساب سے آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے، کہ اگر وہ اپنے دین و ایمان میں پختہ ہے تو اس کی

آزمائش کڑی ہوگی اور اگر وہ اپنے دین وایمان میں کمزور ہے تو اس کے ایمان کے بقدر اس کی آزمائش ہوگی۔ آزمائش بندے کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑتی جب تک وہ اسے اس حال تک پہنچادے کہ وہ زمین پر اس حالت میں چلے کہ اس کے ذمے کوئی گناہ نہ ہو۔"　(جامع ترمذی۔ تحفۃ الاحوذی)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت نوح علیہ السلام کی وصیت کن الفاظ میں بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک اعرابی سے بعض باتیں ارشاد فرمائیں اور پھر فرمایا: "بے شک اللہ کے پیغمبر نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی، میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں لا الٰہ الا اللہ کا حکم کرتا ہوں۔ بے شک اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں یہ کلمہ رکھ دیا جائے تو بے شک لا الٰہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا، اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایک حلقہ بن جائیں تو پھر بھی لا الٰہ الا اللہ ان پر بھاری ہوجائے گا۔ اور دوسری بات جس کا میں حکم دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھو۔ بے شک یہ ہر چیز کو کفایت کرنے والی ہے اور مخلوق کو رزق اسی وسیلے سے ملتا ہے۔ اور میں تمہیں روکتا ہوں دو چیزوں سے۔ ایک شرک اور دوسرے بڑائی وتکبر سے۔"

(طبرانی۔ احمد۔ قصص الانبیاء ابن کثیر)

سوال: انبیائے کرام علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: "مجھ سے پہلے انبیاء میں اتنی کسی نبی کی تصدیق نہیں کی گئی جتنی کہ میری۔ بعض انبیاء تو ایسے بھی ہوئے ہیں جن کی صرف ایک ہی شخص نے تصدیق

کی۔" آپ نے یہ بھی فرمایا: "جنت میں جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ ان میں سے اسی میرے امتیوں کی ہوں گی اور چالیس دوسرے امتیوں کی۔"

(مسلم۔ ترمذی۔ داری۔ بیہقی)

سوال: حدیث نبوی میں کن انبیاء علیہم السلام کے وادی عسفان سے گزرنے کا ذکر ہے؟

جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حج کے وقت وادی عسفان سے گزرے تو آپ نے دریافت فرمایا: اے ابوبکر یہ کون سی وادی ہے؟ عرض کیا گیا وادی عسفان۔ فرمایا: یہاں سے ہودؑ اور صالحؑ بھی گزرے تھے۔ اور وہ اونٹنیوں پر سوار تھے جن کی مہاریں کھجور کی رسی کی تھیں اور ان کے جسم پر عبائیں تھیں اور سیاہ اور سفید نشانوں والی چادریں تھیں۔ تلبیہ پڑھتے ہوئے اللہ کے گھر کی طرف حج کرنے جا رہے تھے۔ طبرانی کی روایت میں حضرت نوح علیہ السلام، ہود علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ہے۔

(مسند احمد۔ قصص الانبیاء)

سوال: انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کونسی حدیث بیان فرمائی ہے؟

جواب: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دس باتیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہیں۔ (۱) مونچھیں کتروانا۔ (۲) ڈاڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرانا (۴) ناک کی پانی سے صفائی کرنا (۵) ناخن کتروانا (۶) انگلیوں کے جوڑ دھونا (۷) بغلوں کے بال صاف کرنا (۸) زیر ناف بال صاف کرنا (۹) استنجاء کرنا (۱۰) ختنہ کرنا۔　　(صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: انبیائے کرام علیہم السلام کو امتحانوں اور آزمائشوں سے گزرنا پڑا۔ ان کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا: "ہم انبیاءؑ اپنے اپنے مراتب کے

لحاظ سے امتحان کی صعوبتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔" (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے دلوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: "ہم لوگ جو انبیاءؑ ہوتے ہیں، ہماری صرف آنکھیں ہی سوتی ہیں۔ دل ہرگز نہیں سوتے۔" (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ اسلام کا تصور نبوت)

سوال: قبروں میں حیات کے انبیاءؑ کے بارے میں ارشادات نبوی کیا ہیں؟

جواب: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: "انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اوس فرماتے ہیں کہ رسول رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: " زمین انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو نہیں کھاتی۔" حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: "اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاءؑ کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی (قبر میں) زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے۔"

(حیاۃ الانبیاء۔ مجمع الزوائد۔ سنن نسائی۔ فتح الباری۔ مستدرک۔ صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ)

سوال: رسالت مآب ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کے اجسام کی پیدائش کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؐ نے ارشاد فرمایا: "ہم انبیاء علیہم السلام کے اجسام کی پیدائش اور نشو و نما اہل جنت کے ارواح کے طرز طریق پر ہوتی ہے۔" (خصائص۔ مشکوٰۃ۔ مسلم)

سوال: انبیاء علیہم السلام کی موت کے بارے میں ارشادات نبوی بتا دیجئے؟

جواب: ان کو وفات سے پہلے اپنی موت و حیات میں اختیار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپؐ نے اپنے بارے میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ایسا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو دنیا کو اختیار کرے یا ان انعامات کو جو اللہ کے ہاں اس کے لئے تیار ہیں۔ ان کو اختیار کرے، چنانچہ اللہ

تعالیٰ کے اس بندے نے ان دونوں میں ان انعامات ہی کو پسند کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے ہیں۔" ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اپنی صحت کے زمانے میں رسول رحمت ﷺ فرمایا کرتے تھے: "کسی نبی کی وفات نہیں ہوتی جب تک کہ اس کو جنت میں اس کا مقام دکھا نہ دیا جائے۔ بعد ازاں اس کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے، خواہ دنیا کی زندگی کو اور خواہ جنت کی زندگی کو۔" (صحیح بخاری۔ترمذی)

سوال: انبیاء کرام علیہم السلام نے بکریاں چرائی ہیں۔حدیث نبوی بتا دیجئے؟

جواب: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضور اقدس سے عرض کیا کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (صحیح بخاری)

سوال: انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کے بارے میں کیا ارشاد نبوی ہے؟

جواب: احادیث نبوی میں ہے کہ ہر نبی کی ایک دعا ہے (خاص اپنے لئے) جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔یعنی وہ دعا ضرور قبول کی جائے گی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔فوائد عثمانی)

انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر مذاہب

انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر مذاہب

حضرت آدم علیہ السلام

سوال: توریت میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کن الفاظ میں کیا گیا ہے؟

جواب: ''اور خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی مانند بنائیں۔ اور وہ سمندر کی مچھلیوں اور آسمانوں کے پرندوں اور چوپایوں اور کل روئے زمین اور سب کیڑے مکوڑوں پر جو زمین پر رینگتے ہیں حکومت کرے۔'' (توریت۔ تکوین باب نمبر ا انسان کی پیدائش)

سوال: کیا توریت میں حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ بنائے جانے کا ذکر ہے؟

جواب: جی ہاں! توریت میں ہے: ''اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اس نے اس کو پیدا کیا۔ نر و ناری ان کو پیدا کیا۔ اور خدا نے انہیں برکت دی اور کہا کہ پھلو اور بڑھو۔ اور زمین کو معمور و محکوم کرو۔ اور سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں اور سب مخلوقات پر جو زمین پر چلتی ہیں حکومت کرو۔''

(تکوین باب نمبر ا: انسان کی پیدائش)

سوال: آدم علیہ السلام کی مٹی سے تخلیق اور روح پھونکنے کے بارے میں توریت کے الفاظ کیا ہیں؟

جواب: ''اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا۔ اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا اور انسان جیتی جان ہوا۔'' (تکوین باب نمبر ۲: جنت فردوس)

سوال: توریت میں انسان (آدم علیہ السلام) کو جنت میں ٹھہرانے کا ذکر ہے۔ یہ کون سی جنت تھی؟

جواب: توریت کے مطابق یہ زمینی جنت تھی: ''اور خداوند خدا نے مشرق کی طرف عدن

میں ایک باغ لگایا۔ اور انسان کو جسے اس نے بنایا تھا اس میں رکھا۔"

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۲: زمینی فردوس)

سوال: مفسرین کے مطابق حضرت حوا علیہا السلام کا یہ نام اس لیے تھا کیونکہ ان کو ایک جاندار سے پیدا کیا گیا تھا۔ یا پھر اس لیے کہ وہ سارے انسانوں کی ماں تھیں۔ بتایئے توریت میں ان کی پیدائش کا ذکر کیسے ملتا ہے؟

جواب: "اور خداوند خدا نے کہا کہ انسان کا اکیلا رہنا اچھا نہیں۔ ہم اس کے لیے ایک مددگار اس کی مانند بنائیں۔ تب خداوند خدا نے انسان پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا، اس نے پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی اور اس کی جگہ گوشت بھر دیا۔ اور خداوند خدا نے اس پسلی سے جو اس نے انسان سے نکالی تھی ایک عورت بنائی اور اسے انسان کے پاس لایا۔ اور انسان نے کہا: اب یہ میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے۔ وہ ناری کہلائے گی کیونکہ نر سے نکالی گئی۔

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۲: عورت کی پیدائش)

سوال: قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کے نام بتائے، توریت میں کن ناموں کا ذکر ہے؟

جواب: توریت میں ہے: "اور خداوند خدا زمین کے سب جاندار اور آسمان کے سب پرندے مٹی سے بنا کر انسان کے پاس لایا تاکہ دیکھے کہ وہ ان کے کیا نام رکھتا ہے۔ پس آدم علیہ السلام نے ہر ایک جاندار کو جو نام دیا وہی اس کا نام ہوا۔ اور انسان نے سب چرندوں اور آسمان کے سب پرندوں اور زمین کے سب درندوں کا نام رکھا پر انسان کو اپنی مانند کوئی مددگار نہ ملا۔ (توریت۔ تکوین باب نمبر ۲: عورت کی پیدائش)

سوال: بتایئے توریت میں آدم علیہ السلام کا نام کہاں آیا ہے؟

جواب: تکوین باب ۲ کے علاوہ باب ۵ میں ہے: "جس دن خدا نے انسان کو خلق کیا تو اسے خدا کی صورت پر بنایا۔ نر اور ناری انہیں بنایا۔ اور انہیں برکت دی اور جس دن وہ پیدا کیے گئے اس نے ان کا نام آدم علیہ السلام رکھا۔

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۵: آدم کا نسب نامہ)

سوال: قرآن پاک میں حضرت حوا علیہا السلام کا نام کسی سورۃ میں نہیں آیا۔ کیا توریت میں یہ نام ہے؟

جواب: جی ہاں! توریت میں ہے: اور آدمی (آدم علیہ السلام) نے اپنی بیوی کا نام حوا رکھا۔ اس لیے کہ وہ سب زندوں کی ماں اور خداوند خدا نے آدمی اور اس کی بیوی کے واسطے چمڑے کے کرتے بنا کر پہنائے۔ (توریت۔ تکوین باب نمبر۳: نجات و مدد کا وعدہ)

سوال: بائبل میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو بہکانے کے لیے شیطان سانپ کی صورت میں جنت میں داخل ہوا۔ اس نے حضرت حوا علیہا السلام سے کیا کہا؟

جواب: حضرت حوا علیہا السلام نے اسے بتایا کہ خدا نے اس درخت کا پھل کھانے سے منع کیا ہے ورنہ مر جاؤ گے۔ تو سانپ نے کہا: ''تم ہرگز نہ مرو گے۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے، تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔'' (توریت۔ تکوین باب نمبر۳: پہلے گناہ کا بیان)

سوال: بائبل کے مطابق حضرت حوا نے پھل خود بھی کھایا اور اپنے شوہر کو بھی کھلایا۔ اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب: ''اور دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اپنی عریانی محسوس کر کے انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی لیا۔ اور اپنے لیے لنگیاں بنا لیں۔'' (توریت۔ تکوین باب نمبر۳: پہلے گناہ کا بیان)

سوال: سانپ کے بہکانے پر عورت اور مرد دونوں نے پھل کھا لیا تو خدا نے کیا کہا؟

جواب: مرد نے کہا کہ میں نے عورت کے کہنے پر پھل کھایا۔ عورت نے کہا کہ میں نے سانپ کے کہنے پر پھل کھایا۔ خدا نے کہا: ''کیا تو نے اس درخت کا پھل نہیں کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا۔'' (توریت۔ تکوین باب نمبر۳: گناہ کی سزا)

سوال: بائبل کے مطابق خدا نے سانپ سے کیا کہا؟

جواب: ''خداوند خدا نے سانپ سے کہا، چونکہ تو نے یہ کیا، ملعون ہے تو۔ تمام چرندوں اور

درندوں میں۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا۔ اور اپنی زندگی کے تمام ایام تو خاک چاٹے گا۔ میں تیرے اور عورت کے درمیان عداوت ڈال دوں گا۔ بلکہ تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی اور تو اس کی ایڑی کی تاک میں رہے گا۔

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۳: گناہ کی سزا)

سوال: توریت میں ہے: "پھر اس نے عورت سے کہا، میں تیرے درد حمل کو بہت بڑھاؤں گا۔ تو درد کے ساتھ اولاد جنے گی۔ تو اپنے شوہر کے اختیار میں رہے گی۔ تجھ پر وہ حکومت کرے گا۔" خدا نے آدمی سے کیا کہا؟

جواب: "اور آدمی سے کہا، چونکہ تم نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا۔ اس لیے زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ محنت کے ساتھ تو اپنی زندگی کے تمام ایام اس سے کھائے گا۔ وہ تیرے لیے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائے گی۔ کھیت کی نباتات تیری خوراک ہوں گی۔ تو اپنے منہ کے پسینے سے روٹی کھائے گا۔ جب تک کہ تو زمین میں پھر نہ لوٹے جہاں سے تو لیا گیا۔" (توریت۔ تکوین باب نمبر ۳: نجات دہندہ کا وعدہ)

سوال: بائبل تکوین باب ۳ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور جنت میں رکھا گیا۔ بتایئے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلنے کا حکم کیوں ملا؟

جواب: شجر ممنوعہ کا پھل کھا لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بطور سزا آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کو جنت سے نکالا۔ بائبل میں ہے: "اور خداوند خدا نے کہا: دیکھو آدمی نیک و بد کی پہچان میں ہماری مانند ہو گیا اور اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور شجر حیات بھی کچھ کھالے۔ اور ہمیشہ جیتا رہے۔ اس لیے خداوند خدا نے اس کو باغ عدن سے باہر نکال دیا۔ تاکہ اس زمین کی جس سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے۔"

(تکوین۔ نجات دہندہ کا وعدہ)

سوال: توریت میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا نام قائن بیان کیا گیا ہے اور دوسرے کا ہابیل بتایئے ان کا پیشہ کیا تھا اور انہوں نے خدا کو کس طرح نذر پیش کی؟

جواب: قائن کھیتی باڑی کرتا تھا اور ہابیل بھیڑ بکریاں چراتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد قائن اپنی زمین کے پھل میں سے خداوند کے لیے تحفہ لایا اور ہابیل اپنی پلوٹھی اور موٹی بکریوں میں سے لایا۔ ہابیل کا ہدیہ قبول ہوا اور قابیل کا نہیں ہوا۔

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۴: قائین اور ہابیل)

سوال: بائبل میں بھی قابیل (قائین) کے ہاتھوں ہابیل کے قتل کی وجہ نہیں بتائی گئی۔ قائین کا گناہ کیسے معاف ہوا؟

جواب: ''قائین نے خداوند خدا سے کہا کہ میرا قصور ناقابل معافی ہے۔ مجھے تیرے حضور سے چھپا رہنا پڑے گا۔ اور جو کوئی مجھے پائے گا قتل کر ڈالے گا۔ تب خداوند نے اس سے کہا، ہرگز نہیں۔ جو کوئی قائین کو مار ڈالے اس سے سات گنا بدلہ لیا جائے گا۔ اور خداوند نے قائین کے لیے ایک نشان ٹھہرایا کہ کوئی اسے پا کر مار نہ ڈالے۔ سو قائین خدا کے حضور سے چلا گیا اور عدن کے مشرق کی طرف نود کی سرزمین میں جا بسا۔''

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۴: قائین اور ہابیل)

سوال: بائبل میں آبادی میں اضافے کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: ''قائین کی بیوی آدم علیہ السلام کی بیٹی اور اس کی بہن تھی۔ دنیا کے شروع میں خدا نے ایسی شادی کی اجازت دی۔ ورنہ آدم علیہ السلام کی نسل بڑھ نہ سکتی تھی۔''

(توریت۔ تکوین باب نمبر ۴: قائین کی اولاد)

سوال: قرآن نے بتایا کہ اللہ نے انسان (آدم علیہ السلام) کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی۔ بائبل میں انسان کی تخلیق کیسے بتائی گئی ہے؟

جواب: بائبل میں ہے ''اور خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی مانند بنائیں۔'' پھر کہا گیا ہے: ''اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اس نے اس کو پیدا کیا۔'' جس دن خدا نے انسان کو تخلیق کیا تو اسے خدا کی صورت پر بنایا۔''

(عہد عتیق۔ تکوین باب نمبر ۱: انسان کی پیدائش)

سوال: قرآن نے حضرت آدم علیہ السلام کے معافی مانگنے اور توبہ قبول ہونے کا ذکر کیا

ہے جبکہ بائبل میں حضرت آدم علیہ السلام کے معافی مانگنے کا ذکر نہیں۔ بتایئے قابیل (قائن) کے بارے میں قرآن اور بائبل کیا کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کہتا ہے (سورۃ المائدہ آیت ۳۲) مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ ۚ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا م بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ط وَ مَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ط ''اس لیے ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جس نے کسی شخص کو بغیر جان کے بدلے یا دنیا میں بدون فساد کے قتل کیا تو گویا اس نے سب کو قتل کیا اور جس نے ایک کو بچا لیا گویا اس نے سب کو بچا لیا۔'' بائبل میں قائین کے بارے میں ہے: ''جب خدا نے کہا ہرگز نہیں۔ جو کوئی قائین (قابیل) کو مار ڈالے اس سے سات گنا بدلہ لیا جائے گا۔ اور خداوند نے قائین کے لیے ایک نشان ٹھہرایا کہ کوئی اسے پا کر مار نہ ڈالے۔'' (عہد عتیق۔ تکوین باب نمبر ۴۔ قائین اور ہابیل)

سوال: قرآن نے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کو حضرت آدم علیہ السلام کی بھول اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر غلطی کرنا قرار دیا ہے۔ بائبل نے کیا بیان کیا؟

جواب: بائبل میں اسے غلطی کی بجائے گناہ کہا گیا ہے۔ جبکہ انبیاء گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ (عہد عتیق۔ تکوین باب نمبر ۳: پہلے گناہ کا بیان۔ گناہ کی سزا)

حضرت شیث علیہ السلام

سوال: قرآن میں حضرت شیث علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا گیا جبکہ احادیث سے ان کے نبی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ بائبل میں حضرت شیث علیہ السلام کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: بائبل میں صرف اتنا بتایا گیا ہے: ''اور آدم پھر اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اور اس کا نام شیث علیہ السلام رکھا اور کہنے لگی کہ خدا نے ہابیل کے عوض جس کو قائین نے قتل کیا، مجھے دوسرا فرزند دے دیا ہے۔'' ایک اور مقام پر آدم علیہ السلام کے نسب نامہ میں ہے: ''آدم ایک سو تیس برس کا تھا کہ اس کا ایک

بیٹا اس کی صورت پر اور اس کی مانند پیدا ہوا اور اس کا نام اس نے شیث علیہ السلام رکھا۔ اور شیث علیہ السلام کی پیدائش کے بعد آدم علیہ السلام آٹھ سو برس جیتا رہا۔ شیث علیہ السلام ایک سو پانچ برس کا تھا کہ اس سے انوش پیدا ہوا۔ انوش کی پیدائش کے بعد شیث علیہ السلام آٹھ سو سات برس جیتا رہا۔ اور شیث علیہ السلام کے کل ایام نو سو بارہ برس ہوئے۔" (عہد عتیق۔ تکوین باب نمبر۲: شیث کی پیدائش۔ آدم کا نسب نامہ)

حضرت ادریس علیہ السلام

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کا نام توریت میں اخنوخ خنوخ یا حنوک آیا ہے۔ ان کی زندگی کے کن پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے؟

جواب: "اور یارد (حضرت ادریس علیہ السلام یا حنوک کے والد) ایک سو باسٹھ برس کا تھا کہ اس سے حنوک پیدا ہوا .... اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اور حنوک کے کل ایام تین سو پینسٹھ برس ہوئے۔ اور وہ خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور خدا نے اسے اٹھا لیا اور وہ نمودار نہ رہا۔" (عہد عتیق۔ تکوین باب نمبر۵۔ آدم کا نسب نامہ)

حضرت نوح علیہ السلام

سوال: بتائیے کن مذاہب میں حضرت نوح علیہ السلام کو نبی مانا جاتا ہے؟

جواب: وہ تمام مذاہب جو خود کو آسمانی کتابوں سے منسوب کرتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کو نبی مانتے ہیں اور ان کی نبوت اور تقدس کے قائل ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ یہودی اور عیسائی بھی آپ کو پیشوا مانتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام سے ہی دوبارہ کرۂ ارض پر انسانی اور حیوانی زندگی میں اضافہ ہوا۔ (تاریخ الانبیاء۔ القرآن۔ بائبل۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتائیے طوفان نوح کے بارے میں کون سے مذاہب متفق ہیں؟

جواب: تمام آسمانی مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) اس بات پر متفق ہیں کہ طوفان نوح علیہ السلام آیا تھا اور یہ عالمگیر تھا۔ اہل ہند کی اکثریت اور زرتشت مجوسی اور

بعض جاہل افراد اس سے انکار کرتے ہیں۔ بعض اہل ہند کہتے ہیں کہ یہ طوفان صرف بابل کی بستی پر آیا تھا ہندوستان پر نہیں کیونکہ انہیں یہ بادشاہت اپنے آباؤ اجداد یعنی کیومرشا (آدم علیہ السلام) سے ابھی تک متواتر ملتی چلی آرہی ہے۔

(القرآن۔ بائبل۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بائبل میں حضرت نوح علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کس طرح ملتا ہے؟

جواب: بائبل میں ہے: "لامک ایک سو بیاسی برس کا تھا جب اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اور اس نے اس کا نام نوح رکھا۔ اور کہا کہ یہ ہمارے ہاتھوں کی محنت اور مشقت سے اس زمین پر جس پر خداوند نے لعنت کی ہمیں آرام دے گا۔"

(تکوین باب نمبر۵: آدم کا نسب نامہ)

سوال: بتایئے بائبل کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کون سی تھی؟

جواب: نوح پانچ سو برس کا تھا جب اس سے سام، حام اور یافث (یکے بعد دیگرے) پیدا ہوئے۔

(تکوین۔ باب نمبر۵: آدم کا نسب نامہ)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام تمام قوموں اور مذاہب کے لیے محترم مانے گئے ہیں۔ توریت میں آپ کو کن لفظوں سے یاد کیا گیا ہے؟

جواب: عہد عتیق میں ہے: "مگر نوح علیہ السلام نے خدا کی آنکھوں میں مقبولیت پائی۔ نوح اپنی کشتی میں صادق اور کامل آدمی تھا۔ اور وہ خدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔"

(تکوین باب نمبر۶: انسان کا گناہ اور خدا کا قہر)

سوال: بائبل میں طوفان نوح علیہ السلام کی کیا وجہ بتائی گئی ہے؟

جواب: کہا گیا ہے کہ: "اور خدا نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی شرارت بہت بڑھ گئی ہے اور اس کے دل کے خیالات کا تصور ہر وقت بدی کی طرف مائل ہے۔ تو وہ زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور دل میں غمگین ہوا۔ (خدا جو تبدیلی لاتا ہے، پچھتانے اور غمگین ہونے سے پاک ہے)۔ تب اس نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا بمعہ حیوانوں اور کیڑوں مکوڑوں اور آسمان کے پرندوں کے روئے

زمین پر سے مٹا ڈالوں گا۔" (تکوین باب نمبر ۶ انسان کا گناہ اور خدا کا قہر)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کو کس طرح طوفان کے بارے میں خبر دی گئی؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام کو بتایا گیا: "کل بشر کا خاتمہ میرے سامنے آ پہنچا ہے۔ کیونکہ ان کے سبب سے زمین ظلم سے بھر گئی۔ اور میں ان کو زمین کے ساتھ نیست و نابود کروں گا۔" ...."اور دیکھ میں زمین پر بڑے طوفان کا پانی لاؤں گا۔"

(عہد عتیق۔ تکوین باب نمبر ۶: کشتی کی تیاری)

سوال: بائبل کے بیان کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کیسی تھی؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ملا۔ تو اپنے واسطے گوپھر کی لکڑی کے تختوں کی ایک کشتی بنا اس کشتی میں کوٹھڑیاں تیار کر۔ اور اس کے باہر اور اندر رال لگا۔ اور اس کو اس طرح بنا کہ کشتی کا طول تین سو ہاتھ اور اس کا عرض پچاس ہاتھ اس کی بلندی تیس ہاتھ کی ہو۔ اور اس کشتی میں ایک روشن دان بنا۔ اوپر سے لے کر ایک ہاتھ میں اسے تمام کر۔ اور کشتی کی ایک طرف دروازہ بنا۔ اور نیچے کی منزل اور اس میں تین منزلیں بنا۔ پہلی دوسری اور تیسری۔ (عہد عتیق۔ تکوین باب نمبر ۶: کشتی کی تیاری)

سوال: قرآن نے ایک عالمگیر طوفان کا بتایا ہے۔ بائبل میں طوفانِ نوح علیہ السلام کا بیان کیسے ہے؟

جواب: "اور دیکھ میں زمین پر بڑے طوفان کا پانی لاؤں گا۔ کہ ہر ایک جسم کو جس میں زندگی کا دم ہے۔ آسمان کے نیچے سے ہلاک کروں۔ اور سب چیزیں جو زمین پر ہیں فنا ہوں گی۔ میں تیرے ساتھ اپنا عہد قائم کروں گا۔"

(عہد عتیق۔ باب نمبر ۶۔ کشتی کی تیاری)

سوال: بائبل کے مطابق کشتی نوح میں کتنے افراد تھے؟ اور جانوروں کی تعداد کیا تھی؟

جواب: حکم ہوا: "اور تو کشتی میں داخل ہوگا۔ تو اور تیرے ساتھ تیرے بیٹے اور تیری بیوی اور تیرے بیٹوں کی بیویاں بھی۔ اور سب جانداروں میں سے ہر جنس کے دو دو نر اور مادہ اپنے ساتھ کشتی میں لے۔ تاکہ زندہ رہیں۔ پرندوں میں سے ان کی اقسام

کے موافق اور چوپایوں میں سے ان کی اقسام کے موافق۔ اور زمین پر رینگنے والوں سے اُن کی اقسام کے موافق ہر ایک جنس کے دو دو تیرے ساتھ کشتی میں جائیں گے۔ تاکہ وہ زندہ رہیں۔" سب پاک جانوروں میں سے سات سات نر اور مادہ۔ اور ناپاک جانوروں میں سے دو دو نر اور مادہ لے۔ اور آسمان کے پرندوں میں سے بھی سات سات نر اور مادہ لے تاکہ روئے زمین پر ان کی نسل باقی رہے۔"

(عہد عتیق۔ باب نمبر ۶، ۷: کشتی کی تیاری۔ نوح کا کشتی میں داخل ہونا)

سوال: طوفان نوح کب شروع ہوا اس کی شدت کتنی تھی اور یہ کب ختم ہوا؟

جواب: بائبل کا کہنا ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کی تیاری اور نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے کے سات دن بعد طوفان شروع ہوا۔ چالیس دن اور چالیس رات تک زمین پر پانی برستا رہا۔ زمین پر ہر ذی روح کو ختم کر دیا گیا (سوائے کشتی میں سوار ہونے والوں کے) کہا گیا ہے: "نوح کی عمر کے چھ سویں برس میں دوسرے مہینے کی سترھویں تاریخ کو اسی دن عمیق گہراؤ کے تمام چشمے پھوٹ نکلے اور آسمان کی تمام آبشاریں کھل گئیں اور چالیس دن اور چالیس رات تک زمین پر بارش ہوتی رہی۔ اور پانی بڑھ گیا۔ اور کشتی کو زمین پر سے اٹھا لیا گیا۔ اور کشتی پانی کے اوپر چلتی تھی۔ اور پانی زمین پر بہت ہی زیادہ بڑھ گیا۔ اور سب اونچے پہاڑ جو کل آسمان کے نیچے ہیں چھپ گئے۔ اور پندرہ ہاتھ پانی ان کے اوپر چڑھا اور پہاڑ ڈوب گئے اور کل بنی نوع انسان مر گئے۔ اور پانی کی باڑھ ڈیڑھ سو دن تک زمین پر رہی۔ اور چھ سو ایک برس کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ کو زمین پر کا پانی سوکھ گیا۔

(عہد عتیق۔ باب نمبر ۷)

سوال: کشتی نوح علیہ السلام کب اور کہاں جا کر ٹھہری؟ اور نوح علیہ السلام کب باہر تشریف لائے؟

جواب: بائبل میں ہے: "زمین پر ایک ہوا چلائی اور پانی کم ہونے لگا۔ عمیق گہراؤ کے تمام چشمے اور آسمان کی تمام آبشاریں بند ہوئیں اور بارش تھم گئی۔ اور پانی زمین پر سے

آہستہ آہستہ کم ہونے لگا۔ اور ڈیڑھ سو دن کے بعد گھٹ گیا اور ساتویں مہینے کی سترھویں تاریخ کو کوہ اراراط پر کشتی ٹھہر گئی۔ اور پانی دسویں مہینے تک گھٹتا رہا۔ اور دسویں مہینے کی پہلی تاریخ کو پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آئیں۔" اور پھر چالیس دن گزرنے پر نوح نے پہلے ایک کوا اور پھر کبوتری اڑائی تاکہ پانی سوکھنے کی خبر لائیں۔ پھر سات روز ٹھہر کر کبوتری کو پھر اڑایا جو واپس نہ آئی۔ دوسرے مہینے میں ستائیس تاریخ کو زمین سوکھ گئی اور خدا نے نوح سے کہا کہ کشتی سے باہر نکل آ۔"

(توریت۔ عہد عتیق باب نمبر ۸)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ نوح علیہ السلام نے طوفان کے خاتمے اور کشتی سے باہر آنے کے بعد شکرانے کے طور پر روزہ رکھا تھا۔ بائبل کیا کہتی ہے؟

جواب: بائبل میں ہے: "تب نوح علیہ السلام نے خداوند کے لیے ایک مذبح بنایا۔ اور سب پاک چرندوں اور پرندوں میں سے لے کر اس مذبح پر سوختنی قربانیاں چڑھائیں۔"

(عہد عتیق۔ باب نمبر ۸)

سوال: بائبل کہتی ہے کہ خدا نے نوح علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کو برکت دی اور انہیں زمین پر پھلنے پھولنے کا موقع دیا۔ بتایئے خدا نے ان سے کیا عہد کیا؟

جواب: "اور خدا نے نوح سے اور اس کے بیٹوں سے کہا۔ دیکھو میں اپنا عہد تم سے اور تمہارے بعد تمہاری نسل سے اور جانداروں سے قائم کرتا ہوں کہ کوئی جاندار پانی کے طوفان سے پھر ہلاک نہ ہوگا اور نہ (اتنا بڑا) طوفان ہی دوبارہ آئے گا کہ زمین کو تباہ کر دے۔" (عہد عتیق۔ باب نمبر ۸)

سوال: بعض مفسرین اور مورخین کا کہنا ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد سے قوس قزح اس بات کی علامت بن گئی تھی کہ اب بارشیں نہیں ہوں گی بائبل میں اس علامت کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟

جواب: "میں اپنی کمان بادل میں رکھتا ہوں۔ وہ میرے اور زمین کے درمیان عہد کا نشان ہو۔ جس دن میں زمین کے اوپر بادل لاؤں اور میری کمان بادل میں نظر آئے۔ تو

میں اس عہد کو یاد کروں گا جو میرے اور تمہارے اور ہر جاندار کے درمیان ہے۔ طوفان کا پانی دوبارہ نہ چڑھے گا۔ کہ تمام جانداروں کو ہلاک کرے۔ کمان جب بادل میں ہوگی میں اسے دیکھوں گا اور میں اس دائمی عہد کو یاد کروں گا۔"

(توریت۔ عہد عتیق۔ باب نمبر ۸)

سوال: بائبل میں نوح علیہ السلام کے نافرمان بیٹے کا ذکر نہیں ہے۔ کون سے بیٹے نوح علیہ السلام کے ساتھ تھے؟

جواب: بائبل میں ہے: اور نوح علیہ السلام کے بیٹے جو کشتی سے نکلے سام، حام اور یافث تھے۔ اور حام کنعان کا باپ ہے۔ نوح علیہ السلام کے یہی تین بیٹے تھے اور ان ہی سے تمام زمین پر بنی نوع انسان پھیلے۔" (عہد عتیق۔ باب نمبر ۹: نوح کی لعنت اور برکت)

سوال: قرآن پاک نے تمام انبیاء علیہ السلام کو مقدس اور معصوم کہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بائبل کیا بیان کرتی ہے؟

جواب: "اور نوح کھیتی کرنے لگا۔ اور اس نے انگور کا باغ لگایا اور اس کی مے پی کر نشے میں آیا اور اپنے ڈیرے کے اندر برہنہ ہو گیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور اپنے دونوں بھائیوں کو جو باہر تھے خبر دی۔ تب سام اور یافث نے کپڑے سے اپنے باپ کی برہنگی کو چھپایا۔ جب نوح مے کے نشے سے ہوش میں آیا اور اسے اس صورت حال کا پتہ چلا تو اس نے کہا۔ کنعان ملعون ہو۔ وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہو۔ خداوند سام کا خدا مبارک ہو۔ کنعان اس کا غلام ہو۔ خدا یافث کو پھیلائے کہ وہ سام کے خیموں میں بسے اور کنعان اس کا غلام ہو۔" یہودیوں کی روایت ہے کہ پہلے کنعان نے دادا کو دیکھا اور اپنے باپ حام کو خبر دی۔ (عہد عتیق۔ باب نمبر ۹۔ نوح کی لعنت اور برکت)

سوال: بائبل میں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کتنی بیان کی گئی ہے؟

جواب: "اور طوفان کے بعد نوح ساڑھے تین سو برس جیتا رہا۔ اور نوح کے کل ایام ساڑھے نو سو برس ہوئے۔ تب وہ مرا۔" (عہد عتیق۔ باب نمبر ۹)

سوال: بتایئے مختلف زبانوں کے ظہور میں آنے کے بارے میں بائبل کیا کہتی ہے؟

جواب: بائبل کہتی ہے: ''اور تمام زمین پر ایک ہی لسان اور ایک ہی زبان تھی۔ نوح علیہ السلام کی اولاد بابل شہر کا برج بنا رہے تھے۔ اور خداوند نے کہا دیکھو وہ لوگ ایک ہی ہیں۔ اور ان سب کی ایک ہی زبان ہے۔ آؤ ہم اتریں اور وہاں ان کی زبان میں اختلاف ڈالیں تاکہ وہ ایک دوسرے کی بات نہ سمجھ سکیں۔ اور خداوند نے ان کو اس جگہ سے تمام زمین پر پراگندہ کیا۔ اور وہ شہر کے بنانے سے رک گئے۔ اس لیے اس کا نام بابل ہوا۔ کیونکہ وہاں خداوند نے ساری زمین کی زبان میں اختلاف ڈالا۔ اور وہاں سے خدا نے ان کو پراگندہ کیا۔'' (تکوین۔ باب نمبر ۱۱: بابل کا برج)

حضرت ابراہیم و اسماعیل و اسحاق علیہم السلام

سوال: توریت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نسب نامہ کس طرح بیان ہوا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن راعو بن فالغ بن عابر بن سالح بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔

(توریت۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: اہل کتاب کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بھائیوں میں کتنے نمبر پر تھے؟

جواب: ان کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام منجھلے یعنی درمیانی بھائی تھے۔ اور ہاران اپنے والد کے زمانے ہی میں اسی سرزمین میں وفات پا گئے تھے جہاں ان کی پیدائش ہوئی تھی۔ اور وہ کلدانیوں کی زمین ہے اور اس سے مراد بابل ہے۔

(توریت۔ قصص الانبیاء)

سوال: توریت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کیا نام آیا ہے؟ اور پیدائش کا شہر کون سا بتایا گیا ہے؟

جواب: توریت میں ابرام اور ابراہیم دونوں نام آئے ہیں۔ آپ کی پیدائش اُور UR میں

ہوئی۔ آپ وہاں کے باشندے اور اہل فدان میں سے تھے۔

(تاریخ الانبیاء۔ توریت۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: توریت میں بھی قربانی کا ذکر ہے۔ بتائیے کس انداز سے؟

جواب: توریت میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کو قربان کرنا چاہا اور فرشتے نے ندا دی کہ (اے ابراہیم علیہ السلام) ہاتھ روک تو فرشتے نے یہ الفاظ کہے، خدا کہتا ہے کہ چونکہ ایسا کام کیا ہے اور اپنے اکلوتے بیٹے کو بچا نہیں رکھا۔ میں تجھ کو برکت دوں گا، اور تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور ساحل سمندر (دریا) کی ریت کی طرح پھیلا دوں گا۔ (قوائد شافی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ توریت)

سوال: موجودہ توریت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی جگہ کون سی بتائی گئی ہے؟

جواب: موجودہ توریت میں ہے کہ قربانی کا مقام موریا ہے یا مریا تھا۔ یہود و نصاریٰ نے حسب عادت اس مسئلے کو بھی الجھانے کی کوشش کی ہے۔ مفسرین اور مؤرخین کے مطابق حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اصل قربان گاہ مروہ تھی۔ حجاج اور قربانی کے جانوروں کی کثرت کی وجہ سے منیٰ تک توسیع ہوگئی۔

سوال: توریت کی روایات کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق کے قصبے اور کے باشندے تھے اور اہل فدان میں سے تھے۔ بتائیے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ میں چھوڑنے کے بارے میں اسرائیلی روایات کیا ہیں؟

جواب: اسرائیلی روایات میں ہے کہ حضرت سارہ کو جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش کا پتہ چلا تو ہاجرہ علیہا السلام سے رشک پیدا ہوا اور شاق گزرا کیونکہ وہ آپ کی چہیتی اور بڑی بیوی ہونے کے ناطے گھر کی مالک تھی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اصرار کیا کہ ہاجرہ علیہ السلام اور اس کا بیٹا اس کی نگاہوں کے سامنے نہ رہے۔ (توریت۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: توریت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس سرکش گروہ کو شکست دی تھی؟

جواب: توریت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس لشکر کو شکست دی وہ عیلام

بادشاہ کا تھا جو سلطنت سدوم کا حکمران تھا۔ ان لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو گرفتار کر لیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تین سو اٹھارہ آدمیوں کا لشکر لے کر ان کی طرف گئے اور حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قید سے چھڑایا۔ (قصص الانبیاء۔ توریت)

سوال: توریت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ بتایا گیا ہے۔ بیوی کا نام کیا ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم کی پہلی بیوی کا نام سارائی آیا ہے جو بانجھ تھیں۔ (تکوین باب نمبر۱۱)

سوال: ابراہیم کب پیدا ہوئے اور کب ان کے خاندان نے نقل مکانی کی؟

جواب: تارح ستر برس کا تھا جب اس سے ابرام (ابراہیم) اور ناحور اور ہاران پیدا ہوئے۔ اور تارح نے اپنے بیٹے ابرام اور اپنے پوتے ہاران کے بیٹے لوط اور اپنی بہو سارائی (اپنے بیٹے ابراہم کی بیوی) کو لیا اور ان کے ساتھ کلدانیوں کے اور سے روانہ ہوا۔ تاکہ کنعان کے ملک جائے اور حاران تک آئے اور وہاں رہنے لگے۔

(تکوین۔ باب نمبر۱۱)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے باپ کے گھر سے روانہ ہونے کے لیے کس طرح حکم ہوا؟

جواب: توریت میں ہے: "اور خداوند نے ابرام سے کہا۔ تو اپنے وطن اور اپنے اقرباء کے درمیان سے بلکہ اپنے باپ کے گھر سے روانہ ہو۔ اور اس سرزمین میں چل جو میں تمہیں دوں گا۔ میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ تجھے برکت دوں گا۔ اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔ سو وہ برکت کا باعث ہو گا۔ جو تجھے برکت دیں میں اسے برکت دوں گا۔ جو تجھ پر بددعا کریں ان پر میں بددعا کروں گا۔ جہان کے کل قبیلے تجھ میں برکت پائیں گے۔" (تکوین۔ باب نمبر۱۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام حاران سے کنعان روانہ ہوئے تو کتنی عمر تھی؟ کس جگہ قربان گاہ بنائی؟

جواب: اور ابرام جب ہاران سے روانہ ہوا تو پچھتر برس کا تھا۔ اور وہ کنعان کی سرزمین

میں آ گئے۔ ابرام اس ملک میں مقام شکم میں مورہ کے بلوط تک گزرا۔ اس وقت ملک میں کنعانی تھے۔ تب خداوند ابرام پر ظاہر ہوا اور کہا کہ یہ زمین میں تیری نسل کو دوں گا۔ اور اس نے وہاں ایک قربان گاہ بنائی۔ وہاں سے روانہ ہو کر اس نے بیت ایل کے مشرق میں ایک پہاڑ پر اپنا خیمہ کھڑا کیا۔ اور وہاں بھی اس نے خداوند کے لیے ایک قربان گاہ بنائی۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۲)

سوال: مفسرین قرآن و مؤرخین کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مصر کے حکمران سے بچنے کے لیے اپنی بیوی سارہ علیہا السلام کو اپنی بہن ظاہر کیا۔ توریت کی روایت کیا ہے؟

جواب: اس ملک میں کال پڑا۔ اور ابرام مصر میں نیچے اترا۔ جب وہ مصر میں داخل ہونے کے قریب تھا تو اس نے اپنی بیوی سارائی سے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ تو خوبصورت عورت ہے۔ اور جب مصری تجھے دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ اس کی بیوی ہے۔ اور مجھ کو مار ڈالیں گے اور تجھ کو روک لیں گے، اس لیے تو کہنا کہ میں اس کی بہن ہوں۔ تاکہ تیرے سبب سے مجھ سے اچھا سلوک کیا جائے۔ اور میری جان تیری خاطر بچ رہے۔ (اس طرح توریت کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہیں بلکہ سارہ علیہا السلام نے خود کو ان کی بہن ظاہر کیا)۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مصر کے بادشاہ نے باعزت رخصت کیا تو پھر انہوں نے کہاں سکونت اختیار کی؟

جواب: پہلے نجب پہنچے پھر بیت ایل۔ یہاں سے حضرت لوط علیہ السلام ان سے جدا ہو کر اردن کی طرف سدوم کے علاقے میں چلے گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کنعان کی سرزمین میں آ گئے اور حبرون میں رہنے لگے۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۳)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کس طرح گرفتار ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں کس طرح چھڑایا؟

جواب: آس پاس کے علاقوں میں رہنے والے چار پانچ بادشاہوں کے درمیان لڑائی

ہوئی۔ سدوم اور عمورہ کے بادشاہ بھاگ گئے تو دونوں کے علاقوں کے بادشاہوں نے سدوم اور عمورہ کا سب مال اور ان کی تمام خوراک پر قبضہ کر لیا۔ ابرام کے بھتیجے لوط کو جو سدوم میں رہتا تھا اس کے مال سمیت پکڑ کر لے گئے۔ ابرام کو پتہ چلا تو تین سو اٹھارہ ساتھیوں کو لے کر ان پر حملہ کیا اور لوط علیہ السلام اور باقی لوگوں کو چھڑا کر لے آئے۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۴)

سوال: توریت کے الفاظ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے فریاد کی: "میں بے اولاد جاتا ہوں۔ اور میرے گھر کا مختار الیعاز دمشقی ہے۔ تو نے مجھے فرزند نہ دیا اور دیکھ میرا خانہ زاد نوکر میرا وارث ہوگا" اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا جواب ملا؟

جواب: "وہ تیرا وارث نہ ہوگا۔ مگر جو تیری صلب سے پیدا ہوگا۔ وہی تیرا وارث ہوگا۔"

(تکوین۔ باب نمبر ۱۵)

سوال: قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پرندوں کا معجزہ دکھایا۔ توریت نے یہ واقعہ کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: اس نے کہا کہ اے خداوند خدا میں کیونکر جانوں کہ میں اس کا وارث ہوں گا اور خداوند نے جواب دے کر کہا کہ تین برس کی ایک بچھیا اور تین برس کی ایک بکری اور تین برس کا ایک مینڈھا اور ایک قمری اور ایک کبوتر کا بچہ میرے واسطے لا۔ اور اس نے ان سب کو لیا اور ان کو بیچ سے دو دو ٹکڑے کیا۔ اور ہر ایک ٹکڑا اس کے دوسرے ٹکڑے کے مقابل رکھا۔ مگر پرندوں کے ٹکڑے نہ کیے۔ تب شکاری پرندے ان لاشوں پر اترے۔ پر ابرام انہیں ہنکاتا رہا۔ اسی دن خداوند نے ابرام سے عہد کر کے کہا کہ میں تیری اولاد کو یہ زمین دوں گا۔ مصر کے دریا سے لے کر بڑے دریا فرات تک۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۵)

سوال: موجودہ توریت میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو حضرت سارہ علیہا السلام کی لونڈی بتایا گیا ہے۔ ان کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شادی کا ذکر کس طرح ہے؟

جواب: ابرام کی بیوی سارائی کی اولاد نہ تھی۔ اور اس کی ایک مصری لونڈی تھی۔ جس کا نام

ہاجرہ تھا۔ سارائی نے اپنی مصری لونڈی اپنے شوہر کو دی کہ اس کی بیوی ہو۔ انہیں اس وقت کنعان میں رہتے دس برس ہو گئے تھے۔ (تکوین۔ باب نمبر۱۶)

سوال: توریت میں حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ کے جھگڑے کا کس انداز میں ذکر ہے؟

جواب: موجودہ توریت کے مطابق حضرت ہاجرہ کو معلوم ہوا کہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہوگا تو انہوں نے حضرت سارہ کی تحقیر کی۔ ایک دن جھگڑا ہوا اور سارہ نے ہاجرہ پر سختی کی تو وہ گھر سے بھاگ گئی۔ (تکوین۔ باب نمبر۱۶)

سوال: فرشتے نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو کس طرح فرزند اسماعیل علیہ السلام کی خوشخبری دی؟

جواب: اور خداوند کے فرشتے نے اسے میدان میں پانی کے چشمے کے پاس پایا اور اسے کہا کہ تو اپنی مالکہ کے پاس واپس جا اور اس کے ماتحت اپنے کو فروتن کر۔ پھر اس نے اس سے کہا کہ میں تیری اولاد کو بہت بڑھاؤں گا کہ وہ کثرت کے باعث گنی نہ جائے گی۔ پھر خداوند کے فرشتے نے اس سے کہا۔ دیکھ تو حاملہ ہے اور تجھ سے بیٹا ہوگا۔ اس کا نام اسمٰعیل رکھے گی۔ کیونکہ خداوند نے تیرے دکھ کی آواز سنی۔

(تکوین۔ باب نمبر۱۲)

سوال: توریت کے بیان کے مطابق جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۸۶ برس تھی۔ توریت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

جواب: وہ گورخر سا آدمی ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب آدمیوں کے خلاف ہوگا۔ اور سب آدمیوں کے ہاتھ اس کے خلاف۔ اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا۔

(تکوین۔ باب نمبر۱۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کی تبدیلی کس طرح ہوئی؟ اور ابراہیم علیہ السلام کو کیا خوشخبری سنائی گئی؟

جواب: توریت میں ہے: جب ابرام ننانوے برس کا ہوا تو خداوند ابرام پر ظاہر ہوا۔ اس سے ہم کلام ہو کر کہا۔ دیکھ میں اپنا عہد تیرے ساتھ باندھتا ہوں۔ اور تو اقوام کے

انبوہ کا والد ہوگا۔ اور تیرا نام پھر ابرام نہیں کہلائے گا۔ بلکہ تیرا نام ابراہیم ہوگا۔ کیونکہ میں نے تجھے اقوام کے انبوہ کا والد بنایا ہے۔ اور میں تجھے نہایت ہی بڑھاؤں گا۔ اور قومیں تیری نسل سے ہوں گی، اور بادشاہ تیری اولاد میں سے نکلیں گے۔

(تکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ختنے کا حکم کس طرح نازل ہوا اور یہ سنت جاری ہوئی؟

جواب: توریت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا: اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے مابین اور تیرے بعد تیری نسل کے مابین ہے جسے تم قائم رکھو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک مرد کا ختنہ کیا جائے۔ پس تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو۔ تمہاری پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے۔ خواہ گھر کی پیدائش خواہ چاندی سے خریدا ہوا نوکر ہو۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: اور خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی خوشخبری کس طرح سنائی؟

جواب: اور خدا نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تو اپنی بیوی سارائی کو سارہ کہا کر۔ اور میں اسے برکت دوں گا۔ اور اس سے تجھے ایک بیٹا بخشوں گا۔ اور میں اسے برکت دوں گا کہ وہ قوموں کی ماں ہوگی اور گروہوں کے بادشاہ اس سے نکلیں گے۔

(تکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: بتایئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کا سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس طرح حیرت کا اظہار کیا؟ اور انہیں کیا جواب ملا؟

جواب: اور (ابراہیم علیہ السلام نے) ہنس کر دل میں کہا کیا سو برس کے مرد کا بیٹا پیدا ہوگا؟ اور کیا سارہ سے جو نوے برس کی ہے بیٹا پیدا ہوگا۔ کاش کہ اسماعیل تیرے حضور جیتا رہے۔ تب خدا نے ابراہیم سے کہا بلکہ تیری بیوی سارہ سے تیرے لیے ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ تو اس کا نام اسحاق رکھنا۔ لیکن میں اس سے اور اس کے بعد اس کی اولاد سے اپنا عہد قائم کروں گا۔ اور اسماعیل کے حق میں بھی میں نے تیری سنی۔ لیکن میں اپنا عہد اسحاق سے قائم کروں گا جو سارہ سے اگلے سال پیدا ہوگا۔ دیکھ میں اسے

برکت دوں گا اور آبرومند کروں گا۔ اسے نہایت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے۔ اور میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: توریت کے مطابق ختنے کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمریں کتنی تھیں؟

جواب: ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کا ایک ہی دن ختنہ ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ننانوے سال اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیرہ سال تھی۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمان کون تھے اور انہوں نے حضرت سارہ علیہا السلام کو کیا خوشخبری سنائی؟

جواب: تین مرد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مہمان بن کر آئے۔ آپ نے انہیں بچھڑا ذبح کر کے پکا کر کھلایا اور دہی اور دودھ سے ان کی خدمت کی۔ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے تھے۔ انہوں نے حضرت سارہ علیہا السلام سے کہا کہ اگلے سال ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: حضرت سارہ علیہا السلام نے حیرت کا اظہار کیوں کیا اور انہیں کیا جواب ملا؟

جواب: حضرت سارہ علیہا السلام ہنسی اور دل میں کہا کہ اس قدر عمر رسیدہ ہونے پر اور جبکہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے۔ بیٹا کیسے پیدا ہوگا۔ انہیں جواب ملا کہ خداوند کے نزدیک یہ کوئی مشکل بات ہے؟ (تکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط کی بستی سدوم کو تباہ کرنے کی خبر دی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا کہا؟

جواب: توریت میں ہے کہ انہوں نے خداوند سے کہا کہ تو ایسی بستی کو ہلاک کرے گا جس میں پچاس نیک لوگ بھی ہوں گے۔ خداوند نے کہا کہ اگر پچاس بھی ہوں گے تو میں ہلاک نہیں کروں گا۔ بار بار کے تکرار پر یہ تعداد دس تک پہنچی تو خداوند نے کہا کہ اگر وہاں دس بھی نیک لوگ ہوں گے تو میں ہلاک نہیں کروں گا۔ لیکن چونکہ

وہاں بھی شر پسند تھے اس لیے وہ بستی تباہ و برباد کر دی گئی۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۷)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس قوم پر عذاب آنے کی خبر کیسے ہوئی؟

جواب: ''اور ابراہیم علیہ السلام فجر کو سویرے اٹھا اور اس جگہ سے جہاں وہ خداوند کے حضور کھڑا تھا۔ اس نے سدوم اور عمورہ اور اس تمام زمین کے میدان کی طرف نظر کی اور دیکھا کہ زمین پر سے دھواں بھٹی کے دھوئیں سا اٹھ رہا ہے۔ اور جب خدا نے اس میدان کے شہروں کو نیست کیا۔ تو خدا نے ابراہیم کو یاد کر کے لوط کو ان شہروں کی غارت سے بچایا جہاں وہ رہتا تھا۔'' (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: توریت میں ہے: ''ابراہیم علیہ السلام نجب کی سرزمین کی طرف گیا اور قادیش اور شور کے درمیان ٹھہرا۔ اور جرار میں ڈیرا کیا۔'' توریت کے مطابق جرار کے حکمران نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: ''اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ علیہا السلام کی بابت کہا کہ وہ میری بہن ہے۔ اور جرار کے بادشاہ ابی ملک نے سارہ علیہا السلام کو منگوا لیا۔ اور خدا ابی ملک کے پاس رات کو خواب میں آیا اور اسے کہا کہ دیکھ تو اس عورت کے سبب جسے تو نے لیا ہے مرے گا۔ کیونکہ وہ شوہر والی ہے۔ لیکن ابی ملک نے اسے نہیں چھوڑا تھا۔ تو اس نے کہا کہ اے خداوند کیا تو ایک بے خبر اور صادق قوم کو بھی مارے گا۔ کیا اس نے مجھے نہیں کہا کہ وہ میری بہن ہے۔ اور وہ آپ بھی بولی کہ وہ میرا بھائی ہے۔ میں نے تو اپنے دل کی روشنی اور ہاتھوں کی پاکیزگی سے یہ کیا ہے۔ خدا نے خواب میں اسے کہا۔ اب تو اس مرد کو اس کی بیوی واپس دے۔ کیونکہ وہ نبی ہے اور وہ تیرے لیے دعا مانگے گا۔ اور تو جیتا رہے گا۔ پر اگر تو اسے واپس نہ کرے گا تو جان رکھ کہ تو اور سب جو تیرے ہیں ضرور مر جائیں گے۔ اور ابی ملک نے صبح سویرے اٹھ کر اپنے سب نوکروں کو بلایا اور ان کو یہ سب باتیں سنائیں۔ اور وہ سب لوگ بہت ڈر گئے۔ پھر ابی ملک نے ابراہیم علیہ السلام کو بھی بلایا اور اس سے کہا ایسا کرنے سے تیرا کیا مقصد تھا؟ اور ابراہیم علیہ السلام بولا میں نے

دل میں سوچا کہ خدا کا خوف اس جگہ میں نہیں ہے۔ تو وہ میری بیوی کے واسطے مجھ کو مار ڈالیں گے۔ اور درحقیقت وہ میری بہن ہے۔ میرے باپ کی بیٹی۔ پر میری ماں کی بیٹی نہیں سو میں نے اسے بیوی بنایا۔ میں نے اس سے کہا کہ جس جگہ ہم جائیں میرے حق میں اتنا کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ ابی ملک نے بھیڑ بکری اور گائے بیل اور غلاموں اور لونڈیوں کو لے کر ابراہیم علیہ السلام کو دیا اور اس کی بیوی سارہ علیہ السلام کو بھی اس کو واپس دی۔ اور کہا کہ میرا ملک تیرے سامنے ہے جہاں چاہے وہاں سکونت کر۔ اور جب ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تو خدا نے ابی ملک اور اس کی بیوی اور اس کی لونڈیوں کو شفا دی اور ان کے لڑکے پیدا ہوئے۔ کیونکہ خداوند نے ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سارہ کے معاملہ میں ابی ملک کے خاندان کے سارے رحموں کو بند کر دیا تھا۔ (تکوین۔ باب نمبر ۲۰)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں توریت کیا بیان کرتی ہے؟

جواب: ''خداوند نے سارہ پر نظر کی اور جو وعدہ تھا پورا کیا۔ اور بڑی عمر میں ابراہیم علیہ السلام کے لیے اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا نام جو سارہ علیہا السلام سے اس کے لیے پیدا ہوا اسحٰق رکھا اور خدا کے حکم کے مطابق آٹھویں دن اس کا ختنہ کیا اور اس وقت سو برس کا تھا۔ اور لڑکا بڑا ہوا اور اس کا دودھ چھڑایا گیا۔ اور دودھ چھڑانے کے دن ابراہیم علیہ السلام نے بڑی ضیافت کی۔'' (تکوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو کیوں خود سے جدا کیا تھا؟

جواب: توریت میں ہے: ''اور جب سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ علیہا السلام مصری کا بیٹا جو اس سے ابراہیم علیہ السلام کے لیے پیدا ہوا تھا ٹھٹھا کرتا ہے تو اس نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اس لونڈی اور اس کے بیٹے کو نکال دے۔ کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اسحاق علیہ السلام کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔'' (تکوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں کیا حکم دیا؟

جواب: توریت میں بیان کیا گیا ہے: "اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی خاطر یہ بات بری معلوم ہوئی۔ اور خدا نے اسے کہا کہ یہ بات اس لڑکے اور تیری لونڈی کی بابت تجھے بری نہ لگے۔ سب کچھ جو سارہ علیہا السلام نے تجھے کہا ہے۔ اس کی بات سن۔ کیونکہ تیری نسل اسحاق علیہ السلام سے کہلائے گی۔ مگر میں لونڈی کے بیٹے کو بھی ایک بڑی قوم بنا دوں گا۔ کیونکہ وہ بھی تیری نسل ہے۔"

(تکوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو کس طرح خود سے جدا کیا؟

جواب: موجودہ توریت بتاتی ہے: "تب ابراہیم علیہ السلام نے دوسرے دن صبح اٹھ کر روٹی اور پانی کا مشکیزہ لیا اور ہاجرہ کے کاندھے پر رکھا اور لڑکا اس کے حوالے کر کے اس کو رخصت کیا۔ اور وہ روانہ ہوئی اور بیر شابع کے جنگلوں میں بھٹکتی پھری۔"

(تکوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: توریت کے مطابق حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے پانی کا کس طرح انتظام کیا؟

جواب: "اور جب مشکیزہ کا پانی ختم ہو گیا تب اس نے لڑکے کو وہاں کے درختوں میں سے ایک کے نیچے ڈالا۔ اور آپ چلی گئی اور اس کے سامنے دور فاصلے پر بیٹھی کیونکہ اس نے کہا میں لڑکے کو مرتے نہیں دیکھوں گی، اور وہ سامنے بیٹھ کر بلند آواز سے روئی۔ اور خدا نے لڑکے کی آواز سنی۔ اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ علیہا السلام کو پکارا۔ اور کہا۔ اے ہاجرہ علیہا السلام! تو کیا کر رہی ہے۔ نہ ڈر کہ خدا نے لڑکے کی آواز جہاں سے کہ وہ پڑا ہے سنی ہے۔ اٹھ لڑکے کو لے اور اس کا ہاتھ پکڑ۔ کیونکہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ اور خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں۔ اور اس نے پانی کا ایک کنواں

دیکھا۔ اور جا کر وہاں سے مشکیزہ بھرا اور لڑکے کو پانی پلایا۔ (تکوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: توریت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جوانی اور شادی کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: "اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا۔ وہ بڑھا۔ اور جنگلوں میں رہا کرتا تھا۔ اور جوان ہو کر تیر انداز بنا۔ اور وہ فاران کے بیابان میں رہا کرتا تھا۔ اور اس کی ماں نے ملک مصر سے اس کے لیے بیوی لی۔" (تکوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: توریت میں ہے کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بیر شابع کے جنگلوں میں بھٹکتے رہے۔ اس جگہ کس بادشاہ کے ساتھ معاہدہ بتایا گیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے: "اور ابراہیم علیہ السلام نے ابی ملک کو پانی کے ایک کنویں کے واسطے جسے اس کے نوکروں نے زبردستی چھین لیا تھا۔ ملامت کی۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے بھیڑ بکری اور گائے بیل ابی ملک کو دیئے اور بیر شابع میں عہد باندھا۔ اور ابراہیم علیہ السلام نے بیر شابع میں جھاؤ کے درخت لگائے اور وہاں خداوند خدائے قیوم کا نام لیا اور وہ فلسطین کی سرزمین میں بہت دنوں تک رہا۔" (تکوین۔ باب نمبر ۲۱)

سوال: توریت میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی کا بتایا گیا ہے۔ اس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیسے حکم ملا؟

جواب: "خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو آزما لیا اور اس سے کہا۔ اے ابراہیم علیہ السلام تو اپنے اکلوتے بیٹے اسحاق کو جسے تو پیار کرتا ہے لے۔ اور موریا کی سرزمین میں جا۔ اور اسے وہاں پہاڑوں میں سے ایک پر جو میں تجھے دکھاؤں گا۔ سوختنی قربانی کے لیے چڑھا"۔ (تکوین۔ باب نمبر ۲۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی پیش کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے؟

جواب: توریت میں ہے: "اور اس نے سوختنی قربانی کی لکڑیاں لے کر اپنے بیٹے اسحاق پر رکھیں اور اپنے ہاتھ میں آگ اور چھری لی اور چل پڑے۔ اور جب وہ اس مقام پر

جو خدا نے اسے دکھایا تھا پہنچے۔ اس نے وہاں قربان گاہ بنائی اور اس پر لکڑیاں چنیں۔ اور اپنے بیٹے اسحاق کو باندھ کر قربان گاہ پر لکڑیوں کے اوپر رکھا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر چھری پکڑلی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔'' (تکوین۔ باب نمبر۲۲)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لیے تیار تھے کہ خدا نے بیٹے کو کس طرح بچایا؟

جواب: ''اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے پکار کر اسے کہا۔ اے ابراہیم علیہ السلام تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا۔ میں نے دیکھا تو خدا سے ڈرتا ہے۔ کیونکہ تو نے اپنے اکلوتے بیٹے کو مجھ سے دریغ نہ رکھا۔ تب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھیں اٹھائیں تو دیکھا اس کے پیچھے ایک مینڈھا ہے جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے ہوئے تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام اس مینڈھے کے پاس گیا اور اس کو پکڑا اور اپنے بیٹے کے بدلے میں سوختنی قربانی کے لیے چڑھایا۔ (تکوین۔ باب نمبر۲۲)

سوال: خداوند نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کس طرح برکت کی خوشخبری سنائی؟

جواب: ''خداوند کے فرشتے نے کہا کہ خداوند یوں فرماتا ہے: تو نے یہ امر کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو دریغ نہ رکھا۔ میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ میں تجھے برکت دوں گا اور تیری نسل بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے ستاروں اور سمندروں کے ساحل کی ریت کی مانند بنا دوں گا۔ تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازوں پر قابض ہو گی۔ روئے زمین کی کل اقوام تیری نسل میں برکت پائیں گی۔'' (تکوین۔ باب نمبر۲۲)

سوال: حضرت سارہ علیہا السلام نے کتنی عمر میں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئیں؟

جواب: توریت میں بتایا گیا ہے کہ: ''اور سارہ علیہا السلام کی عمر ایک سو ستائیس برس کی ہوئی اور سارہ علیہا السلام نے ملک کنعان میں قریت اربع میں جو آجکل حبرون ہے رحلت پائی اور ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ علیہ السلام کو مکفیلہ کے کھیت کے مغارے میں جو ممرے کے مشرق میں ہے دفنایا اور کنعان کی زمین جو آجکل حبرون میں ہے۔ چنانچہ وہ کھیت اور وہ مغارہ جو اس میں تھا بنی حت نے

قبرستان کے لیے ابراہیم علیہ السلام کی ملکیت ٹھہرا دیئے۔ (تکوین۔ باب نمبر ۲۳)

سوال: توریت کے مطابق حضرت اسحٰق علیہ السلام کی شادی کس سے ہوئی؟

جواب: حضرت اسحاق علیہ السلام کی شادی رفقہ سے ہوئی جو ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ناحور کی بیوی ملکہ کے بیٹے بتوئیل سے پیدا ہوئی تھی۔ (تکوین۔ باب نمبر ۲۴)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کب وفات پائی؟

جواب: توریت میں ہے کہ: "اور ابراہیم علیہ السلام کی حیات کے کل ایام جب تک وہ جیتا رہا ایک سو پچھتر برس ہوئے۔ اور اس کے بیٹوں اسحاق اور اسمٰعیل علیہ السلام نے مکفیلہ کے مغارہ میں جو ممرے کے سامنے ہے حتی صوحر کے کھیت میں اسے دفنایا۔ جہاں سارہ دفنائی گئی تھی۔ اور اسمٰعیل علیہ السلام کی حیات کے برس ایک سو سینتیس ہوئے۔ تب اس نے وفات پائی۔" (تکوین۔ باب نمبر ۲۵)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج و اولاد کا نام بتا دیجیے؟

جواب: حضرت سارہ علیہا السلام سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ایک اور بیوی جن کا نام قطورہ تھا ان سے زمران۔ یقسان۔ مدان۔ مدیان۔ اشباق اور سوخ پیدا ہوئے۔ یہ سب بنی قطورہ تھے۔ (تکوین۔ باب نمبر ۲۵)

سوال: قرآن میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑا۔ توریت اور انجیل میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: توریت کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بڑی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام کے کہنے پر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو گھر سے نکال دیا۔ کیونکہ ان کو اس بات کا پتہ چلا تھا کہ ان کی گود خالی رہی اور ان کی خادمہ کی بھر گئی۔ (بائبل۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاں کتنی اولاد ہوئی؟

جواب: توریت کے مطابق آپ کے بارہ فرزند تھے۔ جو مختلف قبائل عرب کے سردار تھے۔

اور ایک بیٹی جیا یا علاۃ تھی۔ ان بارہ بیٹوں میں دو بہت مشہور ہوئے۔ نبایوت یا نابت اور قیدار۔ نابت کی اولاد اصحاب الحجر ہے۔ اور قیدار کی اولاد اصحاب الرس۔
(بائبل۔ قصص الانبیاء عبدالعزیز)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی وفات کب ہوئی اور آپ کہاں دفن ہوئے؟

جواب: ایک سو چھتیس سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا اور تورات کے مطابق فلسطین میں آپ کی قبر ہے۔ ان کے سامنے ان کی اولاد اور نسل کا سلسلہ پھیل گیا تھا۔ جو حجاز، شام، عراق، فلسطین اور مصر تک آباد تھی۔ (قصص القرآن۔ توریت۔ قصص الانبیاء عبدالعزیز)

سوال: توریت اور بعض دوسری تاریخی کتب میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۸۰ سال سے اوپر ہو چکی تھی۔ لیکن گود اولاد سے خالی تھی۔ ایک غلام کو خانہ زاد بنایا تھا۔ جس کے ساتھ اولاد جیسا معاملہ کیا کرتے تھے۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں۔ بڑی بیوی کا نام حضرت سارہ علیہا السلام (عراقیہ) اور چھوٹی کا نام حضرت ہاجرہ علیہا السلام (مصریہ) حضرت سارہ علیہا السلام اپنی طبعی عمر کو پہنچ چکی تھیں اس لیے اولاد کے نہ ہونے سے بے چین رہا کرتی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے خوشخبری سنائی کہ عنقریب تم کو ایک لڑکا ہو گا جس کا نام اسمٰعیل علیہ السلام رکھنا۔ (بائبل۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: توریت اور دیگر کتب میں اسمٰعیل کے کیا معنی بیان ہوئے ہیں؟

جواب: اسمٰعیل "اسمع" اور "ایل" دو لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ عبرانی زبان میں ایل کے معنی اللہ کے ہیں اور عربی میں اسمع کے معنی ہیں سن۔ چونکہ اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سن لی اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو فرشتے نے بشارت دی اس لیے ان کا یہ نام رکھ دیا گیا۔ عبرانی میں اس کا تلفظ شماع ایل ہے۔ شماع کے عبرانی معنی بھی سن کے ہیں۔
(بائبل۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: کتاب بخاری اور بعض دیگر کتب کے مطابق حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی ہجرت کے وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام شیر خوار بچے تھے اور حضرت اسحاق علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے توریت اور بعض تاریخی کتابیں کیا بتاتی ہیں؟

جواب: توریت اور بعض تاریخی کتابوں کے مطابق اس وقت حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہو چکے تھے۔ (بائبل۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قرآن میں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں (نوجوانوں کی شکل میں فرشتوں) کو بچھڑے کا گوشت پکا کر پیش کیا۔ بتایئے توریت کے الفاظ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی تواضع کیسے کی؟

جواب: توریت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھنے ہوئے گوشت کے ساتھ مکھ سے منگوائی ہوئی روٹیاں۔ گھی اور دودھ بھی پیش کیا اور فرشتوں نے اسے کھایا بھی۔ قرآن میں کھانے کا ذکر نہیں کیونکہ فرشتے ہمارے کھانے نہیں کھاتے۔

(القرآن۔ توریت۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی گئی تھی۔ اسحٰق کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: توریت میں آپ کا نام "صحق" آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں "ضحک" (ہنستا ہوا) ہیں۔ چونکہ آپ کی پیدائش کی بشارت سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت سارہ دونوں ہنسے اور خوش ہوئے اس لیے آپ کا نام "صحق" رکھ دیا گیا۔ جو بعد میں اسحق ہو گیا۔ عربی میں ص کو س سے بدل لیا گیا اور اسحٰق ہو گیا۔ (توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی شادی کس سے ہوئی اور اس سے کتنی اولادیں ہوئیں؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی شادی ۴۰ سال کی عمر میں فدان آرام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے بتوئل کی بیٹی رفقا سے ہوئی۔ رفقا کے دو توام بچے عیسو اور یعقوب پیدا ہوئے۔ یعقوب ہی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ (توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیاوی طور پر کس حیثیت سے نوازا تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو کثرت سے مال و دولت دیا اور غلام، باندیاں بھی دیں۔ انہوں نے اپنے علاقے میں کنویں کھدوائے۔ پہلے اس علاقے کے سرداروں نے ان کی مخالفت کی اور ان کی اقتدار کو اپنے اقتدار کے خلاف سمجھا مگر بعد میں ان سے صلح کر لی۔ (توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: جدید تحقیق کے مطابق حضرت اسحاق علیہ السلام کا زمانہ ۲۰۶۰ ق م سے ۱۸۸۰ ق م تک ہے۔ آپ نے کتنی عمر میں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام نے ۱۸۰ سال کی عمر میں حبرون میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ حبرون کو آج کل مدینۃ الخلیل کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملک شام میں کنعان میں دفن ہوئے۔ (توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: توریت میں حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فضیلت کس طرح بیان ہوئی ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بیٹے کی قربانی کا حکم ہوا جو اکلوتا ہو اور ابراہیم علیہ السلام کا محبوب ہو۔ (حضرت اسحٰق علیہ السلام اکلوتے اسمٰعیل علیہ السلام سے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے اس لیے حضرت اسحٰق علیہ السلام اکلوتے بیٹے نہیں ہو سکتے۔ البتہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے تک اکلوتے رہے)۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محبوب فرزند تھے۔ توریت کے مطابق حضرت اسحٰق علیہ السلام خدا کے وعدے کا مظہر ہیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دعاءِ ابراہیمی کا نتیجہ۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش کی خبر دی گئی تو توریت کے مطابق یہ فرمایا گیا کہ ''میں اس کی نسل سے ابدی عہد باندھوں گا۔'' (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس کی نسل سے ابدی عہد باندھا جائے اسے بچپن میں ہی قربانی کا حکم دے دیا جائے)۔ توریت

میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو تھوڑی سی کھجوریں دیں اور پانی کا مشکیزہ دے کر رخصت کیا (یہ اشارہ ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنا تھا)۔ زمانہ قدیم سے دستور تھا کہ جو شخص خدائی نذر کیا جاتا وہ سر کے بال چھوڑے رکھتا اور معبد کے پاس ہی جا کر منڈواتا تھا۔ (یہ رسم اسمٰعیل علیہ السلام کے خاندان میں باقی رہی۔ یہاں تک کہ حج کا جزو بن گئی۔ یہ بھی دلیل ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ذبیح تھے) توریت میں قربانی کا مقام "مریا" بتایا گیا ہے۔ واقعات و قرائن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مروہ ہے جو کعبہ سے متصل پہاڑی ہے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قربان گاہ یہ ہے)۔

(توریت۔ تکوین اصحاح۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فوائد عثمانی۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت اسحاق علیہ السلام کے نکاح کا قصہ توریت کے مطابق کس طرح بیان ہوا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایک بھائی سے کہا کہ وہ طے کر چکے ہیں کہ وہ اسحٰق علیہ السلام کی شادی کنعانی خاندان میں نہیں کریں گے۔ بلکہ اپنے آباؤ اجداد کی نسل میں اس کا بیاہ کریں گے، اس لیے تم ساز و سامان لے جا کر فدان آرام میں میرے بھتیجے بتوئیل بن ناحور کو پیغام دے دو کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح اسحٰق علیہ السلام سے کر دے۔ اگر وہ راضی ہو جائے تو اسے یہ بھی کہنا کہ میں اسحٰق علیہ السلام کو اپنے سے جدا نہیں کرنا چاہتا۔ لہٰذا لڑکی کو تیرے ساتھ رخصت کر دے۔ بھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ پیغام لے کر فدان آرام روانہ ہو گیا۔ آبادی کے قریب پہنچ کر اونٹ وہاں بٹھا دیا تاکہ ادھر ادھر حالات معلوم کرے۔ بھائی لیعزر نے جہاں اونٹ بٹھایا تھا اتفاق سے اس کے قریب ہی آپ کے بھائی بتوئیل کا خاندان آباد تھا۔ الیعزر ابھی کسی کام میں مصروف تھا کہ سامنے سے ایک حسین لڑکی آتی ہوئی نظر آئی جو پانی کا گھڑا بھر کر اپنے مکان کو جا رہی تھی۔ الیعزر نے اس سے پانی مانگا۔ لڑکی نے اسے بھی پانی پلایا اور اس کے اونٹ کو بھی۔ پھر

الیعزر نے بتوئیل کا پتہ پوچھا۔لڑکی نے جواب دیا کہ وہ میرے باپ ہیں۔الیعزر لڑکی کے ساتھ اس کے گھر پہنچا۔لڑکی نے گھر پہنچ کر اپنے بھائی لابان کو خبر کی۔ لابان نے الیعزر کی بڑی خاطر مدارت کی پھر اس کے آنے کی وجہ پوچھی۔الیعزر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام سنایا۔لابان نے پیغام سن کر خوشی کا اظہار کیا اور بہت سا ساز وسامان دے کر اپنی بہن رفقا کو الیعزر کے ساتھ رخصت کر دیا۔

(توریت۔تاریخ الانبیاء۔قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام اپنے بڑے بیٹے عیسو کا کیوں زیادہ خیال رکھتے تھے؟

جواب: آپ چھوٹے بیٹے یعقوب علیہ السلام کی نسبت بڑے بیٹے کا زیادہ خیال اس لیے رکھتے کہ فلسطینیوں کے رواج کے مطابق بڑا بیٹا ہی میراث کا مالک ہوتا تھا۔ والدہ رفقہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو زیادہ پسند کرتی تھیں۔

(توریت۔تاریخ الانبیاء۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بڑے بھائی عیسو کو کس شرط پر کھانے کی پیش کش کی؟

جواب: توریت میں ہے کہ ایک روز بڑا بھائی عیسو شکار سے تھکا ماندہ آیا، اپنے بھائی یعقوب علیہ السلام سے کہنے لگا، آج تو شکار بھی ہاتھ نہ آیا۔ اور میں تھک بھی گیا۔ اس لیے تو اپنے کھانے میں سے مجھے بھی کھلا۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ فلسطینیوں کا دستور ہے کہ میراث بڑے لڑکے کو ملتی ہے۔تم بڑے ہو لہٰذا باپ (اسحٰق علیہ السلام) کی میراث کے تم ہی وارث ہو۔اگر اپنے اس حق سے دستبردار ہو جاؤ تو کھانا حاضر ہے۔عیسو نے کہا مجھے میراث کی پرواہ نہیں تم وارث ہو جانا۔ اس کے بعد یعقوب علیہ السلام نے کھانا کھلایا۔(ایسا لگتا نہیں کہ بھوکے بھائی کو وراثت کے بدلے کھانا کھلایا جائے)　(توریت۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے والد اسحٰق علیہ السلام کی دعا کیسے ملی اور بھائی کیسے بھائی کا دشمن بن گیا؟

جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اپنے بیٹے عیس (عیسو) سے زیادہ محبت تھی اور والدہ رفقہ کو دوسرے بیٹے یعقوب علیہ السلام سے۔ اسحٰق علیہ السلام جب ضعیف ہو گئے تو آنکھوں کی بینائی بھی کمزور ہو گئی۔ اس دوران آپ نے اپنے بیٹے عیس سے کہا، آج ہرن کا شکار کر کے یا بکری ذبح کر کے اس کے کباب بنا کر مجھے کھلاؤ۔ باپ کی یہ خواہش سن کر عیس شکار کرنے چلا گیا۔ رفقہ کو جب اسحٰق علیہ السلام کی اس خواہش کا علم ہوا تو اپنے محبوب بیٹے یعقوب علیہ السلام سے کہا، تو اچھی موٹی تازی بکری ذبح کر کے کباب بنا کر جلدی سے اپنے والد کو پیش کرو اور دعائیں لے لو۔ یعقوب علیہ السلام نے والدہ کے حکم سے جلدی سے کباب بنا کر والد کے سامنے پیش کر دیے۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے کبابوں کی خوشبو پاتے ہی دعائیں دینی شروع کر دیں۔ چونکہ آپ نے عیس سے فرمائش کی تھی اس لیے آپ سمجھے کباب وہی لایا ہے۔ اس لیے دعائیں دیں۔ عیس جو شکار کے لیے گیا ہوا تھا واپس آیا تو اسے سارا قصہ معلوم ہوا۔ اسے جب یہ پتہ چلا کہ یعقوب علیہ السلام نے چکل کر کے دعائیں بھی لے لی ہیں تو وہ آپے سے باہر ہو گیا۔ اور یہ نفرت اتنی بڑھی کہ عیس یعقوب علیہ السلام کی جان کا دشمن بن گیا۔ (توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے عیس کو باپ کی دعائیں کیسے ملیں؟

جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام نے خون خراب سے بچنے کے لیے عیس کو سمجھایا کہ لڑائی جھگڑا اچھا نہیں اور پھر نبی کے بیٹوں سے تو یہ بات اور بھی مناسب نہیں۔ عیس باپ کی بات مان گیا اور باپ نے خوش ہو کر اس کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے عیس کی اولاد میں برکت دی۔ (توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

حضرت لوط علیہ السلام

سوال: توریت میں حضرت لوط علیہ السلام کی فرشتوں سے ملاقات کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟ فرشتوں کی تعداد اور وقت کیا تھا؟

جواب: "اور وہ دو فرشتے شام کو سدوم آئے اور لوط علیہ السلام سدوم کے پھاٹک پر بیٹھا تھا۔ اور انہیں دیکھ کر اٹھا۔ اور ان کے استقبال کو گیا۔ اور اپنا سر زمین تک جھکایا۔ اور کہا کہ اے میرے آقا! اپنے خادم کے گھر چلو۔ اور وہاں رات کاٹو۔ اپنے پاؤں دھولو۔ اور صبح کو اپنی راہ لینا۔ انہوں نے کہا نہیں ہم چوک میں رات کاٹیں گے۔ پر اس نے ان کی بہت منت کی کہ میرے ہاں اترنا (اور وہ ماں لگے)۔

(تکوین۔ باب نمبر۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے فرشتوں کی کس طرح ضیافت کی؟

جواب: "اور جب وہ اس کے گھر میں داخل ہوئے۔ اس نے ان کے لیے ضیافت تیار کی۔ اور فطیری روٹی ان کے لیے پکائی۔ اور انہوں نے کھائی۔" (تکوین۔ باب نمبر۱۹)

سوال: قوم لوط علیہ السلام کے افراد حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پر کس طرح حملہ آور ہوئے اور انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: "اور اس سے پیشتر کہ وہ لیٹیں۔ شہر کے آدمی کیا لڑکا کیا ضعیف سب نے مل کر اس گھر کو گھیر لیا۔ اور انہوں نے لوط علیہ السلام کو بلا کر اس سے کہا کہ وہ مرد جو آج کی رات تیرے ہاں اترے ہیں کہاں ہیں؟ انہیں باہر لا تاکہ ہم ان سے صحبت کریں۔ لوط ان (لوگوں) کے پاس باہر گیا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔" (تکوین۔ باب نمبر۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو کیا جواب دیا؟

جواب: انہوں نے کہا: "اے میرے بھائیو! ایسی شرارت نہ کرو۔ دیکھو میری دو بیٹیاں ہیں جو اب تک مرد سے واقف نہیں۔ میں ان کو تمہارے پاس باہر نکال لاتا ہوں۔ اور جو تمہاری خوشی ہو ان سے کرو۔ مگر ان مردوں سے کچھ نہ کرو۔ کیونکہ وہ میری چھت کے سائے میں آئے ہیں۔ (تکوین۔ باب نمبر۱۹)

سوال: قوم کے شرپسندوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو کیا جواب دیا اور ان سے کیا سلوک کیا؟

جواب: "مگر انہوں نے کہا: چل پرے ہٹ۔ اور پھر کہا کہ یہ شخص یہاں بہ گزران کرنے

آیا اور ہم پر حکم چلاتا ہے؟ سو ہم تیرے ساتھ ان سے زیادہ بدسلوکی کریں گے۔ اور وہ لوط علیہ السلام پر سختی سے حملہ آور ہوئے۔ اور دروازہ توڑ کر کھولنے کو تھے۔"

(تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: فرشتوں نے قوم لوط کی بدسلوکی پر کس رد عمل کا اظہار کیا؟

جواب: "اور دیکھو ان مردوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر لوط علیہ السلام کو اپنے پاس اندر لے لیا اور دروازہ بند کر دیا۔ اور ان کو جو باہر تھے کیا چھوٹے کیا بڑے۔ اندھا کر دیا۔ سو ان کو دروازہ نہ مل سکا۔" (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: فرشتوں نے اس رات حضرت لوط علیہ السلام کو کس طرح خبردار کیا اور اپنی حقیقت بیان کی؟

جواب: "تب انہوں نے لوط علیہ السلام سے کہا۔ کیا تیرا اور کوئی ہے؟ داماد اور بیٹے بیٹیاں اور سب جو تیرے ہیں۔ ان کو اس شہر سے باہر لے چل۔ کیونکہ ہم اس مقام کو فنا کریں گے۔ کیونکہ ان کا شور خداوند کے حضور بلند ہوا۔ جس نے ہمیں اس کے فنا کرنے کو بھیجا ہے۔" (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: بتایئے لوط علیہ السلام نے اپنے لوگوں سے کیا کہا اور کس طرح عذاب کی خبر دی؟

جواب: توریت میں ہے: "تب لوط علیہ السلام باہر گیا اور اپنے دامادوں سے جو ان کی بیٹیاں بیاہنے کو تھے۔ بولا اور ان سے کہا۔ اٹھو اس مقام سے نکلو۔ کیونکہ خداوند اس شہر کو فنا کرے گا۔ لیکن وہ ان کی نظر میں ہنسی کرتا ہوا معلوم ہوا۔" (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: صبح کے وقت فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کیا کہا اور ان کی کس طرح مدد کی؟

جواب: "اور جب صبح ہوئی فرشتوں نے لوط علیہ السلام سے تاکید کر کے کہا۔ اٹھ۔ اپنی بیوی اور اپنی دونوں بیٹیوں کو جو یہاں ہیں لے۔ ایسا نہ ہو کہ تو بھی اس شہر کے قصور کے باعث ہلاک ہو جائے۔ اور جب وہ دیر کر رہا تھا۔ انہوں نے اس کا اور اس کی بیوی کا اور دونوں بیٹیوں کا ہاتھ پکڑا۔ کیونکہ خداوند اس پر مہربان ہوا اور اس۔

کو نکال کر شہر سے باہر پہنچا دیا۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کو کیا حکم دیا گیا اور انہوں نے کیا درخواست کی؟

جواب: "تو اس سے کہا۔ اپنی جان بچا۔ پیچھے مت دیکھ اور اس سارے میدان میں کہیں مت ٹھہر۔ پہاڑوں پر اپنے آپ کو بچا۔ تا نہ ہو کہ تو بھی ہلاک ہو جائے۔ اور لوط علیہ السلام نے ان سے کہا نہیں اے میرے آقا۔ کیونکہ تو نے اپنے خادم پر کرم کی نظر کی اور مجھ پر ایسا بڑا احسان کیا۔ کہ میری جان بچائی۔ میں اب بھاگ کر پہاڑ کی طرف نہیں جا سکتا۔ تا نہ ہو کہ مجھ پر کوئی مصیبت آ پڑے اور میں مر جاؤں دیکھو یہ شہر قریب ہے جس میں میں بھاگ سکتا ہوں۔ وہ تو چھوٹا ہی ہے۔ مجھے اس میں بچنے دے۔ وہ تو چھوٹا ہی ہے۔ سو میری جان بچ جائے گی۔" (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بستی کو چھوڑ کر کہاں پناہ لی؟

جواب: "اور اس نے اسے کہا کہ دیکھو اس بات میں بھی میں نے تیری عرض قبول کی۔ کہ اس شہر کو کہ جس کے واسطے تو نے کہا۔ غارت نہ کروں گا۔ جلدی کر اور وہاں بچ جا۔ کیونکہ جب تک تو اس میں نہ پہنچے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس واسطے اس شہر کا نام صوعر رکھا گیا۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: سدوم پر کس وقت اور کس طرح کا عذاب نازل کیا گیا؟

جواب: "جب سورج زمین پر طلوع ہوا۔ لوط علیہ السلام صوعر میں داخل ہوا۔ اور خداوند نے سدوم اور عمورہ پر خداوند کی طرف سے گندھک اور آگ آسمان سے برسائی۔ اور اس نے ان شہروں کو اور سارے قرب و جوار کو اور ان شہروں کے سب رہنے والوں کو اور سب کچھ جو زمین سے اگتا ہے، نیست کیا۔" (تکوین۔ باب ۱۹)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا کیا انجام ہوا؟

جواب: "اور اس (لوطؑ) کی بیوی نے اپنے پیچھے پھر کر دیکھا تو وہ نمک کا ستون بن گئی۔"

(تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: توریت کے مطابق حضرت لوط علیہ السلام نے کہاں مستقل رہائش اختیار کی؟

جواب: "اور لوط علیہ السلام صوغر سے نکل کر پہاڑ پر جا رہا۔ اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں کیونکہ صوغر میں رہنے سے وہ ڈرتا تھا۔ اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔" (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

سوال: قرآن مجید نے حضرت لوط علیہ السلام کو صالح پیغمبروں میں شمار کیا ہے اور ان کی بیٹیوں کو پاکباز کہا ہے۔ توریت میں کیا کہا گیا ہے؟

جواب: موجودہ توریت میں ہے: "اور بڑی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں رہا جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آئے۔ آؤ ہم اس کو مے پلائیں۔ اور اس سے ہم بستر ہوں۔ اور اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ اور انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور بڑی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ کر چلی گئی۔ اور دوسرے روز بڑی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ دیکھ گزشتہ رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی ہوں آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں۔ اور تو بھی اس سے ہم بستر ہو کہ ہم اپنے باپ سے نسل بچا رکھیں۔ اور اس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور چھوٹی اندر گئی اور اس سے ہم بستر ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ کر چلی گئی۔ سو لوط علیہ السلام کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا جس کا نام اس نے موآب رکھا۔ وہی موآبیوں کا باپ ہے جو اب تک ہیں۔ اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بن عمی رکھا۔ یعنی میرے لوگوں کا بیٹا۔ وہی بنی عمون کا باپ ہے جو اب تک ہیں۔ (تکوین۔ باب نمبر ۱۹)

حضرت یوسف علیہ السلام

سوال: اہل کتاب کے مطابق یوسف علیہ السلام کو کیسے اور کتنے درہم میں بیچا گیا؟

جواب: بائبل کا بیان ہے کہ برادران یوسف نے جب انہیں کنوئیں میں ڈالا تو ابھی وہ وہیں تھے کہ اسماعیلیوں کا ایک قافلہ ادھر سے گزرا جو گرم مصالحہ، بلسان اور مرمصر لے جا

رہا تھا۔ انہوں نے چاہا کہ یوسف علیہ السلام کو کنویں نکال کر ان کے ہاتھ بیچ دیں مگر ان سے پہلے مدین والوں کا ایک قافلہ ادھر سے گزر رہا تھا اور وہ یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال چکے تھے انہوں نے یوسف علیہ السلام کو بیس درہم میں اسماعیلیوں کے ہاتھ بیچ دیا مگر غالباً پھر یہ معاملہ فسخ ہو گیا اور مدیانیوں ہی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر لے جا کر بیچ دیا۔ (قصص القرآن۔ بائبل پیدائش۔ باب نمبر ۳۷)

سوال: بائبل میں عزیز مصر کا نام کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: بائبل میں اس شخص کا نام پوطیفر ع یا فوطیفار لکھا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ شاہی باڈی گارڈ کا افسر تھا۔ اسے خواجہ سرا بھی کہا گیا ہے۔ اس نے اسماعیلیوں کے ہاتھوں حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدا۔ (قصص القرآن۔ بائبل پیدائش۔ باب نمبر ۳۹)

سوال: توریت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے دور کے شاہ مصر کو فرعون کہا گیا ہے۔ اس نے حضرت یوسف سے کیا کہا؟

جواب: توریت میں ہے کہ اس نے کہا: ''میں نے ساری زمین مصر پر تجھے حکومت بخشی فقط ایک تخت نشینی میں تجھ سے اوپر رہوں گا۔ اس نے اپنی رتھ سواری کے لیے دی کہ شاہی رتھوں میں دوسری رتھ تھی۔ پھر جب یوسف نکلا تو اس کے آگے آگے نقیب پکارتے تھے۔ سب ادب سے رہو اور فرعون نے حکم دیا کہ یوسف کو صاحب مملکت کے نام سے پکارا جائے۔ (قصص الانبیاء۔ بائبل پیدائش۔ باب نمبر ۳۷)

سوال: توریت کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کی پیدائش کس سال ہوئی؟

جواب: توریت کی تحقیق کے مطابق آپ کی پیدائش ۱۹۰۶ ق م میں ہوئی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً دو ہزار سال پہلے بتائی جاتی ہے۔ مصر کا دارالسلطنت اس وقت منصف تھا جس کے کھنڈرات آج بھی قاہرہ کے جنوب میں چودہ پندرہ میل کے فاصلے پر موجود ہیں۔ (سیرت انبیائے کرام۔ بائبل پیدائش۔ باب نمبر ۳۷)

سوال: دوسری مرتبہ مصر جانے پر حضرت یوسف علیہ السلام کے اپنے بھائیوں کی کس طرح خاطر مدارت کی؟

جواب: توریت میں ہے کہ یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی خوب خاطر مدارت کی۔ نوکروں کو حکم دیا کہ ان کو شاہی مہمان خانے میں رکھا جائے۔ ان کے لیے پرتکلف دعوت کا سامان کیا۔ چند روز کے قیام کے بعد جب وہ رخصت ہونے لگے تو یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ ان کے اونٹوں کو غلے سے اس قدر لاد دیا جائے جتنا کہ یہ برداشت کر سکیں۔ ان کی خواہش تھی کہ اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیں مگر مصر کے قانون کے مطابق ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ اور اس وجہ سے بھی خاموش رہے کہ ان کی حقیقت کا انکشاف نہ ہو۔ جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو کسی کو اطلاع کیے بغیر نشانی کے طور پر اپنا چاندی کا پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا۔

(سیرت انبیائے کرام۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۲)

سوال: اہل کتاب کے بقول حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب کے بارے میں کس کس کو بتایا تھا؟

جواب: اہل کتاب کے نزدیک حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ قصہ اپنے والد کو اور اپنے بھائیوں کو اکٹھے بیان کیا تھا۔ جبکہ قرآن میں ہے کہ انہوں نے یہ خواب صرف اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو بتایا تھا۔　(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۳۷)

سوال: اہل کتاب کے بقول یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا کہا تھا؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام کے بڑے بھائی روبن (روبین) نے یوسف علیہ السلام کو (کنویں میں گراتے وقت) اشارہ کیا تھا کہ وہ بعد میں ان کو نکال لے گا۔ اور اپنے والد کے پاس پہنچا دے گا۔ پھر جب سب واپس گئے تو روبن کی بے خبری میں دوسرے بھائیوں نے ان کو قافلے کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ پھر شام کو روبن آیا اور کنویں میں بھائی کو نہ پایا تو چیخ پڑا۔ پھر بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے کرتے کو بکری کے بچے کے خون میں آلودہ کر کے یعقوب علیہ السلام کو پیش کر دیا۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ کتاب پیدائش باب نمبر ۳۷)

سوال: اہل کتاب شاہِ مصر کا خواب کس طرح بیان کرتے ہیں؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ بادشاہ نے خواب یوں دیکھا تھا کہ وہ ایک نہر کے کنارے کھڑا ہے اس میں سے سات سوٹی گائیں نکلیں پھر وہاں قریبی چراگاہ میں چرنے لگیں۔ پھر دوبارہ نہر سے سات دبلی پتلی گائیں نکلیں۔ وہ بھی پہلی گایوں کی ساتھ چرنے لگیں۔ پھر ان سوٹی گایوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور ان کو کھا گئیں۔ بادشاہ گھبرا کر اٹھا اور پھر سو گیا۔ پھر دوسرا خواب دیکھا کہ ایک بالی میں سات سبز بھٹے ہیں۔ اور دوسری بالی میں سات خشک بٹے ہیں۔ یہ سات بٹے جو خشک تھے وہ دوسرے سات بیٹوں کو جو تر و تازہ تھے کھا گئے۔ تو یہ پھر گھبرا کر بیدار ہوا۔ جب اس نے یہ خواب اپنی قوم کے سرداروں کو بتایا تو کوئی اس کی تعبیر نہ بتا سکا بلکہ کہا کہ یہ تو ملے جلے مشکل سے خواب ہیں۔ (قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۱)

سوال: شادی کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر کیا تھی؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ تخت نشینی کے وقت آپ کی عمر تیس سال تھی اور اس وقت عزیز مصر فوت ہو گیا تھا۔ اس لیے شاہ نے زلیخا کی شادی آپ سے کروا دی۔ جبکہ ثعلبی کہتے ہیں کہ بادشاہ مصر نے عزیز مصر قطفیر کو عہدے سے ہٹا کر آپ کو اس کی جگہ رکھ لیا۔ (قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۱)

سوال: برادران یوسف پہلی مرتبہ شاہ مصر یوسف علیہ السلام کے پاس گئے تو توریت کے مطابق آپ نے بھائیوں سے کیسا سلوک کیا؟

جواب: اہل کتاب کا بیان ہے کہ بھائیوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس درجہ مرتبہ و مقام مل سکتا ہے۔ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچانا۔ اور آپ کو سجدہ کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا کہ آپ نے کوشش کی کہ وہ نہ پہچان سکیں۔ اس لیے سختی سے پیش آئے اور کہا کہ تم لوگ جاسوس ہو اور ہمارے علاقے کی اچھائی اور مال وغیرہ لینے آئے ہو۔ اہل کتاب کے نزدیک یہ بھی ہے کہ آپ نے ان کو تین دن تک محبوس رکھا اور پھر غلہ دیا وہ

واپس جانے لگے تو ایک بھائی شمعون کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھا کہ اگلی مرتبہ بنیامین کو لے آئیں۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۲)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کی جو نقدی واپس کی اس کے بارے میں توریت کا کیا بیان ہے؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ وہ نقدی چاندی کے ٹکڑوں کی صورت میں تھی۔ مفسرین کے بقول اور حضرت یوسف علیہ السلام نے مناسب نہ سمجھا کہ بھائیوں سے سرمایہ پیسے وغیرہ لیں۔ اس لیے واپس کر دیے۔ دوسری مرتبہ وہ لوگ گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے دراہم کی بجائے پستے، اخروٹ، خرما اور جنگلی پھل بھیجے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۲۔۴۳)

سوال: بنیامین کے سامان سے پیالہ نکلا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے فرمایا کہ چوری کا مال جس سے برآمد ہوا اسے یہاں رکھا جائے گا۔ اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے اس وقت اپنی پہچان کرادی تھی۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۴)

سوال: مفسرین نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بچھڑنے کی مدت ۱۸ سال، ۳۵ سال، ۸۰ سال اور تراسی سال بھی بتائی ہے۔ توریت نے کتنا عرصہ بتایا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین اور بھائیوں کا استقبال کس طرح کیا؟

جواب: توریت نے باپ سے بچھڑنے کی مدت ۴۰ سال بتائی ہے۔ اور اہل کتاب کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام جب سرزمین جاشر یعنی جلیس کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام ان کے استقبال کے لیے نکلے۔ اور پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزند یہوذا کے ذریعے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بطور مہمان آنے کی خوشخبری پہنچائی۔ اور اہل کتاب کا کہنا ہے کہ بادشاہ مصر نے ان کے لیے جاشر کا علاقہ وقف کر دیا تھا۔ اس میں آل یعقوب رہتے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۶)

سوال: اہل کتاب کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام نے وفات پائی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کیسے اور کہاں کفن دفن کا انتظام کیا؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وفات پائی تو تمام مصر والے ستر دن تک ان کی وفات پر روتے رہے۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے طبیبوں کو حکم دیا تو انہوں نے والد ماجد کے جسد اطہر پر خوشبو و دوائی وغیرہ لگائی۔ جس کے اندر یہ چالیس دن تک رہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے اجازت لے کر اپنے والد کو دفن کرنے کے لیے شام کی طرف چلے کہ وہاں داداؤں کی قبر کے پاس دفن کریں اور آپ کے ساتھ مصر کے شیوخ و اکابر بھی چلے جب حبرون پہنچے تو اسی زمین میں آپ کو دفن کر دیا جس کو ابراہیم علیہ السلام نے عفرون بن صحر حتی سے خریدا تھا اور یہیں ان حضرات کی قبریں تھیں۔ پھر وہاں انہوں نے سات دن تک تعزیت کی پھر اپنے علاقے کی طرف واپس آ گئے۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۴۹۔ ۵۰)

سوال: بائبل میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک ایسے خواب کا بھی ذکر ہے جو آپ نے اپنے بھائیوں کو بتایا تھا۔ وہ کیا تھا؟

جواب: آپ نے بھائیوں کو بتایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ہم کھیت میں پولے باندھتے ہیں۔ اور دیکھو میرا پولا اٹھا اور سیدھا کھڑا ہوا۔ اور تمہارے پولے آس پاس کھڑے ہو کر میرے پولے کے آگے جھکے۔ تب اس کے بھائیوں نے اسے کہا کہ کیا تو ہمارا بادشاہ ہوگا یا ہمارا حاکم ہوگا۔ تب وہ اس سے زیادہ نفرت کرنے لگے۔

(بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۳۷)

سوال: اہل کتاب نے حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا کے بہکانے کا ذکر کس انداز میں کیا ہے؟

جواب: ان کے مطابق زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی تو آپ اپنا جبہ اس کے ہاتھ میں چھوڑ کر باہر کی طرف بھاگے۔ اس نے شور مچا دیا کہ یہ

مجھے تنگ کر رہا تھا۔ اس نے جبہ اپنے پاس رکھا اور اپنے خاوند کے گھر آنے پر اسے بتایا۔ عزیز مصر غصے سے بھڑک اٹھا اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید میں ڈال دیا۔ (بائبل۔ پیدائش باب نمبر ۳۹)

حضرت ایوب علیہ السلام

سوال: بائبلی روایات کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کا سلسلۂ نسب کیا ہے؟

جواب: بائبلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں پانچویں پشت میں تھے۔ (تفسیر ماجدی۔ بائبل۔ پیدائش باب نمبر)

سوال: توریت میں حضرت ایوب علیہ السلام کو کس سرزمین کا باشندہ بتایا گیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ عوض کی سرزمین کے رہنے والے تھے۔ اور عوض کے بارے میں علماء فرنگ کہتے ہیں کہ یہ عرب کے شمالی مغرب میں فلسطین کی مشرقی سرحد کے قریب کا ملک تھا۔ (قصص القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ بائبل۔ اسفار حکمت)

سوال: توریت میں حضرت ایوب علیہ السلام کو نبی نہیں کہا گیا۔ بتایئے ان کے مال و دولت اور اہل و عیال کی تعداد کیا بتائی گئی ہے؟

جواب: توریت میں ہے: ''عوض کی سرزمین میں ایوب نامی ایک شخص تھا، اور وہ شخص کامل اور صادق تھا۔ اور خدا سے ڈرتا تھا اور بدی سے دور رہتا تھا۔ اس کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے مال میں سات ہزار بھیڑیں، تین ہزار اونٹ، پانچ سو جوڑے بیل اور پانچ سو گدھیاں تھیں۔ اور اس کے نوکر چاکر بہت تھے، ایسا کہ اہل مشرق میں ایسا مالدار کوئی نہ تھا۔

(رحمۃ للعالمین ﷺ۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ بائبل۔ اسفار حکمت)

سوال: بتایئے توریت میں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے متعلق کیا بیان ہے؟

جواب: توریت میں ہے: ''ابلیس جب حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد کو نیست و نابود کر چکا تو اس کے بعد آسمان کی طرف چڑھا۔ چڑھتے چڑھتے جب اس مقام تک پہنچ گیا جہاں تک اس کو قوت پرواز دی گئی تھی تو فرشتوں کی نظر اس پر پڑی۔ انہوں

نے شیطان سے پوچھا، بتا تو نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ان سخت مصائب میں کیا متحمل اور صابر پایا؟ شیطان نے جواب دیا واقعی وہ اپنے رب سے بڑا تعلق رکھتے ہیں اور اس کے بھروسے پر مطمئن ہیں۔ اس کے بعد کہنے لگا اگر پروردگار مجھ کو ان کے بدن میں تصرف کا اختیار دے دے تو پھر مجھے یقین ہے ان سے صبر نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی اس درخواست کو قبول فرما لیا اور اس سے کہا جا ہم نے تجھے اپنے بندے ایوب کے بدن پر تسلط کا اختیار دے دیا ہے۔ یہ سن کر ابلیس حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا تو اس وقت آپ نماز پڑھنے میں مصروف تھے۔ ابلیس نے اسی حالت میں حضرت ایوب علیہ السلام کے قریب جا کر ان کے دماغ میں آگ میں بجھی ایسی پھونک ماری کہ اس کی حرارت سے آپ کے دماغ سے قدموں تک سارا بدن جلنے لگا۔ یہاں تک گرمی بڑھی کہ سارے بدن میں خارش پیدا ہوگئی۔ آپ نے کھجلانا شروع کیا تو ناخن گر گئے۔ کھجلی میں کمی نہ ہوئی تو پتھر کے ٹکڑوں سے کھجانا شروع کر دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ بدن کا گوشت تک گل کر گر گیا۔ بدن کی ہڈیاں نظر آنے لگیں، بدن سے بدبو آنے لگی، سارے بدن میں کیڑے پڑ گئے۔ صرف آنکھ اور زبان اثر سے محفوظ رہے۔ مرض کی شدت کی وجہ سے بدن کا کوئی حصہ اثر سے محفوظ نہ رہا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ دو نے یہ حال دیکھ کر قطع تعلق کر لیا۔ صرف ایک وفادار بیوی رحمت نے آپ کا ایسے وقت میں ساتھ دیا۔ اس تکلیف دہ مرض کی وجہ سے اس خدا کے مقبول بندہ کے لیے سوائے مٹی کے فرش کے کوئی بستر بھی نہ رہا۔ اور کوڑی کے سوا کوئی آرام کی جگہ بھی نہ رہی۔ بیوی رحمت کے پاس نہ کوئی دولت تھی نہ کوئی سر چھپانے کا سامان، محنت مزدوری کر کے اپنے خاوند کے کھانے کا بندوبست کرتی تھی۔ (یہ سب اسرائیلی روایات ہیں قرآن واحادیث میں ان کا کوئی ذکر نہیں)

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ بائبل۔ اسفار حکمت)

سوال: اہل کتاب کے ہاں حضرت ایوب علیہ السلام کی خوشحالی اور امتحان کے بارے میں

کیا بیان ہے؟

جواب: توریت میں ہے: شیطان نے ایک روز دربار خداوندی میں عرض کیا کہ ایوب علیہ السلام کے صبر و شکر کی اتنی دھوم مچی ہوئی ہے۔ وہ تو اسی بنا پر ہے کہ تو نے اسے ہر طرح کی نعمتوں سے نواز رکھا ہے۔ ذرا یہ نعمتیں چھن جائیں تو حال معلوم ہو جائے۔ حکم ہوا۔ اچھا تجھے اختیار ہے۔ جا اور جس طرح چاہے ان کی آزمائش کر دیکھ۔ چنانچہ شیطان نے آ کر ان پر طرح طرح کی مصیبتوں کے پہاڑ توڑنے شروع کئے۔ کہاں آج امیر کبیر تھے کہاں دفعۃً مفلس و قلاش ہو گئے۔ ساری کھیتیاں جل گئیں، سارے گلے مر گئے۔ سارے نوکروں چاکروں کو دشمنوں نے مار ڈالا۔ ساری اولاد یکبارگی مکان میں دب کر مر گئی۔ ان ناقابل بیان مصائب کے یک بیک ٹوٹ پڑنے پر ایوب علیہ السلام نے صرف اتنا کیا کہ اٹھ کر اپنا پیراہن (کرتہ) چاک کیا اور سر منڈایا اور زمین پر جھک پڑا اور سجدہ کیا اور کہا اپنی ماں کے پیٹ سے ننگا نکل آیا اور پھر ننگا وہاں جاؤں گا۔ خداوند نے دیا اور خداوند نے لیا، خداوند کا نام مبارک ہے۔ اس سارے مقدمہ میں ایوب علیہ السلام نے گناہ نہ کیا، اور نہ خدا پر بے وقوفی کا الزام لگایا۔ (تفسیر ماجدی۔ بائبل۔ اسفار حکمت)

سوال: سفر ایوب میں حضرت ایوب علیہ السلام کی عمر کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

جواب: اس کے بعد (مصیبت کے بعد) ایوب علیہ السلام ایک سو چالیس برس جیا۔ اور اپنے بیٹے اور بیٹیوں کے بیٹے چار پشت تک دیکھے اور ایوب بوڑھا اور دراز عمر ہو کر مر گیا۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ بائبل۔ اسفار حکمت

سوال: صحیفہ ایوب علیہ السلام میں حضرت ایوب علیہ السلام کی ابتدائی زندگی کے بارے میں کیا معلومات ملتی ہیں؟

جواب: صحیفہ ایوب علیہ السلام جو قدیم صحیفہ ہے وہ عبرانی زبان سے عربی میں منتقل ہوا ہے۔ وہ مجموعہ تورات میں حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف منسوب ہے اس میں ہے کہ آپ سرزمین عوص کے باشندے تھے۔ آپ کے مویشی اور چوپایوں کو اہل سبا اور

بابلیوں نے حملہ کر کے لوٹ لیا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ان دونوں قوموں کے عروج کے زمانے میں تھے۔ اسرائیلی روایات میں ہے کہ بیماری کے دوران آپ کے جسم پر شیطان کو قابو دے دیا گیا تھا۔ کیونکہ آپ نے خود اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے وقت کہا کہ مجھے شیطان نے چھو لیا ہے۔

(تاریخ الانبیاء۔ بائبل۔ اسفار حکمت)

سوال: قرآن مجید میں حضرت ایوب علیہ السلام کو صابر و شاکر کہا گیا ہے۔ توریت کا بیان کیا ہے؟

جواب: اہل کتاب کے نزدیک حضرت ایوب علیہ السلام نے مال و دولت ختم ہونے پر شکایت نہیں لیکن جب ایوب علیہ السلام کو شیطان نے مہلک پھوڑوں سے مارا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے نہ صرف گریہ وزاری کی بلکہ اپنے دن پر لعنت کی اور کہا: ''وہ دن جس میں میں پیدا ہوا معدوم ہو جائے اور وہ رات بھی جس میں کہا گیا کہ دیکھو بیٹا ہوا وہ دن اندھیرا بن جائے۔ کیونکہ میری روٹی کی جگہ میری آہیں ہیں اور میرا چیخنا چلانا پانی کی طرح جاری ہے۔ مجھے تسلی نہیں اور آرام نہیں اور خوشی نہیں اور مصیبت مجھ پر ہجوم کرتی ہے۔'' ایوب علیہ السلام تائب ہوئے اور خوش حال ہوئے۔ (بائبل۔ اسفار حکمت)

سوال: بائبل میں حضرت ایوب علیہ السلام کی کتنی اولاد بتائی گئی ہے؟

جواب: بائبل کے مطابق ان کے سات بیٹے ہوئے اور تین بیٹیاں۔ پہلی بیٹی کا نام یمیمہ اور دوسری کا قصیعہ اور تیسری کا نام قرن فوک رکھا۔ (بائبل۔ اسفار حکمت)

حضرت یونس علیہ السلام

سوال: اہل کتاب نے حضرت یونس علیہ السلام اور ان کے والد کا نام کیا بتایا ہے؟

جواب: اہل کتاب کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام یونا (یوحنا یا جونا) تھا اور آپ کے والد کا نام امتی ہے۔ جب کہ وہ نینوی کے باشندوں کی ہدایت کے لیے بھیجے

گئے تھے۔ آپ کو یونس بن امتائی بھی کہا گیا ہے۔

(قصص القرآن۔ بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر۱)

سوال: جہاز والوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو سمندر میں ڈال دیا تو خوفزدہ ہو کر لوگوں نے کیا کیا؟

جواب: بائبل کے مطابق حضرت یونس علیہ السلام نے جہاز والوں سے کہا: ''مجھے اٹھا کے سمندر میں پھینک دو سمندر تمہارے لیے ساکن ہو جائے گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میرے ہی سبب سے یہ بڑا طوفان تم پر آیا ہے۔'' تب انہوں نے یونس کو اٹھا کر سمندر میں ڈال دیا اور تلاطم امواج موقوف ہو گیا۔ اس پر اہل جہاز بہت ڈر گئے انہوں نے خداوند کے حضور ذبیحہ ذبح کیا اور منتیں مانیں۔ (بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر۱)

سوال: اہل کتاب کے بقول حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کتنا عرصہ رہے؟

جواب: بائبل میں ہے: ''خداوند نے ایک بڑی مچھلی کو مقرر کیا کہ یونس علیہ السلام کو نگل جائے اور یونس علیہ السلام تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔''

(بائبل۔ کتاب یونس۔ باب نمبر۲)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کیسے مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے۔ اور آپ کو کیا حکم ملا؟

جواب: توریت میں ہے: ''اور یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا کی............ اس پر خداوند نے مچھلی کو حکم دیا تو اس نے یونس علیہ السلام کو خشکی پر اگل دیا۔ اور یونس نے دوسری بار خداوند کا کلام پایا۔ اس نے کہا کہ اٹھ شہر عظیم نینوی کو جا اور اسے اس بات سے آگاہ کر دے جس کا میں تجھے حکم دیتا ہوں۔

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر۲۔۳)

سوال: بائبل میں ہے کہ نینوا ایک نہایت بڑا شہر تھا۔ اس کی مسافت تین دن کی راہ تھی۔ یونس علیہ السلام شہر میں داخل ہو کر کیا اعلان کرنے لگے؟

جواب: بائبل میں ہے: ''اور یونس علیہ السلام شہر میں داخل ہو کر ایک دن کی راہ جانے لگا اور وہ وعظ کرتے ہوئے کہتا تھا کہ چالیس دن کے بعد نینوا برباد کیا جائے گا۔''

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر۳)

سوال: بتایئے نینوا کے باشندے کس طرح ایمان لائے اور بادشاہ نے کیا حکم دیا؟

جواب: "اور نینوا کے باشندے ایمان لائے اور روزے کا اعلان کر کے سب کے سب کیا ادنیٰ کیا اعلیٰ ٹاٹ سے ملبس ہوئے۔ اور یہ بات شاہ نینوا کو بھی پہنچ گئی تو اس نے تخت سے اٹھ کر شاہی لباس اتار ڈالا اور ٹاٹ اوڑھ کر راکھ پر بیٹھ گیا۔ اور فرمان صادر کیا کہ بادشاہ اور ارکانِ دولت کے حکم سے نینوا میں یہ اعلان ہو کہ کوئی انسان یا حیوان گائے بیل یا بھیڑ بکری۔ نہ کچھ چکھے نہ کھائے۔ اور نہ پانی پیئے۔ علاوہ اس کے انسان و حیوان ٹاٹ اوڑھیں۔ اور خداوند کے حضور گریہ و زاری کریں۔ اور ہر ایک اپنی بری روش اور اپنے ہاتھ کے ظلم سے توبہ کرے۔ شاید خدا اپنا ارادہ بدلے اور پچھتائے اور اپنے قہر شدید سے باز آئے اور ہم ہلاک نہ ہوں۔"

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۳)

سوال: قوم یونس علیہ السلام پر سے عذاب ٹلنے کی بات بائبل میں کس طرح کی گئی ہے؟

جواب: بائبل میں یہ ذکر تو نہیں کہ کون سا عذاب آیا کس طرح کی علامات ظاہر ہوئیں۔ تاہم یہ بتایا گیا ہے کہ: "جب خدا نے ان (قوم) کی یہ حالت دیکھی کہ وہ اپنی اپنی بری روش سے تائب ہو گئے ہیں تو خدا اس عذاب سے پچھتایا جو اس نے ان پر لانے کو کہا تھا۔ اور لایا نہیں۔" (بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۳)

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام کی ناراضگی کا بائبل میں کیا بیان ہے؟

جواب: قوم پر عذاب ٹل جانے کی وجہ سے یونس علیہ السلام ناراض ہوئے بائبل میں ہے: "اور یونس علیہ السلام اس امر سے بہت ناخوش اور غصے ہوا۔ اور اس نے خداوند سے دعا کر کے کہا، اے خداوند کیا میں نے یہی نہ کہا تھا۔ جب میں اپنے ملک میں تھا۔ اور اسی سبب سے میں جلدی کر کے ترسیس کو بھاگا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ خدائے رحیم و مہربان ہے۔ طویل الصبر اور نہایت شفیق۔ جو عذاب لانے سے پچھتاتا ہے۔ اب اے خداوند! میری جان لے لے کیونکہ میرے جینے سے مر جانا زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ خداوند نے کہا۔ کیا تیرا غصہ راست ہے؟

(بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۴)

سوال: یونس علیہ السلام ناراض ہو کر کہاں بیٹھ رہے اور خدا تعالیٰ سے ان کا کیا مکالمہ ہوا؟

جواب: بائبل میں ہے: "اور یونس علیہ السلام شہر سے باہر مشرق کی طرف جا بیٹھا اور وہاں اپنے لیے ایک چھپر بنا کر اس کے سائے میں بیٹھ رہا کہ دیکھے شہر کا کیا حال ہوتا ہے۔ اور خداوند نے ارنڈ اگایا اور اسے یونس کے اوپر پھیلایا تا کہ اس کے سر پر سایہ ہو اور وہ تکلیف سے بچے۔ اور یونس علیہ السلام اس ارنڈ کے سبب سے نہایت خوش ہوا۔ لیکن دوسرے دن صبح کے وقت خدا نے ایک کیڑا بھیجا۔ جس نے ارنڈ کو کاٹ ڈالا تو وہ سوکھ گیا۔ جب دھوپ چڑھی تو خدا نے مشرق سے لو چلائی۔ اور دھوپ نے یونس علیہ السلام کے سر میں اثر کیا۔ اور وہ بے تاب ہو گیا۔ اور اپنے لیے موت کی آرزو کی اور کہا کہ میرے لیے مر جانا زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ اس پر خدا نے یونس علیہ السلام سے کہا کہ کیا اس ارنڈ کے لیے تیرا غصہ راست ہے؟ ایک ہی رات میں اگا اور ایک ہی رات میں سوکھ گیا۔ تو کیا مجھے اس شہر نینوی کی فکر نہ ہو گی جس میں بے شمار مویشی کے علاوہ ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ ایسے انسان ہیں جو اپنے داہنے اور بائیں ہاتھ میں بھی امتیاز نہیں کر سکتے۔ (بائبل۔ کتاب یونس باب نمبر ۴)

حضرت سموئیل علیہ السلام

سوال: حضرت سموئیل علیہ السلام کے والد اور والدہ کا کیا نام تھا؟ وہ کہاں رہتے تھے؟

جواب: اہل کتاب کے مطابق سموئیل علیہ السلام کے والد کا نام القانہ بن یروحام بن الیہو بن توحو بن صوف افرائی اور والدہ کا نام حنہ تھا۔ وہ کوہ افرائیم کے رامہ میں رہتے تھے۔ (بائبل۔ کتاب سموئیل باب نمبر ۱)

سوال: والدین نے حضرت سموئیل کا یہ نام کیوں رکھا تھا؟

جواب: سموئیل یا شموئیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا عربی اسمٰعیل ہے جس کے معنی ہیں خدا سے مانگا ہوا۔ کیونکہ آپ کی والدہ نے آپ کو خدا سے مانگ کر لیا تھا۔

(بائبل۔ کتاب سموئیل باب نمبر ۱)

سوال: بائبل میں تابوت سکینہ کا کیسے ذکر آیا؟

جواب: اس تابوت کو خداوند کا صندوق شہادت کہا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ بنی اسرائیل سے یہ صندوق فلسطینیوں کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اسے داجون کے بت خانے میں رکھ دیا۔ روزانہ صبح دیکھتے تو ان کا بت داجون اوندھے منہ پڑا ہوتا۔ وہ جس شہر میں صندوق کو رکھتے وہاں کے لوگ مرض بواسیر کا شکار ہو جاتے۔ یہ صندوق سات ماہ تک فلسطینیوں کے ملک میں رہا اور ان کا ملک چوہوں سے بھر گیا اور انہوں نے کاہنوں اور نجومیوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا کریں۔ اس صندوق کو اپنی جگہ کیسے بھیجیں۔ انہوں نے کہا پہلے اپنی تقصیر کے لیے قربانی ادا کرو جب تم شفا پاؤ گے۔ فلسطینیوں کے قطبوں کے شمار کے مطابق بواسیر کے پانچ طلائی مسے اور سونے کے پانچ چوہے صورتوں اور مورتوں کے انداز میں بناؤ اور پھر نئی گاڑی پر رکھ کر دو گائیں جوت کر اس گاڑی میں صندوق بھیج دو۔ اس طرح صندوق یوشع علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا۔ (بائبل۔ کتاب سموئیل باب نمبر ۶)

سوال: حضرت سموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کا بادشاہ کس شخص کو مقرر کیا تھا؟

جواب: اہل کتاب کے مطابق جس شخص کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کیا گیا تھا اس کا نام ساؤل تھا جسے قرآن نے طالوت کہا ہے اس کی نسبت توریت میں ہے: ساؤل (طالوت) بن قیش بن ابی ایل بن حرور بن بکورت بن افیح بنیامینی۔

(بائبل۔ کتاب سموئیل باب نمبر ۹)

سوال: بتایئے حضرت سموئیل علیہ السلام کے زمانے میں طالوت اور جالوت کی جنگ کہاں ہوئی اور اس میں کون سے اللہ کے نبی شامل تھے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ یہ جنگ ہزار دن کے پاس ہوئی اور پانی پینے کا واقعہ بھی اسی جگہ پر پیش آیا۔ اس جنگ میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے والد ایشا بھی شریک تھے۔ دیو ہیکل شخص جالوت کو حضرت داؤد علیہ السلام نے قتل کیا اور پھر مجاہدین نے اس کے بہت بڑے لشکر کو شکست دے دی۔

(قصص الانبیاء۔ باب کتاب سموئیل باب نمبر ۱۰)

حضرت یوشع علیہ السلام

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کے بارے میں توریت میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: توریت کا بیان ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان پر ظاہر کر دیا تھا کہ یوشع علیہ السلام میرا خاص بندہ ہے اور بنی اسرائیل کے نوجوان اسی کی سرکردگی میں کنعان اور بیت المقدس کو جابر مشرکین سے پاک کریں گے۔

(قصص القرآن۔ بائبل۔ کتاب یوشع)

سوال: اہل کتاب کے ہاں حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کا سلسلہ نسب کیا ہے؟

جواب: انجیل: یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔ اہل کتاب کا کہنا ہے کہ یوشع علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ بائبل۔ کتاب یوشع)

سوال: بتایئے اہل کتاب حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اہل کتاب کے ہاں حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت متفق علیہ ہے۔۔ اور سامریوں کی ایک جماعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سوائے حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت کے اور کسی کی نبوت کے قائل نہیں کیونکہ ان کی توریت میں وضاحت ہے اس لیے وہ باقیوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ جبکہ ان کے ہاں ان کی کتاب میں دوسرے انبیاء خصوصاً حضور اقدس علیہ السلام کی تصدیق موجود ہے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ بائبل۔ کتاب یوشع)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھوں بیت المقدس کی فتح توریت میں کیسے بیان ہوئی ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ وحی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ان کی آخری عمر تک نازل ہوتی رہی اور جب بھی کسی مسئلے میں یوشع علیہ السلام محتاج ہوتے تو فوراً حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کی خدمت میں آتے۔ سفر ثالث میں ذکر ہے کہ اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ بنی اسرائیل کو ان کے قبیلوں

کے مطابق تقسیم و شمار کریں اور بارہ قبیلوں میں سے ہر ایک پر ایک ایک ہزار سردار مقرر فرما دیں۔ جو ان کی نگہبانی کرنے اور یہ ساری کوشش قتال کی تیاری کے لیے تھی تاکہ تیہ میدان سے نکلتے ہی جباریں سے برسر پیکار ہو جائیں۔ یہ بات تیہ میں چالیس سال گزرنے کے قریب پیش آئی۔ اسی وجہ سے بعض نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چونکہ بیت المقدس کی فتح کا حکم ملا تھا اس وجہ سے ان کو امید تھی کہ پہلے اللہ عزوجل میرے ہاتھوں اس کو فتح کرائے گا پھر کہیں وفات ہو گی۔ اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام فرشتے کی صورت بھی نہ پہچان سکے تھے اس وجہ سے اس کو تھپڑ مار دیا تھا۔ اور اللہ کی تقدیر میں تھا کہ بیت المقدس کی فتح ان کے ہاتھوں نہ ہو گی بلکہ حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کے ہاتھوں ہو گی۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ بائبل۔ کتاب یوشع)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام نے بیت المقدس فتح کیا۔ توریت میں اس فتح کی ترتیب کس طرح بتائی گئی ہے؟

جواب: بنی اسرائیل کو میدان تیہ سے لے کر نکلنے والے اور بیت المقدس میں داخل ہونے والے حضرت یوشع علیہ السلام بن نون ہیں۔ اہل کتاب اور اہل تاریخ بتاتے ہیں کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو لے کر نہر اردن پار کی۔ اور اریحاء مقام تک پہنچے اور اریحاء شہر کے قلعوں میں سب سے بلند فصیلوں والا قلعہ تھا۔ اور ان کے محلات اور ان میں رہنے والے لوگ بھی سب سے زیادہ تھے۔ بنی اسرائیل نے چھ مہینوں تک ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ پھر ایک دن احاطہ کر کے رنے کا مضبوط کھا قلعے کی کسی جانب کی دیوار پر ڈال کر سب نے یک آواز تکبیر لگا کر کھینچا تو وہاں سے راستہ بن گیا اور دیوار گر گئی۔ پھر اندر گھس گئے اور تمام اموال و دولت کو قیمت میں سمیٹ لیا اور بارہ ہزار مردوں عورتوں کو تہ تیغ کیا۔ اور بہت سے بادشاہوں سے جنگ چھیڑی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے شام کے اکتیس بادشاہوں پر غلبہ پایا تھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ بائبل کتاب یوشع)

سوال: حدیث نبوی میں حضرت یوشع علیہ السلام کے ہاتھوں حبس شمس (سورج کے رکنے) کا بیان ہے۔ توریت میں حبس قمر کا واقعہ کس طرح آیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ بنی اسرائیل کا محاصرہ فتح بیت المقدس کے دوران جمعہ کے دن عصر تک جاری رہا تھا پھر جب سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا اور پھر اگلا ہفتہ کا دن داخل ہونے والا تھا۔ جس میں ان کے لیے پابندی تھی کہ کوئی جنگ وغیرہ اور شکار وغیرہ نہیں کر سکتے تھے۔ تو حضرت یوشع علیہ السلام نے فرمایا اے ہفتہ کے دن تو بھی خدا کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی خدا کے حکم کا پابند ہوں۔ پس اے اللہ تو اس چاند کو طلوع ہونے سے روک دے تو اللہ نے چاند کو طلوع نہ ہونے دیا۔ حتیٰ کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے شہر فتح کر لیا۔ یہ واقعہ چاند کا اس حدیث کے منافی نہیں جس میں حبس شمس کا قصہ بیان ہے کیونکہ اس میں بھی سورج کو روک دیا گیا تھا نہ وہ غروب ہوا نہ چاند طلوع ہوا۔ البتہ اہل کتاب نے یہ واقعہ اریحاء کی فتح کا بتایا ہے۔ مسلمان مورخین کے بقول اصل بیت المقدس کی فتح ہی تھی۔ باقی علاقوں کی فتح اس کے ساتھ تھی۔ اور بیت المقدس کی فتح میں بھی یہ معجزہ پیش آیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ بائبل۔ کتاب یوشع باب نمبر ۱۰)

سوال: بائبل میں حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کی وفات اور تدفین کے بارے میں کیا کہا گیا ہے؟

جواب: یوشع بن نون نے وفات پائی تو وہ ایک سو دس برس کی عمر کا تھا اور انہوں نے اس کو اس کی میراث کی زمین تمنہ سارح میں دفن کیا۔ جو کوہستان افرائیم میں کوہ جاعش کے شمال میں ہے۔ (بائبل۔ کتاب یشوع باب نمبر ۲۴)

حضرت حزقیل علیہ السلام

سوال: توریت حضرت حزقیل علیہ السلام کا حسب و نسب کیسے بتاتی ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ آپ بوزی کاہن کے بیٹے ہیں اور آپ کا نام حزقی ایل ہے۔

توریت میں حزقیال بھی نام بتایا گیا ہے۔ اور اسے نبی کہا گیا ہے۔

(قصص الانبیاء۔ بائبل۔ حزقیال۔ باب نمبر ا)

سوال: حضرت حزقیل علیہ السلام کا دور نبوت کون سا ہے؟ اور کس علاقے میں مبعوث ہوئے؟

جواب: آپ حضرت یوشع علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے نبی ہوئے۔ توریت میں آپ کا دور نبوت ۵۹۳ ق م سے ۵۷۱ ق م بتایا گیا ہے۔ آپ کو بابل کے علاقے کے لیے مبعوث کیا گیا تھا۔ (قصص الانبیاء۔ بائبل۔ کتاب حزقیال)

حضرت شعیا علیہ السلام

سوال: مفسرین و مؤرخین نے حضرت شعیا علیہ السلام کی نبوت کا ذکر کیا ہے۔ بتایئے توریت میں آپ کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟

جواب: توریت میں آپ کا نام اشعیا آیا ہے اور یہودیوں کی روایت کے مطابق وہ شاہان یہودہ کی نسل سے تھے۔ اور ۷۹۱ سے ۶۹۳ قبل مسیح تک چار بادشاہوں کے دور میں آپ کا دور نبوت رہا۔ توریت میں ان کے والد کا نام آموص بیان ہوا ہے۔

(بائبل۔ اشعیا باب نمبر ا)

سوال: توریت میں حضرت اشعیا علیہ السلام کے دور کے بادشاہ حزقیا کی بیماری اور بادشاہ سنحاریب کے بنی اسرائیل پر حملے کا ذکر ہے۔ بتایئے حضرت اشعیا علیہ السلام کی وفات کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ آپ کو شہید کیا گیا۔ وہ اپنے شریر داماد منسے کے حکم سے آری سے دو حصوں میں چیرا گیا۔ (بائبل۔ اشعیا)

حضرت ارمیا علیہ السلام

سوال: توریت میں حضرت ارمیا علیہ السلام کا نسب اور شہر سے تعلق کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: یہ بنی بنیامین کے قبیلے سے تھے اور شہر عناتوت کے رہنے والے تھے۔ (بائبل۔ ارمیا)

سوال: اہل کتاب کے مطابق حضرت ارمیا علیہ السلام کا دور نبوت کیا ہے؟

جواب: آپ نے شاہ یوشی یاہ کی سلطنت کے تیرھویں برس نبوت کا اعلان کیا۔ ۶۲۶ قبل مسیح سے ۵۸۸ قبل مسیح تک آپ کی نبوت کا دور تھا۔ (بائبل۔ ارمیا)

سوال: بتایئے حضرت ارمیا علیہ السلام نے کیسے وفات پائی؟

جواب: توریت میں ہے کہ یہودیوں کی ایک قدیم روایت بتاتی ہے کہ ان یہودیوں نے جو مصر کو گئے تھے آپ کو سنگسار کر دیا تھا۔ (بائبل۔ ارمیا)

حضرت زکریا علیہ السلام

سوال: توریت میں زکریا نام کے دو افراد کا ذکر ہے۔ بتایئے وہ کون سے تھے؟

جواب: بنی اسرائیل میں کاہن ایک معزز مذہبی عہدہ تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل میں معزز کاہن بھی تھے اور جلیل القدر پیغمبر بھی تھے۔ لوقا کی انجیل میں ان کو کاہن کہا گیا ہے۔ انجیل برناباس میں انہیں خدا کے برگزیدہ پیغمبر بتایا گیا ہے۔

(تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ بائبل۔ لوقا کی انجیل۔ انجیل برناباس)

سوال: بتایئے لوقا کی انجیل میں زکریا علیہ السلام کے بارے میں کیا الفاظ بیان ہوئے ہیں؟ اور ان کا زمانہ کون سا بتایا گیا ہے؟

جواب: ''یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانے میں ابیاہ کے فریق میں زکریا نام ایک کاہن تھا۔ اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی اور اس کا نام الیشبع تھا۔ اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانون پر بے عیب چلنے والے تھے۔'' (تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ بائبل۔ لوقا کی انجیل)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کا بیان انجیل برناباس میں بھی ہے۔ وہ کس انداز سے ہے؟

جواب: ''وہ وقت قریب ہے جب تم پر ان انبیاء علیہم السلام کا وبال پڑنے والا ہے جن کو تم نے زکریا علیہ السلام کے زمانے تک قتل کیا ہے اور جبکہ زکریا علیہ السلام کو ہیکل اور

قربان گاہ کے درمیان قتل کیا گیا۔" (تاریخ سیرت انبیائے کرام۔ بائبل۔ انجیل برناباس)

سوال: توریت میں جن دو زکریا کے بارے میں بتایا گیا ہے ان کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: ایک وہ زکریا ہیں جن کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے ۵۰۰ سال پہلے کا ہے۔ چنانچہ زکریا نبی کی کتاب میں ہے: "دارا کے دوسرے برس کے آٹھویں مہینے میں خداوند کا کلام زکریا بن برخیا بن عدو کو پہنچا۔" اور دارا کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پانچ سو برس پہلے کا ہے۔ کیونکہ وہ کیقباد بن خسرو کے انتقال کے بعد ۵۲۱ ق م میں تخت نشین ہوا۔ دوسرے زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہ السلام کے کفیل ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم عصر اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ (تاریخ الانبیاء۔ تورات۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بائبل کی کتاب زکریا علیہ السلام میں حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: بائبل میں ہے: "دارا کے دوسرے برس کے آٹھویں مہینے میں زکریاہ نبی بن بارک یاہ بن عدو نے خداوند کا کلمہ پایا۔" (بائبل۔ زکریاہ باب نمبر ۱)

سوال: بعض اسرائیلی روایات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ کو کس طرح پیش کیا گیا ہے؟

جواب: اسرائیلی روایات میں ہے کہ یحییٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بادشاہ ہیرودیس کی بھتیجی بڑی خوبصورت اور حسین و جمیل تھی۔ جو اکثر اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے اپنے چچا کے پاس آتی جاتی تھی۔ اسے اپنے چچا یعنی بادشاہ سے عشق ہو گیا۔ یہی کیفیت بادشاہ کی بھی ہو گئی۔ اس لیے دونوں نے آپس میں نکاح کرنا چاہا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انہیں ٹوکا اور فرمایا کہ دونوں کا نکاح شریعت کی رو سے ناجائز ہے۔ آپ کی یہ بات لڑکی کی ماں کو بری لگی۔ اور آپ کو تکلیف پہنچانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ایک دن اس نے بیٹی کو بنا سنوار کر بادشاہ کو شراب

پلانے بھیجا۔ اور بی بی کو یہ بات سمجھا دی کہ جب بادشاہ شراب کے نشے میں بدمست ہو کر تیری طرف مائل ہو تو اس سے کہنا کہ پہلے میری ایک آرزو پوری کرو جب وہ پختہ وعدے کر لے تو کہنا یحییٰ کا سر کٹوا کر منگوا دے۔ بادشاہ نے جلاد کو حکم دے دیا۔ اس نے آپ کا سر تن سے جدا کر کے پیش کر دیا۔ بعض اسرائیلی روایات کے مطابق ہیرودیس نے اپنے بھائی فیلبوس کی بیوی ہیرودیاس کی وجہ سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قید کیا اور پھر مار ڈالا۔　　(سیرت انبیائے کرام۔ انجیل متی باب نمبر ۱۴)

حضرت داؤد علیہ السلام

سوال: بتایئے یہود حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

جواب: وہ آپ کو نبی نہیں مانتے۔ صرف بادشاہ مانتے ہیں اور آپ کو کنگ داؤد کہتے ہیں۔ بلکہ وہ آپ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے آپ پر الزامات لگاتے ہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

حضرت سلیمان علیہ السلام

سوال: توریت کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام اپنے والد ایشا کے کون سے بیٹے تھے؟

جواب: توریت میں ہے کہ ایشا کے بہت سے لڑکے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام ان میں سب سے چھوٹے تھے۔　　(سیرت انبیائے کرام۔ توریت)

سوال: بنی اسرائیل نے اپنی الہامی کتابوں میں تحریف کر دی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے تھے؟

جواب: یہود نے جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو نبی تسلیم نہیں کیا اسی طرح وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی نبی نہیں مانتے۔ وہ ان دونوں باپ بیٹے کو بادشاہ کہتے ہیں۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ جادو کے عامل تھے اور اسی کے زور پر کنگ سلیمان تھے۔ اور جن و انس اور جانوروں کو مسخر کئے ہوئے تھے۔　　(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اسرائیلی روایات میں ملکہ سبا بلقیس کی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آنے والے قاصدوں اور تحفوں کی کیا تفصیل بتائی گئی ہے؟

جواب: اسرائیلی روایات اس بات پر متفق ہیں کہ تحفے میں کچھ سونے کی اینٹیں اور کچھ جواہرات کے علاوہ ایک سو غلام اور ایک سو کنیزیں تھیں۔ مگر کنیزوں کو مردانہ اور غلاموں کو زنانہ لباس پہنایا گیا تھا۔ اور ساتھ ہی ملکہ بلقیس کا ایک خط تھا جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتحان کے لیے کچھ سوالات تھے۔ تحفوں کے انتخاب میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان لینا مقصود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہلے سے یہ تفصیلات بتا دیں۔ (قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ توریت)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملکہ سبا کے تحفوں کی اطلاع ملی تو آپ نے جنات کو کیا حکم دیا؟

جواب: اسرائیلی روایات کے مطابق آپ نے جنات کو حکم دیا کہ دربار سے نو فرسخ (تقریباً تیس میل) کی مسافت پر سونے چاندی کی اینٹوں کا فرش بنا دیا جائے۔ اور راستے میں دونوں طرف عجیب الخلقت جانوروں کو کھڑا کر دیا جائے جن کا بول و براز بھی سونے چاندی کی اینٹوں پر ہو۔ اسی طرح اپنے دربار کو بھی خاص انداز سے مزین کر دیا۔ بلقیس کے قاصدوں نے جب سونے چاندی کی اینٹوں پر جانوروں کو کھڑے دیکھا تو اپنے لائے ہوئے تحفوں پر شرمانے لگے۔ بعض روایات میں ہے کہ اینٹیں سونے کی وجہ سے ڈال دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کے تحفے واپس کر دیے اور بلقیس کے تمام سوالات کے جواب دیے۔

(معارف القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ توریت)

سوال: توریت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی بنوائی کن عمارتوں کا ذکر ہے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں سے جو عمارتیں بنوائیں ان میں بیت الرب جس کی طوالت تقریباً ساٹھ ایکڑ تھی۔ بیت الملک یا قصر شاہی۔ یروشلم کی فصیل، حاصور، مجدو، جاند، بیت حورون سفلی، بعلہ اور تدمر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان

کے علاوہ لبنان اور دیگر ممالک بحر روم میں عمارتیں بنائی گئیں۔ ان کے علاوہ خزانہ گاہیں، سواریوں کے مقامات، گھوڑوں کے اصطبل بھی بنوائے گئے۔

(توریت، سفر الملوک۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء مجاہد)

سوال: توریت اور انجیل میں سبا کی کس شہزادی کا ذکر ہے؟

جواب: قرآن کی طرح ان آسمانی کتب میں بھی ملکہ سبا کا ذکر ہے لیکن نام نہیں بتایا گیا۔ صرف شہزادی کہا گیا ہے۔ مفسرین نے اس کا نام بلقیس بتایا۔ توریت میں سبا کی شہزادی کا لفظ آیا ہے اور خاندان کا ذکر نہیں۔ ترگوم میں ہے کہ اس کا ملک فلسطین کے مشرق میں تھا۔ انجیل میں ہے وہ فلسطین کے جنوب سے آئی تھی۔ یوسیفوس اسرائیلی تاریخ میں ہے کہ مصر حبشہ کی شہزادی تھی۔ اہل حبش اس کو حبشی سمجھتے تھے۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ کوشی خاندان کی سبا تھی۔ تمام مفسرین و مؤرخین اس کو عرب قحطانی باشندۂ یمن سمجھتے ہیں۔ اہل حبش جو اسے حبشہ کی بتاتے ہیں اپنے آپ کو اسی ملکہ سبا کی اولاد سمجھتے ہیں۔ اس کا نام ان کی زبان میں ماکدہ تھا۔ یمن کے عرب یہود میں اس کا نام بلقیس تھا۔ (ارض القرآن۔ قصص القرآن۔ توریت۔ انجیل)

سوال: توریت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر کتنی بتائی گئی ہے؟ اور آپ کا مدفن کہاں ہے؟

جواب: توریت میں آپ کی عمر تریپن سال بیان ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ آپ شہر صیہون میں دفن کیے گئے۔ (قصص القرآن۔ توریت سلاطین باب نمبر ۱۱)

سوال: قرآن نے انبیاء علیہ السلام کو معصوم اور گناہوں سے پاک کہا ہے اور قرآن کے مطابق حضرت داؤد علیہ السلام بھی برگزیدہ نبی تھے۔ بائبل میں حضرت داؤد علیہ السلام کے کس گناہ کا ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: بائبل میں ہے: "ایک شام داؤد اپنے پلنگ سے اٹھا اور شاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ تو چھت پر سے اس نے ایک عورت کو نہاتے دیکھا اور وہ عورت بڑی خوبصورت تھی۔ تو داؤد نے آدمی بھیج کر اس عورت کی بابت دریافت کیا تو اس سے

کہا گیا کہ وہ بت سبع بنت الی عام، اور یاحتی کی بیوی ہے۔ تو داؤد علیہ السلام نے اس عورت کے خاوند اوریا کو کسی محاذ جنگ پر بھیج دیا جہاں وہ مارا گیا اور داؤد نے اس کی بیوی کو اپنے گھر میں رکھا اور وہ اس کی بیوی بنی اور اس سے اس کے لیے بیٹا پیدا ہوا۔ اور یہ جو داؤد نے کیا خداوند کی نگاہ میں برا تھا۔ (بائبل۔ سموئیل باب نمبر ۱۱)

سوال: اسرائیلی روایات میں حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں کون سی وبا پھیلنے کا ذکر ہے۔ اس میں کتنے آدمی مارے گئے؟

جواب: توریت میں ہے: ''حضرت داؤد علیہ السلام نے مردم شماری کرائی تو اسرائیل کے آٹھ لاکھ آدمی بہادر تلوار چلانے والے اور یہودہ کے پانچ لاکھ مرد تھے۔ اور داؤد نے خداوند سے کہا جو کچھ میں نے کیا اس میں میں نے بڑا گناہ کیا۔ اے خداوند اپنے بندے کے گناہ کو معاف کر۔ کیونکہ میں نے بڑی بے وقوفی سے یہ کام کیا ہے۔ جب داؤد صبح کو اٹھا تو خداوند جاد نبی سے جو داؤد کا غیب دان تھا۔ ہم کلام ہوا اور کہا جا اور داؤد سے کہہ کہ خداوند یوں فرماتا ہے۔ میں تیرے سامنے تین آفتیں رکھتا ہوں۔ تو اپنے لیے ان میں سے ایک چن لے۔ تو وہ میں تجھ پر نازل کروں گا۔ تجھ پر تیرے ملک میں تین برس کا قحط آئے گا۔ یا تو اپنے دشمنوں کے آگے تین مہینے بھاگتا پھرے۔ اور وہ تیرا پیچھا کریں۔ یا تیرے ملک میں تین دن وبا پڑے۔ سو داؤد نے وبا قبول کی۔ اور خداوند نے اسرائیل پر صبح سے لے کر مقررہ وقت تک وبا بھیجی۔ سو لوگوں میں سے دان سے لے کر بیر سبع تک ستر ہزار آدمی مر گئے۔

(بائبل۔ سموئیل باب نمبر ۲۴)

سوال: داؤد علیہ السلام نے کتنا عرصہ حکومت کی؟

جواب: وہ ایام جن میں داؤد نے اسرائیل پر سلطنت کی چالیس برس تھے۔ اس نے حبرون میں سات برس سلطنت کی اور یروشلم میں تینتیس برس۔ (بائبل۔ سلاطین۔ باب نمبر ۲)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا؟

جواب: توریت کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ کا نام بت سبع تھا۔

(بائبل۔ سلاطین باب نمبر ۲)

سوال: بائبل میں دو عورتوں کے مقدمے کا ذکر کس طرح کیا گیا ہے؟

جواب: دو فاحشہ عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اپنا مقدمہ لے کر آئیں، ایک نے کہا کہ ہم ایک ہی گھر میں رہتی ہیں۔ میرے بچہ پیدا ہونے کے تیسرے دن اس دوسری عورت کے بھی بچہ پیدا ہوا۔ رات کو اس عورت کا بچہ مر گیا کیونکہ وہ نیند میں اس کے اوپر لیٹ گئی تھی۔ وہ آدھی رات کو اٹھی اور میرا بچہ لے لیا اور اپنا مرا بچہ میرے پاس رکھ دیا۔ دن کے وقت ہمارا اس بچے پر جھگڑا ہوا۔ (اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا وہی فیصلہ بتایا گیا ہے جو مفسرین نے بیان کیا ہے)

(بائبل۔ ملوک۔ باب نمبر ۳)

سوال: ہیکل سلیمانی کی تعمیر میں استعمال ہونے والی لکڑی اور سونا کس نے دی تھی؟

جواب: توریت کے مطابق یہ لکڑی اور سونا صور کے بادشاہ حیرام نے فراہم کی تھی۔

(بائبل، ملوک باب نمبر ۵)

سوال: سلیمان علیہ السلام کی بیویوں اور ان کے ایمان کے بارے میں اسرائیلی روایات کیا ہیں؟

جواب: توریت میں ہے: ''اور سلیمان علیہ السلام فرعون کی بیٹی کے علاوہ اور بہت سی اجنبی عورتوں کو چاہنے لگا جو آبیوں اور عمونیوں اور ادومیوں اور صیدانیوں اور حتیوں سے تھیں۔ اور سلیمان اپنے عشق کے باعث ان سے لپٹا اور اس کی سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔ تو عورتوں نے اس کے دل کو برگشتہ کیا۔ جب سلیمان بوڑھا ہوا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو اجنبی معبودوں کی طرف مائل کیا تو اس کا دل خداوند اپنے خدا کی طرف کامل نہ رہا۔　　　(بائبل۔ ملوک باب نمبر ۱۱)

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

سوال: توریت میں بنی اسرائیل کے بارے میں کیا پیش گوئی کی گئی تھی؟

جواب: توریت میں پیش گوئی کی گئی تھی کہ قوم بنی اسرائیل دو مرتبہ ملک میں سخت فتنہ وفساد

پھیلائے گی۔ اور ظلم و ستم کا شیوہ اختیار کر کے سخت نافرمانی اور سرکشی اختیار کرے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہر مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دردناک سزا ملی۔ پہلی بربادی بخت نصر بابل کے بادشاہ اور دوسری رومیوں کے حملے سے ہوئی۔ بخت نصر کے حملے سے بنی اسرائیل کی پوری قوم ہلاکت و انتشار کا شکار ہوگئی۔ ایک صدی بعد شاہ فارس قیصر روم نے ان کی مدد کی اور ان کی تباہ شدہ بستیاں دوبارہ آباد ہوگئیں۔

(توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بچھڑے کی پرستش پر توبہ کی قبولیت کے لیے ایک دوسرے کو قتل کرنے کی شرط لگائی گئی۔ بتایئے کتنے افراد قتل ہوئے؟

جواب: توریت کی روایت کے مطابق تین ہزار افراد سزا کے طور پر قتل ہوئے۔

(توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل نے جنگ کرنے سے انکار کر دیا تو توریت نے ان کی حالت کیا بیان کی ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ بنی اسرائیل جنگ کی دہشت سے اس قدر بے طاقت ہو گئے کہ رو رو کر کہتے، خدایا! تو نے ہمیں مصر سے کیوں نکالا۔ کیا اسی لیے کہ ہم کنعانیوں کی تلوار سے قتل ہو جائیں۔ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ مصر واپس چلے جائیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ ترجمان القرآن۔ توریت۔ گنتی باب ۱۳۔۱۴)

سوال: حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کے بارے میں توریت کا بیان کیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے: "(موسیٰ علیہ السلام) تو ہارون اور اس کے بیٹے الیعزر کو اپنے ساتھ لے کر کوہ ہور پر آ جا۔ اور ہارون کے لباس کو اتار کر اس کے بیٹے الیعزر کو پہنا دینا کیونکہ ہارون وہیں وفات پا کر اپنے لوگوں میں جا ملے گا۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے خداوند کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اور وہ ساری جماعت (بنی اسرائیل) کی آنکھوں کے سامنے کوہ ہور پر چڑھ گئے۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے ہارون کے

لباس کو اتار کر الیعزر کو پہنا دیا۔ اور ہارون علیہ السلام نے وہیں پہاڑ کی چوٹی پر رحلت کی۔ تب موسیٰ علیہ السلام اور الیعزر پہاڑ سے اتر آئے۔ جب جماعت نے دیکھا کہ ہارون نے وفات پائی تو اسرائیل کے سارے گھرانے کے لوگ ہارون علیہ السلام پر تیس دن تک ماتم کرتے رہے۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ توریت)

جواب: اسرائیلی روایات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر کا کیا نام بتایا گیا ہے؟

جواب: اسرائیلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ موسیٰ جن کے وہ مدین میں مہمان رہے۔ ثیرون یا یثری تھے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ دونوں حضرت شعیب علیہ السلام ہی کے نام تھے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ان کا نام سریانی میں یثرون ہے۔ شارحین توریت میں سے ڈاکٹر پوسٹ لکھتا ہے کہ یثرون مدین کا امیر یا بزرگ تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کا خسر تھا۔ اس کو رعوایل بھی کہتے تھے اور یثر بھی۔ خیال ہے کہ یثرون منصب کے لحاظ سے اس کا لقب تھا اور وہ بنی قطورہ کی نسل سے تھا؟

(قصص القرآن۔ تفسیر المنار۔ توریت خروج)

سوال: غرق فرعون کا حادثہ توریت کی زبانی کیا ہے؟

جواب: ”خداوند نے سمندر پر مشرقی ہوائیں چلائیں۔ ان ہواؤں نے پانی کو پھاڑ دیا۔ اور خشکی ظاہر ہو گئی۔ بنی اسرائیل اس خشکی میں سے سمندر کو پار کر گئے۔ مگر جب فرعون ان کا پیچھا کرتا ہوا سمندر تک پہنچ گیا اور اس نے اپنی فوجیں اس کے اندر اتار دیں تو سمندر کا پانی مل گیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ توریت خروج)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارض مقدس کی فتح کے بارے میں قوم سے کیا کہا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا۔ تم یہ گمان نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ تم کو ارض مقدس پر اس لیے فتح دے گا کہ تم بڑے مقدس اور اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار ہو بلکہ وہ تمہارے ذریعے ان قوموں کو برباد کر دے گا جو تم سے بھی زیادہ ردی اور ناپاک ہیں۔ (قصص الانبیاء۔ بائبل خروج)

سوال: اسرائیلی روایات کے مطابق من وسلویٰ کیا ہے؟

جواب: توریت میں من کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا مزہ زیتون میں پکے ہوئے تھالف (ایک قسم کا آٹے سے بنا ہوا حلوہ) کا سا تھا۔ اور اس کی صورت گوندکی سی تھی اور اسے آسانی روٹی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر یوس نے لکھا ہے کہ یہ من جو بنی اسرائیل پر اتاری گئی اطباء کی وہ من نہ تھی جو دو درخت کا شیرہ ہوتا ہے اور گوند کی طرح جم جاتا ہے اور نہ وہ من ہے جو جھاؤ کے درخت سے حاصل ہوتی ہے۔ اسرائیلیوں نے اس من کو پہلے نہ دیکھا تھا۔ یہ من صرف موسم گرما کے شروع میں پائی جاتی ہے اور صرف درخت کے نیچے ہوتی ہے۔ اسے مدت تک رکھا جا سکتا ہے یہ خراب نہیں ہوتی۔ اسے پیٹا یا چپانا ممکن نہیں۔ وہ پوری فصل ہفتہ کے تمام دنوں میں حاصل ہوتی ہے۔ (قصص القرآن۔ توریت۔ قاموس کتاب مقدس)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے کب فرعون مصر کے حوالے کیا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے بچے کا دودھ چھڑانے کا وقت قریب آیا تو اسے فرعون کی بیوی کے سپرد کر دیا اور اس کے بعد عرصہ تک آپ شاہی محل میں زیر تربیت رہے۔ (تاریخ الانبیاء۔ توریت)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتنا عرصہ تک چھپایا اور پھر کس طرح دریا میں ڈال دیا؟

جواب: فرعون نے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو تین مہینے تک چھپائے رکھا۔ پھر سرکنڈوں کا ایک ٹوکرا بنایا اور اس پر لاسا اور رال لگائی اور لڑکے کو اس میں ڈال کر دریا کے کنارے پر جھاؤ میں رکھ دیا۔

(توریت۔ خروج باب نمبر ۲)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کیسے فرعون کے محل میں پہنچے اور اللہ نے آپ کی پرورش کا کیا انتظام کیا؟

جواب: موسیٰ کی بہن کھڑی دیکھتی رہی۔ فرعون کی بیٹی اپنی سہیلیوں کے ساتھ دریا پر غسل کے لیے گئی۔ اس نے جھاؤ میں ٹوکرا دیکھ کر لونڈی کے ذریعے اٹھوا لیا۔ کھولا تو اس

میں لڑکا دیکھا۔ بہن بھی پہنچ گئی اس نے فرعون کی بیٹی سے کہا کہ تیرے پاس ایک دائی لے آؤں۔ وہ گئی اور لڑکے کی والدہ کو بلا لائی۔ عورت اسے دودھ پلاتی رہی اور فرعون کی بیٹی نے اسے تنخواہ دی۔ (توریت۔ خروج باب نمبر ۲)

سوال: فرعون کی بیٹی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے محل میں کیوں رکھا؟

جواب: قرآن نے فرعون کی بیوی بتایا ہے جبکہ توریت نے کہا کہ فرعون کی بیٹی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے تو فرعون کی بیٹی نے آپ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور نام موسیٰ رکھا اور کہا کہ اس لیے کہ میں نے اسے پانی سے نکالا۔

(توریت۔ خروج باب نمبر ۲)

سوال: مصری کو مارنے کا واقعہ توریت میں بھی اسی طرح ہے جس طرح قرآن نے بتایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام مدین کیوں گئے؟

جواب: توریت میں ہے کہ جب فرعون نے مصری کے قتل کی خبر سنی تو چاہا کہ موسیٰ کو قتل کرے۔ پر موسیٰ فرعون کے سامنے سے بھاگا اور مدیان کی سرزمین میں گیا اور ایک کنویں کے نزدیک بیٹھا۔ (توریت۔ خروج باب نمبر ۲)

سوال: جس بزرگ سے مدیان میں موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی اس کا نام اور اس کی بیٹیوں کے بارے میں بتا دیجئے؟

جواب: توریت نے اسے کاہن کہا ہے اور نام رعوئیل یترو بتایا ہے۔ اس کی سات بیٹیاں تھیں بڑی کا نام صفورہ تھا جو موسیٰ علیہ السلام سے بیاہی گئی اور اس سے بیٹا ہوا جس کا نام جیرشوم رکھا اس کا معنی ہے اجنبی ملک میں مسافر۔ (توریت۔ خروج باب نمبر ۲)

سوال: توریت کے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصاء اور ید بیضاء کے معجزے کب عطا ہوئے؟

جواب: توریت میں ہے کہ یہ معجزے آپ کو مدین سے روانہ ہونے سے پہلے عطا کیے گئے اور کوہ طور پر اللہ سے ہمکلام ہونے کا واقعہ بھی مدین سے روانہ ہونے سے پہلے کا بیان کیا گیا ہے۔ نبوت ملنے کے بعد آپ نے اپنے خسر سے مصر جانے کی

اجازت مانگی۔ (توریت۔ خروج۔ باب نمبر ۳)

سوال: بتایئے قوم فرعون پر کتنی آفتیں نازل ہوئیں؟

جواب: توریت کے مطابق فرعون اور اس کی قوم کی نافرمانی پر دس آفتیں نازل ہوئیں۔
پہلی آفت پانی کا خون بن جانا دوسری آفت مینڈک کا پیدا ہونا۔ تیسری آفت
مچھروں کی بہتات۔ چوتھی آفت مکھیوں کی بہتات۔ پانچویں آفت مری۔ چھٹی
آفت پھوڑے پھنسیاں۔ ساتویں آفت اولے۔ آٹھویں آفت ٹڈیاں۔ نویں
آفت تاریکی۔ دسویں آفت پہلوٹوں کا قتل تھا۔ (توریت۔ خروج باب نمبر ۱۲۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

سوال: انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت کون سا واقعہ بیان ہوا ہے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو اس شب شاہ فارس نے آسمان پر ایک نیا
ستارہ روشن دیکھا۔ بادشاہ نے نجومیوں سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے
بتایا کہ اس ستارے کا طلوع کسی عظیم ہستی کی پیدائش کی خبر دیتا ہے۔ جو ملک شام
میں پیدا ہوئی ہے۔ بادشاہ نے خوشبوؤں کے قیمتی تحفے دے کر ایک وفد ملک شام
روانہ کیا کہ وہ اس بچے کی ولادت سے متعلق حالات و واقعات معلوم کریں۔ وفد
نے شام پہنچ کر تحقیق شروع کی اور یہودیوں سے کہا کہ اس بچے کے حالات سناؤ
جو مستقبل قریب میں روحانیت کا بادشاہ ہوگا۔ یہود نے اہل فارس کی زبان سے یہ
کلمات سنے تو اپنے بادشاہ ہیرودیس کو خبر کی۔ بادشاہ نے وفد کو دربار میں طلب کر
کے ان کی زبانی بچے کے متعلق سنا تو پریشان ہوگیا اور وفد کو اجازت دی کہ وہ خود
بچے کی تلاش کر کے حالات معلوم کریں۔ اور دربار میں آ کر بادشاہ کو واقعات سے
آگاہ کریں۔ پارسیوں کا یہ وفد بیت المقدس پہنچا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی
زیارت کی۔ انہوں نے آپ کی تعظیم کی خوشبوؤں کے تحفے نثار کیے۔ چند روز قیام
کے بعد واپس ہونے لگے تو انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو شاہ فارس کا خواب

سنایا۔ اور یہ خدشہ ظاہر کیا کہ شام کا بادشاہ اس بچے کا دشمن ہوگا۔ اور مشورہ دیا کہ اس بچے کو کسی محفوظ مقام پر رکھا جائے۔ وفد شاہ شام کے دربار میں حاضر ہونے کی بجائے چپکے سے اپنے وطن روانہ ہوگیا۔ حضرت مریم علیہا السلام بچے کو لے کر پہلے مصر اور پھر ناصرہ چلی گئیں۔ (انجیل متی۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم اور جلیل القدر پیغمبر تھے۔ گزشتہ کتب میں کس طرح آپ کی آمد کی خبر دی گئی ہے؟

جواب: کئی انبیائے بنی اسرائیل نے آپ کی آمد کی خبر دی تھی۔ بائبل، توریت اور انجیل میں تحریفات کے باوجود آپ کی آمد کی بشارت ملتی ہے اور بنی اسرائیل بھی آپ کی آمد کے منتظر تھے۔ توریت میں ہے: ''اور موسیٰ نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر (ساعیر) سے ان پہ طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا۔'' حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی آپ کے منادی تھی اور ان کی بعثت سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کی آمد کی خوشخبری سناتے تھے۔ حضرت یسعیاہ علیہ السلام نبی کے صحیفوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی بشارت ہے۔ (تاریخ الانبیاء۔ توریت)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت مریم علیہا السلام کو تلاش کیا تو کیا صورتحال سامنے آئی؟

جواب: اہل کتاب کی روایات کے مطابق بنی اسرائیل نے حضرت مریم علیہا السلام کو کچھ عرصہ اپنے درمیان سے غائب پایا تو آپ کی تلاش شروع کر دی۔ جب وہ آپ کے محلے کے پاس سے گزرے تو انوار و رحمت کی بارش نے محلے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ پھر اچانک حضرت مریم علیہا السلام ان کے سامنے آگئیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی (جو شیر خوار بچے تھے) ان کے ساتھ تھے۔ انہیں دیکھ کر سب لوگوں نے الزام لگایا تھا۔ (بائبل۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اناجیل اربعہ اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے تختہ دار پر لٹکایا اور سولی دے دی گئی۔ اور آپ نے ایلی، ایلی، لما سبقتنی کہہ کر جان دے دی۔
(بائبل۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: اہل کتاب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کس بادشاہ نے گرفتار کر کے سولی پر چڑھایا؟

جواب: یہود نے بت پرست بادشاہ پلاطیس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھڑکایا۔ اس نے اجازت دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے شاہی دربار میں ایک مجرم کی طرح پیش کیا جائے۔ بنی اسرائیل کے سردار اس فرمان پر خوش ہوئے۔ یہود کے سردار اور گورنر پلاطیس کے اہل کاروں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان سے گرفتار کیا اور پھر سولی پر چڑھا دیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں یہودا آپ کا ہمشکل تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک حواری نے اس موقع پر اپنے آپ کو پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا۔ (بائبل۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کا تذکرہ کیسے ملتا ہے؟

جواب: ''پس سردار کاہنوں اور فریسیوں نے صدر عدالت کے لوگوں کو جمع کر کے کہا ہم کرتے کیا ہیں؟ یہ آدمی تو معجزے دکھاتا ہے۔ اگر ہم اسے یوں ہی چھوڑ دیں تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور اہل روم آ کر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے۔ ان میں سے کائفا نامی ایک شخص نے جو اس سال سردار کاہن تھا کہا تم نہیں جانتے اور یہ نہ سوچتے ہو کہ تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی امت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔'' (انجیل یوحنا باب نمبر ۱۱۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: مرقس کی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے بارے میں کیا خدشات ظاہر کیے گئے ہیں؟

جواب: ''دو دن کے بعد عید ہونے والی تھی اور سردار کاہن اور فقیہہ موقع ڈھونڈ رہے تھے کہ اسے کیونکر فریب سے پکڑ کر قتل کریں، کیونکہ کہتے تھے کہ عید کو نہیں ایسا نہ ہو کہ بلوہ ہو جائے۔'' (انجیل مرقس باب نمبر ۱۴۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: رومی عدالت کا حاکم پیلاطیس جو عیسائی تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سزا نہیں دینا

چاہتا تھا۔ اس نے سزا کا فیصلہ کیوں سنایا؟

جواب: یہودیوں نے ہنگامہ کر دیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سزا دی جائے۔ انجیل متی میں ہے: "جب پیلاطس نے دیکھا کہ کچھ نہیں بن پڑتا بلکہ الٹا بلوہ ہوا جاتا ہے تو پانی لے کر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں راست باز کے خون سے بری ہوں۔ تم جانو! سب لوگوں نے کہا اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر۔ اس پر اس نے برابا کو ان کی خاطر چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالے کر دیا تاکہ صلیب دی جائے۔" انجیل لوقا میں ہے: حاکم نے ملزم کو سزائے موت سے بچانے کی تین بار کوشش کی لیکن یہود نے ہر دفعہ اس کی بات کو رد کر دیا۔

(انجیل متی۔ انجیل لوقا۔ سیرت انبیائے کرام)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: توریت اور انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر ہے۔ قرآن اس بات کی کس طرح گواہی دیتا ہے؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷ میں بتایا گیا ہے: اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ۔ "وہ لوگ جو اس نبی امی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں جس کی صفات کو یہ لوگ توراۃ و انجیل میں جو ان کے پاس موجود ہے لکھا ہوا پاتے ہیں۔"

(تفسیر کشف الرحمٰن۔ معارف القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: توریت کے علاوہ دوسری کس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر ہے؟

جواب: توریت کی طرح عہد نامہ جدید اناجیل میں بھی تحریف لفظی و معنوی کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق بشارتیں ملتی ہیں۔ اگرچہ توریت و انجیل میں بہت سی باتوں کو مسخ کر دیا ہے اور نام ہی رہ گیا ہے پھر بھی آپ کے متعلق بشارتیں

موجود ہیں۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے توریت میں خاتم الانبیاءؐ کے بارے میں کس طرح بشارت دی گئی؟

جواب: توریت میں ہے: ''میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا لیکن اگر وہ بھی ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا۔''

(تورات باب ۱۸ آیت ۱۸ قصص القرآن)

سوال: پہلی کتابوں اور پہلے انبیاءؑ نے رسول اکرم ﷺ کی صفات کا کیسے ذکر کیا ہے؟

جواب: توریت میں ہے کہ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے: ''اے نبی! ہم نے تجھے شاہد، مبشر، نذیر اور ناخواندہ لوگوں کے لئے جائے پناہ بنا کر بھیجا ہے۔ تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ تو بداخلاق، سخت دل اور بازاروں میں چلا کر بولنے والا نہیں۔ اور نہ تو برائی کا جواب برائی سے دیتا ہے۔ بلکہ معاف کرتا ہے اور درگزر سے کام لیتا ہے۔'' زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے: ''ہمارا معبود بے عیب ہے اور محمد (ﷺ) نے ساری زمین میں خوشی بھر دی ہے۔'' اشعیا نبیؑ نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہا: ''اے محمدؐ! میں نے تیرا معاملہ قابل تعریف پایا ہے۔ اے رب کے پاکباز بندے! تیرا نام ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔'' حزقیل علیہ السلام کی بشارت ہے: ''اللہ تعالیٰ ان کو تم پر غالب کرے گا۔ ان میں ایک نبی بھیجے گا۔ ان پر کتاب اتارے گا اور ان کو تمہاری گردنوں کا مالک بنائے گا۔ وہ بچ بچ تم پر غالب آجائیں گے اور تمہیں ذلیل کریں گے۔'' دانیال نبی کی بشارت ہے: ''اے محمد (ﷺ) تیری کمانیں زور سے کھینچی جائیں گی اور تیرے حکم سے تیر خون سے خوب سیراب ہوں گے۔'' (طبقات۔ سیرت ابن اسحاق۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ)

سوال: آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بارے میں دوسرے مذاہب کے عالموں، راہبوں اور کاہنوں کی کیا پیش گوئیاں تھیں؟

جواب: آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے یہودی عالم، عیسائی راہب اور عرب کاہن آپ کی آمد کے بارے میں اشارات (پیش گوئیاں) کرتے تھے۔ یہودی عالم اور عیسائی راہب اپنی کتابوں میں پڑھ کر خبر دیتے تھے جن میں آپ کی اور آپ کے زمانے کی صفات کا ذکر ہوتا تھا۔ عرب کاہن جنوں اور شیاطین کی فراہم کردہ خبروں کے ذریعے حضور ﷺ کی آمد کا پتہ دیتے تھے۔

(مختصر سیرۃ الرسول۔ سیرت حلبیہ۔ سیرت دحلانیہ۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت حسانؓ بن ثابت کی زبانی یہود کے کیا الفاظ بیان ہوئے ہیں؟

جواب: حضرت حسان بن ثابتؓ کا بیان ہے کہ میں اس وقت سات یا آٹھ سال کا سمجھدار بچہ تھا۔ ایک دن یثرب کے قلعے سے ایک یہودی کی آواز آئی: "اے یہودیو! جب تمام یہودی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے تو کہنے لگے تیرا ناس ہو تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ آج رات نبیٔ آخر الزماں کی ولادت ہو گئی ہے"۔

(ابن ہشام۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن پاک میں سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام کے نام سے سورۃ ہے۔ تورات میں آپ کا ذکر کیسے آیا ہے؟

جواب: تورات میں آپ کا نام یوناہ آیا ہے اور یونس کے نام سے پورا صحیفہ ہے جس کے چار ابواب ہیں۔ (القرآن۔ تورات۔ قصص القرآن)

سوال: حزقیل کے معنی ہیں خدا کی قدرت۔ اللہ کے نبی حضرت حزقیل علیہ السلام کا زمانہ کون سا تھا؟

جواب: آپ ۹۲۲ ق م میں مبعوث ہوئے۔ تورات میں آپ کا نام حزقی ایل آیا ہے۔ آپ کو ایلیا میں مبعوث کیا گیا۔ اہل یہود کے نزدیک حضرت حزقیل سے مراد حضرت

ذوالکفل علیہ السلام ہے۔ (قصص الانبیاء۔ توریت)

سوال: حضرت حزقیل کا لقب ابن العجوز تھا اور والد کا نام بوزی کاہن۔ بتائیے آپ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: چھٹی صدی ق م کے آخر میں آپ نے بابل میں وفات پائی اور کوفہ میں دفن ہوئے۔

(توریت۔ قصص الانبیاء بجار)

سوال: توریت میں حضرت عزیر علیہ السلام کا نام عذرا Ezra آیا ہے۔ عزیر کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: عبرانی زبان میں عزیر کے معنی ہیں مدد۔ (توریت۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام بیت المقدس میں پیدا ہوئے۔ بتائیے آپ کو کب نبوت ملی؟

جواب: آپ کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح کا ہے اور آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب سولہویں پشت میں حضرت ہارون علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ (توریت۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کو ستر سالہ غلامی کے بعد بابل کی قید سے کس نے رہائی دلائی؟

جواب: فارس کے بادشاہ سائرس کو اوش نے۔ مولانا ابو الکلام آزاد کی تحقیق کے مطابق قرآن مجید میں جس ذوالقرنین کا ذکر آیا ہے، وہ یہی بادشاہ تھا۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ ترجمان القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: تورات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نام عبرانی میں یوحنا آیا ہے۔ بتائیے آپ کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: آپ ۱ ق م سے ۳۰ عیسوی کے عرصے میں نبوت سے سرفراز کئے گئے اور آپ کو بچپن ہی سے علم تورات اور قوت فیصلہ عطا کیا گیا۔

(القرآن۔ تورات۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عبرانی نام یشوع یا ایشوع ہے۔ آپ کتنے برس زمین پر رہے؟

جواب: آپ ۳۳ برس زمین پر رہے اور تین سال تبلیغ کی۔ آپ کو کلوری کی پہاڑی پر واقع عین السلوک نامی مکان سے زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

(قصص القرآن۔ تورات۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: چند انبیاء بنی اسرائیل کے نام بتا دیجئے جن کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے؟

جواب: توریت میں بعض انبیاء بنی اسرائیل کا ذکر آیا ہے اور بعض مفسرین و مؤرخین نے بھی ان کا حوالہ دیا ہے۔ ان میں ۶۰۰ ق م تا ۵۶۰ ق م میں حضرت متیاہ علیہ السلام جو حضرت یرمیا علیہ السلام کے ہم عصر تھے۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ داویانہ کے عہد میں حضرت جرجیس علیہ السلام۔ ۷۰۰ ق م میں حضرت میکاہؑ۔ ۶۹۰ ق م میں حضرت ناحومؑ۔ ۷۵۰ ق م میں حضرت آموصؑ۔ ۷۵۰ ق م ہی میں حضرت یسعیاہؑ اور ۵۰۰ ق م میں حضرت ملاکیؑ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت زکریا ہی کے زمانے میں حضرت یوایلؑ، حضرت حجیؑ، حضرت عبدیاہؑ اور حضرت ایلیا بھی مبعوث ہوئے۔ (تورات۔ تاریخ ارض الانبیاءؑ۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

اللہ کے سفیر

﴿سیدنا حضرت آدم علیہ السلام﴾

حضرت آدم علیہ السلام اور قرآن

سوال: زمین پر سب سے پہلے زندگی پانے والے مرد اور عورت کا نام بتا دیجئے؟

جواب: قرآن میں فرمان الٰہی کے مطابق زمین پر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو بھیجا گیا اور ساتھ ان کی زوجہ (حضرت حوا) جو زمین پر آنے سے پہلے پیدا کی گئیں۔ (القرآن۔ تفسیر طبری۔ فی اظلال القرآن)

سوال: تمام نوع انسانی کی ماں تو حضرت حوا ہیں تمام انسانوں کے باپ کون ہیں؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں اور ان سے انسانی نسل کا آغاز ہوا۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ اس تعمیر میں ان کے ساتھ کس عورت نے حصہ لیا؟

جواب: ان کی بیوی حضرت حوا بھی بیت اللہ کی تعمیر میں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ تھیں۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے لئے لفظ خلیفہ استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی بتا دیں؟

جواب: خلیفہ کے معنی ہیں نائب۔ اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا۔ (القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر مظہری)

سوال: اللہ تعالیٰ نے مخصوص وقت کیلئے نائب یا خلیفہ کیوں بنایا؟

جواب: زمین پر انسانی وجود کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی نمائندگی اور بندگی کے لئے کی گئی۔ کہ جب تک اللہ کا حکم ہے اور اس کے بعد پھر سب کو واپس اسی کی طرف لوٹ کر جانا

ہے۔　　(القرآن۔ ضیاء القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتوں سے کیا کہا تھا؟

جواب: اللہ نے فرشتوں کو بتایا کہ میں آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا چاہتا ہوں اگرچہ اس کی نسل میں سے کچھ لوگ فسادات برپا کریں گے۔

(سورۃ بقرہ آیت ۳۰۔ تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید)

سوال: فرشتوں نے تخلیق آدم علیہ السلام پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کس پریشانی کا اظہار کیا؟

جواب: سورۃ البقرہ آیت ۳۰ میں ہے کہ فرشتے کہنے لگے:" کیا آپ ایسے شخص کو زمین میں پیدا کریں گے۔ جو فساد کریں گے اور خون ریزی کریں گے۔

(القرآن۔ ضیاء النبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: ایک کے سوا تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ بتایئے وہ کون تھا؟

جواب: قرآن کہتا ہے کہ ابلیس یعنی شیطان کے سوا تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے سجدہ کیا۔ سورۃ بقرہ آیت ۳۴ میں ہے:" ابلیس کے سوا۔ اس نے کہنا نہ مانا اور غرور کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔"

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ طبری)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام کو کس چیز سے پیدا کیا گیا تھا؟

جواب: سورہ روم آیت ۲۰ میں ہے:" اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا۔"　　(تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء۔ انبیائے کرام)

سوال: ابلیس کی نافرمانی اور اس کی سرکشی کا ذکر قرآن پاک کی کن سورتوں میں ہے؟

جواب: یہ قصہ کئی سورتوں میں بیان کیا گیا ہے مثلاً: سورۃ الاعراف۔ سورہ صٓ میں ہے کہ وہ کہنے لگا:" آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو آپ نے مٹی سے پیدا کیا۔ اسی طرح سورہ صٓ میں ہے:" کہنے لگا، میں آدم سے بہتر ہوں۔ کیونکہ آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو خاک سے۔"　　(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: کائنات کے سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام کو باوا آدم کیوں کہا جاتا ہے؟ قرآن کی رُو سے بتا دیجئے؟

جواب: آپ زمین پر نہ صرف اللہ کے نائب اور خلیفہ تھے بلکہ سب سے پہلے انسان اور تمام انسانوں کے باپ تھے اس لئے آپ کو باوا آدم بھی کہا جاتا ہے۔

(انبیائے کرام۔ قصص القرآن۔ القرآن)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ کتنے سال پہلے کا ہے؟

جواب: اگرچہ قرآن میں اس کی صراحت نہیں ہے تاہم آپ علیہ السلام کا دور تقریباً دس ہزار سال پہلے کا ہے۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ رحمۃ اللعالمین)

سوال: قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں کس تعداد سے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی گیارہ سورتوں میں پچیس مرتبہ مختلف حوالوں سے حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ انبیائے کرام)

سوال: قرآن پاک کی کونسی سورتوں میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر آیا ہے؟

جواب: سورۃ بقرہ۔ سورۃ آل عمران۔ سورۃ المائدہ۔ سورۃ الاعراف۔ سورۃ الاسراء۔ سورۃ الکہف۔ سورۃ مریم۔ سورۃ طٰہٰ۔ سورۃ یٰسین۔ سورۃ الحجر۔ سورۃ ص۔

(القرآن۔ انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے قرآن پاک کی کن آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیان ہے؟

جواب: سورۃ البقرہ آیت ۳۱: وَعَلَّمَ آدَمَ .... آخر آیت تک

آیت ۳۳: قَالَ یَا آدَمُ .... آخر آیت تک

آیت ۳۴: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ .... آخر آیت تک

آیت ۳۵: وَقُلْنَا یَا .... آخر آیت تک

آیت ۳۷: فَتَلَقّٰی آدَمُ .... آخر آیت تک

سورۃ آل عمران آیت ۳۳: اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی .... آخر آیت تک

آیت ۵۹: إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ .... آخر آیت تک

سورۃ المائدہ آیت ۲۷: واتل علیھم .... آخر آیت تک

سورۃ اعراف آیت ۱۱: وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ .... آخر آیت تک

آیت ۱۹: وَيَا آدَمُ .... آخر آیت تک

آیت ۲۶: یابنی آدم .... آخر آیت تک

آیت ۲۷: یابنی آدم .... آخر آیت تک

آیت ۳۱: یابنی آدم .... آخر آیت تک

آیت ۳۵: یابنی آدم .... آخر آیت تک

سورۃ الاسراء آیت ۶۱: وَإِذْ قُلْنَا .... آخر آیت تک

آیت: ولقد کرمنا بنی آدم .... آخر آیت تک

سورۃ الکہف آیت ۵۰: واذقلنا .... آخر آیت تک

سورۃ مریم آیت ۵۸: اولئک الذین .... آخر آیت تک

سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۵: ولقد عَهِدْنَا .... آخر آیت تک

آیت ۱۱۶: واذقلنا لِلْمَلٰٓئِكَةِ .... آخر آیت تک

آیت ۱۱۷: فقلنا یا آدم .... آخر آیت تک

آیت ۱۲۰: فوسوس .... آخر آیت تک

آیت ۱۲۱: فَأَكَلَا .... آخر آیت تک

سورۃ یٰسین آیت ۶۰: أَلَمْ اعهد .... آخر آیت تک

سورۃ صٓ آیت ۷۱: اذقال .... ۸۵ تک۔

سوال: سورۃ البقرہ کی آیت ۳۰ سے ۳۸ تک میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور خلیفہ بنائے جانے کا کس انداز میں ذکر ہے؟

جواب: ارشاد ربانی ہے: واذقال .... آخر آیت تک

''اور جس وقت آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ ضرور میں بناؤں گا زمین

میں ایک نائب۔ فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خونریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اور حمد بیان کرتے رہتے ہیں اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی۔ (اللہ نے) ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں جس بات کو اس کو تم نہیں جانتے۔"

(القرآن۔ بیان القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتایئے سورۃ البقرہ کی پانچ آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کا نام کس انداز میں آیا ہے؟

جواب: آیت ۳۱ میں بیان کیا گیا ہے: وَعَلَّمَ آدم ....آخر آیت تک

یعنی: "اور علم دے دیا (اللہ تعالیٰ نے) آدم علیہ السلام کو (پیدا کرکے) سب چیزوں کے اسماء کا۔" آیت ۳۳ میں ارشاد ربانی ہے: "قال یا آدم.................. آخر آیت تک

"فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے آدم علیہ السلام ان کو ان چیزوں کے اسماء بتادو۔" آیت ۳۴ میں آدم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: واذ قلنا .... آخر آیت تک

"اور جس وقت حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدے میں گر جاؤ آدم علیہ السلام کے سامنے، سو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔" آیت ۳۵ میں بتایا گیا ہے: وقلنا یا آدم........ آخر آیت تک

"اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بیوی بہشت میں۔" آیت ۳۷ میں فرمایا گیا: فتلقّٰی آدم......... پھر حاصل کر لیے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی۔"

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: سورۃ البقرہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا نام پانچ مرتبہ آیا ہے۔ بتایئے اور کس سورۃ میں ان کا نام پانچ مرتبہ آیا ہے؟

جواب: سورۃ طٰہٰ میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کا نام پانچ مرتبہ آیا ہے۔ یہ آیات ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۲۰ اور ۱۲۱ ہیں۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتائیے سورۃ طٰہٰ کی پانچ آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر کیسے کیا گیا ہے؟

جواب: آیت ۱۱۵ میں بتایا گیا ہے: وَلَقَدْ عَهِدْنَا...... ...... "اور ہم اس سے پہلے آدم علیہ السلام کو ایک حکم دے چکے تھے۔ سو ان سے بے احتیاطی ہوگئی۔" آیت ۱۱۶ میں ہے: وَاِذْ قُلْنَا لآدم...... "اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو سو سب نے کیا بجز ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا۔" آیت ۱۱۷ میں ہے: فقلنا یا آدم...... پھر ہم نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ اے آدم علیہ السلام یہ بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے۔ سو کہیں یہ تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے۔ پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔" آیت ۱۲۰ میں ہے: فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ. یعنی "پھر ان کو شیطان نے بہکایا۔" آیت ۱۲۱ میں فرمایا گیا: وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى یعنی؛ "اور آدم سے اپنے رب کا قصور ہو گیا۔ سو غلطی میں پڑ گئے۔" (القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عثمانی)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کا قد کتنا تھا؟ کیا قرآن میں بتایا گیا ہے؟

جواب: بعض روایات کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ یعنی ۹۰ فٹ تھا۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو کس انداز سے سلام کیا اور انھوں نے کیا جواب دیا؟ یہ بات قرآن میں کس جگہ بیان ہوئی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد انہیں حکم دیا کہ فرشتوں کی ایک جماعت کو سلام کریں اور ان کا جواب حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی آئندہ اولاد کا وہی طریقہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر فرشتوں سے کہا: "السلام علیکم" فرشتوں نے جواب میں کہا: "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" یہ بات قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ (ترجمان السنۃ۔ تذکرۂ آدم۔ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اشیاء کا علم عطا کرنے کے بعد فرشتوں سے فرمایا: اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ. یعنی مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔" بتایئے فرشتوں نے کیا جواب دیا؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۳۱ میں ہے کہ فرشتوں نے اپنے عجز کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا: قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ. "فرشتوں نے کہا، آپ کی ذات پاک ہے، ہم کو معلوم نہیں، مگر اسی قدر جتنا آپ نے ہم کو سکھایا ہے۔ بے شک تو ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ ترجمان السنۃ)

سوال: پہلے پارے کی سورۃ بقرہ، رکوع ۴ کی آیت ۳۴ میں ہے: وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ "اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے۔" ابلیس کے انکار کی کیا وجوہات بتائی گئی ہیں؟

جواب: قرآن پاک میں متعدد جگہ پر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے اور ابلیس کے انکار کا ذکر ہے۔ سورۃ بقرہ آیت ۳۴ میں ہے: اَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ یعنی اس نے نہ مانا اور تکبر کیا۔ اور تھا وہ کافروں میں کا۔" پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۱۲ میں ہے: قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُكَ ؕ (اللہ تعالیٰ نے) کہا۔ تجھ کو کیا چیز مانع تھی۔ جب میں نے سجدے کا حکم دیا: شیطان نے جواب دیا: اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ ۚ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ۝ میں اس (آدم) سے بہتر ہوں، مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اس کو مٹی سے بنایا۔" چودھویں پارے کی سورہ الحجر آیت ۳۲ میں بھی یہ مکالمہ درج ہے: قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوۡنَ مَعَ السّٰجِدِيۡنَ ۝ کہا اے ابلیس تجھ کو کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ سجدہ نہ کیا۔" شیطان نے جواب دیا: قَالَ لَمۡ اَكُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ؕ کہنے لگا میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں۔

جس کو آپ نے بجتی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے پیدا کیا۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: سورۃ بنی اسرائیل یا سورۃ الاسراء میں فرشتوں کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے اور شیطان کے انکار کے بارے میں کیسے ذکر آتا ہے؟

جواب: پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل (الاسراء) رکوع ۷ آیت ۶۱ میں ہے: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا۔ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، ان سب نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے بنایا۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے پر شیطان کا کیا حشر ہوا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف رکوع ۹ آیت ۱۳ میں ہے: قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ٥ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جا نیچے اتر یہاں سے۔ تجھ کو یہ حق نہیں کہ تو یہاں رہ کر تکبر کرے لہٰذا باہر نکل، یقیناً تو ذلیلوں میں سے ہے۔"

سوال: حضرت حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔ قرآن حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

جواب: یہ بات مشہور ہے کہ حضرت حوا علیہا السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا گیا۔ اگرچہ قرآن میں پسلی سے پیدا کرنے کا ذکر نہیں تاہم پارہ ۴ سورۃ النساء رکوع ۱۲ کی آیت ۱ میں ہے: خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ج یعنی پیدا کیا تم کو ایک جان سے، اور اسی نے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلائے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔" (القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی۔ قصص القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: قرآن وسنت کی رو سے سب سے پہلے نبی کی زوجہ کا نام بتا دیجئے؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ حضرت حوا علیہا السلام سب سے پہلے نبی کی بیوی تھیں۔ آپ زمین پر زندگی پانے والی سب سے پہلی خاتون تھیں اور مرد و عورت سمیت پوری بشریت کی ماں تھیں۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ ازواج الانبیاء)

سوال: اللہ کے حکم سے شیطان جنت سے نکال دیا گیا تو اس نے اللہ سے کیا التجا کی؟

جواب: اس نے کہا: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۱۴ میں ہے: قَالَ اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ○ "اے خدا تو مجھے اس دن تک کی مہلت دے دے جس دن سب اٹھائے جائیں گے (قیامت تک) اور اعمال کے حساب کے لئے تیری بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے۔" اللہ تعالیٰ نے اس کی نافرمانی کے باوجود اسے مہلت دے دی۔

(قصص القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے شیطان کی درخواست قبول کرتے ہوئے کہا: قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ اسے قیامت تک کی مہلت دے دی تو اس نے کیا کہا؟

جواب: اس نے کہا: قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِیْمَ○ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَیْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآىٕلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِیْنَ○ "میں اولاد آدم کی تاک میں تیرے بتاتے ہوئے سیدھے راستے پر بیٹھوں گا۔ پھر ان کو بہکانے کے لئے ان کے آگے سے، پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے آؤں گا یعنی ان کو ہر طرف سے گھیر کر اور ان کو سیدھے راستے سے ہٹانے کی کوشش کروں گا۔ اس طرح تو ان میں سے اکثر کو اپنا شکرگزار نہ پائے گا۔" (فوائد عثمانی۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے جواب میں کیا فرمایا؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہوا: قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِیْنَ○ "جو تیرے بندے ہیں وہ کبھی تیرے بہکاوے میں نہیں آئیں گے، اور جو جو تیری اطاعت کرے گا میں ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔" (فوائد عثمانی۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کی اجازت کب ملی؟

جواب: جب حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر ہوگئی اور شیطان راندۂ درگاہ ہوکر جنت سے نکال دیا گیا تو حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں رہنے کی اجازت دی۔ سورۃ بقرہ میں آیت ۳۵ میں ہے: وَقُلْنَا یَاآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ ''اور ہم نے کہا، اے آدم علیہ السلام رہا کرتو اور تیری زوجہ جنت میں۔'' (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کو جس جنت میں رکھا گیا۔ وہ جنت ارضی تھی یا سماوی؟

جواب: اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ جنت ارضی تھی یا سماوی، بعض لوگ اسے جنت ارضی کہتے ہیں اور اس کا مقام عدن یا فلسطین قرار دیتے ہیں۔ بعض اسے سماوی کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہ جنت جنتِ خلد تھی اور بعض کے نزدیک یہ ایسی جنت تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کے لئے بنائی تھی۔

(تفسیر الماوردی۔ تفسیر القرآن۔ ازواج الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحضرت حوا علیہما السلام کو جنت میں رکھا تو انہیں کیا حکم دیا؟

جواب: پارہ ایک سورۃ بقرہ آیت ۳۵ میں ارشاد ہوتا ہے: وَ کُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا، وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ''اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے، اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے ظالم (حق تلف کرنے والوں میں سے)۔'' (القرآن۔ فتح الحمید۔ ضیاء القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: وہ کس چیز کا درخت تھا جس کے قریب جانے (پھل کھانے) سے حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کو منع فرمایا گیا؟

جواب: قرآن حکیم میں اس بات کی وضاحت نہیں ملتی اور یہ نام پوشیدہ ہے۔ البتہ آئمہ تفسیر میں سے کسی نے گندم کا درخت کہا ہے، کسی نے انگور کا، کسی نے انجیر کا اور کسی نے

کھجور کا درخت کہا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن۔ ازواج الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: آدم و حوا علیہما السلام نے شجر ممنوعہ کا پھل کیوں کھایا؟

جواب: قرآن حکیم میں ہے کہ انہوں نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر ایسا کیا۔ چنانچہ پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۳۶ میں ہے: فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ "پس ڈگمگا دیا (پھسلا دیا) انہیں شیطان نے اس درخت کی وجہ سے اور اس عیش میں سے جہاں وہ تھے ان کو نکلوا کر چھوڑا"۔

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تیسیر القرآن۔ قرطبی)

سوال: شیطان نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو بہکانے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے۔ ان میں ایک وسوسہ ڈالنے کا بھی تھا۔ اس نے کس طرح وسوسہ ڈالا؟

جواب: قرآن پاک میں پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۰ میں بتایا گیا ہے: فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ٥ "پھر ان کو شیطان نے بہکایا۔ کہنے لگا، اے آدم کیا میں تم کو ہمیشگی کا درخت بتلا دوں اور ایسی بادشاہی جو کبھی ختم نہ ہو"۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان کے شر سے بچنے کے لئے کیا تلقین فرمائی تھی؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ کی آیت ۱۱۷ میں ہے: فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ٥ "اور ہم نے فرما دیا، اے آدم بے شک یہ تیرا بھی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بھی۔ سو (ایسا نہ ہو) کہ وہ نکال دے تمہیں جنت سے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ"۔ یہاں مشقت سے مراد یہ ہے کہ یہاں ہر چیز تیار ملتی ہے۔ اگر نکال دیئے گئے تو محنت سے حاصل کرنی پڑے گی۔ (تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے مزے کے بارے میں حضرت آدم علیہ السلام سے

کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ کی آیت ۱۱۸۔۱۱۹ میں ارشاد خداوندی ہے: اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَ لَا تَعْرٰی ○ وَ اَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْهَا وَ لَا تَضْحٰی ○ "بے شک تمہارے لئے یہ ہے کہ تمہیں نہ بھوک لگے گی یہاں اور نہ تم ننگے ہو گے۔ اور نہ تمہیں پیاس لگے گی یہاں اور نہ دھوپ ستائے گی"۔ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: کیا شیطان نے وسوسہ حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں ڈالا تھا یا حضرت حوا علیہ السلام کے دل میں؟

جواب: سورۃ طٰہٰ کی آیت ۱۲۰ کے مطابق شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں وسوسہ ڈالا اور چونکہ وہ عرصے بعد اللہ سے کیا گیا عہد فراموش کر چکے تھے اس لئے بہکاوے میں آ گئے۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۰ میں دونوں کے بارے میں کہا گیا ہے: فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّیْطٰنُ یعنی ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا۔

(القرآن۔ تیسیر القرآن)

سوال: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۰ کے مطابق شیطان نے حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کو کس طرح بہکایا؟

جواب: اس نے ان دونوں کو شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا: وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ ○ "اور وہ بولا تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اسی لئے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ (جنت میں) رہنے والے"۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی)

سوال: شیطان نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو اپنی باتوں کا یقین دلانے کے لئے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۱ میں ہے کہ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ○ "اور (شیطان نے) قسم کھائی ان کے سامنے کہ میں تم دونوں کا خیر

خواہ ہوں"۔　　　　(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ بیان القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام نے شیطان کے بہکاوے میں آ کر پھل کھا لیا تو اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کا انجام یہ ہوا کہ پھل کھاتے ہی آدم و حوا علیہما السلام کے ستر ان پر کھل گئے اور ان کا یہ عمل اللہ کی ناراضی کا باعث بنا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: بتائیے آٹھویں پارے کی کس سورۃ میں حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کا ذکر ہے؟

جواب: سورۃ الاعراف آیت ۲۲ میں ہے: فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ "چنانچہ ان دونوں کو دھوکہ دے کر آہستہ آہستہ اپنی بات پر مائل کر ہی لیا۔ پھر جب انہوں نے اس درخت کے پھل کو چکھ لیا تو ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے پر ظاہر ہو گئیں اور وہ جنت کے پتے اپنی شرمگاہوں پر چپکانے لگے۔ (پتوں سے اپنا ستر چھپانے لگے)۔"　　　　(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید۔ معارف القرآن)

سوال: سورۃ طٰہٰ کی کس آیت میں شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کا ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ رکوع ۱۹ آیت ۱۲۱ میں ہے: فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ "سو (اس کے پھسلانے سے) دونوں نے (پھل) کھا لیا اس درخت سے۔ تو برہنہ ہو گئیں ان پر ان کی شرمگاہیں۔ اور وہ چپکانے لگ گئے اپنے جسم پر جنت کے (درختوں کے) پتے۔"

(تفسیر ضیاء القرآن۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان)

سوال: سورۃ الاعراف آیت ۲۷ میں شیطان کے بہکاوے کا بیان ہے۔ کس انداز میں؟

جواب: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا "اے اولاد آدم! نہ فتنہ میں مبتلا کر دے تمہیں شیطان۔ جیسے

نکالا اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے اور اتروایا ان سے ان کا لباس تاکہ دکھلا دے انہیں ان کے پردہ کی جگہیں۔"

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر کیا الزام لگایا؟

جواب: پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۱۶ میں ہے: قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ابلیس نے کہا: "تو نے مجھے گمراہی میں مبتلا کیا ہے۔ تو اب میں بھی تیری سیدھی راہ پر گھات لگا کر بیٹھوں گا۔"

(القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام کو کون سی چار خصوصیات عطا کی گئیں؟

جواب: (۱) اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے بنایا۔ (۲) ان میں روح پھونکی (۳) فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو سجدہ کریں۔ (۴) انہیں ہر چیز کے نام سے آگاہ کیا گیا۔

(قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ انبیاء کرام)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام سے بھول ہوئی۔ کس سورۃ میں؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۵ میں ہے: وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ "اور ہم نے حکم دیا تھا آدم علیہ السلام کو اس سے پہلے (کہ وہ اس درخت کے قریب نہ جائے) سو وہ بھول گیا۔ اور نہ پایا ہم نے (اس لغزش میں) اس کا کوئی قصد۔" یعنی یہ سب کچھ ان کی بھول سے ہوا۔ ایسا کرنے کا ان کا ارادہ نہیں تھا۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ المفردات)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی غلطی پر کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۲ میں ہے: وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ "اور ندا دی انہیں

ان کے رب نے۔ کیا نہیں منع کیا تھا میں نے تمہیں اس درخت سے اور کیا نہ فرمایا تھا تمہیں۔ کہ بلاشبہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔''

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام نے شجر ممنوعہ کا پھل کھالیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا حکم دیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے اترنے کا حکم دے دیا۔ پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۳۶ میں ہے: فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ''پھر پھسلا دیا انہیں شیطان نے اس درخت کے باعث اور نکلوادیا ان دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے۔ اور ہم نے فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور (اب) تمہارا زمین میں ٹھکانا ہے اور فائدہ اٹھانا ہے وقت مقرر تک۔''

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری)

سوال: سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ کا حکم کس انداز سے بیان ہوا ہے؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۲۴ میں ہے: قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیچے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے۔ اور تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک۔'' نیز فرمایا: فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ''اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے۔ اور اسی سے تم اٹھائے جاؤ گے۔''

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تیسیر القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے لگے۔ سورۃ بقرہ آیت ۳۷ میں کن کلمات کا ذکر ہے؟

جواب: پہلے ارشاد ہوتا ہے: فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ''پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھ کر توبہ کی تو اللہ

تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ بلاشبہ وہ توبہ قبول کرنیوالا اور رحم کرنے والا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام نے کس طرح اللہ سے مغفرت اور مدد مانگی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام کو جو کلمات سکھائے اور جن کی مدد سے انہوں نے مغفرت مانگی۔ ان کا ذکر پارہ ۸ کی سورۃ الاعراف آیت ۲۳ میں ہے۔ دونوں نے عرض کی: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. "اے ہمارے پروردگار! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخشش فرمائے تو ہمارے لئے اور نہ رحم فرمائے ہم پر تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"　(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی زبان کون سی تھی۔ ان کی عمر بھی بتا دیجئے؟

جواب: ان کی زبان عربی ہی تھی۔ کیونکہ عربی ہی ام الالسنہ ہے اور یہی بگڑ کر عبرانی بن گئی۔ ان کی عمر ایک ہزار سال بتائی گئی ہے۔ انہوں نے ہندوستان سے پا پیادہ چالیس حج یا عمرے کئے۔ تاہم اس تفصیل کے بارے میں قرآن میں کچھ نہیں بتایا گیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں قرآن نے کیا بتایا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۲ میں ہے ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ○ "پھر (اپنے قرب کے لئے) چن لیا اسے اپنے رب نے (عفو و رحمت سے) توجہ فرمائی اس پر اور ہدایت بخشی۔" اس کے رب نے اسے نواز دیا۔

(فتح الحمید۔ تیسیر القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی تھے۔ قرآن کی کس آیت سے اس بات کی تائید ہوتی ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۳ میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ o ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو، نوح علیہ السلام کو، آل ابراہیم علیہ السلام کو اور آل عمران کو تمام اہل عالم میں سے (رسالت کیلئے) منتخب کیا تھا'' (تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ فوائد عثمانی۔ تیسیر القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو نبی مکلم کیوں کہا گیا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کو نبی مکلم کہا ہے۔ کیونکہ قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے براہ راست کلام (بات چیت) کیا۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ کلیم اللہ تو موسیٰ علیہ السلام تھے اور رسول اللہ ﷺ سے جب دریافت کیا گیا کہ کیا آدم علیہ السلام نبی مرسل تھے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ہاں وہ نبی مکلم تھے۔ ابن عطیہ کہتے ہیں، بعض لوگوں نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ آدم علیہ السلام کو شرف گفتگو جنت میں بخشا گیا تھا جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو زمین پر۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام ہی کلیم اللہ ہیں۔

(تفسیر قرطبی۔ فتح القدیر۔ طبقات۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بتایئے زمین پر آنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے کون سے کام کئے؟

جواب: چونکہ وہ انسانی مخلوق کا آغاز تھا اس لئے تبلیغ کا کام شروع نہیں ہوا۔ تاہم زندگی کی مشقتوں سے نبرد آزما ہونے کیلئے آپ نے کو لوہا سازی سکھائی گئی اور کھیتی باڑی کرنے کا حکم ملا۔ اس طرح آدم علیہ السلام نے زمین پر ہل چلایا، بیج بویا اور پانی دیا۔ جب فصل تیار ہوگئی تو اسے کاٹنا سکھایا، چھاننا پھٹکنا اور جب دانہ الگ ہوگیا تو اسے پیسا۔ حوا علیہ السلام نے اسے گوندھا، پھر پکایا اور کھایا۔ حوا علیہ السلام نے اون کا تنا سیکھا جس سے آدم علیہ السلام کے لئے ایک جبہ اور بنا اور حضرت حوا علیہ السلام کے لئے کرتا اور دوپٹہ بنا۔ ابو جعفر طبری کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام وحوا کے پاس ایک فرشتہ بھیجا تا کہ وہ انہیں بتائے کہ کیا پہننا ہے اور کس طرح یہ تفصیل قرآن میں نہیں۔ (تاریخ طبری۔ ازواج الانبیاء۔ ۱۱۰ ص)

سوال: حضرت حوا علیہ السلام روئے زمین پر سب سے پہلی بیوی اور سب سے پہلی ماں تھیں۔ بتایئے اولاد آدم علیہ السلام کی پیدائش کس طرح عمل میں آئی؟

جواب: چونکہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہی انسانیت کی ابتداء ہوئی اس لئے اس وقت تھوڑے ہی انسان تھے۔ بعض مؤرخین نے ان کی تعداد ۱۲۵ بتائی ہے۔ اولاد آدم علیہ السلام کی پیدائش میں اضافے کے لئے قدرت کاملہ سے ایک حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی (جڑواں) پیدا ہوتے۔ یہ دونوں حقیقی بہن بھائی کہلاتے۔ اسی طرح دوسرے حمل میں بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے۔ بعض روایات میں ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو زمین پر آبادی بسانا تھی اس لئے ہر روز پیدائش ہوتی تاکہ تیزی سے آبادی میں اضافہ ہو سکے۔ قرآن میں یہ تفصیل نہیں ہے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ ازدواج الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کے بچوں کی شادی کا طریقہ کیا تھا؟ قرآن مجید میں کس طرح وضاحت کی گئی ہے؟

جواب: ایک وقت میں پیدا ہونے والے جڑواں لڑکی لڑکا آپس میں حقیقی بہن بھائی ہوتے اس لئے ان کا نکاح نہ ہو سکتا۔ دوسرے وقت میں یا دوسرے روز پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح پہلے والی لڑکی سے اور دوسرے روز والی لڑکی کا نکاح پہلے والے لڑکے سے ہو سکتا تھا۔ یہ اس وقت جائز تھا۔ قرآن میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ ازدواج الانبیاء)

سوال: حضرت حوا علیہ السلام ایک روایت کے مطابق (غوطہ دمشق) کے بیت لبیا میں رہنے لگی تھیں۔ ان کے ہاں جو پہلے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے ان کا نام کیا تھا؟ دوسری مرتبہ پیدا ہونے والے بچے کون سے تھے؟

جواب: لڑکے کا نام قابیل یا قابین یا قائین تھا اور لڑکی کا نام لوذا تھا۔ دوسری مرتبہ جو جڑواں بچے پیدا ہوئے ان میں لڑکا ہابیل تھا اور اس کی بہن اقلیما تھی۔ قرآن میں

صرف قابیل اور ہابیل کا نام آیا ہے۔

(الاتقان طبقات۔ تاریخ دمشق۔ تہذیب الاسماء واللغات)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہا السلام کے بیٹے کہاں رہتے تھے اور ان کا ذریعہ معاش کیا تھا؟

جواب: بچے بڑے ہوگئے اور قابیل اور ہابیل نے بھی رزق کی تلاش شروع کردی۔ آدم علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے قابیل نے کھیتی باڑی شروع کی اور دمشق کے ایک علاقے قینیہ میں مقیم ہوگئے۔ ہابیل بکریاں اور مویشی چرانے لگا اور سطرانامی علاقے میں رہائش اختیار کرلی۔ قرآن میں تفصیل نہیں ہے۔

(آثار البلاد۔ معجم البلدان۔ حیاۃ الحیوان۔ دمیری۔ مختصر تاریخ دمشق)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کا قصہ کس سورۃ میں بیان ہوا ہے؟

جواب: چھٹے پارے کی سورۃ المائدہ آیات ۲۷ تا ۳۲ میں قصہ قابیل و ہابیل بتایا گیا ہے۔

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قابیل حضرت آدم علیہ السلام کا بڑا بیٹا تھا۔ بتایئے اس نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو کیوں قتل کیا؟

جواب: قرآن پاک میں اس قتل کی وجہ بیان نہیں کی گئی البتہ تفاسیر اور کتب تاریخ میں اس کی وجہ ملتی ہے۔ پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۲۷ تا ۳۰ میں قربانی اور قتل کا ذکر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: قابیل اور ہابیل نے قربانی پیش کی تو کس کی قربانی قبول ہوئی؟

جواب: قرآن میں نام نہیں بتایا گیا۔ صرف یہ کہا گیا ہے کہ ایک کی قربانی قبول ہوگئی۔ سورۃ المائدہ آیت ۲۷ میں ہے: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ط: آپ (اہل کتاب کو) آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا سچا واقعہ سنا دیجئے۔ جب ان دونوں نے (اللہ کے حضور)

قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔"
مفسرین نے کہا ہے کہ چھوٹے بھائی ہابیل کی قربانی قبول ہوئی جبکہ بڑے بھائی قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ (القرآن۔تفسیر قرطبی۔تفسیر ضیاء القرآن۔تفہیم القرآن)

سوال: ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کیا کہا؟

جواب: قرآن کہتا ہے: قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔ "دوسرے نے پہلے سے کہا (یعنی بڑے بھائی قابیل نے چھوٹے بھائی ہابیل سے) میں تمہیں ضرور مار ڈالوں گا۔ پہلے نے جواب دیا (اس میں میرا کیا قصور ہے) اللہ تو صرف پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔"

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفہیم القرآن۔تفسیر ضیاء القرآن)۔

سوال: دوسرے بھائی نے بڑے بھائی کو کیا جواب دیا؟

جواب: ہابیل نے بڑے بھائی قابیل سے کہا: لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَا اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ "اگر تو مجھے مار ڈالنے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھائے گا تو بھی میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔" اس نے مزید کہا: اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ "میں چاہتا ہوں کہ تو میرا گناہ سب کچھ سمیٹ لے اور اہل دوزخ میں سے ہو جائے۔ اور ظالم لوگوں کی یہی سزا ہے۔"

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفہیم القرآن۔تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی تو اس نے انتقاماً کیا اقدام کیا؟

جواب: اس نے حسد اور جوش انتقام میں اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ اس طرح دنیا میں پہلا قتل آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کے ہاتھوں ان کے دوسرے بیٹے ہابیل کا تھا۔ جو حسد اور انتقام کی وجہ سے ہوا۔ اور ایک عورت جس کا باعث بنی۔

(القرآن۔تفسیر جریر طبری۔تفسیر البدایہ۔تفہیم القرآن)

سوال: قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش کو کس طرح ٹھکانے لگایا؟

جواب: اس وقت تک نہ کوئی انسان مرا تھا اور نہ قتل ہوا تھا۔ بھائی کو قتل کرنے کے بعد قابیل پریشان ہوا کہ لاش کو کیا کرے۔ قرآن حکیم کے چھٹے پارے کی سورۃ المائدہ آیت ۳۱ میں ہے: فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۝ ''پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کرید رہا تھا تاکہ اس (قابیل) کو دکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپا سکتا ہے۔''

(القرآن۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بھائی کی لاش دفنانے کے بعد قابیل نے کس طرح افسوس کا اظہار کیا؟

جواب: سورۃ المائدہ آیت ۳۱ میں ہے: قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ ''وہ کہنے لگا: افسوس! میں تو اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا سکتا۔ بعد میں وہ اپنے کئے پر نادم ہوا۔'' (القرآن۔ فوائد عثمانی۔ تفسیر کبیر۔ تفہیم القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام نے کب وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: قرآن پاک میں اس بارے میں کوئی وضاحت نہیں۔ تفاسیر و تواریخ کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے کسی ایک جمعہ کے روز انتقال فرمایا۔ ایک سال بعد حضرت حوا علیہا السلام بھی انتقال فرما گئیں۔ اور انہیں بھی آدم علیہ السلام کے ساتھ دفن کیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جدہ میں دفن ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ آدم علیہ السلام مکہ میں جبل ابوقبیس میں دفن ہوئے۔

(تاریخ طبری۔ تاریخ دمشق۔ شفاء الغرام)

سوال: بتائیے سورۃ یٰسین کی آیت ۶۰ میں کس نبی کا نام آیا ہے؟

جواب: سورتوں کی موجودہ ترتیب کے لحاظ سے سورۃ یٰسین کی آیت ۶۰ میں حضرت آدم علیہ السلام کا نام آخری مرتبہ آیا ہے: اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا

الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ. ''اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔''

(القرآن۔ قرآنی موضوعات۔ الاتقان)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے صاحب شریعت نبی تھے۔ بتایئے ان کی شریعت کب منسوخ ہوئی؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہوگئی۔ (انبیاء کرام۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو کس چیز سے بنایا گیا تھا؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا تھا جیسا کہ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۱۱ میں ہے: وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ. ''اور ہم نے تم کو پیدا کیا۔ پھر ہم نے ہی تمہاری صورت بنائی۔'' سورۃ الحجر آیت ۲۸ پارہ ۱۴ میں ہے: اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ. ''میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے سے بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔'' پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۷۱ میں ہے: اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ. میں گارے سے ایک انسان بنانے والا ہوں۔

(القرآن۔ قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سات مراحل میں ہوئی۔ بتایئے وہ کون سے مرحلے تھے؟

جواب: تراب بمعنی خشک مٹی سورۃ المؤمن آیت ۶۷ میں ۲۴ میں ہے: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا. وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کر کے ماں کے پیٹ سے نکالا۔'' ارض بمعنی عام مٹی یا زمین پارہ ۲۹ سورۃ نوح آیت ۱۷ میں ہے: وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا. اور اللہ نے تم کو زمین سے ایک خاص طور پر پیدا کیا۔'' طین بمعنی گیلی مٹی یا گارا۔ سورۃ الانعام آیت ۲ پارہ ۷ میں ہے: هُوَ الَّذِیْ

خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ. ''وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا۔'' طین الازب بمعنی چپکتی مٹی پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۱۱ میں ہے اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ''ہم نے انہیں چپکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔'' حماء مسنون بمعنی بدبودار کیچڑ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۲۸ میں ہے اِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ. ''میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے سے بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔'' صلصال کالفخار یعنی ٹن سے بجنے والی ٹھیکری پارہ ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت ۱۴ میں ہے: خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ. ''اس نے انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی مانند بجتی تھی پیدا کیا۔''

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ کن آیات میں بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۳۴ میں ہے: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا ہم نے فرشتوں کو (اور جنوں کو بھی) حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔'' پس انہوں نے سجدہ کیا۔'' سورۃ الاعراف آیت ۱۱ میں ہے: ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْا. ''پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا۔'' پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۲۹ میں ہے: فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝ ''تو تم سب اس کے روبرو سجدہ کرنا۔'' آیت ۳۰ میں ہے: فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ. ''سو سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم علیہ السلام کو) سجدہ کیا۔'' پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۱ میں ہے: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا. ''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا۔'' پارہ ۱۵ سورۃ کہف آیت ۵۰ میں ہے: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا. ''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں، پس ان سب نے سجدہ کیا۔'' پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۶ میں ہے: وَاِذْ قُلْنَا

لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا. ''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو ان سب نے سجدہ کیا۔'' پارہ ۲۳ میں سورۃ ص آیت ۷۳ میں ہے: فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ. ''سو سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم کو) سجدہ کیا۔'' (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: ابلیس (شیطان) نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کیوں انکار کیا؟ اس کا ذکر کن آیات میں ہے؟

جواب: اس نے غرور اور تکبر اور حسد کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہیں۔ اس کا ذکر سورۃ بقرہ آیت ۳۴، سورۃ الاعراف آیت ۱۲، سورۃ الحجر آیت ۳۰۔۳۱ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۶۱، سورۃ الکہف آیت ۵۰، سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۶ کے علاوہ سورۃ ص آیت ۷۳۔۷۶ میں ہے۔ (القرآن۔ قرآنی موضوعات۔ قصص الانبیاء)

سوال: سورۃ بقرہ آیت ۳۷ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر کلام نازل کیا۔ ایک تو جنت میں ان سے براہ راست اللہ کا خطاب تھا دوسرے زمین پر آنے کے بعد ان پر وحی نازل ہوتی رہی۔ بتائیے یہ وحی کس انداز کی تھی؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام پر رسول ہونے کی حیثیت سے جو وحی اتری اس میں اولاد آدم علیہ السلام کی مادی ضرورتوں کی بھی رہنمائی ہوتی تھی اور ان کی روحانی رہنمائی بھی۔ ان کو یہ بھی بتایا جاتا تھا کہ کس طرح کھیتی باڑی کریں۔ کس طرح گرمی سردی سے بچیں۔ کس طرح پوشاک بنائیں اور کس طرح مکان۔ اللہ کی رضا مندی کے لئے کون سے نیک اعمال کریں اور اس کی ناراضی سے بچنے کے لئے کون سے اعمال بد سے اجتناب کریں۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قابیل کے ہاتھوں ہابیل کے قتل کے بعد بنی اسرائیل کو کیا حکم دیا؟

جواب: ''جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس

نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: قرآن پاک میں بنی آدم علیہ السلام سے میثاق لینے کا ذکر کس طرح کیا گیا ہے؟

جواب: پروردگار عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے اور روز اوّل ہی ان کی ذریت کو نکالا اور پھر ان سے عہد لیا: وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَھِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِیْنَ o "اور جب آپ کے رب نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ہم سب گواہ ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء)

حضرت آدم علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: کس حدیث نبوی سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی تھے؟

جواب: حدیث ابوذر غفاریؓ سے۔ (ترجمان السنہ۔ انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: انسانیت کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور آپ ابو البشر بھی ہیں۔ حضرت قتادہؒ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ہے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں: "جنت میں آپ کے علاوہ اور کسی کو اس کنیت سے یاد نہیں کیا جائے گا۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام انسانوں میں سب سے پہلے انسان ہیں اسی طرح قرآن پاک میں سب انبیاء علیہ السلام سے پہلے آپ علیہ السلام کا نام اور تذکرہ ہے۔ آپ کا نام پچیس جگہ آیا ہے۔ (تذکرہ انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں حضرت انسؓ سے کیا روایت ہے؟

جواب: حضرت انسؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کر لیا تو جب تک اسے منظور (خدا کو) تھا اسی حالت پر رکھا۔ اسی دوران ابلیس اس کے ارد گرد چکر لگا کر دیکھتا رہا کہ یہ کیسی مخلوق ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ تو اندر سے کھوکھلی ہے (یعنی خول ہی خول ہے) تو اس نے سمجھ لیا کہ یہ ایسی مخلوق بنائی گئی ہے جو اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے گی۔ (صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث نبوی کی روشنی میں بتا دیجئے کہ سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کس دن ہوئی؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے بابرکت دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا ہے، اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث نبوی کی رو سے بتایئے کہ آدم علیہ السلام کی پشت میں انسان سے کیا مطالبہ کیا گیا تھا؟

جواب: حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہلکے عذاب والے دوزخی سے فرمائے گا کہ میں نے بہت کم چیز تجھ سے مانگی تھی جب تو ابھی آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا لیکن تو شرک سے باز نہ آیا۔ (صحیح بخاری)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام طویل القامت تھے۔ بخاری و مسلم کی وہ حدیث بتا دیجئے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے قد کا ذکر ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی خاص صفات پر پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ (یعنی ۹۰ فٹ) تھا۔" آپ کا یہ قد جنت میں تھا۔ قیامت کے دن جنت میں داخلے کے وقت سب انسانوں کا قد برابر ہوگا۔ (بخاری و مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث پاک میں چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے کا حکم کیوں آیا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا (اور روح ان کی ناک تک پہنچی) تو ان کو چھینک آئی۔ اس پر انہوں نے الحمد للہ کہا۔ ان کے پروردگار نے اس کے جواب میں فرمایا: آدَمُ یَرْحَمُکَ رَبُّکَ ''اے آدم تمہارا رب تم پر رحم فرمائے۔'' اسی لیے چھینک آنا آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے کا حکم ہے اور سننے والا جواب میں یرحمک اللہ کہے۔

(ترجمان السنۃ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے شیطان مردود ہوا۔ حدیث کے مطابق وہ اس پر کس طرح افسوس کا اظہار کرتا ہے؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ابن آدم سجدہ کی آیت پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا کہتا ہے: میں ہلاک ہو گیا، برباد ہو گیا۔ ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم ملا تو اس نے سجدہ کیا تو اسے جنت ملے گی۔ اور مجھے سجدہ کرنے کا حکم ملا تو میں نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔''

(صحیح مسلم۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت حوا کی پیدائش کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت بتا دیجیے؟

جواب: ان سے روایت ہے: حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کی کسی ایک پسلی سے پیدا کیا گیا۔ اس حالت میں کہ جب وہ سوئے ہوئے تھے اور انہیں کسی قسم کے درد کا بھی احساس نہیں ہوا۔　　(ازواج الانبیاء۔ تفسیر ابن عباسؓ)

سوال: حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش کے حوالے سے کون سی حدیث بیان فرمائی ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں کے بارے میں میری وصیت پر عمل کرو اور ان کے ساتھ نرم اور اچھا برتاؤ کرو کہ عورت کو پسلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور پسلی میں سب سے زیادہ کجی اوپر والے حصے میں ہوتی ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے

تو اسے توڑ دو گے۔ اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی اس لیے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔" بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں پسلی نہیں بلکہ پسلی کی طرح ٹیڑھی مراد ہے۔ (ازواج الانبیاءؑ۔ صحیح مسلم)

سوال: احادیث کی روشنی میں حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارنے کا دن بتا دیجئے؟

جواب: یہ واقعہ جمعہ کے روز پیش آیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے بہتر دن جس میں سورج نکلا ہو وہ جمعہ کا دن ہے، کیونکہ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ اور اسی دن ان کو زمین پر اتارا گیا، اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی دن ان کا وصال ہوا اور اسی دن قیامت آئے گی۔" (الکامل۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: ایک دوسری روایت میں حضرت ابوہریرہؓ سے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کیا منقول ہے؟

جواب: آپ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوا وہ جمعہ کا دن ہے کیونکہ اسی دن آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا۔ اور اسی دن وہاں سے نکالا گیا اور اسی دن قیامت آئے گی۔"

(المسند۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: کن صحابہ کرامؓ کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اتارے گئے؟

جواب: سیدنا امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت قتادہؓ جیسے اکابر صحابہؓ اور حضرت حسن بصریؒ اور حضرت عطاءؒ جیسے جلیل القدر تابعین کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان کے مشہور جزیرے سراندیپ میں اتارا گیا اور حضرت حوا علیہا السلام کو جدہ میں۔

(رسالہ ہندوستان کے فضائل۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی قبولت توبہ کے بارے میں قرآن میں بھی ذکر ہے۔ بتائیے کون سی حدیث بھی بیان کی گئی ہے؟

جواب: سیدنا حضرت عمر فاروقؓ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا کا وقوع ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا، یا اللہ! میں تجھ کو محمد ﷺ کا واسطہ دے کر مغفرت طلب کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ میں نے اُن کو ابھی پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور تو نے مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا اور عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس سے میں نے یہ سمجھا کہ جس کے نام کو آپ نے اپنے کلمہ کے ساتھ شامل فرمایا ہے وہ یقیناً آپ کی مخلوق میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم! تم نے ٹھیک سمجھا، تم نے ان کے واسطے سے مغفرت طلب کی ہے تو میں نے تمہاری خطا بخش دی ہے۔ اگر محمد ﷺ کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔" اسی قسم کی ایک حدیث حضرت ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے۔ بعض مفسرین مثلاً ابن جوزی نے اسے موضوع حدیث کہا ہے۔ (ریاض السالکین۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: بتائیے کس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حجر اسود کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی تھی؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ یا عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کو آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ تم دونوں دنیا میں میرا سب سے پہلا گھر (خانہ کعبہ) لوگوں کی عبادت کے لیے تعمیر کرو۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہاں تعمیر کروں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے زمین پر نشانات لگا دیے۔ حضرت آدم علیہ السلام زمین کھودتے اور حضرت حوا علیہا السلام مٹی نکالتیں۔ پھر پتھروں سے بنیادیں بھری گئیں تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں

کے ذریعے جنت کا ایک خیمہ ان بنیادوں پر رکھوا دیا۔ تعمیر کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے ایک پتھر لائے جس کو حجرِ اسود کہتے ہیں (یہ بھی روایت ہے کہ یہ پتھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے)

(نزہۃ المجالس۔ بیہقی بحوالہ دلائل النبوۃ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے بیت اللہ کا طواف سب سے پہلے کس نے کیا اور کب کیا؟

جواب: سب سے پہلے فرشتوں نے اور پھر حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ فرشتوں نے جب آدم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادوں پر خیمہ رکھ دیا تو فرشتوں نے بیت اللہ کا طواف شروع کر دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی طواف کرنا شروع کر دیا۔ اور اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا کہ تم خانہ کعبہ کے طواف کے وقت کیا پڑھتے ہو؟ فرشتوں نے جواب دیا ہم سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا ان کلمات میں یہ اور اضافہ کرلو۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ○ (تاریخ حرمین۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے کس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کا طواف کیا تھا؟

جواب: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا (مکہ میں پہنچنے کے بعد) اس کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز طواف پڑھیں اور پھر یہ دعا مانگی:

اللھم انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوب ○ اللھم انی اسئلک ایماناً یباشر قلبی ویقیناً صادقاً حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی

روحاً منک بما قسمت لی انت ولی فی الدنیا والاخرة ط توفنی مسلمًا والحقنی بالصلحین O اللهم لاتدع لنا ذنبًا فی مقامنا هذا الا غفرته ولا همًا الا فرجته ولا حاجةً الا قضیتها ویسرتها فیسر اُمورنا واشرح صدورنا ونور قلوبنا واختم بالصالحات اعمالنا ط اللهم توفنا مسلمین والحقنا بالصلحین، غیر خذایا ولا مفتونین ط اٰمین یا رب العلمین ط وصلی اللّٰہ علیٰ حبیبه سیدنا محمدٍ واٰله واصحابه اجمعین O

"اے اللہ! بے شک آپ میری پوشیدہ اور ظاہری باتوں کو (بخوبی) جانتے ہیں، پس گناہوں کی معافی کے بارے میں میری (درخواست) معذرت قبول فرما لیجیے، اور آپ میری حاجت سے (خوب) واقف ہیں، بس میری جو طلب ہے اُسے پورا فرما دیجیے، یا اللہ! میں آپ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل میں پیوست ہو جائے اور ایسا سچا یقین چاہتا ہوں کہ میں جان لوں کہ جو اچھی یا بری بات مجھے پیش آئے وہ میرے لیے پہلے سے مقدر تھی، اور جو آپ نے میری قسمت میں لکھا ہوا اس پر مجھے رضائے کامل عطا فرما، کیونکہ آپ ہی دنیا اور آخرت میں میرے کارساز اور نگہبان ہیں، الٰہی! حالت اسلام میں مجھے موت دیجیے، اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لیجیے۔

اے اللہ! اس متبرک جگہ کے طفیل ہمارے سارے گناہ معاف فرما دیجیے، اور ہماری جملہ حاجتوں کو پورا فرما دیجیے، اور ہمارے تمام کام آسان فرما دیجیے، اور ہمارے سینوں کو زیورِ ہدایت قبول کرنے کے لیے کھول دیجیے، اور ہمارے قلوب نورِ معرفت سے روشن فرما دیجیے، اور ہمارے تمام نیک کام خیر وخوبی کے ساتھ انجام تک پہنچائیے، اے اللہ حالتِ اسلام میں ہمیں موت دیجیے، اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لیجیے اور دین و دنیا میں رُسوا ہونے اور فتنوں میں پھنسنے سے محفوظ رکھیے، قبول فرمائیے یہ دعائیں اے دونوں جہان کے پروردگار! اور درود وسلام ہو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ہمارے سردار محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل اور

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب پر۔"

سوال: پارہ ۳ سورۃ آل عمران کی آیت ۳۳ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے۔ بتایئے اُن کی نبوت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟

جواب: حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، یا رسول اللہ! سب سے پہلے نبی کون تھے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام۔ ابوذرؓ نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں وہ نبی مکلم تھے (یعنی جن سے اللہ تعالیٰ نے براہِ راست کلام کیا تھا)۔ حضرت ابوذرؓ نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر کتنے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین سو تیرہ کا جم غفیر۔ ابن حبان نے ابوذرؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرامؑ کتنے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لاکھ بیس ہزار ابوذرؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں رسول کتنے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین سو تیرہ کا جم غفیر۔ ابوذرؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سب سے پہلے نبی کون تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام۔ ابوذرؓ نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نبی مرسل تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے بنایا۔ پھر ان میں اپنی روح پھونکی اور ان سے کلام کیا۔ (تفسیر قرطبی۔ فتح القدیر۔ طبقات۔ موارد الظمآن)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کے ہاتھوں ہابیل کے قتل کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا میں جب بھی کوئی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اس کا گناہ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کی گردن پر ہوتا ہے کیونکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے ظالمانہ قتل کی ابتداء کی۔

(تفسیر القرآن۔ مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء۔ بخاری و مسلم)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا جس کی مختلف حالتوں کا ذکر قرآن پاک

میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سطح زمین کے چپہ چپہ کی خاک سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا یہی وجہ ہے کہ بنی آدم (انسان) مختلف رنگ و روپ میں پیدا ہوئے۔ (مسند احمد۔ ترمذی۔ لغات القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کو پیدا کر کے ان سے میثاق لیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میثاق کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: مسلم بن یسار نے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت عمرؓ سے آیت میثاق کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ پھر اپنا دستِ قدرت ان کی پشت پر پھیرا تو ان کی پشت سے جو نیک انسان پیدا ہونے والے تھے وہ نکل آئے۔ تو فرمایا کہ ان کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور یہ جنت ہی کے کام کریں گے۔ پھر دوسری مرتبہ ان کی پشت پر اپنا دست قدرت پھیرا تو جتنے گنہ گار بدکردار انسان ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تھے ان کو نکالا۔ پھر فرمایا ان کو میں نے دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور یہ دوزخ ہی میں جانے کے کام کریں گے۔'' امام احمد کی روایت میں ہے کہ پہلی مرتبہ جو لوگ آدم علیہ السلام کی پشت سے نکلے تو وہ سفید رنگ کے تھے اور دوسری مرتبہ سیاہ رنگ کے تھے جن کو اہل دوزخ قرار دیا گیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ امام مالک۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ امام احمد۔ تفسیر معارف القرآن)

حضرت آدم علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے زمین میں اپنا خلیفہ بنانے کا اعلان کیا۔ مفسرین اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا امتحان لینے کے لیے ان کے سامنے یہ اعلان کیا کیونکہ وہ خود کو اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل اور مطیع و فرمانبردار سمجھتے ہیں جیسا کہ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۶ میں ہے۔ لا یعصون

اللّٰہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون ۔ یعنی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو بات ان کو فرمائے وہی کرتے ہیں۔

بعض دوسرے مفسرین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرشتوں کے سامنے اس لیے کیا کہ وہ انسان کی خلافت کے بارے میں رائے دے سکیں۔ اور فرشتوں نے اس پر اظہار کیا کہ کیا آپ ایسے لوگ پیدا فرمائیں گے جو زمین میں فساد اور خونریزیاں کریں گے۔ تیسری وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ مشورہ کی تعلیم دینا مقصود ہو۔

سوال: جنات اور شیطان کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کی کیا رائے ہے؟

جواب: آپ فرماتے ہیں کہ پہلے زمین پر جنات کئی ہزار سال حکومت کرتے رہے۔ سب زمین پر قابض تھے۔ حیوانات ونباتات سے فائدہ اٹھاتے اور آسمان پر اتر جاتے تھے۔ پھر جنوں نے فساد مچایا اور خون ریزی شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جنوں کو زمین سے دور کردو تا کہ ان کی آلودگی سے زمین پاک ہو جائے۔ پھر خدا کے حکم سے فرشتوں نے جنوں کو مار کر پہاڑوں، جنگلوں، سمندروں اور جزیروں میں پہنچا دیا۔ ابلیس لعین بھی انہی میں سے تھا اس کا نام عزازیل تھا اور اپنے علم اور عبادت کی وجہ سے جنوں میں ممتاز تھا۔ فرشتوں کے ہمراہ آسمان پر گیا اور کہا کہ میں اور میری اولاد فساد نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ فرشتوں کی سفارش سے اسے انہی کے ساتھ آسمانوں پر رہنے کی اجازت مل گئی۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء)

سوال: فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق پر خدشے کا اظہار کیوں کیا؟

جواب: مفسرین کے مطابق وہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کا مقصد جاننا چاہتے تھے۔ اور خلیفہ بنانے کی حکمت معلوم کرنا چاہتے تھے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ فرشتوں نے انسان کو بھی جنات کی طرح سمجھا جو فساد کرتے تھے۔ یا لوح محفوظ میں دیکھ لیا کہ فساد کریں گے۔ یا پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پہلے سے بتا دیا تھا۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ فرشتوں نے اپنے انداز سے جان لیا تھا۔

(قصص القرآن۔ معارف القرآن۔ فوائد شیخ الہند)

سوال: روح المعانی میں فرشتوں کو پہلے سے بتا دینے کی روایت کس طرح درج ہے؟

جواب: ایک روایت میں ہے: ''جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آدم علیہ السلام کو زمین پر خلیفہ بنانے کا ذکر فرمایا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ ہی سے اس خلیفہ کا حال دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کو بتایا۔'' (روح المعانی۔ معارف القرآن۔ تذکرہ انبیاء کرام)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو پیدائش کے بعد مختلف علوم سکھائے گئے۔ مفسرین اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علوم سکھائے وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ اس کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام ان کی خاصیت اور نفع نقصان سمیت ان کے دل میں القاء (بلاواسطہ کلام وحی) کر دیئے تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے ظاہری تعلیم کی صورت عمل میں نہ آئی ہو، بلکہ آدم علیہ السلام کی فطرت میں ان چیزوں کا علم پیدائش کے وقت سے ہی عطا کر دیا گیا ہو۔ (فوائد شیخ الہند۔ معارف القرآن)

سوال: مفسرین کا کہنا ہے آدم علیہ السلام کو علم کی دولت عطا کی گئی۔ ان علوم کی نوعیت کیا تھی؟

جواب: اپنی تفاسیر میں علماء کا بیان ہے کہ کائنات کی وہ تمام چیزیں جو ماضی سے مستقبل تک وجود میں آنے والی تھیں ان سب کے نام اور حقیقت کا علم آپ کو دے دیا گیا۔ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ اس وقت جتنی بھی اشیاء عالم کائنات میں موجود تھیں ان سب کا علم آپ کو عطا کیا گیا۔ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو معلم کا درجہ دیا گیا۔ یہ کیسے پتہ چلتا ہے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ نام بتاؤ تو فرمایا اَنْۢبِـُٔوْنِیْ۔ کہ مجھے بتلاؤ۔ لیکن جب آدم علیہ السلام کو نام بتانے کا کہا گیا تو فرمایا: اَنْۢبِئْهُمْ، یعنی ان (فرشتوں) کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ، عکرمہ، قتادہ اور ابن جبیر رضی اللہ عنہم نے وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کی تفسیر کس انداز سے بیان فرمائی ہے؟

جواب: ان صحابہؓ نے کہا ہے کہ علمہ اسماء جمیع الاشیاء کلھا جلیلھا وحقیرھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چھوٹی بڑی تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو کس کا خلیفہ بنایا گیا تھا؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام کے لیے خلیفہ (یعنی نائب یا قائم مقام) کا لفظ آیا ہے مگر یہ واضح نہیں کہ خلیفہ کس کا بنایا گیا۔ مفسرین کی اس بارے میں مختلف رائے تھے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خلیفہ کسی کے مرنے یا عدم موجودگی کی صورت میں اختیارات سنبھالتا ہے اس لیے حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے خلیفہ نہیں تھے بلکہ جنوں کے خلیفہ تھے کیونکہ انسان سے پہلے زمین پر جن آباد تھے۔ جو فتنہ فساد اور قتل و غارت کرتے رہتے۔ اللہ نے فرشتوں کا لشکر بھیج کر ان جنوں کو سمندروں کی طرف دھکیل دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان کا نائب بنا دیا۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ خلافت یا نیابت کا تعلق موت یا عدم موجودگی سے نہیں بلکہ کوئی بااختیار ہستی اپنی موجودگی میں بھی کسی کو کچھ اختیارات دے کر اپنا خلیفہ یا نائب بنا سکتی ہے۔

(القرآن۔ تفسیر تیسیر القرآن)

سوال: فرشتوں نے اللہ کے حکم سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ اس سجدہ کے بارے میں مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: اس کے بارے میں علماء و مفسرین کی دو رائے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ سجدہ چونکہ اللہ کے حکم سے تھا لہٰذا یہ سجدہ آدم علیہ السلام کو نہیں بلکہ اللہ ہی کو سجدہ کرنے کے مترادف تھا اور اللہ ہی کے حکم کی تعمیل تھی۔ دوسرا یہ کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ جو ہماری شریعت سے پہلے جائز تھا۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ بعض علماء کے نزدیک یہاں سجدہ لغوی معنوں میں ہے کہ فرشتوں کو ادب و احترام کا حکم دیا گیا۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ سجدہ شرعی معنوں میں تھا یعنی پیشانی آدم علیہ السلام کے سامنے رکھ کر سجدہ کرنا۔ سجدہ

تعظیمی کے بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا جو بقول حافظ عماد الدین ابن کثیر، آدم علیہ السلام کے زمانے سے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک جاری رہا۔ شریعت محمدی نے اسے ممنوع قرار دے دیا جیسا کہ بعض احادیث میں ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر تیسیر القرآن۔ فوائد عثمانی)

سوال: شیطان فرشتوں میں سے نہیں تھا۔ پھر اسے سجدہ نہ کرنے پر مردود کیوں ٹھہرایا گیا؟

جواب: علماء اور مفسرین نے اس پر مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں اور جنات دونوں کو ہوا تھا۔ شیطان اپنی کثرت عبادت کی وجہ سے بھی خود کو خلافت ارضی کا حق دار سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس نے حسد اور تکبر کی وجہ سے سجدے سے انکار کیا تو اسے مردود ٹھہرایا گیا۔ دوسرے یہ کہ جنات میں بھی اچھے برے لوگ موجود ہیں لیکن نہ ان میں کوئی نبی بنایا گیا اور نہ انہیں شریعت عطا کی گئی۔ اس لیے انہیں بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اطاعت کا حکم تھا۔ ان کے سردار کو حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں مگر اس نے انکار کیا تو سزا کا مستحق ہوا۔

(فوائد شیخ الہند۔ انسانیت کا امتیاز۔ تیسیر القرآن)

سوال: بتایئے حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق کے بارے میں مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: مفسرین لکھتے ہیں: "جنت میں کوئی ایسا ہم جنس نہیں تھا جس سے آدم علیہ السلام دل بہلاتے اور مانوس ہوتے۔ لہٰذا جب وہ سوئے تو خداوند تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو ان کی پسلی سے پیدا فرمایا۔ تاکہ وہ حوا علیہا السلام سے مانوس ہوں۔" ایک اور رائے ہے: "حوا علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی پسلی سے کوئی مادہ لے کر بنا دیا تھا۔" مفسرین اس بارے میں کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام پر کچھ دیر کے لیے اللہ کے حکم سے نیند غالب آ گئی اور جب وہ جاگے تو انہوں نے اپنے سرہانے ایک عورت کو دیکھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے سکون اور دلجوئی کے لیے پیدا کیا تھا۔ (تفسیر مظہری۔ بیان القرآن۔ ازدواج الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو شجر ممنوعہ کے پاس جانے سے منع کیا گیا تھا اس میں علماء

دمفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: اس حکم کے بارے میں بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حکم امتناعی نہ تھا جیسے کسی کام کا کرنا شرعاً ناجائز اور منع ہوتا ہے۔ بعض کے نزدیک امر ونہی کبھی تو شرعاً ہوتے ہیں اور کبھی شفقتہً۔ اس طرح یہ حکم بھی شرعی نہیں تھا۔ (قصص القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بعض مفسرین کے مطابق شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام میں سے پہلے کس کے دل میں وسوسہ ڈالا؟

جواب: بائبل کی روایت ہے کہ شیطان نے پہلے حضرت حوا علیہا السلام کو بہکایا۔ پھر حوا علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو پھل کھانے پر آمادہ کیا۔ بعض مفسرین قرآن نے بھی اسی روایت کو نقل کیا ہے۔ (قصص القرآن۔ انبیاء کرام۔ تیسیر القرآن)

سوال: مفسرین نے پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل (الاسراء) کی آیت ۶۲ کی کیا تشریح کی ہے؟

جواب: جب شیطان نے اللہ تعالیٰ سے روز قیامت تک کی مہلت مانگی تو کہا: لئن اخرتن الی یوم القیمۃ لا حتنکن ذریتہ الا قلیلاo ''اگر تو مجھے مہلت دے روز قیامت تک تو جڑ سے اکھیڑ پھینکوں گا اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے۔'' بعض مفسرین جیسے علامہ قرطبی کا کہنا ہے کہ شیطان کہہ رہا ہے کہ اگر مجھے تو نے مہلت دی تو میں ان سب کو راہ راست سے اکھاڑ کر پھینک دوں گا اور ان کے ایمان کا صفایا کر دوں گا۔ اور ان میں سے چند افراد کے بغیر کوئی ثابت قدم نہ رہے گا۔''

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ البرہان)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام میں سب سے پہلے کس نے ممنوعہ درخت کا پھل کھایا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت حوا علیہا السلام نے شیطان کے بہکاوے میں آکر ممنوعہ درخت کا پھل کھایا۔ اور سب سے پہلے ابلیس نے انہی سے بات کی تھی۔

(تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: جنت میں حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام کے لباس کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: وہبؒ بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کا لباس نور سے بنایا ہوا تھا۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کا لباس ناخن کی مانند تھا۔ کہ جب انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا وہ اتر گیا اور صرف اتنا رہ گیا کہ جتنا اب ناخن پر ہے۔

(تفسیر ابن عباس۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: قرآن پاک میں صرف حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا ذکر ہے۔ اس سلسلے میں امام فخر الدین رازی کا قول کیا ہے؟

جواب: امام فخر الدین رازی کہتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کی توبہ کا ذکر کیے بغیر صرف آدم علیہ السلام کی توبہ کا ذکر کرنا کافی سمجھا، کیونکہ وہ ان کے تابع تھیں۔

(ازواج الانبیاءؑ)

سوال: ابوجعفر الطبریؒ نے اپنی تفسیر میں کن کلمات کا ذکر کیا ہے؟

جواب: انہوں نے مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ فتلقی آدم من ربه کلمات کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کلمات یہ ہیں: اللھم لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک ربّ انی ظلمت نفسی فاغفرلی انک خیر الغافرین۔

اللھم لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک ربّ انی ظلمت نفسی فارحمنی انک خیرُ الراحمین۔

اللھم لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک ربّ انی ظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب الرحیم۔ (تفسیر طبری۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو زمین پر کس جگہ اتارا گیا اس بارے میں قرآن کچھ نہیں بتاتا۔ تفاسیر کیا کہتی ہیں؟

جواب: اس جگہ کے بارے میں تفاسیر میں مختلف روایات ہیں کچھ کا کہنا ہے کہ آدم علیہ

السلام کو ہندوستان میں اتارا گیا اور حوا علیہا السلام کو جدہ میں۔ دونوں مزدلفہ کے مقام پر ایک دوسرے کے قریب آئے اور عرفات کے میدان میں ایک دوسرے کو پہچانا۔ ابن کثیر نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو جبل صفا پر اور حوا علیہا السلام کو جبل مروہ پر اتارا گیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ طبری۔ ازواج الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بعض دوسرے مؤرخین اور مفسرین حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے اتارے جانے کا مقام کیا بتاتے ہیں؟

جواب: بعض مؤرخین کی رائے ہے کہ وہ دونوں عرب خصوصاً حجاز میں الگ الگ اتارے گئے۔ ان دونوں کی ملاقات عرفات کے میدان میں جبل رحمت پر ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت حوا علیہا السلام جدہ میں اتاری گئیں وہیں ان کی قبر ہے۔ جدہ عربی زبان میں دادی کو کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت حوا علیہا السلام سب بنی آدم کی دادی ہیں اس لیے ان کی قبر کی وجہ سے اس شہر کا نام جدہ پڑ گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ہی نے مکہ میں سب سے پہلے بیت اللہ تعمیر کیا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اپنے ساتھ حجر اسود اور جنت کی بہت سی خوشبوئیں اور پھل اور مصالحے بھی لائے تھے۔ وہ ہندوستان کے جنوبی جزیرے لنکا میں اتارے گئے۔ وہ حجر اسود اپنے ساتھ مکہ لے آئے اور بیت اللہ کی تعمیر کے وقت دیوار میں لگا دیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت حوا جدہ میں اتاری گئیں اور وہیں ان کی ملاقات آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ (البدایہ والنہایہ۔ قصص القرآن۔ رسالہ ہندوستان کے فضائل)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں تعمیر کعبہ کے متعلق امام رازی نے کس انداز میں بتایا ہے؟

جواب: وہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے زمانے میں کعبہ مشرفہ موجود تھا کیونکہ (۱) تمام انبیاء کے مذاہب میں نماز ان پر فرض تھی۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ام القریٰ کہا ہے جس سے ظاہر ہے کہ روز اول سے ہی اس مقام کو سارے جہان پر فضیلت

حاصل ہے۔ (ازواج الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کا نکاح کس طرح کیا؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام نے ضابطے کے مطابق ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح قابیل کے ساتھ اور قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کا نکاح ہابیل کے ساتھ کرنا چاہا۔ حضرت سعید بن المسیبؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ ایسا ہی کریں۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ ازواج الانبیاء)

سوال: قابیل نے اس شادی سے کیوں انکار کر دیا؟

جواب: قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی زیادہ خوبصورت تھی اور ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی ایسی نہ تھی۔ اس لیے اس نے شادی سے انکار کر دیا وہ اپنے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا چاہتا تھا۔ جو کہ دستور کے مطابق جائز نہیں تھی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے سمجھانے پر قابیل راضی نہ ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام نے کیا حکم دیا؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام نے جھگڑا نمٹانے کے لیے تجویز پیش کی کہ دونوں بھائی کچھ نیاز خدا کی راہ میں پیش کریں۔ جس کی نیاز قبول ہو جائے گی اس لڑکی کی شادی اس سے کر دی جائے گی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قابیل اور ہابیل دونوں بھائیوں نے نیاز (قربانی) پیش کی۔ بتایئے کس کی نیاز قبول ہوئی؟

جواب: ہابیل نیاز (قربانی) پیش کرنے کے لیے دنبہ لایا اور قابیل کچھ پھل۔ دونوں نے اپنی نیاز مقررہ جگہوں پر رکھ دی۔ آسمان سے ایک آگ آئی اور ہابیل کی نیاز (دنبہ) لے گئی۔ اس زمانے میں آگ کا نیاز کو کھا لینا قبولیت کی علامت تھی۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کوے کو بھیج کر قابیل کو بھائی کی لاش دفنانے کا طریقہ بتایا۔ مفسرین نے اس پر کیا رائے دی ہے؟

جواب: شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: "شاید اس لیے حق تعالیٰ نے ایک ادنیٰ جانور کے ذریعے اسے تنبیہ فرمائی کہ وہ اپنی وحشت اور حماقت پر کچھ شرمائے۔ جانوروں میں کوے کی یہ خصوصیت ہے کہ اپنے بھائی کی لاش کو کھلا چھوڑنے پر شور مچاتا ہے۔" صاحب قصص القرآن لکھتے ہیں: "ہابیل خدا کا مقبول بندہ تھا اور قابیل بارگاہ الٰہی کا راندہ ہوا۔ اس لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ ہابیل کے پاک جسم کی توہین نہ ہو۔ اور نسل آدم علیہ السلام کی کرامت و بزرگی قائم کرنے کے لیے بعد مردن تدفین کی سنت قائم ہو جائے۔ اور تقاضائے انصاف تھا کہ قابیل کو اس کی کمینہ حرکت پر بھی ذلیل کیا جائے۔ اور اس قاتل بنا دیا جائے کہ خود اس کو اپنی نے مائگی عقل و دانش اور کمینگی کا احساس ہو جائے۔ اس لیے نہ اس کو الہام بخشا گیا اور نہ اس کمینہ حرکت کو چھپانے کے لیے عقل کی روشنی عطا کی گئی۔ بلکہ ایک حیوان (کوے) کو اس کا رہنما بنایا گیا۔ جو عیاری و مکاری میں طاق اور دنائت طبع میں ضرب المثل ہے۔" (موضح القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مفسرین نے قصہ قابیل و ہابیل میں دو کوؤں کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ کیوں؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور وہ لاش کو ٹھکانے لگانے کے لیے پریشان ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے۔ وہ دونوں آپس میں لڑ پڑے۔ ایک نے دوسرے کو مار دیا۔ پھر گڑھا کھود کر مردہ کوے کو اس میں رکھا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے قابیل کو مردہ دفن کرنے کا طریقہ بتایا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تیسیر القرآن)

سوال: ابن جریر نے اپنی تفسیر میں قابیل و ہابیل کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب: انہوں نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: "خدا کی قسم، کہ مقتول زیادہ تنومند

اور طاقتور تھا۔ مگر خوف خدا کی وجہ سے اس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔“

(تفسیر طبری۔ طبقات)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام وحوا کو ہابیل کے قتل کی اطلاع ملی تو انہوں نے کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے مرنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت حوا علیہا السلام سے فرمایا: ”اے حوا علیہا السلام تمہارا بیٹا مر گیا ہے۔“ تو وہ بولیں، ”موت کیا ہے؟“ تو انہوں نے کہا: ”یہ کہ اب وہ نہ کھا سکتا ہے، نہ پی سکتا ہے، نہ چل سکتا ہے، نہ پھر سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے۔“ حضرت حوا علیہا السلام ایک دم رو پڑیں تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: ”تم اور تمہاری بیٹیاں روسکتی ہیں، جبکہ میں اور میرے بیٹے اس سے بری ہیں۔“ مؤرخین کا کہنا ہے کہ آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام اپنے بیٹے کے لیے سالہا سال تک غمگین رہے۔

(مختصر تاریخ دمشق۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی تدفین کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین کیا کہتے ہیں؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام ایک ہزار سال کی عمر پا کر کسی ایک جمعہ کے روز فوت ہوئے۔ ان کے ایک سال بعد حضرت حوا علیہا السلام بھی انتقال فرما گئیں۔ بعض روایات ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام حطیم میں دفن ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے مکہ میں انتقال فرمایا۔ ابن جبیرؒ نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ جدہ میں ایک مقام پر ایک بہت پرانا گنبد بنا ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ حوا علیہا السلام کا گھر تھا۔ امام قاری کا کہنا ہے کہ شاید یہ وہی جگہ ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت حوا علیہا السلام کی قبر ہے اور یہ جگہ جدہ کے مشہور مقامات میں ہے۔ کوئی بعید نہیں کہ یہاں حضرت حوا علیہا السلام مدفون ہوں۔ الفاکی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حوا علیہا السلام کی قبر جدہ میں

ہے۔ اور ابن خلکان نے کہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ام البشر حضرت حوا علیہا السلام کی قبر جدہ میں ہے۔ (شفاء علوم۔ وفیات الاعیان۔ ازواج الانبیاء)

سو : حضرت آدم علیہ السلام اپنی غلطی پر گریہ زاری کرتے اور توبہ کرتے۔ انہیں توبہ کرنے کا طریقہ کس نے بتایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کرنے کا طریقہ القاء کیا تھا۔ انہوں نے اسی طرح توبہ کی اور وہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی۔ (سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: توبہ کی قبولیت کی اطلاع حضرت آدم علیہ السلام کو کس نے دی اور انہیں کیا حکم ملا؟

جواب: حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر آئے اور حضرت آدم علیہ السلام کو توبہ قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور خدا کا حکم بتایا کہ وہ مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کریں۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے بیت اللہ کا طواف و حج کیا۔ انہیں مناسک حج کس نے سکھائے تھے؟

جواب: حضرت جبرائیلؑ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ وہ مکہ پہنچ کر اسی طرح بیت اللہ کا طواف کریں جس طرح فرشتے عرش کا طواف کرتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہی نے انہیں مناسک حج سکھائے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ دس پیغمبر)

سوال: کہا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے پہلا لباس عورت نے تیار کیا تھا۔ بتایئے کس نے اور کیسا لباس بنایا؟

جواب: حضرت حواؑ نے سب سے پہلا لباس بھیڑ کی اون سے اونی دھاگہ بنا کر تیار کیا تھا۔ (قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: مرحوم شوہر کی موت پر رونے والی پہلی عورت کون سی تھی؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی بیٹی اقلیما سب سے پہلے اپنے شوہر ہابیل کی موت پر روئی تھی۔ اسے اس کے بھائی قابیل نے قتل کر دیا

تھا۔ (قصص الانبیاء۔ مولانا عبد العزیز۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے زمین پر آتش پرستی کا آغاز کس نے اور کیسے کیا تھا؟

جواب: سب سے پہلے زمین پر آتش پرستی کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے کیا تھا۔ وہ اپنے بیٹے ہابیل کو قتل کر کے یمن فرار ہو گیا۔ شیطان نے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ ہابیل کی قربانی اس لئے قبول ہوئی کیونکہ وہ آتش پرست تھا۔ لہٰذا قابیل نے بھی آتش پرستی شروع کر دی اور پھر اسکی اولاد بھی اس میں شامل ہو گئی۔ (قصص الانبیاء۔ نگار۔ توریت۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو کن لوگوں کی اصلاح کے لئے حکم خداوندی ملا؟

جواب: زندگی کے آخری دور میں حضرت آدم علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم ملا کہ وہ یمن کے آتش پرستوں کو دین الٰہی کی طرف بلائیں۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ قابیل کو باپ کی آمد کا پتہ چلا تو وہاں سے بھی بھاگ گیا۔ تاہم حضرت آدم علیہ السلام نے باقی قبیلے میں تبلیغ کی۔ (دس پیغمبر۔ قصص الانبیاء نگار)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام نے آتش پرستوں کے طلب کرنے پر کون سے معجزات دکھائے؟

جواب: یمن میں تبلیغ دین کے وقت قابیل کی اولاد نے آپ سے معجزہ طلب کیا۔ آپ نے سنگ خارا سے پانی جاری کیا۔ دوسرا معجزہ یہ دکھایا کہ دور کے ایک درخت کو بلایا تو وہ قریب آ گیا۔ پھر آپ نے مٹھی میں کچھ کنکریاں لے کر دبائیں۔ ان کنکریوں نے گواہی دی کہ آدم اللہ کے رسول ہیں۔ نبوت آدم کی نشانیاں دیکھ کر بھی آل قابیل ایمان نہ لائی۔ (قصص الانبیاء۔ دس پیغمبر۔ ریڈرز ڈائجسٹ۔ انبیاء کرام نمبر)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت کتنی اولاد زندہ تھی اور انہوں نے آپ سے کیا کہا؟

جواب: ان کی وفات کے وقت نسل سے تقریباً چالیس ہزار افراد موجود تھے۔ تمام بیٹے

سوائے ہابیل کے زندہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ اولاد میں ۴۰ افراد تھے اور بعض میں ہے کہ ۴۰ فرد تھے ان میں نصف لڑکے اور نصف لڑکیاں تھیں۔ تمام بیٹوں نے باپ سے کہا کہ ہم کچھ اثاثے چاہتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے اپنا روزگار بہتر بنا سکیں۔ حضرت آدم علیہ السلام دعا کی تو آسمان سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کچھ سونا اور چاندی لے کر اترے۔ اولاد آدم کو یہ چیزیں کافی نہ لگیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، زمین کا سینہ ایسی چیزوں سے بھرا پڑا ہے۔ ان گنت خزانے یہاں دفن ہیں۔ جاؤ اور اپنی طبع اور ضرورت کے مطابق اپنا رزق تلاش کرو۔

(قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ دس پیغمبر۔ سیارہ ڈائجسٹ)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی؟

جواب: آپ کی تدفین کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام بہشت سے کفن لے کر آئے۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں حضرت حوا اور تمام بیٹیاں بھی شریک تھیں۔

(قصص الانبیاء۔ دس پیغمبر۔ سیارہ ڈائجسٹ)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کا ایک لقب صفی اللہ بھی تھا۔ اسکے معنی بتا دیجئے؟

جواب: صفی اللہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ۔

(تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: آدم کے لغوی معنی کیا ہیں؟

جواب: آدم کے لغوی معنی ہیں مٹیالا، گندمی، بھورا، عبرانی زبان میں آدم کے معنی مٹی کے ہیں۔

(لغت القرآن۔ تاریخ ارض القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حوا کا نام حضرت آدمؑ نے رکھا تھا۔ اسکے معنی کیا ہیں؟

جواب: حوا کے معنی ہیں انسانوں کی ماں۔ یہ نام قرآن پاک میں نہیں آیا۔ صرف زوجہ آدم کہا گیا ہے۔

(القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت آدمؑ کے پہلے اور بڑے تین بیٹے تھے۔ بتائیے کن کے درمیان لڑائی ہوئی؟

جواب: تین بیٹے ہابیل، قابیل اور شیث تھے۔ ہابیل اور قابیل کے درمیان آدمؑ کی بیٹی

اقلیمہ کی وجہ سے لڑائی ہوئی۔ (قصص الانبیاء۔ تاریخ ارض القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت آدم علیہ السلام پر کون سے تین روزے فرض ہوئے؟

جواب: آپ پر ہر ماہ تین روزے فرض ہوئے۔ چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔

(قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ابلیس کا اصل نام عزازیل تھا۔ اسے کیوں ملعون ٹھہرایا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے حکم سے سب فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے۔ اس لئے وہ اللہ کی ناراضی کا باعث بنا اور ملعون ٹھہرایا گیا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے کتنے بیٹے اور کتنی بیٹیاں تھیں؟

جواب: آپ کے چالیس بیٹے اور دو بیٹیاں مشہور تھیں۔ بیٹیوں کے نام اقلیمہ اور غازہ تھے۔

(قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کا سب سے زیادہ ذکر سورۃ الاعراف میں آیا ہے۔ بتایئے ہابیل اور قابیل کا ذکر کس سورۃ میں آیا ہے؟

جواب: سورۃ المائدہ آیات ۲۷ تا ۳۱ میں ہابیل اور قابیل کا قصہ بیان ہوا ہے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے توریت میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا کیا نام آیا ہے؟

جواب: الہامی کتاب توریت میں ہابیل کا نام ابل Abel اور قابیل کا نام قائن Cain آیا ہے۔

(توریت۔ کتاب پیدائش)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں آنے سے پہلے کس جنت میں مقیم تھے؟

جواب: آپ جنت الماویٰ میں مقیم تھے۔ پھر آپ کو زمین پر اتارا گیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سیدنا حضرت شیث علیہ السلام

حضرت شیث علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: حضرت شیث علیہ السلام کے بارے میں کون سی حدیث بیان ہوئی ہے؟

جواب: قرآن میں حضرت شیث علیہ السلام کا ذکر نہیں ملتا۔ احادیث سے ان کے نبی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت ابو ذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر سو صحیفے نازل کیے اور چار کتابیں۔ ان سو صحیفوں میں سے پچاس حضرت شیث علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ (قصص القرآن۔ ابن حبان۔ صحیح)

حضرت شیث علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے اس بیٹے کا نام بتایئے جو دوسرے نبی تھے؟

جواب: حضرت شیث علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے جن کو باپ کے بعد نبوت ملی۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ انبیائے کرام)

سوال: شیث کے معنی بتا دیجیے؟

جواب: شیث کے معنی ہیں عطیۂ خداوندی۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے تیسرے صاحبزادے تھے جو ہابیل کے قتل کے بعد پیدا ہوئے اس لیے انہیں عطیہ خداوندی (شیث) کہا گیا۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ انبیائے کرام)

سوال: احادیث میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام دوسرے نبی تھے۔ بتایئے ان پر کتنے صحیفے نازل ہوئے؟

جواب: فرمان نبوی کے مطابق حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ صحیح ابن حبان)

سوال: حضرت شیث علیہ السلام ہابیل کے قتل کے بعد پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کیا تھی؟

جواب: جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام ۱۳۰ سال کے تھے۔ ہابیل نیک صفات کے حامل تھے اور ان کی وفات پر آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام غمگین رہتے۔ حضرت شیث علیہ السلام کی پیدائش کو اللہ تعالیٰ نے عطیہ خداوندی سمجھا اور ان کی اچھی صفات کی وجہ سے ان سے محبت کرتے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ توراۃ)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت کون سے نبی ان کے جانشین مقرر ہوئے؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے شیث کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ انبیائے کرام)

سوال: بتائیے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت حضرت شیث علیہ السلام کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام نے دن اور رات کو مختلف ساعتوں میں تقسیم کیا اور ہر ساعت کی عبادت کی ان کو تعلیم دی۔ انہوں نے حضرت شیث علیہ السلام کو طوفان نوح علیہ السلام سے بھی آگاہ کیا۔ (قصص القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے (اور دوسرے نبی) حضرت شیث علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا وصیت فرمائی؟

جواب: حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے جب حضرت شیث علیہ السلام کو اپنا جانشین بنایا تو جو نور محمدی ان کی صلب میں پوشیدہ تھا اس کی حفاظت کی بھی وصیت فرمائی۔ اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سنائے۔ بیٹے نے آدم علیہ السلام سے پوچھا کیا بیٹے کا درجہ باپ سے بھی بڑھ گیا۔ تو آدم علیہ السلام نے

فرمایا، ہاں! ان کی امت کو وہ خصوصیات عطا ہوں گی جو مجھے عطا نہیں ہوئیں۔

(تذکرۃ الانبیاء ۔ احسن المواعظ ۔ مواہب)

سوال: اپنی وفات سے پہلے آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو امت محمدی کی کون سی خصوصیت بتائیں؟

جواب: آپ علیہ السلام نے فرمایا: (۱) مجھ سے ذرا سی لغزش ہوئی تو جنت کا لباس اتروا لیا گیا۔ اور امت محمدیہ کے لوگوں کو گناہ کے باوجود ننگا نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ وہ معافی چاہیں گے تو معافی مل جائے گی۔ (۲) مجھے لغزش پر جنت سے نکال دیا گیا۔ اور آپ کی امت کے ہاتھ نیک اعمال کے بدلے جنت کو فروخت کر دیا گیا۔ (۳) مجھے اپنی غلطی کی معافی چاہنے کے لیے گھر سے نکل کر مکہ جانا پڑا اور مکہ پہنچ کر توبہ کے بعد معافی ملی۔ آپ ﷺ کی امت کے لوگ اپنے گناہوں سے جہاں بھی توبہ کریں گے معافی مل جائے گی۔ (۴) میری اس غلطی کی وجہ سے میری زوجہ حوا مجھ سے جدا کر دی گئی۔ توبہ کے بعد عرفات کے مقام پر ملاقات ہوئی اور مزدلفہ میں قربت حضرت شیث علیہ السلام یہ فضائل سن کر بہت حیران ہوئے اور نور محمدی کی حفاظت کرنے لگے۔

(تذکرۃ الانبیاء ۔ احسن المواعظ ۔ مواہب اللدنیہ)

سوال: بتایئے آدم علیہ السلام کے بعد تمام بنی آدم کس کی اولاد ہیں؟

جواب: آدم علیہ السلام کے بعد حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد ہیں کیونکہ ہابیل اور قابیل کے بعد اولادِ آدم کا سلسلہ ان سے چلا۔ (قصص القرآن ۔ انبیاء کرام ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شیث علیہ السلام دوسرے پیغمبر تھے۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام کیا تھا؟

جواب: حضرت شیث علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام انوش تھا۔

(رحمۃ اللعالمین ۔ سیرت انبیاء کرام)

سیدنا حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام مشہور نبی ہیں۔ آپ کا ذکر قرآن مجید میں کتنی جگہ آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں دو جگہ پر آپ کا ذکر ملتا ہے۔ ایک سولہویں پارے میں اور دوسرے سترہویں پارے میں۔ (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: سولہویں پارے کی کس سورۃ میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر ہے؟ آیت بھی بتا دیجئے؟

جواب: سولہویں پارے کی سورۃ مریم کی آیت ۵۶ میں ہے: وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۝ ''اے پیغمبر اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجئے۔ بے شک وہ بڑا سچا نبی تھا''۔ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: قرآن پاک کے سترہویں پارے کی سورۃ الانبیاء میں بھی حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر ہے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: سترہویں پارے کی سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۵ میں ہے: وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ط ''اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کا تذکرہ کیجئے''۔ پھر فرمایا گیا: كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ۝ ''یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے''۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفہیم القرآن)

سوال: بتایئے قرآن مجید کی کس آیت میں حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام پر اٹھائے جانے کا بیان ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۷ میں ہے: وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۝ ''اور ہم نے ان کو

بلند رتبہ تک پہنچا دیا"۔ (القرآن۔ تفسیر طبری۔ تفسیر قرطبی۔ معارف القرآن)

حضرت ادریس علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ادریس علیہ السلام کی ملاقات کب اور کہاں ہوئی تھی؟ ان کے رفع مکان سے کیا مراد ہے؟

جواب: صحیحین میں حدیث اسراء میں فرمایا گیا ہے کہ شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ادریس علیہ السلام سے چوتھے آسمان پر ملاقات ہوئی۔ اس طرح ان کا چوتھے آسمان پر ہونا ہی ان کے رفع مکان سے مراد ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ قصص القرآن)

حضرت ادریس علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کے اس پوتے کا نام بتا دیجئے جو کرۂ ارض پر تیسرے نبی ہیں؟

جواب: حضرت ادریس علیہ السلام۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام و شیث علیہ السلام کے بعد اللہ کے پہلے نبی اور رسول ہیں۔ بعض مفسرین و مورخین نے انہیں آدم علیہ السلام کے پوتے نہیں بلکہ چھٹی پشت میں بتایا ہے۔ اور ان کی پیدائش بابل میں بیان کی ہے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے کس بیٹے کی اولاد تھے اور آپ کو کیوں بھیجا گیا؟

جواب: آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے شیث کی اولاد تھے۔ آدم علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں میں شرک وغیرہ نہ تھا اور لوگ صرف خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے۔ انسانوں کی تعداد بڑھنے کے ساتھ شر و فساد میں اضافہ ہوا جس کے انسداد کے لیے حضرت ادریس علیہ السلام کو بھیجا گیا۔

(انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن کریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر دو جگہ پر آیا ہے۔ آیات بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۶ میں ہے: "واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقاً نبیاً ورفعناہ مکاناً علیاً۔" "اور یاد کرو قرآن میں ادریس علیہ السلام کو بے شک وہ بڑے سچے نبی تھے اور ہم نے ان کو اونچے مقام پر فائز کیا۔" دوسرے پارہ ۱۷ سورۃ انبیاء آیت ۸۵ میں ہے: واسماعیل وادریس وذالکفل کل من الصابرین۔ "اور یاد کرو اسماعیل علیہ السلام کو اور ادریس علیہ السلام کو اور ذوالکفل کو سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۵ میں ان کی کس صفت کا ذکر ہے؟

جواب: اس آیت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے ساتھ حضرت ادریس علیہ السلام کی صفت صبر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

(القرآن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ قصص القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: سورۃ مریم کی آیت ۵۶ میں حضرت ادریس علیہ السلام کے بلند مقام سے کیا مراد ہے؟

جواب: روایات میں ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو ایک فرشتہ آسمانوں پر لے گیا۔ وہاں چوتھے آسمان پر ان کی روح قبض ہوئی تاہم یہ اسرائیلی روایات میں سے ہے اس لیے قابل اعتبار نہیں ہے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: توریت میں حضرت ادریس علیہ السلام کا نام اخنوخ بتایا گیا ہے اور قرآن میں ادریس علیہ السلام۔ بتایئے آپ کو یہ نام کیوں دیا گیا؟

جواب: ادریس کے معنی ہیں درس یا تعلیم دینے والا۔ یونانی میں ان کا نام طرمیس ہے۔ طرانی میں خنوخ اور عربی میں اخنوخ۔ اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام نام دیا کیونکہ آپ نے مخلوق کو خدا کو ایک ماننے اور عبادات کے لائق سمجھنے کی تعلیم دی۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام مشہور نبی ہیں۔ آپ کا زمانہ نبوت کون سا ہے؟

جواب: آپ کا زمانہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ہے۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات سے سو سال بعد پیدا ہوئے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال قبل کا زمانہ نبوت بتایا گیا ہے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مشہور مفسر ابن جریر طبری نے حضرت ادریس علیہ السلام کے رفع مکان کا ذکر کس انداز سے کیا ہے؟

جواب: انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کعب احبار سے پوچھا کہ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا مطلب کیا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تمہاری زندگی میں دنیا والے جتنے نیک عمل کریں گے میں ان کے برابر تم کو اجر دوں گا۔ اس پر ان کو یہ خواہش ہوئی کہ ان کے عمل زیادہ ہوں تو ان کا ایک دوست فرشتہ ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ تم ملک الموت سے سفارش کر کے میری مدت زندگی بڑھا دو۔ تاکہ میرے عمل زیادہ ہوں۔ فرشتے نے انہیں اپنے پروں پر بٹھایا اور آسمان پر لے گیا۔ جب چوتھے آسمان پر پہنچے تو یہاں ان کی ملاقات ملک الموت سے ہوئی جو نیچے اتر رہا تھا۔ اس فرشتے نے ملک الموت سے حضرت ادریس کی خواہش کا ذکر کیا ملک الموت نے پوچھا کہ ادریس اس وقت کہاں ہیں۔ اس فرشتے نے جواب دیا وہ میری پشت پر ہی موجود ہیں۔ ملک الموت نے کہا، بڑی عجیب بات ہے، مجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ ادریس کی روح چوتھے آسمان پر قبض کروں۔ میں سوچ رہا تھا کہ ادریس تو زمین پر ہیں پھر مجھے چوتھے آسمان پر ان کی روح قبض کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے۔ یہ کہہ کر ملک الموت نے اسی وقت حضرت ادریس علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔

(تفسیر طبری۔ البدایہ والنہایہ۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حافظ ابن کثیر نے کعب احبار کی روایت پر کس طرح تبصرہ کیا ہے؟

جواب: حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بھی یہ روایت نقل کی ہے اور اس کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ کعب احبار کی اسرائیلیات میں سے ہے۔ اور اس پر انہوں نے اعتماد کا اظہار نہیں کیا۔ اس کے علاوہ حافظ صاحب نے عوفی کی روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہی نقل کی ہے اور یہاں چوتھے آسمان کی بجائے چھٹے آسمان پر روح قبض کرنے کا ذکر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت حسن بصریؒ نے مکاناً علیاً کا کیا مفہوم بیان کیا ہے؟

جواب: ان کے بقول مکاناً علیاً سے مراد جنت ہے۔ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام کو جنت کا اعلیٰ مقام عطا کیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حافظ ابن کثیر اور بعض دوسرے علماء نے حضرت ادریس علیہ السلام کے علم کے بارے میں کیا بتایا؟

جواب: ابن کثیر نے ابن اسحٰق کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ہی قلم سے لکھنے کی ابتداء کی۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ معاویہ ابن الحکم سلمی کی روایت میں جو آتا ہے کہ "حضور ﷺ سے خط رمل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ ایک نبی کو فن رمل کا علم دیا گیا تھا۔ وہ رمل کے خطوط کھینچ کر جواب دیا کرتے تھے۔ تو اب جس شخص کے خطوط ان کے خطوط کے مطابق پڑ جاتے ہیں تو اس کا جواب صحیح ہو جاتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ تو یہ نبی حضرت ادریس علیہ السلام ہی تھے۔ (مسلم۔ البدایہ۔ والنہایہ۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت ادریس علیہ السلام سے کن علوم کو منسوب کیا جاتا ہے؟

جواب: قرآن و حدیث سے اس بات کا پتہ نہیں چلتا مگر مفسرین و مؤرخین کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے حساب کتاب کا طریقہ، قلم سے لکھنا، ستاروں کی گردش و علم نجوم (رمل وغیرہ) سینے پرونے کا کام، اس سے پہلے عام لوگ جانوروں کی کھال پہنا کرتے تھے، ناپ تول کا طریقہ، آلات حرب یعنی اسلحہ سازی، ان تمام کاموں کے موجد حضرت ادریس علیہ السلام ہی ہیں۔ انہوں نے ہی طب کو ایجاد کیا اور

ہیکلوں کی تعمیر کی جہاں عبادت کا طریقہ بتایا۔　　　(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین اور مؤرخین نے حضرت ادریس علیہ السلام کا حلیہ کیا بیان کیا ہے؟

جواب: آپ کا رنگ گورا، قد لمبا، پیٹ بھاری، سینہ چوڑا، جسم پر بال کم، سر کے بال گھنے، سینے پر ذرا سا سفید دھبہ، ڈاڑھی گھنی اور بھری ہوئی۔ گفتگو میں متانت و سنجیدگی، طبیعت خاموشی پسند، چلتے وقت زمین پر نیچی نگاہ، بات کرتے وقت شہادت کی انگلی اٹھا کر بار بار اشارہ کرتے تھے۔　　　(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مؤرخین ومفسرین کے مطابق حضرت ادریس علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: حضرت ادریس علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے اور کہاں نشوونما پائی اور کہاں سے علم حاصل کیا اس کے بارے میں مختلف آرا ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ مصر میں منعف کے مقام پر پیدا ہوئے اور ہرمس الہرامس کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ہرمیس یونانی زبان میں ارمیس تھا۔ اس لفظ کے معنی ہیں عطارد (یعنی ایک سیارہ) بعض دوسرے کہتے ہیں کہ یونانی میں نام طرمیس تھا۔ طبرانی میں خنوخ اور عربی میں اخنوخ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کو ادریس علیہ السلام کے نام سے پکارا۔ کہا جاتا ہے کہ طرمیس (ہرمیس) نے مصر سے نکل کر دنیا کا چکر لگایا اور واپس وہیں آ گئے۔ وہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ اس وقت ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔ بعض مؤرخین ومفسرین کہتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام بابل میں پیدا ہوئے۔ وہیں نشوونما پائی انہوں نے اپنے پردادا حضرت شیث علیہ السلام سے علم حاصل کیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کی تعلیمات کیا تھیں؟

جواب: انہوں نے مخلوق خدا کو بتایا: ”خدا کو ایک مانو۔ صرف اسی کو عبادت کے لائق سمجھو۔ عذاب آخرت سے بچنے کے لیے اپنے اعمال سنوارو۔ پاکبازی اختیار کرو اور عدل وانصاف سے کام لو۔“ انہوں نے مخلوق خدا کو نمازوں کی ادائیگی کا بھی حکم دیا اور ان کے طور طریقے بھی سکھائے۔ انہوں نے ہر مہینے کے چند مخصوص ایام کے

روزے رکھنے کا بھی حکم دیا اور دشمنان دین کا مقابلہ کرنے (جہاد) کا بھی حکم دیا۔
انہوں نے زکوۃ و خیرات کی رقوم سے غرباء و مساکین کی مشکلات دور کرنے کا بھی
حکم دیا۔ انہوں نے طہارت و نظافت پر بھی زور دیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے پیغمبروں کے بارے میں اپنی قوم کو کیا بتایا؟
جواب: انہوں نے اپنی قوم کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے پیغمبروں کو اپنا
پیغام دے کر بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ ان کے بعد بھی دوسرے پیغمبر
آئیں گے۔ جو انہیں خدا کا راستہ دکھائیں گے۔ وہ تمام برائیوں اور گناہوں سے
بری ہوں گے اور انسانی صفات و کمالات سے آراستہ ہوں گے۔ آخرت کی رہنمائی
کے علاوہ دنیوی زندگی کی ضروریات کا بھی ان کو علم دیا جائے گا۔ دنیا والوں کے
دکھوں اور تکلیفوں کے علاج سے بھی ان کو باخبر رکھا جائے گا۔ آسمانوں اور زمین
کی تمام اشیاء جن میں انسانوں کے لیے شفا اور دوا ہوگی ان کو علم ہوگا۔ ان کی
دعائیں بھی بارگاہ خداوندی میں قبول ہوں گی، اور دنیا کی بھلائی جن باتوں میں
ہے وہی ان کو مطلوب ہوں گی۔　　　(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت ادریس علیہ السلام نے کون سے بعض احکامات جاری کیے؟
جواب: کتے اور گدھے اور دوسرے ناپاک حیوانات کا گوشت کھانے، شراب اور نشیلے
مشروبات پر پابندی لگائی۔ کچھ خاص دن، تفریحات و تقریبات کے لیے بھی مقرر
کیے۔ خصوصاً وہ دن جب سورج اپنے بروج میں داخل ہو یا نیا چاند جب آسمان پر
نمودار ہو۔ یا دوسرے ستارے اپنی منزلوں اور بلندیوں پر چڑھیں یا ایک دوسرے
کے مقابل آئیں۔ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں نذر اور قربانی پیش کرنے کے
طریقے بھی بتائے۔ پھولوں میں سے گلاب کا پھلوں میں سے انگور اور اناجوں میں
سے گیہوں کے استعمال پر زور دیا۔　　　(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے عالم انسان کو ان کی ذمہ داریوں کے حساب سے کن

طبقات میں تقسیم کیا؟

جواب: انہوں نے انسان کو تین طبقات میں تقسیم کیا۔ ایک کاہن جس سے مراد علماء، دین اور درویش ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی اور بادشاہ کی اور رعایا کی اصلاح و فلاح کے طلبگار ہوں گے۔ دوسرے بادشاہ۔ بادشاہ اپنی ذات اور رعیت کی خیر طلبی کے ذمہ دار ہوں گے۔ تیسرا طبقہ رعایا کا ہے۔ یہ عام لوگ صرف اپنی خیر اور نجات و فلاح کے ذمہ دار ہوں گے۔ اس طرح کاہن درجہ اول کی مخلوق، بادشاہ درجہ دوم کی اور رعیت درجہ سوم کی مخلوق ہوں گی۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے دنیا کے چار مختلف حصوں میں جو بادشاہ مقرر کیے ان میں سب سے طاقتور کون تھا؟

جواب: ان میں اسقلیبوس سب سے زیادہ قوت اور عظمت والا تھا۔ اس نے حضرت ادریس علیہ السلام کی امت کے قوانین شریعت پر جدوجہد کی مگر پھر وہ خود ہی راہ راست سے منحرف ہو گیا۔ اس نے حضرت ادریس علیہ السلام کی محبت میں گمراہ ہو کر ہیکلوں اور عبادت گاہوں میں ان کے بت رکھ دیے۔ اس بادشاہ کا علاقہ وہی تھا جس پر طوفان نوح کے بعد یونانی قابض ہو گئے تھے۔ یونانیوں نے جب تباہ شدہ ہیکلوں میں یہ بت اور مجسمے دیکھے جن میں حضرت ادریس علیہ السلام کی تصاویر اور ان کے رفع آسمان کی منظر کشی کی گئی تھی تو وہ سمجھے یہ تصاویر اسقلیبوس کی ہیں۔ اور انہوں نے ان کی پوجا شروع کر دی۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الحکماء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کی شریعت کو کیا نام دیا گیا؟

جواب: حضرت ادریس علیہ السلام کی شریعت عہد صابئین میں "قیمت" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس زمانے کی پوری دنیا میں اس کا رواج ہوا۔ اس شریعت میں نمازوں کا رخ خط نصف النہار پر جنوب کی طرف تھا۔ (تاریخ الحکماء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے اس وقت کی آبادی کے لحاظ سے زمین کو چار حصوں

میں تقسیم کیا۔ ہر حصے کے لیے ایک حاکم مقرر کیا۔ ان چار بادشاہوں کا نام بتائیں؟

جواب: یہ چاروں بادشاہ حکمران تھے۔ (۱) ایلاوس (۲) زرس (۳) اسقلبیوس (۴) زوس اموں یا ایلاوس اموں یا بسیلوخس۔ (قصص الانبیاء۔ تاریخ الخلفاء۔ قصص القرآن)

سوال: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے میں کتنی زبانیں رائج تھیں؟

جواب: ان کے دورِ نبوت میں بہتر زبانیں رائج تھیں اور وہ ہر زبان میں تبلیغ کر سکتے تھے۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کے ایک استاد کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ کون تھا؟

جواب: ان کے ایک استاد کا نام غوثا ذیمون مصری بتایا جاتا ہے۔ غوثا ذیمون کے معنی ہیں بہت نیک بخت۔ ان کے متعلق صرف اتنا کہا گیا ہے کہ وہ یونانی یا مصری نبی تھے۔ بعض روایات میں کہا گیا ہے کہ غوثا ذیمون حضرت شیث علیہ السلام ہی کا دوسرا نام تھا۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت ادریس علیہ السلام نے ہجرت کیوں کی؟ وہ کہاں چلے گئے؟

جواب: حضرت ادریس علیہ السلام بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت دی۔ انہوں نے تبلیغ شروع کی اور حضرت آدم علیہ السلام و شیث علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی دعوت دی۔ انہیں ان کی مخالفت سے منع کیا۔ بہت کم لوگوں نے ان کی بات مانی زیادہ نے ان کی مخالفت کی۔ اس پر انہوں نے وطن بابل سے ہجرت کا ارادہ کر لیا۔ بابل کے معنی نہر کے ہیں کیونکہ وہ دونوں دریاؤں دجلہ و فرات کے درمیان تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے انہیں تسلی دی کہ ہم اللہ کے لیے بابل کو چھوڑیں گے تو اللہ ہمیں اس سے بہتر کوئی دوسرا مقام عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ مان گئے اور حضرت ادریس علیہ السلام اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مصر آ گئے یہاں انہوں نے دریائے نیل کو موجیں مارتے دیکھا تو فرمایا بابلیون۔ "یہ اس سے بھی بڑی نہر ہے" یونانی سریانی زبان میں کسی چیز کے بڑا ہونے کی علامت ہے۔ یون

مشابہت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے یہاں تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الحکماء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کے چند مشہور حکیمانہ اقوال بتا دیجئے؟

جواب: آپ نے فرمایا:

(۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا مخلوق پر اس کی نعمتوں کے مطابق ناممکن ہے۔

(۲) جو شخص علم کامل اور عمل صالح کے مرتبہ پر فائز ہونا چاہے اسے طریق جہل اور عمل بد سے کنارہ کش ہونا چاہیے۔

(۳) دنیا کی بھلائی کا انجام حسرت ہے اور برائی کا ندامت۔

(۴) جب تم اللہ کا نام لو تو اپنی نیت کو خالص کر لو۔ اسی طرح نماز روزہ میں بھی خلوص پیدا کرو۔

(۵) جھوٹی قسم کبھی نہ کھاؤ۔ نہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنی قسموں کا نشانہ بناؤ۔ اسی طرح جھوٹوں کو قسم نہ دلاؤ کہ اس طرح تم بھی ان کے گناہ میں شامل ہو جاؤ گے۔

(۶) ذلیل پیشوں سے احتراز کرو۔

(۷) اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو۔ اور اپنے بڑوں کی تعظیم کرو۔ اور اپنی زبانوں کو اللہ کی تعریف سے معمور رکھو۔

(۸) دانائی نفس کی زندگی ہے۔

(۹) دنیا والوں کے عیش و راحت پر حسد نہ کرو۔ کیونکہ اس سے وہ زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔

(۱۰) جو شخص دنیاوی زندگی میں ضرورت سے زیادہ کا طلبگار ہو وہ کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ (تاریخ الحکماء۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مولانا شبیر احمد عثمانی نے حضرت ادریس علیہ السلام کے ورفعناہ مکاناً علیاً اونچے

اٹھا لینے سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: ان کے مطابق "قرب و عرفان کے بہت بلند مقام اور اونچی جگہ پہنچایا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح وہ بھی زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ اور اب تک زندہ ہیں۔ اور بعض کا خیال ہے کہ آسمان پر لے جا کر ان کی روح قبض کی گئی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ فوائد عثمانی)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کا نام اخنوخ بھی آیا ہے۔ بتائیے آپ نے کب اور کہاں ہجرت کی تھی؟

جواب: اخنوخ کے دادا مہلائیل حضرت شیث کے خاندان کے ہمراہ ملک شام سے ہجرت کر کے اس وقت ارض بابل میں آئے تھے جب وہاں کی آبادی میں کثرت سے اضافہ ہوا اور لوگ دور و نزدیک نقل مکانی کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

(تاریخ ارض القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ توریت)

سوال: بتائیے بابل میں شہر سوس کس نے آباد کیا تھا؟

جواب: حضرت ادریسؑ (اخنوخ) کے دادا مہلائیل نے شہر سوس آباد کیا اور شہری طرز زندگی کی بنیاد رکھی۔ ان دنوں بابل کے لوگ غاروں اور جنگلوں میں رہتے تھے۔

(تاریخ ارض القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ تاریخ ابن خلدون)

سوال: حضرت ادریسؑ کے زمانے میں کون سی معاشرتی اور مذہبی خرابیاں تھیں؟

جواب: لوگ نہ صرف آتش پرست تھے بلکہ بتوں کی پوجا بھی کرتے تھے۔ لوگ شراب کے نشے میں بدمست غل غپاڑہ کرتے۔ بابل میں جادوگروں کی چاندی تھی۔ لوگ اپنے اپنے مفادات اور مقاصد کے لئے جادو ٹونے کا سہارا لیتے۔ خاص طور پر نوجوان کسی نہ کسی لڑکی کو پھانسنے کے لئے جادوگروں سے مدد لیتے تھے۔

(توریت۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کی تعلیمات کیا تھیں؟

جواب: اس وقت تک کرۂ ارض پر انسان کو آباد ہوئے آٹھ صدیاں ہو رہی تھیں اور دو پیغمبر

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت شیث علیہ السلام مبعوث ہو چکے تھے۔ تاہم انسانوں میں موجود خرابیوں کی وجہ سے حضرت ادریس علیہ السلام نے بت پرستی کی سخت مخالفت کی۔ وہ جادوگری سے بیزار تھے اور جوا، شراب کو بہت برا سمجھتے تھے۔ لوگوں کو ان سے بچنے کی تلقین کرتے۔ (تورےت۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کی شادی بروتا نامی لڑکی سے ہوئی۔ ان کا نکاح کس شریعت کے مطابق ہوا تھا؟

جواب: یہ دونوں حضرت شیث علیہ السلام کی شریعت کے مطابق رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ اس وقت اخنوخ (ادریس) کی عمر پینسٹھ سال تھی۔

(تورےت۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: اخنوخ یا حضرت ادریس علیہ السلام صاحب شریعت پیغمبر تھے۔ آپ کو کیسے نبوت ملی؟

جواب: آپ اکثر اللہ کے حضور دعا کرتے کہ مجھے صاحب شریعت بنا دے اور اپنی عبادت کا صحیح طریقہ سکھادے۔ آخر یہ دعا قبول ہوئی۔ حضرت جبرائیلؑ تیس صحیفے لے کر حاضر ہوئے جن میں احکام الٰہی درج تھے اور ان کو منصب نبوت عطا کیا گیا تھا۔ آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو نوجوان ساتھی فوراً ایمان لے آئے۔ آپ اللہ کے حکم سے قبائل کو بھی تبلیغ کرتے تھے۔ (تورےت۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام نے نبوت کا اعلان کیا تو قوم نے کس طرح مخالفت کی؟

جواب: پروہت نے شہر کے سرکردہ لوگوں اور بااثر افراد کو اپنے گھر پر جمع کیا اور ان سے کہا: ''اخنوخ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ کل تک تو وہ ہمارے بازاروں اور گلی کوچوں میں گھومتا پھرتا تھا۔ آج پیغمبر بن بیٹھا ہے۔ وہ نسروک، اشتار، شمن سین، مکرو اور لنو خداؤں کو جھوٹا کہتا ہے۔ اس کی تبلیغ سے بہت سے لوگ اپنے مذہب سے گمراہ ہو چکے ہیں۔ اس نے ہمارے بچوں اور عزیزوں کو ہمارے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا ہے۔ اگر آج ہم نے اس کا بندوبست نہ کیا تو دیوتا ناراض ہو جائیں گے۔ شہر کے جادوگر بھی اس کے آگے بے بس ہیں اور اس کی طاقت میں روز بروز اضافہ ہوتا

جا رہا ہے"۔ چنانچہ حضرت ادریس علیہ السلام کو ہر طرح سے اذیت دینے کا فیصلہ ہوا۔ (توریت۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ادریس نے کب اور کہاں ہجرت کی؟

جواب: کفار و مشرکین نے آپ کا مذاق اڑایا اور اذیتیں دیں تو آپ اپنے اہل و عیال اور دوسرے ایمان والے لوگوں کے ساتھ بابل سے مصر ہجرت کر گئے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ ارض القرآن)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام جب مصر آئے تو وہاں کون سے لوگ تھے؟

جواب: مصر میں ان دنوں ستارہ پرستی ہوتی تھی۔ سب سے بڑا دیوتا آفتاب تھا۔ جس کو وہ "رع" کہتے تھے۔ دارالحکومت مدینۃ الشمس کو مصری "ان" کہتے تھے۔ یہیں آفتاب دیوتا کا مندر تھا۔ بادشاہ آفتاب دیوتا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اس کا لقب رعمیس یعنی ابن شمس تھا۔ اس کے علاوہ مصر میں بہت سے دیوتا اور دیوتیاں تھیں۔ شہر کے ہر گھر کا اور گھر کے ہر فرد کا الگ الگ دیوتا تھا۔

(تاریخ مصر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قرآن میں ادریس نام کے پیغمبر کا ذکر آیا ہے۔ ان کا عبرانی اور یونانی نام کیا تھا؟

جواب: ان کا اصل نام اخنوخ تھا۔ عبرانی نام حنوک Enoch اور یونانی نام طرفیس تھا۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ادریسؑ کے والد کا نام یارد تھا۔ بتایئے آپ نے کب وفات پائی؟

جواب: حضرت ادریسؑ نے اپنے والد اور دادا سے پہلے ۳۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ادریس علیہ السلام کے چند خاص کمالات بتا دیجئے؟

جواب: آپ نے قلم ایجاد کیا اور آپ فن کتابت کے موجد تھے۔ ناپ تول کے اوزان اور آلات حرب بھی آپ نے ایجاد کئے۔ سوئی آپ کی ایجاد ہے کیونکہ آپ نے

کپڑے سینے کی ابتداء کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۱۸۰ شہر آباد کئے۔ آپ ۷۲ زبانیں جانتے تھے۔ علم نجوم اور علم ریاضی کا آغاز بھی آپ نے کیا۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت نوح علیہ السلام کے دادا کون تھے؟

جواب: حضرت ادریس علیہ السلام کے بیٹے متوسلخ حضرت نوح علیہ السلام کے دادا بھی تھے۔ انہوں نے سب سے طویل عمر پائی۔ ان کی عمر ۹۶۹ سال تھی۔

(ارض الانبیاء۔ قصص الانبیاء مجاہد۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: کس پیغمبر کے بارے میں یہودی کہتے ہیں کہ ان کا وصال چوتھے آسمان پر ہوا؟

جواب: یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا وصال چوتھے آسمان پر ہوا۔

(کتاب مقدس۔ کتاب پیدائش۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام سے کتنا عرصہ پہلے پیدا ہوئے؟

جواب: حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے پیدا ہوئے۔

(تاریخ ارض القرآن۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت نوح علیہ السلام﴾

حضرت نوح علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجنے کا ذکر کن آیات میں کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت رکوع ۲ آیت ۱۴ میں ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ. "اور ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف (پیغمبر) بنا کر بھیجا۔ سو وہ ان میں پچاس کم ایک ہزار برس رہے۔" پارہ ۸ سورۃ الاعراف رکوع ۸ آیت ۵۹ میں ہے: لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ "اور ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر خازن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کس مقصد کے لئے قوم کے پاس بھیجا؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دینے اور برائیوں سے منع کرنے کے لئے۔ جیسا کہ پارہ ۱۲ سورۃ ہود رکوع ۳ آیت ۲۵ میں ہے۔ انہوں نے کہا: اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ۝ "میں تم کو صاف صاف ڈراتا ہوں کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو۔ میں تمہارے حق میں ایک بڑے اور تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں۔" پارہ ۲۹ سورہ نوح میں ہے: اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ "کہ ڈرا قوم اپنی کو پہلے اس سے کہ ان کے پاس درد ناک عذاب آ جائے۔" اور پارہ ۸ سورۃ الاعراف رکوع ۸ آیت ۵۹ میں ہے: فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۝ "سو انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔

مجھ کو تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔"

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ فوائد عثمانی۔ تفہیم القرآن)

سوال: سورۃ نوح علیہ السلام میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو پکارا۔ کس طرح؟

جواب: پارہ ۲۹ سورہ نوح آیت ۸۔۹ میں ہے۔ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا "پھر میں نے ان کو آواز بلند بلایا پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا۔"

(القرآن۔ بیان القرآن۔ کنزالایمان۔ فتح الحمید)

سوال: قوم نوح علیہ السلام نے ردعمل کے طور پر کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور کپڑے لپیٹ لئے۔ اس بات کا ذکر کس سورۃ میں ہے؟

جواب: پارہ ۲۹ سورۃ نوح علیہ السلام آیت ۷ میں ہے: وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا "اور میں نے جب بھی ان کو (دین حق کی طرف) بلایا تا کہ آپ ان کو بخش دیں تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور (کراہت سے) اپنے کپڑے لپیٹ لئے اور اصرار کیا اور (میری اطاعت سے) تکبیر کیا۔"

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے تبلیغ کے بدلے میں اپنی قوم سے کیا طلب کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۲۹ میں ہے: وَيَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ "اور اے قوم میں تم سے (اس تبلیغ کے بدلے میں) کچھ مال نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمے ہے۔" اسی طرح پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۷۲ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے: فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ "پھر بھی اگر تم اعراض کئے جاؤ۔ تو (یہ سمجھو کہ) میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا۔ میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمے

ہے۔" پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۰۹ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم نوح علیہ السلام نے آپ کی بات نہ مانی اور سنگسار کرنے کی دھمکی دے دی۔ قرآن اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۱۹ میں سورۃ الشعراء آیت ۱۱۶ میں ہے: قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ. "وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح علیہ السلام اگر تم (اس کہنے سننے سے) باز نہ آئے تو ضرور سنگسار کر دیئے جاؤ گے۔"

(القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ "میں اپنے رب کے سیدھے راستے پر ہوں اور اس نے اپنے پاس سے مجھے رحمت عطا فرمائی ہے۔" آپ نے یہ بھی کہا کہ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ اس کے جواب میں قوم نوح علیہ السلام نے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۳۲ میں ہے: قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ "وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح علیہ السلام تم ہم سے بحث کر چکے پھر جھگڑا بھی بہت کر چکے سو جس چیز سے تم ہم کو دھمکایا کرتے ہو وہ ہمارے سامنے لے آؤ اگر تم سچے ہو۔" (القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: قوم نوح کے بڑے اور سرکش لوگوں نے دوسروں کو کیا ہدایت کی؟

جواب: سورۃ نوح آیت ۲۳ میں ہے انہوں نے اپنے لوگوں سے کہا: لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ. "ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا۔"

(القرآن۔ تفسیر انصاری۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن نے دوسری قوموں کے ساتھ قوم نوح کی مثال کیسے دی ہے؟

جواب: سورۃ الذاریات آیت ۴۶ میں ہے۔ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ. "اور ان سے پہلے قوم نوح کا یہی حال ہو چکا تھا یعنی (اس سب سے کہ) وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔" اور فرمایا سورۃ النجم آیت ۵۲ میں: وَقَوْمَ نُوْحٍ

اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى۔ "اور ان سے پہلے قوم نوح کو (ہلاک کیا) بے شک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے۔" (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام قوم کی حالت اور نافرمانی پر پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح تسلی دی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۳۶ میں ہے: وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ "اور نوح کے پاس وحی بھیجی گئی کہ سوا ان کے جو (اس وقت تک) ایمان لا چکے ہیں اور کوئی شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہ لائے گا۔ سو جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قوم کی نافرمانی اور استہزاء حد سے بڑھ گئے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا فرمائی؟

جواب: آپ نے قوم کے لئے جو بددعا فرمائی۔ وہ پارہ ۲۹ سورہ نوح آیت ۲۶۔۲۷ میں ہے۔ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝ "اے میرے پالنے والے تو روئے زمین پر کسی کافر کو رہنے بسنے والا نہ چھوڑ، اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا تو یقیناً یہ تیرے اور بندوں کو بھی گمراہ کر دیں گے اور ان کے ہاں جو بال بچے ہوں گے وہ بھی بدکار اور ناشکرے ہوں گے۔" کہا جاتا ہے کہ یہ بددعا آپ نے اس وقت فرمائی جب ایک کافر بچے نے (سجدے کی حالت میں) آپ کے سر پر پتھر مار کر زخمی کر دیا تھا۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفہیم القرآن۔ در منثور۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے والدین اور اہل خانہ کے لئے کیا دعا فرمائی اور ظالموں کے لئے کیا بددعا کی؟

جواب: پارہ ۲۹ سورۃ نوح آیت ۲۸ میں ہے کہ آپ نے دعا فرمایا: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۝ "اے میرے رب مجھ کو

اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو اور تمام مسلمان مردوں اور تمام مسلمان عورتوں کو بخش دیجئے۔" ساتھ ہی ظالموں کے لئے بددعا فرمائی: وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا "اور ان ظالموں کو ہلاکت اور بڑھا دیجئے۔" (القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قوم نوح عذاب لانے کی دھمکیاں دینے لگی تو نوح علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۳۳ میں ہے: قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ○ "انہوں نے فرمایا کہ اس کو (عذاب کو) اللہ تعالیٰ بشرطیکہ اس کو منظور ہو تمہارے سامنے لائے گا اور پھر تم اس کو عاجز نہ کرسکو گے۔" پھر فرمایا: وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ط "اور میری خیر خواہی تمہارے کام نہیں آسکتی۔ گو میں تمہاری کیسی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں، جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی تیار کرنے کا حکم کس طرح دیا اور کافروں کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۳۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔ "اور تم (اس طوفان سے بچنے کے لئے) ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کرلو۔ اور (یہ کن لوگ) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارے میں کچھ گفتگو مت کرنا (کیونکہ) وہ سب کے جائیں گے۔" (القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کی تیاری شروع کی تو ان کی قوم کے سرداروں نے ہنسی مذاق شروع کردیا۔ اس کا کیا جواب دیا گیا؟

جواب: اللہ کے حکم سے حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے جو کچھ فرمایا: وہ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۳۸۔۳۹ میں ہے: اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ○

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝
"اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا کہ تم ہم پر ہنستے ہوں۔ سو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون وہ شخص ہے جس پر (دنیا میں) عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کردے گا۔ اور اس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: سورۃ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول کرنے کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۶ میں ہے: وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ "اور نوح علیہ السلام (کے قصے کا) ذکر کیجئے جب کہ اس (زمانہ ابراہیمی) سے بھی پہلے انہوں نے دعا کی سو ہم نے ان کی دعا قبول کرلی۔ اور ان کو اور ان کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی۔" پھر آیت ۷۷ میں فرمایا: وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ "اور ہم نے ایسے لوگوں سے ان کا بدلہ لیا جنہوں نے ہمارے حکموں کو جھوٹا بتلادیا تھا۔ بلاشبہ وہ لوگ بہت بُرے تھے۔ اس لئے ان سب کو ہم نے غرق کردیا۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ فتح القدیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: سورۃ الشعراء میں حضرت نوح علیہ السلام کی پکار کس طرح بیان کی گئی ہے؟ اور اس کا کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۱۷۔۱۱۸ میں ہے: قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ۝ "نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم مجھ کو جھٹلا رہی ہے۔ سو آپ میرے اور ان کے درمیان میں ایک فیصلہ کردیجئے۔ اور مجھ کو اور جو ایماندار میرے ساتھ ہیں ان

کو نجات دیجئے۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور جو ان کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے، ان کو نجات دی۔ پھر اس کے بعد ہم نے باقی سب کو غرق کر دیا۔" (القرآن۔تفسیر ضیاء القرآن۔تیسیر القرآن۔تفسیر ماجدی۔قصص القرآن)

سوال: قوم نوح نے جب حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان کو دھمکی دی تو آپ نے اللہ سے کیا دعا فرمائی؟

جواب: پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۱۰ میں ہے: فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ۔ "تو نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں درماندہ (بے بس) ہوں سو آپ (ان سے) انتقام لے لیجئے۔" (القرآن۔تفہیم القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے ۱۸ ویں پارے میں حضرت نوح علیہ السلام کی پکار کیسے بیان کی گئی ہے؟

جواب: سورۃ المؤمنون آیت ۲۶ میں ہے: قال رب انصرني بما كذبون ۞ نوح علیہ السلام نے) عرض کیا کہ: "اے میرے رب میرا بدلہ لے لیجئے اس لئے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا ہے۔" (القرآن۔تفہیم القرآن۔فوائد حقانی۔معارف القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو سال تبلیغ کے باوجود حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول اسی افراد ایمان لائے جن میں چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں۔ بعض نے تو اس سے بھی کم تعداد بتائی ہے۔ پانی کا طوفان آنے سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو کیا حکم دیا گیا؟

جواب: طوفان کے آثار شروع ہوئے تو اللہ نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا جسے پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۴۰ میں بتایا گیا ہے: حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ۔ " یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور سے پانی ابلنے لگا تو ہم نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر قسم کے جانوروں میں سے نر و مادہ کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کر لے اور اپنے گھر والوں کو بھی۔ مگر جس کی نسبت ہمارا حکم پہلے سے جاری ہو چکا ہے۔ اور ان کو بھی سوار کر لے جو ایمان لا چکے ہیں اور نوح علیہ

السلام کے ساتھ سوائے قلیل آدمیوں کے کوئی ایمان نہیں لایا تھا۔ سورۃ المؤمنون آیات ۲۶ تا ۳۰ میں بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔"

(تفسیر ابن کثیر۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن۔ تذکرہ الانبیاء)

سوال: بتایئے کشتی میں سوار ہوتے وقت حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی سلامتی کیلئے کس طرح دعا فرمائی؟

جواب: پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۲۸۔۲۹ میں ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ "ساری تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں کافروں سے نجات دی۔" اور پھر فرمایا: رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ○ "اے رب مجھ کو مبارک جگہ پر اتاریے اور تو بہتر اتارنے والا ہے۔" اسی طرح پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۱ میں ہے: بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○ "اللہ ہی کے نام سے کشتی کا چلنا بھی اور اس کا ٹھہرنا بھی۔ بلاشبہ میرا رب بڑا غفور اور رحیم ہے۔" (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام علیہ السلام۔ قصص القرآن)

سوال: طوفانِ نوح کے بارے میں قرآن کریم کن الفاظ میں بتاتا ہے؟

جواب: آخر طوفان نے قوم نوح کو گھیر لیا۔ اوپر سے بارش کی جھڑی لگی اور نیچے زمین کے چشموں سے پانی ابلنے لگا۔ یہاں تک کہ روٹی پکانے کے تنوروں میں بھی جہاں آگ بھری ہوئی ہے، پانی ابلنے اور موجیں مارنے لگا۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۰ میں ہے: حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ "یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور سے پانی ابلنے لگا۔" اسی طرح پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۱۱ میں ہے: فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ○ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ○ "پس ہم نے کثرت سے برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور زمین سے چشمے جاری کر دیئے۔ پھر (آسمان اور زمین کا) پانی اس کام کے (پورا ہونے) لئے مل گیا جو اللہ کے علم میں تجویز ہو چکا تھا۔" پارہ ۲۹ سورۃ الحاقہ آیت ۱۱ میں ہے: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ○

"ہم نے جبکہ (نوح علیہ السلام کے وقت میں) پانی کو طغیانی ہوئی تم کو کشتی میں سوار کیا (اور باقیوں کو غرق کردیا)۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کا کون سا بیٹا کافروں میں شامل تھا؟ حضرت نوح علیہ السلام نے اسے کیسے پکارا؟

جواب: آپ کا بیٹا یام یا کنعان بھی کافروں میں شامل تھا اس لئے کشتی میں سوار نہ ہوا۔ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۴۲ میں ہے کہ جب کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی موجوں پہ چلنے لگی تو آپ نے پکارا: وَنَادٰی نُوْحُ ٱبْنَهٗ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ○ "اور نوح علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کو پکارا اور وہ (کشتی سے) علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور (عقیدہ میں) کافروں کے ساتھ مت ہو۔" (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے نوح علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے باپ کے حکم پر کیا جواب دیا؟

جواب: بیٹے نے کہا: قَالَ سَاٰوِيْ اِلٰی جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ "وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا (پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا) جو مجھ کو پانی (میں غرق ہونے سے) بچالے گا۔" (ہود آیت ۴۳)　　(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے بیٹے کو کس طرح خبردار کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۴۳ میں ہے: قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ○ "نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں (نہ پہاڑ نہ کوئی اور چیز) لیکن جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں باپ بیٹوں کے بیچ میں ایک موج حائل ہوگئی۔ پس وہ (کافروں کی طرح) غرق ہوگیا۔"　　(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: طوفان نوح کے بارے میں مفسرین کی دو رائے ہیں۔ اول یہ کہ یہ طوفان عالمگیر تھا جو پورے خطہ ارضی پر آیا۔ دوسرا یہ کہ طوفان محدود علاقے کے لئے تھا جہاں قوم نوح علیہ السلام آباد تھی۔ بتایئے قرآن کریم نے اس بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: قرآنی اشارات مفسرین کی پہلی رائے کے زیادہ قریب ہیں۔ یعنی یہ طوفان عالمگیر تھا۔ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳ سے پتہ چلتا ہے کہ طوفان کے بعد کی انسانی نسلیں حضرت نوح علیہ السلام اور ان لوگوں کی اولاد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کشتی میں نجات دی تھی۔ فرمایا گیا ہے: ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝ "اے لوگو! تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنھیں ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا۔ بے شک نوح ایک شکر گزار بندہ تھا۔" پارہ ۱۶ سورہ مریم آیت ۵۸ میں ہے: أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ "یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔ منجملہ دیگر انبیاء علیہ السلام کے آدم علیہ السلام کی نسل سے اور ان لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ سوار کیا تھا۔" سورہ مومنون آیت ۲۷ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ہدایت فرمائی کہ کشتی میں ہر جاندار کا ایک ایک جوڑا رکھ لیا جائے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ طوفان عالمگیر تھا اور کشتی میں جوڑے رکھنے سے حیوانی نسل کی بقا بھی مقصود تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی میں پناہ لینے کا حکم ملا ورنہ کسی دوسری جگہ ہجرت کرنے کے لئے بھی کہا جا سکتا تھا۔ طوفان کی نوعیت اور شدت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ عالمگیر طوفان تھا۔ جیسا کہ سورۃ القمر آیات ۱۱۔۱۲ میں ہے۔ اور پھر سورۃ ہود آیت ۴۴ میں طوفان کے اختتام کا ذکر ہے کہ حکم دیا گیا: "اے زمین اپنا سارا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا۔" سورۃ الصفت آیت ۷۷ میں ہے: وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ. "اور ہم نے نوح علیہ السلام اور اہل کشتی کی اولاد کو ہی آئندہ باقی رہنے والا بنا دیا۔" اس کا مطلب ہے باقی تمام زمین پر کوئی جاندار زندہ نہیں بچا۔ سورۃ نوح آیت ۲۶ میں خود حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا میں ہے کہ اے میرے رب ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔ اسی طرح سورۃ ہود میں آیت ۴۴ میں ہے: "اور کہہ دیا گیا دور ہوئی ظالموں کی قوم" یعنی روئے

زمین پر سے کافروں کو ہلاک کر دیا گیا۔ جس جزیرے سے (قوم نوح کے علاقے سے) طوفان کا آغاز ہوا اس کے علاوہ دوسرے پہاڑوں اور ملکوں میں بھی جانوروں کے ایسے ڈھانچے ملے جو پانی کے جانور تھے۔ انہیں لہروں نے وہاں پھینک دیا۔ دنیا کے مختلف ملکوں اور مختلف قوموں کے لوگوں کی کتابوں اور قدیم روایات میں طوفان کا ذکر ملتا ہے۔

دوسری رائے رکھنے والے مفسرین و مؤرخین کہتے ہیں کہ قدیم تاریخ اور بنی اسرائیل کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا کی آبادی قوم نوح علیہ السلام جتنی ہی تھی۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ اسی حصے میں طوفان آیا ہو۔ ڈھانچے ملنے کے بارے میں بھی ماہرین طبقات الارض کہتے ہیں کہ پانی ہی آہستہ آہستہ خشکی میں تبدیل ہوتا رہا ہے۔ اس لئے وہ جانور پہلے سے وہاں موجود تھے۔ طوفان نوح کے بعد دنیا کی آبادی حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں سام، حام، اور یافث سے یا پھر اہل سفینہ سے بڑھی اور یہ لوگ جہاں جہاں پھیلے طوفان نوح کا ذکر اور روایت ساتھ لے گئے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: طوفان تھم جانے کا حکم اور کشتی رکنے کا منظر قرآن نے کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: سورۃ ہود آیت ۴۴ میں ہے: وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ "اور حکم آیا: اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان رک جا۔ اور سکھا دیا گیا پانی اور ہو چکا کام، اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کافر لوگ دور ہوں رحمت سے۔" (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: جودی پہاڑ پر اترتے وقت اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب: قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ "فرمایا گیا اے نوح علیہ السلام سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر جو ہماری جانب سے تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ والوں پر۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے بارے میں کس طرح التجا کی اور اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۴۵ میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ. ''میرا بیٹا بھی میرے اہل میں سے ہے۔'' آیت ۴۶ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح علیہ السلام! یہ تیرے اہل میں سے نہیں کیونکہ یہ بدکردار ہے۔'' مزید فرمایا: فَلَا تَسْـئَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنِّیْ اَعِظُکَ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ o ''پھر مجھ سے کسی ایسی چیز کی درخواست نہ کر جس کی تجھ کو خبر نہیں۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں تو کہیں نادانوں میں شامل نہ ہو جائے۔''

سوال: بتایئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی غلطی پر اللہ تعالیٰ سے کس طرح معذرت کی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۴۷ میں ہے: قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْـئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ ط وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ o کہا نوح علیہ السلام نے اے میرے رب! میں اس بات سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔ کہ میں آئندہ کسی ایسی بات کی درخواست کروں جس کی حقیقت مجھے معلوم نہ ہو۔ اور اگر تو مجھے معاف نہیں کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں بڑا نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گا۔ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: سورۃ النساء، سورۃ الانعام، سورۃ ابراہیم، سورۃ الحج، سورۃ الفرقان، سورۃ الاحزاب، سورۃ الشوریٰ، سورۃ قٓ، سورۃ التحریم سورۃ الحدید، سورۃ التوبہ، میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کیا ارشاد ربانی ہے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۳ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا: اِنَّـآ اَوْحَیْنَـآ اِلَیْکَ کَمَـآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ. ہم نے آپ کے پاس بھی اسی طرح وحی بھیجی جس طرح نوح علیہ السلام کے پاس بھیجی۔'' پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۵ میں ہے: وَنُوْحًـا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ. ہم نے اس سے پہلے نوح علیہ السلام کو ہدایت کا

راستہ دکھایا (ہدایت کی)۔" پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۹ میں ہے: قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ. (اے کفار تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے) "یعنی قوم نوح علیہ السلام اور قوم عاد اور قوم ثمود۔" پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۴۲ میں حضورؐ سے فرمایا گیا ہے کہ آپ مغموم نہ ہوں کیونکہ اس سے پہلے قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود بھی اپنے نبیوں کو جھٹلا چکی ہیں۔ پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۳۷ میں ہے: وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ. اور قوم نوح کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ جب انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔" پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۷ میں بعض دوسرے انبیاء کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کا بھی ذکر ہے کہ جب ان سے میثاق لیا گیا۔ پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳ میں ہے: شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا "اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا۔" پارہ ۲۶ سورۃ قٓ آیت ۱۲ میں ہے کہ اس سے پہلے قوم نوح اور اصحاب الرس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ اور قوم تبع تکذیب کر چکے ہیں۔ یعنی سب نے انبیاء کو جھٹلایا۔ پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۱۰ میں ہے: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ. "اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوح علیہ السلام کی بیوی اور لوط علیہ السلام کی بیوی کا حال بیان کرتا ہے۔" پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۲۶ میں ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ. "اور ہم نے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی۔" پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۰ میں ہے: کیا ان لوگوں کو خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں جیسے قوم نوح علیہ السلام اور عاد، ثمود اور قوم ابراہیم علیہ السلام۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک کتنی تھی؟

جواب: قرآن میں ان کی عمر مبارک کا تذکرہ نہیں ہے۔ صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ انہوں

نے ساڑھے نوسو سال تبلیغ کی۔ مفسرین اور مورخین نے ان کی عمر مختلف بتائی ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

حضرت نوح علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان احادیث کی رو سے کتنا فاصلہ تھا؟

جواب: حضرت ابو امامہؓ سے منا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آدم علیہ السلام نبی تھے، فرمایا، جی ہاں! ان کو خدا سے کلام کا بھی شرف حاصل ہے۔ پھر عرض کیا تو اچھا حضرت آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا عرصہ ہے۔ فرمایا دس قردن (زمانے)۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دس زمانے تھے اور سب (زمانے والے) اسلام پر تھے۔ قرن سے مراد سو سال لیے جاتے ہیں۔ اس طرح دونوں نبیوں کے درمیان سو سال کا وقفہ ہوگا۔ اس آخری زمانے میں بہت سے لوگ مشرک تھے اس لیے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے بعد پہلے نبی ہیں جن کو رسول بھی بنایا گیا۔ کس حدیث سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک طویل روایت میں یہ بھی ہے کہ: ''حضرت نوح علیہ السلام کو زمین پر سب سے پہلا رسول بنایا گیا ہے۔'' اس کے علاوہ بخاری و مسلم میں طویل حدیث، حدیث شفاعت سے بھی پتہ چلتا ہے۔'' (صحیح مسلم۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بخاری شریف میں حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے کون سی حدیث بیان کی گئی ہے۔ جس میں امت مسلمہ کی گواہی کا ذکر ہے؟

جواب: حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"(قیامت کے دن) حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی امت کو حاضر کیا جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھیں گے کیا آپ نے اپنی رسالت (کے پیغام) کو اپنی امت تک پہنچا دیا تھا؟ حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے جی ہاں! اے پروردگار۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے پوچھیں گے کہ کیا اس نے تم تک بات پہنچا دی تھی؟ وہ کہیں گے نہیں، ہمارے پاس کوئی نبی نہیں آیا۔ پھر اللہ عزوجل حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائیں گے، کون آپ کی گواہی دے گا۔ وہ عرض کریں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر ہم گواہی دیں گے کہ بے شک انہوں نے اپنی امت کو دعوت پہنچا دی تھی۔ اس قرآنی آیت (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۳) کا یہی مطلب ہے۔ فرمایا اور اس طرح ہم نے تم کو معتدل امت بنایا، تاکہ تم (قیامت کے دن) لوگوں پر گواہ بن جاؤ اور رسول تم پر گواہ بن جائیں۔" (القرآن۔ صحیح بخاری، قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنے سے ڈراتے ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کا حوالہ بھی دیا۔ کس حدیث میں ہے؟

جواب: حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے، پھر اللہ کی تعریف بیان کی جیسے کہ وہ اس کا حق ہے۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا۔ فرمایا: "میں تم (سب کو) اس سے ڈراتا ہوں، اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اس نے اپنی قوم کو اس فتنے سے ڈرایا ہے۔ نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس فتنے سے ڈرایا۔"
(صحیح بخاری۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے قوم نوح علیہ السلام کے بعد عرب میں بتوں کی پوجا اور اللہ سے شرک کا سلسلہ کیسے شروع ہوا؟

جواب: قوم نوح کے پانچوں بت طوفان نوح میں زمین کی تہہ میں دب گئے تھے۔ ابلیس مردود نے عرب والوں کو ان کا نشان بتایا۔ پھر عرب کے نادانوں نے ان کو زمین سے نکالا۔ پھر ان کی پوجا پاٹ شروع کی۔ بخاری شریف میں ہے کہ قوم نوح علیہ

السلام کے بتوں کو اہل عرب نے لے لیا۔ دومۃ الجندل میں قبیلۂ کلب وَدّ کو پوجتے تھے۔ اور ہذیل قبیلہ سواع کا پرستار تھا۔ اور قبیلہ مراد اور قبیلہ بنو غطیف جو سرف کے رہنے والے تھے یہ یغوث کی پوجا کرتے تھے اور ہمدان قبیلہ یعوق کا پجاری تھا اور اہل ذی کلاع کا قبیلہ حمیر نسر بت کو مانتے تھے۔ ان بتوں کے علاوہ عرب کے اور بت بھی تھے۔ بنی ثقیف کا لات اور بنی سلیم کا عزیٰ۔ بنی غطفان، بنی نضیر، بنی سعد اور بنی کبیر کا بھی عزیٰ تھا۔ اہل قدید اور مشلل کا منات تھا۔ اور اہل مدینہ بھی ان بتوں کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ اساف کو حجر اسود کے سامنے کوہ صفا پر کھڑا کیا گیا اور نائلہ کو رکن یمانی کے سامنے اور ہبل کو کعبہ کے اندر لگایا گیا۔ یہ سب سے بڑا بت تھا۔ جو ۱۸ گز اونچا تھا۔ جنگ کے وقت اسی کا نام لیا جاتا تھا۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر، تفسیر حقانی)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں قرآن حکیم نے کہا کہ وہ شکر گزار بندے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نوح علیہ السلام عید الفطر و عید الاضحیٰ کے علاوہ سال بھر روزہ رکھا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے سال بھر روزہ رکھا اور سال بھر افطار بھی کیا۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجۃ الوداع کے موقع پر جب وادی عسفان سے گزر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وادی سے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام حج کے لیے گزرے تھے۔

(طبرانی۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کے انسانوں کی بلحاظ آبادی کس طرح تقسیم فرمائی؟

جواب: آج روئے زمین پر آباد انسان حضرت نوح علیہ السلام کے کسی نہ کسی بیٹے کی اولاد ہیں۔ حضرت سمرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سام عرب کے باپ ہیں۔ حام حبش کے باپ ہیں، اور یافث روم کے باپ ہیں۔“ یعنی ان علاقوں کی نسلوں کے باپ ہیں۔ سعیدؒ بن المسیب کی ابو ہریرہؓ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نوح علیہ السلام کی اولاد سام، حام اور یافث تھی۔ پس سام کے ہاں سے عرب اور فارس اور روم والے پیدا ہوئے۔ اور ان میں بھلائی ہے اور یافث کے ہاں سے یاجوج ماجوج اور ترک اور صقالبہ پیدا ہوئے اور ان میں کوئی خیر نہیں ہے۔ اور حام کے ہاں سے قبطی بربر (تاتاری) اور سوڈان والے پیدا ہوئے۔'' عمرانؓ بن حصین بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔ (مسند احمد۔ ترمذی۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کس حدیث میں فرمایا کہ چار انبیاءؑ عربی ہیں؟

جواب: حضرت ابوذر غفاری نے رسول اللہ ﷺ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''انبیاءؑ میں سے چار انبیاءؑ عربی ہیں۔ ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام، اور تیرا نبی (یعنی محمد ﷺ)۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام پہلے انسان ہیں جنہوں نے عربی میں گفتگو کی۔ وہب بن منبہ کا خیال ہے کہ ان کے والد نے پہلے عربی میں گفتگو کی۔ بعض حضرت کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی تھے جنہوں نے عربی میں گفتگو کی اور یہی قول مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (صحیح ابن حبان۔ تفسیر ابن کثیر)

حضرت نوح علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین

سوال: بتایئے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم کے لئے کب مبعوث کیا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اتارے جانے کے ایک ہزار کچھ سال بعد دوسرے ہزارویں سال میں حضرت نوح علیہ السلام کو انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ (قصص الانبیاءؑ۔ انبیائے کرامؑ۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجنے کا مقصد کیا تھا؟

جواب: بت پرستی شروع ہوگئی تھی اور لوگوں نے کئی معبود بنا لیے تھے۔ لوگ گناہوں میں مبتلا

ہو گئے تھے اور اس کا کھلم کھلا اظہار کرنے لگے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ انبیائے کرامؑ۔ ازدواج الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو توحید کا درس دیا اور گناہوں کو ترک کرنے کی تعلیم دی تو قوم نے کیا ردِ عمل ظاہر کیا؟

جواب: قوم کے افراد ان سے بدتمیزی کرتے اور مار پیٹ کر اپنی مجالس سے نکال دیتے۔ ان پر آوازے کستے اور ان کا مذاق اڑاتے۔

(قصص الانبیاء۔ انبیائے کرامؑ۔ ازدواج الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت نوح علیہ السلام قوم کے لئے کیا دعا فرماتے تھے؟

جواب: قوم کی طرف سے اذیت ناک سلوک کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام دعا فرماتے: "اے اللہ! میری قوم نادان ہے، اسے معاف فرما۔"

(قصص القرآن۔ انبیائے کرامؑ۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم نوح کی نافرمانی کا نقشہ قرآن نے کن الفاظ میں بیان کیا ہے؟

جواب: سورۃ نوح علیہ السلام آیت ۷ میں بتایا گیا ہے: **جَعَلُوا اَصَابِعَھُمْ**......
یعنی انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے۔" وہ اس مجلس سے جلدی سے اٹھ کر چلے جاتے اور کہتے کہ اسے چھوڑو، یہ آدمی جھوٹا ہے۔ یہ دیوانہ ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک کی سورۃ القمر آیت ۹ میں حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کا نقشہ کیسے بیان ہوا ہے؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام نہایت صبر سے قوم کو تلقین کرتے رہے لیکن ہر نئی نسل پہلے والی نسل سے زیادہ خباثت کا مظاہرہ کرتی۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نوح علیہ السلام تو ہمارے آباؤ اجداد کے زمانے سے ہی دیوانگی کی باتیں کرتا ہے۔ قرآن نے بیان کیا کہ اس قوم نے: "ہمارے خاص بندے (نوح علیہ السلام) کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ مجنون ہے اور نوح علیہ السلام کو دھمکی دی۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح المجید۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم نوح کے افراد اپنے اہل خانہ کو کیا وصیت کرتے تھے؟

جواب: جس کسی کی موت کا وقت قریب آتا تو وہ اپنے اہل خانہ کو وصیت کرتا: "اس دیوانے سے ہوشیار رہنا کیونکہ میرے آباؤ اجداد نے بتایا ہے کہ لوگوں کی ہلاکت اسی کے ہاتھوں ہوگی۔" (تفسیر قرطبی۔ ازدواج۔ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی نے ہر موقع پر کافروں کا ساتھ دیا۔ اس کا نام بتا دیجئے؟

جواب: اس کا نام واغلہ یا والعہ تھا۔ قرآن میں یہ نام نہیں آیا۔ (تفسیر قرطبی۔ ازواج انبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کافروں سے کیا کہتی تھی؟

جواب: وہ اپنے شوہر کے بارے میں ان سے کہتی: "وہ تو دیوانہ اور کم عقل ہے۔ ایسی باتیں کرتا ہے جو کسی کی سمجھ سے باہر ہیں۔ ایسی چیزوں کے بارے میں کہتا ہے جو ہو بھی نہیں سکتیں۔ وہ کہتا ہے کہ بت نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

(قصص القرآن۔ انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی ان کی جدوجہد کو ناکام بنانے کے لئے کیا حربہ اختیار کرتی تھی؟

جواب: وہ قوم کے جابر اور ظالم لوگوں کو ایمان لانے والوں کی خبر کر دیتی تاکہ وہ انہیں مار پیٹ کر یا بہلا پھسلا کر گمراہ کر دیں۔ وہ ہر مومن کی خبر رکھتی اور ان کی حرکات پر نظر رکھتی تھی۔ (قصص القرآن۔ انبیائے قرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر کتنی سورتوں میں آیا ہے؟

جواب: قرآن مجید کی اٹھائیس سورتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ ایک پوری سورۃ بھی حضرت نوح علیہ السلام کے نام سے قرآن پاک میں موجود ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عثمانی)

سوال: قرآن پاک کی اٹھائیس سورتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے۔ نام بتا دیجئے؟

جواب: جن سورتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے وہ سورۃ آل عمران۔ سورۃ النساء، سورۃ الانعام، سورۃ الاعراف، سورۃ التوبہ، سورۃ یونس، سورۃ ہود، سورۃ ابراہیم، سورۃ الاسراء، سورۃ مریم، سورۃ الانبیاء، سورۃ المؤمنون، سورۃ الحج، سورۃ الفرقان، سورۃ الشعراء، سورۃ العنکبوت، سورۃ الاحزاب، سورۃ الصافات، سورۃ ص، سورۃ غافر، سورۃ الشوریٰ، سورۃ ق، سورۃ الذاریات، سورۃ النجم، سورۃ القمر، سورۃ الحدید، سورۃ التحریم اور سورۃ نوح۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید۔ کنز الایمان)

سوال: بتایئے قرآن پاک میں کتنی جگہوں پر حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے؟

جواب: تینتالیس (۴۳) جگہوں پر قرآن حکیم میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ ان میں سورۃ آل عمران آیت ۳۳، سورۃ النساء آیت ۱۶۳، سورۃ الانعام آیت ۸۴، سورۃ الاعراف آیات ۵۹ تا ۶۹، سورۃ التوبہ آیت ۷۰، سورۃ یونس آیت ۷۱، سورۃ ہود آیات ۲۵، ۳۲، ۳۶، ۴۲، ۴۵، ۴۶، ۴۸ اور ۸۹، سورۃ ابراہیم آیت ۹، سورۃ الاسراء (بنی اسرائیل) ۳ تا ۱۷، سورۃ مریم آیت ۵۸، سورۃ الانبیاء آیت ۷۶، سورۃ الحج آیت ۴۲، سورۃ المؤمنون آیت ۲۳، سورۃ الفرقان آیت ۳۷، سورۃ الشعراء آیت ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۶، سورۃ العنکبوت آیت ۱۴، سورۃ الاحزاب آیت ۷، سورۃ الصٰفٰت آیات ۷۵، ۷۹، سورۃ ص آیت ۱۲، سورۃ غافر آیات ۵، ۳۱ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳، سورۃ ق آیت ۱۲ سورۃ الذریت آیت ۴۶، سورۃ النجم آیت ۵۲، سورۃ القمر آیت ۹، سورۃ الحدید آیت ۲۶، سورۃ التحریم آیت ۱۰، سورۃ نوح آیات ۱، ۲۱، ۲۶۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے کن سورتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے؟

جواب: سورۃ الاعراف، سورۃ ہود، سورۃ مومنون، سورۃ الشعراء، سورۃ القمر اور سورہ نوح میں۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کس طرح خطاب فرمایا گیا؟

جواب: قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ۔ "اے محمد ہم نے تمہاری طرف ایسی وحی بھیجی جیسی نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی۔"

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ رسالہ تاویل الحدیث)

سوال: نبیوں میں سب سے زیادہ لمبی عمر پانے والے نبی کا نام بتا دیں؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام نے نبیوں میں سب سے زیادہ طویل عمر پائی اور سب سے زیادہ اذیتیں برداشت کیں۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ ازواج الانبیاء)

سوال: قرآن پاک کی کس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک دعوت حق دی؟

جواب: سورۃ العنکبوت کی آیت ۱۴ میں ہے: فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا۔ یعنی "پس وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتایئے قرآن کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام پر کتنے آدمی ایمان لائے؟

جواب: سورہ ہود آیت ۴۰ میں قرآن کہتا ہے: وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ۔ یعنی "اور صرف تھوڑے سے آدمیوں کے سوا ان پر کوئی ایمان نہ لایا۔" (القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کا کون سا بیٹا ان پر ایمان نہ لایا؟

جواب: ان کی بیوی کے علاوہ ان کا بیٹا کنعان یا یام بھی ان پر ایمان نہ لایا۔

(درمنثور۔ قصص القرآن۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بتایئے تاریخ میں حضرت نوح علیہ السلام کے کتنے بیٹوں کا نام ملتا ہے؟

جواب: ان کے چار بیٹے تھے۔ سام، حام، یافث اور کنعان (یام)۔ ان چاروں کی ماں ایک ہی تھی۔ (تاریخ طبری۔ ازواج الانبیاء)

سوال: روئے زمین پر سب سے پہلے کس قوم نے بت پرستی کا آغاز کیا تھا؟

جواب: سب سے پہلے قوم نوح علیہ السلام نے روئے زمین پر بت پرستی کا آغاز کیا تھا۔ اس سے پہلے بتوں سے نہ کوئی واقف تھا اور نہ بت پرستی سے۔

(تاریخ طبری۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ابن کثیر۔)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی مکار اور قریبی لوگوں کے ساتھ مل کر سازشیں کرنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو کیسے ناکام بنایا؟

جواب: اللہ نے اپنے نبی پر ان کی سازشوں کو ظاہر کر دیا۔ سورۃ نوح آیت ۲۲ میں ہے: وَمَكَرُوا مَكْرًا .... ''اور لوگوں نے بڑا سخت فریب کیا اور انہوں نے کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا۔'' (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ فتح الحمید۔ ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے سورۃ نوح کی آیت ۲۳ میں کن پانچ بتوں کا ذکر ہے؟

جواب: قوم نوح نے جن پانچ بتوں کو پوجنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ سازشی لوگ دوسروں کو منع کرنے لگے: اور نہ ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔'' (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر حقانی۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بت کس طرح وجود میں آئے؟

جواب: قرآن نے جن پانچ بتوں کا نام لے کر بیان کیا ہے۔ شروع نے ان بتوں کو کچھ علامتیں زمین میں گاڑیں جنہیں وہ مقدس اور غیبی قوتیں سمجھتے تھے۔ پھر وہ ان علامتوں کو بھول گئے اور انہیں بتوں کی صورت میں پوجنا شروع کر دیا۔

(قصص الانبیاء۔ ازدواج الانبیاء)

سوال: بتایئے قوم نوح کے پانچ بت کن کے نام پر تھے اور ان بتوں کی حقیقت کیا تھی؟

جواب: بعض مفسرین، محدثین اور مورخین کے بقول بتوں کے یہ نام قوم نوح کے چند بزرگ اور نیک لوگوں کے تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ جس جگہ یہ بزرگ اور صالح لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی یادگار کے طور پر علامتیں کھڑی کر دی جائیں تاکہ لوگ انہیں یاد رکھیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آنے والی نسل نے ان نشانیوں کی پوجا شروع کر دی اور پھر یہ نشانیاں

بتوں کا روپ دھار گئیں۔ (قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قوم نوح علیہ السلام اور عرب میں بت پرستی کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرماتے تھے؟

جواب: آپ نے فرمایا کہ اس طرح یہ بت جو پہلے قوم نوح علیہ السلام میں رائج تھے عرب قوم میں بھی آ گئے۔ (القرآن۔ درمنثور۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: الصاویؒ نے قوم نوح کے بتوں کے بارے میں کیا بتایا؟

جواب: انہوں نے اپنی تفسیر میں ان بتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بت قوم نوح کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم اور پروقار سمجھے جاتے تھے۔ اسی لئے قرآن نے بھی ان کا نام لے کر ذکر کیا ہے۔ (تفسیر صاوی۔ جلالین۔ ازدواج الانبیاء)

سوال: حضرت عروہؒ بن زبیر نے قوم نوح کے بتوں کی کیا تفصیل بتائی ہے؟

جواب: آپ فرماتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ عابد وزاہد بیٹے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ جب ایک فوت ہو گئے تو لوگ پریشان ہوئے۔ شیطان نے کہا کہ میں تمہیں ہو بہو ان جیسی تصویر بنا دیتا ہوں۔ اس نے مسجد میں جا کر اسی طرح کی تصویر بنا دی یہ پیتل اور سیسے کی تھی۔ پھر دوسرے کا انتقال ہوا تو اس کی بھی اسی طرح تصویر بن گئی۔ اس طرح پانچوں کا انتقال ہو گیا اور پانچوں کی مورتیاں بن گئیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ اللہ کی عبادت بھول گئے تو شیطان نے انہیں ان بتوں کی پوجا کرنے پر لگایا۔ (جلالین۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تو ظالم وجابر لوگوں نے کیا کہا؟

جواب: سورۃ نوح آیت ۲۳ میں ہے کہ انہوں نے دوسرے لوگوں سے کہا: لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ یعنی ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا۔ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن پاک میں قوم نوح کی کیا خصلت بیان کی گئی ہے؟

جواب: سورۃ الذاریت آیت ۴۶ میں ہے: وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ... ''اور اس سے پہلے

قوم نوح کا بھی حال ہو چکا تھا یقیناً وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔" سورۃ النجم آیت ۵۲ میں ہے: وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى اور ان پہلے قوم نوح کو (ہلاک کیا) بے شک وہ سب سے بڑھ کر ظالم اور شریر تھے۔

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: بتایئے حضرت نوح علیہ السلام نے دعوت حق کے آغاز میں قوم کے سرداروں کو کس انداز میں پکارا؟

جواب: سورۃ الاعراف آیت ۵۹ میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے کہا: یا قوم اعبدوا اللّٰہ ......" اے میری قوم! تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے سوا کوئی تمہارا معبود بننے کے لائق نہیں۔ مجھے تمہارے لئے ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔" (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ انبیائے قرآن)

سوال: قوم نوح نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ کا کیا جواب دیا؟

جواب: وہ حضرت نوح علیہ السلام کا تمسخر اڑاتے اور سورۃ الاعراف آیت ۶۰ کے مطابق وہ کہتے: اِنَّا لَنَرٰىكَ .... "ہم تم کو سراسر غلطی میں مبتلا دیکھتے ہیں۔"

(تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم نوح کے کافر سرداروں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: وہ لوگ سوچتے تھے کہ نوح علیہ السلام عام انسان ہیں اور ان کے بیوی بچے بھی ہیں۔ سورۃ ہود آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے ان کافر سرداروں کا نظریہ یوں بیان کیا ہے: قَالَ یٰقَوْمِ......... "انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم مجھ میں تو ذرا بھی غلطی نہیں۔ لیکن میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔" (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عثمانی۔ فتح الحمید)

سوال: سورۃ الاعراف آیت ۶۲ کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو اپنی آمد کا کیا مقصد بتایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: اُبَلِّغُكُمْ .... تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ اور میں خدا کی طرف سے ان امور کی خبر رکھتا

ہوں (جن کی) تم کو خبر نہیں۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو اللہ کی رحمت کی طرف بلانے کی بات کس انداز میں کی؟

جواب: سورۃ الاعراف آیت ۶۳ میں ہے۔ آپ نے فرمایا: او عجبتم .... کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص کے ذریعے جو تمہاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آ گئی۔ تاکہ وہ شخص تم کو ڈرائے اور تاکہ تم ڈر جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو کن لوگوں نے قبول کیا؟

جواب: غریب اور نادار لوگوں نے آپ کی دعوت کو مانا لیکن سرداروں نے اس پر بھی تمسخر اڑاتے ہوئے کہا: سورۃ الشعراء آیت ۱۱۱ میں ہے: انؤمن لک .... "کیا ہم تم کو مانیں گے؟ حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہو لئے ہیں۔" سورۃ ہود آیت ۲۷ میں ہے: ما نراک .... "ہم تو تم کو اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور تمہاری پیروی انہی لوگوں نے کی ہے، جو ہم میں بالکل رذیل ہیں، جن کی عقل اکثر خفیف ہوتی ہے، پھر وہ اتباع بھی محض سرسری رائے سے (ہوا ہے) اور ہم تم لوگوں میں کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے۔ بلکہ ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر حقانی)

سوال: قوم نوح کے نافرمان لوگ حضرت نوح علیہ السلام سے ان کی بیوی کے بارے میں کیا کہتے؟

جواب: وہ حضرت نوح علیہ السلام سے کہتے: "اگر تم حق پر ہوتے تو پہلے تمہاری بیوی اور تمہارے بچوں کی ماں تمہاری اتباع کرتی۔ کیونکہ وہ تمہاری ان باتوں کی حقیقت ہم سے زیادہ جانتی ہے۔" (تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: قوم کے رئیسوں نے سودے بازی کرتے ہوئے کہا ان غریبوں کو الگ کر دیں تو

ہم آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس پر کیا جواب دیا؟

جواب: سورۃ ہود آیت ۲۹ میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے دوٹوک الفاظ میں کہہ دیا: وما انا.......... "میں تو ان ایمان والوں کو (اپنی مجلس سے) نہیں نکالتا۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ فتح القدیر۔ تفسیر مزیدی)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو کس انداز میں تلقین کی؟ سورۃ نوح آیت ۲۰ کے حوالے سے بتایئے؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو نیکی اور بدی کا راستہ بتایا۔ اللہ کی نعمتوں کا ذکر کیا اور کائنات کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ثُمَّ اِنِّی دعوتھم............ "پھر میں نے انہیں بآواز بلند پکارا۔ ان سے اعلانیہ بھی کہا اور خاموشی سے بھی۔ میں نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ وہ یقیناً بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا اور تمہیں خوب مال و دولت اور اولاد عطا کرے گا۔ وہ تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکالے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم خدا کی عظمت پر یقین نہیں رکھتے۔ حالانکہ اس نے تمہیں مختلف انداز میں پیدا کیا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے اوپر تلے کس طرح سات آسمان پیدا کر دیئے ہیں۔ اور ان میں جگمگاتا ہوا چاند بنایا۔ سورج کو روشن چراغ بنایا۔ اور تمہیں زمین سے ایک خاص طریقے سے بنایا اور پیدا کیا۔ پھر تمہیں اسی میں لوٹا لے جائے گا۔ اور ایک خاص طریقے سے پھر نکالے گا اور زمین کو تمہارے لئے اللہ نے فرش بنا دیا تاکہ تم اس کی کشادہ راہوں میں چلو پھرو۔" (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: ساڑھے نو سو سال تک دعوت حق دینے کے باوجود قوم کے گناہوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ قرآن اس سلسلے میں کیا بتاتا ہے؟

جواب: قوم نوح شراب نوشی، غلط کاری اور ہر طرح کے گناہوں میں مبتلا رہی۔ سورۃ ہود

آیت ۴۰ میں بتایا گیا ہے کہ لمبی مدت کے بعد بھی چند لوگ ایمان لائے: وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ یعنی "چند آدمیوں کے سوا بہت کم لوگ ان کے ساتھ تھے۔"

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے پہلے رسول تھے۔ ان کی بیوی ان کا تمسخر اڑاتی تو لوگ کیا کہتے؟

جواب: سورۃ ہود آیت ۳۲ کے مطابق لوگ کہتے يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا "اے نوح علیہ السلام تم ہم سے بحث کر چکے، بلکہ بہت بحث کر چکے۔ اب ہم تم سے بحث نہیں کرتے۔" (فتح القدیر۔ تفسیر عثمانی۔ انبیائے کرام)

سوال: قوم کے اکسانے پر حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی نے ان سے کیا کہا؟ حضرت نوح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب: ان کی بیوی نے کہا: "تمہارا خدا کب تمہاری مدد کرے گا؟" حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: "جب زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوگا۔" اس پر بیوی نے قوم کے لوگوں سے کہا: خدا کی قسم یہ آدمی دیوانہ ہے۔"

(تفسیر قرطبی۔ فتح القدیر۔ نساء الانبیاء)

سوال: بتایئے قوم نوح نے کس انداز میں حضرت نوح علیہ السلام پر تشدد شروع کیا؟

جواب: وہ ان کو جھٹلاتے، تنگ کرتے اور مار پیٹ سے بھی گریز نہ کرتے۔ حتیٰ کہ انہیں ایک دن سجدے کی حالت میں اتنا مارا کہ وہ لہولہان ہو گئے۔

(تفسیر قرطبی۔ نساء الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: ایک دن ایک شقی القلب نے حضرت نوح علیہ السلام کو پتھر مارا جس سے ان کا سر بری طرح زخمی ہو گیا۔ اس موقع پر انہوں نے کس طرح اللہ کو پکارا؟

جواب: وہ سجدے میں گر پڑے۔ قرآن کہتا ہے کہ انہوں نے اس انداز سے اللہ کو پکارا۔ سورۃ نوح آیت ۲۸ میں ہے: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى۔ "اے میرے پروردگار! تو روئے زمین پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ۔ اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو یقیناً یہ تیرے بندوں کو

بھی گمراہ کریں گے اور ان کے ہاں جو بال بچے ہوں گے بھی بدکار اور ناشکرے ہوں گے۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ فتح القدیر۔ فتح الحمید۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے مشہور نبی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد چوتھے نبی اور پہلے رسول۔ آپ کا اصل نام کیا تھا اور نوح کیوں پڑ گیا؟

جواب: مورخین ومفسرین نے آپ کا نام کسی نے عبدالغفار، کسی نے شاکر اور کسی نے یشکر بتایا ہے۔ لیکن آپ قرآن پاک کے بتائے ہوئے نام نوح سے مشہور ہوئے۔ نوح کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ اپنی قوم کی نافرمانی اور دعوت حق سے دوری پر بہت زیادہ رویا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا نام نوح پڑ گیا۔ اردو میں نوحہ کا لفظ رونے کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ انبیائے کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان تقریباً ایک ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی آٹھویں پشت سے ہیں۔ بعض کے نزدیک ان کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے آٹھ سو چھبیس سال بعد ہوئی۔ اہل کتاب کے ہاں آٹھ سو چھیالیس سال کا قصہ ہے۔ اللہ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا۔ یہ پہلے رسول ہیں اس سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام پیغمبر تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام کی وفات تک ۲۸۵۶ سال کا عرصہ ہے۔ (بخاری۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت نوح علیہ السلام کو کب نبوت ملی اور طوفان نوح کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے؟

جواب: آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ کا کام کیا پھر طوفان آیا۔ طوفان کے بعد آپ ساٹھ سال تک زندہ رہے۔ اس طرح آپ کی کل عمر

ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ نبوت کے وقت پچاس سال عمر تھی۔ دوسرا قول ہے تین سال تھی۔ تیسرا قول ۴۸ سال تھی۔

(فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت کہاں ہوئی؟

جواب: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت دجلہ اور فرات کی وادیوں میں ہوئی۔ یہ وادیاں آرمینیا کے پہاڑ راراط کے علاقے عراق میں واقع ہیں۔ اراراط درحقیقت ایک جزیرے کا نام ہے۔ یعنی اس علاقے کا نام ہے جو دریائے فرات اور دریائے دجلہ کے درمیان دیار بکر سے بغداد تک چلا گیا ہے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کو جب رسول بنا کر بھیجا گیا تو اس وقت قوم کی کیا حالت تھی؟

جواب: جب حضرت نوح علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تو کوئی توحید پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ سب بت پرست تھے اور ہر قسم کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے تھے۔ پھر وہ شراب نوشی اور غلط کاری میں بھی مبتلا ہو گئے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قوم نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بت کی پوجا شروع کی اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا اور پانچ بت بن گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو کس طرح سمجھایا؟

جواب: سورۃ نوح میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کس طرح انہوں نے قوم کو مختلف طریقوں سے سمجھایا اور رات دن ایک کر دیا۔ کبھی خفیہ سمجھایا، کبھی اعلانیہ، کبھی رغبت کے ساتھ کبھی وعید کے ساتھ سمجھایا۔ کبھی اللہ کی نعمتوں اور عنایات کا ذکر کیا۔ اور کبھی اس کے عذاب سے ڈرایا لیکن قوم نے کسی بات سے اثر قبول نہ کیا بلکہ ان کے گناہوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

جواب: حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب بتا دیجئے؟

سوال: مؤرخین۔ مفسرین اور علم الانساب کے ماہرین کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: نوح علیہ السلام بن لامک بن متاشالخ بن اخنوخ یا خنوح بن یارد بن مہلیل بن قینان بن انوش بن شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام۔ اگرچہ بہت سے علماء اور مؤرخین نے اس سلسلے کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ تاہم بعض ماہرین تاریخ کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ان سلسلوں سے زیادہ سلسلے ہیں۔ توریت میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی درمیانی مدت ۱۰۲۶ سال بتائی گئی ہے۔؟

(قصص الانبیاءؑ۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے قوم نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے کس بت کی پوجا شروع کی؟

جواب: قرآن میں جن پانچ بتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں ایک وَدّ بھی تھا۔ یہ قوم کے نوح کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ تھا اس کی وفات کے بعد لوگ پریشان تھے تو شیطان نے پہلے اس کی مورتی اور پھر بت بنا دیا جسے آہستہ آہستہ قوم نے پوجنا شروع کر دیا۔ اس طرح سب سے پہلے بتوں کی پوجا کا آغاز وَدّ کی عبادت سے ہوا۔

(تفسیر ابن ابی حاتم وعروہ بن زبیر۔ قصص الانبیاءؑ۔ ابن کثیر)

سوال: حضرت عبداللہ بن عباسؓ قوم نوح کے پانچ بتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: آپ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے: "اور اس طرح یہ بت جو پہلے قوم نوح علیہ السلام میں رائج تھے ان کے بعد عرب قوم میں بھی آ گئے۔ (قصص الانبیاءؑ۔ درمنثور۔ الاتقان)

سوال: الصاوی نے اپنی تفسیر میں قوم نوح علیہ السلام کے بتوں کے بارے میں کیا رائے ظاہر کی؟

جواب: وہ کہتے ہیں: "یہ بت ان کے نزدیک سب سے زیادہ عظیم الشان مانے جاتے تھے اور اسی لیے ان کا ذکر اتنے اہتمام سے کیا گیا ہے۔"

(الصاوی بحوالہ جلالین۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: حضرت عروہ بن زبیرؓ نے اپنی تفسیر میں قوم نوح علیہ السلام کے بتوں کے بارے

میں کیا تبصرہ کیا ہے؟

جواب: وہ لکھتے ہیں: ''آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے۔ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ یہ پانچوں بہت عابد و زاہد تھے۔ ان میں سے جب ایک (ود) کا انتقال ہو گیا تو لوگ بہت غمزدہ ہوئے تو شیطان نے ان سے کہا، تم لوگ فکر کیوں کرتے ہو؟ میں تمہارے لیے ہو بہو ان جیسی تصویر بنا دیتا ہوں۔ جب بھی تم اسے دیکھو وہ تمہیں یاد آ جائے۔ لوگوں نے کہا ٹھیک ہے بنا دو۔ اس ملعون نے مسجد میں جا کر وہیں اس آدمی کی تصویر پیتل اور سیسے کے ذریعے بنائی۔ پھر اس کے بعد دوسرے شخص کا انتقال ہو گیا تو شیطان نے اسی طرح اس کی بھی تصویر بنا ڈالی۔ یہاں تک کہ ان سب کا انتقال ہو گیا تو شیطان نے ان سب کی تصویریں بنا ڈالیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ خدا کی عبادت کرنا بھول ہی گئے تو شیطان نے آ کر ان لوگوں سے کہا کیا بات ہے بھئی تم لوگ کسی چیز کی عبادت کیوں نہیں کرتے؟ تو وہ بولا اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کی عبادت کرو؟ کیا تم نے اپنی عبادت گاہوں میں ان کی تصویریں نہیں دیکھیں؟ اور اس طرح ان تصویروں کی پرستش شروع ہو گئی۔ (تفسیر انصاری۔ ازواج الانبیاء)

سوال: اکثر مفسرین، محدثین اور مؤرخین قوم نوح کے پانچ بتوں کی حقیقت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ان پانچ بتوں کی اصلیت کے بارے میں بہت سے مفسرین، محدثین اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ نام نوح علیہ السلام کی قوم کے چند نیک و صالح آدمیوں کے ہیں۔ اور جب وہ لوگ ختم ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں ڈال دیا کہ وہ ان کی یادگار کے طور پر ان کی ان جگہوں پر جہاں وہ اکثر اٹھا بیٹھا کرتے تھے ان کے نام کی علامتیں کھڑی کر دیں۔ تاکہ لوگ انہیں بھلا نہ سکیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا مگر جب یہ لوگ بھی ختم ہو گئے تو ان کے بعد آنے والی نسل نے ان نشانیوں کی پرستش شروع کر دی۔ (قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: مفسرین کی رائے میں اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں۔ بتایئے کون کون سے؟

جواب: امام شوکانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں۔ نوح علیہ السلام۔ ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام۔ عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ۔ اور یہ سب اصحاب شریعت ہیں۔ (فتح القدیر۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور ایک دوسرے شخص نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: وہ ایک دن حضرت نوح علیہ السلام سے جھگڑا کرنے کے بعد گھر سے باہر نکل کر اپنی قوم کے لوگوں سے کہنے لگی: ''اے میری قوم کے لوگو! قسم خدا کی یہ آدمی دیوانہ ہے۔ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا خدا جب تک اس کی مدد نہیں کرے گا جب تک کہ زمین میں سے پانی ابلنا شروع نہیں ہو جائے گا۔'' ایک دن حضرت نوح علیہ السلام مسجد میں گئے ہوئے تھے کہ ان کی قوم کا ایک کافر شخص اپنے پوتے کو کاندھے پر بٹھائے ہوئے ادھر سے گزرا اور نوح علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے پوتے کو خبردار کرتے ہوئے وصیت کرنے لگا کہ یہی وہ شخص ہے جو ہمیں ان دیکھے خدا کی عبادت پر اکساتا ہے۔ اس سے بچ کر رہنا۔ پوتے نے کہا کہ یہ بات ہے تو میں ابھی اس کا کچھ کرتا ہوں۔ اس کے دادا نے اسے اتار دیا۔ اس نے ایک پتھر اٹھا کر حضرت نوح علیہ السلام کے سر پر اس زور سے مارا کہ ان کا سر بری طرح زخمی ہو گیا۔

(تفسیر قرطبی۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین نے کیا نقشہ کشی کی ہے؟

جواب: مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واعلہ یا والعہ تھا۔ اس نے کافروں اور ملحدوں کا ساتھ دیا۔ وہ اپنے شوہر کے بارے میں کہتی کہ وہ دیوانہ ہے۔ اسے عقل نہیں۔ ایسی باتیں کرتا ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ وہ نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کے بارے میں کافروں کو بتاتی تھی تاکہ وہ انہیں

بہلا پھسلا کر یا مار پیٹ کر دین سے پھیر دیں۔ وہ اپنے شوہر اور دین کی دعوت قبول کرنے والے ہر شخص پر نظر رکھتی تھی اور کوشش کرتی تھی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو ناکام بنا دے۔ اس نے نہ صرف نوح علیہ السلام کی دعوت ایمانی سے منہ پھیر لیا بلکہ مکار اور فریبی لوگوں کے ساتھ مل کر اپنے شوہر کی دعوت کو ناکام بنانے کے لیے طرح طرح کی سازشیں کرنے لگی۔

(تفسیر قرطبی۔ درمنثور۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماوردی)

سوال: قرآن و حدیث سے کشتی نوح علیہ السلام کی لمبائی، چوڑائی اونچائی اور دیگر تفصیل کا پتہ نہیں چلتا۔ مفسرین نے اس کے بارے میں کیا بتایا؟

جواب: بہت سے مفسرین اور مورخین نے کشتی نوح علیہ السلام کی تفصیلات لکھی ہیں۔ یہ کشتی دراصل دنیا میں سب سے پہلا بحری جہاز تھا۔ اس کی لمبائی ۳۰۰ ہاتھ، چوڑائی ۵۰ ہاتھ اور اونچائی ۳۰ ہاتھ تھی۔ اوپر نیچے تین منزلیں تھیں۔ اور دائیں بائیں دونوں طرف کھلنے والے روشندان تھے۔ یہ اتنا بڑا بحری جہاز تھا جو امریکہ اور برطانیہ کے درمیان چلتے رہتے ہیں۔ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک درخت بویا جو سو سال تک بڑھتا رہا۔ پھر اس کو کاٹ کر تختے بنائے پھر کشتی بنانی شروع کی۔ ایک سال میں کشتی تیار ہوئی۔ پھر مکمل تیاری میں سو سال اور لگ گئے۔ کشتی کا طول اسی ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ تھا۔ پھر اندر باہر سے روغن کیا گیا۔ حضرت قتادہؒ کا قول ہے کہ طول بارہ سو ہاتھ تھا۔ اور عرض چھ سو ہاتھ اور اندرونی اونچائی تیس ہاتھ تھی۔ اس کے تین درجے تھے۔ ہر درجہ دس ہاتھ اونچا تھا۔ سب سے نیچے کے درجے میں چوپائے اور جنگلی جانور سوار کیے اور درمیانی حصے میں انسان اور اوپر کے حصے میں پرندے تھے۔ دروازہ چوڑائی میں لگا ہوا تھا اور کشتی اوپر سے بالکل بند تھی۔ کشتی میں ہر چیز کا جوڑا جوڑا سوار تھا۔ تفسیر ابن کثیر میں کشتی کے متعلق جو مختلف روایات بیان کی گئیں ہیں ان میں اسی ہاتھ طول اور پچاس ہاتھ عرض سے لے کر دو ہزار ہاتھ طول اور چھ سو

ہاتھ عرض تک اس کی جسامت بتائی گئی ہے۔ اس کے اندرونی اور بیرونی دونوں حصوں پر تارکول پھیر دیا گیا تھا تا کہ پانی اثر نہ کرے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے ان کو یہ بھی حکم دیا کہ فلاں درخت اگاؤ جس سے کشتی بنائی جائے گی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے وہ درخت اگایا اور سو سال تک انتظار کیا۔ پھر اس کو کاٹ کر چھیلا۔ ہموار کیا۔ اس میں بھی ایک قول کے مطابق سو سال اور دوسرے قول کے مطابق چالیس سال کا عرصہ لگ گیا۔ محمد بن اسحاق، حضرت ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ لکڑی ساگوان کی لکڑی تھی۔ اور دوسرا قول ہے کہ وہ لکڑی صنوبر کی تھی یہ قول توریت کے مطابق ہے۔ توریت میں کشتی کی لمبائی تین سو گز اور چوڑائی پچاس گز بتائی گئی ہے۔ حضرت ثوریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ملا تھا کہ اس کی لمبائی اسی گز ہو اور کشتی کے اندرونی و بیرونی حصوں پر اچھی طرح سے تارکول مل لیا جائے اور اس کے سامنے کا حصہ بلندی کو اٹھا ہوا ہوتا کہ وہ پانی کو چیر سکے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ کشتی کے لمبائی چھ سو گز تھی اور چوڑائی تین سو گز اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کی لمبائی بارہ سو گز تھی اور چوڑائی چھ سو گز۔ ایک اور قول ہے کہ لمبائی دو ہزار گز اور چوڑائی سو گز تھی۔ (یہ اختلاف لمبائی اور چوڑائی میں ہے)۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شہاب الدین آلوسیؒ اور امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفاسیر میں کشتی نوح کے بارے میں کیا کہا تھا؟

جواب: شہاب الدین آلوسیؒ لکھتے ہیں: "جو کوئی بھی ان لاحاصل باتوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کا رجحان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ بس ایمان رکھے کہ نوح علیہ السلام نے کشتی کو ویسا ہی بنایا جیسا اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے۔ اور کوئی ضرورت نہیں یہ کریدنے کی کہ وہ کس لکڑی سے بنی؟ اس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی کتنی تھی؟ اور کتنے دن میں تیار ہوئی اس کے علاوہ وہ باتیں جو نہ

تو قرآن کریم میں مذکور ہیں اور نہ صحیح احادیث میں۔" امام فخر الدین رازیؒ نے کشتی کے بارے میں بہت کچھ بیان کرنے کے بعد کہا: "اور معلوم ہونا چاہیے کہ اس قسم کی بحث و تحقیق مجھے پسند نہیں۔ کیونکہ یہ باتیں جاننا نہ تو ضروری ہے اور ان کو جان کر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور ان کی جستجو کرنا فضول ہے۔ خاص کر جب کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔ اور جو ہم جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ: "اس میں اتنی گنجائش تھی کہ وہ نوح علیہ السلام کے مومن ساتھیوں اور ہر جانور کے ایک ایک جوڑے اور ان کی ضرورت کے لیے کافی تھی، کیونکہ اتنا تو قرآن میں مذکور ہے۔ اس کے علاوہ کسی چیز کا ذکر نہیں۔"　(تفسیر روح المعانی۔ تفسیر الکبیر۔ از دواج الانبیاء)

سوال: بتایئے کشتی میں کتنے لوگ سوار تھے؟

جواب: مفسرین اور مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے علاوہ کشتی میں اسی افراد تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ اسی تھے اور ان کے ساتھ ان کی عورتیں اور بچے بھی تھے۔ کعب احبار سے مروی ہے کہ وہ بہتر تھے۔ اور ایک قول ہے کہ صرف دس تھے۔ ایک قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے تین بیٹے اور ان کی بیویاں اور چوتھی یام کی بیوی بھی ساتھ تھی جو خود کافروں کے ساتھ کشتی سے باہر تھا۔ تاہم قرآن کے مطابق اہل و عیال کے ساتھ مومنین بھی سوار تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ کل سوار سات تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اہلیہ کے بارے میں ایک قول ہے کہ وہ طوفان سے پہلے انتقال کر چکی تھی۔ اور یہ ایک قول ہے کہ وہ بھی غرق ہونے والوں کے ساتھ غرق ہو گئی تھی۔ عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ اسی اشخاص اور ہر ایک کے ساتھ اس کا کنبہ بھی تھا اور حضرت نوح علیہ السلام ایک سو پچاس دن کشتی میں رہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے مفسرین اور مؤرخین کے مطابق طوفان نوح علیہ السلام کب آیا تھا؟ اور کتنی مدت رہا؟

جواب: ابن اسحاق کہتے ہیں کہ دوسرے مہینے کی چھبیس تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی سے اترنے کا حکم دیا۔ ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ قبطی (مصر کے نصرانیوں کی جماعت) حساب سے مہینے کی تیرھویں تاریخ کو یہ طوفان آیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۰ رجب کو نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور چھ مہینے برابر کشتی پانی میں چلتی رہی۔ جب بیت اللہ شریف کے قریب پہنچی تو بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائے۔ یعنی خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو بلند کر کے طوفان میں غرق ہونے سے بچا لیا تھا۔ ۱۰ محرم الحرام یعنی یوم عاشورہ کو یہ طوفان ختم ہوا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ اس طرح حضرت نوح چھ مہینے کشتی میں رہے۔ طوفان کا پانی چالیس دن زمین سے ابلتا رہا اور آسمان سے برستا رہا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ طوفان تین ہزار دو سو بیس قبل مسیح میں آیا تھا۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن کریم میں طوفان کی شدت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آسمان سے مسلسل بارش برسی اور زمین سے پانی ابلتا رہا۔ طوفان کی شدت کے بارے میں مؤرخین اور مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: ایک جماعت کہتی ہے کہ پانی پہاڑ کی چوٹی اور زمین کی پندرہ گز بلندی تک پہنچ گیا تھا۔ اہل کتاب کا بھی یہی قول ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ پانی اسی گز تک زمین پر بلند ہو گیا تھا۔ اور پوری زمین طولاً و عرضاً سخت نرم پہاڑ، گھاٹیاں، ریتلے میدان، سب پانی میں غرق ہو گئے تھے اور روئے زمین پر کوئی زندہ آنکھ اس منظر کو دیکھنے والی نہ رہی تھی۔ نہ کوئی چھوٹا نہ کوئی بڑا۔ بلکہ تمام نیست و نابود ہو گئے تھے۔ اور امام مالک، زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ طوفان سے بچنے کے لیے اس وقت کے لوگ محفوظ جگہوں اور پہاڑوں پر پہنچ گئے تھے۔ اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کہتے ہیں کہ رہائشوں کی تمام محفوظ جگہیں طوفان سے بچنے کے لیے لوگوں سے پر ہو گئی تھیں کوئی ٹکڑا خالی نہ بچا تھا۔ (ابن ابی حاتم۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کا کون سا بیٹا کافروں میں شامل تھا؟

جواب: قرآن حکیم میں صرف ایک بیٹا کہا گیا ہے۔ مفسرین اور مورخین کے مطابق ان کے اس بیٹے کا نام یام تھا۔ بعض نے کنعان بھی بتایا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قرآن میں قصہء نوح میں بتایا گیا ہے کہ تنور نے جوش مارا۔ طوفان نوح کے حوالے سے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: مفسرین اور دیگر علماء نے اس سے مختلف معنی مراد لیے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ پانی اس انداز سے ابلا کہ گھروں میں روٹی پکانے کے تندور بھی جو اونچی جگہ پر ہوتے ہیں ان میں بھی پانی بھر گیا۔ القاموس کے حوالے سے سطح زمین، پانی کا چشمہ، وادی میں پانی جمع ہونے کی جگہ اور ایک پہاڑ مصیصہ بھی یعنی پہاڑ بھی پانی میں ڈوب گئے۔ سطح زمین مراد لی جائے تو ہر طرف پانی ابلنے لگا اور پوری زمین ڈوب گئی حضرت ابن عباسؓ نے یہی مراد لی ہے۔ وادی میں پانی جمع ہونے کی جگہ مراد لی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ وادیاں جوش مارنے والے پانی سے بھر گئیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک تنور حضرت حوا علیہا السلام کا حضرت نوح علیہ السلام کو ملا تھا اور اس میں پانی کے ابلنے کو طوفان کی علامت کہا گیا ہے۔ ان لغوی معنوں کے علاوہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ تنور سے مراد صبح کی روشنی ہے۔ یعنی جب روشنی ہر طرف پھیل گئی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ تنور ہندوستان میں ایک چشمہ تھا۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ جزیرہ میں تھا۔ مجاہد اور شعبی کا قول ہے کہ کوفہ میں تھا۔ صاحب الستار اور مولانا حقانی نے ابو حیان کا قول نقل کیا ہے کہ فار التنور ظہور عذاب اور شدت خوف سے کنایہ ہے۔ یعنی جب عذاب سر پر منڈلانے لگا اور ہر طرف خوف چھا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر الستار۔ تفسیر حقانی۔ قصص القرآن)

سوال: طوفان کس قدر تھا؟ اور زمین کے کتنے حصے پر آیا؟ اس کے بارے میں مفسرین و مورخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: ابن کثیر کہتے ہیں: "اس پر سب متفق ہیں کہ طوفان آیا اور پوری زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور کوئی کافر بھی روئے زمین پر باقی نہیں بچا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی بددعا قبول فرمائی اور مقدر کا لکھا پورا ہوا۔" اس بارے میں مفسرین کی دو رائے بھی ہیں۔ پہلی رائے یہ ہے کہ یہ طوفان عالمگیر تھا جو پوری زمین پر آیا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ طوفان اس خاص علاقے تک محدود تھا جہاں قوم نوح علیہ السلام آباد تھی۔ تاریخی روایات دونوں کی تائید کرتی ہیں۔ لیکن پہلی رائے قرآن حکیم کے اشارات کے زیادہ قریب ہے۔ طوفان نے پورے خطۂ ارضی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور جس طرح ایک ہی علاقے میں وبا آنے سے نیک و بد سب شکار ہو جاتے ہیں اسی طرح قوم نوح علیہ السلام کے ساتھ دوسری قومیں بھی اس کی لپیٹ میں آ گئیں۔ تفسیر روح المعانی میں ابن عساکر کی روایت نقل کی گئی ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام سے چالیس سال قبل اس قوم میں ولادت کا سلسلہ بند ہو گیا تھا اور طوفان کے وقت کوئی بھی نابالغ نہیں تھا۔ اور سب کے سب ظالم و باغی تھے اس لیے ہلاک کر دیے گئے۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح المعانی، سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے طوفان نوح علیہ السلام کے بعد زمین کیسے خشک کی؟

جواب: محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طوفان روکنے کے لیے زمین پر زبردست ہوائیں چلائیں جن سے پانی رک گیا، چشمے ابلنے بند ہو گئے اور پانی کم ہو کر خشک ہو گیا۔ قرآن کریم میں سورہ ہود میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ پھر پانی سکھا دیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ جب پروردگار عالم نے طوفان ختم کرنے کا ارادہ کیا تو زمین پر ایک ہوا چلائی جس نے پانی خشک کر دیا۔ (القرآن، تفسیر عزیزی، سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: طوفان ختم ہونے کے بعد دنیا پھر آبادی ہوئی۔ اور نوح علیہ السلام سے دوبارہ آبادی کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی لیے آپ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ آج تمام دنیا کے انسان حضرت نوح علیہ السلام کے تینوں بیٹوں کی اولاد

ہیں۔ (فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کشتی نوح علیہ السلام ایک سو پچاس دن چلتی رہی اور پھر جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی، نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی ایک مہینہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ بتایئے جودی پہاڑ کہاں واقع ہے؟

جواب: حافظ ابن کثیر نے مجاہد اور قتادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جودی جزیرہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے اور ضحاک سے نقل کیا ہے کہ وہ موصل کا ایک پہاڑ ہے۔ دوسرے مفسرین کے مطابق دریائے دجلہ اور فرات آرمینیا کے پہاڑوں سے نکلے ہیں۔ آرمینیا کے یہ پہاڑ ارارات کے علاقے میں ہیں اسی لیے انہیں تورات میں اراراۃ کا پہاڑ کہا گیا ہے۔ قرآن نے خاص اس پہاڑ کا ذکر کیا جہاں کشتی ٹھہری وہ جودی تھا۔ یہ پہاڑ اردن جزیرہ پر ہے۔ اور مولانا آزاد نے جودی پر آٹھویں صدی مسیحی تک کشتی کا معبد موجود ہونے کا ذکر کیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے قرن اول میں خود کشتی کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: مفسرین و مؤرخین کے مطابق زبانیں کیسے ظہور میں آئیں؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام جبل جودی پر رُک گئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے اہل زمین اور طوفان کی خبر لانے کے لیے کوے کو بھیجا۔ لیکن وہ مردار پر جھپٹ پڑا۔ دیر ہونے پر حضرت نوح علیہ السلام نے کبوتر کو بھیجا۔ وہ زیتون کا ایک پتا ساتھ لایا اور اس کے پاؤں کیچڑ سے لتھڑے ہوئے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اندازہ لگایا کہ پانی خشک ہو چکا ہے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام جودی پہاڑ سے زمین پر اترے اور ایک بستی کو تعمیر کیا جس کا نام ثمانین رکھا۔ (یعنی اسی آدمیوں کی بستی)۔ اس دوران صبح اٹھے تو ہر آدمی کی زبان بدل چکی تھی۔ (یعنی ۸۰ زبانیں ہو چکی تھیں)۔ ان میں سے ایک زبان عربی تھی۔ باقی زبانیں کوئی ایک دوسرے کی نہیں سمجھتا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ترجمانی فرماتے تھے۔ (قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: بتایئے مفسرین و مؤرخین نے آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد پر کس انداز سے تبصرے کیے ہیں؟

جواب: انہوں نے کہا ہے کہ آپ کثیر الاولاد تھے۔ آپ کی اولاد میں سے تین صاحبزادے سام، حام اور یافث بہت زیادہ مشہور ہوئے اور انہی کے ناموں سے قبیلے بن کر دنیا میں پھیلے۔ سام کی اولاد عرب صحرانشینوں کی صورت میں پھرتی رہی۔ حام کی نسل حبشہ اور دریائے نیل کے کنارے اور کچھ حصہ ہند، گجرات اور کاٹھیاواڑ میں آ کر آباد ہو گیا۔ یافث تاتاریوں کا نسلی باپ ہے۔ پس یاجوج ماجوج تاتاریوں کی ہی ایک شاخ ہیں اور منگولیا کے قبائل کے منگولی ہیں۔ اور تاتاریوں کے مقابلے میں بہت زیادہ فسادی، طاقتور اور لوٹ مار مچانے والے ہیں۔ سید محمود آلوسی کہتے ہیں کہ یاجوج ماجوج یافث کی اولاد میں سے دو قبیلے ہیں۔ اور وہب بن منبہ بھی یہی کہتے ہیں۔ سام کی اولاد جو تمام حجاز اور باقی قبائل کے آباؤ اجداد ہیں سامی نسل کہلائی۔ انہوں نے یمن، مصر، شام، عراق، روم اور فارس بلکہ ہندوستان کے بعض حصوں پر عرصے تک حکومت کی۔ یافث کی نسل سے چینی ترکستان اور منگولیا میں آبادی ہوئی اور ہزاروں سال میں مختلف قبائل دوسرے علاقوں میں پھیلے۔ ہندوستان، ایران، وسط ایشیاء اور یورپ میں لوگ پھیل گئے اسی شاخ سے یورپ میں ہن، گاتھ اور داندیاں کے ناموں سے قبائل بنے اور بحر اسود سے لے کر دریائے ڈینوب تک کے رہنے والے سیتھین کہلائے اور یورپ اور ایشیاء کے ایک حصے میں بسنے والے رشین کہلائے۔

(قصص الانبیاء۔ روح المعانی۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے وصال سے پہلے اپنی اولاد کو کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب: حضرت نوح علیہ السلام نے وفات سے پہلے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''میں تم کو دو باتوں سے روکتا ہوں اور دو باتوں پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنے قول و فعل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے کی تلقین کرتا ہوں

اور سبحان اللہ وبحمدہ پڑھنے کا معمول بنا لینا۔ شرک سے منع کرتا ہوں اور غرور وتکبر سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں۔" (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی عمر مبارک اور مرقد مبارک کے بارے میں بتا دیجئے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ جب آپ کشتی میں سوار ہوئے تو عمر مبارک چھ سو سال تھی۔ پھر کشتی سے اترنے کے بعد آپ نے زندگی کے ساڑھے تین سو سال گزارے لیکن یہ قول قرآنی مطالب سے موافقت نہیں رکھتا۔ اگر حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں سے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو پیغمبری ملی تو ان کی عمر چار سو اسی سال تھی اور وہ طوفان کے بعد ساڑھے تین سو سال زندہ رہے تو اس حساب سے ان کی عمر سترہ سو اسی سال بنتی ہے۔ بعض مفسرین و مؤرخین ساڑھے نو سو سال تو تبلیغ کے بتاتے ہیں اور عمر پندرہ سو سال کوئی چودہ سو سال اور کوئی پندرہ سو سال۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی اور ساٹھ سال زندہ رہے۔ اس طرح کل عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ ابن جریرؒ، ازرقی اور عبدالرحمن بن سابط اور بعض دوسرے تابعین کے مطابق آپ کی قبر مسجد حرام میں ہے جبکہ بعض دوسرے بقا شہر جو کرک نوح کے نام سے مشہور ہے اس میں بتاتے ہیں۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ انبیائے کرامؑ۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن میں حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے خیانت کی۔ اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خیانت دینی دعوت میں تھی، فحش کاری والی خیانت نہیں۔ وہ دونوں کافر تھیں۔ دونوں منافق تھیں۔ دونوں چغل خور تھیں۔ نوح علیہ السلام کی بیوی اپنے خاوند کو دیوانہ کہتی اور اسلام لانے والوں کی خبریں کافروں کو بتاتی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی گھر میں آنے مہمانوں کی خبر قوم کے لوگوں کو بتاتی تھی۔ مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ ان دونوں کا نفاق اور دلوں میں کفر چھپانا اور

دونوں پیغمبروں کے ساتھ بدسلوکی ان کی خیانت تھی۔

(تفسیر ماوردی۔ تفسیر ابن عباسؓ۔ تفسیر رازی۔ شوکانی)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کی تیار کردہ کشتی پر انبیاءؑ کے ناموں کے بارے میں کیا روایات ہیں؟

جواب: روایات میں ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنانا شروع کی تو حکم الٰہی ہوا کہ اے نوحؑ تم ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے بناؤ اور اس پر انبیاءؑ کے اسمائے مبارک لکھو۔ حضرت نوحؑ نے حضرت جبرائیلؑ کے کہنے پر تمام انبیاءؑ کے نام لکھے مگر دوسرے دن صبح کے وقت یہ نام مٹ گئے۔ آپ نہایت پریشان ہوئے اور پھر دوبارہ اسی طرح نام لکھے لیکن صبح کو یہ نام پھر مٹ گئے۔ اب آپ کو یقین ہو گیا کہ اس میں ضرور قدرت کی طرف سے کوئی اشارہ ہے۔ چنانچہ اس موقعے پر ارشاد ربانی ہوا: "اے نوحؑ ان ناموں کو ہمارے ناموں سے شروع کرو اور پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے اسم مبارک پر ختم کرو"۔

(معارج النبوۃ۔ سیارہ ڈائجسٹ انبیاء کرام نمبر)

سوال: بتایئے طوفان نوح سے پہلے خطہ ارضی پر کتنے طوفان آئے؟

جواب: مؤرخین نے اس قسم کے طوفانوں کی تعداد چھ بتائی ہے۔ جب کہ حضرت نوح علیہ السلام کے عہد میں آنے والا طوفان ساتواں تھا۔ سب سے پہلے ایسا طوفان غالباً ہندوستان میں آیا تھا۔ جس کے بارے میں وشنو نے اپنے ایک پجاری کو بتایا تھا کہ سات دن میں ایک طوفان آئے گا جو ان تمام مخلوقات کو ہلاک کر ڈالے گا جو کہ میری توہین کرتے ہیں تم ایک کشتی میں سات رشیوں اور اپنی عورت کے ساتھ بیٹھ جانا اور ہر طرح کے حیوانات کو بھی بٹھا لینا۔ اساطیر ہند کے مطابق یہ پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ اسی طرح تاریخ میں اس طرح کے چھ طوفانوں کا ذکر ہے۔ (آئینہ تاریخ۔ اساطیر ہند۔ آرین میتھالوجی۔ سیارہ ڈائجسٹ)

سوال: مفسرین و مؤرخین نے حضرت نوحؑ کے آخری لمحات کس طرح بیان کئے ہیں؟

جواب: روایت ہے کہ حضرت نوح ایک روز پہاڑوں میں سیر فرما رہے تھے کہ ملک الموت نے آپ کو پیغام اجل سنایا۔ اس پر آپ نے فرمایا، مجھے اتنی مہلت تو دے دو کہ میں اپنے بال بچوں سے مل ملوں۔ فرشتے نے کہا، اے نبی آپ کو یہ مہلت نہیں مل سکتی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اس جنگل میں میری نماز جنازہ کون پڑھے گا۔ ملک الموت نے کہا، یہ سب مقرب فرشتے جو میرے ساتھ آئے ہیں، یہ نماز پڑھیں گے۔ یہ سن کر حضرت نوح نے حکم الٰہی کے آگے سر جھکا دیا۔ اس کے بعد فرشتوں نے آپ کو غسل دے کر آپ کی نماز پڑھی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ سیارہ ڈائجسٹ)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کا اصل نام یشکر تھا۔ بتایئے آپ کتنی زبانیں جانتے تھے؟

جواب: آپ اسی زبانیں جانتے تھے۔ (قصص الانبیاء مجاہد۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹوں کی اولادیں کہاں آباد ہوئیں؟

جواب: طوفان نوح کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد براعظم ایشیا میں، حام کی اولاد براعظم افریقہ میں اور یافث کی اولاد یورپ اور امریکہ میں آباد ہوئی۔ (تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

﴿سیدنا حضرت ہود علیہ السلام﴾

حضرت ہود علیہ السلام اور قرآن:

سوال: قوم عاد کی طرف بھیجے جانے والے نبی حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر تین سورتوں میں آیا ہے۔ بتایئے کن جگہوں میں ان کا ذکر ہے؟

جواب: قرآن پاک کی تین سورتوں میں سات مقامات پر آپ کا ذکر ہے۔ سورۃ ہود میں پانچ جگہ پر۔ سورۃ الاعراف میں ایک جگہ اور سورۃ الشعراء میں بھی ایک جگہ پر آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کے نامور فرزند تھے۔ بتایئے قوم عاد کا تذکرہ قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں ملتا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی دس سورتوں میں قوم عاد کا ذکر ہے۔ ان میں سورۃ الاعراف۔ سورہ ہود۔ سورہ مومنون۔ سورۃ الشعراء۔ سورہ فصلت۔ سورۃ احقاف۔ سورۃ الذریت۔ سورۃ القمر۔ سورۃ الحاقہ اور سورۃ الفجر ہیں۔ ان سورتوں میں حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد کا تذکرہ کہیں مختصر اور کہیں تفصیل سے کیا گیا ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فوائد عثمانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم عاد اور حضرت نوح علیہ السلام کے پوتے ارم کی اولاد میں سے ہے۔ انہیں قوم نوح علیہ السلام کے بعد آباد کیا گیا۔ یہ کس قدر بہادر اور قوی تھے؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۶۹ میں اس قوم سے خطاب کیا گیا ہے: وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ''اور تم یہ حالت یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قوم نوح علیہ السلام کے بعد آباد کیا اور ڈیل ڈول میں تم کو پھیلاؤ بھی زیادہ دیا'' یعنی تم کو قوت اور قد و قامت کے پھیلاؤ میں

زیادہ کر دیا۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام کی پانچویں نسل اور سام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی قوم بتوں کی پوجا پاٹ اور مشرکانہ حرکتیں کرتی تھی۔ آپ نے پچاس سال قوم کو کیا تبلیغ فرمائی؟

جواب: پارہ ۸ سورہ الاعراف آیت ۶۵ میں ہے: قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ "انہوں نے فرمایا: اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ سو کیا تم نہیں ڈرتے۔" پارہ ۱۲ ہود آیت ۵۰ میں ہے: قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ "انہوں نے فرمایا! اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ اور تم صرف بہتان باندھ رہے ہو" پارہ ۲۶ سورۃ الاحقاف آیت ۲۱ میں ہے: وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ "(جب کہ انہوں نے اپنی قوم کو ڈرایا) کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو (اور ان سے پہلے اور ان کے بعد بہت ڈرنے والے گزر چکے ہیں) مجھ کو تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فوائد عثمانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کے دو لقب ہیں عاد اور ارم۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان جیسا کوئی پیدا نہیں کیا۔ کس آیت میں؟

جواب: پارہ ۳۰ سورۃ الفجر آیت ۷ اور ۸ میں ہے: اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ۝ "قوم ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جن کے قد و قامت ستونوں جیسے (دراز) تھے اور جن کے (زور قوت میں دنیا بھر کے شہروں میں) شہروں میں کوئی شخص پیدا نہیں کیا گیا۔" (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: قوم عاد کا زمانہ حضرت نوح علیہ السلام سے تقریباً تین چار سو سال بعد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار سال پہلے کا ہے۔ بتایئے ان کی طرف کس نبی کو

بھیجا گیا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۶۵ میں ہے: وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا۔ ''اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا۔'' پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۰ میں ہے: وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط اور ہم نے عاد کی طرف ان کے (برادری یا وطن کے) بھائی ہود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ پارہ ۲۶ سورۃ الاحقاف آیت ۲۱ میں ہے: وَاذْکُرْ اَخَا عَادٍ ط اور آپ قوم عاد کے بھائی (ہود علیہ السلام) کا ذکر کیجئے۔'' (القرآن۔ فتح الحمید۔ ضیاء القرآن۔ تیسیر القرآن)

سوال: قرآن پاک میں قوم عاد کو ارم بھی کہا گیا ہے۔ اس قوم کو ایک تیسرا نام بھی دیا گیا ہے۔ وہ کیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۵۰ میں اس قوم کو عاد اولیٰ کہا گیا ہے: وانہ اھلک عادا ن الاولی. ''اور یہ کہ اس نے قدیم قوم عاد کو (اس کے کفر کی وجہ سے) ہلاک کیا۔'' یہ قوم تیرہ برادریوں میں پھیلی ہوئی تھی اور تمام برادریاں کافر تھیں۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی)

سوال: قوم عاد کے تمام قبائل عمان سے لے کر حضرموت اور یمن تک پھیلے ہوئے تھے۔ قرآن نے انہیں کس علاقے میں آباد بتایا ہے؟

جواب: پارہ ۲۶ سورۃ احقاف آیت ۲۱ میں ہے: وَاذْکُرْ اَخَا عَادٍ ط اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَہٗ بِالْاَحْقَافِ. ''اور اے پیغمبر! آپ قوم عاد کے بھائی (یعنی ہودؑ) کا ذکر کیجئے جبکہ اس نے اپنی قوم کو جو کہ ایک ریگستانی علاقے (جہاں ریت کے مستطیل خم دار تودے) میں آباد تھی، ڈرایا۔'' (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ معارف القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی وحدانیت کا پیغام دیا تو سرداران قوم نے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۰ میں ہے: قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ وَنَذَرَ مَا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا. ''ان رئیسوں نے (حضرت ہود سے) کہا کیا تو ہمارے پاس

اس لئے آیا ہے کہ بس ہم ایک اور تنہا خدا کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے، ان کو چھوڑیں۔" پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۵۳ میں ہے: قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ. "انہوں نے جواب دیا، اے ہود تو ہمارے پاس کوئی دلیل تو لے کر آیا نہیں۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں۔ اور نہ تجھ پر ایمان لانے والے ہیں۔" (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو حق کی تبلیغ کی تو سرداران قوم نے ان کا کس طرح مذاق اڑایا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۶۶ میں ہے: قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ "اس کی قوم کے کافر رؤساء نے کہا کہ ہم تو تم کو بیوقوفی میں مبتلا سمجھتے ہیں۔ اور یقیناً ہم تجھ کو جھوٹ بولنے والوں میں سے خیال کرتے ہیں۔" پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۴ میں ہے: اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ "اور ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپ کو کسی خرابی میں (مثلاً جنون) میں مبتلا کر دیا ہے۔"

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: کافر سرداروں کے جھٹلانے پر حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں کیا جواب دیا؟

جواب: قرآن پاک ان کے جوابات نقل کرتا ہے۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۶۷ میں ہے: قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ ۝ "انہوں نے فرمایا کہ اے قوم مجھ میں ذرا بھی کم عقلی نہیں۔ لیکن میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں۔ اور تمہارا سچا خیرخواہ ہوں۔ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسے شخص

کی معرفت جو تمہاری ہی جنس کا (بشر) ہے کوئی نصیحت کی بات آ گئی تا کہ وہ شخص تم کو ڈرائے۔" پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۵۱ میں ہے کہ آپ نے پھر فرمایا: یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ o" اے میری قوم میں تم سے اس تبلیغ پر کچھ معاوضہ نہیں طلب کرتا۔ میرا معاوضہ تو صرف اس اللہ کے ذمے ہیں جس نے مجھ کو پیدا کیا۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔" پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۲۵ تا ۱۲۷ میں ہے: اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ o فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ o وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o" میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس تبلیغ کا کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلاتے ہوئے کس طرح تبلیغ فرمائی؟

جواب۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۶۹ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: فَاذْکُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. سو تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاسکو۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید۔ تفسیر مظہری)

سوال: قوم عاد کے سرداروں نے حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لانے کی بجائے قوم کے دوسرے افراد کو جس انداز سے منع کیا قرآن نے اس کا نقشہ کیسے پیش کیا ہے؟

جواب۔ پارہ ۱۸ سورہ مومنون آیت ۳۱ یا ۳۸ میں بیان کیا گیا ہے: فَاَرْسَلْنَا فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ o وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ وَاَتْرَفْنٰہُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۙ مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ o اَیَعِدُکُمْ اَنَّکُمْ اِذَا مِتُّمْ وَکُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّکُمْ مُّخْرَجُوْنَ o ہَیْہَاتَ ہَیْہَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ o اِنْ ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ o اِنْ ہُوَ اِلَّا رَجُلُ نِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ

كَذِباً وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ ”پھر ہم نے ان میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان ہی میں سے تھے۔ ان پیغمبر نے کہا کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا اور معبود نہیں۔ کیا تم (شرک سے) ڈرتے نہیں ہو۔ اور ان کی قوم میں جو رئیس تھے۔ جنہوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیوی زندگی میں عیش بھی دیا تھا۔ کہنے لگے کہ یہ تو تمہاری طرح ایک معمولی آدمی ہیں۔ یہ وہی کھاتے جو تم کھاتے ہو۔ اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم اپنے جیسے ایک معمولی آدمی کے کہنے پر چلو گے بیشک تم گھاٹے میں ہو۔ کیا یہ شخص تم سے کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور مٹی ہوا اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو دوبارہ زندہ کر کے (زمین سے) نکالے جاؤ گے۔ بہت ہی بعید۔ بہت ہی بعید ہے جو بات تم سے کہی جاتی ہے۔ بس زندگی تو یہی ہماری دنیاوی زندگی ہے۔ کہ ہم میں کوئی مرتا ہے، کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے۔ بس یہ ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اور ہم تو ہرگز اس کو سچا نہیں سمجھیں گے۔“

(القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ قصص الانبیاء)

سوال: بہت سی سرکش اور نافرمان قوموں کی طرح قوم عاد نے بھی اللہ کے عذاب کو دعوت دی۔ انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۵ میں قرآن کہتا ہے: فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ط ”وہ جو عاد کے لوگ تھے دنیا میں ناحق تکبر کرنے لگے۔ اور کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ ہے۔“ پھر پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۰ کے مطابق کہنے لگے: فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ ”اور ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۳۸ میں ہے کہ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○ ”ڈراتے ہو۔ ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ کے عذاب کی خبر دیتے ہوئے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۱ میں ہے: قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۖ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ "انہوں نے فرمایا کہ پس اب تم پر خدا کی طرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے متعلق جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرا لیا ہے۔ ان کے معبود ہونے کی خدا نے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ سو تم منتظر رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا رہوں گا۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتایئے قوم عاد پر پہلا عذاب کون سا نازل ہوا؟

جواب: قوم عاد پر حضرت ہود علیہ السلام کی باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا تو حکم خداوندی سے ان پر پہلا عذاب نازل ہوا۔ جو قحط کی صورت میں تھا۔ یہ عذاب تین سال تک رہا۔ ہری بھری فصلیں خشک ہو گئیں۔ باغات سوکھ گئے۔ زمینیں بنجر ہو گئیں۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قحط کی حالت کو دیکھ کر اللہ کے نبی حضرت ہود علیہ السلام نے قوم سے کن الفاظ میں التجا کی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۲ میں ہے آپ نے فرمایا: وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ "اے میری قوم تم اپنے گناہوں (کفر و شرک) کی اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر ایمان لا کر اس کی طرف متوجہ رہو۔ وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا اور ایمان و عمل کی برکت سے تم کو قوت دے گا۔ تمہاری (موجودہ قوت میں ترقی دے گا۔ (پس ایمان لے آؤ) اور مجرم رہ کر روگردانی مت کرو۔"

(القرآن۔ فتح القدیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کی پکار پر کیا جواب دیا؟

جواب: قوم نے ان کی دردبھری آواز پر کوئی توجہ نہ دی بلکہ کہنے لگے: قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ ''اے ہودؑ آپ نے ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی اور ہم آپ کے کہنے سے تو اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ آپ پر ایمان لانے والے ہیں۔''

دوسری جگہ بتایا گیا: قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ '' کہنے لگے، کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ تو ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دے۔ اچھا اگر تو سچا ہے تو جس عذاب کا ہم سے وعدہ کرتا ہے اسے ہم پر لے آ۔'' اس پر حضرت ہود علیہ السلام نے جواب دیا: قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ '' ہودؑ نے کہا کہ اس کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔ اور میں تو تم کو صرف پیغام پہنچاتا ہوں۔ جو مجھ کو دیکر بھیجا گیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت و نادانی کی باتیں کر رہے ہو۔''

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے قوم عاد پر عذاب کرنے سے پہلے کیا اعلان کیا تھا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۴ تا ۵۷ میں ہے: قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۝ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ '' میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی سن لو اور گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے بالکل بیزار ہوں جن کو تم خدا کے سوا شریک قرار دیتے ہو۔ سو تم سب مل کر ہر طرح کا داؤ استعمال کرلو اور مجھ کو ذرا بھی مہلت نہ دو لیکن میں نے اللہ پر توکل کرلیا

ہے۔ جو میرا مالک بھی ہے اور تمہارا بھی مالک ہے۔ روئے زمین پر جتنے چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہے۔ یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر چلنے سے ملتا ہے۔ پھر اگر اس بیان بلیغ کے بعد بھی تم راہ حق سے پھرے رہو گے تو میں تو معذور سمجھا جاؤں گا۔ کیونکہ جو پیغام مجھ کو دے کر بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہنچ چکا۔ اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگوں کو زمین میں آباد کرے گا۔ اور اس کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے۔ یقیناً میرا رب ہی ہر شے کی نگہداشت کرتا ہے۔''

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے قرآن پاک کی کن آیات میں قوم ہود کو عذاب دیئے جانے کا ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۸۔۵۹ میں ہے۔ وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ٥ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ٥ ''اور جب اللہ کا حکم آ پہنچا (عذاب نازل ہوا) ہم نے ہود علیہ السلام اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے بچالیا اور ان کو ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچالیا۔ اور یہ قوم عاد تھی جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم اور ضدی تھے۔'' پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۷۰ میں ہے: اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ۔ ''کیا ان لوگوں کو (ان کے عذاب اور ہلاک ہونے کی) خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔ جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود۔'' پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۲ میں ہے: فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ٥ (غرض عذاب آیا) اور ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ وہ ایمان نہ لانے والے تھے۔'' پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۹ میں ہے: اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ۔ ''کیا تم کو

ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں یعنی قوم نوح اور ثمود۔'' پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن آیت ۳۱ میں ہے: مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ۔ ''(مجھ کو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے روز بد کا اندیشہ ہے) جیسا کہ قوم نوح اور عاد اور ثمود۔'' پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۳ میں ہے: فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ۔ ''پھر اگر یہ لوگ جھٹلائیں تو کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسی عاد و ثمود پر آفت آئی تھی۔'' پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۱۸ میں ہے: كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ٥ ''عاد نے اپنے پیغمبر کی تکذیب کی سو دیکھو۔ میرا عذاب اور ڈرانا کیسا ہوا؟''

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کی بڑھتی ہوئی نافرمانیوں پر کیا بددعا فرمائی؟

جواب: جب قوم عاد نے اللہ اور اللہ کے نبی کے احکامات سے روگردانی کی۔ اللہ کے نبی کی تکذیب کی اور ان کا مذاق اڑایا اور پھر قحط کے باوجود استغفار نہیں کیا تو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے اللہ سے مدد طلب کی۔ پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۳۹۔۴۰ میں ہے: قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ٥ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ٥ ''پیغمبر نے دعا کی کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ ارشاد ہوا کہ یہ لوگ عنقریب پشیمان ہوں گے۔''

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ روح المعانی)

سوال: بتایئے حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد پر کیسا عذاب نازل ہوا؟

جواب: آخر اللہ کی طرف سے ان پر تیز ہوا اور طوفان کا عذاب آیا۔ وہ اسے بادل سمجھتے رہے۔ پارہ ۲۶ سورۃ الاحقاف آیت ۲۴ میں ہے: فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ''پھر جب انہوں نے اس عذاب کو (بادل کی صورت میں) اپنے میدانوں (وادیوں) کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے۔ یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔'' ان کا یہ خیال غلط تھا کیونکہ ارشاد ہوا: بَلْ هُوَ مَا

تَسْتَعْجِلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ o تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَ
اَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ط كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ o ”بلکہ یہ
وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے۔ یہ ایک سخت آندھی ہے جس میں
درد ناک عذاب ہے۔ یہ آندھی ہر ایک چیز کو اپنے رب کے حکم سے درہم برہم
کردے گی۔ چنانچہ وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے گھروں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔
ہم مجرموں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں۔“ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۱۹ میں
ہے: اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ o تَنْزِعُ النَّاسَ
كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ o فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ o ”ہم نے ان پر
ایک تند ہوا بھیجی ایک دوامی منحوس دنوں میں۔ وہ ہوا لوگوں کو اس طرح اکھاڑ اکھاڑ
کر پھینکتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو میرا عذاب اور ڈرانا
کیسا ہوا؟“ پارہ ۲۴ سورہ حم السجدہ میں بتایا گیا ہے: فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْ
صَرًا فِيْ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ط ”پھر ہم
نے ان پر ان دنوں میں جو ان کے حق میں منحوس تھے سخت تیز و تند ہوا بھیجی تاکہ ہم
ان کو اسی دنیاوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں۔“ پارہ ۲۹ سورۃ
الحاقہ آیت ۶ تا ۷ میں ہے: وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ o سَخَّرَهَا
عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ
اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ o فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ o ”اور عاد جو تھے سو وہ ایک
تیز و تند ہوا سے ہلاک کیے گئے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن
متواتر مسلط کر دیا تھا۔ سو (اگر تو اس وقت وہاں موجود ہوتا) تو اس قوم کو دیکھتا کہ
گویا وہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے پڑے ہیں۔ سو کیا تجھ کو ان میں کوئی بچا ہوا نظر
آتا ہے۔“ پارہ ۲۷ سورۃ الذریت آیت ۴۱۔۴۲ میں ہے: وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ط ”اور عاد کی قوم کا عذاب بھی ہماری ایک نشانی ہے جب
کہ ہم نے ان پر ایک تیز بانجھ (بے فائدہ) ہوا بھیجی۔“ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ

عَلَیۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ كَالرَّمِیۡمِ. "جس چیز پر گزرتی تھی اسے ایسا کر چھوڑتی تھی جیسے کوئی چیز گل کر ریزہ ریزہ ہوجاتی ہے۔" اور پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۶۰ میں فرمایا: اَلَا بُعۡدًا لِّعَادٍ قَوۡمِ هُوۡدٍ "خدا کی رحمت سے قوم ہودؑ محروم ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی)

سوال: بتایئے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم عاد کا ذکر قرآن پاک کی کن آیات میں آیا ہے؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیات ۶۵ تا ۷۲ پارہ سورۃ التوبہ آیت ۷۰ پارہ ۱۲ سورہ ہودؑ آیت ۵۰ تا ۶۰ پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۹ پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۴۲ پارہ ۱۸ سورۃ المومنون آیت ۳۱ پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۳ تا ۱۶ پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۵۰ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۱۸ تا ۲۱ پارہ ۲۹ سورۃ الحاقہ آیت ۴۔۶ تا ۸ پارہ ۲۹ سورۃ الفجر آیت ۶ تا ۸۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کے کافروں کو ہلاک کر دیا لیکن حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کیسے بچایا؟

جواب: قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے مومنوں کو عذاب سے محفوظ رکھا گیا۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۲ میں ہے: فَاَنۡجَیۡنٰهُ وَالَّذِیۡنَ مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا. "ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔" پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۵۸ میں ہے: نَجَّیۡنَا هُوۡدًا وَّالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّیۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ غَلِیۡظٍ ○ "ہم نے ہودؑ اور جو اہل ایمان ان کے ہمراہ تھے ان کو اپنی عنایت سے بچالیا اور ان کو ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچالیا۔" (القرآن۔ قصص الانبیاءؑ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی تین سورتوں الاعراف، شعراء اور ہود میں زیادہ تفصیل سے سات مختلف جگہوں پر آیا ہے۔ بتایئے قوم عاد کا ذکر کتنی سورتوں میں آیا ہے؟

جواب: دس سورتوں میں عاد کا ذکر براہ راست آیا ہے جبکہ دو سورتوں میں بعض مفسرین اور مؤرخین کہتے ہیں کہ قوم عاد کا ذکر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قوم ثمود کا ذکر ہے۔

(القرآن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کے نام سے بھی قرآن پاک میں ایک سورۃ ہے۔ بتایئے کس پارے میں؟

جواب: یہ سورۃ قرآن پاک کے گیارہویں پارے یعتذرون اور بارہویں پارے وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ میں ہے۔ (القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے میں شداد نے جو جنت بنائی تھی اس کا نام بتا دیجئے؟

جواب: اسے باغ ارم کہا جاتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: سورۃ الشعراء میں قوم ہود کے محلات کا ذکر کس انداز سے کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰ میں۔ حضرت ہود علیہ السلام کی زبان سے کہا گیا ہے: اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ○ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ○ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ○ ”کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار کے طور پر اونچی عمارت نہیں بناتے ہو جس کو محض فضول بناتے ہو۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو۔ جیسے دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جب کسی پر داروگیر کرنے لگتے ہو تو بالکل جابر بن جاتے ہو۔“

(القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی)

حضرت ہود علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: عرب کی قدیم قومیں بارش کی طلب کے لیے بیت اللہ میں دعا مانگتی تھیں۔ قوم عاد نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

جواب: مفسرین کا کہنا ہے کہ قوم عاد پر تین سال قحط سالی کا عذاب نازل رہا۔ اور وہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ اس وقت حرم کعبہ کے اردگرد قوم عمالیق مقیم تھی جو عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح کی اولاد تھی۔ اور اس وقت ان کا سردار معاویہ بن بکر تھا اور معاویہ کی والدہ قوم عاد سے تھی جس کا نام جلہذہ بنت خیبری تھا۔ قوم عاد نے بھی ستر آدمیوں کا وفد اپنی قوم کے لیے طلب بارش کی دعا مانگنے بیت اللہ کی طرف بھیجا۔ یہ وفد مکہ سے باہر معاویہ بن بکر کے ہاں ٹھہر گیا۔ یہ لوگ ایک مہینے تک شراب نوشی اور عیش و عشرت میں مصروف رہے اور اپنا مقصد بھول گئے۔ معاویہ بن بکر نے آخر کچھ اشعار میں ان کو متنبہ کیا تو انہیں خیال آیا۔ اور پھر حرم کی طرف کھڑے ہو کر دعا مانگی۔ دعا کرانے والا بڑا قیل بن عنبر تھا۔ اللہ نے ان پر تین رنگوں کے بادل بھیج دیئے۔ سفید، سرخ اور سیاہ۔ پھر کسی غیبی نے ندا دی کہ ان میں سے کوئی ایک منتخب کر لو۔ قیل نے کہا میں سیاہ بادل منتخب کرتا ہوں کیونکہ وہ خوب بارش برسانے والا ہے۔ منادی نے آواز دی کہ تو نے ہلاکت و تباہی والا بادل پسند کیا ہے۔ تم نے قوم عاد میں سے کسی فرد کو نہیں چھوڑا۔ سوائے بنو لوبیہ ہرمد کے (کیونکہ) یہ مکہ میں مقیم تھے)۔ راوی کہتے ہیں کہ یہی عاد اخریٰ یعنی دوسرے عاد تھے جو بعد میں ہلاک ہوئے)۔ ادھر اللہ نے سیاہ بادلوں کو قوم عاد کی طرف دھکیل دیا جو قیل عنبر نے منتخب کیے تھے۔ حالانکہ ان میں ہولناک عذاب تھا جس کا ذکر سورہ احقاف میں ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر حظیرہ نامی بستی میں مقیم ہو گئے تھے اور ان کو اللہ نے عذاب سے بچا لیا۔ حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ کا قول بھی ہے کہ وہ ہوا سخت ٹھنڈی اور ہلاکت خیز یعنی سخت طوفانی تھی۔ قرآن میں ہے کہ سات راتیں اور آٹھ دن آندھیاں تباہی مچاتی رہیں۔ مفسرین کے بقول پہلا دن جمعہ کا تھا۔ بعض کے بقول بدھ کا دن تھا۔ یہ طوفان ان کے محلات، غاروں اور گھاٹیوں تک پہنچ گیا۔ (مسند احمد۔ ترمذی۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے ہواؤں سے مدد ملنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "میری بادِ صبا (خوشگوار ہوا) کے ساتھ مدد فرمائی گئی اور قوم عاد پچھے والی (ہلاکت خیز) ہواؤں سے ہلاک کیے گئے۔" (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: فرمان رسول ﷺ کے مطابق قوم عاد پر کس قسم کی ہوا بھیجی گئی تھی؟ حضور ﷺ بارش اور آندھی کے وقت کیا فرمایا کرتے تھے؟

جواب: حضرت ابن عباس اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ آندھی جس کے ذریعے قوم سے عاد ہلاک کی گئی۔ اللہ نے ان پر انگوٹھی جتنی جگہ کے مثل ہوا کھولی تھی۔ پس وہ ہوا پہلے دیہاتوں میں گئی اور وہاں کے لوگوں اور مویشیوں اور مالوں کو اٹھایا اور آسمان و زمین کے درمیان لے گئے عاد کے شہریوں نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگے یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسات کرے گا۔ پھر آندھی نے ان دیہات والوں کو شہروں پر پٹخ دیا۔" (بعض محدثین نے اس حدیث کو مرفوع کہا ہے)۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی بادل دیکھ لیتے یا آندھی دیکھ لیتے تو چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آپ فرماتے اے عائشہؓ مجھے اطمینان نہیں ہے کہ اس میں کہیں عذاب نہ ہو اس لیے کہ قوم ہود بھی آندھی سے ہلاک ہوئی تھی۔ (صحیح مسلم۔ صحیح بخاری۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت ہود علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت ہود علیہ السلام مشہور نبی ہیں۔ انہیں قوم عاد کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔ اُن کا نسب نامہ بتا دیجیے؟

جواب: آپ کا نسب نامہ دو طرح سے بیان کیا گیا ہے۔ پہلا نسب نامہ ہے: ہود بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے: عابر یعنی ہود بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ دوسرا نسب نامہ ہے: ہود بن عبداللہ بن رباح الجارود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

(تاریخ طبری۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: قبیلے عاد سے تعلق رکھنے والے نبی حضرت ہود علیہ السلام کا تعلق کس علاقے سے تھا؟

جواب: قبیلہ عاد عوص بن سام بن نوح علیہ السلام سے تھا اور یہ اعرابی یعنی دیہاتی لوگ تھے۔ اور پہاڑیوں اور ٹیلوں کی گھاٹیوں میں رہا کرتے تھے۔ اور یہ علاقہ یمن میں تھا۔ جو عمان اور حضرموت کے درمیان ہے اور اس کو شحر کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ اس قبیلے کی وادی کا نام مغیث تھا۔ یہ ایسے خیموں میں رہتے تھے جو بھاری اور مضبوط ستونوں پر لگائے گئے تھے۔ بعض محققین کے مطابق ارض احقاف قوم عاد کا مرکزی مقام تھا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ عاد کی آبادی عرب کے سب سے بہترین حصے حضرموت اور یمن میں خلیج فارس کے ساحلوں سے لے کر حدود عراق تک پھیلی ہوئی تھی اور یمن ان کا دارالسلطنت تھا۔ احقاف حضرموت کے شمال میں ہے۔ اس کے مشرق میں عمان اور شمال میں ربع الخالی ہے جہاں آجکل ریت کے ٹیلوں کے سوا کچھ نہیں۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ علاقہ پہلے سے ریتلا تھا یا قوم عاد کی بربادی کے بعد ہوا۔

(قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: سرخ وسفید رنگ والے دراز قد اور پروقار شخصیت والے نبی حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کی معزز شاخ خلود سے تعلق رکھتے تھے۔ قوم عاد کے بارے میں مفسرین و مؤرخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: عاد عرب کے قدیم قبیلے کے صاحب جبروت افراد تھے۔ عرب کے یہ باشندے اپنے وطن سے شام، مصر اور بابل چلے گئے اور اپنی حکومتیں بنالیں۔ انہی کی مختلف جماعتوں کو عاد، ثمود، طسم اور جدیس کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے انہی اقوام کو عاد اولیٰ کہا ہے۔ عاد عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی بلند و بالا کے ہیں۔ دراز قد اور قوی الجثہ ہونے کی وجہ سے ان کا نام عاد پڑ گیا۔ قرآن مجید نے عاد کے ساتھ ارم کا لفظ بھی استعمال کیا ہے جس کے معنی بلند و مشہور کے ہیں اور انہی کو من بعد قوم نوح (قوم کے خلیفہ) بھی کہا ہے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پہلے جو عرب تھے ان کو عرب عاربہ کہا جاتا تھا اور یہ بہت سے قبائل

تھے مثلاً عاد، ثمود، جرہم، طسم، جدیس، امیم، مدین، عملاق، عبیل، جاسم، قحطان، بنو یقطن وغیرہ۔ اس کے علاوہ وہ عرب جو عربوں میں داخل ہو کر عرب بنے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے لوگ تھے۔

(سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کی قوم عاد کس زمانے میں خطۂ ارضی پر موجود تھی؟

جواب: قوم عاد کا زمانہ تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح کا مانا جاتا ہے۔ اور قرآن مجید نے من بعد قوم نوح کہہ کر اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ یہ قوم حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے فوراً بعد کی ہے۔ سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے شام کی دوبارہ آبادی کے بعد امم سامیہ کی ترقی کا دور قوم عاد سے شروع ہوا۔ اس قوم کا زمانہ حضرت نوح علیہ السلام سے تین چار سو سال بعد کا بتایا جاتا ہے۔

(قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کی زبان کون سی تھی؟

جواب: حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کی زبان عربی تھی۔

(قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کی قوم بھی بتوں کی پجاری اور مشرک تھی۔ بتائیے ان کے بت کون سے تھے؟

جواب: بنیادی طور پر تو وہ قوم نوح کے پانچ بتوں ود، سواع، یعوق، نسر اور یغوث کے علاوہ صدا، صمود اور ہتامہ (مبتار) نام کے بتوں کی بھی پوجا کرنے لگے۔ مؤرخین کے مطابق قوم نوح کے بعد وہ پہلی قوم ہے جس نے بتوں کی پوجا شروع کی۔

(قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے رعب و دبدبے میں قوم عاد کی کیا حیثیت تھی؟

جواب: ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ان کا ایک فرد چٹان کو ہاتھ میں اٹھا کر دشمن قبیلہ پر مار دیتا تھا۔ اپنے دور میں یہ سب سے طاقتور قوم تھی اور بڑی قوت و شان و شوکت کی

مالک تھی۔ انہیں بڑے بڑے محلات، شاندار تفریح گاہیں۔ سبز باغات، چوپایوں کے گلے اور کثیر اولاد عطا کی گئی تھی۔ یہ لوگ محنتی اور جفاکش تھے۔ قدوقامت اور قوت جسمانی میں لاثانی تھی اس لیے وہ خود کہا کرتے تھے کہ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کون ہے ہم سے زیادہ طاقتور۔

(قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کی بعثت کے وقت قوم عاد میں کیا برائیاں تھیں؟

جواب: کفر و شرک کے علاوہ وہ لوگ انبیاء علیہ السلام کو جھٹلاتے اور ان کی تضحیک کرتے۔ کمزور قوموں پر تشدد کرتے۔ انہوں نے خالق کائنات کی نافرمانی بلکہ کفر و انکار کی عادت اپنا رکھی تھی۔ (تفسیر المنار۔ تیسیر القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم ہود علیہ السلام کے علاقے کے بارے میں ایک سیاح کی تحقیق کیا ہے؟

جواب: ۱۸۴۳ء میں ایک سیاح احقاف کے ریگستانی علاقے میں جنوبی کنارے پر پہنچ گیا تھا۔ وہ کہتا ہے: "حضرت موت شہر کے شمالی سطح مرتفع پر کھڑے ہو کر دیکھا جائے تو یہ صحرا کم و بیش ایک ہزار فیٹ نشیب میں نظر آتا ہے۔ اس میں جگہ جگہ ایسے سفید قطعات ہیں کہ اگر ان میں کوئی چیز گر جائے تو وہ ریت میں غرق ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ عرب کے صحرانشین بھی ان صحراؤں میں جاتے ہوئے گھبراتے ہیں۔" قوم عاد اسی علاقے میں آباد تھی۔ (سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام نے کتنی عمر میں وفات پائی اور قبر مبارک کے بارے میں مفسرین و مورخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: قوم کی بربادی و تباہی کے بعد حضرت ہود علیہ السلام حضرموت چلے گئے۔ چالیس سال مزید زندہ رہے اور باقی زندگی وہیں رہے اور انتقال فرما کر وہیں دفن ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اثر منقول ہے کہ وہاں ان کی قبر سرخ ٹیلے پر ہے اور اس پر جھاؤ کا درخت ہے۔ اہل فلسطین کہتے ہیں کہ وہ فلسطین میں دفن ہوئے۔ وہاں ان کی قبر بھی ہے اور وہ ہر سال وہاں ان کا یوم وفات بھی مناتے ہیں۔ یہ بھی کہا

جاتا ہے کہ آپ نے چار سو چونسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وادی برہوت کے قریب حضرت موت کے مشرق جیسے شہر تریم کے قریب آپ کا مزار ہے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے قوم عاد کا عرب قبائل سے کیا تعلق تھا؟

جواب: قوم عاد عرب کے قدیم قبیلے یا امم سامیہ کے صاحب اقتدار و قوت افراد کی جماعت سے تعلق رکھتی تھی۔ ان لوگوں کی مادری زبان عربی تھی۔ یہ قبیلہ اپنے علاقے سے نکل کر دور دراز کے علاقوں میں پھیل گیا۔ عرب مؤرخین انہیں امم بائدہ یعنی برباد ہو جانے والے قبائل کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ قرآن پاک انہیں عاد ارم کہتا ہے۔ عاد امم سامیہ کا سب سے بڑا قبیلہ تھا جس کی ستر شاخیں تھیں۔ دنیا کی قدیم ترین تہذیب کے بھی بانی تھے۔ حضرت نوح کے بیٹے سام کی وجہ سے امم سامیہ کہلاتے تھے۔ (تاریخ ارض القرآن۔ قصص القرآن۔ ترجمان القرآن)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کا نام عبر بھی ہے۔ بتایئے آپ کے زمانے میں شداد کون تھا؟

جواب: شداد بن عاد انتہائی دولت مند اور متکبر شخص تھا۔ ظلم و تشدد کرنا اور عیش پرستی اس کا شیوہ تھا۔ عاد حضرت نوحؑ کی اولاد میں سے تھا اور قوم عاد کا جد اعلیٰ تھا۔ قوم نوح کی تباہی و بربادی کے ساتھ سو سال بعد اسے خلافت و حکومت ملی تھی۔ عاد کے دو بیٹے تھے شدید اور شداد۔ شدید سات سو برس حکومت کر کے مر گیا تو شداد حکمران بنا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت ہودؑ نے شداد بن عاد کو حق کا پیغام دیا تو اس نے غضب ناک ہو کر کیا کہا؟

جواب: اس نے کہا تم مجھے جنت کا لالچ دیتے ہو۔ میں نے اس کی صفت سنی ہے۔ ایسی بہت سی میں اس دنیا میں بھی بنا سکتا ہوں۔ مجھے تیرے رب کی جنت کی کوئی حاجت نہیں"۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ آئینہ تاریخ)

سوال: شداد نے جو جنت بنائی تھی اس کا کیا حشر ہوا؟ اور شداد کو کیسے موت آئی؟

جواب: حضرت ہود علیہ السلام نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر اللہ کے حکم سے حضرت عزرائیلؑ نے اس کی روح اس حالت میں قبض کر لی کہ اس کا ایک پاؤں گھوڑے کی رکاب میں تھا اور دوسرا باغ ارم (اپنی جنت) کی حد پر تھا۔ اسے اپنی بنائی ہوئی جنت میں داخل ہونے کا موقع نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ شداد کی بہشت کو اپنے اندر جذب کر لے۔ زمین نے فوراً اپنا پیٹ کھولا اور وہ اس میں دفن ہو گئی۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت ہود علیہ السلام کے والد کا نام سلخ تھا اور تعلق قوم عاد سے تھا۔ بتایئے آپ کا سلسلہ نسب کس پشت میں حضرت نوح علیہ السلام سے جا ملتا ہے؟

جواب: پانچویں پشت میں آپ کا سلسلہ نسب حضرت نوح علیہ السلام سے جا ملتا ہے جو اس طرح ہے: حضرت ہودؑ بن سلخ بن ارفکسد بن سام بن نوح۔

(سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت ہود علیہ السلام نے کتنا عرصہ تبلیغ کی اور کتنی عمر میں وفات پائی؟

جواب: آپ نے قوم عاد میں پچاس سال تک حق کی تبلیغ کی اور تقریباً چار سو برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر ماجدی)

سوال: تورات میں حضرت ہود علیہ السلام کا نام عبر Eber آیا ہے۔ آپ قوم عاد پر عذاب کے کتنا عرصہ بعد تک زندہ رہے؟

جواب: قوم عاد پر مسلسل آٹھ دن اور آٹھ راتیں طوفان باد و باراں اور آندھی کا عذاب آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ایمان والے ساتھیوں کو بچا لیا۔ حضرت ہود علیہ السلام اس عذاب کے پچاس سال بعد تک زندہ رہے۔

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر حقانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہود کے زمانے میں کس شخص نے جنت بنائی تھی۔ جنت کا نام بتا دیں؟

جواب: شداد نے ایک جنت بنائی تھی جس کا نام باغ ارم رکھا۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ اردو انسائیکلو پیڈیا)

سیدنا حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت صالح علیہ السلام بھی اللہ کے برگزیدہ بندے اور پیغمبر تھے۔ بتایئے آپ کو کسی قوم کی طرف بھیجا گیا؟

جواب: حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ اور وہ اسی قوم میں سے تھے۔ جیسا کہ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۳ میں ہے: وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا۔ "اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا۔" اسی طرح پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۱ میں ہے: وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا "اور ہم نے قوم ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔" پارہ ۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۴۱۔۱۴۲ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ قوم ثمود کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ "قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے فرمایا کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تیسیر القرآن۔ ضیاء القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا۔ بتایئے حضرت صالح علیہ السلام کا نام کتنی آیات میں آیا ہے؟

جواب: قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں حضرت صالح علیہ السلام کا نام ۹/۱۰ مقامات پر آیا ہے یا ان کا ذکر ملتا ہے۔ (القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بتایئے قرآن پاک کی کن سورتوں میں کتنے مقامات پر حضرت صالح علیہ السلام کا نام آیا ہے؟

جواب: پارہ ۸ سورہ الاعراف میں ۳ مقامات پر یعنی آیت ۷۳، ۷۵ اور ۷۷ میں پارہ ۱۲ سورہ ہود میں ۳ مقامات پر یعنی آیت ۶۱۔۶۲۔۶۶۔۸۹ میں پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۴۲ میں پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۴۵ میں حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ (القرآن۔قصص القرآن۔سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: بتایئے قوم ثمود یا اصحاب الحجر کا ذکر کن آیات میں آیا ہے؟

جواب: قوم ثمود کا ذکر ۹ر۱۰ مقامات پر حضرت صالح علیہ السلام کے نام کے ساتھ آیا ہے جبکہ ان کا زیادہ تر قصہ دس سورتوں میں بیان ہوا ہے۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۳ تا ۷۹ سورۃ الفرقان آیت ۳۸ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۴۱ تا ۱۵۸ پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۴۵ تا ۵۳ پارہ ۲۰ سورۃ القصص ۴۳ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۳۸ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۸۰ تا ۸۴ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۱۳۔۱۵ پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن آیت ۷۱ پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۳۔۱۴ پارہ ۲۶ سورۃ ق آیت ۱۲ پارہ ۲۷ سورۃ الذاریت آیت ۴۳ تا ۴۵ پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۵۱۔ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۲۳ تا ۳۱ پارہ ۲۹ سورۃ الحاقۃ آیت ۴۔۵ پارہ ۳۰ سورۃ الشمس آیت ۱۱ تا ۱۵۔

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔قصص القرآن۔سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: بتایئے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا زمانہ کونسا ہے؟

جواب: حضرت صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی وفات سے ایک سو سال بعد پیدا ہوئے اور قوم ثمود قوم عاد کے بعد ہوئی جیسا کہ قرآن حکیم میں پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۴ میں ہے واذکروا اذجعلکم خلفآء من بعد عاد۔ اور تم وہ وقت یاد کرو جب خدا نے تم کو قوم عاد کے بعد جانشین بنایا۔" اسی لئے اسے عاد ثانی بھی کہا گیا ہے۔ ثمود کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے کا ہے اور ان کی بعثت سے بہت پہلے یہ قوم ہلاک ہو چکی تھی۔ یہ قوم عاد کے باقی ماندہ لوگ تھے اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی نیست ونابود ہو چکے تھے۔
(القرآن۔قصص الانبیاءؑ۔تذکرۃ الانبیاءؑ۔قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کو کون سے کمالات حاصل تھے؟

جواب: وہ فن سنگ تراشی میں مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے پہاڑوں کو کھود کر اپنے محل بنائے اور سنگ تراشی کے کمالات دکھائے وہ مال دار قوم تھی اور ان لوگوں کی دولت کی فراوانی کی وجہ سے پہاڑ کاٹ کر عمارتیں بنواتے اور سنگ تراشوں کو اجرت ادا کرتے۔ قرآن حکیم میں پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۴ میں حضرت صالح علیہ السلام کی زبان سے کہلوایا گیا ہے تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا۔ ”تم زمین پر محل بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے ہو۔“ اور پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۴۹ میں ہے: وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ۔ ”اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے (فخر کرتے ہوئے) مکان بناتے ہو۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن حکیم میں قوم ثمود کا مذہب کیا بیان کیا گیا ہے؟

جواب: سنگ تراشی اور مکانات کی تعمیر میں قوم ثمود نے اس حد تک ترقی کر لی تھی کہ آخر پتھروں کے بت تراشنے شروع کر دیئے اور آخر یہ بھی قوم عاد کی طرح بت پرست بن گئے۔ انہوں نے خدائے واحد کے علاوہ بہت سے معبودان باطل کی پرستش شروع کر دی۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کو کون سی نعمتیں عطا فرمائی تھیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کو باغات، چشموں، کھیتوں اور نخلستانوں کا مالک بنایا۔ ان کو اولاد اور مال مویشی عطا کئے۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۴۹ میں ہے: وَزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ۔ ”وہ نعمتیں یہ ہیں کہ باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کے خوشے نرم اور بھرے ہوئے ہیں۔“

(القرآن۔ ترجمان السنہ۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو کیا تبلیغ کی؟

جواب: حضرت صالح علیہ السلام نے دوسرے پیغمبروں کی طرح اپنی قوم کو مختلف طریقوں سے وعظ و نصیحت کی۔ ان کو اللہ تعالیٰ کے احسانات یاد دلائے اور قوم عاد کی تباہی اور بربادی سے بھی آگاہ کیا۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۳ میں ہے: قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ "انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔" پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۱ میں ہے: قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ "انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: "اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور تم کو اس میں آباد کیا۔ تم اپنے گناہ معاف کراؤ۔ پھر اس کی طرف متوجہ رہو۔" پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۳۱۔۳۲ (اس میں قوم عاد بھی مراد لیا جاتا ہے اور قوم ثمود بھی) میں ہے: اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ "ان پیغمبر نے کہا کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم شرک سے ڈرتے نہیں ہو۔" پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۴۲ تا ۱۴۵ میں ہے: اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ "جبکہ ان سے ان کے بھائی صالح علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں چاہتا۔ بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمے ہے۔" پارہ ۲۴ سورۃ حٰم السجدہ آیت ۱۴ میں قوم عاد اور ثمود کے بارے میں بتایا گیا ہے: اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ "جبکہ ان کے پاس ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی (پہلے اور بعد میں) پیغمبر آئے اور کہا کہ اللہ کے سوا کسی کی مت عبادت کرو۔"

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفہیم القرآن۔ فتح الحمید۔ ضیاء القرآن)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے توحید کا پیغام دینے پر ان سے کیا سلوک کیا؟

جواب: تمام نبیوں کی قوموں کی طرح ان کی قوم نے بھی انہیں جھٹلایا۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۵۔۷۶ میں ہے: قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝ ''ان کی قوم میں جو متکبر سردار تھے انہوں نے غریب لوگوں سے جو کہ ان میں سے ایمان لے آئے تھے پوچھا کہ کیا تم کو اس بات کا یقین ہے کہ صالح علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا بیشک ہم تو اس پر پورا یقین رکھتے ہیں جو ان کو دے کر بھیجا گیا ہے۔ وہ متکبر لوگ کہنے لگے کہ جس چیز پر تم یقین رکھتے ہو ہم تو اس کے منکر ہیں۔'' پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۲ میں بتایا گیا ہے: قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝ ''وہ کہنے لگے کہ اے صالح، تم تو اس سے قبل ہم میں ہونہار (عقلمند) تھے (تم سے کئی طرح امیدیں رکھتے تھے) کیا تم ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں۔ اور جس دین کی طرف ہم کو بلا رہے ہو واقعی ہم تو اس کی طرف سے شبہ میں ہیں۔'' پارہ ۱۸ سورۃ المومنون آیت ۳۳ میں ہے: وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ ''اور ان (پیغمبر کی بات سن کر) ان کی قوم میں جو رئیس تھے جنہوں نے (اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ) کفر کیا تھا اور آخرت کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو دنیاوی زندگی میں عیش بھی دیا تھا، کہنے لگے کہ یہ تو تمہاری طرح کے ایک آدمی ہیں۔ یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور

وہی سچے ہیں جو تم سچے ہو۔" پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۵۲ تا ۱۵۴ میں ہے: قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ○ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ ان لوگوں نے کہا، تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ تم بس ہماری طرح کے آدمی ہو (اور آدمی نبی نہیں ہوتا) سو کوئی معجزہ پیش کرو اگر تم دعویٰ نبوت میں سچے ہو۔" پارہ ۲۷ سورۃ القمر میں ہے: كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ○ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ○ "ثمود نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔ اور کہنے لگے کیا ہم ایسے شخص کا اتباع کریں گے جو ہماری جنس کا ہے۔ اور اکیلا ہے۔ تو اس صورت میں ہم بڑی غلطی اور جنون میں پڑ جائیں گے۔ کیا ہم سب میں اسی پر وحی آئی تھی۔ بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور بڑا شیخی باز ہے۔" پارہ ۲۴ سورۃ حٰم السجدہ کی آیت ۱۴ میں ہے (بعض مفسرین کے نزدیک عاد اور ثمود دونوں) ہے: قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○ "انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے پروردگار کو منظور ہوتا (کہ کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجے) تو فرشتوں کو بھیجتا۔ سو ہم اس سے بھی منکر ہیں جس کو دے کر تم بھیجے گئے ہو۔" پارہ ۳۰ سورۃ الشمس آیت ۱۱ میں ہے: كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ○ "قوم ثمود نے اپنی شرارتوں کے باعث حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی۔"

(القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کیسی نشانیوں اور معجزے کا مطالبہ کیا؟

جواب: ہر نبی سے اس کی قوم نے نشانیاں طلب کیں اور معجزے دکھانے کا مطالبہ کیا۔ اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام سے بھی قوم ثمود نے جو کہا اس کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۵۴ میں ہے کہ کافروں نے کہا: فات بایۃ ان کنت من الصدقین ○ "سو کوئی معجزہ پیش کرو۔ اگر تم اپنے (دعویٰ نبوت میں) سچے ہو۔" قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ اپنے دعوے میں

سچے ہیں تو سامنے والے پہاڑ سے اونٹنی نکال کر دکھادیں۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ روح المعانی۔ روح البیان۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے اونٹنی کا معجزہ دکھایا۔ یہ اونٹنی کیسی تھی؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۳ میں ہے: قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً. "تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک واضح دلیل آچکی ہے۔ یہ اونٹنی ہے۔ اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے۔" پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۴ میں ہے کہ جب اللہ کے حکم سے پہاڑ میں اونٹنی نکل آئی تو حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا: وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً. "اور اے قوم، یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے۔" اللہ نے قرآن مجید کی پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۲۷ میں حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ. "ہم اونٹنی کو نکالنے والے ہیں۔ ان کی آزمائش کیلئے۔" یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اونٹنی پہاڑ کی ٹھوس چٹان سے نکلی جو موٹی تازی اور گابھن تھی۔ اس نے فوراً بچہ بھی دیا۔ (القرآن۔ معارف القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: پہاڑ سے اونٹنی کو نکالنا حضرت صالح علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ بتایئے اس اونٹنی کے بارے میں کیا حکم ہوا؟

جواب: قرآن کریم کے پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۳ میں ہے: فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ "(یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو تمہارے لئے دلیل ہے) اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو درد ناک عذاب آپکڑے۔" پارہ ۱۲ سورہ ہود میں بھی اسی طرح حکم ہے: فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ۝ "سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا۔ کبھی تم

کو فوری عذاب آ پکڑے۔" (القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے انہیں منحوس کیوں قرار دیا؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۴۵ تا ۴۸ میں ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ٥ قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ٥ "ہم نے قوم ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو۔ سو اچانک ان میں دو فریق ہو گئے۔ جو (دین کے بارے میں) باہم جھگڑنے لگے۔ صالح علیہ السلام نے کہا بھائیو! تم نیک کام (یعنی توبہ) سے پہلے اللہ کے عذاب کو دعوت کیوں دیتے ہو۔ تم لوگ اللہ کے سامنے معافی کیوں نہیں مانگتے جس سے امید ہو کہ تم پر رحم کیا جائے۔ وہ کہنے لگے ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر عثمانی۔ ضیاء القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۴۷ میں ہے ان کا جواب نقل کیا گیا ہے: قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ٥ "صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری اس نحوست کا سبب اللہ کے علم میں ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر عثمانی۔ ضیاء القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: اونٹنی بڑے قد والی اور رعب دار تھی۔ دوسرے جانور ڈر کر بھاگ جاتے۔ کنویں کا سارا پانی پی جاتی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اس کا کیا حل ڈھونڈا؟

جواب: اللہ کے حکم سے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ کنویں سے ایک دن اللہ کی اونٹنی پانی پئے گی اور ایک دن دوسرے جانور پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء ایت ۱۵۵ میں ہے: قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ٥ "صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ایک اونٹنی ہے۔ پانی پینے کیلئے ایک باری اس کی ہے ایک مقرر دن

میں ایک باری تمہاری۔" پارہ ۲۷ سورہ القمر آیت ۲۸ میں ہے: وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَاۗءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ۝ "ان لوگوں کو یہ بتلا دینا کہ پانی (کنویں کا) ان میں بانٹ دیا گیا ہے ہر ایک باری پر باری والا حاضر ہوا کرے گا۔" پارہ ۳۰ سورۃ الشمس میں ہے: نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا۝ "(صالح علیہ السلام نے فرمایا) اس اونٹنی سے اور اس کے پانی پینے سے خبردار رہنا۔"

(القرآن۔ درمنثور۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے قوم ثمود نے اللہ کی اونٹنی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: قوم کے سرداروں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور پھر دو افراد نے اس پر حملہ کیا۔ قرآن پاک کے پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۷ میں ہے: فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ۝ "پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی۔" پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۶۵ میں ہے: فَعَقَرُوْهَا "پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا۔" پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۵۷ میں ہے: فَعَقَرُوْهَا "پس انہوں نے اسے (اونٹنی کو) مار ڈالا۔" پارہ ۳۰ سورۃ والشمس آیت ۱۴ میں ہے: فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا۔ "پس انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا پھر اس اونٹنی کو مار ڈالا۔" اسی سورۃ کی آیت ۱۲ میں ہے کہ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا۔ "اس قوم میں جو سب سے زیادہ بدبخت تھا وہ (اونٹنی کو قتل کرنے کیلئے) اٹھ کھڑا ہوا۔" پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۲۹ میں ہے: فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ۝ "پس انہوں نے اپنے ساتھی کو بلایا پس اس نے اونٹنی پر وار کیا اور اسے مار ڈالا۔"

(القرآن۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: قوم ثمود نے اللہ کی اونٹنی کو قتل کر ڈالا تو اس کا بچہ چیختا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا؟

جواب: قوم نے صالح علیہ السلام نے اونٹنی کو قتل کر کے خوشی کا اظہار کیا اور اس کا گوشت آپس میں بانٹ لیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو اس واقع کا علم ہوا تو بے حد افسوس

کا اظہار کیا، اور قوم سے کہا کہ وہ اللہ سے معافی مانگیں۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن کریم میں بتایا گیا ہے کہ قوم ثمود میں ۹ افراد زیادہ شر پسند تھے۔ قوم کے سرداروں نے حضرت صالح علیہ السلام کے بارے میں کیا فیصلہ کیا؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ نمل آیت ۴۸ میں ہے: وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ○ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ○ ''اور (کافروں کے سرغنہ) اس بستی میں نو شخص تھے جو اس بستی میں اور آس پاس فساد کیا کرتے تھے۔ اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپس میں سب (اس پر) اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم رات کے وقت صالحؑ اور ان کے اہل خانہ کو مار دیں گے پھر ہم ان کے وارثوں سے کہیں گے کہ ہم ان کے متعلقین کے مارے جانے کے وقت موجود نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں۔'' (بعض مفسرین کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ قسم علامات عذاب ظاہر ہونے کے بعد کھائی) پھر فرمایا: وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○ ''اور انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی۔ اور ایک خفیہ تدبیر ہم نے کی۔ اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔'' (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ تم جس عذاب کا کہتے ہو اسے لے آؤ۔ اس پر حضرت صالح علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۲۔۶۳ میں ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے بہت پہلے قوم سے کہہ دیا تھا: قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ○ ''اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت (نبوت) عطا فرمائی ہو، سو میں اگر خدا کا کہنا نہ مانوں تو پھر مجھ کو خدا (کے عذاب) سے کون بچالے گا۔ تو تم تو

سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو۔" اس کے باوجود قوم نے ان کو جھٹلایا۔ اونٹنی کا مطالبہ کیا اور پھر اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔ پھر جب اللہ کے عذاب کو دعوت دی تو حضرت صالح علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ اگلی آیات میں ہے: فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ۝ "صالح نے کہا تم اپنے گھروں میں تین دن اور بسر کر لو۔ اور یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا جھوٹ نہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ روح البیان۔ روح المعانی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو کتنے دن مہلت دی اور پھر عذاب کی آمد کی خبر دی؟

جواب: آپ نے اپنی قوم کو تین دن مہلت دی۔ وہ باز نہ آئے تو عذاب کی خبر دی جسے انہوں نے مذاق سمجھا۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کے قتل کا منصوبہ کس طرح ناکام بنایا؟

جواب: حضرت صالح علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے جو جماعت گئی اللہ تعالیٰ نے ان پر سنگ باری کی۔ اور اپنے نبی اور اس کے گھر والوں کو بچالیا۔ اس طرح اللہ نے ان کی تدبیر کو ناکام کر دیا۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر کس قسم کا عذاب نازل ہوا؟

جواب: قرآن پاک کی مختلف سورتوں میں اس عذاب کا ذکر ہے۔ مگر عذاب کی مختلف تعبیرات یا وضاحتیں کی گئی ہیں۔ ایک زوردار آواز، چیخ، بجلی کی کڑک اور بادلوں کی سی گھن گرج تھی۔ پھر بقول زمخشری اسی کڑک سے زمین پر زلزلہ آ گیا یا مستقل طور پر دونوں عذاب کی صورتیں پیدا ہو گئیں۔ یہ عذاب دہشت میں بہت شدید تھا۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۸ میں ہے: فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ "پس آ پکڑا ان کو زلزلے نے سو اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔" پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۶۷ میں ہے: وَاَخَذَ الَّذِيْنَ

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ ''اور ان ظالموں کو ایک آواز نے آ دبایا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔'' پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۷ میں ہے: فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ ''پس ان کو عذاب سراپا ذلت کی آفت نے پکڑ لیا ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے۔'' پارہ ۲۷ سورۃ الذاریات آیت ۴۴ میں ہے: فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝ ''سو ان کو کڑک کے عذاب نے آ لیا۔ اور وہ دیکھتے رہ گئے۔'' پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۳۱ میں ہے: إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ ''ہم نے ان پر ایک آواز (چیخ۔ چنگھاڑ) مسلط کی سو وہ ایسے ہو گئے جیسے کانٹوں کی باڑ لگانے والے کی باڑ کا چورا۔'' پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۸۳ میں ہے: فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ۝ ''سو ان کو صبح کے وقت سخت آواز نے آ پکڑا۔'' پارہ ۲۹ سورۃ الحاقہ آیت ۵ میں ہے: فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ۝ ''سو ثمود تو ایک زور کی آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔''

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام ان کے اہل خانہ اور دوسرے ایمان والوں کو بچایا قرآن مجید کی کس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۶ میں ہے: نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا ''ہم نے صالح کو اور جو ان کے ہمراہ ایمان لائے تھے ان کو اپنی رحمت سے اس عذاب سے بچا لیا۔'' پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۵۳ میں ہے: وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ ''اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی۔'' پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۸ میں ہے: وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝ ''اور ہم نے (اس عذاب سے) ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ہم سے ڈرتے تھے۔''

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتایئے قوم ثمود پر کیسی تباہی آئی اور کن لوگوں کو ہلاک کیا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود پر عذاب نازل فرمایا تو صرف حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو محفوظ رکھا باقی پوری قوم ہلاک کر دی گئی۔ پارہ ۸ سورہ ہود آیت ۶۸ میں ہے: فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝ "(وہ اس طرح ہلاک ہوئے) جیسے کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔ خوب سن لو (قوم) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا۔ خوب سن لو رحمت سے ثمود کو دوری ہوئی۔" پارہ ۱۸ سورۃ المومنون آیت ۴۱ میں بتایا گیا ہے: فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ "(وہ سب ہلاک ہوگئے) پھر ہم نے ان کو خس وخاشاک کی طرح پامال کردیا۔ سو خدا کی مار کافروں پر۔" پارہ ۹ سورۃ النمل آیت ۵۳ میں فرمایا گیا ہے: وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ "اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی۔" پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۸۴ میں ہے کہ جب اصحاب الحجر (قوم ثمود) کو آواز نے آ پکڑا اور وہ ہلاک ہوگئے۔ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ "سو ان کے دنیاوی ہنر اُن کے کچھ کام نہ آئے۔" پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۸ میں ہے: وَنَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ "اور ہم نے (اس عذاب سے) ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ہم سے ڈرتے تھے۔" پارہ ۲۷ سورہ النجم آیت ۵۱ میں ہے: وَثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ۔ "اور ثمود کو بھی کہ ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑا۔" پارہ ۳۰ سورۃ الشمس آیت ۱۴ میں ہے: فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ ۔ "تو ان کے پروردگار نے ان کے گناہوں کے سبب ان پر ہلاکت نازل فرمائی۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر سورۃ ہود میں سب سے زیادہ یعنی ۳ مرتبہ آیا ہے۔ بتائیے سب سے پہلے آپ کا ذکر کس سورۃ میں آیا؟

جواب: آپ کا ذکر سب سے پہلے سورۃ الاعراف آیت ۷۵ میں آیا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ انبیاء کرام)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۷۹ میں ہے: آپ نے قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد فرمایا:

یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ۝ "اے قوم! بلاشبہ میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم تک پہنچادیا اور تم کو نصیحت کی۔ لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست ہی نہ رکھتے تھے"۔ اس سے پہلے آپ عذاب الٰہی کی آمد سے قبل اپنی قوم سے کہہ چکے تھے: تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ۝ (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۶۵) "اب تم تین دن اپنے گھروں میں آرام کرلو۔ یہ وعدہ (عذاب کا) جھوٹا نہ ہوگا۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر خازن)

حضرت صالح علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کو جاتے ہوئے وادیٔ حجر سے گزرتے وقت کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کو جاتے وقت حجر سے گزرے جہاں ثمود کی تباہ شدہ اور ویران بستیاں تھیں تو صحابۂ کرامؓ ثمود کے کنویں سے پانی بھر کر آٹا گوندھ کر روٹیاں تیار کرنے لگے اور پانی پینا شروع کر دیا۔ جب آپ کو علم ہوا تو آپ نے پانی گرا دیئے اور ہانڈیاں الٹ دیئے اور آٹا بیکار کر دینے کا حکم دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: "یہ وہ بستی ہے جس پر خدا کا عذاب ہوا۔ یہاں نہ قیام کرو اور نہ یہاں کی کسی چیز سے فائدہ اٹھاؤ اور یہاں سے آگے چل کر پڑاؤ ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی کسی بلا میں مبتلا ہو جاؤ۔"

(مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ترجمان السنۃ۔ قصص القرآن)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے موقعے پر تباہ شدہ بستیوں میں سے گزرنے کا کیا طریقہ بتایا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم حجر کی ان بستیوں میں سے خدا سے ڈرتے

ہوئے، عجز و زاری کرتے ہوئے اور روتے ہوئے داخل ہوا کرو۔ بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ ان میں داخل ہی نہ ہوا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اپنی غفلت کی وجہ سے عذاب کی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ۔" (مسند احمد۔ قصص القرآن۔ ترجمان السنہ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی (ناقۃ اللہ) اور اس کے قاتلوں کا ذکر کس طرح فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے ایک مرتبہ دوران خطبہ حضرت صالح علیہ السلام کی اس اونٹنی کا ذکر فرمایا اور قاتلوں کا بھی نام لیا۔

سوال: بتایئے حدیث نبوی سے قوم ثمود کے کس شخص کا پتہ چلتا ہے جو عذاب کے وقت بچ گیا تھا؟

جواب: ابورغال کا ذکر حدیث میں ملتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ابورغال کی قبر کے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا، جانتے ہو یہ قبر کس کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ ابورغال کی قبر ہے۔ جو قوم ثمود کا ایک فرد تھا۔ جب قوم ثمود پر عذاب الٰہی نازل ہوا تو یہ شخص اس وقت سرزمین حرم میں تھا۔ حرم پاک کے احترام کی وجہ سے اس وقت تو یہ شخص عذاب سے محفوظ رہا۔ جب وہ حرم سے نکلا تو جو عذاب اس کی قوم پر آیا تھا اسی نے اس کو بھی آ پکڑا۔ اور وہ ہلاک ہو گیا۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب وہ دفن کیا گیا تو اس کے پاس سونے کی ایک سلاخ تھی وہ بھی دفن ہو گئی۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اس کی قبر کھول دی۔ دیکھا تو سونے کی سلاخ موجود تھی۔ لوگوں نے اس کو نکال لیا۔ کہا جاتا ہے کہ اہل طائف ابورغال کی نسل سے ہیں۔ (ہو سکتا ہے حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں ابورغال کی اولاد میں سے بھی کوئی ہو)

(روح المعانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کن دو اشخاص کو سب سے زیادہ بدبخت قرار دیا؟

جواب: حضرت عمارؓ بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا، تم کو معلوم ہے کہ سب سے زیادہ بدبخت پہلی امتوں کا اور اس امت کا کون ہے حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا: حضرت ہودؑ کے زمانے کا (قیدار) بن سالف جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اور اس امت کا بدبخت شخص وہ آدمی ہے جو تیرے سر پر تلوار مارے گا۔ اور تیری ڈاڑھی اس خون سے رنگین ہوگی اور اسی تلوار سے تو شہید ہوگا۔"

(مسند امام احمد۔ تفسیر فتح القدیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر کرتے ہوئے کیا فرمایا تھا؟

جواب: عبداللہؓ بن زمعہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا پھر (صالح علیہ السلام کی) اونٹنی کا ذکر کیا اور جس نے اس کو قتل کیا تھا اس کا بیان کرتے ہوئے فرمایا: "ان میں سب سے بڑا بدبخت کھڑا ہوا یعنی اونٹنی کو ذبح کرنے کے لیے ایک شخص کھڑا ہوا جو موذی تھا۔ وہ اپنی قوم میں سربرآوردہ اور زور آور تھا جیسے ابو زمعہ اپنی قوم میں ہے۔" (مسند احمد۔ قصص الانبیاء)

سوال: ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب قصص الانبیاءؑ میں قوم ثمود میں سے زندہ بچ جانے والی ایک لڑکی کا بھی ذکر کیا ہے۔ وہ کون تھی؟

جواب: اس کا نام کلبہ بنت سلق یا ذریعہ تھا۔ وہ حضرت صالح علیہ السلام کی سخت دشمن تھی۔ وہ لنگڑی تھی۔ جب قوم صالح پر عذاب آیا تو اس کی ٹانگیں ٹھیک ہوگئیں اور وہ اس وقت اتنی تیزی سے بھاگی کہ عرب کے ایک قبیلے کے پاس پہنچ گئی اس نے جو کچھ دیکھا تھا اور ثمود پر جو عذاب نازل ہوا تھا سب کچھ بتا دیا پھر ان سے پانی مانگا۔ انہوں نے پانی دیا۔ پھر جب پانی پی لیا تو یہ بھی مر گئی۔ گویا اللہ نے اسے دوسری قوم کو بتانے کے لیے اتنی دیر زندہ رکھا۔ (قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

حضرت صالح علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: مشہور حافظ حدیث حضرت امام بغویؒ نے حضرت صالح علیہ السلام کا نسب نامہ کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: ان کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام کا نسب نامہ اس طرح ہے: صالح بن عبید بن آسف بن ماشخ بن عبید بن حادر بن ثمود۔ (قصص الانبیاء)

سوال: بعض دوسرے مفسرین و مؤرخین کے خیال میں حضرت صالح علیہ السلام کا سلسلۂ نسب کس طرح ہے؟

جواب: ابن کثیر نے حضرت صالح علیہ السلام کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے: صالح بن عبید بن آسف بن ماشخ بن عبید بن حادر بن ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔ مشہور تابعی حضرت وہب بن منبہ حضرت صالح علیہ السلام اور ثمود کے درمیان صرف دو واسطے نقل کرتے ہیں۔ صالح بن جابر بن ثمود۔

سوال: قوم ثمود کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کا حسب و نسب بعض دیگر روایات سے بیان کریں؟

جواب: قرآن حکیم میں حضرت صالح علیہ السلام کے والد کا نام اور ان سے اوپر کا نسب بیان نہیں ہوا۔ علماء نسب کے نزدیک حضرت صالح علیہ السلام سے ثمود تک جو نسب بیان کیا جاتا ہے وہی راجح ہے۔ اور ثمود سے حضرت نوح علیہ السلام تک بھی دو مختلف قول ہیں جن میں ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام شامل ہیں۔ ان کا یہ نسب نامہ بھی بتایا جاتا ہے: صالح بن عبید بن اسف بن ماشخ بن عبید بن حاذر بن ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے قوم ثمود کو ثمود کے نام سے کیوں پکارا جاتا ہے؟

جواب: ثمود مشہور قبیلہ تھا اور اس قوم یا قبیلے کو ثمود ان کے جد امجد ثمود کی وجہ سے کہا جاتا تھا جو جدیس کا بھائی تھا۔ اور ثمود و جدیس دونوں بیٹے تھے عاثر (عامر) بن ارم بن

سام بن نوح علیہ السلام کے۔ ثمود کی وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ یہ قوم جہاں رہتی تھی وہاں پانی کی شدید قلت تھی۔ ثمد کے معنی قلیل مال کے بھی ہیں اس لیے یہ قوم بھی ثمود کے نام سے مشہور ہوئی۔ علامہ سید سلیمان ندوی کی رائے ہے کہ عبری میں ایک لفظ تامید ہے جس کے معنی ہمیشہ رہنے والا ہیں۔ عربی کی ث اور عبری کی ت ایک چیز ہے لہٰذا ثمود اسی تامید کا معرب ہے، یہ نام انہوں نے فخریہ تجویز کیا تھا۔

(تفسیر المنار۔ ارض القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قاموس القرآن)

سوال: کیا آپ جانتے ہیں کہ قوم ثمود کہاں رہتی تھی؟

جواب: قرآن میں اس قوم کو حجر میں رہنے والی بتایا گیا ہے۔ مفسرین کے مطابق حجر والوں سے مراد قوم ثمود ہے اور ان کے مقام سکونت کا نام حجر ہے۔ جو مدینہ طیبہ سے شمال کی جانب ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان ثمود کی آبادیاں حجر میں تھیں۔ حجاز اور شام کے درمیان وادی قریٰ تک جو میدان ہے یہ سب ان کا مقام سکونت ہے۔ ثمود کی بستیوں اور کھنڈرات کے نشانات آج تک موجود ہیں۔ اس قوم کی جائے سکونت کو حجر ثمود بھی کہتے ہیں۔ اور اس کے سامنے خلیج عقبہ ہے۔ مفسرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ وادی حجر حجاز اور ملک شام کے درمیان وسیع و عریض میدان کی شکل میں موجود ہے۔ اور یہ علاقہ آجکل فج الناقہ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ قوم ثمود خالص عرب (عرب عاربہ) تھے۔ حجر میں سکونت پذیر تھے۔ یہ حجاز مقدس اور تبوک کے درمیان واقع ہے اور حضور ﷺ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے تھے۔"

(قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مسلمان مورخین اور مستشرقین کی قوم ثمود کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: مشہور عرب مورخ مسعودی لکھتا ہے: "جو شخص ملک شام سے حجاز کو آتا ہے اس کی راہ میں اس قوم کے مٹے نشان اور کھنڈرات ملتے ہیں۔ مصر کا مشہور مورخ جرجی زیدان اپنی کتاب العرب قبل الاسلام میں انہی آثار کے بارے میں لکھتا ہے۔

علامہ نجار مصری کہتے ہیں کہ مدائن صالح آج بھی موجود ہیں۔ وہ مقام جہاں ثمود بستے تھے آج بھی فج الناقہ کے نام سے مشہور ہے۔ مسعودی لکھتا ہے کہ ثمود قوم کی گلی سڑی ہڈیاں ان کی قبروں میں اور ان کے نشانات اور یادگاریں آج بھی اس شخص کو دعوت نظارہ دیتی ہیں جو شام کی طرف سے اس علاقے میں داخل ہوتا ہے۔

(تفسیر المنار۔ قصص القرآن۔ ارض القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بعض مستشرقین کی رائے قوم ثمود کے بارے میں کیا ہے؟

جواب: بعض مستشرقین کہتے ہیں کہ وہ ان یہود میں سے تھے جو فلسطین میں حضرت موسیٰ کے حکم کے مطابق داخل ہوئے اور ادھر آ بسے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ان عمالقہ میں سے تھے جو فرات کے مغرب سے نقل مکانی کر کے یہاں آئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ان عمالقہ میں سے تھے جنہیں احمس شاہ مصر نے مصر سے نکال باہر کیا تھا۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ قوم عاد کے باقی ماندہ افراد میں سے تھے۔ جو عذاب خداوندی سے بچ گئے تھے اور ادھر منتقل ہو گئے اہل حضر موت بھی اس علاقے کو مستقرات عاد میں سے بتاتے ہیں۔ اور قرآن کریم سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ارض القرآن۔ تفسیر المنار)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی وفات سے ایک سو سال بعد پیدا ہوئے اور بیس سال قوم کو تبلیغ کی۔ آپ کی قوم کی عمریں کتنی تھیں؟

جواب: اس قوم کی عمریں بہت طویل ہوتی تھیں، ایک شخص اگر اپنی رہائش کے لیے مکان بناتا تو وہ اس کی زندگی ہی میں کھنڈر بن جاتا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین و مؤرخین نے اونٹنی کی تفصیل کیا بتائی ہے؟

جواب: اونٹنی کی پیدائش حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ اور اس کی پیدائش انوکھے اور حیران کن طریقے سے ہوئی تھی اس لیے اس کا کھانا پینا بھی عجیب تھا۔ وہ اونٹنی اس قدر عظیم الجثہ تھی اور بڑے ڈیل ڈول کی تھی کہ جس جنگل میں چرتی دوسرے مویشی

ڈر کر بھاگ جاتے تھے۔ اور اپنی باری کے دن جس چشمے سے پانی پیتی وہ چشمہ خالی ہو جاتا۔ اس لیے پانی پینے کی بھی باری مقرر کر دی گئی تھی۔

(القرآن۔ فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اونٹنی کے کون سے بڑے دو قاتل تھے؟

جواب: اونٹنی کے دو بڑے قاتل مصداع اور قیدار (قدار) بن سالف تھے۔

(قصص الانبیاء۔ انبیائے کرام)

سوال: مصدع اور قیدار نے اونٹنی کو کیوں قتل کیا؟

جواب: اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے۔ ویسے تو قوم صالح علیہ السلام کے تمام مشرکین ناقۃ اللہ کے دشمن بن گئے تھے مگر ان دونوں نے عورتوں کے مکروفریب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اونٹنی کو قتل کیا۔ ایک مالدار اور حسین جمیل بدبخت عورت صدوق مصدع یا (مصطح) سے کہنے لگی کہ اگر تم ناقہ کو قتل کر دو تو میں اپنے آپ کو تمہارے حوالے کر دوں گی ایک دوسری عورت عنیزہ یا عنیزہ نے قیدار سے کہا کہ اگر تم اونٹنی کو ہلاک کر دو تو میں اپنی خوبصورت لڑکی تمہیں دے دوں گی۔ (بعض کہتے ہیں کہ اس نے خود شادی کی دعوت دی تھی) اس طرح یہ عورتوں کی باتوں میں آگئے اور اونٹنی کو قتل کر دیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: ان دونوں کافروں نے اونٹنی کو کیسے قتل کیا؟

جواب: وہ اونٹنی کی گزرگاہ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ جب اونٹنی سامنے آئی تو مصدع نے تیر سے نشانہ لگایا اور قیدار نے تلوار سے وار کر کے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور اسے ہلاک کر دیا۔ اونٹنی کا بچہ چیختا چلاتا پہاڑی میں غائب ہو گیا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے مفسرین نے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم پر آنے والے عذاب کی کیا علامتیں بتائیں ہیں؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کے مطابق جب قوم صالح علیہ السلام نے عذاب کی فرمائش کی

تو آپ نے فرمایا اچھا تم اگر عذاب ہی چاہتے ہو تو سن لو۔ آنے والے عذاب کی تین علامتیں ہوں گی۔ پہلی یہ کہ جمعرات کے روز تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے، جو ڈر اور خوف کی علامت ہے۔ دوسری علامت یہ کہ جمعہ کے روز سب کے چہرے سرخ ہو جائیں گے، جو ڈر اور خوف کا دوسرا درجہ ہے۔ تیسری علامت یہ کہ ہفتے کے روز سب کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے جو ڈر اور خوف کا تیسرا درجہ ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ یہ عذاب مرد، عورت، بچے، بوڑھے، جوان سب پر آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (معارف القرآن۔ روح المعانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی کس طرح حفاظت فرمائی اور نو آدمی کس طرح ہلاک ہوئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام پر فرشتوں کا پہرہ لگا دیا۔ جب کہ ۹ آدمی خدا کے عذاب سے ہلاک ہوئے اور اپنی قوم کو بھی ہلاک کرایا۔ یہ ۹ سردار پہاڑ کی سے نیچے آرہے تھے۔ پہاڑ سے ایک پتھر لڑھکتا ہوا آیا اور یہ سب اسی وقت ہلاک ہو گئے اسی لیے قرآن کے پارہ ۱۹ رکوع ۱۹ میں فرمایا گیا: "بلاشبہ اس واقعہ میں دانشمند لوگوں کے لیے عبرت ہے۔" یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ چٹان سے بچنے کے لیے غار میں چھپ گئے۔ اور اسی چٹان نے غار کا منہ بند کر دیا۔

(معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم ثمود پر آنے والے عذاب کی کیفیت اور اس کے اثرات کیا تھے؟

جواب: قرآن نے اس عذاب کو کئی جگہ مختلف نام دیئے ہیں۔ رجفۃ یعنی زلزلہ کا عذاب۔ صاعقۃ یعنی کڑک اور بجلی کا عذاب اور صیحۃ یعنی چیخ اور چنگھاڑ کا عذاب۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ تینوں صورتیں ایک ہی وقت میں ہوئیں۔ تین دن کے بعد مقررہ وقت پر عذاب آیا۔ اور رات کے وقت ایک ہیبت ناک آواز نے ہر شخص کو اسی حالت میں ہلاک کر دیا جس میں وہ تھا۔ قرآن نے اسی ہلاکت خیز سزا کو مختلف نام دیئے۔ مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ قوم جہاں جہاں آباد تھی اور جو بستیاں

انہوں نے بسائی تھیں ان میں سے کسی کا بھی نام و نشان باقی نہ رہا اور وہ حرف غلط کی طرف مٹ گئیں۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین و مؤرخین نے قوم ثمود کے تذکرہ میں ابو رغال نام کے ایک شخص کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ شخص کون تھا؟

جواب: قوم ثمود نے خود عذاب مانگا تھا۔ جس سے وہ ہلاک ہو گئی۔ صرف ایک شخص ابو رغال بچا تھا وہ عذاب کے وقت مکہ گیا ہوا تھا۔ مگر یہ شخص جب حدود حرم سے باہر نکلا تو جس عذاب سے قوم ثمود ہلاک ہوئی تھی اس سے یہ بھی ہلاک ہو گیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد کتنی بتائی جاتی ہے؟

جواب: حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والے عذاب سے محفوظ رہنے والے مسلمانوں کی تعداد تقریباً ایک سو بیس تھی۔ اور ہلاک شدہ تقریباً ڈیڑھ ہزار گھرانے تھے حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کی تعداد چار ہزار بھی بتائی گئی ہے۔ (قصص القرآن۔ معارف القرآن۔ روح المعانی)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام نے کتنی عمر میں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: آپ علیہ السلام کی عمر اور مقام تدفین اور مقام وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد آپ اپنے مومن ساتھیوں کو لے کر حجر سے فلسطین کے علاقے رملہ میں چلے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یمن کے علاقے حضر موت چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ بعض کا کہنا ہے کہ آپ مکہ معظمہ جا کر آباد ہو گئے اور وہیں وفات پا کر حرم پاک کے مغربی حصے میں دفن ہوئے۔ بعض مؤرخین و مفسرین کے مطابق آپ نے ۸۵ سال کی عمر پائی جبکہ بعض ۲۸۰ سال بتاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ ثمود کی بستیوں میں ہی رہے۔

(تفسیر خازن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ روح المعانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابو موسیٰ اشعری مشہور صحابی ہیں۔ آپ نے حضرت صالح علیہ السلام کی

اونٹنی کی جسامت کا کیسے اندازہ لگایا؟

جواب: ناقۃ اللہ بڑے جسم والی اونٹنی تھی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں: "میں ثمود کے شہروں میں شہر حجر گیا تو اس اونٹنی کی جگہ کی مشہوری سن کر لوگ اس کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ جب میں بھی گیا تو میں نے اس اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہ اپنے ہاتھوں سے ناپی تھی۔ جو کہ ساٹھ گز مدور تھی۔" (قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے قوم ثمود کے شرپسندوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کب اور کیسے معجزہ طلب کیا؟

جواب: قوم ثمود کے سردار اپنی محفل میں اکٹھے تھے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں تمہارا سوال پورا کردوں اور ایسی صفات والی اونٹنی نکل آئے تو کیا ایمان لے آؤ گے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اس عہد و پیمان کے بعد نماز پڑھی اور اپنے پروردگار سے دعا کی کہ ان کا مطلوبہ سوال پورا ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن صرف ایک سردار جندع بن عمرو اور اس کے ساتھیوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ (قصص الانبیاء)

سوال: مفسر و مؤرخ ابن جریر نے اونٹنی کے قتل کا ذکر کس انداز سے کیا ہے؟

جواب: انہوں نے کہا ہے کہ قوم ثمود کی دو عورتیں صدوق بنت المحیا بن زہیر المختار اور عنیزہ بنت غنم بن مجلز تھی۔ صدوق اونچے خاندان کی خوبصورت مالدار عورت تھی۔ اس کا شوہر اسلام لا چکا تھا جس کی وجہ سے علیحدگی ہو گئی تھی۔ اس نے اپنے چچازاد بھائی مصدع بن مہرج بن المحیا سے کہا کہ اگر تو اونٹنی کو مار ڈالے تو میں تیرے لیے ہوں۔ عنیزہ کا شوہر ذواب بن عمرو بھی کافر سردار تھا۔ اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ اس نے قدار سے کہا کہ اگر تو اونٹنی کو مار ڈالے تو دونوں لڑکیوں میں سے جسے چاہو ایک تمہاری۔ اس طرح یہ دونوں کافر اونٹنی کو مارنے کے لیے تیار ہو گئے۔

(تفسیر طبری۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم ثمود کے نو شرپسند سرداروں کے نام کیا بتائے گئے ہیں؟

جواب: نو رئیسوں اور سرداروں کے مشورے سے اونٹنی کو مارا گیا تھا۔ اور حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ ان کے نام تھے: رعی، رعم، ہرم، ہریم، داب، صواب، قدار (قیدار)، مصطع اور ایک نامعلوم شخص۔ (روضۃ الاصفیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے جندع بن عمرو کون تھا۔ اس نے مومنوں کی کیسے مدد کی؟

جواب: نو سرداروں کے قتل کے بعد اور بعض لوگوں کے غار میں بند ہو جانے کے بعد قوم ثمود کے کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام اور دوسرے مومنوں کو بدلہ لینے کے لیے گھیر لیا۔ اسی اثنا میں ایک سردار جندع بن عمرو جو مسلمان تھا اپنی فوج لے کر پہنچ گیا اور کافروں کا مقابلہ کیا۔ آخر چند لوگوں نے درمیان میں آ کر فیصلہ کیا کہ صالح علیہ السلام شہر چھوڑ جائیں۔ چونکہ ویسے بھی قوم ثمود پر عذاب آنے والا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام جندع بن عمرو اور دوسرے ساتھیوں کو لے کر شہر سے باہر چلے گئے۔ عذاب آیا تو شہر کے سارے لوگ مارے گئے۔ (روضۃ الاصفیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود میں مبعوث ہوئے۔ بتایئے تورات میں کس نام سے حضرت صالح کا ذکر آیا ہے؟

جواب: قرآن میں تو آٹھ مرتبہ حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے مگر تورات میں آپ کا ذکر نہیں آیا۔ (القرآن۔ تورات۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم ثمود نے سترہ سو شہر آباد کیے۔ بتایئے وہ کس فن کی وجہ سے مشہور تھی؟

جواب: قوم ثمود فن سنگ تراشی کی وجہ سے مشہور تھی۔

(سیرت انبیاء کرام۔ القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت صالح علیہ السلام نے کتنا عرصہ قوم کو تبلیغ کی اور پھر کس علاقے کو اپنا مسکن بنایا؟

جواب: آپ نے بیس سال تک اپنی قوم کو تبلیغ کی۔ قوم نہ مانی تو اس پر ہولناک گرج اور کڑک اور زلزلے کا عذاب آیا۔ قوم ثمود کی تباہی کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے رملہ (اردن) کو اپنا مسکن بنایا۔ (تاریخ القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابو الانبیاءؑ بھی کہا جاتا ہے بتایئے آپ کا ذکر قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں آیا ہے؟

جواب: اللہ کے دوست یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ذکر قرآن پاک کی پچیس سورتوں میں آیا ہے۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ انبیاء کرام۔ تاریخ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر پچیس سورتوں میں آیا ہے۔ سورتوں کے نام بتا دیجئے؟

جواب: سورۃ البقرہ۔ سورۃ آل عمران۔ سورۃ النساء۔ سورۃ الانعام۔ سورۃ توبہ۔ سورہ ہود۔ سورۃ یوسف۔ سورۃ ابراہیم۔ سورۃ الحجر۔ سورۃ النحل۔ سورۃ مریم۔ سورۃ الانبیاءؑ۔ سورۃ الحج۔ سورۃ الشعراء۔ سورۃ عنکبوت۔ سورۃ الاحزاب۔ سورۃ الصّٰفّٰت۔ سورۃ صٓ۔ سورۃ الشوریٰ۔ سورۃ زخرف۔ سورۃ الذاریات۔ سورۃ الحدید۔ سورۃ النجم۔ سورۃ الممتحنہ۔ سورۃ الاعلیٰ۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام سے بھی ایک سورۃ قرآن پاک میں موجود ہے۔ جس کی آیت ۳۵ میں آپ کا ذکر ہے۔ بتایئے دوسری کن آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام نامی آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی کل ۶۳ آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام آیا ہے۔ پارہ ایک سورۃ البقرہ آیات ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷ پھر ۱۳۰۔ ۱۳۲۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۴۰۔ پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیات ۲۵۸۔ ۲۶۰۔ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیات ۳۳۔ ۶۵۔

۷۶ ـ ۶۸ ـ ۸۳ ـ پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیات ۹۵ ـ ۹۷ ـ پارہ ۵ سورۃ النساء
آیات ۵۴ ـ ۱۲۵ ـ ۱۶۳ ـ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیات ۷۴ ـ ۷۵ ـ ۸۳ ـ پارہ ۸
سورۃ الانعام آیت ۱۶۱ ـ پارہ ۵ سورۃ النساء آیات ۵۴ ـ ۱۲۵ ـ ۱۶۳ ـ پارہ ۷ سورۃ
الانعام آیت ۱۶۱ پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیات ۳۵ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۵۱ ـ
پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیات ۴۱ ـ ۴۶ ـ ۵۸ ـ پارہ ۱۷ سورۃ ابراہیم آیات ۵۱ ـ
۶۰ ـ ۶۲ ـ ۶۹ ـ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیات ۵۱ ـ ۶۰ ـ ۶۲ ـ ۶۹ ـ پارہ ۱۷ سورۃ الحج
آیات ۲۶ ـ ۴۳ ـ ۷۸ ـ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۶۹ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت
آیات ۱۶ ـ ۳۱ پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۷ پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیات
۸۳ ـ ۱۰۴ ـ ۱۰۹ پارہ ۲۳ سورۃ صٓ آیت ۴۵ ـ پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳ ـ
پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۲۶ ـ پارہ ۲۷ سورۃ الذاریات آیت ۲۴ ـ پارہ ۲۷
سورۃ النجم آیت ۳۷ ـ پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۲۶ ـ پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنۃ آیت
۴ ـ پارہ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۹ ـ

(القرآن ـ تذکرۃ الانبیاء ـ قصص القرآن ـ قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابو الانبیاء فرمایا ہے ـ بتایئے قرآن پاک نے آپ کا تعارف کس طرح کرایا ہے؟

جواب: قرآن حکیم نے آپ کو ملت اسلامیہ کے باپ کہا ہے: پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۲۰ میں ہے: اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً ’’بے شک ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات میں ایک پوری امت تھے ـ‘‘ (القرآن ـ سیرت انبیاء کرام ـ قصص القرآن ـ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابراہیم کہا گیا ہے جبکہ تورات میں ابراہیم اور ابرام (نام) آیا ہے ـ اس کے معنی بتادیجئے؟

جواب: اہل لغت کے مطابق اب عربی کا اب ہے جس کے معنی باپ کے ہیں اور راہیم کلدانی زبان کا لفظ ہے ـ جس کے معنی ہیں عوام یا جمہور ـ اس طرح ابراہیم کے معنی لوگوں کے باپ ہیں ـ بعض حضرات کے نزدیک ابراہیم اَبٌ رَاحِمٌ (رحم کرنے

والا باپ) کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔ اس طرح یہ دونوں لفظ عربی کے ہوں گے۔

(قاموس القرآن۔تفسیر ماجدی۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟ یہ نام قرآن پاک کی کس آیت میں آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر آیا ہے۔ جیسے پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۵ میں ہے: وَاِذْقَالَ اِبْرٰاھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ" اور یاد کرو جب ابراہیمؑ نے اپنے والد آزر سے کہا۔" آپؑ کی والدہ کا نام قرآن پاک میں کہیں نہیں آیا۔ (القرآن۔قصص القرآن۔قصص الانبیاء۔تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کے بارے میں قرآن مجید کس انداز میں تصدیق کرتا ہے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۹ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے کہلوایا گیا ہے: اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥" میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا۔ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔" پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ٦۷ میں: وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥" اور وہ مشرکین میں سے بھی نہ تھے۔" پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱٦۱ میں ہے: وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ٥" اور وہ شرک کرنے والوں میں نہ تھے۔" پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۲۰ میں ہے: وَلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ" اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔"

(القرآن۔سیرت انبیاء کرام۔قصص القرآن۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ابوالموحدین بھی کہا جاتا ہے۔ بتایئے کیوں؟

جواب: آپؑ چونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والے تھے اور اللہ کی طرف لگاؤ رکھے ہوئے تھے اس لئے آپ کو یہ نام دیا گیا۔ قرآن حکیم میں آپ کو خدا پرست اور خدا سے محبت کرنے والا بتایا گیا ہے۔ پارہ ۷ رکوع ۱۵ میں ہے:" میں نے سب سے یکسو ہوکر

اپنا رخ اسی کی طرف کرلیا ہے۔" اسی طرح پارہ ۸ رکوع ۷ میں ہے: "وہ ابراہیم خدا ہی کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والے نہیں تھے۔" پارہ ۱۴ رکوع ۲۲ میں ہے: "جو سب کی طرف سے یک سو ہو کر خدا کا ہو گیا۔" پارہ ۱۴ رکوع ۲۲ میں ہے: آپ ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلئے جو بالکل یکسو ہو چکا تھا۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: یہودی، نصاریٰ اور مشرکین دعوے کرتے تھے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں۔ قرآن نے اس دعوے کو کس طرح باطل قرار دیا؟

جواب: قرآن پاک کے پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۷ میں ہے: مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ "ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ ایک مخلص فرمانبردار تھے۔ اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔" پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۵ میں ہے: "وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ" "اور وہ مشرک نہ تھے۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی ہے۔ بتائیے کونسی خاص خوبیاں بیان فرمائی ہیں؟

جواب: انہیں متعدد مقامات پر حنیفا یعنی یکسو ہو کر اللہ سے تعلق قائم رکھنے والا کہا گیا ہے۔ (ایک رخ پر قائم) سورۃ النحل آیت ۱۲۰ میں انہیں پوری ایک امت کے برابر قرار دیا گیا اور اللہ کے فرمانبردار کہا گیا۔ سورۃ مریم آیت ۴۱ میں ارشاد ہے: إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا۔ "بے شک وہ اللہ کے سچے نبی تھے۔" پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۵ میں ہے: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ۔ "بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام بڑا نرم دل اور متحمل مزاج تھا۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے کس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۲۳ میں ہے: وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝ "اور اللہ

تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خالص دوست بنایا تھا۔" (القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام ابتداء ہی سے ہدایت پہ تھے۔ قرآن نے کس طرح وضاحت کی ہے؟

جواب: سورۃ الانبیاء آیت ۵۱ میں ہے: ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل و کنابہ علمین. "اور ہم نے ابتداہی سے ابراہیم علیہ السلام کو (ان کی شان کے مناسب) خوش فہمی عطا کی تھی۔ اور ہم ان کے کمالات کو خوب جانتے تھے۔" سورۃ الصفت آیت ۸۳ میں ہے: وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ "اور نوح کے طریقوں پر چلنے والوں (مسلمان) میں سے ابراہیم بھی تھے جبکہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے۔" (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتایئے کس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے بھی نازل ہوئے؟

جواب: پارہ ۳۰ کی سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۹ میں ہے: صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى "ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں ہے۔" (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو آزماتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چند باتوں میں آزمایا تھا۔ بتایئے اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

جواب: پارہ ایک سورۃ بقرہ آیت ۱۲۴ میں ہے: وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ "اور جس وقت امتحان لیا ابراہیمؑ کا ان کے پروردگار نے چند باتوں میں وہ ان کو پورے طور پر بجالائے۔ تو اللہ نے ان سے فرمایا کہ تم کو لوگوں کا مقتداء بناؤں گا۔" یعنی ابراہیم علیہ السلام ان امتحانوں میں کامیاب ہوئے۔ (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ فتح الحمید)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۶۱ میں ہے: قُلْ اِنَّنِىْ هَدٰٮنِىْ رَبِّىْۤ اِلٰى صِرَاطٍ

مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا. ”آپ فرمادیجئے کہ یقیناً مجھ کو تو میرے رب نے سیدھی راہ بتلادی ہے کہ وہ ایک صحیح دین جو مت ہے ابراہیم علیہ السلام کی۔“ پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۲۳ میں ہے: ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ”پھر ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر جو کہ بالکل یکسو ہو رہے تھے چلئے۔“ سورۃ ۳ آل عمران آیت ۹۵ میں ہے: قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا. ”آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہہ دیا۔ پس تم مت ابراہیم کی پیروی کرو۔“ پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنہ آیت ۴ میں ہے: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ”تمہارے لئے ابراہیمؑ اور ان لوگوں میں جو کہ (ایمان واطاعت میں) ان کے شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم کو عجائبات خداوندی کا نظارہ کرایا گیا۔ بتایئے قرآن اس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

جواب: سورۃ الانعام آیت ۷۵ میں فرمایا گیا ہے: وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ ○ ”اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھائی تاکہ انہیں علم ہو جائے اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔“ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ستارے، چاند اور سورج کو دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: قرآن مجید کے ساتویں پارے کی سورۃ الانعام آیت ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸ میں ہے:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ○ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ○ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ○ ”پھر جب رات کی

تاریکی ان پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے پس جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے سو جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاتا۔ پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے۔ یہ تو سب سے بڑا ہے۔ پس جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا، اے قوم بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔'' دراصل آپ کا یہ انداز قوم کو سمجھانے کے لئے تھا۔ (القرآن۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ایمان اور عقیدے کا کس طرح اعلان فرمایا؟

جواب: سورۃ الانعام آیت ۷۹ میں ہے کہ ستارے، چاند اور سورج کا مشاہدہ کرنے کے بعد آپؑ نے اعلان فرمادیا: '' (اے میری قوم بلاشبہ میں ان چیزوں سے بے زار ہوں جن کو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو) میں نے سب سے یکسو ہوکر اپنا رخ اسی کی طرف کرلیا جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔'' اسی طرح پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنہ آیت ۴ میں ہے: إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ. ''جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو ان سے بیزار ہیں۔ ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کیلئے عداوت اور بغض (زیادہ) ظاہر ہوگیا۔ جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔''

(تاریخ الانبیاء۔ القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح الحمید۔ تفسیر مظہری)

سوال: انبیاءؑ کو سب سے پہلے اپنے گھر سے یعنی اپنے اہل خانہ سے تبلیغ کا آغاز کرنے کا حکم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے کسے دعوت حق دی؟

جواب: آپ نے سب سے پہلے اپنے باپ آزر کو دعوت حق دی۔ پارہ ۱۷ سورۃ انبیاء

آیت ۵۲ میں ہے: اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ۔ "اور جب انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے والد اور قوم سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں جن کی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو۔" پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۵ میں ہے: اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝ "جب کہ انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس (غلط) چیز کی عبادت کرتے ہو۔" پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۲ میں ہے: اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ۔ "اے میرے باپ تم ایسی چیز کی عبادت کیوں کرتے ہو" پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۴ میں ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ "جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا۔" (القرآن۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان۔ فتح الحمید)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو کس بات کی تعلیم دی؟

جواب: آپ نے اپنے باپ کو بتوں کی پوجا سے منع فرمایا اور توحید کا درس دیا۔ پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۲ میں ہے: اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ۝ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝ یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ۝ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا "جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تم ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے۔ اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہنچا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا۔ تو تم میرے کہنے پر چلو۔ تم کو سیدھا رستہ بتلاؤں گا۔ اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش مت کرو۔ بے شک شیطان رحمٰن کی نافرمانی کرنے والا ہے۔ اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے۔ پھر تم شیطان کے ساتھ ہو جاؤ۔" پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۵۲ میں ہے: "جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے فرمایا کہ یہ کیا

واہیات) مورتیں ہیں جن (کی عبادت) پر تم جمے بیٹھے ہو۔" پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۸۵ میں ہے: اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ○ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ○ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ "جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس غلط چیز کی عبادت کیا کرتے ہو۔ کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کو اللہ کے سوا چاہتے ہو۔ تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے۔" پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۷۴ میں ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ "اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے۔ بے شک میں تجھ کو اور تیری قوم کو سراسر غلطی میں دیکھتا ہوں۔"

(تاریخ الانبیاء۔ القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح القدیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے قوم کو کن الفاظ میں نصیحت فرمائی؟

جواب: سورۃ الانعام آیت ۷۸ تا ۸۱ میں ہے: قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○ "بے شک میں تمہارے شرک سے بے زار ہوں۔" پھر فرمایا: قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْــٴًـا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ○ وَكَیْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ "آپ نے (قوم سے) فرمایا تم اللہ کے معاملے میں مجھ سے حجت کرتے ہو۔ حالانکہ اس نے مجھ کو طریقہ بتلا دیا ہے اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا۔ ہاں اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے۔ کیا تم پھر خیال نہیں کرتے اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے۔ حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔" اسی طرح آپ نے قوم کو ان باتوں کی بھی تلقین کی جو اوپر

والے سوال و جواب میں آ چکی ہیں۔

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔فتح المجید۔فتح القدیر۔روح المعانی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے ان کو کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۶ میں ہے: قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ط ''باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودوں سے پھرتے ہوئے ہو۔ اگر تم اس حرکت سے باز نہ آئے تو یقیناً تمہیں سنگسار کروں گا۔ اور تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جا۔''

(القرآن۔تذکرۃ الانبیاء۔تفسیر القرآن۔فتح المجید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی دھمکی پر کیا جواب دیا اور اس کیلئے کس طرح دعا فرمائی؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۴۷۔۴۸ میں ہے: قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ط اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ○ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ○ ''(ابراہیم نے) کہا میرا سلام لو۔ اب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کروں گا۔ بے شک وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔ اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کررہے ہوان سے کنارہ کشی کرتا ہوں اور اپنے رب کی عبادت کروں گا۔ امید ہے اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہ رہوں گا۔''

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفسیر ماجدی۔تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے بارے میں بخشش طلب کی۔ قرآن نے اس کی وضاحت کس طرح کی ہے؟

جواب: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ط ''اور رہا ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش طلب کرنا تو وہ محض ایک وعدہ کی بنا پر تھا جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا۔ پھر جب اس کو یہ

ہوگیا کہ اس کا باپ دشمن ہے تو وہ اس سے لاتعلق ہوگیا۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر فتح القدیر۔)

سوال: قوم مخالف ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغ کے جواب میں کس رد عمل کا اظہار کیا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۵۳ تا ۵۶ میں ہے: قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ "وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی عبادت کرتے دیکھا۔" قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ "(ابراہیمؑ نے) کہا کہ بے شک تم اور تمہارے باپ دادا (جو ان کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں) صریح غلطی میں ہیں۔" قالوا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ انت من اللّٰعِبِيْنَ ۝ "وہ کہنے لگے کہ کیا تم (اپنے نزدیک) سچی بات (سمجھ کر) ہمارے سامنے پیش کر رہے ہو۔" قال بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرھن وانا علی ذلکم من الشھدین ۝ "ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا نہیں (دل لگی نہیں) بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ جس نے ان سب کو پیدا بھی کیا اور میں اس دعویٰ پر دلیل بھی رکھتا ہوں۔" پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۱۶ تا ۱۸ میں ہے: وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ "اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو۔ تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر محض بتوں کو پوج رہے ہو اور (ان کے متعلق) جھوٹی باتیں تراشتے ہو۔ تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ سو تم

لوگ رزق خدا کے پاس سے تلاش کرو۔ اور اسی کی عبادت کرو۔ اور اسی کا شکر ادا کرو۔ اور تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور اگر تم لوگ مجھ کو جھوٹا سمجھو تو تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلا چکی ہیں اور ان کا (پیغمبروں) کا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ پیغمبر کے ذمے تو بات صاف صاف پہنچا دینا ہے۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کے بارے میں قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۵۷ میں ہے وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ○ "خدا کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی گت بناؤں گا جب تم ان کے پاس سے چلے جاؤ گے۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: تمام لوگ میلے میں چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے بتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۵۸ میں ہے۔ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ○ "انہوں نے ان بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سوائے ان کے ایک بڑے بت کے کہ شاید وہ لوگ ابراہیمؑ کی طرف (دریافت کرنے کے لئے) رجوع کریں۔" (القرآن۔ روح المعانی۔ تفسیر طبری۔ تفسیر مظہری۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسرے لوگوں کے ساتھ میلے میں جانے سے کیوں انکار کیا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۸۹ میں ہے۔ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ○ "اور کہہ دیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں۔" آپ چونکہ میلے میں جانا نہیں چاہتے تھے اور قوم مجبور کر رہی تھی اس لئے آپ ناسازی طبع کا کہہ کر ان سے چھٹکارا حاصل کیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ ممکن ہے ان کی طبیعت قوم کی نافرمانی پر پریشان ہو۔

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: قوم کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ کر چلے گئے تو آپ نے سب سے

پہلے کیا کام کیا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصفٰت آیت ۹۰ تا ۹۳ میں یہ نقشہ بیان کیا گیا ہے: فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ○ فَرَاغَ إِلَىٰ آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ○ مَا لَكُمْ لَا تَنطِقُونَ ○ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ○ "غرض وہ لوگ ان کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہ ان بتوں میں جا گھسے اور کہنے لگے کہ کیا تم کھاتے نہیں ہو۔ تم کو کیا ہوا تم تو بولتے بھی نہیں ہو۔ پھر ان پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے۔"

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: لوگ میلے سے واپس آئے تو بتوں کی حالت دیکھ کر کس طرح حیرت کا اظہار کیا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۵۹ اور ۶۰ میں ہے: قَالُوا مَن فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ○ "کہنے لگے کہ یہ ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے بڑا ہی غضب کیا ہے۔" قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ○ "بعضوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جو ابراہیم کہہ کر پکارا جاتا ہے ان بتوں کا ذکر کرتے سنا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ فتح الحمید۔ روح المعانی)

سوال: قوم کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ کیا تم نے ان بتوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاءؑ میں یہ مکالمے بڑے خوبصورت انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ آیت ۶۰ تا ۶۷ میں ہے کہ سب لوگوں کے سامنے قوم کے بعض افراد نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ نے جواب دیا۔ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِن كَانُوا يَنطِقُونَ ○ "انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کے اس بڑے (گرو) نے کی۔ سو ان ہی سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہیں۔" اس پر وہ لوگ سوچنے لگے اور پھر آپس میں کہنے لگے کہ حقیقت میں ہم ہی

ناطق پر ہیں۔ پھر شرمندگی سے اپنے سروں کو جھکالیا اور بولے: لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰؤُلَاءِ يَنْطِقُوْنَ ○ ''اے ابراہیم علیہ السلام تم کو تو یہ معلوم ہے کہ یہ بت بولتے نہیں۔'' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ○ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ ''ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: تو کیا خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ کچھ نفع پہنچا سکے اور نہ نقصان پہنچا سکے۔ تف ہے تم پر کہ باوجود حق کے ظاہر ہونے کے باطل پر اصرار کرتے ہو۔ اور ان پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔'' پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۹۳ تا ۹۶ میں ہے کہ جب وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس دوڑے ہوئے آئے تو آپ نے فرمایا: قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ○ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○ ''ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو خود تراشتے ہو۔ حالانکہ تم کو اور تمہاری ان بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔''
(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ فتح الحمید)

سوال: اس بادشاہ وقت کا نام بتا دیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس کا مقابلہ کیا تھا؟

جواب: مفسرین اور مؤرخین نے اس کا نام نمرود بتایا ہے جبکہ قرآن میں پارہ ۳ سورۃ بقرہ آیت ۲۵۸ میں رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا گیا ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاجَّ اِبْرٰهِيْمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ''اے پیغمبر! کیا آپ نے اس شخص کا قصہ ملاحظہ نہیں کیا جس نے ابراہیم علیہ السلام سے اُن کے رب کے بارے میں اس وجہ سے جھگڑا کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو حکومت دے رکھی تھی۔''
(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ روح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے درمیان مکالمہ قرآن مجید کی سورۃ بقرہ آیت ۲۵۸ میں بیان ہوا ہے۔ بتائیے کس انداز سے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے: اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ط قَالَ اِبْرٰهِيْمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ "جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے (پیدا کرتا ہے) اور مارتا ہے۔ کہنے لگا کہ میں بھی جلا بخشتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آفتاب کو (روز کے روز) مشرق سے نکالتا ہے تو (ایک ہی دن) مغرب سے نکال کر دکھا۔ اس پر وہ کافر حیران رہ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے ظالموں (بے راہوں) کو ہدایت نہیں فرماتا۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح المنیر۔ روح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: پوری قوم پہلے ہی مخالف تھی۔ بادشاہ وقت کو بھی اپنا اقتدار خطرے میں نظر آیا وہ لاجواب ہوگیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے کیا فیصلہ کیا گیا؟

جواب: نمرود سمیت پوری قوم نے فیصلہ کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا جائے۔ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۶۸ میں ہے: قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ○ "(آپس میں) وہ لوگ کہنے لگے کہ ان کو آگ میں جلاؤ اور اپنے معبودوں کا ان سے بدلا لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے۔" پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۹۷ میں ہے: قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ○ "وہ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ایک آتش خانہ (چار دیواری) تعمیر کرو اور ان کو اس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو۔" پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۴ میں ہے: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ "ان کی قوم کا بس جواب یہ تھا کہ کہنے لگے۔ ان کو یا تو قتل کرڈالو یا ان کو جلادو۔"

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تیسیر القرآن۔ فتح القدیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا گیا۔ آگ میں پھینکے جانے سے پہلے آپ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ”مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“ (القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر طبری)

سوال: نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکنے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت ۶۹ میں ہے: قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ”ہم نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے ضرر ہو جا ابراہیم علیہ السلام پر۔“ پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۹۸ میں ہے: فَاَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ”غرض ان لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ برائی کرنی چاہی تھی۔ سو ہم نے انہیں کو نیچا دکھایا۔“ پارہ ۲۰ سورہ العنکبوت آیت ۲۴ میں ہے: فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ”سو اللہ نے ان کو اس آگ سے بچالیا۔ بے شک اس واقعے میں جو کہ ایمان رکھتے ہیں نشانیاں ہیں۔“ (القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن۔ کنزالایمان)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ بتایئے آپ نے کب اور کہاں ہجرت کی؟

جواب: اگرچہ قرآن پاک میں جگہ کا نام نہیں بتایا گیا تاہم آپ آگ کے امتحان سے کامیاب ہونے کے بعد عراق (بابل) سے ہجرت کر گئے۔ پارہ ۱۷ سورہ انبیاء آیت ۷۰ میں ہے: وَنَجَّیْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ”اور بچا نکالا ہم نے اُس (ابراہیم) کو اور لوط کو اس سرزمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہم نے جہان کے واسطے۔“ پارہ ۲۰ سورۃ عنکبوت آیت ۲۶ میں ہے: فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ”پس صرف لوط علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں ... سے ہجرت کر کے اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں۔“ پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۹ میں ہے: فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ ''پس جب ان لوگوں سے جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، ان سے علیحدہ ہو گئے۔'' سورۃ الصٰفّت آیت ۹۹ میں ہے: وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ. ''اور (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا میں جانے والا ہوں اپنے پروردگار کی طرف عنقریب وہ میری رہنمائی کرے گا۔''

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فطرت میں تجسس کا مادہ تھا۔ آپ نے حیات بعدالممات (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانا) کے بارے میں کس خواہش کا اظہار کیا اور وہ کیسے پوری کی گئی؟

جواب: پارہ پہلا سورۃ البقرہ آیت ۲۶۰ میں ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ''اور یاد کرو جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے پروردگار! دکھا دے مجھے کیونکر زندہ کرے گا تو مردے؟ فرمایا، کیا تو نے یقین نہیں کیا۔ کہا، کیوں نہیں، لیکن اس واسطے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو تسکین ہو جائے، فرمایا تو پکڑ لے چار اُڑنے والے جانور، پھر ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لے۔ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا۔ پھر ان کو بلا چلے آئیں گے تیرے پاس دوڑتے۔ اور جان لے کہ بے شک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام مختلف علاقوں میں تبلیغ فرماتے ہوئے مصر پہنچے۔ اس دوران آپ کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام بھی ساتھ تھیں۔ مصر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: مصر کے بادشاہ سنان بن علوان (فرعون مصر) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام وحضرت سارہ علیہا السلام کا واقعہ پیش آیا۔ جو اگرچہ قرآن میں بیان نہیں کیا گیا۔

البتہ مؤرخین و مفسرین کے علاوہ احادیث میں اس کا ذکر ہوا ہے۔
(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے لئے کس انداز میں دعا مانگی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصّفت آیت ۱۰۰ اس میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ٥ "اے میرے رب مجھ کو نیک بیٹا عطا فرما۔"
(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور انہیں کیا بشارت دی گئی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصّفت آیت ۱۰۱ میں ہے: فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ٥ "پھر ہم نے (ابراہیم علیہ السلام کو) ایک متحمل (بردبار) بیٹے کی خوشخبری دی۔"
(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر طبری۔ الکشاف۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے شیر خوار بیٹے اور اہلیہ حضرت حاجرہ کو کب اور کہاں چھوڑا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت حاجرہ کو بے آباد علاقے میں چھوڑا جس کا نام قرآن نے مکہ یا بکہ بیان کیا ہے۔
(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اور بیوی کو مکہ کی وادی میں چھوڑتے وقت کیا دعا فرمائی؟

جواب: پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیات ۳۷۔۳۸ میں ہے: رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ٥ "اے میرے رب! میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں جہاں کھیتی باڑی نہیں ہوتی۔ تیرے عزت والے گھر کے پاس، اے اللہ! تاکہ یہ قائم رکھیں نماز کو، سو رکھ

بعضے لوگوں کے دل ان کی طرف مائل اور ان کو میووں سے روزی دے شاید وہ شکر کریں۔" (القرآن۔تفسیر فتح القدیر۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن)

سوال: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے قربانی کا حکم ہوا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر کیا تھی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۱۰۲ میں صرف اس قدر بتایا گیا ہے: فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ "پس جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگا۔" بعض نے اس کا ترجمہ کیا ہے: " سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچ گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جدوجہد کرنے لگے۔

(القرآن۔ سیرت انبیاء کرامؑ۔ قصص الانبیاء)

سوال: خواب دیکھنے کے بعد اللہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت آیت ۱۰۲ میں ہے: قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ط "ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو (اللہ کے حکم سے) ذبح کر رہا ہوں۔ تم بھی سوچ لو۔" (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ماجدی۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟

جواب: آپ نے جو کچھ فرمایا: اسے سورۃ الصفت آیت ۱۰۲ ہی میں بیان کیا گیا ہے: قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ "وہ (اسماعیل) بولے، ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ کیجئے۔ انشاء اللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔" (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ فوائد عثمانی۔ قصص القرآن)

سوال: دونوں انبیاء کرام علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیا تو کس عملی اقدام کا مظاہرہ کیا؟ اللہ کی طرف سے کیا حکم نازل ہوا؟

جواب: سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۳ میں ہے: فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ o "غرض دونوں نے (اللہ کے) حکم کو تسلیم کرلیا۔ اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کروٹ کے بل (پیشانی کے بل) لٹایا۔" اور قریب تھے کہ گلا کاٹ ڈالیں، اللہ کی طرف سے حکم نازل ہوا۔ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ o قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ o "(اس وقت) ہم نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم مخلصین کو ایسا صلہ دیا کرتے ہیں۔"

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس امتحان کے بارے میں کیا فرمایا اور ان کو کیسا صلہ دیا؟

جواب: سورۃ الصّٰفّٰت آیات ۱۰۶ تا ۱۱۰ میں ہے: اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ o وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ o وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ o سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ o كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ o "حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دیدیا۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی کہ ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔"

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے سورۃ الصّٰفّٰت میں ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محسنین میں شمار کیا ہے۔ بتائیے ان کی اور کون سی صفت بیان فرمائی ہے؟

جواب: آیت ۱۱۱ میں ہے: اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ o "بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔" (القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بیت اللہ کے بارے میں ارشاد خداوندی کیا ہے؟

جواب: پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۶ میں ہے: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ o "بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے (خدا کی عبادت کی خاطر) بنایا گیا۔ وہ مکہ میں یہی مکان (کعبۃ اللہ) ہے۔"

(القرآن۔ ترجمہ تھانوی۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر مظہری)

سوال: مکہ میں نہ کوئی آبادی تھی نہ کوئی عمارت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی جگہ کا کیسے علم ہوا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۲۶ میں ہے: وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ "اور جب کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلا دی۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو کیسا شرف عطا فرمایا؟

جواب: سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵ میں بیت اللہ کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا: وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ط "اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جس وقت ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے عبادت گاہ اور مقام امن قرار دیا۔"

(القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی)

سوال: مقام ابراہیم علیہ السلام کونسی جگہ ہے؟ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مقام ابراہیم ایک خاص پتھر کا نام ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ وہ کعبہ (بیت اللہ) کے قریب ایک محفوظ جگہ پر رکھا ہے۔ اس کے پاس نوافل ادا کرنا باعث ثواب ہے۔ اس کے بارے میں سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵ میں ہے: وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ط "اور مقام ابراہیم علیہ السلام کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے بیت اللہ کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کیا حکم دیا گیا؟

جواب: سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵ میں ہے: وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ٥ "اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف حکم بھیجا کہ میرے اس گھر کو خوب پاک رکھا کرو۔ بیرونی اور مقامی لوگوں (کی عبادت) کے واسطے اور رکوع

اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے۔" (القرآن۔تفسیر فتح القدیر۔معارف القرآن۔تفسیر حقانی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مکہ کے لئے کیا دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا مانگتے ہوئے جو کچھ فرمایا اسے سورۃ بقرہ آیت ۱۲۶ میں بیان کیا گیا ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ "اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے (دعا میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اس کو ایک آباد شہر بنا دیجئے اور امن والا اور یہاں رہنے والوں کو پھلوں سے بھی عنایت کیجئے ان کو جو کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہوں۔" ارشاد باری تعالیٰ ہوا: قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ "اور اس شخص کو جو کہ کافر رہے سو ایسے شخص کو تھوڑے روز تو خوب آرام ملے گا (دنیا میں) اور پھر اس کو کشاں کشاں عذاب دوزخ میں پہنچاؤں گا۔ اور وہ پہنچنے کی جگہ بہت بری ہے۔" (القرآن۔ضیاء القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفسیر حقانی)

سوال: بتائیے اللہ کے پیغمبروں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت کیا دعا فرمائی؟

جواب: سورۃ بقرہ آیات ۱۲۷ تا ۱۲۸ میں ہے: وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ "اور جبکہ اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں خانہ کعبہ کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے) اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ خدمت قبول فرما اور بلاشبہ آپ خوب سننے والے اور جاننے والے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ فرمانبردار بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایسی جماعت پیدا کیجئے جو آپ کی مطیع ہو اور نیز ہم کو

ہمارے حج کے مناسک بتادیجئے۔اور ہمارے حال پر توجہ رکھئے اور درحقیقت آپ ہی توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے ہیں۔"

(القرآن۔ضیاء القرآن۔تفسیر حقانی۔تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت پیغمبر مبعوث فرمانے کے لئے کیا دعا مانگی؟

جواب: سورۃ بقرہ آیت ۱۲۹ میں ہے: کہ آپ نے دعا فرمائی: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٥ "اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت میں ان ہی میں سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیج (مقرر فرما) جو ان لوگوں کو آپ کی آیات پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو (آسمانی) کتاب کی اور حکمت ودانائی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کردیں۔بے شک تو ہی غالب ہے حکمت والا ہے۔

(تاریخ الانبیاء۔القرآن۔تفسیر عثمانی۔تفسیر ابن کثیر۔فتح المجید)

سوال: بیت اللہ کو بیت العتیق بھی کہا گیا ہے۔کس آیت میں؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۲۹ میں ہے: وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ٥ "اور اس مامون گھر (یعنی بیت اللہ) کا طواف کریں۔" اسی سورۃ کی آیت ۳۳ میں بھی یہ نام آیا ہے۔ (القرآن۔تفسیر عثمانی۔تفسیر ابن کثیر)

سوال: بیت اللہ تعمیر ہوگیا تو خلیل اللہ کو اللہ کی طرف سے کیا حکم ملا؟

جواب: سورۃ الحج آیات ۲۵ تا ۲۹ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتادی اور فرمایا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا تو پھر حکم دیا: وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ٥ وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ٥ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ٥ ثُمَّ لْيَقْضُوا

تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ''اور میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں کے اور قیام ورکوع وسجود کرنے والوں کے واسطے پاک رکھنا۔ اور لوگوں میں حج (فرض ہونے) کا اعلان کردو۔ لوگ تمہارے پاس (حج کیلئے) چلے آئیں گے۔ پیادہ بھی اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہنچی ہوں گی۔ تاکہ اپنے (دینی) فوائد کے لئے آموجود ہوں۔ اور اس لئے آئیں تاکہ مقررہ ایام (قربانی کے) میں ان مخصوص چوپایوں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ پس ان جانوروں (ذبح کے) میں سے تم کو بھی اجازت ہے کہ کھایا کرو مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو۔ پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات پورے کریں اور ان مخصوص ایام میں اس امن والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا طواف کریں۔''

(القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفہیم القرآن۔ تیسیر القرآن)

سوال: بتایئے سورۃ الشعراء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کونسی دعا بیان کی گئی ہے؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۸۶ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ کے بارے میں دعا ہے: وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ ''اور میرے باپ (ایمان کی توفیق دے کر) کی مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے۔'' پھر فرمایا: وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ ''اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھ کو رسوا نہ کرنا۔'' (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری۔ بیان القرآن)

سوال: ''اے ہمارے پروردگار! ہم آپ پر توکل کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کا تختہ مشق نہ بنا۔ اور اے پروردگار ہمارے گناہ معاف کردیجئے۔ بے شک آپ زبردست حکمت والے ہیں۔'' بتایئے یہ دعا کس نے مانگی تھی؟

جواب: یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی مغفرت طلب کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی۔ پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنہ آیت ۵ میں الفاظ ہیں: رَبَّنَا عَلَيْكَ

تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ○ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْلَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر طبری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کن مہمانوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: سورہ ہود آیت ۶۹ تا ۷۳۔ سورۃ الحجر آیت ۵۱ تا ۵۶۔ سورۃ الذریٰت آیت ۲۴ تا ۳۰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں اور ان کی مہمان نوازی کا ذکر ہے۔ یہ مہمان اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے تھے۔

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ ضیاء القرآن۔ کنز الایمان)

سوال: بتایئے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس کس لئے آئے تھے؟

جواب: انہیں بیٹے کی بشارت دینے آئے تھے۔ جیسا کہ ان سورتوں میں بتایا گیا ہے۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۹ میں ہے: وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۔ "اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (انسانوں کی شکل میں) ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت لے کر آئے اور انہوں نے سلام کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے بھی سلام کیا۔" آیت ۷۱ میں ہے: فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ○ "پس ہم نے انہیں اسحٰق علیہ السلام (کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور اسحٰق علیہ السلام کے بعد یعقوب علیہ السلام کی۔" پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیات ۵۱ تا ۵۳ میں ہے: وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ ○ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ○ "ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں۔ جو بڑا عالم ہوگا۔" پارہ ۲۷ سورۃ الذریٰت آیات ۲۴ تا ۲۸ میں بھی ان مہمانوں کا ذکر ہے اور بیٹے کی بشارت کا اس طرح تذکرہ ہے۔ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ○ "اور ان کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا۔"

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تیسیر القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے۔ انہوں نے اپنے ان مہمانوں کی

کس طرح خدمت کی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۹ میں ہے: فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ o ''پھر انہوں (ابراہیم علیہ السلام) نے دیر نہ لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے۔'' پارہ ۲۷ سورۃ الذّٰریٰت آیت ۲۵۔۲۶ میں ہے: قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ o فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ o ''(انہوں نے خیال کیا کہ) انجان لوگ ہیں۔ پھر اپنے گھر کی طرف گئے اور ایک فربہ بچھڑا (تلا ہوا) لائے۔''

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تیسیر القرآن)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے مہمانوں سے خوف کیوں محسوس ہوا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۶۹۔۷۰ میں ہے: فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۚ قَالُوْا لَا تَخَفْ ''پس جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے تو ان سے ڈرے اور دل میں خوف زدہ ہوئے۔ وہ فرشتے کہنے لگے ڈرو مت۔'' پارہ ۱۴ سورۃ الحجر میں ہے: قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ o قَالُوْا لَا تَوْجَلْ ''(ابراہیم علیہ السلام) کہنے لگے کہ ہم تو تم سے خائف ہیں۔ انہوں نے کہا آپ خوفزدہ نہ ہوں۔'' پارہ ۲۷ سورۃ الذّٰریٰت آیات ۲۷۔۲۸ میں ہے: فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ o فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۚ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ ''اور (تلاش ہوا بچھڑا) اس کو ان کے پاس لا کر رکھا اور کہنے لگے کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں تو ان سے دل میں خوفزدہ ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ تم ڈرو مت۔'' (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی تو آپ نے اور آپ کی اہلیہ نے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۱۔۷۳ میں ہے: وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ o قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ o قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ

وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ ''اور ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ (حضرت سارہ) کہیں کھڑی سن رہی تھیں۔ پس ہنسیں۔ سو ہم نے ان کو بشارت دی اسحق کے پیدا ہونے کی اور ان کے بعد یعقوب علیہ السلام کی۔ کہنے لگیں ہائے خاک پڑے اب میں بچہ جنوں گی۔ بڑھیا ہوکر۔ اور میرے میاں بالکل بوڑھے ہیں۔ واقعی یہ بھی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو۔ اور اس خاندان کے لوگو! تم پر اللہ کی خاص رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) تعریف کے لائق او ربڑی شان والا ہے۔'' پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیات ۵۴ تا ۵۶ میں ہے: قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝ ''ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس حالت میں (فرزند کی) بشارت دیتے ہو کہ مجھ پر بڑھاپا آگیا ہے۔ سو کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔ وہ بولے کہ ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں۔ سو آپ ناامید نہ ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔ سوائے گمراہ لوگوں کے۔'' پارہ ۲۷ سورۃ الذریٰت آیات ۲۹۔۳۰ میں ہے: فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝ ''اتنے میں ان کی زوجہ چلاتی ہوئی آئی اور اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہنے لگیں کہ اول تو میں بڑھیا پھر بانجھ۔ فرشتے کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا حکمت والا بڑا جاننے والا ہے۔''

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ بیان القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری کے علاوہ اور کیا اطلاع دی تھی؟

جواب: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا کہ ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں تا کہ انہیں عذاب دیا جائے۔ پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۷۰ میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے خوفزدہ ہوئے تو انہوں نے بتایا: قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ ۝ ''وہ فرشتے کہنے لگے ڈرو مت ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کا خوف دور ہوا تو قوم لوط کے بارے میں ہمدردی کا اظہار کیا آیت ۷۴ میں ہے: فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۝ ''پھر جب ابراہیم علیہ السلام کا وہ خوف زائل ہو گیا اور ان کو خوشی کی خبر ملی (کہ اولاد ہوگی) تو ہم سے لوطؑ کی قوم کے بارہ میں جدال کرنا شروع کر دیا۔'' حضرت ابراہیم علیہ السلام رحیم الطبع اور نرم دل تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آیت ۷۶ میں ہے: يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ ''اے ابراہیم علیہ السلام اس بات کو جانے دو تمہارے رب کا حکم (اس کے متعلق) آ پہنچا ہے اور اس کے سبب ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں۔'' پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۳۱ میں ہے: وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ ''اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس بشارت لے کر پہنچے (اثنا گفتگو میں) ان فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ وہاں کے باشندے بڑے شریر ہیں''۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ بیان القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کو اللہ تعالیٰ نے کن انعامات سے نوازا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بہت سے انعامات کا ذکر فرمایا ہے: جیسے پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۵۴۔۵۵ میں ہے: فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ ''سو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی

دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہم نے ان کو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے۔ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیات ۸۵۔ ۹۱ میں بھی ان انعامات کا ذکر ہے جو آل ابراہیم علیہ السلام پر کئے گئے۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں ہے: وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ۝ "اور ہم نے (ہجرت کے بعد) ان کو اسحٰق کا (بیٹا) یعقوبؑ (پوتا) عنایت فرمایا۔ اور ہم نے انکی نسل میں نبوت اور کتاب کے (سلسلے کو) قائم رکھا۔ اور ہم نے ان کا صلہ ان کو دنیا میں بھی دیا اور وہ آخرت میں بھی نیک بندوں میں ہوں گے۔" پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۱۱۳ میں ہے: وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ۝ "اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام پر اور اسحٰق علیہ السلام پر برکتیں نازل کیں اور پھر آگے ان دونوں کی نسل میں بعض اچھے بھی ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو (برائیاں کر کے) صبح وشام اپنا نقصان کر رہے ہیں۔" پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۲۶ میں ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۝ "اور ہم نے نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب جاری رکھی۔ پس ان لوگوں میں بعضے تو ہدایت یافتہ ہوئے اور بہت سے ان میں نافرمان تھے۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ "اور ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق ان لوگوں کا ہے جو ان کے پیروکار ہیں اور اس نبی (حضورؐ) کا اور مسلمانوں کا۔" آیت نمبر اور سورۃ بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۷۔ (القرآن۔ فتح الحمید۔ ترجمان القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کی تقلید کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنۃ آیت ۴ میں ہے: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ۔ ”تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام میں اور ان لوگوں میں جو کہ ایمان واطاعت میں ان کے شریک حال تھے۔ ایک عمدہ نمونہ ہے۔“

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی۔ فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کونسی صفات بیان فرمائی ہیں؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصفت آیت ۸۳۔۸۴ میں ہے: ”اور نوح علیہ السلام کے طریقے والوں میں سے ابراہیم علیہ السلام بھی تھے۔ جبکہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے۔“ آیت ۱۱۱ میں ہے: بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔“ سورۃ بقرہ آیت ۱۳۱ میں ہے کہ وہ فرمانبردار (مسلمان) تھے۔ سورۃ البقرہ ۱۳۵ سورۃ آل عمران ۶۷۔ سورۃ الانعام ۱۶۲ سورۃ النحل آیت ۱۲۳ میں ہے کہ وہ مشرک نہیں تھے۔ سورۃ الانعام ۸۰ اور سورۃ النحل ۱۲۰ میں خود ان کی زبانی ہے کہ وہ مشرک نہ تھے۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۴ اور سورۃ ہود آیت ۷۵ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نرم دل اور بردبار تھے۔ سورۃ النحل آیت ۱۲۱ میں ہے کہ وہ اللہ کی نعمتوں کے شکرگزار تھے۔ سورۃ النحل آیت ۱۲۲، سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں ہے کہ انہیں دنیا میں خوبی اور صلہ عطا کیا گیا۔ سورۃ البقرہ ۱۳۰، سورۃ النحل ۱۲۲ سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں ہے: ”اور بے شک آخرت میں وہ نیک بختوں میں سے ہوں گے۔“ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۰، سورۃ ص آیت ۴۷ میں ہے کہ وہ اللہ کے پسندیدہ اور دنیا میں منتخب کئے ہوئے تھے۔ سورۃ مریم آیت ۴۱ میں ہے کہ وہ سچے نبی تھے۔

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر بلند کیا۔ آیت بتادیجئے؟

جواب: پارہ سولہ سورۃ مریم آیت ۵۰ میں ہے: وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ ”اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت کا حصہ دیا اور آئندہ نسلوں میں ہم نے ان کا نام نیک اور بلند کیا۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۰ میں اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: اس میں بیان کیا گیا: اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ "یا کہے جاتے ہو کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور اولادِ یعقوب میں جو انبیاء گزرے ہیں یہ سب حضرات یہود یا نصاریٰ تھے۔" (محمدؐ) کہہ دیجئے کہ تم زیادہ واقف ہو یا اللہ تعالیٰ۔"

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مسلمان ہونے، دینِ حنیف پر ہونے اور ایک جماعت ہونے کا کن آیات میں ذکر ہے؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ٦٦ سورۃ الانعام آیت ۸۰۔۱۴۰۔۱۶۲، سورۃ البقرہ آیت ۱۳۵۔ سورۃ النساء آیت ۱۲۵۔ (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سلام بھیجا گیا ہے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۹ میں آپ علیہ السلام پر سلام بھیجا گیا ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر روح البیان)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وفات کے وقت اپنی اولاد کو کیا وصیت فرمائی؟

جواب: ارشادِ خداوندی ہے: وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ "اور یہی وصیت کر گئے ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں کو اور یعقوب علیہ السلام کو بھی کہ بیٹو! بے شک اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو دین۔ پس تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔"

(القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے دونوں بڑے بیٹے بڑھاپے کی حالت میں

دیئے۔ آپ نے کن الفاظ میں خدا کا شکر ادا کیا؟

جواب: آپ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ "شکر ہے اللہ کا جس نے بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں اسماعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام۔ بے شک میرا رب دعا کو سنتا ہے۔"

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ فتح الحمید۔ ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کس بیوی کا ذکر ہے جسے فرشتوں سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہوا؟

جواب: حضرت سارہ کا ذکر ہے جنہوں نے فرشتوں سے اس وقت بات چیت فرمائی جب فرشتوں نے انہیں بیٹے کی خوشخبری دی۔ (القرآن۔ ازدواج الانبیاء۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم علیہ السلام آیت ۴۰۔۴۱ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کونسی دعا بیان کی گئی ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ "اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا اہتمام رکھنے والا رکھیئے اور میری اولاد کو بھی۔ اور میری یہ دعا قبول کیجئے۔ اے ہمارے رب! میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی اور تمام مومنین کی بھی قیامت کے دن۔"

(القرآن۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر ابن کثیر۔ بیان القرآن)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں بتایئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے کیسے تھے؟

جواب: حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے کیسے تھے اور کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ان صحیفوں میں امثال عبرت کا بیان تھا۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابو ذر غفاریؓ کی روایت میں صحف ابراہیم علیہ السلام سے کون سی مثال بیان کی گئی ہے؟

جواب: ان روایات میں ہے کہ صحف ابراہیم علیہ السلام میں سے ایک مثال میں ظالم بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ اے لوگوں پر مسلط ہو جانے والے مغرور، میں نے تجھ کو حکومت اس لیے نہیں دی تھی کہ تو دنیا کا مال پر مال جمع کرتا چلا جائے۔ بلکہ میں نے تو تجھے اقتدار اس لیے سونپا تھا کہ تو مظلوم کی بددعا مجھ تک نہ پہنچنے دے۔ کیونکہ میرا قانون یہ ہے کہ میں مظلوم کی بددعا کو رد نہیں کرتا۔ اگرچہ وہ کافر کی زبان سے نکلی ہو۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے صحف ابراہیم علیہ السلام میں کس قسم کے پند و نصائح تھے؟

جواب: روایت ابو ذر غفاریؓ میں ہے کہ ایک مثال میں عام لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ عقلمند آدمی کا کام یہ ہے کہ اپنے اوقات کے ۳ حصے کرے۔ ایک حصہ اپنے رب کی عبادات اور اس سے مناجات کا ہو۔ دوسرا حصہ اپنے اعمال کے محاسبے کا اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت و صنعت میں غور و فکر کرنے کا۔ تیسرا حصہ اپنی ضروریات معاش حاصل کرنے اور طبعی ضرورتیں پوری کرنے کا۔ اور فرمایا عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ اپنے زمانے کے حالات سے واقف رہے۔ اور اپنے مقصود کام میں لگا رہے۔ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ اور جو شخص اپنے کلام کو اپنا عمل سمجھ لے گا اس کا کلام بہت کم صرف ضروری کاموں میں رہ جائے گا۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: صحیح بخاری میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کیا ہے؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کا چہرہ گرد و غبار اور گندگی سے اٹا ہوا ہوگا۔ تو ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کیا میں نے آپ کو کہا نہ تھا

کہ میری نافرمانی نہ کریں؟ آزر بیٹے کو کہے گا کہ آج میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا۔ تو ابراہیم علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں عرض کریں گے، اے پروردگار! آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے اس دن آپ مجھے رسوا نہ کریں گے، تو میرے والد کی رسوائی کے بعد میرے لیے کون سی بڑی رسوائی ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، بے شک میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا، اے ابراہیم علیہ السلام اپنے قدموں تلے دیکھ کیا ہے۔ وہ دیکھیں گے کہ ایک مردار غلاظت میں لتھڑا پڑا ہے۔ بس پھر اس کو پیروں سے پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: آگ میں ڈالے جانے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا دعا مانگی؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! بلاشبہ تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین پر تیرا اکیلا عبادت کرنے والا بندہ ہوں۔'' (قصص الانبیاء۔ لغات القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: چھپکلی کی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دشمنی کا ذکر کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک نیزہ کھڑا ہوا ہے، انھوں نے پوچھا یہ نیزہ کیسا ہے؟ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا، ہم اس سے چھپکلیاں مارتے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے نقل فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تو تمام جانور آگ بجھانے کے لیے کوشاں تھے سوائے چھپکلی کے۔ یہ پھونکیں مار کر آگ کو تیز کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ (ترجمان السنہ۔ مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین موقعوں پر توریہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ تین باتیں جو ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے نکلی تھیں ان تینوں میں ایک بات بھی ایسی نہ تھی جس سے ان کا مقصد اللہ کے دین

کی تائید کرتا نہ ہو۔"　　(ترجمان السنہ بحوالہ ابن ابی حاتم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بخاری شریف میں آبِ زم زم کے ظہور کے بارے میں کیا تفصیل بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو (شیر خوارگی میں) ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم کے پاس مسجد حرام کے بالائی حصے میں چھوڑ دیا۔ کھجور کا ایک تھیلہ اور پانی کا ایک مشکیزہ رکھ دیا۔ پھر رخ پھیر کر چلے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام یہ کہتے ہوئے پیچھے چلیں، ابراہیم علیہ السلام ہم کو ایسی وادی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو جہاں نہ کوئی چیز ہے اور نہ کوئی غمخوار۔ وہ بار بار یہ فرما رہی تھیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی توجہ نہ دی۔ آخر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا، کیا آپ کو اس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟ انہوں نے گردن کے اشارے سے فرمایا ہاں۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اس پر فرمایا، پھر وہ ہم کو پریشان نہ ہونے دے گا۔ یہ کہہ کر واپس لوٹ گئیں۔ حضرت ہاجرہ بوقت ضرور کھجوریں کھاتیں اور پانی پیتی ہیں۔ جب پانی ختم ہو گیا تو وہ اور بچہ پیاس سے پریشان ہوئے۔ بچے کو بے چین دیکھ کر ان سے نہ رہا گیا۔ بچے کو وہیں چھوڑ کر پانی کی تلاش میں نکلیں۔ قریبی پہاڑی صفا پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پہاڑی سے اتر کر وادی کے نشیب میں آئیں اور اپنے پیرہن کا کنارہ اٹھا کر دوڑیں۔ پھر وہ مروہ پر آئیں اور یہاں پر بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں مگر کوئی نظر نہ آیا۔ اسی طرح سات چکر لگائے۔ آخر جب مروہ پر چڑھیں تو غیبی آواز آئی۔ پھر کیا دیکھتی ہیں کہ جہاں اب چاہِ زم زم ہے وہاں ایک فرشتہ ہے۔ اس نے اپنی ایڑی یا اپنے بازو سے اشارہ کیا تو پانی نکلنے لگا۔ ہاجرہ دوڑ کر وہاں پہنچیں۔ بچہ بھی پاس ہی پڑا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے پانی کو گھیرنے لگیں اور پانی لے کر اپنی مشک میں بھرنے لگیں۔ مگر پانی ابلتا رہا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بعد میں اس کو کھود کر کنویں کی شکل میں کر دیا تھا جو زمین کے اونچا ہونے کی وجہ سے بہت ہی گہرا ہو گیا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے

پانی پیا اور اپنے بچے کو دودھ پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا اس بچے کی ہلاکت کا خوف نہ کرو۔ یہاں بیت اللہ ہے۔ یہ بچہ اور اس کے والد اس کی تعمیر کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو پریشان نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قرآن کریم میں صفا و مروہ کو شعائر اللہ کہا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صفا و مروہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ کے بقول رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انہی (حضرت ہاجرہ علیہا السلام) کی اتباع میں لوگ صفا و مروہ کی سعی کرتے ہیں۔"

(قصص القرآن۔ صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ کے بقول رسول اللہ ﷺ نے چشمۂ آب زم زم کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ پر رحمت نازل فرمائے، اگر وہ انہیں زم زم کو چھوڑ دیتیں، یا یہ فرمایا کہ اس کو ہاتھوں سے نہ اٹھا کر مشک میں نہ بھرتیں تو آج یہ بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔" (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ختنے کی سنت جاری ہوئی۔ کن روایات سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: علی بن رباحؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر جب اسی سال کی ہوئی تو آپ کو ختنہ کا حکم ہوا۔ حکم ملتے ہی آپ نے جلدی سے بسولا لے کر اپنے ہاتھ سے ختنہ کر ڈالا جس سے آپ کو سخت تکلیف ہوئی تو آپ نے رب العالمین سے دعا کی۔ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ تم نے جلدی کی۔ آلہ (بسولا) کا حکم ابھی ہم نے نہیں دیا تھا۔ انہوں نے کہا الٰہی! میں نے تاخیر پسند نہیں کی۔

(ترجمان السنہ بحوالہ در منثور۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث نبوی کے مطابق جمرات کیا ہیں؟

جواب: یہ وہ مقامات ہیں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں ماری تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام جب مناسک حج ادا کرنے کے لیے تشریف لائے تو شیطان آپ کو جمرۂ اخریٰ کی جگہ نظر آیا۔ آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر جمرۂ وسطیٰ کی جگہ نظر آیا تو پھر آپ نے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر جمرہ اولیٰ کی جگہ نظر آیا تو پھر آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، تم رمی کرتے وقت شیطان کو مارتے ہو تو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت پوری کرتے ہو۔ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربان گاہ کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مروہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ قربان گاہ یہ ہے۔ مؤرخین اور دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ غالباً وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربان گاہ کی طرف اشارہ ہوگا۔ ورنہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں لوگ مکہ سے تین میل دور منیٰ میں قربانی کرتے تھے اور آجکل بھی اس کے لیے یہی جگہ ہے۔ (موطاء امام مالک۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: بیت اللہ کی تعمیر کے بارے میں فرمان نبوی بتا دیجیے؟

جواب: جب بیت اللہ کی تعمیر کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تو آپ فلسطین سے مکہ پہنچے۔ اس وقت اسماعیل علیہ السلام زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے تیر بنا رہے تھے۔ جب آپ کی نظر والد بزرگوار پر پڑی تو بے اختیار ادب سے کھڑے ہو گئے اور والد کو ملے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو اللہ کے حکم کے بارے میں بتایا۔ بیٹے نے بھی تعمیل کی خواہش ظاہر کی۔ پھر دونوں نے مل کر بیت اللہ کی بنیادیں بلند کیں۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو لگاتے جاتے تھے۔ جب تعمیر اونچی ہو گئی تو مقام ابراہیم والا پتھر لائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی تعمیر کیے

جاتے اور اسماعیل علیہ السلام پتھر دیتے جاتے تھے۔ اور دونوں کی زبان پر یہ کلمات تھے ربنا تقبل .... راوی کہتا ہے کہ وہ دونوں بیت اللہ کے گرد چکر لگاتے تھے اور یہ دعا مانگتے تھے۔ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال :- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر بیت اللہ کے بعد لوگوں کو حج کے لیے بلایا۔ حدیث نبوی میں اس کے بارے میں کیا تفصیل بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے جبل ابوقبیس پر کھڑے ہو کر حج کا اعلان کیا۔ حدیث میں ہے کہ جس نے اس آواز پر (خواہ وہ پیدا ہو چکا تھا یا ابھی عالم ارواح میں تھا) اس وقت لبیک کہا وہ حج ضرور کرتا ہے۔ جس نے دو مرتبہ لبیک کہا وہ دو مرتبہ حج کرتا ہے۔ اسی طرح جس نے تین مرتبہ لبیک کہا اتنے ہی حج اس کو نصیب ہوتے ہیں۔ (درمنثور۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حج کے موقعے پر بہت سے کام ایسے ہیں جو سنت ابراہیمی کی اتباع میں کیے جاتے ہیں جیسے طواف کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو نفل پڑھنا صفا مروہ کی سعی، منیٰ میں جمرات کو کنکریاں مارنا اور منیٰ میں قربانی۔ اس قربانی کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دینوں میں سے اللہ تعالیٰ کو کون سا دین محبوب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین ابراہیمی، جو نہایت آسان تھا۔ (مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابوہریرہؓ کی بیان کردہ حدیث میں کون سی باتوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ اولیات ابراہیم علیہ السلام ہیں؟

جواب: جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (۱) سب سے پہلے مہمان نوازی کی سنت ابراہیم علیہ السلام نے شروع کی۔ (۲) سب سے پہلے آپ نے

مونچھیں کتروائیں۔ (۳) سب سے پہلے سر میں بڑھاپے کے آثار آپ نے دیکھے۔ (۴) سب سے پہلے ناخن آپ نے کاٹے۔ (۵) سب سے پہلے ختنہ آپ نے کیا۔ (۶) سب سے پہلے پاجامہ آپ نے پہنا۔ (۷) سب سے پہلے سر کے بالوں میں مانگ نکالی۔ (۸) سب سے پہلے منبر پر خطبہ دیا۔ (۹) فوجی لشکر کے لیے سب سے پہلے میمنہ، میسرہ اور قلب کے نام آپ نے تجویز کیے۔ (۱۰) سب سے پہلے جھنڈے پر پرچم لگایا۔ (۱۱) سب سے پہلے کمان بنائی۔ (۱۲) سب سے پہلے معانقہ کیا۔ (۱۳) سب سے پہلے ثرید (عرب کا مشہور کھانا) آپ نے تیار کیا۔

(ترجمان السنۃ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے نمرود کے لشکر کو کس طرح تباہ کیا؟

جواب: نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مناظرے میں شکست کھانے کے بعد بھی ایمان قبول نہ کیا۔ وہ بار بار دعوت حق کو ٹھکراتا رہا۔ آخر اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تم بھی اپنا لشکر اکٹھا کر لو اور میں بھی تاکہ مقابلہ کیا جا سکے۔ چنانچہ نمرود نے اپنا لشکر اکٹھا کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس لشکر پر مچھروں کو بھیجا۔ مچھروں کے اس لشکر نے نمرود کی فوج کا خون چوس لیا اور گوشت چاٹ کر ہڈیاں بنا دیا۔ ایک مچھر نمرود کی ناک کے راستے دماغ میں گھس گیا جو اس کی موت کا باعث بنا۔ (قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: ابن ہشام نے مصر کے کس حکمران کا ذکر کیا ہے جس نے حضرت سارہ علیہا السلام کو تنگ کرنے کی کوشش کی تھی؟

جواب: بعض مؤرخین نے مصر کے فرعون کا نام سنان بن علوان بن عوبج بتایا ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد سے یعنی سامی النسل تھا۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ جس شخص نے حضرت سارہ علیہا السلام سے برائی کا ارادہ کیا تھا وہ عمرو بن امرئ القیس تھا اور وہ مصر کا حاکم تھا۔ علامہ سہیلی نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: بتائیے حدیث کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام کے ذمہ کیا کام ہے؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے بچے جنت میں ایک پہاڑی میں ہوں گے، ان کی کفالت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام کررہے ہوں گے، تو جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ انہیں ان کے ماں باپ کے پاس بھیج دیں گے۔ (تاریخ دمشق۔ازواج الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طویل القامت ہونے کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: حضرت سمرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات خواب میں میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر ہم ایک طویل القامت شخص کے پاس پہنچے۔ اس کے دراز قد ہونے کی وجہ سے ہم اس کا سر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔'' یہ بھی کہا گیا ہے کہ طویل القامت سے مراد ان کا عالی مرتبہ ہونا ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اور زمانۂ نبوت بتا دیجئے؟

جواب: آپ کی ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے دو ہزار سال پہلے ہوئی (۲۰۰۰ ق م) بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ ولادت نوح علیہ السلام اور ولادت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ۸۹۰ سال کا عرصہ ہے سر چارلس مارسٹن کے مطابق تاریخ پیدائش ۲۱۶۰ ق م ہے۔ (قصص القرآن۔تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلۂ نسب کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

جواب: مفسرین نے آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام بن

تارخ (آزر) بن ناحور (سروج) بن رعو بن فلج (فالغ) بن عامر بن شالح بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ مؤرخین کے مطابق آپ کا سلسلۂ نسب سام بن نوح سے آٹھویں پشت میں مل جاتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام بن تارخ بن سروج بن رعو بن فالغ بن عامر بن شالخ بن ارکشاد بن سام بن نوح علیہ السلام بھی بتایا جاتا ہے۔ (قصص الانبیاءؑ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ تفسیر حقانی)

سوال: ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ بھی بتایا گیا ہے اور آزر بھی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: قرآن حکیم نے آپ کے والد کا نام آزر بتایا ہے اور تاریخی کتب میں تارخ ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں۔ تارخ اصلی نام ہے اور آزر وصفی نام۔ آزر عبرانی زبانی میں محب یا صنم کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ تارخ بت تراش اور بت پرست تھا اس لیے اسے آزر کہا گیا۔ قرآن حکیم نے اس کے وصفی نام سے پکارا ہے۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا اور چچا کا نام آزر تھا چونکہ چچا ہی نے تربیت کی اور چچا والد کی طرح ہوتا ہے اس لیے قرآن نے آزر کو لابیہ کہا ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ عبرانی میں تارخ ہے جسے عربی میں آزر بنایا گیا۔ اس کے معنی گمراہ کے ہیں۔ مفسر مجاہدؒ نے لکھا ہے کہ آزر دراصل اس بت کا نام ہے جس کا وہ پجاری تھا۔ اس نسبت سے اس کا نام بھی آزر پڑ گیا۔ قدیم زمانے میں بت پرست لوگ اپنے بچوں کے نام بتوں کے نام پر رکھ دیا کرتے تھے۔ مفسر ابن جریرؒ کے بقول باپ کا نام آزر تھا۔ (سیرت انبیاء کرامؑ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ۔ ارض الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟

جواب: آپؑ کے والد کا نام آزر یا تارخ تھا اور والدہ کا نام امیلہ۔ یا بلوتا یا یونابت کرنیا بن کرثی تھا جو قبیلہ بنی ارفخشد بن سام بن نوح سے تھیں۔

(تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ۔ تاریخ ابن عساکر)

سوال: کتب تفاسیر اور تواریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کیا کنیت بتائی گئی ہے؟
جواب: ابو الانبیاء علیہ السلام یا جد الانبیاء علیہ السلام کی کنیت ابو الضیفان بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کے معنی ہیں مہمانوں کے باپ۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مہمانوں کی بے حد تکریم کرتے تھے اور کثرت میزبانی کی وجہ سے مشہور تھے۔

(تاریخ ابن عساکر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مفسرین کا بیان ہے کہ تارخ کی عمر ۷۵ سال تھی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ بتایئے آپ کے اور کتنے بھائی تھے؟
جواب: تارخ کے دو بیٹے اور بھی تھے جن کا نام ناحور اور ہاران تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام ہاران کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ تاریخ ابن عساکر۔ المنجد ۱۰)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے؟
جواب: حافظ ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام غوطہ دمشق میں قاسیون کے پہاڑی علاقے میں لیرزہ نامی بستی میں پیدا ہوئے۔ تاہم ابن عساکر کے مطابق صحیح قول یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ بعد میں جب آپ اپنے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام ساتھ ہجرت کر کے یہاں آئے تھے تو نماز ادا کی تھی۔ بعض مورخین کے نزدیک قصبہ اہواز میں پیدا ہوئے اور شہر بابل میں رہتے تھے جس کے کھنڈرات بغداد سے چالیس میل دور اب بھی موجود ہیں۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے بقول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آبائی وطن ملک بابل یا کلدانیہ (انگریزی تلفظ کالڈیا) ہے۔ جدید جغرافیہ میں اس کا نام عراق ہے جس شہر میں آپ کی ولادت ہوئی اس کا نام اور (UR) ہے۔ مدتوں یہ شہر نقشہ سے غائب رہا ۱۸۹۳ء میں کھدائی کی بنیاد پڑی۔ پھر ۱۹۲۲ء میں امریکہ اور برطانیہ کے ماہرین کی ٹیموں نے کھدائی کا کام شروع کیا جو سات سال تک جاری رہا۔ عراقی حکومت کے محکمہ آثار قدیمہ نے ان

کھنڈرات کو محفوظ کیا۔ یہ شہر خلیج فارس کے دہانے فرات اور عراق کے دارالحکومت بغداد کے تقریباً درمیانی فاصلے میں ہے۔ (تفسیر ماجدی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سے متعلق بعض مفسرین و مؤرخین نے کیا روایت بیان کی ہے؟

جواب: آپ کی ولادت سے پہلے نجومیوں نے بادشاہ وقت نمرود سے کہا کہ ایسے آثار نظر آ رہے ہیں جو تمہاری سلطنت وحکومت کی تباہی کا باعث ہوں گے۔ اور اس وقت بتوں کی پوجا کا جو مذہب ہم اختیار کیے ہوئے ہیں اس کی جگہ دوسرا مذہب آ جائے گا۔ نمرود کو فکر لاحق ہو گئی۔ پوچھا کہ ایسا کس طرح ہو گا۔ نجومیوں نے بتایا کہ اس سال ہمارے اس شہر میں ابراہیم نامی لڑکا پیدا ہو گا جس کے ذریعے تمہاری حکومت اور یہ نظام ختم ہو جائے گا۔ نمرود نے تمام ملک میں اعلان کرا دیا کہ ایک سال تک کوئی مرد اپنی بیوی سے نہ ملے ورنہ اگر کسی کے اس سال بچہ پیدا ہوا تو قتل کر دیا جائے گا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس سال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ امید سے ہوئیں اور اس خیال سے کہ بچہ نمرود کے شاہی حکم کا شکار نہ ہو شہر سے باہر ایک غار کو منتخب کیا تاکہ ولادت سے قبل اور ولادت کے وقت اس میں رہا جائے۔ چنانچہ اس غار میں آپ کی ولادت ہوئی اور اسی غار میں آپ کی پوشیدہ طور پر پرورش کرتی رہیں۔ اسی غار میں آپ پانچ سال کے ہو گئے۔

(قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ انبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے نازل ہوئے تھے جیسا کہ قرآن پاک کی سورۃ الاعلیٰ میں ذکر ہے۔ صحیفوں کی تعداد بتا دیجئے؟

جواب: مفسرین و مؤرخین نے ان صحیفوں کی تعداد دس بتائی ہے۔

(تفسیر روح المعانی۔ بیان القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

" : تاریخ عالم میں اس پہلی قوم کا نام بتا دیجئے جس کا سرکاری مذہب بت پرستی تھا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کا سرکاری مذہب بت پرستی تھا۔ اس کے علاوہ

بادشاہ وقت جس کا لقب نمرود تھا اس کی بھی پوجا کی جاتی تھی آپ کی قوم صابی یا ستارہ پرست بھی تھی۔ وہ تمام حوادث کو ستاروں کی وجہ سے سمجھتے تھے۔ زحل، مشتری، عطارد وغیرہ ہر ستارے کے نام پر علیحدہ علیحدہ مندر بنا رکھے تھے۔ جہاں ان ستاروں کی فرضی صورتیں بنا کر ان کی عبادت کی جاتی۔ سوائے ابراہیم علیہ السلام ان کی اہلیہ حضرت سارہ اور بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے علاوہ اس وقت سب کافر و مشرک تھے۔ (تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس کیسے پہنچے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ تارخ اپنے بیٹے ابراہیم علیہ السلام ان کی بیوی سارہ علیہا السلام اور اپنے پوتے لوط علیہ السلام بن ہاران کو لے کر کلدانیوں کی سرزمین بابل میں چلے گئے اور کنعانیوں کی سرزمین میں آباد ہوئے اور وہاں مقام حران میں ٹھہرے یہ بیت المقدس کے شہر ہیں۔ اس وقت یہ جگہ بھی اور جزیرہ اور شام کی سرزمین میں بھی کلدانیوں کے زیر تسلط تھی اور یہ سات ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ اور جن لوگوں نے پہلے پہل شہر دمشق کو آباد کیا وہ بھی اسی دین پر تھے۔ اسی وجہ سے دمشق کے پرانے سات دروازوں میں سے ہر ایک پر ایک ہیکل بنا کر نصب کر رکھی تھی اور ان کے پاس عید اور تہوار کی رسمیں مناتے تھے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ میلے میں شریک نہ ہوئے۔ قرآن کہتا ہے کہ آپ نے ستاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں۔ آپ نے یہ بات کیوں کی؟

جواب: مفسرین نے اس سلسلے میں مختلف توجیہات پیش کی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ لے جانے کے لیے قوم کے افراد خصوصاً ان کے والد نے بے حد اصرار کیا تو آپ بادل ناخواستہ ساتھ چل پڑے لیکن راستے میں آپ نے فرمایا انی سقیم میں کچھ بیمار ہوں۔ اس زمانے میں قوم میں نجوم کا زمانہ تھا حضرت ابراہیم علیہ

السلام نے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف نظر کر کے کہا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ آپ کے لیے یہی تکلیف اور بدمزگی بہت تھی کہ قوم کی حالت دیکھ کر کڑھتے تھے۔ یا یہ مطلب تھا کہ میں بیمار ہونے والا ہوں۔ ستاروں کی طرف دیکھ کر یہ کہنے کا مطلب لوگ یہ سمجھے کہ نجوم کے ذریعے انہوں نے معلوم کر لیا ہے چنانچہ وہ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ حالانکہ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا سوچنے کا انداز بھی ہو سکتا ہے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طبیعت ناساز بھی تھی اس لیے آپ نے دوبارہ طبیعت کی ناسازی کا اظہار کیا۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تھا کہ میں تمہارے بتوں سے نپٹ لوں گا۔ مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میلے میں جانے والے لوگوں سے کہا کہ میں تمہارے بتوں سے نپٹ لوں گا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو دھمکی دی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات اپنے آپ سے کہی تھی جسے قوم کے بعض لوگوں نے سن لیا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے دریافت کرنے پر یہ کیوں فرمایا کہ اس بڑے بت سے پوچھ لو (بتوں کو توڑنے کا) یہ کام اسی کا ہوگا؟

جواب: ایک قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہتھوڑا باقی ماندہ بڑے بت کے ہاتھ میں رکھ دیا تھا۔ یعنی یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ اس بڑے بت کو اس بات سے غیرت آئی کہ اس کی موجودگی میں چھوٹے بتوں کی پرستش کیوں کی جاتی ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس فرمان کا مطلب تھا کہ ان کے بڑے بت نے مجھے چھوٹے بتوں کے توڑنے پر اکسایا ہے۔ لہٰذا گویا بڑے نے ہی کیا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد تھا کہ اس طرح ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ جائے کہ یہ بت تو بول ہی نہیں سکتے اور خود اعتراف کر

لیں گے کہ یہ پتھر ہیں۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: سورۃ الانبیاء علیہ السلام میں ہے: ''پھر وہ اپنے چہروں پر جھک گئے۔'' اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ قوم کے لوگ شرمندہ ہوئے اور سر جھکا لیا۔ حضرت سدیؒ فرماتے ہیں یعنی پھر وہ اپنی سرکشی اور کفر کی طرف دوبارہ لوٹ گئے۔ حضرت قتادہؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوال پر ان کو حیرت ہوئی اور برائی کا خیال پیدا ہوا۔ پھر انہوں نے سر جھکائے اور کہا بے شک تو جانتا ہے کہ یہ بولا نہیں کرتے۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد بت تراش تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بت فروخت کرنے کے لیے بازار میں بھیجا کرتا تھا۔ آپ کس انداز سے بت فروخت کرتے؟

جواب: آپ بازار میں بتوں کو یہ آواز لگا کر فروخت کرتے تھے: ''ہے کوئی ان بے جان بتوں کو خریدنے والا جو نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔'' جو بت فروخت نہ ہوتے آپ انہیں پھینک کر آجاتے۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے پر پورا یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ آنکھوں سے دیکھنا چاہتے تھے۔ مفسرین کے بقول آپ نے کون سے جانور اکٹھے کیے؟

جواب: حکم خداوندی کے مطابق آپ چار جانور لائے۔ ایک مور، ایک مرغ، ایک کوا، ایک کبوتر۔ چاروں کو اپنے آپ سے خوب مانوس کیا تاکہ بوقت ضرورت بلانے پر پاس آجائیں، اس کے بعد چاروں کو ذبح کیا پھر ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے۔ ایک پر پر رکھے ایک پر سب کے دھڑ رکھے۔ ایک پر پاؤں رکھے۔ پھر بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اس کا سر اٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا۔ پھر دھڑ ملا۔ پھر پر

نکلے۔ پھر پاؤں۔ اس کے بعد وہ دوڑتا چلا آیا۔ پھر اسی طرح چاروں آ گئے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا کہا اور آپ نے جواب میں کیا فرمایا؟

جواب: نمرود نے غصے میں آ کر کہا اے ابراہیم علیہ السلام تمہیں آداب شاہی بھی نہیں آتے۔ اور نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ آپ نے جواب دیا میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا، میرے سوا اور کون سا رب ہے؟ آپ نے فرمایا میں حاکم کو رب نہیں مانتا۔ میرا رب تو احکم الحاکمین ہے۔ پھر ان کے اور نمرود کے درمیان وہ مکالمہ ہوا جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کے نمرود کا نام کیا تھا۔ اس نے خدائی کے نشے میں کیا حرکات کیں؟

جواب: مفسرین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کا نام نمرود بن کنعان بن سام تھا۔ اس کی سلطنت اطراف بابل میں پھیلی ہوئی تھی اور وہ خدائی کا دعویدار تھا۔ وہ خود ساختہ خدائی کے نشے میں اس قدر مغرور ہو گیا کہ ایک مرتبہ اس نے آسمان کی طرف تیر پھینکا کہ (نعوذ باللہ) اگر آسمان میں کوئی خدا ہے تو میں اس کو تیر کے ختم کیے دیتا ہوں۔ خدا کی شان کہ وہ تیر اوپر سے خون آلود نیچے گرا۔ وہ خوشی میں جامے سے باہر ہو گیا اور کہنے لگا، دیکھا میں نے آسمان کے خدا کو ایک ہی تیر سے ہلاک کر دیا۔ دوسری حرکت اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے والی کی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے نمرود کس طرح ہلاک ہوا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنی ادنیٰ سی مخلوق مچھر کو حکم دیا۔ وہ اس کی ناک سے دماغ کی طرف چڑھ گیا اس سے اس قدر تکلیف ہوئی کہ وہ بے حال ہو گیا طرح طرح کے علاج

کرائے لیکن مرض بڑھتا گیا۔ آخر کسی اللہ والے نے اس کا علاج تجویز کیا کہ اس کے سر پر جوتے مارو تاکہ وہ مچھر نکل جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ جوتے مارے جاتے تو اس کو سکون ملتا۔ بند کر دیتے تو پھر وہی حالت ہو جاتی۔ چالیس دن تک اسی طرح جوتے کھاتے کھاتے وہ مر گیا لیکن مچھر نہ نکلا۔

(قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود سے کہا کہ میرا خدا زندگی دیتا ہے اور مارتا ہے۔ اس جواب پر نمرود نے کیا کیا؟

جواب: نمرود نے کہا کہ یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے جلاد کو بلا کر کہا کہ جس مجرم کو سزائے موت کا حکم مل چکا ہو اسے میرے سامنے حاضر کرو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اس نے مجرم سے کہا جا میں نے تجھے بری کیا۔ اس کے بعد جلاد کو حکم دیا کہ ایک بے قصور شخص کو قتل کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ تو نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا دیکھا تمہارے رب کی طرح یہ کام میں بھی کر سکتا ہوں۔ اب تم اپنے خدا کی ایسی بات بتاؤ جسے میں نہ کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میرا رب سورج مشرق سے نکالتا ہے۔ تم مغرب سے نکال کر دکھاؤ۔ اس پر وہ لاجواب ہو گیا اور آپ کو آگ میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔

(سیرت انبیائے کرام۔ القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے سے پہلے کس طرح آگ بھڑکائی گئی؟

جواب: ایک مہینے تک سارے شہر کے لوگ جلانے کی لکڑیاں اکٹھی کرتے رہے۔ پھر اس میں آگ لگا کر سات دن تک اس کو سلگاتے اور بھڑکاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کے شعلے فضا میں اس قدر بلند ہو گئے کہ کوئی پرندہ اس پر سے گزرے تو جل جائے۔

(معارف القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی ہوئی آگ میں کس طرح ڈالا گیا؟

جواب: آگ کے قریب تک جانا مشکل تھا۔ شیطان نے انسانی شکل میں آ کر لوگوں کو بتایا

السلام بھی اس دوران آپ کے ساتھ تھے۔ (ارض الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مصر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا فرعون سنان بن علوان تھا۔ بتایئے اس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہ السلام کو کس امتحان سے گزرنا پڑا؟

جواب: فرعون مصر عورتوں کا دلدادہ اور فاسق و فاجر شخص تھا۔ حضرت سارہ علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال سے نوازا تھا۔ فرعون تک اس کی خبر پہنچی تو اس نے ان لوگوں کو پکڑوا کر بلا بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ میری بہن۔ بعض مورخین کے مطابق اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قید کر دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فکر لاحق ہوئی اور آپ نے درگاہ خداوندی میں دعا فرمائی۔ خدایا بے کس اور غریب بندوں کی عزت و آبرو کا تو ہی محافظ ہے۔ میری بی بی کی عزت و آبرو تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ فرعون نے بری نیت سے حضرت سارہ علیہا السلام کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ شل ہو گیا جیسے فالج گر گیا ہو۔ گھبرا کر اور اپنی غلطی پر نادم ہو کر اس نے حضرت سارہ علیہا السلام سے معافی مانگی۔ آپ کو اس کی آہ و زاری پر ترس آ گیا اور اسے معاف کر دیا۔ اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ پھر شیطان کا غلبہ ہوا اور اس نے وہی حرکت کی۔ ہاتھ پھر شل ہو گیا اور اس کی التجا پر حضرت سارہ علیہا السلام کی دعا سے ٹھیک ہوا۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا تو فرعون نے سچے دل سے توبہ کی۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ حضرت سارہ علیہا السلام کوئی ولیہ ہیں۔ اس نے اپنی نورِ نظر بیٹی حضرت ہاجرہ کو ہبہ کر دی۔ اور کہا کہ یہ میری بیٹی آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے۔ اللہ نے یہ سارا منظر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کر دیا۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے فرعون مصر کا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اور کیا تعلق تھا؟

جواب: فرعون مصر سامی قوم سے تعلق رکھتا تھا اور اس طرح نسبی طور پر حضرت ابراہیم علیہ

السلام کے نسبی سلسلہ سے وابستہ تھا۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ علیہا السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو ساتھ لے کر کنعان (بیت المقدس) واپس آگئے۔ آپ نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے کب شادی کی؟

جواب: حضرت سارہ علیہا السلام کی عمر ۷۰ سال ہو چکی تھی لیکن ان کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ترغیب دے کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو ان کی زوجیت میں دے دیا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک ۸۶ سال تھی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے نام کی وجہ تسمیہ بتا دیجئے؟

جواب: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق عبرانی زبان میں آپ کا نام ہاغار ہے۔ جب فرعون نے حضرت سارہ علیہا السلام کی کرامت دیکھ کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو ان کے حوالے کر دیا تو ان کا نام آجر ٹھہرا یعنی اس مصیبت کا اجر ہیں۔ جو حضرت سارہ علیہا السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرعون کے ہاتھوں اٹھانی پڑی۔ پھر جب انہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور مکہ میں اس لیے آباد ہوئیں کہ ان کی اولاد بیت الحرام کی آبادی اور منادی کرے تب ان کا نام ہاجرہ (ہجرت کرنے والی) ٹھہرا۔ (رحمۃ للعالمین ﷺ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں پہلے بیٹے کی پیدائش کب ہوئی؟

جواب: شادی کے اگلے سال یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۸۷ سال تھی تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے پہلا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام فرشتوں کی بشارت کے مطابق اسماعیل رکھا گیا۔ (القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین باتیں ایسی ہوئیں جن کو توریہ کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ضرر اور نقصان سے بچنے کے لیے ایسا لفظ یا جملہ بول دیا جائے

جس کے دو معنی مراد لیے جائیں۔ بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کن تین باتوں میں توریہ کیا؟

جواب: مؤرخین اور مفسرین کے مطابق پہلی بات آپ نے ستاروں کو دیکھ کر فرمایا انی سقیم (میں بیمار ہوں) دوسری بات آپ نے فرمائی بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ ان بتوں کو بڑے بت نے توڑا ہے۔ تیسری بات یہ کہ فرعون مصر نے حضرت سارہ علیہا السلام کو دیکھ کر حضرت ابراہیم سے پوچھا کہ یہ تیری کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری بہن ہے۔ ان باتوں کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ آپ نے ستاروں کو دیکھ کر فرمایا کہ میں بیمار ہوں اس سے ستارہ پرست کفار نے سمجھا کہ انہوں نے ستاروں سے فال لی ہے اور وہ ان کی طرف جھکنے والے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مطلب یہ لیا کہ میں بیمار پڑنے والا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ آپ نے بتوں کی بے بسی کا بتانے اور ان کو لاجواب کرنے کے لیے فرمایا کہ یہ حرکت بڑے بت نے کی ہوگی، اس سے معلوم تو کرو۔ آپ کو یقین تھا کہ بڑا بت نہیں بولے گا۔ تیسری بات حضرت سارہ علیہا السلام کو بہن بتلانے کی ہے۔ فرعون مصر کو کسی خوبصورت عورت کا پتہ چل جاتا تو اسے زبردستی اٹھوا لیتا۔ اگر وہ عورت اپنے بھائی کے ساتھ ہوتی تو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب یہ طریقہ معلوم ہوا تو آپ نے یہ جان کر کہ وہ دینی بہن بھی ہیں انہیں بہن کہہ دیا۔ اس لیے تینوں صورتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جھوٹ نہیں بولا۔ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ اگر ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ علیہا السلام کو بہن نہ بتاتے تو وہ انہیں طلاق دینے پر مجبور کرتا۔

(تاریخ الانبیاء۔ القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن۔ البدایہ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی اور بڑی زوجہ حضرت سارہ علیہا السلام سے نوے یا پچانوے سال کی عمر تک کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کی عمر ۸۶ یا ۸۷ سال تھی جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو حضرت سارہ علیہا السلام کو کب اور کیوں چھوڑ کر مکہ جانا پڑا؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کے بعد حضرت سارہ علیہا السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام پر رشک آنے لگا۔ کیونکہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بے حد محبت تھی۔ یہ بات حضرت سارہ علیہا السلام کو اچھی نہ لگی۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کو کسی ایسی جگہ چھوڑ آئیں جو یہ مجھے نظر نہ آئیں۔ حضرت سارہ علیہ السلام کے لیے اس مطالبے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام پریشان ہوئے۔ لیکن وحی الٰہی نے آپ کی رہنمائی فرمائی کہ حضرت سارہ علیہا السلام کا مطالبہ پورا کرنے میں ہی مصلحت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس صورت میں مکہ بھی آباد کرنا تھا۔ (تاریخ الانبیاء۔ تفسیر فتح البیان۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو کس حالت میں مکہ میں چھوڑا؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام شیر خوارگی کی حالت میں تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم سے انہیں اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو چٹیل میدان میں چھوڑ آئے۔ کچھ کھجوریں اور پانی ان کو دے کر آئے۔ وہ ختم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی بے تابی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشنگی کو دیکھ کر زمزم کا چشمہ جاری کر دیا۔ مؤرخین نے کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ماں اور بیٹے کو صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان ایک ٹیلے پر بڑے درخت کے نیچے بٹھایا اور چلے گئے۔ ان دونوں کو چھوڑ کر گھاٹی سے دور نکل گئے جہاں سے یہ لوگ نہ دیکھ سکیں تو آپ نے قبلہ رو کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: طبرانی نے آب زم زم کی کیا خوبیاں بتائی ہیں؟ ہمارے زمانے کے سائنسدان کیا کہتے ہیں؟

جواب: طبرانی کے بقول (۱) آب زم زم پیاس بجھاتا ہے۔ (۲) بھوک میں غذا کا کام دیتا ہے۔ (۳) موت کے سوا ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ اس کے علاوہ یہ پانی سالہاسال پڑا رہے اس کا نہ ذائقہ بدلتا ہے اور نہ اس میں کیڑا پڑتا ہے۔ ہمارے زمانے کے سائنسدان کہتے ہیں کہ اس پانی میں سوڈا پتاس اور گندھک کے اجزا بھی شامل ہیں۔ (طبرانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے زم زم کو یہ نام کیوں دیا گیا؟

جواب: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے چاروں طرف منڈیر بنا کر پانی کو بہنے سے روک دیا اور فرمایا زم زم اس کے معنی ہیں۔ رک جا۔ ٹھہر جا اسی لیے اسے زمزم کہا جاتا ہے۔

(سیرت انبیائے کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد مکہ کیسے آباد ہوا؟

جواب: دونوں ماں بیٹے نے اس بیابان میں چشمۂ زم زم کے کنارے سکونت اختیار کر لی۔ چند روز بعد قبیلہ جرہم کا ایک تجارتی قافلہ یمن سے آتے ہوئے وہاں سے گزرا۔ یہ لوگ پہلے بھی ادھر سے آتے جاتے رہتے تھے۔ اس مرتبہ انہوں نے ادھر پرندے اڑتے دیکھے۔ وہ سمجھ گئے کہ یہاں آس پاس پانی ہے یا آبادی۔ وہ حیران ہوئے۔ ایک آدمی کو صورت حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ شخص پہاڑی چٹانوں سے گزر کر چشمہ زم زم کے پاس پہنچا تو اس کو جانوروں کی ٹولیاں نظر آئیں اور پاس ہی ایک عورت کو دیکھا جو ایک بچے کو لیے بیٹھی تھی۔ اس شخص نے واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو تمام روئیداد سنائی۔ اہل قافلہ ان پاکباز ہستیوں کی زیارت کے لیے آ گئے۔ وہ سمجھ گئے کہ اس جنگل میں ان متبرک ہستیوں کی وجہ سے پانی آیا۔ انہوں نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے چشمے کے پاس رہنے کی اجازت چاہی اور کہا کہ ہم بچے کو اپنا سردار بنا لیں گے، انہوں نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ چشمے پر قبضہ کر لو۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ ایسا نہیں ہوگا، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے انہیں رہنے کی اجازت دے دی۔ اس طرح مکہ آباد

ہو گیا۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ختنہ کا اسلام میں حکم ہے بتائیے یہ طریقہ کہاں سے شروع ہوا؟

جواب: مؤرخین، مفسرین اور سیرت نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ سنت جاری ہوئی۔ جب آپ اسی سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ختنہ کا حکم دیا۔ آپ نے اللہ کے حکم سے ختنے کا طریقہ معلوم ہوئے بغیر بسولا (بڑھئی کے کام کا آلہ) لے کر ختنہ کر ڈالا۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بھی ختنہ کرایا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا تمام انبیاء علیہ السلام مختون پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس لیے مختون پیدا نہیں ہوئے تاکہ آپ سے اس سنت کو جاری کیا جائے۔ چنانچہ اسلام میں یہ سنت جاری ہے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے بارے میں کب اور کتنی مرتبہ خواب دیکھا؟ ان دنوں کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: جب حضرت اسماعیل علیہ السلام دوڑنے پھرنے کے قابل ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلا خواب ۸ ذی الحجہ کو پھر دوسرا ۹ ذی الحجہ کو اور تیسرا ۱۰ ذی الحجہ کو دیکھا۔ ۸ ذی الحجہ کا سارا دن تردد میں گزرا، اس لیے اسے یوم الترویہ (تردد کا دن) کہتے ہیں۔ ۹ ذی الحجہ کو آپ کو اطمینان ہوا اس لیے اسے یوم عرفہ (معرفت کا دن) کہتے ہیں اور ۱۰ ذی الحجہ کو تمام دن حکم کی تعمیل میں صرف ہوا اس لیے اسے یوم نحر (یعنی قربانی کا دن) کہتے ہیں۔ اس دن آپ نے سچے خواب کے مطابق اور اللہ کے اس حکم سے قربانی کی۔ مفسرین نے کہا ہے کہ اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر ۱۳ سال تھی بعض نے لکھا ہے کہ بالغ ہو چکے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت فلسطین میں تھے۔ پھر آپ مکہ آئے۔

(تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ معارف القرآن۔ ضیاء القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے مکہ آئے اور بیٹے کو قربانی کے لیے لے

گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ اور اللہ کے نبی کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ لیکن کچھ درخواستیں پیش کیں۔ آپ نے کیا فرمایا؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کا کہنا ہے کہ آپ نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا: چھری تیز کر لیں تاکہ قربانی میں دیر نہ ہو۔ مجھے رسی سے باندھیں تاکہ میرے تڑپنے کی وجہ سے آپ کے کپڑے خون آلود نہ ہوں۔ مجھے زمین پر الٹا لٹائیں تاکہ میرے چہرے پر آپ کی نگاہ ہونے سے شفقت پدری جوش نہ مارے اور آپ قربانی نہ کر سکیں۔ چوتھی بات انہوں نے یہ کہی کہ میرا خون آلود کرتہ میری والدہ ہاجرہ علیہا السلام کو پہنچا دیں تاکہ انہیں سکون حاصل ہوتا رہے۔

(تاریخ اسلام۔ تفسیر عثمانی۔ ضیاء القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قربانی کے لیے تکبیر کہنے کا سلسلہ کب سے شروع ہوا؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بسم اللہ کہہ کر تیز دھار چھری چلائی تو جبرئیل علیہ السلام نے پکارا اَللّٰہُ اکبر اللّٰہ اکبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو آپ نے فرمایا لا الٰہ الا اللّٰہُ واللّٰہ اکبر۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جوش مسرت سے بلند آواز میں پکارا اَللّٰہُ اکبر وللّٰہِ الحمد۔ یہ کلمات آج تک عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہر مسلمان مرد و عورت ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھتا ہے۔ ان جملوں کو تکبیرات تشریق کہتے ہیں اور قربانی کرتے وقت بھی یہی کلمات ادا کیے جاتے ہیں۔

(معارف القرآن۔ تاریخ اسلام۔ تفسیر عثمانی۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کس طرح کی؟

جواب: انہوں نے بیٹے کو زمین پر (منیٰ میں واقع پتھر کے قریب) لٹا کر پورے زور سے چھری چلائی۔ مگر اسماعیل علیہ السلام پر اثر نہ ہوا بیٹے نے کہا کہ ابا جان! شاید آپ

الٹی چھری چلا رہے ہیں۔ باپ نے کہا ایسا نہیں۔ بیٹے نے کہا کہ چھری کی نوک گردن پر رکھ کر دبائیں۔ باپ نے ایسا ہی کیا مگر گردن نہ کٹی۔ اللہ تعالٰی نے ذبح کے لیے جانور بھیج دیا۔ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نہ لٹایا گیا نہ چھری چلائی گئی اور یہ نوبت آنے سے پہلے ہی جنت سے مینڈھا آ گیا۔ (تفسیر مظہری۔ معارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر کبیر)

سوال: بعض مؤرخین و مفسرین نے کہا ہے کہ شیطان نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی۔ وہ کس طرح؟

جواب: شیطان ایک بڑے بوڑھے اور تجربہ کار شخص کی صورت میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں خبر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تمہارے نور چشم کو ذبح کرنے گئے ہیں۔ بی بی ہاجرہ علیہا السلام نے کہا کہ دور ہو جا یہاں سے کبھی کسی نے اپنی اولاد کو بھی اپنے ہاتھوں سے قتل کیا ہے۔ شیطان نے کہا، آپ کو کیا خبر۔ آپ کے شوہر کو خدا کی طرف سے یہ حکم ملا ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا، اگر تیری یہ بات سچ ہے تو پھر فکر کی کیا بات ہے۔ میری اس سے زیادہ خوش بختی کی بات اور کیا ہو گی اگر اللہ کے دربار میں میرے لاڈلے کی حقیر سی قربانی قبول ہو جائے۔ شیطان ادھر سے ناکام و نامراد ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ ان سے کہا، تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم نبی ہو کر ایک شیطانی خواب دیکھ کر اپنے لخت جگر اور گھر کے چراغ کو قتل کر رہے ہو۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا میرا یہ خواب شیطانی نہیں ہے۔ بلکہ میرے مولا کا حکم ہے۔ میں اپنے رب کے حکم سے انکار نہیں کر سکتا جا دور ہو جا۔ شیطان نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام خدا کے غضب سے ڈرو۔ تمہیں پتہ نہیں کہ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ تو کیسا مصیبت میں گرفتار ہوا۔ مجھے ڈر ہے اے ابراہیم علیہ السلام کہیں تمہارا بھی ویسا ہی حشر نہ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا، تجھے معلوم نہیں قابیل نے ہابیل کو اپنی نفسانی خواہش اور حسین عورت کی خاطر قتل کیا تھا۔ میں اپنے نور نظر کو اللہ کی

رضا کے لیے اور اس کے حکم سے قربان کر رہا ہوں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر کبیر۔ قصص القرآن)

سوال: حاجی شیطان کو منیٰ میں تین مقامات پر کنکریاں مارتے ہیں۔ اس کی وجہ بتا دیجئے؟

جواب: شیطان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ارادے میں پختگی دیکھ کر مایوس ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے راستے میں خوفناک شکل بنا کر کھڑا ہو گا۔ آپ نے اسی وقت اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر ایک دوسری جگہ پر نظر آیا تو آپ نے پھر سات کنکریاں ماریں۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ پھر تیسری مرتبہ نظر آیا تو آپ نے سات کنکریاں ماریں۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ حاجی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں تین جگہوں پر کنکریاں مارتے ہیں۔

(تفسیر مظہری۔ معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ ضیاء القرآن)

سوال: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جس جانور کی قربانی کی گئی وہ کون سا تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانی جان کے بدلے جنت سے مینڈھا بھیج دیا۔ یہ مینڈھا وہ تھا جو ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل نے قابیل سے صلح ہونے کے بعد اللہ کے نام پر نذر کیا تھا اور مقبول ہو کر جنت میں اٹھا لیا گیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس واقعہ ذبح تک جنت کا آب و دانہ کھا کر یہ مینڈھا خوب فربہ ہو گیا تھا۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے ذبح ہونے کے بعد اس کے سینگ سالہا سال تک بیت اللہ شریف کے اندر لٹکتے رہے۔ حجاج بن یوسف کے زمانے میں کعبۃ اللہ میں آگ لگی تو یہ سینگ بھی اسی آگ میں جل کر ختم ہو گئے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کب وفات پائی اور کہاں دفن ہوئیں؟

جواب: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نوے سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں انتقال فرمایا۔ آپ کو حرم بیت اللہ میں حجر اسود اور ایک روایت کے مطابق حطیم میں میزاب رحمت کے نیچے دفن کیا گیا۔ اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر بیس سال تھی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے دو یا تین مرتبہ مکہ آئے۔ آپ کو تعمیر بیت اللہ کا حکم ملا تو آپ نے کیا دعا فرمائی؟

جواب: جیسا کہ قرآن پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ بیت اللہ دنیا میں اللہ کی عبادت کے لیے سب سے پہلا عبادت خانہ تھا اور برکتوں والا گھر ہے۔ اور دنیا جہان کے لیے رہنمائی اور ہدایت کا مرکز ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو جب بیت اللہ کی تعمیر کا حکم ملا یہ ایک ٹیلہ تھا۔ اس کی بنیادوں پر مٹی کی تہہ جم چکی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے عرض کیا، خدایا آپ کے مقدس گھر کی بنیادیں نظر آئیں تو میں کمزور انسان تعمیل کروں۔ اسی وقت آندھی آئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے ریت کے تودوں کو اٹھا کر ادھر پھینک دیا اور پرانی بنیادوں کے نشانات نظر آنے لگے۔ جن پر باپ بیٹے نے بیت اللہ تعمیر کیا۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے مقام ابراہیم علیہ السلام کیا ہے؟

جواب: یہ ایک پتھر تھا جسے حضرت ادریس علیہ السلام نے طوفان نوح کے ڈر سے کوہ ابوقبیس میں چھپا دیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بتایا۔ اس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ یہ پتھر آج تک موجود ہے۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ اس پتھر کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی دی تھی کہ دیوار اونچی ہونے کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت یہ بھی اونچا ہوتا جاتا تھا۔ اسی کو مقام ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں۔ طواف بیت اللہ کے بعد اس کے پاس دو رکعت نوافل پڑھی جاتی ہیں۔ یہ پتھر حضرت ابراہیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس جگہ تھا اب بھی وہیں ہے ۱۷ ہجری میں زبردست سیلاب آیا۔ جس کی وجہ سے یہ پتھر اپنی جگہ سے ہٹ کر دیوار کعبہ کے پاس آ گیا۔ حضرت عمر فاروقؓ جب حج کے لیے تشریف لائے تو آپ نے اس کو پھر پرانی جگہ پر رکھوا دیا۔ اب سیسہ پگھلا کر زمین میں جام کر دیا ہے تاکہ ہل نہ سکے۔ مہدی عباسی کی خلافت کے زمانے میں اس میں

شگاف پڑ گیا تھا۔ مہدی نے ۱۶۱ ہجری میں ایک ہزار دینار صرف کر کے اس پر طلائی پترہ چڑھا کر ٹوٹنے سے محفوظ کرا دیا۔ پہلے اس پر ایک قبہ تھا۔ حجاج کی کثرت کی وجہ سے قبہ ہٹا کر بلوری قبہ میں رکھ دیا گیا۔ ۱۹ رجب ۱۳۳۲ ہجری بمطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۰ء کو شاہ فیصل نے اپنے ہاتھ سے پردہ ہٹا کر افتتاح کیا۔

(تفسیر فتح العزیز۔ قصص الانبیاء۔ حسن الحجاج۔ زیارۃ الحرمین)

سوال: تعمیر بیت اللہ میں کون سے پہاڑ کے پتھر استعمال ہوئے؟

جواب: مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے اور گارا بنا کر دیتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے۔ مفسرین کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کوہ حرا، کوہ لبنان، کوہ ثبیر، کوہ جودی، کوہ ابی قبیس اور بعض دوسرے پہاڑوں سے پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ (سیرت انبیاء کرام۔ ارض الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے بیت اللہ کی تعمیر نو کا کام سلسلہ وار کس طرح ہوتا رہا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے مطابق بیت اللہ کی اونچائی ۹ گز، لمبائی ۳۰ گز اور چوڑائی ۲۳ گز تھی۔ دروازہ زمین سے ملا ہوا تھا۔ اس کے بعد عمالقہ نے اور پھر جرہم خاندان کے سردار حارث بن مضاض اصغر نے اور پھر رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے ایک صدی قبل قصی بن کلاب نے اس کی اصلاح اور مرمت کی۔ رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال تھی جب قریش نے بیت اللہ کی ازسرنو تعمیر کی۔ یہ تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے ۱۶۷۵ سال بعد ہوئی۔ قریش نے اس تعمیر کے وقت عہد کیا تھا کہ اس میں صرف حلال کمائی لگائیں گے۔ حلال کی کمائی کم ہونے کی وجہ سے حطیم کی جانب والی دیوار کو پیچھے ہٹا دیا اور بیت اللہ کا کچھ حصہ باہر چھوڑ دیا۔ اور دروازہ بھی اونچا کر دیا گیا۔ ۶۴ھ میں یزید کی فوج نے جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مقابلے کے لیے مکے پر چڑھائی کی تو منجنیقوں سے آگ برسائی جس سے بیت اللہ کا پردہ جل گیا اور دیواروں کو بھی نقصان پہنچا۔ بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کو شہید کر کے ازسرنو تعمیر

کیا۔ اور حضور ﷺ کی خواہش کے مطابق حطیم کا حصہ بیت اللہ میں شامل کر دیا۔ اور دروازہ نیچا کر کے زمین کے قریب کر دیا۔ اس دروازے کے مقابل ایک اور دروازہ بنا دیا تا کہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے باہر نکل جائیں۔ یہ تعمیر جمادی الثانی ۶۴ھ میں شروع ہوئی اور رجب ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں مکمل ہوئی۔ اسی خوشی میں حضرت عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کی بڑی دعوت کی جس میں سو اونٹ ذبح کیے۔ ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبداللہ بن مروان کے حکم سے حجاج نے کعبۃ اللہ کو پھر پہلی حالت پر کر دیا اور حطیم کی جانب والی دیوار توڑ کر پیچھے ہٹا دی۔ امام مالکؒ کے زمانے میں ہارون رشید نے بیت اللہ کو دوبارہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر کے مطابق کرنا چاہا مگر امام صاحب نے یہ کہہ کر روک دیا کہ ہر آنے والا بادشاہ خانہ خدا کو کھیل سمجھ لے گا۔

(معین الحجاج۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج و اولاد کی تعداد بتا دیجئے؟

جواب: حضرت سارہ علیہا السلام آپ کی بڑی اور پہلی بیوی تھیں۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام دوسری اور چھوٹی بیوی تھیں۔ اس کے علاوہ تیسری بیوی حضرت قطورہ علیہا السلام تھیں جن سے آپ نے حضرت سارہ علیہ السلام کی وفات کے بعد نکاح کیا۔ بڑی بیوی سے حضرت اسحٰق علیہ السلام اس وقت پیدا ہوئے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۰۰ سال حضرت سارہ علیہا السلام کی عمر ہیانوے یا ننانوے سال تھی۔ چھوٹی بیوی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر کے چھیاسی ویں سال میں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اس طرح یہ حضرت اسحٰق علیہ السلام سے ۱۴ سال بڑے تھے۔ تیسری بیوی حضرت قطورہ علیہا السلام سے چھ بیٹے زمران، یقشان، مدان، مدیان، یشباق اور شوحا پیدا ہوئے۔ (تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی عمر پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو پچھتر یا ۱۹۵ یا دوسو سال کی عمر میں انتقال

فرمایا۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے مدینۃ الخلیل یا قصبہ خلیل الرحمٰن میں دفن کیا۔ (تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس آگ میں پھینکا گیا اس آگ کے بارے میں مؤرخین و مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: حضرت کعب احبار کہتے ہیں کہ اس دن دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ اس دن کوئی بھی آگ سے فائدہ نہ اٹھا سکا تھا، فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آرام سے آگ میں بٹھا دیا۔ رضوان فرشتے نے آپ کو خلعت فاخرہ پہنایا۔ اور آپ کے اردگرد گل ریحان اور سبزے اور شگوفوں کا گلستان بنا دیا اور شیریں چشمہ جاری کر دیا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہر صبح و شام اللہ کے حکم سے لذیذ طعام پہنچاتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے باہر آئے تو باپ نے کہا، ابراہیم علیہ السلام تیرا رب بہت ہی بڑا اور بزرگ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے بقول ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے یہی کلمہ سب سے اچھا کہا ہے۔

(راحۃ الاصفیاء۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام کس کی بیٹی تھی؟

جواب: حران شہر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہاران رہتا تھا۔ آپ ہجرت کر کے حران چلے گئے آپ کے چچا نے اپنی بیٹی حضرت سارہ علیہا السلام سے آپ کی شادی کر دی۔ وہ مالدار تھا اس نے مال و دولت بھی ساتھ دیا۔ حضرت سارہ علیہا السلام مسلمان ہوگئیں لیکن چچا کافر ہی رہا۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ان کی والدہ نے کیا ردعمل ظاہر کیا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ سلاماً نہ فرماتا تو ٹھنڈک سے تکلیف پہنچتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ بھی وہاں موجود تھیں۔ انہوں نے محسوس کر لیا کہ ابراہیم پر آگ اثر نہیں کر رہی۔ انہوں نے پکار کر کہا۔ میں بھی تمہارے پاس آنا چاہتی ہوں۔ بیٹا تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ آگ مجھ پر بھی اثر نہ کرے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہاں آجاؤ۔ چنانچہ وہ بیٹے کے پاس گئیں۔ اسے گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ پھر اطمینان کے ساتھ واپس آگئیں اور ان کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ (البدایہ والنہایہ۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام ومصر میں کہاں کہاں ہجرت کی؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے فلسطین کا رخ کیا۔ ان کی بیوی حضرت سارہ علیہ السلام اور بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام بھی ساتھ تھے۔ یہاں کچھ عرصہ مقیم رہے۔ یہاں ان کا قیام شکیم میں ہوا جسے اب نابلس کہا جاتا ہے۔ لیکن قحط کی وجہ سے وہ زیادہ دیر یہاں نہ ٹھہر سکے۔ جنوب کی طرف منتقل ہوتے رہے اور پھر مصر پہنچ گئے۔ اس زمانے میں مصر میں عمالقہ کا اقتدار تھا۔ جنہیں رومی ہکوس کہتے ہیں۔

(البدایہ والنہایہ۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ملک شام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا بشارت دی؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر سے واپس سرزمین شام میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ شمال وجنوب اور مشرق ومغرب کی طرف نگاہ دوڑائیں اور ان کو خوشخبری دی کہ یہ تمام سرزمین تیری اولاد کے قبضے میں دے دی جائے گی، جن کی تعداد ریت کے ذروں کے برابر ہوگی۔ یہ بشارت امت محمدیہ کے حق میں پوری ہوئی۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں فتوحات سے اس پیش گوئی کی صداقت واضح ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے ملک شام پر قبضے کی پیش گوئی بھی اس سے مراد ہوسکتی ہے۔ (قصص القرآن۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا جارہا تھا تو ان کی زبان مبارک پر کون سی دعا تھی؟

جواب: مفسرین کے مطابق آپ یہ دعا ورد فرمارہے تھے: لا الہ الا انت سبحانک رب العلمین لک الحمد ولک الملک لا شریک لک۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: حضرت علیؓ ابن ابی طالب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے جلائی گئی آگ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: آگ کے ٹھنڈا ہو جانے والی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ اے آگ ایسی ہو جا کہ ان کو نقصان نہ پہنچے۔ حضرت ابن عباسؓ اور ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر سلامتی والی ہو جا تو ابراہیم علیہ السلام کو اس کی ٹھنڈک سے تکلیف پہنچتی۔

(قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت سارہ علیہ السلام کے ہاں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کس عمر میں ہوئی؟

جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت سارہ علیہا السلام ننانوے سال جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سو سال کے تھے۔

(تفسیر قرطبی۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت سارہ علیہا السلام نے کہاں وفات پائی؟

جواب: ام الانبیاء حضرت سارہ علیہا السلام نے فلسطین کے شہر الخلیل میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئیں۔ وہاں ان کے نام سے ایک چشمہ بھی منسوب ہے جس کا پانی ٹھنڈا اور شیریں ہے۔ (تاریخ دمشق۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کس نمرود بادشاہ کے زمانے میں ہوئی؟

جواب: آپ کی پیدائش نمرود بن کنعان کے زمانے میں ہوئی۔ اور یہ نمرود ایک قول کے مطابق مشہور بادشاہ ضحاک ہی ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بڑا ظالم و جابر حکمران تھا اور اس نے ہزار سال بادشاہی کی۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ بنی راسب قبیلے کی اولاد میں سے تھا۔ جن کی طرف حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔

(تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مفسرین کرام کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش کس مقام پر ہوئی؟

جواب: ان کی جائے پیدائش مقام سوس میں بتائی جاتی ہے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق بابل میں ہے۔ اور ایک قول کے مطابق سواد میں کوثیٰ کی طرف۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ برزہ میں پیدا ہوئے۔ پھر اللہ نے نمرود کو آپ کے ہاتھوں ہلاک کرایا تو آپ حران نامی علاقے کی طرف چلے گئے۔ پھر وہاں سے شام اور پھر فلسطین میں بیت المقدس کے شہر ایلیا میں سکونت فرمالی۔ وہیں ان کے ہاں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن عباسؓ۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مفسرین و مؤرخین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج و اولاد کی تعداد کیا بتائی ہے؟

جواب: آپ کی پہلی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام اور دوسری حضرت ہاجرہ علیہا السلام۔ سب سے پہلے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ پھر حضرت سارہ علیہا السلام سے حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ ان کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قنطورہ بنت یقطن کنعانیہ سے شادی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے ہاں چھ بچے ہوئے۔ مدین۔ زمران۔ سرج۔ یقشان۔ نشق اور چھٹے کا نام مذکور نہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجون بنت امین سے شادی فرمائی اور اس سے پانچ بچے ہوئے۔ کیسان۔ سورج۔ امیم۔ لوطان اور نافس۔ (شریعت کے اعلام (ابوالقاسم سہیلی)۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کون سی زبان بولتے تھے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سریانی تھی جب کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام عربی بولتے تھے۔ انہوں نے یہ زبان مکہ میں قبیلے بنی جرہم سے سیکھی تھی تاہم دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے کی زبان سمجھ لیتے تھے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ دین جلیبر)

سوال: بتائیے تورات کے صفحات اور یونان کے جغرافیے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام

کے کس فرزند کا ذکر آیا ہے؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نامور فرزند قیدار کا ذکر تورات کے صفحات، بعض تاریخی کتابات اور یونان کے جغرافیے میں کئی جگہوں پر ان کا ذکر آیا ہے۔ قیدار کی اولاد مکہ میں رہی اور اس کی شاخ عدنان سے رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا۔

(آئینہ تاریخ۔ تاریخ ارض القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ظالم شاہ مصر کون تھا جس نے حضرت سارہؓ کو پریشان کرنے کی کوشش کی تھی؟

جواب: اس ظلم و جابر حکمران کا نام رقیون بتایا گیا ہے جو بابل کا قدیم باشندہ تھا۔ مفسرین و مورخین نے اس کا نام سنان بن علوان تھا جو ضحاک کا بھائی تھا بعض کے نزدیک وہ عمرو بن امرؤالقیس بن بابلیون بن سبا تھا۔ بعض نے کہا کہ وہ صادو بن صادون تھا جو قبیلہ قبط سے تھا۔ فرعون اس وقت کے شاہان مصر کا لقب تھا۔

(تاریخ کہ۔ تاریخ ابن ہشام۔ مدارج النبوۃ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب بیسویں پشت میں حضرت آدم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ کے کتنے بھائی تھے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بڑے بھائی نحور اور حاران تھے۔

(سیرت انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: صابن حضرت صالح علیہ السلام کی ایجاد ہے۔ بتایئے کنگھی کس پیغمبر کی ایجاد ہے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ کنگھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایجاد ہے۔

(انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: قرآن پاک کی کن دو سورتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ بت شکنی کا ذکر آیا ہے؟

جواب: سورۃ الصّٰفّٰت اور سورۃ الانبیاء میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت نوح علیہ السلام پر دس صحیفے نازل ہوئے تھے۔ بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کتنے صحیفے نازل ہوئے؟

جواب: آپ پر بیس صحیفے نازل ہوئے تھے۔ قرآن پاک میں آپ پر صحیفے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے کتنے پیغمبر ہوئے؟ آپ کے کس بھتیجے کو نبوت ملی؟

جواب: آپ کی نسل سے چالیس ہزار پیغمبر ہوئے اور آپ کے بڑے بھائی حاران کے بیٹے حضرت لوط علیہ السلام کو آپ کی زندگی ہی میں نبوت عطا کی گئی۔

(سیرت انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت ہاجرہؑ کی اولاد سے ہیں۔ بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کی کس بیوی کی اولاد میں سے ہیں؟

جواب: یہ دونوں نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ (سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم کو ابو الانبیاء اور شیخ الانبیاء کہا جاتا ہے۔ بتایئے ام العرب کس خاتون کا لقب ہے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہؑ کو ام العرب کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ عرب میں آباد ہونے والی نسل کی ماں ہیں۔

(قصص الانبیاء نجار۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: خانہ کعبہ کے پہلے متولی حضرت اسماعیلؑ تھے۔ بتایئے آپ پیدا کہاں ہوئے تھے؟

جواب: حضرت اسماعیلؑ شام کے علاقے کنعان میں پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ کی مادری زبان قبطی تھی۔ (تاریخ الانبیاء۔ تاریخ ارض القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت لوط علیہ السلام﴾

حضرت لوط علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے اس تنہا فرد کا نام بتا دیجئے جو آپ پر ایمان لائے؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام قوم ابراہیم علیہ السلام کے وہ اکیلے فرد تھے جو آپ پر ایمان لائے اور ہر مشکل وقت میں ان کا ساتھ دیا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ انبیاء کرام۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کے ایمان لانے کا ذکر قرآن پاک کی کس آیت میں ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورہ العنکبوت آیت ۲۶ میں ہے: فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ۔ "پس ایمان لایا لوط (دین ابراہیمی پر) اور کہا (ابراہیم علیہ السلام نے) میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں"۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم لوط نے بعض دوسرے پیغمبروں کو بھی جھٹلایا۔ قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ قوم لوط کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کے علاوہ اور بھی پیغمبر بھیجے گئے۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۶۰ میں ہے: كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ۝ "لوط علیہ السلام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا"۔

(تفسیر حقانی۔ معارف القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: بتائیے کن آیات میں بتایا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورہ الصّفّٰت آیت ۱۳۳ میں ہے: وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ "اور بے شک لوط علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے"۔

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ فتح الحمید۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ قرآن پاک میں کیا فرمایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت ۷۴ میں جہاں ان کی شان بیان کی گئی ہے وہاں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہیں اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۸۰ میں ہے: وَلُوطًا "اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا"۔ سورۃ الشعراء آیت ۱۶۰ میں ہے: "جب ان سے ان کے بھائی (لوطؑ) نے کہا"۔ پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۵۴ میں بھی وَلُوطًا کہہ کر آگے ان کا ذکر ہے۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۸ میں بھی ذکر ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا گیا۔

(تفسیر مظہری، تفسیر ماجدی، قصص الانبیاء، قصص القرآن)

سوال: قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ نام بتا دیجئے؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ قرآن پاک کی ۱۵ سورتوں میں کہیں تفصیل سے اور کہیں حضرت لوط علیہ السلام اور قوم لوط کے حوالے صرف نام آیا ہے۔ ان سورتوں میں پارہ ۷ سورۃ الانعام، پارہ ۸ سورۃ الاعراف، پارہ ۱۲ سورۃ ہود، پارہ ۱۴ سورۃ الحجر، پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء، پارہ ۱۷ سورۃ الحج، پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء، پارہ ۱۹ سورۃ النمل، پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت، پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت، پارہ ۲۳ سورۃ ص، پارہ ۲۶ سورۃ ق، پارہ ۲۷ سورۃ الذٰریٰت، پارہ ۲۷ سورۃ النجم، پارہ ۲۷ سورۃ القمر، پارہ ۲۸ سورۃ التحریم۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء، قصص القرآن۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر قرآن کریم کی کن آیات میں آیا ہے؟

جواب: قوم لوط کا واقعہ اور حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی ۱۵ سورتوں کی ان آیات میں آیا ہے۔ سورۃ الانعام آیت ۸۶، سورۃ الاعراف آیات ۸۰ تا ۸۴۔ سورۃ ہود آیات ۷۰، ۷۴، ۷۷ تا ۸۳۔ سورۃ الحجر آیات ۵۸ تا ۷۷۔ سورۃ الانبیاء آیات ۷۰، ۷۴، ۷۵۔ سورۃ الحج آیت ۴۳۔ سورۃ الشعراء آیات ۱۶۰ تا ۱۷۵۔ سورۃ النمل

آیات ۵۴ تا ۵۸۔ سورۃ العنکبوت آیات ۲۸ تا ۳۵۔ سورۃ الصّٰفّٰت آیات ۱۳۳ تا ۱۳۷۔ سورۃ صٓ آیت ۱۳۔ سورۃ قٓ آیت ۱۳۔ سورۃ النجم آیت ۵۳۔ ۵۴، سورۃ القمر آیات ۳۳ تا ۳۹ سورۃ التحریم آیت ۱۰۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ ضیاء القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح القدیر)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں کتنی مرتبہ آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت لوط علیہ السلام کا نام اپنے طور پر یا قوم کے حوالے سے ۲۷ مرتبہ مختلف مقامات پر مختلف آیات میں آیا ہے۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح القدیر)

سوال: اللہ کے نبی حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک نے کن الفاظ میں کیا ہے اور آپ پر انعامات کا بیان کس طرح ملتا ہے؟

جواب: سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۳۳ میں ہے: وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o ''بیشک لوط پیغمبروں میں سے تھے''۔ سورۃ الانبیاء آیت ۷۱ میں ہے: وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ o ''اور ہم نے اسے (ابراہیم علیہ السلام کو) اور لوطؑ اس زمین کی طرف بھیج کر بچا لیا جس میں ہم نے جہان والوں کے لئے برکت رکھی ہے''۔ اسی سورۃ کی آیت ۷۴ میں ہے: وَ لُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ط ''اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نے ان کو اس بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے گندے کام کیا کرتے تھے'' اسی سورۃ کی آیت ۷۵ میں ہے: وَ اَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ط اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ o ''اور ہم نے اسے (لوطؑ کو) اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بلاشبہ وہ نیک بختوں میں سے تھا''۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے قوم لوط میں کون سی برائیاں تھیں جن کے بارے میں قرآن پاک نے بتایا ہے؟

جواب: قوم لوط میں بہت سی برائیاں تھیں۔ ایک تو یہ کہ باہر سے آنے والے تاجروں اور

سوداگروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ دوسرے ان کے ہاں انصاف نہیں تھا ان کے حاکم و قاضی غلط فیصلے کیا کرتے تھے۔ اور تیسری سب سے بڑی برائی جس کا قرآن پاک نے خاص طور پر ذکر کیا ہے وہ نوجوانوں کے ساتھ ناشائستہ حرکات اور بداخلاقی کرتے تھے اور چوتھی برائی یہ تھی کہ عام مجلس میں لوگوں کے سامنے کھلم کھلا بے حیائی اور گناہ کے کام کرتے۔

(القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو کس طرح نصیحت فرمائی؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیات ۸۰ تا ۸۳ میں ہے: وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ "اور ہم نے لوط کو بھیجا جب کہ اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ کیا تم وہ بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کیا۔ تم اپنی عورتوں کے ساتھ رغبت نہیں رکھتے: مردوں سے بداخلاقی کرتے ہو۔ بلکہ تم حد ہی سے گزر گئے ہو۔" پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۸ میں ہے: وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ "اور ان (لوط) کے پاس ان کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور وہ پہلے سے برے کام کر ہی رہے تھے۔" پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیات ۱۶۵۔۱۶۶ میں ہے: اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ○ "کیا تم جہان والوں میں سے تم (یہ حرکت کرتے ہو کہ) مردوں سے بداخلاقی کرتے ہو اور تمہارے رب نے جو تمہارے ۔ بیویاں پیدا کی ہیں ان کو نظر انداز کرتے ہو۔ بلکہ اصل میں تم حد سے گزر جانے والے ہو۔" پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیات ۵۴۔۵۵ میں ہے: اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ○ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ○ "جب اس (لوط) نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم یہ

حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ تم دیکھتے بھالتے ہو۔ کیا تم اپنی عورتیں چھوڑ کر مردوں سے برائی میں مبتلا ہوتے ہو۔ بلکہ تم جاہل لوگ ہو۔" پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیات ۲۸ تا ۳۰ میں ہے: قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ "انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے کسی نے اس جہاں میں نہیں کیا۔ کیا تم مردوں سے فعل بد کرتے ہو اور تم ڈاکے ڈالتے ہو (بعض نے اس کا مطلب انسانی پیدائش کی راہ مارنا بھی لیا ہے) اور اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو"۔

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ معارف القرآن۔ تیسیر القرآن۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کو کس طرح ڈرایا اور اپنی خدمات کا ذکر کس انداز میں فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۹ سورہ الشعراء آیت ۱۶۱ تا ۱۶۴ میں ہے: اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ○ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ○ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ○ وَمَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ "جب کہ ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا۔ بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمے ہے"۔ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۳۶ میں ہے: وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ○ "اور اس نے ہماری پکڑ سے انہیں ڈرایا تو انہوں نے اس ڈرانے میں شک کیا (اس پر جھگڑا کیا)"۔

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفہیم القرآن۔ ضیاء القرآن)

سوال: قوم لوط نے حضرت لوط علیہ السلام کو کیا جواب دیا اور ان کے بارے میں کیا فیصلہ کیا؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۸۲ میں ہے: وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○ ''اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا سوائے اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں''۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۶۷۔۱۶۸ میں ہے: قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ○ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ○ ''وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط علیہ السلام اگر تم ہمارے کہنے سننے سے باز نہ آؤ گے تو ضرور (بستی سے) نکال دیئے جاؤ گے۔ (لوط علیہ السلام نے) فرمایا کہ میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت کرتا ہوں'' پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۵۶ میں ہے: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ج اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ○ ''پس ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا سوائے اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوط علیہ السلام کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے پاکباز بنتے ہیں''۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت ۲۹ میں ہے: فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ○ ''پس ان کی قوم کا آخری جواب یہ تھا کہ تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔ اگر تم سچے ہو (کہ یہ افعال عذاب کا باعث ہیں)''۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر خازن)

سوال: قوم کے ہاتھوں تنگ آ کر حضرت لوط علیہ السلام نے کیا دعا فرمائی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ عنکبوت آیت ۳۰ میں ہے: قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ○ (لوط علیہ السلام نے) دعا کی کہ اے میرے رب ان شریر لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما'' (ان کو ہلاک کر دے)۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر روح البیان)

سوال: جو فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری سنانے آئے تھے ان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا دریافت فرمایا؟

جواب: فرشتوں کے چہروں سے ہیبت اور ڈر محسوس ہو رہا تھا۔ اس لئے خوشخبری سننے کے

بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ ان سے پوچھا۔ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۵۷ میں ہے: قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ "فرمانے لگے! اللہ کے بھیجے ہوئے اے فرشتو! اچھا اب یہ تو بتاؤ کہ تم کو کیا مہم درپیش ہے؟"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس خدشے کا اظہار کیا؟

جواب: پارہ ۱۴ سورۃ الحجر میں ہے کہ: قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (مراد قوم لوط ہے) مگر لوطؑ کا خاندان کہ ان سب کو بچالیں گے بجز ان کی (لوطؑ کی) بیوی کے۔ کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی مجرم قوم میں رہ جائے گی"۔ سورۃ ہود آیت ۷۴ تا ۷۶ میں ہے: فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ○ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ○ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَاۗءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ○ "پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہو گیا اور ان کو (اولاد کی) خوشخبری ملی تو ہم سے لوط کی قوم کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے۔ واقعی ابراہیمؑ بڑے حلیم الطبع، رحیم المزاج اور رقیق القلب تھے۔ اے ابراہیمؑ (ہم نے کہا) اس بات کو جانے دو۔ تمہارے رب کا حکم اس کے متعلق آچکا ہے۔ اور اس کے سبب سے ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے جو کسی طرح ٹلنے والا نہیں"۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیات ۳۱ تا ۳۲ میں ہے: وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ "اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے جب ابراہیمؑ کے پاس بشارت لے کر پہنچے تو ان فرشتوں نے

(ابراہیمؑ سے) کہا ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ وہاں کے باشندے بڑے شریر ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہاں تو لوط بھی ہیں۔ فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں ہیں ہم کو سب معلوم ہے۔ ہم ان کو اور ان کے خاص متعلقین کو بچالیں گے سوائے ان کی بیوی کے۔ کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوگی۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے نوجوانوں کی صورت میں آئے۔ بتایئے حضرت لوط علیہ السلام نے پریشانی کا اظہار کیوں کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیات ۷۷۔۷۸ میں ہے: وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ۝ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ''اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو لوطؑ ان کے آنے کی وجہ سے مغموم ہوئے (کیونکہ وہ بہت حسین نوجوانوں کی شکل میں تھے اور ان کو آدمی سمجھ کر) اور ان کے آنے کی وجہ سے پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے''۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے شرپسندوں سے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۸ میں ہے: قَالَ یٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ۝ ''لوط علیہ السلام فرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں۔ وہ تمہارے لئے پاک ہیں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی نیک آدمی (بھلا مانس) نہیں ہے''۔ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۶۷ تا ۶۹ میں ہے: وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَیْفِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِیْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۝ ''اور شہر کے لوگ خوشیاں کرتے پہنچے۔ لوط نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں

پس مجھ کو رسوا نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ لوط نے فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا مانو تو"۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ فتح القدیر)

سوال: تمام تر منت سماجت کے باوجود شریر لوگوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ قوم کے ان افراد نے حضرت لوط علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۹ میں ہے: قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ○ "وہ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے یہاں آنے سے ہمارا کیا مقصد ہے"۔ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۷۰ میں ہے: قَالُوْا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○ "وہ (شرپسند) کہنے لگے کہ کیا آپ کو دنیا بھر کے لوگوں سے (یعنی ان کے معاملے میں دخل دینے سے) منع نہیں کر چکے"۔

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن۔ تیسیر القرآن۔ فتح المجید)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے کس انداز سے اپنی بے بسی کا اظہار کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۸۰ میں ہے: قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ○ "لوط علیہ السلام فرمانے لگے کیا خوب ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط سہارے کی پناہ لیتا"۔

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن۔ تیسیر القرآن۔ فتح المجید)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سورۃ الحجر میں قصہ لوط علیہ السلام بتاتے ہوئے فرمایا: لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۔ "آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے"۔ بتایئے فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو عذاب کے بارے میں کیسے بتایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۸۱ میں ہے: قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْۤا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا

اَمْرُ رَبِّکَ ط اِنَّہٗ مُصِیْبُھَا مَآ اَصَابَھُمْ ط اِنَّ مَوْعِدَھُمُ الصُّبْحُ ط اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ۝ ''فرشتے کہنے لگے کہ اے لوط علیہ السلام ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں۔ آپ تک ان کی ہرگز رسائی نہیں ہوگی۔ پس آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر نکل جائیں۔ اور تم میں سے کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے۔ ہاں مگر آپ کی بیوی (کافر ہونے کی وجہ سے) نہ جائے گی کہ اس پر بھی آفت آنے والی ہے۔ جو اور لوگوں پر آئے گی۔ ان کے وعدے (عذاب) کا وقت صبح کا ہے۔ کیا صبح کا وقت قریب نہیں؟''۔ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیات ۶۱ تا ۶۶ میں ہے: فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰکَ بِمَا کَانُوْا فِیْہِ یَمْتَرُوْنَ ۝ وَ اَتَیْنٰکَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَھُمْ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ وَ قَضَیْنَآ اِلَیْہِ ذٰلِکَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ ھٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ ۝ ''پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط کے پاس آئے تو (لوطؑ) کہنے لگے کہ تم تو اجنبی معلوم ہوتے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ شک کیا کرتے تھے۔ اور ہم آپ کے پاس یقینی ہونے والی چیز لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں۔ پس آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیں۔ اور آپ سب کے پیچھے ہو لیں۔ اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور جس جگہ تمہیں جانے کا حکم ہوا ہے اس طرف سب چلے جانا۔ اور ہم نے لوطؑ کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے ان (قوم لوط) کی بالکل جڑ ہی کٹ جائے گی (یعنی ہلاک کر دیئے جائیں گے)''۔

اس سے پہلے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی بتا چکے تھے جیسا کہ پارہ ۲۶ سورۃ الذریٰت آیت ۳۱ تا ۳۴ میں ہے: قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ اَیُّھَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمٍ مُّجْرِمِیْنَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَیْھِمْ حِجَارَۃً مِّنْ طِیْنٍ ۝ مُّسَوَّمَۃً عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُسْرِفِیْنَ ۝ (ابراہیمؑ کہنے لگے) اچھا فرشتو! اچھا تو تم کو کیا بڑی مہم

در پیش ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم (یعنی قوم لوطؑ) کی طرف بھیجے گئے ہیں تا کہ ہم ان پر کنکر کے پتھر برسائیں جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشانیاں بھی ہیں حد سے گزرنے والوں کے لئے"۔

(القرآن۔قصص القرآن۔قصص الانبیاء۔تفسیر عزیزی۔تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کو باہر چلے جانے کا حکم دے دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم پر کس طرح عذاب نازل کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیات ۸۲۔۸۳ میں ہے: فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ o مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ o "پس جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہنچا تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اس کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس زمین پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کر دیئے۔ جو لگاتار گر رہے تھے۔ جن پر آپ کے رب کے پاس سے نشان لگے ہوئے تھے۔ اور یہ بستیاں (قوم لوط کی) ان ظالموں (مشرکین مکہ) سے کچھ دور نہیں ہیں"۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۸۴ میں ہے: وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ o "اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا (کہ وہ پتھروں کا تھا) سو دیکھو تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا" پارہ ۱۴ سورۃ الحجر ۷۳ تا ۷۷ میں ہے: فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُشْرِقِیْنَ o فَجَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ o اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ o وَ اِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ o اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ o پس سورج نکلتے نکلتے ان کو سخت آواز نے دبوچ لیا۔ پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے۔ اس واقعہ میں اہل بصیرت کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔ اور بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں۔ ان بستیوں میں اہل ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے"۔ بعض مفسرین کے بقول پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۴۰ میں (اصحاب القریہ) بھی قوم لوط کا ذکر ہے:

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِىْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ○ "اور یہ (کفار مکہ) اس بستی سے ہو کر گزرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے۔ سو کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے۔ بلکہ یہ لوگ مر کر دوبارہ زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتے"۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۷۲-۱۷۳ میں ہے: ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ○ "پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کی (یعنی پتھروں کی) بارش برسائی۔ یعنی کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو (عذاب الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا"۔ پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۵۸ میں ہے: وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ○ "اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کی بارش برسائی۔ یعنی ان لوگوں پر کیا برا مینہ برسایا جو ڈرائے گئے تھے"۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۳۱ میں ہے: (ان فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا) قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ○ "تو ان فرشتوں نے کہا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ وہاں کے باشندے بڑے ظالم (شریر ہیں)"۔ اسی سورۃ کی آیت ۳۴ میں ہے: اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○ "ہم اس بستی والوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنے والے ہیں اس لئے کہ وہ بدکار ہیں"۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۳۶ میں ہے: ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ "پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا"۔ پارہ ۲۷ سورۃ الذّٰریٰت آیت ۳۳-۳۴ میں ہے: لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ○ "تاکہ ہم ان پر کنکر کے پتھر برسائیں جن پر آپ کے رب کے پاس (عالم الغیب میں) خاص نشانیاں بھی ہیں حد سے گزرنے والوں کے لئے"۔ پارہ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۵۳-۵۴ میں ہے: وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ○ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ○ "اور الٹی ہوئی (الٹی) بستیوں کو بھی پھینک مارا تھا۔ پھر ان بستیوں کو گھیر لیا تو ان پر جو چھائی

آئی سوآلی"۔ پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۳۴ میں ہے: اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا "ہم نے ان پر ایک پتھروں والی آندھی بھیجی"۔ پھر آیات ۳۷ تا ۳۹ میں ہے: وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ○ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ○ "اور ان لوگوں نے لوطؑ سے ان کے مہمانوں کو بالارادہ بدلہ لینا چاہا۔ پس ہم نے ان کی آنکھیں چوپٹ کر دیں کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو۔ اور پھر صبح سویرے ان پر عذاب دائمی آپہنچا کہ لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزا چکھو"۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کو بچا لیا۔ بتائیے کون سے لوگ اس عذاب سے محفوظ رہے؟

جواب: پارہ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۸۳ میں ہے: فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ "پس ہم نے لوط علیہ السلام کو اور انکے متعلقین (بیٹیوں) کو بچا لیا۔ سوائے ان کی بیوی کے۔ کہ وہ ان ہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے"۔ سورۃ ہود آیت ۸۱ میں ہے: فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ "پس آپ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیں اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے ہاں مگر آپ کی بیوی (کافر ہونے کی وجہ سے) نہ جائے گی۔ اس پر بھی آفت آنے والی ہے جو اور لوگوں پر آئے گی"۔ سورۃ الحجر آیت ۵۹۔۶۰ میں ہے: اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ○ "مگر لوط علیہ السلام کا خاندان کہ ان سب کو بچالیں گے سوائے ان کی (لوطؑ کی) بیوی کے۔ کہ اس کے لئے ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی مجرم قوم میں رہ جائے گی"۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۳۲ میں ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا

لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ٥ فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں (بستی میں) رہتے ہیں ہم کو سب معلوم ہے۔ ہم ان کو (لوطؑ) اور ان کے خاص متعلقین کو بچا لیں گے سوائے ان کی بیوی کے کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوگئی"۔ آیت ۳۳ میں فرشتوں نے یہی بات حضرت لوط علیہ السلام سے بھی کہی۔ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۴ میں ہے: وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ٥ "اور ہم نے ان کو (لوطؑ کو) اس بستی سے نجات دی جس کے رہنے والے گندے کام کرتے تھے۔ بلاشبہ وہ لوگ بڑے بدذات بدکار تھے"۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۶۹ تا ۱۷۱ میں ہے: فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ٥ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ٥ "پس ہم نے ان کو (لوطؑ کو) اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی سوائے ایک بڑھیا کے کہ وہ (عذاب کے اندر) رہ جانے والوں میں رہ گئی"۔ پارہ ۲۰ سورۃ النمل آیت ۵۷ میں ہے: فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ٥ "پس ہم نے اس قوم پر عذاب نازل کیا اور لوطؑ کو اور ان کے متعلقین کو بچا لیا سوائے ان کی بیوی کے کہ اس کو (کفر کی وجہ سے) ہم نے انہی لوگوں میں شمار کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے"۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۳۴۔۱۳۵ میں ہے: اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ٥ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ٥ "جب کہ ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی سوائے اس بڑھیا کے (یعنی لوطؑ کی بیوی کے) وہ پیچھے رہ جانے والوں میں رہ گئی"۔ پارہ ۲۷ سورۃ القمر میں ہے: اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ٥ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ شَكَرَ ٥ "سوائے متعلقین لوط علیہ السلام کے جن کو اخیر شب میں بچا لیا اپنی جانب سے فضل کر کے، جو شکر کرتا ہے ہم اسے ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں"۔ (القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: قصہ لوط علیہ السلام سے اہل مکہ کو کس انداز سے عبرت حاصل کرنے کے لئے کہا گیا ہے؟

جواب: اگرچہ قصہ لوط علیہ السلام میں ہر دور کے لوگوں اور ہر قوم کے لئے عبرت ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو خاص طور پر مخاطب کیا ہے۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۸۳ میں ہے: وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝ ''اور یہ بستیاں (قوم لوط کی) ان ظالموں (مشرکین مکہ) سے کچھ دور نہیں۔ پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۷۶۔۷۷ میں ہے: ''اور یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر (مکہ کے قریب) ہیں۔ ان بستیوں میں اہل ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے''۔ پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۴۰ میں ہے: ''اور یہ (کفار مکہ) اس بستی پر ہو کر گزرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے۔ پس کیا یہ لوگ انکو دیکھتے نہیں رہتے۔ بلکہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے (قیامت) کے دن کا دھیان ہی نہیں رکھتے''۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۷۴ میں ہے: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ''بے شک اس واقعے میں عبرت ہے۔ اور ان میں (کفار مکہ میں) اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے''۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۳۵ میں ہے: وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ ''اور ہم نے اس بستی کے کچھ ظاہر نشان اب تک رہنے دیئے ہیں۔ ان لوگوں کی عبرت کے لئے جو عقل مند ہیں''۔ پارہ ۲۷ سورۃ الذریت آیت ۳۷ میں ہے: وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ ''اور ہم نے اس واقعے میں (ہمیشہ کے لئے) ایسے لوگوں کے واسطے ایک عبرت رہنے دی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں''۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۳۷ میں ہے: وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ''(اے مکہ والو) تم لوط کے لوگوں کی بستی پر کبھی صبح ہوتے اور کبھی رات میں گزرا بھی کرتے ہو تو کیا پھر بھی سمجھ سے کام نہیں لیتے''۔ (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: قوم لوط کی بستی پر عذاب آیا تو اسے تباہ ہونے میں کتنا وقت لگا؟

جواب: قرآن بتاتا ہے کہ صبح ہوتے ہی ان سب کی جڑ کٹ گئی یعنی برباد ہو گئے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صبح ہوتے ہی ان کو ایک ہولناک آواز نے آپکڑا۔ یعنی چند لمحوں میں

تباہ کر دیئے گئے۔ (القرآن۔تفسیر ضیاء القرآن۔قصص القرآن۔قصص الانبیاء)

سوال: قوم لوط نے حضرت لوط علیہ السلام کی تکذیب کی۔ بتائیے انہوں نے کس طرح عذاب خداوندی کو دعوت دی؟

جواب: انہوں نے کہا: اِئْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ ''(اے لوطؑ) اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ''۔

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تذکرۃ الانبیاء۔سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتائیے سورۃ الانعام میں حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۶ میں ہے: وَ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ اور اسمٰعیل کو اور الیسع کو اور یونس کو اور لوط کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر (نبوت سے) ہم نے فضیلت دی''۔

(القرآن۔تفسیر مظہری۔تفسیر عزیزی۔تفسیر فتح القدیر)

سوال: سورۃ الحج کی کس آیت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم بھی ان کو جھٹلا چکی ہے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الحج کی آیت ۴۳ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی قوموں نے بھی ان کو جھٹلایا۔ (القرآن۔تفسیر مظہری۔تفسیر ضیاء القرآن۔تفسیر عزیزی)

سوال: سورۃ التحریم میں کن نبیوں کی بیویوں کو دوزخ کی وعید سنائی گئی ہے؟

جواب: پارہ کی اس سورۃ کی آیت ۱۰ میں ہے: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○ ''اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کا حال بیان فرماتا ہے۔ وہ دونوں ہمارے خاص بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پس ان عورتوں نے ان دونوں بندوں کا حق ضائع کیا (ان کو جھٹلایا اور نافرمانی کی اور کافروں کے ساتھ مل گئیں) تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ کام نہ آ سکے۔ اور ان دونوں

عورتوں کو (کفر کی وجہ سے) حکم ہو گیا کہ اور جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی دوزخ میں جاؤ"۔ (القرآن۔ فتح المجید۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: سورۃ ص اور سورۃ ق میں حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر کس حوالے سے آیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۱۳ میں ہے کہ قوم ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پارہ ۲۶ سورۃ ق آیت ۱۳ میں بھی پیغمبروں کو جھٹلانے کی بات کی گئی ہے۔ (القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: بتایئے قرآن نے کس پیغمبر کی بیوی کو بڑھیا بھی کہا ہے؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو بڑھیا کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے جیسے سورۃ الشعراء آیت ۱۷۱ میں ہے۔ (البدایہ والنہایہ۔ تفسیر القاسمی۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام اور قوم لوط کا تذکرہ سب سے پہلے سورۃ انعام میں آیا ہے۔ بتایئے سب سے آخر میں کس سورۃ میں قوم لوط کا ذکر ہے؟

جواب: قرآن کی سورۃ القمر میں سب سے آخری مرتبہ قوم لوط کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

حضرت لوط علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے شرپسندوں کے سامنے جس بے بسی کا اظہار کیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت لوط علیہ السلام کی بے قراری کے عالم میں نکلے ہوئے الفاظ کے متعلق فرمایا: یرحم اللّٰہ لوطاً لقد کان یاوی الی رکنٍ شدید۔ خدا لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے بے شک وہ خدا کی مضبوط و مستحکم پناہ حاصل کیے ہوئے تھے مگر سخت گھبراہٹ اور بے حد تنگی میں ادھر خیال نہ گیا اور بے ساختہ ظاہری اسباب پر نظر چلی گئی۔ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوط علیہ السلام کے مضبوط سہارے کے بارے میں کس انداز

سے وضاحت فرمائی؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ حقدار ہیں کہ شک کریں۔ اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے بے شک وہ مضبوط قلعے (یعنی اللہ) کی طرف سہارا پکڑنے والے تھے۔" ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ بے شک انہوں نے مضبوط ٹھکانے یعنی اللہ کی طرف سہارا پکڑا۔ لہٰذا اللہ نے پھر ان کے بعد ہر نبی کو اپنی قوم میں مالداری و عزت کے ساتھ بھیجا۔" (تفسیر طبری۔ ترمذی۔ مسلم۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: محدثین و مفسرین کے بقول قوم لوط کس طرح بداخلاقی اور بے حیائی جیسی عادتوں کا شکار ہوئی؟

جواب: محمد بن اسحاق نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ یردن (اردن) میں سخت قحط پڑا۔ اہل سدوم کے باغات سڑک کے کنارے تھے اور بکثرت تھے۔ آس پاس کی بستیوں کے لوگ ادھر سے گزرتے تو کچھ پھل توڑ لیتے۔ اہل سدوم کو خیال ہوا کہ اگر اسی طرح لوگ پھل توڑتے رہے تو باغ ہی ختم ہو جائے گا۔ اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے۔ اس لیے انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ جو شخص باہر سے آنے والا پھل توڑے اس سے زبردستی بداخلاقی کی جائے۔ چنانچہ وہ لوگ شہر کے ناکوں پر بیٹھے رہتے اور جو مسافر آتا اور پھل توڑتا اس کو زیادتی کا نشانہ بناتے۔ شروع شروع میں تو انہوں نے یہ ناشائستہ حرکت ضرورت مندوں اور فقیروں کو روکنے کے لیے کی، مگر کچھ عرصہ بعد وہ اس فعل بد کے عادی ہو گئے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر المنار)

حضرت لوط علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور ان کی پرورش بھی

آپ ہی نے کی تھی۔ ان کے والد کا نام بتائیں؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لانے والے سگے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے والد کا نام ہاران تھا۔ ان کی بچپن ہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پرورش اور تربیت کی تھی۔ آپ کا نسب لوط بن ہاران بن تارخ ہے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام کا وطن کون سا تھا اور انہیں کن لوگوں کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہی آپ کا وطن بھی عراق کا دارالخلافہ بابل تھا۔ آپ کو علاقہ شام سے چند میل کے فاصلے پر بحر میت کے کنارے سدوم و عامورہ کی بستیوں کے رہنے والوں کی اصلاح کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: قوم لوط کا ذکر قرآن پاک میں متعدد جگہ پر آیا ہے۔ بتائیے یہ قوم کس علاقے میں رہتی تھی؟

جواب: قوم لوط اس علاقے میں رہتی تھی جسے آج کل مشرق اردن کہا جاتا ہے۔ یہ عراق اور فلسطین کے درمیان واقع ہے۔ اس علاقے کا صدر مقام سدون اور اردن اور بیت المقدس کے درمیان واقع تھا اور یہ پانچ بڑے شہروں کا مرکزی مقام تھا۔ یہ شہر سدوم، عمورہ، ادمہ، صبوییم، بالع یا صوغر تھے۔ اردن میں جہاں اب بحر میت یا بحر لوط واقع ہے، اس جگہ پر سدوم اور عمورہ (عامورہ) کی بستیاں تھیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مقام شروع سے سمندر نہ تھا بلکہ قوم لوط پر عذاب آیا اور اس سرزمین کا تختہ الٹ دیا گیا۔ سخت زلزلے اور بھونچال آئے جن سے یہ زمین چار سو میٹر سمندر کے نیچے چلی گئی اور پانی ابھر آیا۔ اسی لیے اس کا نام بحر میت (بحر مردار) یا بحر لوط ہے۔ قوم لوط کے شہروں کے نشانات بحر میت کے کناروں پر ملے ہیں۔ سدوم کا علاقہ بڑا سرسبز و شاداب تھا اور یہاں پھلوں کے باغات تھے۔

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام ایک عرصہ تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ بتایئے آپ نے کہاں کہاں ہجرت کی؟

جواب: آپ پہلے بابل میں رہتے تھے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام کے ساتھ ہی اپنے وطن فدان آرام (بابل) سے ہجرت کی۔ پہلے شام اور پھر مصر گئے۔ حضرت لوط علیہ السلام فلسطین میں بھی رہے۔

(تہذیب الاسماء واللغات، قصص القرآن، قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء تجار)

سوال: شاہ مصر نے حضرت لوط علیہ السلام کو کس طرح رخصت کیا؟

جواب: شاہ مصر نے حضرت سارہ علیہا السلام کے ساتھ گستاخی کی تھی۔ پھر توبہ کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت سارا مال و دولت مویشی اور غلام دے کر رخصت کیا تھا۔ اس نے حضرت لوط علیہ السلام کو الگ سے مال مویشی اور غلام دیئے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ نے قوم لوط کی اصلاح کے لیے پہلے بھی کئی نبی بھیجے بتایئے حضرت لوط سدوم کیسے پہنچے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام مصر سے واپس شام آگئے تو کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں تبلیغ اسلام کے لیے اردن روانہ کیا۔ اس وقت آپ نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے مال و متاع سمیت سدوم چلے گئے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: اہل سدوم کے ساتھ حضرت لوط علیہ السلام کا کوئی تعلق یا رشتہ داری نہیں تھی۔ بتایئے سدوم کے معنی کیا ہیں؟

جواب: سدوم، سدم سے مشتق ہے۔ اور اس کے معنی ہیں غم کے ساتھ ندامت اور سدوم قوم لوط کے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ اور یہ شہر ظلم و ستم، لوٹ مار، غلط فیصلوں، بدسلوکی بے انصافی اور غلط کاریوں کی وجہ سے مشہور تھا۔

(معجم البلدان۔ ازواج الانبیاء)

سوال: قرآن حکیم نے قوم لوط کے تین بڑے گناہوں کا ذکر کیا ہے۔ مفسرین و مؤرخین نے کن باتوں کا تذکرہ کیا ہے؟

جواب: لوٹ مار اور دھوکہ فریب سے کام لیتے۔ مسافروں کا مال ضبط کر لیتے۔ مہمانوں کے ساتھ ظلم اور بدتمیزی کرتے اور بے حیائی کا سلوک کرتے۔ اپنی بیویوں کے ساتھ فطری تعلق کو پسند نہ کرتے اور نوجوانوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے اور نفسانی خواہشات پوری کرتے۔ اور پھر اس پر شرمندہ ہونے کی بجائے مجلسوں میں اپنے کاموں کا ذکر کر کے خوش ہوتے۔ سدوم کے باشندے لوگوں میں فاجر۔ فاسق اور بدترین کافر تھے۔ حضرت حذیفہؓ سے ایک قول یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ جس طرح اس قوم کے مرد، مردوں سے نفسانی خواہشات پوری کرتے تھے۔ اسی طرح اس قوم کی عورتوں میں بھی ایسا فعل (مساحقت) پایا جاتا تھا۔

(در منثور۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر روح المعانی)

سوال: قوم لوط کے لوگ تاجروں کا مال کس طرح لوٹتے تھے؟

جواب: سدوم کے لوگ باہر سے آنے والے ہر سوداگر کا مال عجیب انداز سے لوٹتے تھے۔ جب کوئی سوداگر اپنا مال لے کر شہر میں آتا تو یہ لوگ گروہ کی صورت میں نکلتے اور مال کو دیکھنے کے بہانے ہر شخص تھوڑی تھوڑی چیزیں اٹھاتا اور لے کر چل دیتا۔ بے چارہ تاجر کچھ نہ کر سکتا۔ اگر وہ کچھ شکایت کرتا تو لوٹنے والوں میں سے ایک آتا اور ٹوٹی پھوٹی شکل میں اس کا لوٹا ہوا مال دکھلا کر کہتا میں تو یہ لے گیا تھا، تم لے لو۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے لوٹا ہوا مال دکھاتے۔ نیا مال گھر پر رکھ لیتے۔

(تاریخ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: قوم لوط نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام لے جانے والے کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: اگرچہ یہ واقعہ اسرائیلی روایات میں سے ہے جسے بعض مفسرین نے نقل کیا ہے تاہم اس سے قوم لوط کی اخلاقی پستی کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ

السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی خیریت معلوم کرنے کے لیے ایک عزیز یا غلام لیعزر (لعازر) دمشقی کو سدوم بھیجا۔ جب وہ بستی کے قریب پہنچا تو ایک سدوی نے اسے اجنبی سمجھ کر زور سے پتھر مارا جس سے اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ سدوی شرمندہ ہونے کی بجائے اس سے لڑنے لگا کہ میرے پتھر کی وجہ سے تمہارا سر سرخ ہوا ہے مجھے اس کا معاوضہ دو۔ وہ اس اجنبی کو کھینچتا ہوا عدالت میں لے گیا۔ سدوم کے حاکم نے مدعی کا بیان سن کر فیصلہ سدوی کے حق میں دیا کہ الیعزر اسے واقعی معاوضہ ادا کرے۔ یہ الٹوکھا فیصلہ سن کر الیعزر مشتعل ہو گیا اور ایک پتھر حاکم کے سر پہ مار کر کہنے لگا میرے مارنے کا معاوضہ سدوی کو تم ادا کر دینا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: "بے شک یہ پاک لوگ ہیں۔" یہ جملہ کن لوگوں نے کس کے بارے میں کہا تھا؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق یہ فقرہ اہل سدوم کا طنزیہ نعرہ تھا۔ اور اس طرح وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک مرتبہ اہل سدوم کی مجلس میں آپ نے انہیں خطاب کیا اور فرمایا کہ تم کو اتنا بھی احساس نہیں رہا کہ یہ سمجھ سکو کہ مردوں کے ساتھ بے حیائی کا تعلق، لوٹ مار اور اس طرح کے دوسرے اعمال بد کس قدر خرابی کا باعث ہیں۔ اور تم یہ سب کچھ بڑی محفلوں اور مجلسوں میں کرتے ہو۔ اور شرمندہ ہونے کی بجائے فخر سے ان برائیوں کا ذکر کرتے ہو۔ قوم نے نصیحت سنتے ہی غصے سے جواب دیا کہ تو اگر سچا ہے تو وہ عذاب لے آ جس سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے طنزیہ جملہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ پاک لوگ ہیں۔

(القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ نور)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اس وقت حضرت لوط علیہ السلام سے بارہ چودہ میل (یا اس سے بھی دور) کی مسافت پر تھے جب فرشتے مہمانوں کی صورت میں ان کے پاس آئے اور اہل سدوم کو ہلاک کرنے کا ذکر کیا۔ عذاب کے فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس کس وقت پہنچے اور حضرت لوط سے کہاں ملاقات ہوئی؟

جواب: یہ فرشتے مغرب کے وقت بہت ہی حسین اور خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بطور مہمان آئے۔ حضرت لوط علیہ السلام ان کو دیکھ کر غمگین اور تنگ دل ہوئے اور کہا کہ آج کا دن بڑا بھاری ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو ان کے فرشتے ہونے کا علم نہیں تھا۔ وہ پریشان ہوئے کہ اگر انہوں نے ان کو مہمان نہ رکھا تو وہ علاقے میں کسی اور کے مہمان بنیں گے اور بدکاروں کے ہاتھ لگیں گے۔ اور اپنے پاس ٹھہراؤں تو یہ لوگ پھر بھی چڑھ دوڑیں گے۔ ان مہمانوں کا کس طرح بچاؤ کروں کیونکہ بستی والے پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ جہاں والوں کو (یعنی باہر کے لوگوں کو) اپنے گھر مہمان نہ ٹھہرانا ہم خود بندوبست کریں گے، حضرت ابن عباسؓ، حضرت قتادہؒ، مجاہدؒ اور ابن اسحاقؒ نے اپنی تفاسیر و تواریخ میں حضرت لوط علیہ السلام کی پریشانی کا اسی انداز میں ذکر کیا ہے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ فرشتے جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو اس وقت وہ بستی سے باہر اپنے کھیتوں میں کاشتکاری میں مصروف تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام کو ان سے بے حد حیا محسوس ہو رہی تھی اور وہ ان کے آگے آگے گھر کی طرف چل پڑے۔ اور بار بار اشارۃً ایسی باتیں کہہ رہے تھے جس سے وہ نوجوان سمجھ کر واپس لوٹ جائیں اور کسی اور بستی میں چلے جائیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم میں روئے زمین پر اس بستی والوں سے زیادہ خبیث لوگ نہیں دیکھتا۔ حتیٰ کہ آپ نے یہ بات چار مرتبہ دہرائی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ بستی والوں پر اس وقت تک عذاب نازل نہ کرنا جب تک خود ان کا پیغمبر ان کی برائی بیان نہ کرے اور ان کے خلاف اس بیہودہ حرکت کی گواہی نہ دے۔

(قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: مفسر قرآن حضرت سدیؒ نے فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر کس انداز میں کیا ہے؟

جواب: حضرت سدیؒ فرماتے ہیں کہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چل کر حضرت

لوط علیہ السلام کی بستی میں پہنچے تو دوپہر کا وقت تھا۔ جب سدوم شہر میں پہنچے تو حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی سے ملاقات ہوگئی۔ وہ اپنے اہل خانہ کے لیے پانی بھرنے آئی تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں تھیں بڑی کا نام ریثا اور چھوٹی کا نام زغرتا تھا۔ فرشتوں نے (جو نوجوانوں کی صورت میں تھے) لڑکی سے پوچھا ہم یہاں کہیں ٹھہر سکتے ہیں۔ لڑکی نے جواب دیا آپ یہیں رکیے میں واپس آ کر بتاتی ہوں۔ دراصل لڑکی کو ڈر ہوا کہ اگر یہ قوم کے ہاتھ لگ گئے تو ان بے چاروں کی بڑی بے عزتی ہوگی۔ وہ اپنے والد ماجد حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئیں اور انہیں خبر دی کہ شہر سے باہر چند نوعمر لڑکے ہیں۔ قوم کے لوگوں میں ان سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں۔ وہ آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ تو کہیں ان کو قوم نہ پکڑ لے اور پھر ان کو رسوا و ذلیل کرے۔ جبکہ حضرت لوط علیہ السلام کو لوگوں نے مہمان ٹھہرانے سے منع بھی کیا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اُن کی عزت اور حرمت کی وجہ سے بڑی بے چارگی سے ہاں کر دی۔ اور ان کو چھپ چھپا کے گھر لے آئے۔ کسی کو پتہ نہ چلنے دیا بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ عصر کے بعد کا وقت تھا جب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے۔

(از واج الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے کون سے فرشتے نوجوان حسین لڑکوں کی صورت میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب فرشتوں کو حضرت لوط علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے وہ مہمان حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام تھے۔ (تفسیر ابن عباس۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: قرآن نے بتایا ہے کہ قوم لوط کو نوجوانوں کی اطلاع ملی تو وہ لوگ دوڑے آئے۔ حضرت لوط علیہ السلام انہیں چھپ چھپا کر گھر لائے تھے۔ پھر قوم کو کیسے خبر ہوگئی؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی خفیہ طور پر کافروں ملی ہوئی تھی۔ اس نے آ کر قوم کو خبر دی اور راز فاش کر دیا۔ اور کہنے لگی لوط کے گھر میں ایسے لڑکے آئے ہیں کہ ان سے خوبصورت میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ قوم کے لوگ مستی و مدہوشی میں دوڑے آئے۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ لوط علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے لیے فحش کاری کی راہ ہموار کرتی تھی۔ جیسے ہی اسے پتہ چلا کہ دروازے پر کوئی آیا ہے تو وہ فوراً دوڑی دوڑی اپنی قوم کے لوگوں کے پاس جا کر انہیں آنے والوں کی اطلاع دیتی تھی اور پھر وہ لوگ فوراً آ کر مطالبہ کرنے لگتے تھے کہ ان مہمانوں کو ہمارے حوالے کرو۔ اس وقت بھی یہی صورتحال ہوئی۔ (قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت لوط علیہ السلام نے کتنا عرصہ اپنی قوم کو تبلیغ کی؟

جواب: آپ نے بائیس تیئس سال اپنی قوم کو سمجھانے اور اس کی اصلاح کرنے میں گزار دیئے۔ لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ (تفسیر السورتی۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جس کا نام والہہ (یا ولہلہ) بتایا گیا ہے۔ کس طرح مہمانوں کی خبر شرپسندوں کو کرتی تھی؟

جواب: وہ اپنے شوہر (حضرت لوط علیہ السلام) کے خلاف اپنی قوم کی مددگار تھی۔ وہ کسی نہ کسی طریقے سے گھر آنے والے مہمانوں کی مخبری کر دیتی۔ اگر کوئی مہمان رات کے وقت ان کے ہاں آتا تھا اور اسے جا کر بتانے کا موقع نہ ملتا تھا تو وہ آگ کا الاؤ جلا کر انہیں خبر کر دیا کرتی تھی۔ اگر کوئی مہمان دن میں آتا تھا اور اسے گھر سے نکلنے کا موقع نہ ملتا تو وہ بڑی چالاکی سے آگ جلا کر بجھا دیتی تھی تا کہ اس میں سے دھواں اٹھے اور وہ لوگ دھواں اٹھتا دیکھ کر سمجھ جائیں کہ کوئی نیا مہمان آیا ہے۔ اور پھر وہ ایک گروہ کی شکل میں حضرت لوط علیہ السلام کے گھر آ جاتے۔

(قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافر اور بددیانت تھی۔ وہ حضرت لوط علیہ السلام کی کس انداز میں مخالفت کرتی؟

جواب: وہ اپنے شوہر کی چغلی کھاتی۔ اور اپنی قوم کے ظالم و جابر لوگوں کو اکساتی کہ وہ اس کے شوہر کو جھٹلائیں۔ ان کی دینی دعوت میں رکاوٹ پیدا کریں، وہ اپنے شوہر کے راز بھی افشا کرتی تھی۔ اپنے دل میں کفر چھپا کر رکھتی اور ظاہراً مومن تھی۔ اس کو سورۃ التحریم آیت ۱۰ میں قرآن نے خیانت سے تعبیر کیا ہے۔

(معانی القرآن۔ القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا "کاش مجھے کسی طاقتور کی حمایت حاصل ہوتی" مفسرین نے اس کی کس انداز سے وضاحت کی ہے؟

جواب: اکثر و بیشتر مفسرین کے مطابق اس وقت حضرت لوط علیہ السلام نے جو الفاظ فرمائے ان سے مراد صرف اللہ تعالیٰ کی مدد تھی اسی لیے یہ فقرہ سننے کے بعد فرشتوں نے بتایا کہ اے لوط علیہ السلام ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں، یہ تم کو ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد لوط علیہ السلام کا یہ کہنا تھا کہ کاش اس وقت میرے ساتھ بہت سے حمایتی ہوتے۔ یا میرا قبیلہ ہوتا (چونکہ حضرت لوط علیہ السلام باہر سے آئے تھے) جو ان لوگوں کا مقابلہ کرتا۔ یہ بھی مراد لیا گیا کہ کاش ان نوجوانوں کی تعداد زیادہ ہوتی۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ ارض الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قوم لوط کے شرپسندوں نے نوجوانوں کے بارے میں اطلاع ملنے پر کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: جیسا کہ قرآن میں بھی بتایا گیا ہے کہ قوم کے افراد حضرت لوط علیہ السلام کے مکان کی طرف چڑھ دوڑے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان نوجوانوں کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں سمجھایا مگر وہ کسی طور بھی ماننے کو تیار نہیں تھے۔ (تفسیر ابن عباسؓ۔ انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے افراد کو سمجھانے کے لیے بیٹیوں کے

بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: بیشتر مفسرین و مؤرخین نے کہا ہے کہ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں۔ تم شرعی طریقے سے ان سے نکاح کر کے اپنی خواہش پوری کر سکتے ہو۔ زیادہ تر مفسرین کا کہنا ہے کہ چونکہ قوم کی بیٹیاں بھی نبی کی بیٹیاں ہوتی ہیں اس لیے اس وقت حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی بیٹیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میری یہ بیٹیاں موجود ہیں۔ تم غلط کام کیوں کرتے ہو۔ اور یہی آپ کے شایان شان تھا کہ قوم کے لوگوں کو ایسا ہی جواب دیتے۔ بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ ان کی دو بیٹیاں قوم کے دو سرداروں کے نکاح میں دی جا سکتی ہیں تا کہ وہ اپنے لوگوں کو قابو کر سکیں۔ تاہم یہ بات حقیقت کے قریب نہیں ہے اور اہل کتاب کی روایات میں ہے۔ تاہم لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ آپ کو پتہ ہے ہم کیوں آئے ہیں۔

(تفسیر ابن عباسؓ۔ تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: کفار نے جب حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کا گھیراؤ کر رکھا تھا تو آپ نے کس سے اپنی بے بسی کا اظہار کیا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب قوم لوط حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پر چڑھ آئی تھی تو حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا تھا۔ اور یہ گفتگو اس شریر قوم سے اس طرح ہو رہی تھی کہ فرشتے مکان کے اندر تھے۔ ان لوگوں نے مکان کی دیوار پھاند کر اندر آنے کی کوشش کی تو اس وقت حضرت لوط علیہ السلام کی زبان پر بے ساختہ یہ الفاظ آ گئے ''اے کاش آج مجھے کسی مضبوط جماعت کی حمایت حاصل ہوتی۔'' (تفسیر ابن عباسؓ۔ سیرت انبیائے کرامؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: قوم لوط کے شر پسند باز نہ آئے اور حضرت لوط علیہ السلام نے بھی بے بسی کا اظہار فرمایا تو قوم پر سب سے پہلا عذاب کون سا آیا؟

جواب: قرآن میں ہے کہ ہم نے لوگوں کو اندھے کر دیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے اپنی حقیقت بیان کر دی اور کہا کہ دروازہ کھول دیں۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے اپنے بازو (پر) کا معمولی سا اشارہ کیا تو گھر کے باہر کھڑے تمام شریر لوگ اندھے ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ یہاں سے بھاگو۔ لوط علیہ السلام کے مہمان تو بڑے جادوگر معلوم ہوتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے اپنے گھروں میں جا کر پناہ لی۔ بعض روایات میں ہے کہ کفار نے حضرت لوط علیہ السلام کو پتھر مار کر زخمی کر دیا تھا اور دروازہ توڑ کر فرشتوں تک پہنچ گئے تھے تو ان کو خدا نے اندھا کر دیا۔ پھر انہوں نے توبہ کی تو نظر آنے لگا۔ پھر انہوں نے برا ارادہ کیا تو ان کے بدن خشک ہو گئے۔ پھر انہوں نے توبہ کی اور حضرت لوط علیہ السلام کی دعا سے پھر ٹھیک ہو گئے اور بھاگ کر اپنے گھروں میں چلے گئے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو اپنا راز بتا دیا تھا اور راتوں رات اپنے ساتھیوں (اہل خانہ) کو لے کر بستی سے نکل جانے کے لیے کہہ دیا تھا۔ بتایئے کس طرح قوم لوط علیہ السلام بڑے عذاب میں مبتلا ہوئی؟

جواب: پوری بستی (سدوم کے علاقے کی تمام بستیاں) کے لوگ خواب غفلت میں سوئے ہوئے تھے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام صبح کے وقت شہر کے نیچے سے اپنا پر لگا کر شہر کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے گئے۔ پھر شہر کو الٹا دیا اور واپس پٹخ دیا۔ ایک ہیبت ناک چیخ نے بھی سدوم کی بستی کو تہہ و بالا کر دیا۔ اس بستی پر پتھروں کی بارش کر دی گئی۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ بستی کو آسمان کی طرف اتنا اوپر اٹھایا گیا کہ آسمان والوں نے بستی کے مرغوں کی آوازیں سنیں اور ان کے کتوں کا بھونکنا سنا۔ اللہ نے اس جگہ کو ایک انتہائی بدبودار سمندر بنا دیا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ ارض الانبیاء)

سوال: بتایئے قوم لوط کی بستی کتنے شہروں پر مشتمل تھی اور اس میں کتنے افراد تھے؟

جواب: ایک روایت ہے کہ تین بستیاں تھیں۔ ایک اور روایت ہے کہ یہ بستی پانچ بڑے شہروں پر مشتمل تھی یا اس علاقے کو پانچ بڑی بستیوں پر مشتمل بتایا گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ بستی چار پانچ شہروں کا مجموعہ تھی اور آبادی ۴ لاکھ تھی بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ بستی سات بڑے شہروں پر مشتمل تھی۔ اور ان میں ایک قول کے مطابق چار سو انسان تھے۔ دوسرے قول کے مطابق چار ہزار تھے اور حیوانات وغیرہ بھی تھے۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے ان تمام چیزوں سمیت بستی کو اپنے پر کے ایک کونے پر اٹھالیا۔ (قصص القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جو کہ کافرتھی وہ کیسے ہلاک ہوئی؟

جواب: آپ کی بیوی کے بارے میں بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ وہ قوم لوط میں رہ گئی تھی اور ان کے ساتھ ہی ہلاک ہوگئی۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ نکل پڑی تھی۔ لیکن جب چنگھاڑ سنی اور شہر کے گرنے کی آواز سنی تو اپنی قوم کی طرف پیچھے مڑ کر دیکھا اور پکاری ہائے میری قوم۔ اس پر بھی پتھر لگا اور ان کا دماغ باہر نکال دیا گیا۔ اس طرح وہ ہلاک ہوئی۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو بستی چھوڑ کر چلے جانے کا کہا تو آپ کہاں تشریف لے گئے؟

جواب: حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے ساتھی سدوم کی بستی چھوڑ کر ایک اور بستی صوعر یا صغر میں چلے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کی دونوں بیٹیاں تھیں۔ بیوی بستی والوں کے ساتھ ہلاک ہو چکی تھی۔ یہ بھی بتایا گیا کہ فرشتوں کے اشارے پر حضرت لوط علیہ السلام اپنے خاندان کو لے کر رات کے شروع میں ہی سدوم سے ہجرت کر گئے۔ آپ کی بیوی تھوڑی سی دور ساتھ چل کر واپس سدوم آگئی۔ شیخ عبدالغنی نابلسی دہروی نقل فرماتے ہیں کہ یاقین وہ بستی تھی جہاں پر لوط علیہ السلام صغر (زغر) سے آجانے کے بعد ٹھہرے تھے اور رہائش اختیار کی تھی۔ اس کا نام یاقین

اس لیے پڑا کہ جب لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر چلے اور یہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ عذاب ان کی قوم پر نازل ہو گیا ہے تو بے اختیار وہ اس مقام پر سجدے میں گر گئے تھے اور فرمایا تھا: "مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور برحق ہے۔" (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت لوط علیہ السلام نے کہاں وفات پائی؟

جواب: روایت ہے کہ پھر حضرت لوط علیہ السلام اپنے چچا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے شہر الخلیل میں ان کے پاس آ گئے۔ یہاں بہت سے آثار ایسے ہیں جو ان کی یہاں رہائش کا ثبوت دیتے ہیں آثار سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اسی شہر الخلیل میں وفات پائی۔ شیخ نابلسی حنبلی کی تاریخ سے نقل کرتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی قبر کفرالبریک نامی ایک گاؤں میں ہے جو مسجد الخلیل سے تقریباً پانچ میل کی دوری پر واقع ہے۔ اور السیوطی ذکر کرتے ہیں کہ لوط علیہ السلام کی قبر کی زیارت زمانہ قدیم سے ہوتی چلی آ رہی ہے۔ اور شیخ نابلسی نے بنات لوط علیہ السلام اور ان کی بیٹیوں کی قبروں کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صوعر کو چھوڑ کر قریب کی پہاڑی پر آباد ہو گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

(ارض الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: قوم لوط کی بستی سدوم کی تباہی کا زمانہ کیا تھا؟

جواب: ماہرین فن کے تخمینے کے مطابق یہ بستیاں ۲۰۶۱ ق م میں تباہ ہوئیں۔ گذشتہ چالیس پینتالیس سال کی تحقیق سے بحر میت کے ساحل پر قوم لوط کی بستیوں کے بعض تباہ شدہ آثار معلوم ہوئے ہیں جو قرآن کی حقانیت کا ثبوت ہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ حیرت انگیز انبیائے کرام)

سوال: قوم لوط پر آنے والے عذاب کے بارے میں مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: علماء و مفسرین کا کہنا ہے کہ عذاب صبح ہوتے ہی شروع ہوا اور اشراق تک سب معاملہ ختم ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس قوم کا کوئی فرد اگر بستی سے باہر تھا یا چلا گیا تھا تو اس کو

سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور قرآن:

سوال: قرآن مجید کی کس آیت میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو وعدے کے سچے اور نبی بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۴ میں ہے: وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِسْمٰعِيْلَ ط إِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ہ "اور (اے نبی علیہ السلام) اس کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کیجئے۔ بے شک وہ وعدے کے سچے اور رسول (اور) نبی تھے"۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتائیے قرآن مجید نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے کن اوصاف کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۵ میں ہے: وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ہ "اور وہ (اسمٰعیل علیہ السلام) اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے"۔ سورۃ الانبیاء پارہ ۱۷ آیت ۸۵۔۸۶ میں ہے: وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ہ "اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یاد کیجئے۔ یہ سب ثابت قدم رہنے والوں (صابروں) میں سے تھے"۔ پھر فرمایا گیا: وَأَدْخَلْنٰهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ط إِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ "اور ہم نے انھیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا۔ بے شک وہ نیک بختوں میں سے تھے (عبادت گزار تھے)"۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۸ میں ہے: وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ط وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ہ "اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی وہ کیجئے اور یہ سب اچھے

(نیک) لوگوں میں سے تھے"۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصّفّت آیت ۱۰۱ میں آپ کو حلیم المزاج فرزند بتایا گیا ہے۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ بھی دعائے خلیل اور نوید مسیحا ہیں۔ بتایئے اور کون سے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ پارہ ۲۳ سورۃ صٰفّت آیت ۱۰۰ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کے لئے دعا فرمائی "الٰہی! مجھے نیک و صالح لڑکا عطا فرما"۔ اس دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند دیا۔ آیت ۱۰۱ میں ہے "بردبار لڑکے کی بشارت دی"۔ اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں آیا ہے؟ نام بتا دیجئے؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید کی متعدد سورتوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بھی آیا ہے۔ لیکن نو سورتوں میں الگ سے بھی آپ کا ذکر ہے۔ ان میں پارہ ایک سورۃ البقرہ۔ پارہ ۳ سورۃ آل عمران۔ پارہ ۶ سورۃ النساء پارہ ۷ سورۃ الانعام۔ پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم۔ پارہ ۱۶ سورۃ مریم۔ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصّفّت۔ پارہ ۲۳ سورۃ صٓ شامل ہیں۔

(القرآن۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتایئے قرآن پاک کی کتنی آیات میں کتنی مرتبہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا نام آیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں بارہ مقامات پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا نام آیا ہے اور باقی جگہ پر مختلف حوالوں سے ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ۵ مرتبہ آیات ۱۲۵، ۱۲۷، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۴۰ میں۔ سورۃ آل عمران آیت ۸۴۔ سورۃ النساء آیت ۱۶۳۔ سورۃ الانعام آیت ۸۶ سورۃ ابراہیم آیت ۳۹۔ سورۃ مریم آیت ۵۴۔ سورۃ الانبیاء آیت ۸۵،

[illegible] سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۱ سورۃ مریم آیت ۵۴ میں ایک ایک مرتبہ نام آیا ہے [illegible]
[illegible] (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ فتح المجید۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے تعمیر کعبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اور کس نبی نے حصہ لیا؟

جواب: ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے۔ پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۱۲۷ میں [illegible] آیا ہے: وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ۔ ”اور یاد کر (اے [illegible] پیغمبر) جب اٹھا رہے تھے ابراہیم علیہ السلام بنیادیں خانہ کعبہ کی اور ان کے ساتھ [illegible] اسمٰعیل بھی“۔ [illegible] (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان [illegible] پر کونسی دعا تھی؟ [illegible]

جواب: پارہ ایک سورۃ البقرہ آیت ۱۲۷ میں ہے کہ باپ بیٹے دونوں کی زبان پر تھا: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ”اے ہمارے پروردگار! ہماری یہ [illegible] خدمت ہم سے قبول فرمایئے۔ بے شک آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں“۔ آگے آیت ۱۲۹ تک دونوں کی دعائیں مذکور ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات زندگی میں بیان ہو چکی ہیں۔ [illegible] (القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: ”پروردگار! میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد میں سے ایک کو [illegible] تیرے محترم گھر کے پاس بسایا ہے“ بتایئے یہ الفاظ کس نبی نے کس وقت کہے تھے؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعائیہ الفاظ اس وقت کہے تھے جب آپ نے [illegible] اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور اپنے شیر خوار بچے حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کو مکہ کی [illegible] وادی میں تنہا چھوڑا تھا۔ سورۃ ابراہیم آیت ۳۷ میں ہے: رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ [illegible] ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ [illegible]
[illegible] (القرآن۔ سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کے لئے خواب میں کیا حکم دیا گیا تھا؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کے بڑے بیٹے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم دیا گیا کہ اپنی سب سے قیمتی چیز قربان کرو۔ اس طرح انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں اور وہ یہ خواب مسلسل تین دن تک دیکھتے رہے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب دیکھنے کے بعد شام سے چل کر مکہ معظمہ آئے اور اسمٰعیل علیہ السلام کو بنا سنوار کر جنگل میں لے گئے۔ انہوں نے بیٹے سے کیا کہا؟

جواب: قرآن پاک کی سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۲ میں ہے کہ انہوں نے بیٹے کا امتحان لینے کے لئے اس سے کہا: یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی. ''اے بیٹے! میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے ذبح کرتا ہوں۔ تو تو بھی سوچ سمجھ کر بتا تیری کیا رائے ہے''۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتایئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟

جواب: آپ نے فوراً جواب دیا: یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ۝ اے ابا جان! آپ کو خدا کی طرف سے جو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر گزریں۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے''۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر مظہری۔ قصص الانبیاء)

سوال: قربانی کے وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر کتنی تھی؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۲ میں صرف اتنا بتایا گیا ہے: فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعۡیَ. ''پھر جب وہ (اسمٰعیل علیہ السلام) ایسی عمر کو پہنچ گیا کہ اس (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ دوڑنے یعنی چلنے پھرنے اور ہاتھ بٹانے لگا''۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: جب دونوں نے اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا کہا گیا؟

جواب: وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ٥ ''اور ہم نے ان کو پکار کر کہا اے ابراہیم تو نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں''۔ پھر فرمایا: إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ٥ ''بے شک یہ کھلی آزمائش تھی''۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح یادگار بنا دیا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۱۰ میں ہے: وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ٥ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ٥ ''اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو اس کا فدیہ بنایا اور اس رسم کو پچھلے (آنے والے) لوگوں میں باقی رکھا۔ سلام ہو ابراہیم علیہ السلام پر''۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: سورۃ البقرہ آیت ۱۲۷ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے کیا حکم بتایا گیا ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف حکم بھیجا کہ میرے اس گھر کو خوب پاک رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگوں کی عبادت کے لئے۔ اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے''۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتایئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ قرآن پاک کی کس سورۃ میں ہے؟

جواب: تیسویں پارے کی سورۃ الصّٰفّٰت کی آیات ۱۰۲ تا ۱۱۰ میں قربانی کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ (القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: سورۃ بقرہ آیت ۱۳۳ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر کس حوالے سے ہے؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت بیٹوں سے پوچھا کہ میرے مرنے کے بعد تم کس کی پرستش کرو گے تو انہوں نے جواب دیا: قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا. ''انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کی عبادت کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق علیہم السلام عبادت کرتے آتے ہیں''۔

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن)

سوال: ''(مسلمانو) کہو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا ہے اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا''۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ. سورۃ بقرہ آیت ۱۳۶ یہی بات پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸۴ میں بھی کہی گئی ہے۔ (القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن)

سوال: سورۃ بقرہ آیت ۱۴۰ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں کیا وضاحت ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ ''کیا کہے جاتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب علیہم السلام (میں جو انبیاء گزرے ہیں یہ سب حضرات) یہود یا نصاریٰ تھے۔ (اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ تم زیادہ واقف ہو یا اللہ تعالیٰ''۔

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر روح المعانی)

سوال: پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۳ میں کن نبیوں پر وحی بھیجنے کا بیان ہے؟

جواب: چونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی اللہ کے نبی تھے۔ اس لئے ان پر وحی بھیجنے کا ذکر بھی اس آیت میں ہے: ''ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح علیہ

السلام کے پاس بھیجی تھی۔ اور ان کے بعد اور پیغمبروں کے پاس۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام کے پاس وحی بھیجی۔"

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۶ میں حضرت اسمٰعیل اور بعض دوسرے انبیاء کو تمام جہان والوں پر فضیلت دینے کا ذکر ہے۔ بتایئے سورۃ ابراہیم کی آیت ۳۹ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا نام کیوں آیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۳ کی اس سورۃ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ۝ "تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق (دو بیٹے) عطا فرمائے۔ بے شک میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے۔"

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چشمہ آب زم زم کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ہاجرہ علیہا السلام اگر پانی کو روکنے کے لیے ڈول نہ باندھتیں تو زم زم ایک نہر جاری (چشمہ جاری) کی طرح بہتا۔ (مگر اب یہ ایک کنوئیں کی طرح ہے)۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرتبہ حضرت اسمٰعیل کی بیوی کے لیے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے گوشت اور پانی میں برکت دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کس طرح فرمائی تھی؟

جواب: چونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شکار کر کے لاتے تھے اور گوشت اور پانی پر گزر بسر ہوتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس زمانے میں مکہ میں اناج کا رواج نہیں

تھا۔ اگر وہ ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں بھی برکت کی دعا دیتے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: کس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شیر خوارگی کے زمانے میں دو مرتبہ مکہ آئے؟

جواب: کتاب الانبیاء اور کتاب الرویاء میں طویل روایت ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات چیت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پہلی اور دوسری بیوی سے بیان کی گئی ہے۔ جس کا ذکر بیشتر مفسرین و مورخین نے کیا ہے۔

(صحیح بخاری۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی فضیلت کیسے بیان فرمائی ہے؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاھِیْمَ اِسْمَاعِیْلَ "ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کو چن لیا۔"

(صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بڑے ماہر تیر انداز تھے۔ اس بات کی تائید کس حدیث سے ہوتی ہے؟

جواب: حضرت سلمؓ بن الاکوع سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ لوگوں پر گزر ہوا جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے بنی اسمٰعیل علیہ السلام تیر لگاؤ کہ تمہارے دادا تیر انداز تھے۔"

(صحیح بخاری۔ تیسیر الباری۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حدیث کی کس کتاب میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی مکہ میں رہائش اور حضرت اسمٰعیل کی دونوں بیویوں کا تفصیل سے ذکر ہے؟

جواب: صحیح بخاری کتاب الانبیاء کی ایک حدیث میں طویل قصہ کی شکل میں روایت موجود ہے۔

(صحیح بخاری۔ البدایہ والنہایہ۔ تفسیر طبری)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل میں سے مبعوث فرمایا گیا۔

اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی۔ کس حدیث سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: خالد بن معدان روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے آپ کے کچھ صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے بارے میں کچھ بتا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَ بُشْرٰی عِیْسٰی۔ ہاں! میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی دی ہوئی بشارت ہوں۔"

(تفسیر قرطبی۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے جرہم کے لوگوں کو مکہ میں رہنے کی اجازت کیوں دے دی؟

جواب: ایک تو یہ کہ انہوں نے قبول کر لیا تھا کہ چشمے پر ان کا حق نہیں ہوگا بلکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے بچے کا ہوگا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاجرہ خود بھی باہمی انس و رفاقت کے لیے چاہتی تھیں کہ کوئی یہاں آ کر مقیم ہو جائے۔" (سیرت انبیائے کرام)

سوال: "اس دن حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاں کوئی برتن بھی نہ تھا اگر ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے لیے اس میں (برکت کی) دعا فرماتے۔" بتایئے یہ الفاظ کس نے فرمائے تھے؟

جواب: یہ ارشاد نبوی ہے۔ آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مکہ آمد اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی سے حالات معلوم کرنے کے بعد دعا فرمانے کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بعد مکہ میں گوشت اور پانی وافر مقدار میں رہتے ہیں۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن اپنے بلند مقام کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: خاتم المرسلین، سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا: "میں (قیامت کے روز) ایسے مقام پر

کھڑا ہوں گا جس کی طرف تمام مخلوق رشک کرے گی حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔"

(صحیح مسلم۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: اپنے جگر گوشوں کو رسول اللہ ﷺ کون سا تعوذ سکھلاتے تھے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جگر گوشوں یعنی حضرت حسنؓ و حسینؓ کو ایک تعوذ سکھلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ تمہارے والد (ابراہیم علیہ السلام بھی) ان کے ساتھ اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کو تعوذ بتلاتے تھے۔ وہ یہ ہے: اعوذ بکلمات اللّٰہ التامۃ من کل شیطان و ھامۃ ومن کل عین لامۃ "میں اللہ کے پورے کلمات کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ ہر شیطان اور وسوسے ڈالنے والے سے اور ہر بدنگاہ سے۔"

(سنن ابن ماجہ۔ سنن ابن داؤد۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کیا وصیت کی تھی؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو یہ نصیحت کی کہ بیٹا خدا نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے تو مرنا ہے تو مسلمان ہی (ہونے کی حالت میں) مرنا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ میں بت اور تصویریں دیکھیں تو کیا فرمایا؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو اندر داخل نہ ہوئے حتیٰ کہ تصویروں کے مٹانے کا حکم فرمایا۔ پھر وہ مٹا دی گئیں اور حضور ﷺ نے دیکھا کہ مشرکین نے کعبۃ اللہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ہاتھوں میں تقسیم کے تیر (دے کر تصویریں بنا رکھی) ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: "اللہ ان پر لعنت کرے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کبھی تیروں کے

ساتھ تقسیم نہیں کی۔" (صحیح بخاری۔قصص الانبیاء۔ابن کثیر)

سوال: قیامت کے دن لوگوں کے اٹھائے جانے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنائے جانے کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگ قیامت کے دن ننگے بدن اٹھائے جائیں گے۔ پس سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم ہوں گے۔" (صحیحین۔ مسند احمد۔قصص الانبیاء۔ابن کثیر)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوق میں سب سے بہتر کسے فرمایا ہے؟

جواب: حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے عرض کیا، مخلوق میں سب سے بہتر شخص کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔" (مسند احمد۔قصص الانبیاء۔ابن کثیر)

سوال: بتایئے احادیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حلیہ مبارک کیا بیان ہوا ہے؟

جواب: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ پر انبیاء علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو موسیٰ علیہ السلام کی مثال دی ایسے لوگوں سے جن پر رشک و حسد کیا جاتا ہو۔ (یعنی ان کے حسن و ملامت کی وجہ سے) اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام کو دیکھا گویا میں نے اپنے صحابی عروہؓ بن مسعودؓ کو دیکھا اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ میرے صحابی دحیہ کے مشابہ تھے۔" حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو سرخ رنگ گھنگھریالے بال اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی طرح قد آور اور بڑے جسم والے تھے۔" پھر لوگوں نے پوچھا حضرت ابراہیم علیہ السلام؟ فرمایا: "اپنے ساتھی کو دیکھ لو۔" (یعنی مجھے) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا ہے تو اپنے ساتھی کو (یعنی مجھے) دیکھ لو۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

گھنگھر یالے بالوں والے اور آدم علیہ السلام کی طرح قد آور تھے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں وہ سرخ اونٹ جس کی مہار کھجور کی ہے، اس پر سوار ہو کر وادی میں اتر رہے ہیں۔" (مسند احمد۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: کتب تاریخ اور نسب ناموں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام دنیا کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے گھوڑوں کو سدھایا اور ان پر سواری کی۔ اس سلسلے میں حدیث نبوی بیان کر دیجئے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں کو اپناؤ اور ان پر سواری کرو۔ بے شک یہ تمہارے باپ اسمٰعیل علیہ السلام کی میراث ہے۔"

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کی فصیح عربی کی تعریف کس انداز سے فرمائی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "پہلا شخص جس نے واضح عربی کے ساتھ زبان کھولی وہ اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ اور یہ (اس وقت) چودہ سال کے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین

سوال: مکہ کون سی گزرگاہ پر واقع ہے اور وہاں کس قبیلے نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس قیام کیا؟

جواب: جس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بچے کو چھوڑ گئے تھے وہ یمن سے شام جانے والے قافلوں کی گزرگاہ تھی۔ بنو جرہم کا قافلہ ایک روز ادھر سے گزرا۔ انہوں نے پرندے اڑتے دیکھے۔ پھر پانی کی تلاش میں نکلے اور چشمہ زم زم کو پا کر حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس قیام کیا۔

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیویوں کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی بنی جرہم میں ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام سے وقتاً فوقتاً مکے آتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے اہل خانہ کو ملنے مکہ آئے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر پر نہ تھے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام انتقال فرما چکی تھیں۔ آپ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بیوی سے پوچھا کہ کیسی گزر بسر ہو رہی ہے اس نے کہا تنگی ترشی سے وقت گزر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغام دے گئے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہنا کہ چوکھٹ بدل دیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام واپس آئے بیوی نے سارا ماجرا سنایا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سمجھ گئے۔ اور انہوں نے بیوی کو طلاق دے دی۔ اور دوسری شادی کر لی۔ ایک مرتبہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پھر شکار کے لیے گئے ہوئے تھے۔ آپ نے اس بیوی سے بھی وہی سوال کیا اس عورت نے کہا اللہ کا شکر ہے۔ گھر میں اس کا دیا سب کچھ ہے۔ آپ نے پوچھا کیا کھاتے پیتے ہو۔ اس نے کہا گوشت اور آب زم زم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے گوشت اور پانی میں برکت دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغام دے گئے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہنا کہ گھر کی چوکھٹ کو تبدیل نہ کرے۔ گھر آنے پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو علم ہوا تو آپ نے بیوی سے فرمایا وہ میرے والد تھے۔ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دے گئے ہیں۔ (تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: تعمیر بیت اللہ کے بعد اس گھر کی نگرانی اور خدمت کس کے سپرد ہوئی؟ اور بعد میں یہ اعزاز کسے حاصل ہوا؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس مقدس گھر کے متولی اور امام مقرر ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے نانا مضاض نے جو قبیلہ جرہم کے سردار تھے یہ منصب

سنبھالا۔ اس طرح کعبہ کی تولیت خاندان اسمٰعیل علیہ السلام سے نکل کر خاندان جرہم میں چلی گئی۔ عرصہ تک یہ خاندان مکہ پر قابض رہا اور کعبہ کا متولی رہا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے کعبہ کی تولیت بنو جرہم سے بنو خزاعہ کے قبضے میں کب اور کیسے آئی؟

جواب: ۲۰۷ء میں یمن میں سیل عرم (بند کے ٹوٹ جانے) سے جو تباہی آئی اس سے قبائل سبا نے دوسرے علاقوں کا رخ کیا۔ خزاعہ کے قبیلے نے یمن سے آکر بنی جرہم سے مکہ کی حکومت بھی چھین لی اور کعبے کی تولیت پر بھی قبضہ کر لیا۔ خزاعہ کے سردار عمرو بن لحی نے اپنے زمانے میں یہاں بت پرستی کو رواج دیا۔ وہ ایک مرتبہ شام گیا۔ وہاں مآب میں عمالقہ قابض تھے۔ اس نے انہیں بتوں کی پوجا کرتے دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ یہ کس کام آتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہماری ہر ضرورت میں مدد کرتے ہیں۔ عمرو بن لحی ان سے ایک بت مانگ لایا اور اسے کعبے میں نصب کر دیا اور اپنی قوم کو عبادت کا حکم دے دیا۔

(قصص القرآن۔ تاریخ ارض القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بنو خزاعہ ایک عرصے تک مکہ پر قابض رہے۔ بتایئے مکہ کی حکومت کب دوبارہ بنو اسمٰعیل علیہ السلام کو ملی؟

جواب: مکہ پر بنو خزاعہ کے قبضے کے بعد بنو اسمٰعیل کے قبیلے مکہ کے اردگرد منتشر ہو گئے تھے۔ ان میں ایک سردار فہر بن مالک بہت مشہور ہوا۔ اس نے آپ کو قریش کے نام سے موسوم کیا۔ قریش سمندر کی بڑی مچھلی کو کہتے ہیں۔ اس کی اولاد قریشی یا قرشی کہلائی۔ فہر کی اولاد میں چھٹی پشت میں ایک سردار قصی بن کلاب نے بڑی عزت پائی۔ اس نے قریش کی بکھری ہوئی طاقت کو منظم کیا۔ اور ۴۴۰ء میں خزاعہ سے مکہ کی حکومت چھین لی اور کعبہ کی تولیت بھی اس کے قبضے میں آ گئی۔ اس طرح یہ سلسلہ پھر سے اولاد اسمٰعیل علیہ السلام کو مل گیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: قصی سے عبد مناف تک مکہ میں تعمیر و ترقی کے مراحل کیسے طے ہوئے؟

جواب: قصی نے اپنی ریاست کا ایک جھنڈا بنایا جسے لواء کہا جاتا تھا۔ اس نے شہری زندگی کو بہتر بنانے کے لیے مکہ میں عمدہ انتظامات کیے۔ معاملات کے تصفیے کے لیے دارالندوہ کے نام سے ایک مکان تعمیر کرایا۔ اسے عرب کی پارلیمنٹ کہا جا سکتا ہے۔ باہر سے حج کے لیے آنے والوں کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کیا۔ پانی کی کمی دور کرنے کے لیے چڑی حوض بنوائے۔ قریش کو تجارت کی ترغیب دی اور سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام کی طرف تجارتی قافلے روانہ کیے جاتے۔ اس سب کچھ کے باوجود بیت اللہ بت خانہ ہی بنا رہا اور بتوں کی عبادت ہوتی رہی قصی کے بعد اس کے بیٹے عبدالدار اور عبد مناف مکہ کے حاکم بنے۔

(قصص القرآن۔ تاریخ ارض القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے ہاشم سے عبدالمطلب تک مکہ کی حکومت اور بیت اللہ کی تولیت کس کے ذمہ رہی؟

جواب: عبد مناف کے چھ بیٹے تھے۔ ان میں ہاشم سب سے لائق اور باثر تھے۔ وہ عبد مناف کے جانشین ہوئے تو انہوں نے نہایت عمدگی سے کعبہ شریف کے انتظامات کیے۔ حاجیوں کے کھانے پینے کا مفت انتظام کیا۔ ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا تو مکہ والوں کو عمدہ کھانے کھلائے۔ یمن اور شام کے حکمرانوں سے معاہدے کر کے حجاز کے تجارتی قافلوں کو محفوظ بنایا اور ان کو رعایتیں دلوائیں۔ ہاشم کے بعد ان کے بھائی مطلب ان کے جانشین بنے۔ وہ اپنی سخاوت کی وجہ سے فیض کے نام سے مشہور ہوئے۔ مطلب کے بعد ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب نے حکومت سنبھالی۔ انہوں نے زم زم کے کنوئیں کو صاف کرا کے پانی کی کمی کو دور کیا۔ انہی کے زمانے میں یمن کے صوبیدار ابرہہ نے جو حبشہ کے بادشاہ کے ماتحت تھا اپنے ہاتھیوں کے ساتھ بیت اللہ کو منہدم کرنے کی کوشش کی لیکن ابابیلوں کے لشکر نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ (قصص القرآن۔ القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد بھی بیت اللہ سمیت مکہ میں بتوں کی پوجا ہوتی رہی۔ بتایئے آپ ﷺ نے بیت اللہ کو بتوں سے کیسے پاک کیا؟

جواب: جناب عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے۔ جن میں سب سے چھوٹے حضور ﷺ کے والد جناب عبداللہ تھے۔ عبدالمطلب کے بعد حضور ﷺ کے شفیق چچا جناب ابو طالب مکہ کے سردار بنے۔ رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد مشرکین مکہ کو ایک خدا کی عبادت کرنے اور بتوں کی پوجا چھوڑنے کی تبلیغ کی۔ قوم نہ مانی۔ آخر حضور ﷺ کو مدینہ ہجرت کرنا پڑی۔ ۸ ہجری میں آپ ﷺ فاتحانہ مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک کیا۔ اور خدا کا پہلا گھر اور سب سے مقدس جگہ پھر سے اللہ کی عبادت کا مرکز بن گیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ محمد عربی انسائیکلوپیڈیا)

سوال: بیت اللہ کی پہلی تعمیر کے بارے میں مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: ابوجعفر الباقر، محمد بن علی بن حسینؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں اتارنے سے پہلے عرش کے نیچے چار ستونوں پر ایک مکان قائم کیا اور اس کا نام البیت المعمور رکھا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ اس کا طواف کریں۔ پھر فرشتوں کو زمین پر بھیجا کہ وہ اس کے بالمقابل، اسی کے برابر ایک اور مکان تعمیر کریں۔ پھر دنیا آباد ہوئی تو انسان کو حکم دیا گیا کہ وہ اس کا طواف کریں اور خدا کی عبادت کریں۔ دوسری روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو ان کو حکم دیا کہ اے آدم علیہ السلام تم زمین پر میری عبادت کے لیے ایک گھر تعمیر کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا کے مختلف حصوں کا سفر کرتے ہوئے اس جگہ پہنچے جہاں بیت اللہ واقع ہے، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر مار کر ایک بنیاد ظاہر کی جو ساتویں زمین پر تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اسی مقابل ایک گھر تعمیر کیا۔ یہ مکان پانچ پتھروں کے پہاڑوں سے تعمیر کیا گیا۔ جبل البنان، طور سینا، طور زیتا، فرد بیت المقدس، جودی

(موصل) اور حراء۔ فرشتے یہ پتھر لا کر دیتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام ان کی مدد سے اس گھر کی تعمیر کرتے تھے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کا طواف کیا اور اسے عبادت کا مرکز بنایا۔ طوفان نوح علیہ السلام کے زمانے میں یہ گھر مٹ گیا مگر اس کے نشانات باقی رہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے انہی نشانات پر اس کی تعمیر کی۔ مفسر ابن کثیرؒ اور بعض دوسرے مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ روایات اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں لہٰذا ان کی نہ تو تصدیق کی جا سکتی ہے اور نہ تکذیب۔ صرف ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم قرآن کریم سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل خانہ کو یہاں آباد کیا تو اس وقت یہاں بیت الحرام کے نشانات موجود تھے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا میں فرمایا تھا: "اے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو بنجر وادی میں تیرے مقدس گھر کے پاس آباد کر دیا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں چھوڑا جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پوچھنے پر فرمایا کہ تمہارا محافظ پروردگار عالم ہے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب: یہ سن کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا: حَسْبِيَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ۔ "مجھے اللہ کافی ہے اور میں نے اس کی ذات پر توکل و بھروسہ کیا۔"

(قصص الانبیاء۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ میں اپنے اہل خانہ کو آباد کیا تو حرمت والا گھر کسے کہا؟

جواب: آپ نے بیت اللہ کو حرمت والا گھر کہا۔ اور بقول ابن جریر یہ اس لئے کہا کہ یہاں رہنے والے اطمینان سے نماز ادا کریں۔ (روضۃ الاصفیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب

میں حکم دیا گیا کہ میری رضا کے لیے اپنی پیاری چیز قربان کر دو۔ آپ نے یہ خواب کب دیکھا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر سات سال تھی۔ ۹ سال اور ۱۳ سال بھی بتائی گئی ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب ذوالحجہ کی پہلی رات کو دیکھا تھا۔ اور تین راتیں مسلسل یہی خواب دیکھا پھر آٹھویں اور نویں اور دسویں رات کو اپنے بیٹے کو خواب میں ذبح کرتے دیکھا۔

(روضۃ العلماء۔ قصص الانبیاء۔ عبدالعزیز)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو تیار کر کے بنا سنوار کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے کیا تو کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: اُفَوِّضُ اَمْرِیۡ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ۔ ”میں نے اپنا کام اللہ کے سپرد کیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے۔“

(روضۃ العلماء۔ قصص الانبیاء)

سوال: شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چپکے سے چھری اور رسی بھی لی اور بیٹے کو ذبح کے لیے روانہ ہوئے۔ شیطان پہلے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ باپ بیٹے کو ذبح کرنے لے گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا کون باپ بیٹے کو ذبح کرتا ہے۔ شیطان نے جواب دیا کہ ان کو خدا کا حکم ہے، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا اگر حکم الٰہی ہے تو میں دل و جان سے راضی ہوں۔ اس جیسے ہزار بیٹے ہوں تو پھر بھی میں خدا کے راستے میں دینے کو تیار ہوں۔ شیطان مایوس ہو کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا اور ان کے دل میں بھی وسوسہ ڈالنے کی کوشش کی۔ انہوں نے بھی کہا کہ میری ایک جان ہے اگر ہزار جانیں بھی ہوں تو خدا کی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہوں۔ ادھر سے ناامید ہو کر

شیطان حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وسوسے دینے لگا۔ انہوں نے اسے پہچان کر کنکریاں اٹھا کر ماریں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیطان نے ۳ مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا اور آپ نے تینوں مرتبہ سات سات کنکریاں مار کر اسے بھگا دیا۔ اور یہ واقعہ منیٰ کے میدان میں پیش آیا۔

(قصص الانبیاء عبدالعزیز۔ سیرت انبیائے کرامؑ۔ روضۃ الاصفیاء)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پہلی شادی کتنی عمر میں ہوئی؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر چندرہ سال تھی کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا انتقال ہو گیا۔ آپ والدہ کے فراق میں ہر وقت پریشان رہتے۔ قبیلے کے لوگوں نے مشورہ کر کے ایک اشراف گھرانے کی لڑکی سے آپ کی شادی کر دی۔

(روضۃ الاصفیاء۔ قصص الانبیاء عبدالعزیز)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کا نام اسمٰعیل علیہ السلام کیوں رکھا گیا؟

جواب: ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کی اور بیٹے کی بشارت دی اور بیٹے کا نام اسمٰعیل علیہ السلام رکھنے کی تاکید کی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ کو ایک فرشتے کے ذریعے بشارت دی گئی کہ لڑکا ہوگا۔ اس کا نام اسمٰعیل رکھنا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خواب کی بشارت کے مطابق یہ نام رکھا گیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ ان کے نام بتا دیجئے؟

جواب: نابت یا نبایوت، قیدار، ادبائیل، ہشام، مشمع، دومہ، مشا، عدار، تیماء، یطور، نافیش اور قیدما۔

(شفاء الحرام۔ تاریخ الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: مفسرین و مؤرخین نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا انتقال کتنی عمر میں بتایا ہے اور آپ کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک سو چھتیس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ اور عرب

مورخین کے مطابق آپ کی اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی قبریں بیت اللہ کے قریب حرم شریف کے اندر ہیں۔ (تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے کا نام اسمٰعیل علیہ السلام تھا۔ اسمٰعیل علیہ السلام کے معنی بتا دیجیے؟

جواب: اسمٰعیل دو کلموں کا مجموعہ ہے۔ "اسمع" اور "ایل" جس کے عبرانی زبان میں معنی ہیں "اے اللہ میری دعا سن لے"۔ بعض علماء ومفسرین نے عربی زبان میں اسمٰعیل علیہ السلام کے معنی مطیع اور فرمانبردار کے بھی کیے ہیں۔ (لغات القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: صادق الوعد، نبی اور رسول کس ہستی کو کہا گیا ہے؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قرآن پاک میں یہ تین صفات خاص طور پر بیان کی گئی ہیں۔

(القرآن۔ قصص الانبیاءؑ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی حضرت اسحٰق علیہ السلام پر فضیلت کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: مفسرین آیت وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ علیہ السلام کی حضرت اسحٰق علیہ السلام پر زیادہ مراد لیتے ہیں۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام کو صرف نبی فرمایا گیا ہے جبکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ (تفسیر عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو کون سی شریعت عطا ہوئی اور آپ کس قوم کے لیے مبعوث ہوئے؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو شریعت ابراہیمی دے کر اپنے قبیلے بنی جرہم اور عمالیق کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔ آس پاس کی قوموں کے لیے بھی آپ ہی نبی تھے۔ آپ عرب حجاز کے مورث اعلیٰ اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کے اجداد میں سے ہیں۔ آپ کی نبوت کا دائرہ کار حجاز کے علاوہ یمن اور حضر موت تک تھا۔

(تفسیر حقانی۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے بعد امامت، صفائی ستھرائی اور زائرین

کی خدمت کا کام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے سپرد کیا۔ بتایئے اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

جواب: خانۂ کعبہ کی تعمیر کے وقت آپ کی عمر تیس سال تھی۔ آپ نے وفات تک تقریباً ایک صدی بیت اللہ کی تولیت کی خدمت سرانجام دی۔ کیونکہ آپ نے ایک سو چھتیس یا سینتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان کون سی تھی؟

جواب: قبیلہ بنی جرہم کی مادری زبان عربی تھی۔ آپ اسی قبیلے میں پلے بڑھے اور شادی ہوئی۔ اس لیے آپ عربی زبان کے ماہر ہو گئے تھے۔ عربی کے علاوہ آپ قبطی اور عبرانی زبانوں سے بھی واقف تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: آپ نے پہلی بیوی صدیٰ بنت سعد کو اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہدایت پر اس کی ناشکری کی وجہ سے طلاق دے دی تھی۔ بتایئے آپ کی دوسری شادی کس سے ہوئی اور ان سے کون سی اولاد پیدا ہوئی؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے دوسری شادی بنو جرہم ہی کی عورت دعلہ بنت مضاضہ (یا مضاض) سے کی۔ ان سے بارہ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ جن کے نام ہیں۔ نبیت یا نبایوت۔ قیدار یا قیدار۔ ادبئیل۔ مبسام۔ مشماع یا مسماع۔ دومہ۔ مشا۔ حدد۔ تیما۔ یطور یا طور۔ نفیس۔ یا نافیش۔ قدمہ یا قیدمان۔ یہ بارہ حضرات اپنی اپنی جگہ سردار تھے۔ انہوں نے اپنے نام سے بستیاں بسائیں۔ ان سب کی اولاد حجاز سے نکل کر شام۔ عراق اور یمن میں پھیل گئی۔ قیدار کی اولاد مکہ میں ہی رہی۔ حضور اقدس ﷺ کا سلسلہ نسب قیدار سے ملتا ہے۔

(ازواج الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بھائی اسحٰق علیہ السلام کو کیا وصیت فرمائی؟

جواب: آپ نے وفات کے وقت خانۂ کعبہ کی تولیت کا کام بڑے بیٹے نابت کے سپرد کیا

اور اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی حضرت اسحٰق علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ میری لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے عیص سے کر دینا۔ اس بیٹی سے ایک لڑکا ادم پیدا ہوا جس سے آگے چلنے والی نسل کو بنو اصفر کہا جاتا تھا۔ یونانی اور اشبان بھی بتائے جاتے ہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء ابن کثیر)

سوال: اس پہلے نبی کا نام بتا دیجیے جس کی زبان فصیح عربی کے لیے رواں کی گئی؟

جواب: حضرت اسماعیل اسمٰعیل علیہ السلام۔ انہوں نے اگرچہ عربی کی تعلیم قبیلہ جرہم سے حاصل کی لیکن دراصل اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے فصیح و بلیغ عربی ان کی زبان پر جاری کر دی۔ اور وہ مہارت سے عربی بولنے لگے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرماتے ہوئے بنجر زمین میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کو انواع و اقسام کے پھل عطا فرمائے۔ مفسرین اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مفسرین نے کہا ہے کہ "بنجر علاقے میں یہ بے بس عورت اور بچہ نہ صرف خود آباد ہوئے بلکہ ان کی طفیل ایک شہر آباد ہو گیا۔ اور اہل مکہ ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔" یہ بھی کہا گیا ہے کہ دعا ہو رہی ہے پھلوں کی روزیاں عطا فرما اور وہ ایسی وادی ہے جس میں پھل تو کیا دور دور تک درخت نام کی کوئی چیز نہیں۔ بے شک اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس جنگل بیابان کو حرمت اور امن والی جگہ بنایا جہاں ہر چیز کے پھل ان کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں۔"

(تفسیر معارف القرآن۔ تفسیر زمخشری۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر چلے گئے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: تنہائی اور خاموشی میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو سینے سے لگایا اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں فرمائے گا۔" اور مفسرین کہتے ہیں کہ جب آب زم زم ملا اور حضرت ہاجرہ علیہا

السلام نے اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا تو جو فرشتہ آبِ پاکیزہ کے قریب متعین تھا اس نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو بشارت دی: "ضائع ہونے کا اندیشہ نہ کرنا کیونکہ یہاں اس مقام پر بیت الحرام ہے۔ جسے یہ بچہ اور اس کا باپ دونوں مل کر بنائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اس میں بسنے والوں کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔" آپ نے فرشتے کو جواب دیا: "اللہ تعالیٰ تمہیں ہر خیر کی بشارت عطا فرمائیں۔"

(سیرت انبیائے کرام۔ ازواج الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لیے کون سی تین بشارتیں تھیں؟

جواب: ابو السعودؒ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارے میں اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تین بشارتیں جمع فرما دیں۔ ایک تو یہ کہ پیدا ہونے والا بچہ لڑکا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ وہ بڑا ہوگا اور حلم و بردباری کی عمر کو پہنچے گا۔ اور تیسری یہ کہ وہ حلیم المزاج ہوگا۔ (تفسیر ابو السعودؒ۔ ازواج الانبیاء)

سوال: قرآن حکیم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبۃ اللہ کا بانی کہا ہے بتایئے کعبۃ اللہ کتنی مرتبہ تعمیر ہوا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ کعبۃ اللہ دس مرتبہ تعمیر کیا گیا۔ اسے از سرِ نو تعمیر بھی کہا جا سکتا ہے۔ (۱) فرشتوں نے تعمیر کیا۔ (۲) حضرت آدم علیہ السلام نے (۳) حضرت شیث علیہ السلام نے (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (۵) قوم عمالقہ نے (۶) قبیلہ جرہم نے (۷) قصی نے (۸) قریش نے (۹) حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے (۱۰) حجاج بن یوسف نے۔ (فتح الباری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ محمد عربی انسائیکلو پیڈیا)

سوال: حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے مکہ کی طرف روانگی سے قبل کمربند کیوں باندھا؟

جواب: حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور بچے اسمٰعیل علیہ السلام کو لے کر شام سے روانہ ہوئیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام اسماعیل (ہاجرہ علیہا السلام) وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے کمربند باندھا۔ (اور اس کو دراز کیا) تاکہ ان کے

قدموں کے نشانات مٹتے چلے جائیں۔ اور حضرت سارہ علیہا السلام کو ان کی موجودگی کا علم نہ ہو۔ (صحیح بخاری۔تفسیر ابن عباس۔قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو اور کن وجوہات کی بنا پر دنیا کی پہلی خاتون کہا جاتا ہے؟

جواب: شیخ ابو محمد ابی زید فرماتے ہیں کہ حضرت سارہ علیہا السلام جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام پر غیرت اور غصے میں آئیں تو قسم اٹھائی کہ وہ ان کے تین عضو ضرور کاٹیں گی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو قسم سے سبکدوش ہونے کا طریقہ بتلاتے ہوئے فرمایا کہ ہاجرہ کے دونوں کانوں میں سوراخ کر دو۔ اور ختنہ کر دو۔ تو تم اپنی قسم سے بری ہو جاؤ گی۔ حضرت سہیلیؒ فرماتے ہیں تو یہ ہاجرہ علیہا السلام (دنیا کی) پہلی خاتون ہیں جن کی ختنہ ہوئی۔ (یہ طریقہ عرب میں رائج تھا اور اس سے باہر کے علاقوں کے لیے عجیب چیز تھی) اور اسی طرح وہ پہلی خاتون ہیں جن کے کانوں میں سوراخ کیے گئے اور یہ عورتوں کے لیے حسن و زینت بن گئی۔

(الزواہر۔قصص الانبیاء۔لابن کثیر)

سوال: مفسرین و محدثین نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح ہونے والے جانور کے بارے میں کیا فرمایا ہے جبکہ احادیث کی رو سے وہ مینڈھا تھا؟

جواب: جمہور سے مشہور ہے کہ وہ مینڈھا تھا۔ سفید رنگ عمدہ آنکھوں اور سینگوں والا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو مقام ثبیر میں ببول کے درخت سے باندھا تھا۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس مینڈھے نے چالیس سال جنت میں چرا تھا۔ اور یہ وہی مینڈھا تھا جس کی قربانی حضرت ہابیل نے دی تھی۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ وہ جنت میں چرتا تھا حتیٰ کہ وہاں سے ثبیر میں آیا اور اس پر سرخی رنگ اون تھی۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو مقام منیٰ میں ذبح کیا تھا اور عبید بن عمیر فرماتے ہیں مقام ابراہیم پر ذبح کیا تھا۔ حضرت ابن عباس کی روایت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ جنگلی بکرا تھا اور

حضرت حسن سے مروی ہے کہ وہ پہاڑی بکرا تھا اور اس کا نام جریر تھا۔

(تفسیر ابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: جن لوگوں کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ذبیح اللہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کو مانتے ہیں یا ایسی روایت ان سے ظاہراً مروی ہیں ان کے نام بتا دیجئے؟

جواب: کعب احبارؒ کا یہ فرمان ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ذبیح اللہ ہیں۔ اور ان حضرات سے مروی ہے۔ حضرت عمرؓ، عباسؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، مسروقؒ، عکرمہؒ، سعید بن جبیرؒ، مجاہدؒ، عطاءؒ، مقاتلؒ، حمید بن عمیرؒ، ابی میسرہؒ، زید بن اسلمؒ، عبداللہ بن شقیقؒ، زہریؒ، قاسمؒ، ابن ابی بردہؒ، مکحولؒ، عثمان بن حاضرؒ، سدیؒ، قتادہؒ، حسنؒ، ابی ہذیلؒ، ابن سابطؒ، ابن جریرؒ اور سہیلیؒ۔ لیکن ان روایات میں اسرائیلی روایات سے مدد لی گئی ہے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قرآن کے مطابق اور احادیث نبوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی تھے۔؟ اس سلسلے میں صحیح روایات کن اصحاب کی ہیں۔

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے صحیح طور پر جو مروی ہے اور دوسری صحیح روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ مجاہدؒ، شعبیؒ، سعیدؒ، یوسف بن مہرانؒ، عطاءؒ اور حضرت ابن عباسؓ سے کئی روایات اسی طرح ہیں۔ مفسر ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ قربان ہونے والے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور یہود کا گمان ہے کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں اور یہود اس میں جھوٹے ہیں۔ اور عبداللہ بن امام احمدؒ اپنے والد یعنی امام احمدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد یعنی امام ابی حاتمؒ سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ حضرت علیؓ، ابن عمرؓ، ابی ہریرہؓ، حضرت ابی الطفیلؓ، سعید بن المسیبؒ، سعید بن جبیرؒ، حسنؒ، مجاہدؒ، شعبیؒ، محمد بن کعبؒ، ابو جعفر محمد بن علی، ابو صالحؒ، ان تمام حضرات کا فرمان ہے کہ ذبیح اللہ

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ مفسر ابن بغوی نے بھی ربیع بن انس اور کلبی اور ابی عمرو بن علاءؒ سے یہی روایت ہے حضرت امیر معاویہؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ اور ان سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو یوں مخاطب کیا، یا ابن الذبیحین (اے دو ذبح ہونے والوں کے بیٹے) تو اس پر رسول اکرم ﷺ مسکرا دیئے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ، محمد بن اسحاق بن یسارؒ کا بھی یہی خیال قول تھا اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ (تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن عباس۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: بیت اللہ کی تعمیر کے بارے میں بعض روایات کس طرح ملتی ہیں؟

جواب: بعض روایات میں ہے کہ بیت اللہ کی پہلی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے ہی فرمائی تھی۔ فرشتوں اور حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر اس طرح کی بعض دوسری تعمیرات کا جو تذکرہ ملتا ہے وہ اسرائیلی روایات سے لیا گیا ہے۔ تعمیر ابراہیمی سے پہلے تخلیق زمین و آسمان کے وقت سے ہی صرف یہ جگہ بیت اللہ کے لیے مقرر کر دی گئی تھی۔ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کی نشاندہی کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی تھی۔ کہ بیت اللہ بیت المعمور کے نیچے ہے یعنی مقابل ہے۔ (قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے تھے اور ان کا لقب اسرائیل تھا۔ بتایئے بنی اسرائیل میں کتنے انبیاء علیہ السلام آئے؟

جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل حضرت یعقوب علیہ السلام آگے چلی اور انہیں میں سے انبیاء علیہ السلام کے اکثر گروہ ہیں۔ انبیاء علیہ السلام کے اس سلسلے میں نبیوں کی صحیح تعداد کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے جس نے ان انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ بنی اسرائیل میں انبیاء علیہ السلام کا یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آ کر ختم ہو گیا۔ (قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے اس نسل کا دوسرا

سلسلہ شروع ہوا۔ بتایئے اس سلسلے میں کتنے انبیاء علیہ السلام آئے؟

جواب: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں عرب کی مختلف جماعتیں اور خاندان پیدا ہوئے۔ ان میں سے کوئی نبی نہیں آیا سوائے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے۔ آپ نے تمام انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا اور اولاد آدم کے سردار ہے۔

(قصص الانبیاء ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی کے بارے میں بعض مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: آپ کی پہلی شادی خاندان عمالیق کی عورت عمارہ بنت سعد بن اسامہ بن اکیل العمالیقی سے ہوئی۔ اسے طلاق دی تو دوسری شادی بنت مضاض بن عمرو الجرہمی سے ہوئی۔ بعض انہیں تیسری بیوی بتاتے ہیں۔ ان سے بارہ بیٹے ہوئے۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتایئے اصحاب الرس کا تعلق کس پیغمبر کی نسل سے تھا؟

جواب: اصحاب الرس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار کی نسل سے تھے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ قصص القرآن)

﴿سیدنا حضرت اسحٰق علیہ السلام﴾

حضرت اسحٰق علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے اور حضرت سارہ کے بطن سے تھے۔ بتایئے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟

جواب: قرآن میں ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحٰق دیئے۔ یعنی حضرت اسحٰق حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے۔ ان دونوں کا باپ ایک جب کہ مائیں الگ الگ تھیں۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری کس طرح دی؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۱ میں ہے: فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ○ "پس ہم نے ان کو بشارت دی اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی (پیدا ہونے کی)"۔ پارہ ۲۶ سورۃ الذٰریٰت آیت ۲۸ میں ہے: وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ○ "ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا"۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: سورۃ الصّٰفّٰت میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی کون سی صفت بیان کی گئی ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ کی اس سورۃ کی آیت ۱۱۲۔۱۱۳ میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری بھی دی گئی ہے: وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ "اور ہم نے ان کو اسحٰق کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہوں گے اور ہم نے ابراہیم اور اسحٰق پر برکتیں نازل کیں"۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت کیسے دی گئی؟

جواب: یہ بشارت فرشتوں کے ذریعے دی گئی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی۔ "اور بے شک ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیمؑ کے پاس بشارت لے کر گئے۔ جو نوجوان لڑکوں کی شکل میں تھے۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت سارہ علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دی تو انہوں نے حیرانی کا اظہار کیوں کیا؟

جواب: قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ ان دونوں نے حیرت کا اظہار اس لئے کیا کہ دونوں بوڑھے ہو چکے تھے اور اولاد سے محروم تھے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر روح المعانی)

سوال: بتایئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی کتنی سورتوں میں آیا ہے؟

جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام کا نام قرآن مجید کی تیرہ سورتوں میں آیا ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن مجید کی جن سورتوں اور آیات میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کا ذکر آیا ہے ان کا نام بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ا یک سورۃ بقرہ کی آیت ۱۳۶، پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸۴، پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۳، پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۶، پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۱، پارہ ۱۲ سورۃ یوسف آیات ۶۔۳۸، پارہ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۳۹، پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۹، پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۲، پارہ ۲۳ سورۃ صٰفٰت آیت ۱۱۲، پارہ ۲۳ سورۃ صٓ آیت ۴۸، پارہ ۲۰ سورۃ الحجر آیت ۴۵ اور پارہ ۲۶ سورۃ الذٰریٰت آیت ۲۸ میں ان کے پیدا ہونے کی خوشخبری ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے قرآن پاک میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کا نام کتنی مرتبہ آیا ہے؟
جواب: قرآن مجید میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کا نام ۱۲ مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ بقرہ آیت ۱۳۶، سورۃ آل عمران آیت ۸۴، سورۃ النساء آیت ۱۶۳، سورۃ الانعام آیت ۸۴، سورۃ ابراہیم آیت ۳۹، سورۃ مریم آیت ۴۹، سورۃ الانبیاء آیت ۷۲، سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۱۲، سورۃ صٓ آیت ۴۵ میں ایک ایک مرتبہ آپ کا نام آیا ہے جب کہ سورۃ ہود آیت ۷۱ میں دو مرتبہ اور سورۃ یوسف میں دو مرتبہ آیت ۶ اور ۳۸ میں یہ نام آیا ہے۔
(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید)

سوال: قرآن نے ایک سمجھدار علم والا لڑکا کسے کہا ہے؟
جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام کو قرآن نے ایک سمجھ دار علم والا لڑکا کہا ہے۔ جیسے سورۃ الحجر آیت ۵۳ میں ہے: ''کہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا''۔ اسی طرح پارہ ۲۶ سورۃ الذٰریٰت آیت ۲۸ میں ہے: ''اور ان کو ایک فرزند کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا''۔ (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید)

سوال: بتایئے قرآن مجید میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی کون کون سی خوبیاں بیان کی گئی ہیں؟
جواب: سورۃ مریم آیت ۵۰ میں ہے: ''اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے سب کچھ دیا۔ اور انہیں صادقوں میں بلند مرتبہ والا کیا''۔ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۱۲ میں ہے: ''وہ نبی ہوگا نیکو کاروں میں سے''۔ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۱۳ میں ہے: ''اور ہم نے اسے اور اسحٰق کو برکت دی اور ان کی اولاد میں سے کوئی نیکوکار ہے اور کوئی کھلم کھلا اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے''۔ سورۃ صٓ آیت ۴۵ میں ہے: ''اور (اے نبی ﷺ) ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کو یاد کر جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے''۔ آیت ۴۶ میں ہے: ''بے شک ہم نے انہیں ایک خصوصیت یہ بھی دی کہ وہ آخرت کا ذکر کرتے رہتے تھے''۔ آیت ۴۷ میں ہے: ''اور بے شک وہ ہمارے نزدیک منتخب نیک لوگوں میں سے تھے''۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ بتایئے آپ کی

پیدائش کی بشارت کس طرح دی گئی؟

جواب: پارہ نمبر ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۱ میں بتایا گیا ہے: فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ۝ "پس ہم نے اسے اسحاق کی اور اسحاق علیہ السلام کے پیچھے یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی۔" پارہ ۲۳ سورۃ الصفات آیت ۱۱۲ میں ہے: وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ "اور ہم نے اسے اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی" پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۹ میں ہے: وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ "تو ہم نے انہیں اسحاق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام عطا کیے۔" (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو برکت دی۔ کس آیت میں کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۱۳ میں ارشاد خداوندی ہے: وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰۤى اِسْحٰقَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ۝ "اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر برکتیں نازل فرمائیں۔ اور ان دونوں کے لیے اولاد میں کچھ تو نیک بخت ہیں اور بعض اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والے ہیں۔"

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت اسحاق علیہ السلام نبی تھے اور نیک بختوں میں سے تھے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۱۲ میں ہے: وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ "اور ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی جو نبی ہوگا اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔" (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تیسیر القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کس آیت میں حضرت اسحٰق علیہ السلام پر اپنی رحمت اور ان کی سچائی کا ذکر کیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۰ میں ہے: وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ۝ "اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے سب کچھ دیا اور انہیں سچی زبان والا بلند مرتبہ کیا۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر طبری۔ بیان القرآن)

سوال: "وہ ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔" قرآن میں کن نبیوں کے بارے میں کہا

گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ان کے نیک اعمال اور فہم و فراست کا ذکر کرتے ہوئے پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۵ میں کہا گیا ہے: وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ۝ "ہمارے بندوں، ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، اور یعقوب علیہ السلام کا بھی لوگوں سے ذکر کیجئے جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔"
(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو کیا خاص صفت عطا کی تھی؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں پارہ ۲۳ سورۃ ص یت ۴۶ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ "ہم نے انہیں ایک خاص بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔" (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام کو بھی منتخب بندوں میں شمار کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۷ میں بتایا گیا ہے: وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ "یہ سب (ابراہیم علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام) ہمارے نزدیک برگزیدہ اور (منتخب کیے ہوئے) بہترین لوگ تھے۔"
(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی تو ان کی بیوی نے کیا ردعمل ظاہر کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۱ میں ہے: وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ "اس (ابراہیم علیہ السلام) کی بیوی جو پاس کھڑی تھی ہنس پڑی۔"
(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی خوشخبری سن کر

فرشتوں سے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۲ میں ہے: قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ۝ "وہ کہنے لگی ہائے میری کم بختی میرے ہاں اولاد کیسے ہو سکتی ہے میں خود بڑھیا اور یہ میرے خاوند بھی بہت بڑی عمر کے ہیں۔ یہ تو یقیناً بڑی عجیب بات ہے۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو کس طرح تسلی دی اور اللہ کی رحمت کا ذکر کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۳ میں ہے: قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ "فرشتوں نے کہا کیا تو اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہے۔ تم پر اے اس گھر کے لوگو اللہ کی رحمت۔" (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر کبیر)

حضرت اسحٰق علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین:

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے۔ ان کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟

جواب: آپ اللہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے اور چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت سارہؓ تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بڑی بیوی تھیں۔ (سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کا حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کیا رشتہ تھا؟

جواب: آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ بڑے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام سے چودہ سال بعد پیدا ہوئے۔

(قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ تاریخ الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: جب حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہ السلام کی عمریں کیا تھیں؟

جواب: دونوں میاں بیوی بوڑھے تھے حضرت سارہؓ کی طبعی عمر ڈھل چکی تھی اور وہ بانجھ تھیں۔ مورخین و مفسرین کہتے ہیں کہ جب حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے تو

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال کے قریب اور حضرت سارہؓ کی عمر ننانوے سال تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی پیدائش تعمیر بیت اللہ کے سال ہوئی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا۔ پیدائش کے آٹھ دن بعد آپ کے ختنے ہوئے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے کن فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی تھی؟

جواب: جو فرشتے اللہ کے حکم سے قوم لوط کو عذاب دینے جا رہے تھے وہی راستے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور پہلے انہیں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی۔ بعض مفسرین کے بقول وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام تھے۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح القدیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں سے کیوں ڈر محسوس ہوا؟

جواب: جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ انسانی شکل میں تھے۔ لیکن وہ اجنبی تھے۔ پھر انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیش کردہ کھانا بھی نہیں کھایا تھا (کیونکہ فرشتے کھانا نہیں کھاتے) اس لیے آپ کو ڈر محسوس ہوا۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ انبیاء کرام۔ قصص القرآن)

سوال: فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف کس طرح دور کیا؟

جواب: انہوں نے آپ سے کہا کہ ڈرو نہیں۔ ہم اللہ کی طرف سے قوم لوط کی طرف (عذاب کے لیے) بھیجے گئے ہیں۔ اور آپ کو ایک بیٹے کی خوشخبری سناتے ہیں۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے کا نام اسحٰق تھا اور یہ اللہ کی طرف سے خوشخبری تھی۔ اسحٰق کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: اسحٰق عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے عربی میں یضحک اور اردو ترجمہ ہے "ہنستا ہوا"۔ یہودی آپ کو اضحاک یا ضحاک کہتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں آپ

کا نام اسحٰق آیا ہے۔ چونکہ فرشتوں سے خوشخبری سن کر حضرت سارہ علیہ السلام ہنس پڑی تھیں اس لیے آپ کا نام اسحٰق علیہ السلام رکھ دیا گیا۔

(القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی شادی کب اور کس سے ہوئی؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کی شادی چالیس سال کی عمر میں اپنے بھتیجے بتوئیل کی لڑکی رفقہ سے کر دی تھی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں بتا دیجئے؟

جواب: آپ کی بیوی رفقہ نے دو لڑکے جڑواں (ایک ساتھ) پیدا ہوئے۔ ایک کا نام عیسو اور دوسرے کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ اسحٰق علیہ السلام کو عیسو سے زیادہ محبت تھی اور رفقہ یعقوب سے محبت کرتی تھی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت اسحٰق علیہ السلام نے کب اور کہاں وفات پائی؟ آپ کو کیا امتیاز حاصل ہوا؟

جواب: آپ نے ساری عمر شام میں گزاری اور وہیں ایک سو ساٹھ یا ایک سو اسی سال کی عمر میں وفات پائی اور مدینۃ الخلیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے برابر دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد بنی اسحٰق کہلائی۔ بنی اسرائیل میں جتنے نبی آئے وہ سب آپ کی نسل سے تھے۔ روایت ہے کہ ساڑھے تین ہزار انبیاء علیہ السلام ہوئے۔

(سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام شام میں ۲۰۶۰ ق م میں پیدا ہوئے۔ آپ کی شادی کب ہوئی؟

جواب: آپ کی شادی ۲۰۲۰ ق م میں چالیس سال کی عمر میں ہوئی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لنجار)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام نے شام کے علاقے کنعان میں وفات پائی۔ کس سال؟

جواب: آپ نے ۱۸۰ سال کی عمر میں ۱۸۸۰ ق م میں وفات پائی۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے بتائیے قرآن پاک کی کتنی سورتوں اور کتنی آیات میں آپ کا نام آیا ہے؟

جواب: قرآن مجید کی ۱۰ سورتوں میں آپ کا نام ۱۶ مرتبہ آیا ہے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: جن ۱۰ سورتوں میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر آیا ہے ان کے نام اور آیات کے نمبر بتا دیجئے؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ بقرہ۔ اس میں چار مرتبہ آپ کا نام آیا ہے۔ آیت ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۴۰۔ سورۃ آل عمران آیت ۹، سورۃ النساء آیت ۲۳، سورۃ الانعام آیت ۸۴، سورۃ ہود آیت ۷، سورۃ یوسف۔ اس میں دو مرتبہ آپ کا نام آیا ہے آیت ۶، ۳۸۔ سورۃ مریم آیت ۴۹، سورۃ الانبیاء آیت ۷۲، سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ سورۃ ص آیت ۴۵۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے کون سے دو باپ بیٹے نبیوں کی پیدائش کی ایک ساتھ خوشخبری دی گئی تھی؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان دونوں کی پیدائش کی ایک ساتھ خوشخبری دی گئی تھی۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۷۱ میں ہے: فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ ○ ''پھر ہم نے اسحٰق کے پیدا ہونے کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی''۔ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں بھی یہی خوشخبری بیان ہوئی ہے۔ پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۹ میں بھی یہی بات کہی

گئی ہے۔ اور سورۃ الانعام آیت ۸۴ میں بھی فرمایا گیا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ قرآن مجید نے کس طرح خبر دی ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۴۹ میں ہے: وَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَ يَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ "ہم نے ان کو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عطا کیا۔ اور ہم نے ان دونوں میں سے ہر ایک کو نبی بنایا"۔ (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر اپنے انعامات کا ذکر کس طرح فرمایا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۰ میں ہے: وَ وَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ "اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت کا حصہ دیا اور آئندہ (نسلوں میں) ان کا ذکر خیر بلند کیا"۔ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۲ میں ہے کہ ہم نے ان سب کو نیک کیا۔ (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی)

سوال: قرآن پاک میں بتایا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اللہ کے منتخب بندے تھے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ ص آیات ۴۵ تا ۴۷ میں ہے: وَاذْكُرْ عِبٰدَنَا إِبْرٰهِيمَ وَ إِسْحٰقَ وَ يَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝ إِنَّا أَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَ إِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝ "اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کا ذکر کیجئے جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے ان خاص صفت کے ساتھ مخصوص کیا یعنی وہ آخرت کو یاد کرتے تھے۔ اور بے شک وہ ہمارے نزدیک منتخب نیک لوگوں میں سے تھے"۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب: پارہ پہلا سورۃ بقرہ آیت ۱۳۳ میں ہے: أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ ۙ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي ۖ قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ

اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ ''کیا تم خود اس وقت موجود تھے جس وقت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا اور جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم لوگ میرے مرنے کے بعد کس چیز کی عبادت کرو گے۔ انہوں نے (بالاتفاق) جواب دیا کہ ہم اس کی پرستش کریں گے جس کی آپ اور آپ کے بزرگ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق علیہم السلام کرتے آئے ہیں۔ یعنی وہی معبود جو وحدہٗ لاشریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر قائم رہیں گے''۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر فتح الحمید)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کیا نصیحت کی تھی؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۱۳۲ میں بتایا گیا ہے: وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ ''اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوب بھی کہ میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے۔ پس تم سوائے اسلام کے اور کسی حالت پر جان نہ دینا (مسلمان ہی مرنا)''۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر فتح الحمید)

سوال: سورۃ آل عمران کی کس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو یعقوب علیہ السلام اور آل یعقوب پر نازل ہوا؟

جواب: آیت ۸۴ میں فرمایا گیا ہے: قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ ''آپ فرما دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا''۔ یہی بات سورۃ بقرہ آیت ۱۳۶ میں بھی کہی گئی ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر فتح الحمید)

سوال: بتایئے حضرت یعقوب علیہ السلام پر بھیجی جانے والی وحی کا کس سورۃ میں ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۶۳ میں ہے: وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ ''اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام اور اولاد یعقوب کے پاس وحی بھیجی''۔

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر انعام مکمل کرنے کا ذکر قرآن مجید کی کس آیت میں ہے؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ یوسف کی آیت ۶ میں۔

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر مظہری)

سوال: سورۃ یوسف آیت ۳۸ میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کس کے مذہب کی بات کی ہے؟

جواب: آپ نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے آباء و اجداد کا مذہب اختیار کر رکھا ہے۔ ابراہیم کا اور اسحٰق کا اور یعقوب علیہم السلام کا''۔

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر مظہری)

سوال: قرآن مجید کی کس آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے یہود یا نصاریٰ میں سے ہونے کا انکار کیا گیا ہے؟

جواب: سورۃ البقرہ کی آیت ۱۴۰ میں ہے کہ (اے مشرکو!) یا کہے جاتے ہو کہ ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب علیہم السلام (میں سے جو انبیاء گزرے) یہود یا نصاریٰ تھے۔ (اے محمد ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ تم زیادہ واقف ہو یا اللہ تعالیٰ''۔

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: سورۃ العنکبوت آیت ۲۷ میں اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم علیہ السلام کو کس صلے کی بات کی ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ کی اس سورۃ کی آیت ۲۷ میں ہے: وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ وَ

وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ج وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ ''اور ہم نے ان کی نسل میں نبوت اور کتاب (کے سلسلے) کو قائم رکھا۔ اور ہم نے ان کا صلہ ان کو دنیا میں بھی دیا اور وہ آخرت میں بھی (بڑے درجے کے) نیک بندوں میں ہوں گے''۔ (القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر روح البیان۔ فتح الحمید)

سوال: قرآن مجید کی سورۃ الانبیاء میں صالحین کا امام اور ہادی کن پیغمبروں کو کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۳ میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا گیا: وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ''اور ہم نے ان کو مقتداء بنایا کہ ہمارے حکم سے (خلق خدا کو) ہدایت کیا کرتے تھے''۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی۔ ازواج الانبیاء)

حضرت یعقوب علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں۔ آپ کا عبرانی زبان میں کیا نام ہے؟

جواب: عبرانی زبان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل ہے۔ انہی سے بنی اسرائیل کا آغاز ہوا۔ (سیرت انبیائے کرام)۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوہری خوشخبری اور بعض کے نزدیک تیسری بشارت کونسی سنائی گئی؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوہری خوشخبری سنائی گئی کہ ان کے ہاں بیٹا ہوگا اور پھر پوتا ہوگا یعنی حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک ساتھ خوشخبری سنائی گئی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس میں تیسری بشارت یہ بھی ہے کہ بیٹا اسحٰق علیہ السلام بڑا ہوگا۔ جوان ہوگا اور پھر اس کی شادی ہوگی پھر اس کے ہاں بھی بیٹا (یعقوب علیہ السلام) پیدا ہوگا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ ترجمان القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت کب اور کیسے دی گئی؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام سرزمین عراق سے ہجرت کر کے شام (کنعان) تشریف لے گئے اور مدینۃ الخلیل میں قیام فرمایا۔ یہاں ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام حاضر ہوئے جو کہ قوم لوط پر عذاب کے لیے بھیجے گئے تھے۔ ان فرشتوں نے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت سارہ علیہا السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی پھر بتایا کہ ہم قوم لوط کو تباہ کرنے جا رہے ہیں۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ ازواج الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ کا نام بتا دیں؟ حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت اسحٰق علیہ السلام کی عمر کتنی تھی؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام کی شادی حضرت اسحٰق علیہ السلام نے اپنی بھتیجی رفقاء سے کر دی تھی۔ جن سے دو بچے جڑواں بیٹے عیص اور یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان دونوں کی پیدائش کے وقت حضرت اسحٰق علیہ السلام کی عمر ساٹھ سال تھی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: یعقوب علیہ السلام کا نام عبرانی زبان میں اسرائیل ہے۔ اس کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: یہ اسراء اور ایل دو لفظوں کا مرکب ہے۔ اسراء کے معنی عبد اور ایل کے معنی اللہ ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں اسرائیل کا ترجمہ یہ ہوا کہ عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ۔

(لغات القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام یعقوب علیہ السلام بھی تھا جو اللہ کے نبی تھے۔ یعقوب کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: یعقوب، عقب سے مشتق ہے جس کے معنی بعد اور پیچھے کے ہیں۔ آپ اگرچہ اپنے بھائی عیص (عیسو) کے بعد پیدا ہونے تھے مگر وہ پہلے اور آپ بعد میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے آپ کو یعقوب (یعنی بعد میں یا پیچھے آنے والے) کہتے ہیں۔

(لغات القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں کی دو بیٹیوں سے کس طرح شادی کی؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں لابان کی دو لڑکیاں تھیں۔ بڑی کا نام لیا اور چھوٹی کا راحیل تھا۔ یعقوب علیہ السلام راحیل سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ ماموں نے یہ عذر پیش کیا یہ ہمارے دستور کے خلاف ہے کہ بڑی بیٹی سے پہلے چھوٹی بیٹی کی شادی کر دی جائے۔ تم بڑی لڑکی لیا سے شادی کر لو۔ یعقوب علیہ السلام نے ماموں کی بات سمجھتے ہوئے بڑی لڑکی سے شادی منظور کر لی۔ اور حق مہر کے عوض (موسیٰ علیہ السلام کی طرح) دس سال تک اپنے سسر لابان کی بکریاں چرائیں۔ اس کے بعد ماموں نے اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ یعقوب علیہ السلام کی پہلی بیوی لیا کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد ماموں نے اپنی چھوٹی بیٹی راحیل سے ان کا نکاح کر دیا۔ اس کے حق مہر کے طور پر بھی آپ نے دس سال تک بکریاں چرائیں بعض مؤرخین ومفسرین کہتے ہیں کہ اسلام سے پہلے دوسرے انبیاء علیہ السلام کی شریعت میں دو بہنیں ایک ساتھ نکاح میں رہ سکتی تھیں اس لیے یہ دونوں بہنیں بھی ایک ہی وقت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں رہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام شام (کنعان) سے عراق کیوں گئے اور کتنا عرصہ وہاں رہے؟

جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ رفقہ نے کہا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنے والد کی نصیحت کے مطابق تمہارا عراق چلے جانا بہتر ہے۔ آپ اپنے والد کی نصیحت اور والدہ کے مشورے پر عراق اپنے ماموں لابان کے پاس چلے گئے جہاں آپ نے ان کی دو بیٹیوں لیا اور راحیل سے شادی کی اور بیس سال سے زیادہ عرصہ وہاں رہے۔ اور بنیامین کے علاوہ آپ کے گیارہ بیٹے یہاں پیدا ہوئے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ ازواج الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

حضرت یعقوب علیہ السلام کی کتنی بیویاں تھیں اور ان سے کتنی اولادیں ہوئیں؟

جواب: دو بیویاں لیا اور راحیل سے آپ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ پہلی بیوی لیا سے دس بیٹے اور دوسری بیوی راحیل سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ آپ کی دو بیویاں زلفہ (باندی) اور بلہہ (باندی) بھی بتائی جاتی ہیں۔

(تفسیر قرطبی۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ازواج الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے جن سے بارہ قبیلے بنے اور ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ ان بارہ بیٹوں کے نام بتا دیں؟

جواب: لیا سے دس بیٹے راؤبین، شمعون، لاوی، یہودا، ویساکر، زبولون، جاوا، یشر، دان، تفتان پیدا ہوئے جبکہ راحیل سے یوسف علیہ السلام اور بنیامین پیدا ہوئے۔

(معارف القرآن۔ ازواج الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد کو کون سی بڑی برکتیں عطا ہوئیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں یہ برکت دی کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر گئے تو یہ بارہ بھائی تھے اور جب فرعون کے مقابلے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی اولاد بنی اسرائیل نکلی تو ہر بھائی کی اولاد ہزاروں افراد پر مشتمل قبیلے تھے۔ دوسری برکت اولاد یعقوب کو اللہ تعالیٰ نے یہ عطا فرمائی کہ دس انبیاء علیہ السلام کے علاوہ باقی سب انبیاء و رسل ان کی اولاد میں پیدا ہوئے۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کو انبیاء علیہ السلام کی جماعت میں کیا خصوصی امتیاز حاصل تھا؟

جواب: آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ کے باپ اور دادا بھی نبی تھے اور آپ کے بیٹے بھی نبی تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کو کب نبی بنایا گیا؟ آپ کس علاقے کے لیے مبعوث ہوئے؟

جواب: آپ اپنے ماموں کے پاس رہتے تھے کہ وہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو

کنعان کے لوگوں کے لیے نبوت عطا ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ نے کنعان روانہ ہونے کے لیے اپنے ماموں سے رخصت چاہی۔ آپ نے بخوشی اجازت دے دی اور بہت سا مال و متاع اور بکریوں کا ریوڑ دے کر رخصت کیا۔ آپ نے کنعان پہنچ کر بادشاہ وطن اور اہل کنعان کے لیے تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ تاریخ طبری۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ کی طرف سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ بتایئے آپ کتنا عرصہ بیٹے سے جدا رہے اور اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب: آپ چالیس سال تک اور بعض حضرات کے قول کے مطابق ستر سال تک اپنے بیٹے سے جدا رہے اور اس صدمے سے روتے روتے آپ کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ (القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی)

سوال: بتایئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کتنی عمر میں اور کہاں وفات پائی؟ آپ کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے آپ کو مصر بلوا لیا۔ آپ اپنے خاندان کے تریسٹھ افراد کے ساتھ مصر تشریف لے گئے مصر پہنچنے کے وقت آپ کی عمر ایک سو تیس سال ہو چکی تھی۔ آپ مصر میں سترہ سال رہے اور ۱۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت کی کہ باپ اسحٰق علیہ السلام اور دادا ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(قاموس القرآن۔ تفسیر الاتقان۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بیوی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ نے ان کو فدان آرام جانے کا مشورہ کیوں دیا؟

جواب: ان کے والد حضرت اسحٰق علیہ السلام نے ان کے لیے برکت کی دعا کی تھی۔ اس لیے ان کے بھائی عیص (عیسو) نے ان کو قتل کر دینے کی دھمکی دی تھی۔ عیسو کے

خطرے سے بچنے کے لیے ان کی والدہ رفقا نے انہیں فدان آرام (عراق) اپنے ماموں لابان کے پاس چلے جانے کا مشورہ دیا تھا۔

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین کے بقول حضرت یعقوب علیہ السلام کی دوسری دو بیویوں لیا کی باندی زلفا اور راخیل کی باندی بلہا سے بھی اولاد ہوئی تھی۔ ان کے نام بتا دیجیے؟

جواب: ان مفسرین کے مطابق چھ بیٹے لیا سے اور دو بیٹے راخیل سے ہوئے۔ جبکہ دو بیٹے دان اور نفتال بلہا سے اور دو بیٹے جاد اور شیر زلفا سے ہوئے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کا زمانہ کون سا بتایا گیا؟

جواب: آپ کا زمانہ تخمیناً ۲۰۰۰ ق م تا ۱۸۵۳ ق م ہے۔ آپ نے ایک سو سینتالیس سال عمر پائی اور تقریباً دو ہزار سال تک آپ کی نسل بنی اسرائیل میں خدا کے مقدس پیغمبر ہوتے رہے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے عیص یا عیسو کو کیا عزت و شرف حاصل ہوا؟

جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام کی دعا سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو نبوت ملی۔ جبکہ عیص کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کثرت اولاد کی دعا دی۔ جس زمانے میں حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس چلے گئے اسی زمانے میں عیسو اپنے چچا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس مکہ چلے گئے اور ان کی بیٹی سے شادی کر لی۔ انہی کے قریب مقام ادوم میں قیام کیا۔ پھر عیص کی اولاد روم میں پھیل گئی۔ ان کا ایک بیٹا روم تھا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: مصر میں ہجرت سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس گاؤں میں زندگی گزاری؟

جواب: اس گاؤں کا نام سیلون ہے جو نابلس کے قریب ہے اور بیت المقدس سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ جس کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے ڈالا تھا

اس کے قریب ایک احاطہ ہے اس میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار ہے۔ (تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: لابان حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں تھے۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کی بیٹی سے شادی کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

جواب: حضرت اسحٰق علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ حران میں چلے جاؤ اور ماموں کے ہاں شادی کرو کیونکہ ان کی بیٹیاں دین حنیف پر کاربند ہیں۔ یعنی مومن ہیں۔
(قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: لیا اور راحیل نے اپنی باندیاں کیوں حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں دے دیں؟

جواب: لابان نے اپنی بڑی بیٹی لیا کو ایک باندی زلفا اور چھوٹی بیٹی راحیل کو بلہا شادی کے وقت تحفے میں دی تھیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور راحیل کے نکاح کو کافی عرصہ گزر گیا ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ بڑی بہن لیا کے ہاں چار بچے ہو چکے تھے۔ انہیں فطری طور پر غیرت محسوس ہوئی اور انہوں نے اپنی باندی بلہا حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں دے دی۔ ان کے مقابلے پر لیا نے بھی اپنی باندی زلفا دی۔ (قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ ازواج الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اولاد کے لیے راحیل کی پکار کیسے سنی؟

جواب: دونوں بہنوں کی باندیوں زلفا اور بلہا سے بھی اولادیں ہو چکی تھیں جبکہ راحیل ابھی تک اس نعمت سے محروم تھیں۔ چنانچہ وہ صدق دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوئیں اور دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ انہیں یعقوب علیہ السلام سے ایک بیٹا عطا کرے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی دعا سن لی اور ان کے یہاں ایک پاکیزہ صفت اور حسین و جمیل لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام انہوں نے یوسف رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ یوسف علیہ السلام اپنی پردادی حضرت سارہ علیہا السلام سے حیرت انگیز طور پر مشابہت رکھتے تھے۔ اسی

لیے یعقوب علیہ السلام انہیں سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ حبرون میں ہی راحیل کے ہاں دوسرے بیٹے بنیامین پیدا ہوئے جو یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی تھے۔

(قصص الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرامؑ۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے راحیل نے اپنے والد لابان کے گھر کو بتوں سے کیسے پاک کیا؟

جواب: راحیل کے والد یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کے ماموں اور سسر بتوں کی پوجا کرتے تھے اور انہوں نے اپنے گھر میں بت رکھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضرت یعقوب علیہ السلام کو عراق چھوڑنے اور بیت المقدس میں جا کر تبلیغ کا حکم دیا تو آپ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راحیل نے اپنے والد کے بت بھی چپکے سے ساتھ رکھ لیے تا کہ انہیں کہیں دور کسی نہر یا دریا میں بہا کر ان سے چھٹکارا حاصل کریں۔ قافلہ عراق سے کافی دور نکل آیا تو لابان بھی اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ ان تک آن پہنچے اور پوچھا کہ کیا تم لوگ میرے بت اپنے ساتھ لے آئے ہو۔ یعقوب علیہ السلام کو اپنے ماموں کے بتوں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا اس لیے انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ بھلا ہم کیوں تمہارے بت اپنے ساتھ لانے لگے۔ انہوں نے سامان کی تلاشی لی مگر کچھ نہ ملا۔ کیونکہ راحیل نے بت اپنے اونٹ کی زین میں چھپا رکھے تھے اور خود اس پر سوار تھیں ان کا والد ناکام واپس چلا گیا۔ اس طرح راحیل نے اپنے باپ کے گھر کو بتوں سے پاک کر دیا۔

(قصص الانبیاءؑ۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بڑے بھائی عیص میں کیسے صلح ہوئی؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے اہل خانہ اور مال و اسباب کے ساتھ شام سے کنعان واپس آئے۔ دونوں بچھڑے ہوئے بھائی ملے تو دل پسیج گیا۔ عیص نے اپنے بھائی کو گلے لگایا اور خوشی خوشی گھر لے گیا پھر سب کو رہنے کے لیے مکان دیا۔ یہاں راحیل کے ہاں بنیامین پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسی موقعے پر راحیل کا انتقال ہو گیا۔ بنیامین نے اپنی خالہ لیا کی گود میں پرورش پائی۔

(قصص الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام پر پہلی وحی کہاں اور کیا نازل ہوئی؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام تقریباً بیس سال تک حران شہر میں رہے۔ وہیں آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ حضرت جبرائیلؑ نے آکر پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیغمبر منتخب کیا ہے۔ اس وحی کے تھوڑی دیر بعد اللہ نے انہیں کنعان شہر جانے کا حکم دیا۔ (تورات۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانے میں کس کی حکومت تھی؟

جواب: جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان چھوڑا تھا تو وہاں ایک کافر بادشاہ سلیم ابن دارا کی حکومت تھی جو سورج اور چاند ستاروں کو پوجتا تھا۔ اس ستارہ پرست حکمران کی وجہ سے رعایا بھی ستارہ پرستی میں مبتلا تھی۔ اللہ نے اس بادشاہ اور عوام کو راہ راست پر لانے کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو واپس کنعان جانے کا حکم دیا تھا۔ (قصص الانبیاء۔ تورات۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: کنعان کے بادشاہ تک حضرت یعقوب علیہ السلام کی رسائی کیوں نہ ہو سکی؟

جواب: کنعان کا دارالحکومت بیت المقدس (یروشلم) تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام شاہ کنعان تک نہ پہنچ سکے کیونکہ اس ظالم حکمران کے دربار تک رسائی حاصل کرنا بہت مشکل تھا۔ (تاریخ الانبیاء۔ تاریخ ابن خلدون۔ قصص القرآن)

سوال: جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو شاہ کنعان سلیم تک رسائی حاصل نہ ہوئی تو آپ نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

جواب: آپ نے اللہ کے دین کی تبلیغ کے لئے براہ راست لوگوں کو ایمان کی طرف دعوت دی۔ اگرچہ انہیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تاہم آخر ایک اچھا خاصا گروہ ان کے ساتھ ہو گیا۔ یہ خبر شاہ کنعان تک پہنچی تو اس کے مشیروں وزیروں نے اسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے خلاف خوب بھڑکایا۔ (قصص الانبیاء مجار۔ قصص القرآن۔ تورات)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کی تبلیغ کے کیا نتائج نکلے اور ان کی قوم کو کیا سزا دی گئی؟

جواب: شاہ کنعان آپ پر ایمان نہ لایا۔ لوگوں کی تعداد بھی زیادہ مسلمان نہ ہوئی۔ آپ

بیت المقدس چھوڑ کر کنعان چلے گئے پھر پہلے جبرون گئے اور مختلف علاقوں میں تبلیغ کرتے ہوئے پھر کنعان آ گئے۔ قوم کی نافرمانی بڑھ گئی تو اللہ نے اسے زلزلے سے برباد کر دیا۔ صرف ایمان والے لوگ باقی بچے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: کنعان میں ۲۰۰۰ ق م میں پیدا ہونے والے پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کو کتنی عمر میں نبوت ملی؟

جواب: آپ کو ۴۰ سال کی عمر میں نبوت ملی۔ آپ کی اولاد کو قرآن نے اسباط کہا ہے۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے کے علاوہ تمام بیٹے (بارہ بیٹے تھے) فدان میں پیدا ہوئے، وہ کون سا بیٹا تھا؟

جواب: آپ کا وہ بیٹا بنیامین تھا جو کنعان میں پیدا ہوا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتائیے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے ۱۴۷ برس کی عمر میں ۱۸۵۲ ق م میں مصر میں وفات پائی اور کنعان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام اور قرآن

سوال: اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پوتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ بتایئے آپ کا ذکر قرآن پاک کی کونسی تین سورتوں میں آیا ہے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام، پارہ ۱۲ سورۃ یوسف اور پارہ ۲۴ سورۃ غافر (سورۃ مومن) تین سورتوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہے۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر حقانی)

سوال: قرآن مجید کی تین سورتوں میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر ہے۔ آیات بتادیجئے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۴ میں صرف نام آیا ہے: وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ؕ "اور (ابراہیم علیہ السلام سے) پہلے زمانے میں ہم نے نوح علیہ السلام کو ہدایت کی اور ان (ابراہیم علیہ السلام) کی اولاد میں داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام کو اور یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو اور ہارون علیہ السلام کو۔" پارہ ۱۲ سورۃ یوسف علیہ السلام پوری سورۃ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے اور پارہ ۲۴ سورۃ غافر یا سورۃ المؤمن آیت ۳۴ میں ہے: وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا ؕ "اور اس سے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف علیہ السلام دلائل (توحید ونبوت) لے کر آچکے ہیں۔ پس تم ان امور

میں بھی برابر شک ہی میں رہے۔ جو وہ تمہارے پاس لے کر آئے تھے۔ حتیٰ کہ جب ان کی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ کسی رسول کو نہ بھیجے گا۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کا ہدایت پر ہونا اور نبی ہونا کن آیات سے ظاہر ہوتا ہے؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۴ میں حضرت داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ آپ کا بھی ذکر ہے کہ ہم نے ان کو ہدایت کی۔ سورۃ المؤمن آیت ۳۴ میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو لوگوں کی ہدایت کیلئے (نبی بنا کر) بھیجا گیا۔ اور سورۃ یوسف میں تو آپ کو سچا نبی کہا گیا ہے۔

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتایئے قرآن پاک کی کس سورۃ کو احسن القصص کہا گیا ہے اور کیوں؟

جواب: قرآن مجید کے بارہویں پارے کی سورۃ یوسف کو احسن القصص کہا گیا ہے کیونکہ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پوری زندگی کا قصہ بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ خصوصاً ان کی پاکدامنی کا ذکر ہے۔

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قرآن مجید کی سورۃ یوسف علیہ السلام کو احسن القصص کہا گیا ہے۔ کس آیت میں؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۳ میں ارشاد خداوندی ہے: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ. "ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے، اس کے ذریعے سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں۔"

(القرآن۔ معارف القرآن۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان)

سوال: سورۃ یوسف میں بیان کئے گئے واقعات میں کن لوگوں کے لئے نشانیاں بتائی گئی ہیں؟

جواب: سورۃ یوسف کی آیت ۷ میں ہے: لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ. "البتہ اس قصہ یوسف میں اور اس کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں

ہیں پوچھنے والوں کے لئے۔" (یعنی جو آپ سے اس قصے کے بارے میں پوچھتے ہیں)۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح الحمید۔ کنزالایمان)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ کو قصہ یوسف بیان ہونے سے پہلے کہاں سے اس کے بارے میں خبر ملی تھی؟

جواب: قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ "اور ہمارے اس بیان کرنے سے قبل آپ اس سے بالکل ناواقف تھے۔" یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن (وحی) کے ذریعے حضور ﷺ کو یہ قصہ بتایا۔ (سورۃ یوسف آیت ۳)

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح الحمید۔ کنزالایمان)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے تقریباً ۱۲ سال کی عمر میں خواب دیکھا۔ وہ کیسا خواب تھا؟

جواب: قرآن پاک کی سورۃ یوسف آیت ۴ میں ہے: اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝ "اور (وقت قابل ذکر ہے) جب یوسف علیہ السلام نے اپنے والد (یعقوب علیہ السلام) سے کہا کہ ابا جان میں نے (خواب میں) دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔"

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: خواب سننے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کیا جواب دیا؟

جواب: آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا: قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ "انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے مت بیان کرنا۔ پس وہ تمہیں تکلیف پہنچانے کے لئے کوئی تدبیر کریں گے۔ بے شک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے۔"

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا خواب سن کر تعبیر بتاتے ہوئے کیا پیش گوئی فرمائی؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۶ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيلِ الْاَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِ يَعْقُوبَ كَمَا اَتَمَّهَا عَلٰى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ ''اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کرے گا (نوازے گا) اور تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا اور تم پر یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر اپنا انعام پورا کرے گا۔ جیسا کہ اس سے قبل تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام پر انعام کامل کر چکا ہے۔ واقعی تمہارا رب بڑا علم وحکمت والا ہے۔''

(القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں کو باپ سے کیا شکایت پیدا ہوئی؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۸ میں بتایا گیا ہے: اِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَاَخُوهُ اَحَبُّ اِلٰى اَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝ ''جبکہ ان کے (علاتی) بھائیوں نے باہم مشورہ کرتے ہوئے کہا کہ یوسف علیہ السلام اور ان کا بھائی (بن یامین) ہمارے والد کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں۔ حالانکہ ہم ایک جماعت (قوت والے لوگ) ہیں۔ بے شک اس سلسلے میں ہمارے باپ کھلی غلطی پر ہیں۔''

(القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی)

سوال: سوتیلے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیا مشورہ کیا؟

جواب: سورۃ یوسف کی آیت ۹۔۱۰ بتاتی ہے کہ: اقْتُلُوا يُوسُفَ اَوِ اطْرَحُوهُ اَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِينَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَاَلْقُوهُ فِي غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ

فٰعِلِیْنَ ○ "یا تو یوسف علیہ السلام کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی دور دراز سرزمین میں پھینک دو تاکہ تمہارے باپ کی توجہ صرف تم پر ہو جائے۔ اور تمہارے سب کام بن جائیں گے (تم نیک لوگ بن جانا) ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو قتل مت کرو۔ اگر کچھ کرنا ہے تو ان کو کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دو۔ تاکہ ان کو کوئی راہ چلتا نکال کر لے جائے۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح القدیر۔ فتح الحمید)

سوال: منصوبہ بنانے کے بعد یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد سے کیا کہا؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۱۱۔۱۲ میں ہے: قَالُوْا یٰٓاَبَانَا مَالَکَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ○ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ "سب نے مل کر باپ سے کہا کہ ابا جان اس کی کیا وجہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم ان کے (دل و جان سے) خیر خواہ ہیں۔ آپ ان کو کل ہمارے ساتھ (جنگل کو) بھیج دیں کہ وہ کھائے اور کھیلے۔ اور ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ فتح الحمید)

سوال: والد کو دوسرے بیٹوں پر اعتبار نہیں تھا۔ اس لئے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیجنا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے کس طرح اپنے خدشے کا اظہار کیا؟

جواب: قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ○ "(یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا: مجھے اس بات کا غم ہے تم اسے لے جاؤ۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے اور تم اس کی طرف سے بے خبر رہو۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: سوتیلے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے پر بضد تھے۔ انہوں نے والد کو کس طرح یقین دلایا؟

جواب: قَالُوْا لَئِنْ اَکَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○ "وہ بولے کہ اگر ان

کو بھیڑیا کھا جائے گا حالانکہ ہم ایک جتھہ ہیں تو ہم بالکل ہی گئے گزرے ہوئے۔" چنانچہ والد مان گئے اور وہ اپنے بھائی یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے گئے۔

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں نے آپ کو جنگل میں لے جا کر آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: قرآن کہتا ہے کہ: فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ. "پس جب وہ ان کو لے گئے اور سب نے پختہ عزم کرلیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دیں۔" (آیت ۱۵)

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بتایئے جب برادران یوسف نے آپ کو کنویں میں ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف کیا وحی کی؟

جواب: آیت ۱۵ میں ہے: وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اور ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ایک دن تم انہیں یہ بات جتلاؤ گے (انہیں اس حرکت سے آگاہ کرو گے) اور وہ بے خبر ہوں گے وہ تمہیں نہیں پہچانیں گے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: سورۃ یوسف آیت ۱۶ میں بتایا گیا ہے کہ برادران یوسف علیہ السلام عشاء کے وقت روتے ہوئے اپنے والد کے پاس آئے: بتایئے انہوں نے والد سے کیا کہا؟

جواب: وہ شام کو (یا عشاء) کے وقت روتے ہوئے آئے اور اپنے والد حضرت یعقوب سے کہا: قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ۝ "کہنے لگے کہ ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے کھیلنے لگ گئے اور یوسف کو ہم نے اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا (آیا اور) اُن کو کھا گیا۔ اور آپ تو ہمارا یقین نہیں کریں گے اگرچہ ہم سچے ہی ہیں۔" (آیت ۱۷)

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ثبوت کے طور پر حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی کونسی نشانی پیش کی؟

جواب: انہوں نے اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص دکھائی جس کے بارے میں آیت ۱۸ میں قرآن کہتا ہے: وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ۔ "اور یوسف علیہ السلام کی قمیص پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے تھے۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر احسن البیان)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی بات سن کر کیا فرمایا؟

جواب: آیت ۱۸ میں ہے: قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۝ "(یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے۔ اچھا! میں صبر ہی کروں گا (جس میں شکایت نہ ہوگی) اور جو باتیں تم بناتے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ کنزالایمان۔ فتح الحمید)

سوال: مصر کو جانے والا ایک قافلہ ادھر سے گزرا۔ بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام کیسے ان کے ہاتھ لگے؟

جواب: آیت ۱۹ میں ہے: وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ۝ "اور ایک قافلہ ادھر آ نکلا۔ اور انہوں نے اپنا آدمی پانی لانے کے لئے (کنویں پر) بھیجا۔ اور اس نے اپنا ڈول ڈالا۔ (اور اس میں یوسف علیہ السلام اوپر آئے تو) کہنے لگا کہ ارے بڑی خوشی کی بات ہے یہ تو ایک لڑکا ہے۔ اور انہوں نے اسے (قیمتی چیز) مال تجارت سمجھ کر چھپالیا۔ اور اللہ جانتا تھا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ کنزالایمان۔ فتح الحمید)

سوال: قافلے والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنے داموں میں فروخت کیا؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۲۰ میں ہے: وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ وَكَانُوْا

فِیْهِ مِنَ الزَّاهِدِیْنَ ○ "اور ان کو بہت ہی کم قیمت میں بیچ ڈالا۔ یعنی گنتی کے چند درہموں کے عوض کیونکہ وہ تو ان کی قدر نہیں جانتے تھے"۔

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ کنز الایمان۔ فتح الحمید)

سوال: مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک شخص نے خرید لیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کیا کہا؟

جواب: عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلے والوں سے خرید لیا اور اس نے اپنی بیوی سے کہا: وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ط "اور جس شخص نے مصر میں ان کو خریدا (عزیز مصر) اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو عزت سے اور اچھی طرح رکھنا شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔" (آیت ۲۱)

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ کنز الایمان فتح الحمید)

سوال: اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف علیہ السلام میں اپنے کن انعامات کا ذکر کیا ہے؟ آیات بتادیجئے؟

جواب: آیت ۲۱ میں ہے: وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ط "اور ہم نے اسی طرح یوسف علیہ السلام کو اس سرزمین مصر میں خوب قوت (سلطنت) دی۔ اور تاکہ ہم ان کو خوابوں کی تعبیر دینا بتلادیں۔" پھر آیت ۲۲ میں ہے: وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ "اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا۔ اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ فتح الحمید)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام کو کس نے بہکایا اور کیا کہا تھا؟

جواب: آیت ۲۳ میں ہے: وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ط "اور جس عورت کے گھر میں یوسف علیہ السلام رہتے تھے

(عزیز مصر کی بیوی) وہ ان پر فریفتہ ہوگئی اور اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے ان کو پھسلانے لگی اور گھر کے سارے دروازے بند کردیئے اور ان سے کہا، آجاؤ میں تم سے کہتی ہوں۔" (یعنی گناہ کی دعوت دی)۔

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفہیم القرآن۔فتح المجید)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی عورت کو کیا جواب دیا؟

جواب: آیت ۲۳ میں ہے: قَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اِنَّہٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ط اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ o " (یوسف علیہ السلام) نے کہا، اللہ بچائے (اس گناہ سے) وہ (یعنی اس کا شوہر) میرا محسن ومربی ہے کہ مجھ کو کیسی اچھی طرح رکھا۔ ایسے احسان فراموش (ظالم) کو فلاح نہیں ملتی۔" (القرآن۔تفسیر ضیاء القرآن۔روح البیان)

سوال: آیت ۲۴ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام پر اپنے کس احسان کا ذکر کیا ہے؟ اور عورت کے فریب سے بچ نکلنے کی کیا وجہ بتائی ہے؟

جواب: فرمایا گیا ہے: وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ط " اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم گیا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا۔ اگر اپنے رب کی دلیل کو انہوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہو جانا عجب نہ تھا۔ ہم نے اسی طرح ان کو علم دیا تاکہ ہم ان سے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو دور رکھیں۔"

(القرآن۔تفسیر انبیاء القرآن۔روح البیان)

سوال: بتایئے کس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام کو برگزیدہ بندوں میں سے کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۲ سورہ یوسف آیت ۲۴ میں ہے: اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ o " بے شک وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔" (القرآن۔تفسیر ضیاء القرآن۔روح البیان)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے عورت کے دوبارہ بہکانے پر کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام کے انکار کے باوجود اس نے دوبارہ دعوت گناہ دی تو

حضرت یوسف علیہ السلام باہر کی طرف دوڑے۔ آیت ۲۵ میں بیان کیا گیا ہے کہ: وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَّأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ط ''اور دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے اور اس عورت نے ان کا کرتہ پیچھے سے (کھینچ کر) پھاڑ ڈالا۔ اور دونوں نے (اتفاقاً) اس عورت کے شوہر کو دروازے پر کھڑا پایا۔'' (القرآن۔ تفسیر فتح العزیز۔ تفسیر روح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: اپنے شوہر کو دروازے پر کھڑے دیکھ کر اس عورت نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اپنے شوہر سے کیا کہا؟

جواب: آیت ۲۵ میں ہے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگاتے ہوئے کہا: قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوٓءًا إِلَّآ أَن يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥ ''وہ (عورت) بولی کہ جو شخص تیری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے، اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ اسے جیل میں ڈال دیا جائے یا اور کوئی سخت سزا دی جائے۔'' (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر روح المعانی۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے عورت کی اس تہمت کا کیا جواب دیا؟

جواب: آپ نے اس عورت کے شوہر سے کہا: قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَن نَّفْسِي ''(یوسف علیہ السلام نے) کہا یہی (عورت) اپنا مطلب نکالنے کے لئے مجھے پھسلاتی تھی۔'' (آیت ۲۶) (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے عزیز مصر کے خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک فرد نے کیا شہادت دی؟

جواب: آیت ۲۶۔۲۷ میں ہے کہ اس نے کہا: إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ٥ وَإِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ٥ کہ ان کا کرتہ دیکھو اگر آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی اور یہ جھوٹے۔ اور اگر وہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت جھوٹی اور یہ سچے۔

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: عورت کے شوہر نے حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا

دیکھا بتایئے اس نے اپنے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے کیا کہا؟

جواب: آیات ۲۸۔۲۹ میں ہے: فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ○ "پس جب اس نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو (عورت سے) کہنے لگا کہ یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے۔ بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں۔ اے یوسف علیہ السلام اس بات کو جانے دو اور اے عورت تو اس سے اپنے قصور کی معافی مانگ۔ بے شک تو ہی پوری طرح قصور وار ہے۔"

(القرآن۔تفسیر ماجدی۔قصص الانبیاء۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شہر کی عورتوں تک عزیز مصر کی عورت کی بات پہنچی تو انہوں نے کس انداز میں عورت پر الزام لگایا؟

جواب: آیت ۳۰ میں ہے: وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ "اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں۔ یہ بات کہی کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو اس سے اپنا (ناجائز) مطلب حاصل کرنے کے لئے پھسلاتی ہے۔ اس غلام کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے۔ ہم تو اس (عورت) کو سراسر غلطی میں دیکھتے ہیں۔"

(القرآن۔تفسیر ماجدی۔تفسیر مظہری۔قصص الانبیاء)

سوال: عزیز مصر کی عورت نے شہر کی عورتوں کی باتیں سنیں تو کیا اقدام کیا؟

جواب: سورۃ یوسف کی آیت ۳۱ میں بتایا گیا ہے: فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ○ "پس جب اس عورت نے ان عورتوں کی بدگوئی کی خبر سنی تو کسی کے ہاتھ ان کو (دعوت کیلئے) بلا بھیجا۔ اور ان کے واسطے تکیہ لگایا اور ہر ایک کو ایک ایک چاقو بھی دے دیا۔ اور پھر (یوسف علیہ السلام سے) کہا کہ ذرا

سامنے تو آ جاؤ۔ پس ان عورتوں نے جوان کو دیکھا تو (ان کے حسن و جمال کی وجہ سے) حیران رہ گئیں اور اسی حیرت میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اور کہنے لگیں کہ ماشاء اللہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں۔ یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔''

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ قصص القرآن۔ ضیاء القرآن)

سوال: عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کا اعتراف کس انداز سے کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو کیسے دھمکی دی؟

جواب: آیت ۳۲ میں ہے: قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ○ وہ عورت بولی تو وہ شخص یہی ہے جس کے بارے میں تم مجھے برا بھلا کہتی تھیں۔ اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا۔ اور اگر آئندہ یہ میرا کہنا نہ مانے گا تو بے شک قید کر دیا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا۔'' (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کو گناہ کی نسبت قید خانہ پسند تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا فرمائی؟

جواب: آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ○ ''یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے۔ اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔ اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔'' آیت ۳۴ میں ہے کہ: فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی اور ان عورتوں کے فریب کو ان سے دور رکھا۔ بے شک وہ (دعاؤں کا) بڑا سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔'' (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن نے بتایا ہے کہ کچھ نشانیاں دیکھنے کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید میں رکھا جائے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: آیت ۳۵ میں ہے ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ "پھر مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں نے یہی مناسب سمجھا کہ یوسف علیہ السلام کو ایک خاص مدت تک قید خانے میں رکھا جائے۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانے میں ڈال دیا گیا اور اسی دوران (بادشاہ کے) دو غلام بھی (قید ہوکر) جیل میں داخل ہوئے۔ بتایئے انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے کون سے خواب بتائے؟

جواب: ایک دن انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو نیک اور پرہیزگار سمجھتے ہیں ہمیں ان خوابوں کی تعبیر بتا دیجئے۔ آیت ۳۶ میں ہے: قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْۤ اَرٰىنِیْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ "ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں اپنے خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں سر پر روٹیاں لیے جارہا ہوں اور اس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔ ہم کو اس خواب کی تعبیر بتلایئے۔ آپ ہم کو نیک آدمی معلوم ہوتے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں کو اپنے علم کے بارے میں کیا بتلایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ "حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے جیل خانہ میں ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتا دیتا ہوں۔ یہ بتا دینا اس علم کی بدولت ہے جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے قید کے ساتھیوں کو خوابوں کی تعبیر بتانے سے پہلے کس انداز میں دین کی تبلیغ فرمائی؟

جواب: آیت ۳۶ سے ۴۰ تک میں بتایا گیا کہ آپ نے فرمایا: اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ کٰفِرُوْنَ ○ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِکَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ○ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ ''میں نے تو ان لوگوں کا مذہب پہلے ہی چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں۔ اور میں نے اپنے باپ دادا کا مذہب اختیار کر رکھا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کا اور اسحٰق علیہ السلام کا اور یعقوب علیہ السلام کا۔ ہم کو کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک ٹھہرائیں۔ اور یہ (عقیدۂ توحید) ہم پر اور دوسرے لوگوں پر بھی خدا کا فضل ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس نعمت کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اے قیدی ساتھیو! متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا۔ تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو۔ جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی معبود) ٹھہرالیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو ان کی کوئی دلیل نہیں بھیجی۔ حکم دینے کا اختیار صرف اللہ ہی کا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو۔ یہی سیدھا طریقہ ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر خازن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام خوابوں کی تعبیر کا علم جانتے تھے۔ بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے قیدی ساتھیوں کو خواب کی کیا تعبیر بتائی؟

جواب: آیت ۴۱ میں ہے آپ نے فرمایا: یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّا اَحَدُکُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْکُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ۝ ”اے قید کے ساتھیو! تم میں سے ایک تو (اپنے جرم سے بری ہو کر) اپنے آقا کو (بدستور) شراب پلائے گا۔ اور دوسرا (مجرم قرار پا کر) سولی دیا جائے گا اور اس کے سر کو پرندے نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ اس بارے میں (خواب کی تعبیر) تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا ہے۔“

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: رہائی پانے والے شخص سے حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا کہا اور آپ کو چند سال کیوں جیل میں گزارنے پڑے؟

جواب: آپ نے رہائی پانے والے شخص سے کہا: وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ فَاَنْسٰهُ الشَّیْطٰنُ ذِکْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ۝ ”اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اس سے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی ذکر کرنا (اور جب وہ رہا ہو گیا تو) پھر اس کو اپنے آقا کے سامنے یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا۔ تو اس وجہ سے اور بھی چند سال انہیں (یوسف علیہ السلام کو) قید میں رہنا پڑا۔“

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بادشاہ مصر نے خواب دیکھا تھا۔ اور دربار میں حاضرین مجلس سے تعبیر پوچھی تھی۔ رہا ہونے والے قیدی نے بتایا کہ قید میں ایک شخص (یوسف علیہ السلام) تعبیر بتا سکتے ہیں۔ بادشاہ کا خواب کیا تھا؟ اور حاضرین نے کیا جواب دیا؟

جواب: آیات ۴۳۔۴۴ میں ہے: وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّیْۤ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ کُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ۝ ”اور بادشاہ (مصر) نے کہا کہ میں (خواب میں) دیکھتا ہوں

کہ سات گائیں موٹی تازی ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں اور سات بالیں (اناج کے خوشے) سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں۔ اے دربار والو! اگر تم خواب کی تعبیر بتا سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ یونہی یہ پریشان سے خیالات ہیں۔ دوسرے ہم لوگ خوابوں کی تعبیر کا علم نہیں رکھتے۔" رہا ہونے والے قیدی نے کہا کہ مجھے جانے کی اجازت دیجئے میں تعبیر لائے دیتا ہوں"۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کو رہا ہونے والے قیدی نے بادشاہ کا خواب بتایا تو آپ نے کیا تعبیر بتائی؟

جواب: آیات ۴۷ تا ۴۹ میں ہے: قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ○ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ○ "آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر خوب غلہ بونا۔ پھر فصل کاٹو اس کو بالیوں میں رہنے دینا (تاکہ گھن نہ لگ جائے) ہاں مگر تھوڑا سا کھانے میں استعمال کر سکتے ہو۔ پھر اس سات برس کے بعد اور سات برس ایسے سخت (اور قحط) آئیں گے جو کہ اس ذخیرہ کو کھا جائیں گے (یعنی وہ ذخیرہ ختم ہو جائے گا) جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر کے رکھا ہوگا۔ ہاں مگر تھوڑا سا بیج کے واسطے رکھ چھوڑو گے۔ پھر (اس سات برس) کے بعد ایک برس ایسا آئے گا جس میں لوگوں کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ بھی نچوڑیں گے (اور شرابیں پئیں گے)"۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بادشاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بلا بھیجا تو آپ نے جیل خانہ سے باہر

آنے سے کیوں انکار کر دیا؟

جواب: آیت ۵۰ میں ہے کہ: قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ط اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ۝ "آپ نے (قاصد سے) فرمایا کہ تو اپنے آقا کے پاس واپس جا۔ پھر اس سے دریافت کر کہ (تمہیں کچھ خبر ہے) ان عورتوں کا کیا حال ہے (معاملہ ہے) جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میرا رب ان عورتوں کے فریب کے بارے میں خوب جانتا ہے۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر حقانی)

سوال: بادشاہ مصر نے عورتوں سے کیا پوچھا اور انہوں نے کیا جواب دیا؟

جواب: بادشاہ نے پوچھا: قَالَ مَا خَطْبُکُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ط قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ط قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (آیت ۵۱) "(بادشاہ مصر نے عورتوں سے) کہا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے جب تم نے یوسف علیہ السلام سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔ عورتوں نے جواب دیا کہ ماشاء اللہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو کوئی برائی کی بات معلوم نہیں ہوئی۔ عزیز مصر کی بیوی کہنے لگی کہ اب تو حق بات ظاہر ہو گئی ہے۔ میں نے ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی۔ اور بے شک وہی سچے ہیں۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے عورتوں کے منہ سے حق اگلوانے کی ضرورت کیوں محسوس کی؟

جواب: آیت ۵۲ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۝ "یہ تمام اہتمام جو میں نے کیا محض اس وجہ سے تھا تاکہ عزیز مصر کو یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو میں دست اندازی نہیں کی اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب چلنے نہیں دیتا۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: سچے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے نفس کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۵۳ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ ''اور باقی میں اپنے نفس کو بری اور پاک نہیں بتلاتا۔ کیونکہ نفس تو ہر ایک کا بری ہی بات بتلاتا ہے سوائے اس نفس کے جس پر میرا رب رحم کرے۔ بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا۔ رحمت والا ہے۔'' (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: بادشاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے دربار میں بلایا تاکہ اپنے خاص کام پر لگائے۔ اس نے آپ کو کیسے اکرام دیا؟

جواب: آیت ۵۴ میں ہے: فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝ ''پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو بادشاہ نے (ان سے) کہا کہ تم آج سے ہمارے نزدیک بڑے معزز اور معتبر ہو۔''

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے کیا طلب کیا تھا؟

جواب: آپ نے بادشاہ مصر سے فرمایا: قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝ ''حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ ملکی خزانوں پر مجھے مامور کردو۔ میں ان کی حفاظت بھی رکھوں گا اور خوب واقف بھی ہوں۔'' (آیت ۵۵)

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: سورۃ یوسف آیت ۵۶۔۵۷ میں اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنی عظمت وقوت کا اظہار فرمایا ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ ''اور ہم نے ایسے طور پر یوسف علیہ السلام کو بااختیار بنادیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں۔ ہم جس پر چاہیں اپنی

عنایت متوجہ کردیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھ کر ہے۔ ایمان اور تقویٰ والوں کیلئے۔"

(القرآن۔تفسیر ضیاء القرآن۔کنز الایمان۔قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر میں آپ تک پہنچے۔قرآن نے یہ منظر کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: کنعان میں قحط کی وجہ سے یوسف علیہ السلام کے بھائی (بنیامین کے سوا) غلہ لینے پہنچے۔قرآن پاک میں سورۃ یوسف علیہ السلام کی آیت ۵۸ میں ہے: وَجَآءَ اِخْوَةُ یُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَیْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ "اور یوسف علیہ السلام کے بھائی آئے۔ پھر یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا لیکن یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو نہیں پہچانا۔"

(القرآن۔تفسیر ضیاء القرآن۔کنز الایمان۔قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا کہا؟

جواب: آیات ۵۹۔۶۰ میں ہے: وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِیْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیْۤ اُوْفِی الْكَیْلَ وَاَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ فَلَا كَیْلَ لَكُمْ عِنْدِیْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝ "اور جب یوسف علیہ السلام نے ان کا سامان (غلہ) تیار کردیا تو (چلتے وقت) فرمایا کہ اپنے علاتی بھائی کو بھی ساتھ لانا (تاکہ اس کا حصہ بھی دیا جاسکے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کردیتا ہوں۔ اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں۔ اور اگر تم دوبارہ آئے اور اس کو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا۔" آگے آیت ۶۱ میں بتایا گیا ہے: قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ۝ "وہ بولے ہم اس کے باپ سے اس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کریں گے۔"

(القرآن۔تفسیر ضیاء القرآن۔کنز الایمان۔قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے کیا کہا؟

جواب: آیت ۶۲ میں ہے: وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَا اِذَا انْقَلَبُوْا اِلٰى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ○ "اور یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے کہا کہ ان کی جمع پونجی بھی ان (ہی) کے سامان میں چھپا کر رکھ دو تاکہ جب وہ اپنے گھر جائیں تو اس کو پہچانیں۔ شاید (یہ مہربانی وعنایت دیکھ کر) دوبارہ آئیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ کنز الایمان۔ قصص الانبیاء)

سوال: برادران یوسف علیہ السلام نے واپس جا کر اپنے والد سے کیا کہا؟

جواب: آیت ۶۳ میں ہے کہ: فَلَمَّا رَجَعُوْا اِلٰى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ "پس جب وہ لوٹ کر اپنے والد (یعقوب علیہ السلام) کے پاس گئے تو کہنے لگے، اے ابا جان! ہمارے لئے غلہ بند کر دیا گیا ہے (جب تک ہم بھائی کو ساتھ نہ لے جائیں) پس آپ ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ ہم پھر غلہ لاسکیں۔ اور ہم ان کی پوری حفاظت کریں گے۔" (القرآن۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے ان پر اعتبار کر کے نقصان اٹھا چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنے بیٹوں کو کیا جواب دیا؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ○ "(یعقوب علیہ السلام نے) کہا کہ بس میں اس کے بارے میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی (یوسف علیہ السلام) کے بارے میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں۔ پس اللہ سب سے بڑا نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔" (آیت ۶۴)

(القرآن۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو سامان میں سے پونجی ملی تو اپنے والد سے

کس طرح درخواست کی؟

جواب: آیت ۶۵ میں قرآن کہتا ہے کہ: وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ۝ "اور اس گفتگو کے بعد جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو ان کو جمع پونجی ملی کہ انہی کو واپس کردی گئی تھی۔ کہنے لگے کہ ابا جان، اور ہم کو کیا چاہیے۔ یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دی گئی ہے۔ اور ہم اپنے گھر والوں کے واسطے اور رسد لادیں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت کریں گے۔ اور ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور لادیں گے۔ یہ تھوڑا سا غلہ ہے۔

(القرآن۔تفسیر مظہری۔تفسیر حقانی۔تفسیر خازن)

سوال: بتایے حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس یقین دہانی پر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی (بنیامین) کو سوتیلے بھائیوں کے ساتھ جانے دیا؟

جواب: قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝ (آیت ۶۶) "یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس وقت تک ہرگز اس (بنیامین) کو تمہارے ہمراہ نہ بھیجوں گا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھے پکا قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور (واپس) لے ہی آؤ گے۔ ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے۔ پس جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دے چکے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگوں نے جو یہ بات چیت (قول و قرار) کی ہے یہ سب اللہ کے حوالے۔"

(القرآن۔تفسیر مظہری۔تفسیر حقانی۔تفسیر خازن)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کیا نصیحت کی؟

جواب: سورۂ یوسف آیت ۶۷ میں ہے: وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ وَمَا أُغْنِي عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ "اور فرمایا کہ اے

میری بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازے سے مت داخل ہونا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں سے جانا۔ اور خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکتا۔ حکم تو بس اللہ ہی کا ہے۔ اس پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی پر دوسرے بھروسہ کرنے والوں کو بھی بھروسہ رکھنا چاہیے۔" (القرآن۔تفسیر مظہری۔تفسیر عثمانی۔قصص الانبیاء)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ بیٹے باپ یعقوب علیہ السلام کے حکم کے مطابق شہر میں داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہو گیا۔اس کی تدبیر کے بارے میں قرآن نے کیا بتایا؟

جواب: آیت ۶۸ میں ہے: مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۚ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ "ان کے باپ کو ان سے (یہ تدبیر بتا کر) خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا لیکن یعقوب علیہ السلام کے جی میں ایک ارمان آیا تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا۔ اور وہ بلاشبہ بڑے علم والے تھے کیونکہ ہم نے انہیں علم دیا تھا۔ لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔" (القرآن۔تفسیر ماجدی۔قصص الانبیاء۔قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بنیامین کو کیسے پتہ چلا کہ یوسف علیہ السلام اس کے سگے بھائی ہیں؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۶۹ میں ہے: وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ "اور جب یہ لوگ (برادران یوسف) یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائی کو اپنے پاس بلایا اور تنہائی میں لے جا کر ان سے کہا کہ میں تیرا بھائی یوسف علیہ السلام ہوں۔ پس یہ لوگ جو کچھ (تم سے بدسلوکی) کرتے رہے ہیں اس کا رنج مت کرنا۔"

(القرآن۔تفسیر احسن البیان۔تفسیر تیسیر القرآن۔قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر چوری کا الزام کیوں لگا؟ چوری ہونے والی چیز کیا تھی؟

جواب: آیت ۷۰ میں ہے: فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ٥ ''پھر جب یوسف علیہ السلام نے ان کا سامان تیار کر دیا تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی (بنیامین) کے اسباب میں رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا اے قافلہ والو تم ضرور ہی چور ہو۔''

آگے آیت ۷۱۔۷۲ میں ہے: قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ٥ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ٥ ''وہ (برادران یوسف) ان تلاش کرنے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو شاہی پیمانہ نہیں ملتا۔ (وہ غائب ہے) اور جو شخص اس کو حاضر کرے اس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اس (کے دلوانے) کا ذمہ دار ہوں۔''

(القرآن۔ تفسیر احسن البیان۔ تفسیر تیسیر القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کیا جواب دیا؟

جواب: آیت ۷۳ میں ہے کہ: قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ٥ ''یہ لوگ کہنے لگے کہ بخدا تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے۔ اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں۔''

(القرآن۔ تفسیر احسن البیان۔ تفسیر تیسیر القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: آیت ۷۴ میں ہے کہ ان لوگوں نے برادران یوسف سے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو اس چوری کی کیا سزا ہے۔ اس پر برادران یوسف نے کیا سزا تجویز کی؟

جواب: آیت ۷۵ میں ہے کہ: قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ٥ ''انہوں نے جواب دیا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس شخص کے سامان میں سے ملے وہی شخص اپنی سزا ہے۔ ہم لوگ ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔''

(القرآن۔ تفسیر احسن البیان۔ تفسیر تیسیر القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: برادران یوسف علیہ السلام کے سامان کی تلاشی لی گئی تو پیالہ کس کے سامان سے

برآمد ہوا؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے سامان کی تلاشی لی۔ آیت ۷۶ میں بتایا گیا ہے کہ:

فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

''پھر یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے تلاشی کی ابتداء دوسرے بھائیوں کے تھیلوں سے کی۔ پھر آخر میں اس برتن کو اپنے بھائی (بنیامین) کے تھیلے سے برآمد کرلیا۔ ہم نے یوسف علیہ السلام کی خاطر اس طرح تدبیر بنائی تھی۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو اس بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے نہیں لے سکتے تھے۔ مگر یہ ہے کہ (اللہ ہی کو منظور تھا۔)'' (آیت ۷۶)

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی۔ تفہیم القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: برادران یوسف علیہ السلام نے پیالہ برآمد ہونے پر اپنی صفائی میں کیا کہا؟

جواب: انہوں نے کہا: قَالُوْۤا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَلَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ○ ''کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اس کا ایک بھائی بھی اسی طرح اس سے پہلے چوری کر چکا ہے۔ پس یوسف علیہ السلام نے اس بات کو تو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے ظاہر نہیں کیا یعنی اپنے دل میں یوں کہا کہ اس چوری سے زیادہ تم تو اور بھی برے ہو۔ اور جو کچھ تم بیان کررہے ہو اس کی حقیقت کا اللہ ہی کو خوب علم ہے۔'' (آیت ۷۷)۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی۔ تفہیم القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو رکھنا چاہا تو دوسرے بھائیوں نے ان سے کیا التجا کی؟ اور یوسف علیہ السلام نے کیا جواب دیا؟

جواب: آیت ۷۸۔۷۹ میں ہے: قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ○ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ

وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝ " کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کے ایک بوڑھے والد ہیں۔ اس لئے آپ ایسا کریں کہ ہم میں سے کسی ایک کو اس کے بدلے میں رکھ لیجئے۔ ہم آپ کو نیک مزاج پاتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ایسی بات سے خدا بچائے کہ جس کے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اس کے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لیں۔ اس طرح تو ہم بڑے بے انصاف سمجھے جائیں گے۔" (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی۔ تفہیم القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: سورۃ یوسف کی آیت ۸۰ میں ہے کہ برادران یوسف نے باہم مشورہ کیا۔ بتایئے وہ مشورہ کیا تھا؟

جواب: جب برادران یوسف کو مایوسی ہوگئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ بنیامین کو نہیں دیں گے تو الگ ہوکر مشورہ کرنے لگے۔ ان میں سے جو بڑا تھا اس نے کہا کہ تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کی قسم کھلا کر پکا وعدہ لیا تھا۔ اور تم لوگ اس سے پہلے بھی یوسف علیہ السلام کے معاملے میں کوتاہی کر چکے ہو۔ میں تو یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرے والد مجھ کو حاضری کی اجازت نہ دیں گے یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھا دے۔ تم لوگ واپس جا کر باپ سے کہو کہ ابا جان آپ کے بیٹے (بنیامین) نے چوری کی ہے (اس لئے پکڑا گیا) اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہمیں معلوم ہوا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ قصص القرآن)

سوال: برادران یوسف نے واپس جا کر اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو صورت حال سے کس طرح آگاہ کیا؟

جواب: انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ان کے بیٹے نے چوری کی ہے اور آیت ۸۱ میں ہے کہ انہوں نے کہا: وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْۤ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ " اور اس بستی والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم موجود تھے۔ اور اس قافلے والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہوکر آئے ہیں۔ اور

یقین جانیے ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔" (القرآن۔ فتح الحمید۔ قصص القرآن)

سوال: برادران یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کو پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملے میں بھی پریشان کر چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے کیا فرمایا؟

جواب: قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ○ "یعقوب علیہ السلام فرمانے لگے بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے۔ پس صبر ہی کروں گا جس میں شکایت نہ ہوگی۔ اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو مجھ سے ملادے گا۔ کیونکہ وہ خوب واقف ہے۔ بڑی حکمت والا ہے۔" اور ان سے دوسری طرف رخ موڑ لیا اور یوسف علیہ السلام کو یاد کر کے کہنے لگے ہائے یوسف افسوس۔ (آیت ۸۳۔۸۴)

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: سورۃ یوسف آیت ۸۴ میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے غم میں اتنا روتے تھے کہ ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں۔ یعنی وہ بینائی سے محروم ہو گئے۔ انہیں غم میں گھلتے دیکھ کر دوسرے بیٹے کس طرح شکوہ کرتے؟

جواب: آیت ۸۵ میں ہے: قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ○ "بیٹے کہنے لگے بخدا آپ ہمیشہ یوسف علیہ السلام کو یاد کرتے رہیں گے حتا کہ گھل گھل کر جاں بلب ہو جائیں گے یا یہ کہ بالکل ہی مر جائیں گے۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: "میں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔" یہ الفاظ کس پیغمبر کے تھے؟

جواب: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں یہ الفاظ کہے تھے۔ جو سورۃ یوسف آیت ۸۶ میں بتائے گئے ہیں۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اللہ کی رحمت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے بیٹوں

(برادران یوسف) سے کیا فرمایا؟

جواب: سورۃ یوسف علیہ السلام آیت ۸۷ میں ہے کہ آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ''اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کو تلاش کرو۔ اور اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرہ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی دوبارہ مصر پہنچے۔ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا التجا کی؟

جواب: آیت ۸۸ میں ہے: فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَیْهِ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ ۝ ''پھر جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو (قحط کی وجہ سے) بڑی تکلیف ہے۔ اور ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں۔ پس آپ پورا غلہ دے دیجئے اور ہم کو خیرات (سمجھ کر) دے دیجئے بے شک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزائے خیر دیتا ہے۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء ابن کثیر)

سوال: برادران یوسف نے غلے کے لئے التجا کی تو حضرت یوسف علیہ السلام کا دل پسیج گیا۔ آپ نے اپنے بھائیوں کو کس انداز میں یاد دہانی کرائی؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو گزرا ہوا وقت یاد دلایا: قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ۝ ''یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ''تمہیں کچھ یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا۔ جبکہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا۔ (تم اب سے چھوٹے تھے)۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو کیسے پتہ چلا کہ وہ یوسف علیہ السلام ہیں؟

جواب: برادران یوسف علیہ السلام کو اندازہ ہوگیا تو انہوں نے پوچھا حضرت یوسف علیہ السلام نے جس طرح بیان فرمایا آیت ۹۰ میں ہے: قَالُوْٓا ءَاِنَّکَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا یُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِیْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ یَّتَّقِ وَیَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ کہنے لگے کیا سچ مچ تم ہی یوسفؑ ہو۔ انہوں نے فرمایا، میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا۔ واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔" (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں نے کس طرح اپنی غلطی کا اعتراف کیا؟

جواب: آیت ۹۱ میں ہے: قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِـِٕیْنَ ۝" وہ کہنے لگے کہ بخدا کچھ شک نہیں کہ تم کو خدا نے ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم ہی خطاوار تھے۔" (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف فرمادیا۔ آپ کے الفاظ قرآن مجید میں کس طرح بیان ہوئے ہیں؟

جواب: آیت ۹۲ میں ہے: قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝" آپ نے فرمایا تم پر آج کے دن کوئی پوچھ گچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف کرے۔ اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔"

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ضیاء القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی بصارت ضائع ہوگئی تھی۔ بتایئے انہیں کیسے شفا ملی؟

جواب: سورۃ یوسف آیت ۹۳ میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا: اِذْهَبُوْا بِقَمِیْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰی وَجْهِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۚ وَاْتُوْنِیْ

بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ۝ "اب تم میرا کرتہ بھی لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو۔ اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور اپنے باقی گھر والوں کو بھی سب کو میرے پاس لے آؤ۔"

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ضیاء القرآن)

سوال: آیت ۹۴ میں ہے کہ ادھر جب قافلہ واپس ہوا تو ادھر یعقوب علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہنا شروع کیا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے۔ گھر والوں نے اس پر کیا جواب دیا؟

جواب: آیت ۹۵ میں ہے قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ۝ "وہ کہنے لگے کہ بخدا آپ تو ابھی تک اپنے اسی پرانے خیال میں مبتلا ہیں۔"

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ ضیاء القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا گیا تو آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خوش ہو کر کیا فرمایا؟

جواب: آیت ۹۶ میں ہے: قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝ آپ نے بیٹوں سے فرمایا" کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کی جتنا میں جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے۔" آیت ۹۷ میں ہے کہ اس پر بیٹوں نے کہا: قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ۝ "سب بیٹوں نے کہا کہ اے باپ ہمارے لئے (خدا سے) ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کیجئے۔ ہم بے شک خطا وار تھے۔" آیت ۹۸ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے: قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۝ یعقوب نے فرمایا: "عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا۔ بے شک وہ غفور و رحیم ہے۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر خازن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام کے گھر والے کس طرح مصر پہنچے اور آپ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

جواب: سورۂ یوسف کی آیت ۹۹ میں بتایا گیا ہے: فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى یُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ؁ ''پھر جب یہ سب کے سب یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ سب مصر میں چلئے (رہیے) اور خدا کو منظور ہے تو وہاں امن وچین سے رہئے گا۔'' پھر جب شہر میں پہنچے تو قرآن کہتا ہے کہ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ ''انہوں نے اپنے والد کو تخت (شاہی) پر اپنے پاس اونچا بٹھایا۔''

(القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر خازن)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ''اور سب کے سب یوسفؑ کے سامنے سجدے میں گر گئے۔'' اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: آیت ۱۰۰ میں ہے: قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ؁ ''یوسفؑ نے کہا اے میرے باپ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانے میں (بچپن میں) دیکھا تھا۔ جس کو میرے رب نے سچا کر دیا۔ اور خدا نے میرے ساتھ تو احسان کیا کہ ایک تو اس نے مجھے قید سے نکالا۔ اور دوسرے یہ کہ تم سب کو جنگل سے یہاں لایا (یہ سب کچھ) اس کے بعد ہوا کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوایا تھا۔ بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی بہترین تدبیر کرتا ہے۔ بلاشبہ وہ بڑے علم اور حکمت والا ہے۔''

(القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر خازن)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام نے کس طرح اللہ کا شکر ادا کیا اور کیا دعا مانگی؟

جواب: آیت ۱۰۱ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ ''اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا۔ اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے آپ میرے کارساز ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لیجئے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر دیجئے۔''

(القرآن۔سیرت انبیائے کرام۔تفسیر مظہری۔تفسیر خازن)

سوال: رسول اللہ ﷺ سے قصہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں سورۃ یوسف میں کیا فرمایا گیا ہے؟

جواب: آیت ۱۰۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ ''(اے محمد) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو وحی کے ذریعے سے ہم آپ کو بتلاتے ہیں۔ اور آپ ان (برادران یوسف) کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے جبکہ انہوں نے اپنا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے۔''

(القرآن۔سیرت انبیائے کرام۔تفسیر مظہری۔تفسیر خازن)

حضرت یوسف علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: بتایئے معراج کے موقع پر حضرت یوسف علیہ السلام کی حضور ﷺ سے ملاقات کس آسمان پر ہوئی تھی اور آپ ﷺ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب: حدیث میں ہے کہ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کی تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے خداداد حسن و جمال کو دیکھا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''سارے عالم کے حسن و جمال کا نصف حصہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا۔ باقی نصف حصہ تمام

مخلوق میں تقسیم فرما دیا۔" (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حدیث پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و استقامت کی کس طرح تعریف فرمائی؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر و استقامت کی تعریف فرمائی اور یہاں تک فرما دیا کہ اگر یوسف کی جگہ میں ہوتا تو بلا پس و پیش جیل سے باہر آ جاتا۔ یہ انکار یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی براءت کے لیے فرمایا۔ اسی لیے فرمایا کہ میرا رب تو ان عورتوں کے مکر و فریب کو خوب جانتا ہے میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ کو بھی حقیقت حال کا علم ہو جائے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پوتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہما السلام۔ (بخاری۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا گیا کہ لوگوں میں سب سے باعزت کون ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یوسف علیہ السلام۔ جو نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن نبی اللہ ابن خلیل اللہ ہیں۔" (تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: ایک یہودی نے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مجھے ان ستاروں کے نام بتا دیں جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ تو آپ نے کیا تفصیل بتائی؟

جواب: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے جسے بستانت الیہودی کہا جاتا تھا اس نے یہ سوال پوچھا تھا۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ وہ یہودی چلا گیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور نام بتائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو بلا بھیجا

اور فرمایا کہ اگر میں نام بتا دوں تو کیا تو ایمان لے آئے گا۔ اس نے کہا جی ہاں!
آپ ﷺ نے فرمایا وہ ستارے جریان، طارق، ذیال، ذوالکتفان، قابس، وثاب، عمودان، فیلق، مصبح، ذوالفرع، ضیاء اور نور" یہودی فوراً پکار اٹھا ہاں اللہ کی قسم یہی نام ہیں۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن جریرؒ۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ مسند ابو یعلی۔ مسند بزار)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل میں اتنا عرصہ ٹھہرنے پر ارشاد نبوی کیا ہے؟
جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ یوسف علیہ السلام پر رحم فرمائے، اگر وہ (شاہی قیدی سے) یہ بات نہ فرماتے کہ "اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کرنا" تو جیل میں اتنی مدت نہ ٹھہرتے جتنی ان کو ٹھہرنا پڑا"

(صحیح ابن حبان۔ قصص الانبیاء)

سوال: عورتوں سے معلوم کرنے کے بارے میں بادشاہ مصر سے کس نے کہا تھا؟
جواب: حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عورتوں سے قصہ معلوم کرنے کے بارے میں میں نے اس لیے کہا تھا کہ عزیز مصر جان لے کہ میں نے اس کے پیچھے اس کے اہل میں کوئی خیانت نہیں کی۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بات زلیخا نے کہی تھی اور اس نے اعتراف بھی اس لیے کیا تھا کہ عزیز مصر، اس کا شوہر جان لے کہ اس نے اگرچہ کوشش کی تھی یوسف علیہ السلام کو بہکانے کی لیکن اس (زلیخا) نے کوئی خیانت نہیں کی اور وہ پاک صاف رہی ابن جریرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے پہلے والی بات کو ہی نقل کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن جریرؒ۔ قصص الانبیاء)

حضرت یوسف علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے تمام تاریخی اور سبق آموز واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ بتائیے اس سورۃ میں آپ کا نام کتنی بار آیا ہے؟
جواب: قرآن مجید کے بارھویں پارے کی سورۃ یوسف علیہ السلام میں آپ کا نام نامی چوبیس مرتبہ آیا ہے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین نے سورۃ یوسف کی شان نزول کیا بیان فرمائی ہے؟

جواب: یہود نے مشرکین مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہکایا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرنے کے لیے ان سے ایک سوال کرو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد تو شام میں رہتی تھی۔ پھر یہ لوگ مصر کیسے پہنچے جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے مقابلہ کرنا پڑا۔ دوسری بات آپ سے یہ پوچھو کہ یوسف علیہ السلام کی تاریخ کیا ہے۔ یعنی ان کے حالات و واقعات کیا ہیں؟ ان سوالات کے جوابات میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف علیہ السلام نازل فرمائی۔ مفسرین کے مطابق اس سورۃ کے نازل کرنے میں ایک راز یہ بھی ہے کہ اس میں جن احوال و حوادث کا ذکر ہے وہ کئی اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حالات سے مشابہت رکھتے ہیں۔ جن کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے لیے بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے سبق آموز ہے۔

(القرآن۔ فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: مفسرین نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کے متعلق کیا تاویل پیش کی ہے؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ سورج چاند اور گیارہ ستارے سجدہ کر رہے ہیں۔ مفسرین حضرات نے اس خواب کی تعبیر کے متعلق کہا ہے کہ گیارہ ستاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے اور شمس و قمر سے مراد آپ کے ماں باپ تھے۔ اس خواب کی تعبیر چالیس سال کے بعد پوری ہوئی۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: یعقوب علیہ السلام نے اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے کیوں کہا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ اس علاقے میں بھیڑیوں کی کثرت تھی۔ اس لیے آپ نے بھیڑیے کے کھا جانے کا ذکر فرمایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ کو یعقوب علیہ السلام کا امتحان مقصود تھا۔ اس لیے یہ الفاظ ان کے منہ سے نکلوائے اور بھائیوں نے اسی

طرح سازش کی۔ (القرآن۔معارف القرآن۔فوائد عثمانی۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے کتنے بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے اصرار کیا؟

جواب: دس بیٹوں نے کہا کہ اگر ہم اپنے ایک چھوٹے بھائی کی حفاظت بھی نہ کر سکے تو ہم پر افسوس ہے۔ چنانچہ ان کے اصرار پر یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ (القرآن۔قصص الانبیاء۔تفسیر تیسیر القرآن۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے روانگی کے وقت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بیٹوں کو کیا تاکید کی اور انہوں نے کس طرح عمل کیا؟

جواب: آپ نے اپنے دو بڑے بیٹوں یہود اور روبیل کو خاص طور پر یوسف علیہ السلام کا خیال رکھنے کی ہدایت کی۔ اور رخصت کرنے کے لیے دور تک ساتھ بھی گئے۔ پھر کچھ دور تک جب تک والد نظر آتے رہے ان کو دکھلانے کے لیے یوسف علیہ السلام کو کبھی ایک بھائی کبھی دوسرا گود میں اٹھا لیتا۔ کندھے پر بٹھا لیتا۔ پھر جب یعقوب علیہ السلام نظروں سے اوجھل ہو گئے تو انہوں نے دل کا غبار نکالا۔ جس بھائی نے کندھے پر بٹھا رکھا تھا ننھے یوسف کو کندھے سے زمین پر پھینک دیا۔ اب یوسف روتے ہوئے کبھی ایک بھائی کے پاس جاتے کبھی دوسرے کے پاس فریاد کرتے کہ مجھے بچاؤ۔ لیکن ہر بھائی پتھر دل ہو چکا تھا۔

(تفسیر قرطبی۔تاریخ الانبیاء۔قصص الانبیاء۔سیرت انبیائے کرام۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ننھے یوسف علیہ السلام سے جنگل میں جا کر کیا کہا؟

جواب: انہوں نے کہا: "تو نے جن گیارہ ستاروں اور چاند کو سورج کو اپنے آگے سجدہ کرتے دیکھا تھا ان کو اب اپنی مدد کے لیے پکار۔"

(قصص القرآن۔تذکرۃ الانبیاء۔قصص الانبیاء)

سوال: سب بھائیوں سے مایوس ہو کر یوسف علیہ السلام نے بڑے بھائی یہودا سے فریاد کی

تو اسے ترس آگیا۔ اس نے یوسف علیہ السلام کی حمایت کی تو دوسرے بھائیوں نے کیا کہا؟

جواب: انہوں نے کہا، تو یوسف علیہ السلام کی حمایت کر کے باپ کی نگاہ میں اچھا بننا چاہتا ہے۔ اگر تو ہمارے ارادے کی تکمیل میں رکاوٹ بنا تو ہم تیرا بھی خاتمہ کر دیں گے۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: برادران یوسف آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ بتایئے کنویں میں ڈالنے کا مشورہ کس نے دیا؟

جواب: سب سے بڑے بھائی یہودا نے کہا: "اچھا تم اگر یوسف علیہ السلام کو قتل کرنا ہی چاہتے ہو تو میں اس کا ایک طریقہ بتلاتا ہوں۔ جس سے تمہارے مقصد بھی پورا ہو جائے گا، یعنی سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے گی۔ وہ یہ کہ اسی جنگل میں عرصے سے ایک کنواں ویران پڑا ہے۔ جس میں کوڑے کرکٹ کی وجہ سے زہریلے جانور پیدا ہو گئے ہیں۔ اس میں پھینک دو۔ یہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔"

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں کس طرح بچایا؟

جواب: ادھر بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک دیا ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا اے جبرائیل علیہ السلام جا ہمارے یوسف کو تہہ میں گرنے سے پہلے سنبھال۔ چنانچہ یہ حکم ملتے ہی جبرائیل علیہ السلام کنویں میں پہنچے اور نیچے تہہ میں پہنچنے سے پہلے ہی آپ کو سنبھال کر کنویں میں نکلے ہوئے پتھر پر بٹھلا دیا۔ (تفسیر قرطبی۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا بشارت دی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کو بتلا دیا کہ ایک دن تو اس کے بارے میں بھائیوں کو بتلاؤ گے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بشارتیں دیں۔ ایک یہ کہ آپ زندہ سلامت رہیں گے بھائی جو چاہے کر لیں۔ دوسرے یہ کہ آپ

کو اس زندگی سے نکال کر اعلیٰ منصب پر پہنچایا جائے گا چنانچہ وہ منصب ایک منصب نبوت اور ایک بادشاہت عطا ہوئے۔ تیسری بشارت یہ کہ ایک وہ وقت آئے گا جبکہ آپ ان بھائیوں کو ان کے کرتوت بتلائیں گے۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ فوائد عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: برادرانِ یوسف روتے پیٹتے اپنے والد کے پاس آئے۔ جب انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کا خون آلود کرتہ دکھایا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا کہا؟

جواب: یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھتے ہی کہا کہ بھیڑیا کتنا ہوشیار اور عقلمند تھا کہ اس نے میرے بیٹے کے کرتے پر ایک دانت بھی نہ مارا۔ جب کرتے پر دانت کا نشان نہیں تو یوسف کو پھاڑ ڈالنے کی بات سمجھ سے باہر ہے۔ تاہم انہوں نے پھر صبر کر لیا۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کیوں کہا کہ یہ سب تمہاری تراشی ہوئی باتیں ہیں؟

جواب: فوائد عثمانی میں ہے: ''بھلا جس کو شام میں بیٹھ کر مصر سے یوسف علیہ السلام کے کرتہ کی خوشبو آتی تھی وہ بکری کے خون پر یوسف علیہ السلام کے خون کا گمان کیسے کر سکتا تھا۔ اس لیے یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کے واقعے کو سن کر فوراً جھٹلا دیا اور فرمایا یہ سب تمہاری سازش اور اپنے دلوں سے تراشی ہوئی باتیں ہیں۔ بہرحال، میں صبر جمیل اختیار کرتا ہوں جس میں نہ کسی غیر کے سامنے شکوہ ہوگا نہ تم سے انتقام کی کوشش۔ صرف اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اس صبر میں میری مدد فرمائے۔

(فوائد عثمانی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام تین دن تک کنوئیں میں رہے۔ بتایئے آپ باہر کیسے نکلے؟

جواب: ایک قافلہ اتفاقیہ ادھر سے گزرا۔ اہل قافلہ کو پانی کی ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے آدمی کو بھیجا۔ اس نے کنوئیں میں پانی کے لیے ڈول ڈالا یوسف علیہ السلام بھی

شاید بھائیوں کو ترس آ گیا۔ آپ اس میں بیٹھ گئے۔ اس نے ڈول کھینچا تو آپ باہر آ گئے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر عزیزی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قرآن میں ہے کہ آدمی خوشی سے بے ساختہ چلا اٹھا کہ یہ تو ایک لڑکا ہے۔ اسے کس بات پر خوشی ہوئی؟

جواب: اسے حیرت اور خوشی ہوئی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ حیرت اس پر کہ ایسا خوبصورت حسین وجمیل بچہ کس کا ہے اور یہاں کیسے آیا دوسری وجہ خوشی کی یہ تھی کہ اس زمانے میں غلامی کا رواج تھا اور کم عمر خوبصورت لڑکا ہاتھ لگ جاتا تو اس کو بڑی دولت سمجھتے تھے۔ کیونکہ ایسے لڑکے کی قیمت اچھی مل جاتی تھی۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر کتنی تھی جب انھیں کنویں میں پھینکا گیا؟

جواب: بعض مفسرین کے بقول آپ کی عمر چھ سات سال تھی۔ بعض بارہ چودہ سال بھی بتاتے ہیں۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: مفسرین کرام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کی کس طرح تعریف کی ہے؟

جواب: یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر حسین نہ کوئی پہلے تھا اور نہ بعد میں (سوائے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے) کسی نے دیکھا۔ داہنے رخسار پر آپ کے ایک سیاہ تل تھا جس کی وجہ سے آپ کا حسن و جمال اور بھی دوبالا ہو گیا تھا۔ نزاکت اتنی تھی کہ کوئی میوہ یا پھل کھاتے تو حلق سے نیچے اترتا صاف نظر آتا۔

سوال: برادران یوسف کنویں کے آس پاس نگرانی کرتے رہے۔ قافلے والوں کو دیکھ کر کیا سازش تیار کی؟

جواب: وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حال معلوم کرنے آتے جاتے رہے۔ جب آپ زندہ سلامت کنویں سے نکل آئے تو پھر خیال آیا کہ یہ تو کنویں میں بھی نہیں مرا اور قافلے والے اس کو لے جائیں گے۔ تمام بھائی مل کر قافلے والوں کے پاس آئے۔ اور کہا کہ یہ لڑکا ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے چونکہ یہ بھاگا ہوا غلام ہے اور اس

کی اس عادت کی وجہ سے ہم اس کو رکھنا نہیں چاہتے۔ اس لیے اگر تم چاہو تو اس کو خرید لو۔ لیکن اس کی حفاظت کرنا کہیں تمہارے پاس سے بھی بھاگ نہ جائے۔ چنانچہ چند کھوٹے سکوں کے بدلے حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اٹھارہ درہم میں ان بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو بیچا اور دو دو درہم فی کس کے حساب سے آپس میں بانٹ لیے۔ ایک بھائی یہودا نے اس میں حصہ نہیں لیا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: قافلہ والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں عزیز مصر کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس نے اپنی بیوی سے یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا؟

جواب: عزیز مصر نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ کتنا خوبصورت اور ہونہار لڑکا ہے۔ اسے عزت واحترام سے رکھنا۔ غلاموں جیسا سلوک نہ کرنا شاید بڑا ہو کر ہمارے کام آئے۔ ہم اپنا کاروبار اس کے سپرد کر دیں یا ہمارے اولاد نہیں ہے ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ قصص القرآن)

سوال: عزیز مصر کون تھا۔ اس کا نام بتا دیجئے؟ اس کی بیوی کا کیا نام تھا؟

جواب: اس عزیز مصر کا نام فوطیفار تھا جو فرعون مصر کی فوج کا سردار یعنی وزیر جنگ تھا۔ قرآن حکیم میں اس کو عزیز کہا گیا ہے۔ یعنی ایسا آدمی جو ملک میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کی بیوی کا نام راعیل بتایا گیا ہے۔ جس کا لقب زلیخا تھا۔ یا وہ زلیخا کے نام سے مشہور تھی۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ ترجمان القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر حقانی)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے لیے کس طرح سودمند ثابت ہوئے؟

جواب: عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو غلام سمجھ کر خرید لیا تھا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں میں ان کی شرافت، نیکی اور دیانتداری سے اس قدر متاثر ہوا کہ اپنے سارے گھر بار اور علاقے کا مختار کل بنا دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن انتظام سے فوطیفار کی آمدنی دگنی ہو گئی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ ترجمان القرآن)

سوال: قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جب یوسف علیہ السلام اپنی جوانی کی عمر کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا کیا مفسرین اس سے کیا مراد لیتے ہیں؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ جب آپ امتحانوں سے گزر کر مصر میں پہنچے اور جوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم و حکمت دیا وہ منصب نبوت پر فائز کرنا تھا۔ جو آپ کی نیک چلنی اور خوف خدا کا نتیجہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ (القرآن۔ تفسیر احسن البیان۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: عزیز مصر کی بیوی زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہوگئی تھی۔ اس نے آپ کو کس طرح پھسلانے کی کوشش کی؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام خوبصورت حسین و جمیل تھے اور جوانی کی عمر کو پہنچے تو اور بھی زیادہ تنومند اور قوت والے تھے۔ اس نے اپنی نفسانی خواہشات کے لیے آپ پر ڈورے ڈالنے شروع کیے اور مکر و فریب کا جال بننے لگی۔ اس نے دل کشی اور ہوش ربائی کے سارے سامان جمع کر دیئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دل کو قابو کرنا چاہا۔ عیش و نشاط کے سامان مہیا کیے۔ ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی گئیں۔ یوسف علیہ السلام کا ہر وقت زلیخا کے گھر میں رہنا۔ ان کو نہایت پیار محبت سے رکھنا۔ تنہائی کے وقت خود زلیخا کا بے تابانہ اظہار۔ کسی غیر کے آنے جانے کا امکان نہیں۔ مفسرین نے ایک موقعے پر ان کے اور زلیخا کے درمیان مکالمے کو نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے ان کے حسن و جمال کی تعریف شروع کی اور کہنے لگی کہ تمہارے بال کس قدر حسین ہیں، آپ نے فرمایا، موت کے بعد یہ بال سب سے پہلے میرے جسم سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ پھر زلیخا نے کہا، تمہاری آنکھیں کتنی حسین ہیں۔ تو آپ نے فرمایا، موت کے بعد یہ سب پانی ہو کر میرے چہرے پر بہہ جائیں گی۔ پھر زلیخا نے کہا تمہارا چہرہ کتنا حسین ہے، تو آپ نے فرمایا، یہ سب مٹی کی غذا ہے۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کی بیوی زلیخا کو کیا جواب دیا؟

جواب: قرآن مجید میں ہے کہ آپ نے فرمایا خدا کی پناہ! وہ تیرا شوہر میرا آقا ہے جس نے مجھے بڑی اچھی طرح سے رکھا ہے۔ اور بلاشبہ احسان فراموش فلاح نہیں پاتے۔ مفسرین نے اس کی وضاحت میں لکھا ہے کہ جوانی کی عمر میں اور تجرد کے زمانے میں اللہ نے آپ کو پیغمبرانہ عصمت کے بلند مقام پر پہنچایا اور آپ نے شیطانی جال کے سارے حلقے توڑ ڈالے اور خدا کی پناہ چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا۔ (القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر مدنی۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن پاک میں کہا گیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت خانے میں برہان (نشانات ربانی) نظر آئے۔ وہ کیا تھے؟

جواب: قرآن مجید میں بتایا گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت خانے میں برہان نظر آئے جس کی وجہ سے آپ ناجائز کام سے محفوظ رہے اور سلامتی کے ساتھ باہر نکل آئے۔ اس سلسلے میں مفسرین نے کئی برہان خداوندی بیان کیے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ، مجاہدؒ، سعیدؒ بن جبیر، محمد بن سیرینؒ، حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اللہ نے بطور معجزہ اس خلوت گاہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے کر دی کہ وہ اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے ان کو متنبہ کر رہے تھے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ عزیز مصر کی صورت سامنے کر دی گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی نگاہ چھت کی جانب اٹھی تو آپ کو یہ آیت لکھی ہوئی نظر آئی لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا یعنی زنا کے قریب مت جاؤ کیونکہ وہ بڑی بے حیائی اور قہر خداوندی کا سبب ہے اور بہت برا راستہ ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ آپ کو فرشتہ نظر آیا جس نے آپ کو اس فعل سے رکنے کے لیے کہا۔

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: جس خلوت خانے میں زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو فریب دینے کی کوشش

کی مفسرین نے اس کی کیا کیفیت بیان کی ہے؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ عزیز مصر کی بیوی نے خلوت خانے کے ساتھ درجے یا دالان بنائے تھے۔ اور ہر دالان سے دوسرے دالان میں جاتے وقت کواڑ بند کر کے اسے مقفل کرتی جاتی تھی تاکہ یوسف علیہ السلام اس کے بچھائے ہوئے جال سے نہ نکل سکیں۔ ادھر یوسف علیہ السلام برہان ربی کا مشاہدہ کرنے کے بعد باہر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ کو اللہ پر بھر پور بھروسہ تھا۔ آپ کے دل میں یہ خیال بھی نہ آیا کہ دروازے مقفل ہیں۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ہر دروازہ خود بخود چوپٹ کھل گیا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: عزیز مصر کی بیوی نے خود مجرم ہوتے ہوئے بھی سارا الزام حضرت یوسف علیہ السلام پر لگا دیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی کس طرح پیش کی؟

جواب: آپ نے فرمایا ھِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کے لیے مجھے پھسلا رہی تھی۔ (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی اور پاکبازی کا ثبوت دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کیا معجزہ دکھایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کی برأت اور صفائی کے لیے عزیز مصر کے شیر خوار بچے کو بولنے کے لیے طاقت عطا فرمائی۔ وہ بولا کہ یہ سب تیری بیوی کی شرارت ہے۔ دوسری مرتبہ عقلمندی کی بات یہ کہی گئی کہ "اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور یوسف علیہ السلام جھوٹے ہیں اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ عورت جھوٹی ہے اور یوسف سچے ہیں۔" عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کا کرتہ دیکھا تو واقعی پیچھے سے پھٹا ہوا تھا۔ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل جانے کو کس لیے ترجیح دی اور اس کے لیے دعا مانگی؟

جواب: عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے آپ کو دھمکی دی تھی: "یوسف! کوئی بات نہیں اگر تو نے میری بات نہ مانی تو میں بھی تجھے جیل خانہ میں ڈلوا دوں گی۔" پھر ایک دن اس نے آپ سے کہا: یا مجھے خوش کرو اور میری خواہش پوری کرو، ورنہ جیل جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ ان حالات میں آپ نے دوسرے راستے کو ترجیح دی اور جیل جانا پسند فرمایا۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر عثمانی)

سوال: عزیز مصر کو حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی مل گئی تھی لیکن اس نے پھر کیوں حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھیج دیا؟

جواب: ایک رائے یہ ہے کہ راحیل کے اس واقعے کے خلاف شہر بھر میں شور مچ گیا تھا جس سے عزیز مصر حواس باختہ ہو گیا اور اس شورش کو دبانے کے لیے اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھیجنا ضروری سمجھا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس نے آپ کو اس لیے جیل بھیجا تھا کہ میری بیوی کی ناشائستہ حرکات سے میری عزت کو جو دھچکا لگا ہے وہ بحال ہو جائے گا۔ لیکن جیل میں بھی اللہ نے آپ کو عزت دی۔ ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ عزیز مصر آپ کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا جس کی وجہ سے اس کو آپ سے عقیدت ہو گئی تھی مگر اپنے دنیاوی عزت و وقار کی خاطر آپ کو بادل نخواستہ جیل بھیجنا پڑا۔ اس لیے اس نے جیلر کو ہدایت کی کہ آپ کو قیدی نہ سمجھا جائے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: بتائیے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل خانے میں دو شاہی قیدی کون سے تھے؟

جواب: شاہ مصر ریان بن ولید کے دو ملازم تھے۔ ایک شاہ کا باورچی اور دوسرا ساقی۔ دونوں پر الزام تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو ہلاک کرنے کے لیے زہر دیا ہے۔ ان دونوں کا مقدمہ زیر سماعت تھا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر فتح القدیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شاہی قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جو خواب بتائے تھے ان کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان دونوں نے جھوٹے اور فرضی خواب سنائے تھے۔ تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کا امتحان لے سکیں۔ حضرت عبداللہؓ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ان لوگوں نے واقعی خواب نہیں دیکھا تھا بلکہ یوسف علیہ السلام کی سچائی اور بزرگی کا مشاہدہ کرنے کے لیے خواب بنا لیا تھا۔ بہرحال آپ نے خواب کی تعبیر بتائی اور فرمایا: ”جس بات (خواب) کے متعلق تم پوچھتے ہو اس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ اور یہ میرا فیصلہ نہیں بلکہ خدائی فیصلہ ہے۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: رہا ہونے والا قیدی حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ سے ذکر کرنا بھول گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنا عرصہ جیل میں رہنا پڑا؟

جواب: قرآن پاک میں صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ کئی سال جیل میں رہے۔ مفسرین کے مطابق آپ تقریباً سات سال قید میں رہے۔ بعض نے دس سال بھی بتایا ہے، حضرت ابن عباسؓ نے بارہ سال اور حضرت ضحاکؒ نے چودہ سال بتائے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاءؑ۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کا خواب سن کر کون سی تین باتیں بتائیں؟

جواب: آپ نے خواب کے بارے میں تین باتیں بتائیں۔ پہلی تعبیر کہ اس خواب کا مقصد کیا ہے۔ دوسری تدبیر بتائی کہ اس خواب کے برے اثرات سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ اور تیسری تبشیر یعنی آپ نے اچھے حالات کی خوشخبری (بشارت) دی۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ فوائد عثمانی۔ تاریخ الانبیاءؑ)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کن کن لوگوں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی شہادت دلوائی؟

جواب: سب سے پہلے عزیز مصر کی بیوی کا رشتہ دار بچہ سامنے آتا ہے اور پیراہن کے چاک ہونے کا حیرت انگیز فیصلہ دیتا ہے۔ جس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی

پاکدامنی اور عورت کے جرم کا ثبوت ملتا ہے۔ پھر حقیقت حال کا علم ہونے پر عزیز مصر خود حضرت یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کا اقرار کرتا ہے اور آپ سے معذرت کرتا ہے۔ اور پھر شہر کی عورتیں آپ کی پاکدامنی کی گواہی اس وقت دیتی ہیں جب عزیز مصر نے بھرے دربار میں حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں ان سے دریافت کیا۔ اور پھر عزیز مصر کی بیوی نے دربار میں اپنی غلطی اور آپ کی بے گناہی تسلیم کی۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام جیل سے شاہی دربار میں کس انداز سے تشریف لائے؟

جواب: جب قاصد دوبارہ یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ کا پیغام لے کر گیا تو آپ نے غسل فرما کر نئے کپڑے پہنے۔ جیل خانہ کے تمام قیدیوں کو دعا دی۔ شاہی دربار کے دروازے پر پہنچے تو دعا فرمائی: حسبی ربی من دنیای وحسبی ربی من خلقه عز جاره وجل ثناءه ولا اله غیره "میری دنیا کے لیے میرا رب مجھے کافی ہے اور ساری مخلوق کے بدلے میرا رب میرے لیے کافی ہے۔ جو اس کی پناہ میں آ گیا وہ بالکل محفوظ ہو گیا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جب آپ شاہی دربار میں پہنچے تو اسی طرح دعا کی اور بلند آواز سے سلام کیا اور پھر بادشاہ کو عبرانی زبان میں دعا دی۔ بادشاہ نے پوچھا، آپ نے سلام کس زبان میں کیا اور دعا کس زبان میں دی۔ آپ نے فرمایا، سلام عربی زبان میں کیا اور دعا عبرانی زبان میں دی۔

(معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے شاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی کس طرح پذیرائی کی اور آپ کو کس اعزاز سے نوازا؟

جواب: کنعان کے ایک بدوی خاندان کا لڑکا بغیر اپنی خواہش کے مصر پہنچا اور پھر کچھ عرصہ بعد اس عظیم الشان مملکت کی باگ ڈور بھی اسی کے ہاتھ میں آ گئی اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ رعایا تک اس کی عظمت وفضیلت کے آگے جھک گئے۔ بادشاہ مصر پر حضرت یوسف علیہ السلام کی فہم وفراست اور اہلیت کی حقیقت آشکار ہو گئی۔ خواب

کی تعبیر نے بھی واضح کر دیا کہ آپ حکومت کرنے کے اہل ہیں۔ اس نے اپنے تمام عمال و حکام کو جمع کیا اور دربار عام میں حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر تاج شاہی رکھ کر آپ کو شاہی تخت پر بٹھا دیا۔ یعنی آپ کو صرف وزارت خزانہ ہی نہیں بلکہ پوری حکومت آپ کے حوالے کر کے خود گوشہ نشین ہو گیا۔

(معارف القرآن۔تفسیر قرطبی۔ترجمان القرآن)

سوال: شاہ مصر کے خواب کے مطابق قحط سے بچاؤ کی کیا تدابیر اختیار کی گئیں؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کو خواب کی تعبیر بتائی تھی اور قحط سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا تھا۔ بادشاہ نے آپ کو قید سے رہائی دے کر اپنے دربار میں بلایا تو آپ نے اسے کہا کہ آپ کو وزیر خزانہ بنا دیا جائے تاکہ وہ اپنے علم اور حکمت کی وجہ سے حالات کا مقابلہ کر سکیں۔ لیکن بادشاہ نے اپنا تاج و تخت آپ کے حوالے کر دیا۔ شاہ مصر کے خواب کے مطابق سات سال فراخی اور خوش حالی میں گزرے اس دوران آپ نے آنے والے سات سالوں کے لیے غلہ ذخیرہ کیا اور لوگوں کو خبردار کر دیا۔ قحط سالی شروع ہوئی تو آپ نے ایک وقت کھانا شروع کر دیا۔ اور شاہی باورچیوں اور اپنے متعلقین کو بھی ایک وقت کھانے کی تلقین فرما دی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ تو مصر کے تمام خزانوں کے مالک ہیں پھر کھانے پینے میں تنگی کیوں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ میں اس لیے کرتا ہوں کہ مجھے رعایا کی بھوک کا احساس ہے۔ قحط شروع ہوا تو نہ صرف مصر بلکہ آس پاس کے علاقے بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام پہلے ہی بچاؤ کے اقدامات کر چکے تھے اور غلہ ذخیرہ کر لیا تھا۔ آپ نے اعلان کرا دیا کہ مصر اور آس پاس کے قحط زدہ لوگ ہم سے غلہ خرید سکتے ہیں اور لیکن ایک اونٹ سے زیادہ غلہ کسی کو نہیں ملے گا۔ اور اس کام کی نگرانی خود فرمانے لگے تاکہ تول پورا ہو۔

(سیرت انبیائے کرام۔معارف القرآن۔تفسیر قرطبی۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے زمانہ قحط میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کی گواہی کس طرح ملی؟

جواب: مصر میں قحط پڑا تو دور دراز کے لوگ غلہ لینے کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آنے لگے۔ ایک دن ایک شخص نے آکر سوال کیا تو آپ نے اسے غلہ دلوا دیا۔ وہ دوبارہ آیا آپ نے پھر غلہ دلوا دیا۔ تیسری مرتبہ پھر آیا تو آپ نے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے! اس قحط کے زمانے میں دوسروں کا بھی خیال کرو۔ اس نے کہا کہ آپ کو میرا حال معلوم ہو جائے تو میرا سوال رد نہ کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا تو اس نے بتایا میں وہی لڑکا ہوں جس نے زمانہ شیر خوارگی میں آپ کی پاکدامنی کی گواہی دی تھی۔ اب میں جوان ہو گیا ہوں۔ یوسف علیہ السلام یہ سن کر خوش ہوئے اور اسے کئی من غلہ اور بہت کچھ نقد دیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ القول الحسن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی آپ کے پاس کیوں آئے تھے؟

جواب: کنعان میں بھی شدید قحط پڑا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان بھی متاثر ہوا۔ جبکہ مصر میں غلہ قیمتاً مل جاتا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو پتہ چلا کہ مصر کا بادشاہ سخی اور رحم دل ہے۔ آپ نے بنیامین کے علاوہ اپنے سب بیٹوں کو غلہ لینے بھیج دیا کیونکہ ایک اونٹ فی کس غلہ ملتا تھا۔ چنانچہ تمام سوتیلے بھائی غلہ خریدنے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔　　(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر روح البیان)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کو جدا ہوئے چالیس سال گزر گئے تھے۔ اس لیے حضرت یوسف علیہ السلام نے تو بھائیوں کو پہچان لیا لیکن بھائیوں نے نہیں پہچانا۔ بتائیے آپ کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: بھائیوں کی زبان سے عربی کی بجائے عبرانی سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ آپ لوگ تو مصری نہیں۔ بھائیوں نے کہا کہ ہم لوگ کنعان کے باشندے اور نبی کے بیٹے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ ہمیں کیسے یقین آئے۔ ہمیں تو شبہ ہے کہ تم جاسوس ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی تعریف سنی تھی کنعان میں قحط کی وجہ سے غلہ لینے آئے ہیں۔ ہم جاسوس نہیں بلکہ اللہ کے نبی

یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ (تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے سوتیلے بھائیوں سے پوچھا کہ تمہارا کوئی اور بھائی بھی ہے تو انہوں نے کیا بتایا؟

جواب: انہوں نے کہا ہم بارہ بھائی تھے۔ ہمارا چھوٹا بھائی عرصہ ہوا جنگل میں گم ہو گیا تھا۔ ہمارے والد کو اس سے بے حد محبت تھی۔ اس کے صدمے سے والد کی بینائی جاتی رہی۔ اس کے بعد اس کے چھوٹے بھائی سے محبت کرنے لگے۔ اس لیے اسے ہمارے ساتھ نہیں بھیجا۔ (سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے وطن واپسی تک بھائیوں کو شاہی مہمان رکھا۔ رخصت ہوتے وقت بھائیوں نے بنیامین کے بارے میں کیا مطالبہ کیا؟

جواب: انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ چھوٹے بھائی بنیامین کے حصے کا غلہ بھی (ایک اونٹ) انہیں دے دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے ملک کے قانون کے خلاف ہے کہ آدمی موجود نہ ہو اور اس کے حصے کا غلہ دے دیا جائے۔ آئندہ اسے بھی ساتھ لانا اور غلہ مل جائے گا۔ ہاں! اگر اسے ساتھ نہ لائے تو تم بھی مت آنا۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: شاہ مصر اب یوسف علیہ السلام تھے۔ وہ بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ آپ نے ان کو غلے کی قیمت کیوں واپس کر دی تھی؟

جواب: آپ نے اپنے غلاموں سے کہہ کر وہ نقدی جس سے وہ غلہ خرید کر لے جا رہے تھے واپس ان کے سامان میں رکھ دی۔ آپ اللہ کے نبی تھے۔ سخی رحم دل اور شفیق۔ آپ نے سوچا کہ معلوم نہیں انہوں نے کس طرح جوڑ جوڑ کر نقدی اکٹھی کی ہوگی۔ اگر ان کے پاس پیسے کی کمی ہوئی اور انہیں غلے کی ضرورت ہوئی تو یہی نقدی لے کر پھر لینے آ جائیں گے۔ ورنہ ممکن ہے نہ آئیں اور میں اپنے بھائی بنیامین کو نہ دیکھ سکوں۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: برادران یوسف نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے شاہ مصر کے حسن اخلاق کی

تعریف کی۔ اور پھر ہر بھائی کے سامان میں پونجی بھی رکھی ہوئی مل گئی تو مزید خوش ہوئے۔ انہوں نے دوبارہ غلہ لینے کے لیے بنیامین کو ساتھ لے جانا چاہا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کس طرح رضامندی ظاہر کی؟

جواب: بھائیوں نے کہا کہ ہم اس کی پوری نگرانی کریں گے لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام پہلے یوسف علیہ السلام کی وجہ سے پریشان تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم خدا کی قسم کھا کر پکا قول دو کہ بنیامین کو میرے پاس واپس لاؤ گے، قحط کی وجہ سے غلے کی پورے خاندان کو ضرورت تھی۔ آپ نے اس عہد و پیمان پر خدا کو گواہ ٹھہرایا۔ یعنی سب خدا کے سپرد ہے اور اگر کسی نے خیانت کی تو اسے خدا ہی سزا دے گا۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ظاہری اسباب بھی پختہ کر لیے اور بھروسہ اللہ پر رکھا۔ کعب احبار کا قول ہے کہ اس مرتبہ صرف اولاد کے کہنے پر بھروسہ نہیں کیا بلکہ معاملہ اللہ کے سپرد کیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قسم ہے میری عزت و جلال کی کہ اب میں آپ کے دونوں بیٹوں کو آپ کے پاس واپس بھیجوں گا۔"

(سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: دوسری مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی غلہ لینے مصر جانے لگے تو باپ نے انہیں الگ الگ دروازوں سے داخل ہونے کی تلقین کیوں کی؟

جواب: چونکہ تمام بھائی تندرست و توانا اور خوبصورت تھے۔ ایک باپ کی اولاد تھے اس لیے ایک ہی دروازے سے اکٹھے داخل ہونے میں لوگوں کی نظر بد لگنے کا اندیشہ تھا۔ دوسرے یہ کہ پہلی مرتبہ شاہی مہمان بنے تھے اس لیے سب کی نظروں میں آ گئے تھے۔ ممکن تھا کہ لوگ حسد کی وجہ سے نقصان پہنچائیں۔ اور مفسرین نے تیسری وجہ یہ بتائی ہے کہ پہلے سفر میں انہیں جاسوس سمجھ لیا گیا تھا اس لیے اب احتیاط ضروری تھی۔ (سیرت انبیائے کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: دوسری مرتبہ برادران یوسف شاہ مصر سے ملے تو انہیں شاہی مہمان بنایا گیا۔ انہیں الگ الگ کیوں اور کیسے ٹھہرایا گیا؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام بھائیوں کو الگ الگ کمروں میں ٹھہرایا۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سب بھائیوں کے لیے اس طرح انتظام فرمایا کہ ایک کمرے میں دو دو بھائیوں کو ٹھہرایا۔ گیارہویں بھائی بنیامین اکیلے رہ گئے تو مجبوراً یوسف علیہ السلام نے ان کو اپنے پاس ٹھہرانے کا بندوبست کیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دانستہ اپنے پاس ٹھہرانے کے لیے ایسا کیا ہوتا کہ دوسرے بھائی سمجھ نہ سکیں۔ (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو تنہائی میں کیا راز کی بات بتادی تھی؟

جواب: آپ نے بتلایا کہ میں تیرا بھائی یوسف علیہ السلام ہوں۔ ان بھائیوں نے مجھے کنویں میں ڈال کر اور پھر غلام بنا کر فروخت کر کے اور ہمارے باپ بھائی کو جدا کر کے ہم پر جو ظلم کیا ہے اور پھر تمہارے ساتھ راستے میں جو زیادتیاں کی ہیں ان پر پریشان مت ہونا۔ خدا نے چاہا تو سب غم دور ہو جائیں گے۔

(معارف القرآن۔ قصص الانبیاءؑ۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر چوری کا الزام کیوں لگایا گیا؟

جواب: قرآن میں ہے کہ غلے کی پیمائش کرنے والا پیالہ ان کے سامان سے نکلا تھا۔ ایک رائے یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کے لیے ان کے سامان میں پیالہ رکھوا دیا تھا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے یہ پیالہ بطور یادگار خود اپنے بھائی بنیامین کو خاموشی سے دیا تھا۔ شاہی ملازمین نے دیکھا کہ پیالہ غائب ہے تو فکر لاحق ہوئی۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاءؑ۔ تفسیر مظہری)

سوال: دین ابراہیمی میں چوری کی سزا کیا تھی؟ بتایئے بنیامین کو حضرت یوسف علیہ السلام نے کیوں اپنے پاس رکھا؟

جواب: دین ابراہیمی میں چوری کی سزا یہ تھی کہ جس کے پاس سے چوری کا سامان نکلے اس کو ایک سال کے لیے غلام بنا کر رکھا جائے۔ یہ سب بھائی حضرت یعقوب کی

اولاد تھے اور دین ابراہیمی کے پیرو تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کے لیے پیالہ اس کے سامان میں چھپایا گیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح تدبیر کی بھائی کو روکنے کی۔

(القرآن۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر مظہری)

سوال: بنیامین کی رہائی سے مایوس ہو کر بھائیوں نے کیا مشورہ کیا؟

جواب: بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بنیامین کا باپ بوڑھا ہے اس لیے ہم میں کسی کو اس کے بدلے میں روک لے۔ جب رہائی نہ ملی تو بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ بڑے بھائی یہودا نے مشورہ دیا کہ جا کر والد کو صورتحال سے آگاہ کر دیا جائے کہ بنیامین نے چوری کی ہے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بنیامین اور یوسف علیہ السلام کا پتہ چلانے کی ہدایت کی اور تیسری مرتبہ غلہ لینے مصر بھیجا۔ برادران یوسف نے غلہ کے لیے آپ سے کس طرح درخواست کی؟

جواب: بھائیوں نے شاہ مصر (یوسف علیہ السلام) سے کہا: ''اے عزیز ہم تمام گھر والے سخت تکلیف میں ہیں۔ اور ہم یہ ناقص پونجی لائے ہیں۔ مگر تو ہم کو پورا غلہ دے دے۔ اور ہم پر خیرات کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے۔'' یوسف علیہ السلام یہ حال سن کر رو پڑے۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے شاہ مصر کے نام ایک خط بھی دیا تھا۔ بتایئے اس میں کیا لکھا تھا؟

جواب: آپ نے لکھا: ''من جانب یعقوب علیہ السلام صفی اللہ بن اسحٰق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ...... بخدمت عزیز مصر .... امابعد، ہمارا پورا خاندان بلاؤں اور آزمائشوں میں معروف ہے۔ میرے دادا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کا نمرود کی آگ سے امتحان لیا گیا۔ پھر میرے والد اسحٰق علیہ السلام کا امتحان لیا

گیا۔ پھر ایک لڑکے کے ذریعے میرا امتحان لیا گیا، جو مجھ کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ یہاں تک کہ اس کی جدائی کے صدمے سے میری بینائی جاتی رہی۔ اس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی مجھ غم زدہ کی تسلی کا سامان تھا، جس کو آپ نے چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ اور میں بتاتا ہوں کہ ہم اولاد انبیاء ہیں۔ نہ ہم نے کبھی چوری کی، نہ ہماری اولاد میں کوئی چور پیدا ہوا.........والسلام۔ بھائیوں کی باتیں سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کی شفقت ورحم دلی نے جوش مارا تھا اور اب اس خط نے اور غم زدہ کر دیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے بھائیوں کو بتلا دیا کہ میں کون ہوں۔

(بروایت حضرت ابن عباسؓ۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرام۔ معارف القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: کنعان مصر سے ڈھائی سو میل کے فاصلے پر تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیسے اطلاع ملی؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو اپنا کرتہ دیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دیں تو ان کی بینائی واپس لوٹ آئے گی۔ ادھر قافلہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر مصر سے نکلا ادھر ہوا کے ذریعے پیراہن یوسفی کی خوشبو یعقوب علیہ السلام تک پہنچ گئی۔ (قصص الانبیاء۔ فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: پیراہن یوسف علیہ السلام سے بینائی لوٹ آنا ایک معجزہ تھا۔ اس پیراہن کی تاریخ کیا بیان کی گئی ہے؟

جواب: یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ آپ کے جسم پر لگنے کی وجہ سے اس کرتے میں اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی پیدا کر دی کہ اس سے آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ضحاکؒ اور مجاہدؒ کے حوالے سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کرتہ تاریخی حیثیت رکھتا تھا۔ جس وقت نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو برہنہ کر کے آگ میں ڈالا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پہننے کے لیے جنت کا کرتہ بھیجا۔ جس کو آپ نے پہنا تو آگ گلزار بن گئی۔ یہ کرتہ وفات تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس رہا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے اسحٰق علیہ السلام کے پاس رہا۔ اسحٰق علیہ السلام کی وفات کے بعد یعقوب علیہ

السلام کے پاس رہا۔ یہی متبرک کرتہ یعقوب علیہ السلام نے ایک نلکی میں بند کر کے بطور تعویذ حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دیا۔ برادران یوسف نے جب ان کو کنوئیں میں ڈالا تو ان کے جسم کا کرتہ اتار کر اس میں جانور کا خون لگا کر یعقوب علیہ السلام کو دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ یوسف علیہ السلام کو پانی میں گرنے سے پہلے سنبھال لو۔ جبرئیل علیہ السلام نے کنوئیں میں نکلے ہوئے پتھر پر آپ کو بٹھا دیا اور نلکی میں سے کرتہ نکال کر آپ کو پہنا دیا۔

(معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی مغفرت کے لیے اسی وقت دعا کیوں نہ فرمائی؟

جواب: آپ نے فرمایا میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لیے بخشش کی دعا کروں گا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ بیٹوں نے باپ سے یہ درخواست کنعان پہنچ کر کی آپ نے فوراً دعا نہیں کی۔ مقصد یہ تھا کہ جمعہ کی شب میں یا تہجد میں دعا کروں گا کیونکہ ان اوقات میں دعا کی قبولیت زیادہ ہوتی ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین اور خاندان کے افراد کو مصر بلا لیا۔ یہ کل کتنے لوگ تھے؟

جواب: مفسرین نے اس سلسلے میں مختلف تعداد بتائی ہے۔ یہ کل ستر افراد تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ انتقال فرما چکی تھیں ان کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی خالہ سے نکاح کر لیا تھا۔ اور خالہ بھی ماں کے برابر ہوتی ہے اس لیے یوسف علیہ السلام کے والد اور والدہ دونوں مصر گئے یہ تعداد ۸۶ بھی بتائی گئی ہے جب مصر سے نکلے تو چھ لاکھ تھے۔

(اردو دائرۃ المعارف۔ قصص الانبیاء ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کا عرصہ ۱۸ سال سے اسی سال تک بیان کیا جاتا ہے۔ بتایئے خاندان یعقوب نے مصر میں مستقل رہائش کیسے اختیار کی؟

جواب: فرعون مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اصرار کیا کہ اپنے خاندان کو مصر میں روک لیں۔ ان کو عزت دوں گا اور حسب منشا رہائش کے لیے جگہ دوں گا اور ذریعہ معاش کے لیے زرخیز زمین۔ فرعون کا اصرار بڑھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے مشورے پر حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے خاندان کے دوسرے افراد نے یہ بات مان لی اور شہری زندگی کے مقابلے میں قرب و جوار میں رہائش اور زمین منتخب کر لی۔ اس طرح بنی اسرائیل مصر میں آباد ہو گئے۔

(قاموس القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام وفات کے بعد مصر میں دفن ہوئے۔ آپ نے کیا وصیت فرمائی تھی؟

جواب: آپ نے اپنے خاندان والوں کو وصیت فرمائی تھی جب بنی اسرائیل دوبارہ سرزمین فلسطین میں جا کر آباد ہوں تو میری لاش کو مصر میں نہ چھوڑیں بلکہ آبائی وطن میں میرے والد یعقوب علیہ السلام اور دادا اسحٰق علیہ السلام کے پاس لے جا کر دفن کریں۔ یوسف علیہ السلام کا انتقال ہوا تو آپ کو دریائے نیل کے کنارے دفن کر دیا گیا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے چلے تو آپ کو بذریعہ وحی حکم ہوا کہ یوسف علیہ السلام کی لاش کو نکال کر ساتھ لے جائیں۔ آپ نے قبر کا پتہ چلایا اور قبر کھود کر تابوت نکالا اور ساتھ لے گئے۔ پھر فلسطین میں دفن کر دیا گیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: تلمود کے بیان کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کو کیسے فروخت کیا گیا؟

جواب: تلمود کا بیان ہے کہ مدین والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال کر اپنا غلام بنا لیا۔ پھر برادران یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے قبضے میں دیکھ کر ان سے جھگڑا کیا۔ آخر انہوں نے بیس درہم دے کر ان کو راضی کر لیا۔ پھر انہوں نے بیس درہم میں ہی حضرت یوسف علیہ السلام کو اسماعیلیوں کے ہاتھ

بیچ دیا۔ اور اسماعیلیوں نے مصر لے جا کر ان کو فروخت کر دیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن کریم میں زلیخا کے خاوند کو عزیز کا لقب دیا گیا ہے۔ مفسرین کیا نام بتاتے ہیں؟

جواب: تفاسیر میں اس کا نام قطفیر بتایا گیا ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ شاہی خزانے کا افسر تھا۔ ہو سکتا ہے کہ فوطیفار ہی عربی میں قطفیر بن گیا ہو۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے درمیان کشمکش کا سلسلہ مفسرین نے کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: ایک زرخرید غلام نے سر تسلیم خم نہ کیا تو زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو مارنے کا ارادہ کیا اور یوسف علیہ السلام نے بھی پاس عزت کے جوش میں زلیخا کو مارنے کا ارادہ کیا۔ اور اگر وہ خداوند قدوس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین کامل نہ رکھتے یا نور نبوت کی شعاعیں اپنے دل میں جلوہ گر نہ پاتے تو زلیخا سے الجھ بیٹھتے۔ ایک دوسرے مفسر کے بقول عورت نے اسے پھانسنے کی کوشش کی اور اس نے فکر کی کہ عورت کا داؤ نہ چلنے پائے اگر وہ اپنے رب کی حجت و قدرت نہ پاتا تو ثابت قدم رہنا مشکل تھا۔ (تفسیر المنار۔ فوائد عثمانی۔ قصص القرآن)

سوال: برہان رب کیا تھا جس کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام ارادہ بد سے باز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو لغزش سے محفوظ رکھا؟

جواب: حضرت جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ برہان رب نبوت کی وہ روشنی تھی جس سے ان کا سینہ جگمگا رہا تھا۔ یعنی ان کو فوراً یہ خیال آیا کہ وہ تو خدا کے پیغمبر بننے والے ہیں جن کا منصب امت کی ہدایت و رہنمائی ہے، پھر یہ کس طرح مناسب ہے کہ وہ گناہ کا خیال بھی کریں۔ حضرت قتادہؓ اور اکثر مفسرین نے کہا کہ ان کے سامنے ان کے والد یعقوب علیہ السلام کی صورت نمودار ہوئی۔ وہ انگلی دانتوں میں دبائے

کھڑے تھے اور فرما رہے تھے، اے یوسف تیرا نام انبیاء علیہ السلام کی فہرست میں ہے اور تو ایسے گناہ کا خیال کرتا ہے۔ ایک اور روایت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی صورت سامنے آئی اور یہی الفاظ انہوں نے کہے۔ محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ سامنے دیوار پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی جس کا ترجمہ ہے کہ ''زنا کے قریب بھی نہ جاؤ وہ بے شرمی کا کام ہے۔'' یہی برہان رب تھا۔ سدی سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو غیب سے یہ آواز آئی کہ اے یوسف علیہ السلام اگر تو نے ارادہ بد نہ کیا تو تیری مثال اس پرندے کی سی ہے جو فضا میں پرواز کرتا ہے اور کسی کے ہاتھ نہیں لگتا۔ اور اگر ارادہ بد کر لیا تو اس پرندے کی مثال ہے جو زمین پر مردہ ہو کر گر پڑے اور اپنی ذات سے کسی بات کو دفع نہ کر سکے۔ یہ برہان رب تھا۔ حضرت علی بن حسینؓ بن علیؓ سے منقول ہے کہ گھر میں ایک بت تھا جسے زلیخا پوجتی تھی۔ زلیخا نے ارادہ بد کرنے سے پہلے اس کے چہرے پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا مجھے شرم آتی ہے کہ میرا دیوتا مجھے گناہ کرتے دیکھے۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اس بت سے شرم کرتی ہو جو نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے تو مجھے زیادہ حق ہے کہ اپنے پروردگار سمیع و بصیر سے شرم کروں۔ یہ برہان رب تھا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے شہر کی عورتوں کو کس لیے ضیافت پر بلایا؟

جواب: زلیخا کی حرکت کے شہر بھر میں چرچے ہوئے۔ شہر کی دوسری امیرزادیوں نے زلیخا کو ملامت شروع کر دی۔ یہ باتیں زلیخا تک پہنچیں تو اس نے سوچا کہ ان عورتوں کو بلا کر حسن یوسف دکھایا جائے۔ بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ دراصل عزیز مصر کی بیوی کی محبت کا چرچا ہوا تو دوسری امیرزادیوں نے بھی خواہش کی کہ وہ بھی زلیخا کے محبوب کو دیکھیں اور اگر وہ واقعی حسن و جمال کا پیکر ہو تو وہ بھی اس کو

لبھانے کی کوشش کریں ہو سکتا ہے کہ کامیاب ہو جائیں۔ اس لیے انہوں نے زلیخا کو ملامت شروع کر دی تاکہ وہ اپنی صفائی میں اپنے غلام کا جلوہ دکھائے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے جس بادشاہ سے وزیر مالیات کا عہدہ خود طلب کیا تھا اس کا نام بتا دیجئے؟

جواب: اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ اس شاہ مصر کا نام ریان بن الولید تھا اور وہ عمالقہ میں سے تھا۔ اس کا نام ریان بن اسد بھی بتایا گیا ہے۔

(تاریخ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن حکیم میں ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو تخت شاہی پر اپنے برابر بٹھایا اور ان کے گیارہ بھائی اور والدین ان کے لیے سجدے میں جھک گئے۔ یہ سجدہ کیسا تھا؟

جواب: بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سجدہ محض تعظیم کے لیے جھک جانا تھا جس کا اس دور میں رواج تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے نہ تھا بلکہ اللہ کے لیے تھا۔ مگر حضرت یوسف علیہ السلام کو جو عظمت اس نے دی تھی اس کی وجہ سے تھا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے (اس کا شکر ادا کرتے ہوئے) وہ سربسجود ہو گئے۔ اس طرح تینوں صورتوں میں سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں کیا گیا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ سجدہ زمین پر پیشانی رکھ کر کیا گیا اور یہ یوسف علیہ السلام ہی کو تھا۔ اور ان کی شریعت میں یہ تعظیم کی علامت تھی۔ اور جائز تھا۔ مگر بعد میں اسے حرام قرار دیا گیا۔

(ساوی علی الجلالین القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ مفسرین اس خواب کی تعبیر کے بارے میں کیا رائے دیتے ہیں؟

جواب: مفسرین نے مختلف رائے دی ہے۔ گیارہ ستاروں سے مراد گیارہ بھائی اور سورج

سے مراد والدہ راحیل تھیں اور چاند سے مراد والد حضرت یعقوب علیہ السلام تھے۔ صاویؒ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کو سورج سے اس لیے تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ سورج سے ہی چاند روشن ہوتے ہیں اور والد کو چاند اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ چاند کی روشنی سے اندھیرے میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ امام بغویؒ کہتے ہیں کہ گیارہ ستارے ان کے بھائی تھے اور سورج ان کے والد اور چاند ان کی والدہ تھیں۔ ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ چاند ان کے والد تھے اور سورج ان کی والدہ کیونکہ سورج مؤنث اور چاند مذکر ہے۔ (سورج کو عربی میں شمس کہا جاتا ہے شمس عربی میں قواعد کی رو سے مؤنث ہے) ابو حیان اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کا خواب سن کر سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کو بلند مرتبہ عطا فرمائیں گے اور نبوت کے لیے منتخب فرما کر دونوں جہاں کی عظمتوں سے نوازیں گے۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر رازی۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر صاوی۔ ازواج الانبیاء)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے تخت شاہی پر اپنے والدین کو ساتھ بٹھایا۔ بتایئے کون سی والدہ اس موقع پر موجود تھیں؟

جواب: بعض مفسرین کا خیال ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل بنیامین کی ولادت کے بعد وفات پا گئیں تھیں اور اس موقعے پر والد کے ساتھ ان کی خالہ لیّا تھیں۔ محمد بن اسحاق اور محمد بن جریر طبری کا قول ہے کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ خود زندہ تھیں۔ ان کی موت پر کوئی صحیح دلیل نہیں اور قرآن کریم کے الفاظ میں بھی والدین ہی بتائے گئے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ ازواج الانبیاء)

سوال: راحیل خاتون ایک نبی کی بیوی اور ایک عظیم الشان شہنشاہ و نبی کی ماں تھیں۔ انہوں نے کہاں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئیں؟

جواب: انہوں نے فلسطین، شام اور مصر میں زندگی گزاری۔ اور مصر میں انتقال فرمایا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کنعان میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ فلسطین میں بنیامین کی ولادت کے وقت وفات پائی۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ مصر سے واپس فلسطین

آ گئیں۔ اور وہاں ان کا انتقال ہوا۔ راحیل خاتون کی قبر فلسطین میں موجود ہے۔ حنبلی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ راحیل کی قبر بیت لحم اور بیت جالا کے درمیان راستے کے ایک طرف واقع ہے اور یہ قبر ایک قبہ کے نیچے ہے جس کا رخ قبہ صخرہ کی طرف ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے ماوردی نے پیراہن یوسف علیہ السلام کے بارے میں کیا دلچسپ بات کی ہے؟

جواب: وہ لکھتے ہیں کہ تین بڑے واقعات اسی پیراہن یوسف علیہ السلام سے وابستہ ہیں۔ پہلا واقعہ خون آلود کر کے والد کو دھوکہ دینے اور کرتے کی شہادت سے برادران یوسف کے جھوٹ ثابت ہونے کا ہے۔ دوسرا واقعہ زلیخا کا ہے جس میں کرتہ ہی شہادت میں پیش ہوا۔ تیسرا واقعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آنے کا ہے۔ اس میں بھی پیراہن یوسف (کرتے) کا اعجاز ہے ہے اور حضرت مجدد الف ثانی کی تحقیق کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا وجود اور حسن و جمال خود جنت کی چیز تھی اس لیے ان کے جسم سے چھونے والے ہر کرتے میں یہی خاصیت ہو سکتی ہے۔

(تاریخ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: جس کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا اس پر پانی لینے کے لیے کون آیا تھا؟

جواب: مفسر قرطبی کے بقول شام سے مصر جانے والا قافلہ راستہ بھٹک کر ادھر آ نکلا تھا اور جو آدمی پانی لینے کے لیے کنویں پر آیا اس کا نام مالک بن دعبر (یا دعیر) تھا۔ اور یہودا چھپ کر یوسف علیہ السلام کو کھانا پہنچاتے رہے۔

(تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرامؑ۔ تاریخ الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کے بارے میں کیا خواب دیکھا تھا؟

جواب: آپ نے ایک خواب دیکھا کہ وہ خود کسی پہاڑی کے اوپر ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام پہاڑی کے دامن میں ہیں۔ اچانک حضرت یوسف علیہ السلام کو دس بھیڑیوں نے گھیر لیا۔ اور ان پر حملہ کرنا چاہا مگر ان سے ایک بھیڑیے نے مدافعت

کر کے بچا لیا۔ پھر یوسف علیہ السلام زمین کے اندر چھپ گئے۔ اس خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ دس بھیڑیئے دس بھائی ہیں جو ان کے قتل کا ارادہ کر رہے تھے اور ایک نے چھڑا دیا۔ روبیل (روبیل) یا یہودا نے کہا کہ قتل نہ کرو۔ کنویں میں پھینک دو۔ زمین میں چھپنا کنویں میں پھینکنا ہے۔ (معارف القرآن۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانے میں دو شاہی ملازم بھی قید تھے۔ بتایئے ان کے خوابوں کا تین دن سے کیا تعلق تھا؟

جواب: ساقی نے بتایا کہ میں نے انگور کا ایک درخت دیکھا اس کی تین شاخیں نکلیں پھر پھل پھول لگے۔ پھر گچھوں میں انگور پکے۔ اور بادشاہ کا پیالہ ہاتھ میں تھا۔ میں نے انگوروں کو نچوڑا۔ پھر بادشاہ کو دیا۔ پھر دوسرے قیدی نے کہا کہ میرے سر پر تین ٹوکرے روٹیوں کے ہیں اوپر کے ٹوکرے سے پرندے کھا رہے ہیں۔

(اردو دائرۃ المعارف۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: تخت نشینی کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر کیا تھی؟

جواب: تیس سال کی عمر میں آپ کو شاہ مصر نے تخت پر بٹھایا یا مصر کی وزارت آپ کو دی جس پر زلیخا کا خاوند فوطیفار مقرر تھا۔ بادشاہ نے تخت شاہی کے تمام کام حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیئے اور اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کی انگلی میں پہنا دی۔ (سیرت انبیائے کرام۔ اردو دائرۃ المعارف۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: مفسرین کرام حضرت یوسف علیہ السلام کی ازواج اور اولاد کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ عزیز مصر کا انتقال ہو گیا اور شاہ مصر نے زلیخا کی شادی حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دی۔ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا بی بی کو کنواری پایا۔ پھر ان کے بطن سے دو بیٹے افرائیم اور منشا پیدا ہوئے۔ افرائیم کے ہاں نون پیدا ہوئے جو اللہ کے نبی یوشع علیہ السلام کے والد تھے۔ اور ایک صاحبزادی ہوئی جس کا نام رحمت (لیا) تھا۔ جو حضرت ایوب علیہ السلام کی

بیوی تھیں۔ (سیرت انبیائے کرام۔ در منثور۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے کتنی عمر میں انتقال فرمایا؟

جواب: ایک سو دس سال یا ایک سو بیس سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ تفسیر حقانی۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کے واقعات عمر کے کس حصے میں رونما ہوئے؟

جواب: سولہ سترہ سال کی عمر میں بھائیوں نے سازش کر کے کنویں میں ڈالا۔ سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں مصر پہنچے۔ دو چار سال عزیز مصر کے شاہی محل میں رہے۔ آٹھ نو سال جیل میں رہے۔ تیس سال کی عمر میں تخت مصر پر بیٹھے۔ تقریباً ۸۰ سال تک تخت و تاج کے تنہا وارث رہے۔ اپنی حکومت کے نویں یا دسویں سال میں والدین کو مصر بلایا۔ عمر کے ایک سو دس سال میں انتقال فرمایا۔ بعض مفسرین نے چند برسوں کا اختلاف (فرق) بھی بتایا ہے جیسے حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ کنویں میں ڈالے گئے تو سات سال کے تھے۔ اسی سال والد سے دور رہے۔ اور ملاقات کے بعد تیس سال زندہ رہے۔ ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کب دیکھا تھا؟

جواب: اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ بارہ۔ چودہ سال کی عمر میں آپ نے خواب دیکھا تھا۔ قرطبی کے بقول اس وقت آپ کی والدہ راحیل فوت ہو چکی تھیں اور ان کی بہن حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں۔ اور خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے۔

(تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے حضرت یوسف علیہ السلام پر پہلی وحی کب نازل ہوئی؟

جواب: اس بات پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ آپ پر پہلی وحی اس وقت نازل ہوئی جب آپ کنویں میں تھے۔ تاہم بعض مفسرین اسے وحی نبوت نہیں کہتے وہ اسے القا کرنا

کہتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو۔ کیونکہ نبوت چالیس سال میں عطا ہوتی ہے۔ لیکن بعض مفسرین اسے وحی نبوت کہتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں نبوت عطا کی گئی۔ (تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: شاہ مصر (یوسف علیہ السلام) کے دربار میں برادران یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام پر بھی چوری کا الزام لگایا تھا۔ بتایئے کیوں؟

جواب: بعض تفاسیر اور کتب سیرت میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی پھوپھی (حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہن) پرورش کیا کرتی تھی۔ جب ذرا ہوشیار ہوئے تو حضرت یعقوب نے واپس لینا چاہا۔ لیکن چونکہ وہ انہیں بہت چاہتی تھیں اس لیے اپنے پاس رکھنا چاہا۔ پھوپھی نے یہ تدبیر کی کہ ایک پٹکا یوسف علیہ السلام کے کپڑوں کے اندر باندھ کر یہ مشہور کر دیا کہ پٹکا گم ہو گیا ہے۔ اور سب کی تلاشی لی تو یہ یوسف علیہ السلام کی کمر سے برآمد ہوا۔ اس طرح قانون یعقوبی کے مطابق (چور کو ایک سال کے لیے اپنے پاس رکھا جائے) مزید کچھ مدت کے لیے اپنے پاس رکھنے کا موقع مل گیا۔ اسی واقعے کی طرف بھائیوں نے اشارہ کیا تھا۔ یہ بھی قول ہے کہ آپ نے اپنے نانا یعنی راحیل کے والد کا بت چرا کر توڑ دیا تھا۔ (تفسیر درمنثور۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: شہر کنعان سے مصر تک کتنا فاصلہ تھا؟

جواب: کنعان مصر سے ڈھائی سو میل تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق آٹھ دن کی مسافت پر تھا۔ حضرت حسن بصری ۸۰ فرسخ (ڈھائی سو میل) بتاتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل سے منع کرنے اور کنویں میں ڈالنے کا مشورہ دینے والا بھائی کون سا تھا؟

جواب: مفسرین نے مختلف نام بتائے ہیں۔ مجاہدؒ کہتے ہیں یہ بھائی شمعون تھا۔ سدی کہتے ہیں یہ بھائی یہوذا (یہودا) تھا۔ اور قتادہؒ اور محمد بن اسحاقؒ کہتے ہیں کہ سب سے بڑا

بھائی روبیل ہے اس نے مشورہ دیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا تو (یوسف علیہ السلام) اپنے بھائیوں کو ان کے کرتوتوں کی خبر دے گا۔ اور ان کو احساس تک نہ ہوگا کہ تو ابھی زندہ ہے۔ مفسرین نے اس کی وضاحت کیسے کی ہے؟

جواب: حضرت مجاہدؒ اور قتادہؒ فرماتے ہیں کہ ان کو یہ پتہ نہ ہوگا کہ اللہ نے وحی کے ذریعے سب کچھ آپ کو بتا دیا ہے۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں یہ مطلب ہے کہ آپ ان کو اس ظلم کی خبر دیں گے اور وہ آپ کو پہچانتے نہ ہوں گے۔ ابن جریرؒ نے بھی اسی کو روایت کیا ہے۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن جریرؒ)

سوال: سوتیلے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنی قیمت میں قافلہ والوں کے ہاتھ فروخت کیا؟

جواب: قرآن نے صرف اتنا بتایا ہے کہ چند سکوں (درہموں) کے عوض بیچا۔ اور بہت تھوڑے تھے اور کھوٹے تھے۔ ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، نوف بکالی، سدیؒ، قتادہؒ اور عطیہ کوفی فرماتے ہیں کہ بیس درہم میں بیچا اور پھر آپس میں دو دو درہم بانٹ لیے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ بائیس درہموں میں بیچا۔ اور عکرمہؒ اور محمد بن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ چالیس درہم میں بیچا۔ (قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: بتایئے مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو قافلے کے کس شخص نے عزیز مصر کے ہاتھ بیچا تھا؟

جواب: ابن عباسؓ سے ابن صالح نے اور ان سے ابن سائب نے اور ان سے ابن اسحٰق نے روایت کی ہے کہ جو شخص یوسف علیہ السلام کو مصر لایا اور فروخت کیا اس کا نام مالک بن ذعر بن نوبت بن دریان بن ابراہیم تھا۔ جس شخص یعنی عزیز مصر کے ہاتھ بیچا وہ مصر کا وزیر مملکت، وزیر خزانہ اور محافظ تھا ابن اسحاق کے بقول اس کا نام اطفیر (قوطیفار) بن روحیب تھا اور اس کی بیوی راعیل بنت رمابیل (زلیخا) تھی اور وہ اس وقت کے بادشاہ ریان کی دختر بھی تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق

جسے ثعلبی نے ہشام الرفاعی سے روایت فرمایا ہے اس کا نام فکا بنت یتوس تھا۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنے میں خریدا؟

جواب: ایک روایت ہے کہ بیس سونے کی اشرفیوں میں خریدا۔ اور ایک قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے وزن کے برابر مشک اور ریشم اور چاندی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ وزن کرا کے خریدا۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کی سچائی کی گواہی دینے والے کی عمر کتنی تھی؟

جواب: قرآن نے صرف اتنا بتایا ہے کہ عورت کے اہل (خاندان) میں ایک گواہ نے فیصلہ دیا بعض مفسرین جیسے حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ وہ جھولے میں پڑا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ، ہلال بن یساف، حسن بصریؒ، سعیدؒ بن جبیرؓ اور ضحاکؒ ابن جریرؒ نے بھی یہی کہا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے اس سلسلے میں مرفوع حدیث بھی مروی ہے لیکن دوسرے حضرات نے اسے موقوف کہا ہے۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ایک مکمل مرد تھا۔ اور عزیز مصر کا قریبی ساتھی تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ زلیخا کا قرابت دار تھا۔ عکرمہؒ، مجاہدؒ، حسن بصریؒ، قتادہؒ، سدیؒ، محمد بن اسحٰقؒ اور زید بن اسلمؒ کے بقول وہ ایک مکمل مرد تھا۔

(تفسیر ابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: مفسرین حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا تھا اور خود اس میں روح پھونکی تھی۔ اس لیے حضرت آدم علیہ السلام انسانی حسن میں سب سے اعلیٰ تھے (سوائے رسول اللہ ﷺ کے)۔ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے نصف حسن پر تھے۔ اور دونوں کے درمیان میں کوئی بھی دونوں سے زیادہ حسین نہیں ہوا۔ اسی طرح حضرت حوا علیہا السلام سب عورتوں میں زیادہ خوبصورت تھیں۔ اور ان کے بعد حضرت سارہ علیہ السلام

سب سے زیادہ خوبصورت اور حضرت حوا علیہا السلام کے سب سے زیادہ مشابہ تھیں۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا روئے اقدس میں بجلی کی طرح چمکتا تھا۔ اور جب کوئی عورت ان کے پاس آتی تو آپ اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتے تھے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اکثر نقاب ڈال کر رکھتے تھے تاکہ لوگ دیکھ نہ سکیں۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے خواب بتانے والے شاہی قیدیوں کے نام بتا دیجئے؟

جواب: ایک بادشاہ کا ساقی تھا جو بادشاہ کو جام اور مشروبات پلاتا تھا۔ اس کا نام مفسرین نے نبوا بتایا ہے۔ اور کھانا پکانے والا باورچی تھا جس کا نام مجلث بتایا گیا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ دونوں نے ایک ہی رات میں خواب دیکھے تھے۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں کتنا عرصہ ٹھہرے رہے؟

جواب: قرآن نے بتایا ہے کہ کئی سال جیل میں رہے۔ مفسرین کے اس کے بارے میں کئی قول ہیں۔ تین سے نو سال تک۔ دوسرا قول ہے کہ تین سے سات سال تک۔ تیسرا قول ہے کہ تین سے پانچ تک اور ایک قول ہے دس سال سے کم کم۔ علامہ فراء دس سے کچھ اوپر کہتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام تیس سال کی عمر میں بادشاہ مصر کے دربار میں آئے۔ آپ نے کس زبان میں بادشاہ سے بات چیت کی؟

جواب: عربی اور عبرانی زبان میں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے ستر زبانوں میں بات چیت کی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ہر زبان میں ان کو جواب دیا۔ (اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو یہ یوسف علیہ السلام کا پیغمبرانہ معجزہ ہے) محمد ابن اسحق کے بقول مصر کا بادشاہ ریان بن ولید آپ پر ایمان لے آیا تھا۔

(تفسیر ابن اسحاق۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: برادران یوسف نے یہ کیوں کہا کہ ہم پر صدقہ کر دیجئے؟

جواب: دوسری مرتبہ برادران یوسف پھل وغیرہ لائے تھے۔ نقدی نہیں لائے تھے۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ پرانے مال تھے رسیاں وغیرہ۔ بھائیوں نے اپنی تنگدستی کی وجہ سے کہا کہ صدقہ کر دیجئے ایک قول ہے کہ کھوٹی چیزیں رکھ کر غلہ پورا بھر دیجئے دوسرا قول ہے کہ بنیامین کو واپس کر کے ہم پر صدقہ کر دیجئے۔ ابن جریجؒ کا یہی قول ہے۔ اور سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ پر صدقہ حرام کر دیا گیا تھا۔

(تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آرہی ہے۔ مفسرین نے اس سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: عبداللہ ابن ابی ہذیل کے بقول ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ قافلہ چلا تو ہوا چلی جو کرتے کی خوشبو تین دن کی مسافت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لے آئی۔ ثوریؒ اور شعبہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن عباسؓ، عطاؒ، مجاہدؒ، سعید بن جبیرؒ، قتادہؒ کے بقول اس کا مطلب ہے کہ تم مجھے بے وقوف نہ سمجھنے لگو۔ حسن بصریؒ اور مجاہدؒ نے یہ بھی کہا ہے کہ اس کا مطلب ہے تم مجھے بڑھاپے کی طرف منسوب نہ کرنے لگو کہ بڑھاپے کی وجہ سے میرے دماغ میں ایسے خیالات آتے ہیں۔ میں واقعی یوسف علیہ السلام کی خوشبو پاتا ہوں۔ (تفسیر ابن عباس۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت یعقوب علیہ السلام کی جو اولاد مصر میں ان کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئی ان کی تعداد بتا دیجئے؟

جواب: مفسرین نے ان کی تعداد مختلف بتائی ہے۔ ابو اسحاق سبیعی، ابو عبیدہ سے، وہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ ان کی جو آل اولاد آئی وہ تمام تریسٹھ افراد پر مشتمل تھے۔ اور موسیٰ بن عبیدہ نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے اور محمد نے عبداللہ بن شداد سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرات و خواتین ۸۳ تھے۔ اور ابو اسحاق، مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ افراد

مصر میں داخل ہوئے تو تمام افراد ترانوے تھے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر طبری۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام نے موت سے پہلے کیا دعا فرمائی اور آپ کیا تمنا کیا کرتے تھے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کسی نے موت کی تمنا نہیں کی حضرت یوسف علیہ السلام سے پہلے۔ تاہم شریعت محمدی میں موت کی تمنا کرنا یا دعا مانگنا منع ہے سوائے فتنوں سے بچنے اور مجبوری کی حالت میں۔ تو بھی یہ دعا کرے کہ اللہ اگر میرے لیے موت بہتر ہو تو اپنے پاس بلا لے۔ حضرت یوسف علیہ السلامؑ نے اکثر دعا فرمائی اے اللہ ہمیں مسلمان بنا کر رکھ اور مسلمانی میں موت دے۔ یا اے اللہ مجھ کو اسلام پر وفات ملے اور اپنے نیک بندوں کا ساتھ ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دعا آپ نے موت کے وقت کی تھی۔ (مسند احمد۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کو ۱۷۲۸ ق م میں مصر میں فروخت کیا گیا۔ ان کی گم شدگی کے بارے میں بعض مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: بعض مفسرین حضرت یوسف علیہ السلام کے گم ہونے کا ایک اور سبب بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے کسی عزیز کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا۔ اتفاق سے اسی روز ایک بھوکا فقیر ان کے دروازے پر سوالی بن کر آ گیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فقیر سے کہا تم یہاں بیٹھو میں ابھی تمہارے لئے کھانا لاتا ہوں فقیر بیٹھا انتظار کرتا رہا مگر آپ کسی اور کام میں مصروف ہو گئے اور انہیں یاد بھی نہ رہا کہ وہ مکان کے باہر کسی فقیر کو ٹھہرا آئے ہیں۔ وہ بھوکا فقیر یہ دعا دے کر چلا گیا: "اے باری تعالیٰ! تو اس کی آرزوؤں اور خوشیوں کو اس سے دور رکھنا"۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ فقیر کی یہ دعا خدا کے حضور قبول ہوئی اسی لئے الہام کے ذریعے حضرت یعقوب علیہ السلام کو مطلع کیا گیا کہ اب تو چالیس برس تک اپنے بیٹے یوسف کے غم میں مبتلا رہے گا۔ جیسے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام

کو یہ الہام ہوا تو انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی۔ اے دو جہانوں کے مالک! تو رحیم و کریم ہے مجھ سے یہ خطا ارادۃً نہیں ہوئی۔ آپ یہ التجا فرما رہے تھے کہ حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور فرمایا: ''اے یعقوبؑ تم پر جو رنج گزرتا ہے اس سے اپنے رب کو سوچنا چاہئے کہ بندوں کو علم ہو خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اور اس کے کام میں کسی کو دخل نہیں''۔ حضرت جبرائیلؑ رخصت ہو گئے اور حضرت یعقوبؑ صبح تک رو رو کر التجائیں کرتے رہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ دس پیغمبر)

سوال: بتایئے کس قافلے کے لوگوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکالا تھا؟

جواب: ایک تجارتی قافلے نے جس میں قبیلہ جرہم کے اسماعیلی (اولاد اسماعیلؑ سے) اور مدیانی دونوں نسلوں سے تعلق رکھنے والے افراد موجود تھے۔ تاریخ میں یہ پہلا قافلہ تھا جو تجارت کی غرض سے مکہ سے مصر کی جانب رواں تھا۔ قافلے کا امیر مالک ابن زعر تھا۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: جن عورتوں کو عزیز مصر (زلیخا) نے کھانے پر بلایا تھا ان میں کون سی امراء کی بیویاں تھیں؟

جواب: مفسرین نے لکھا ہے کہ ان عورتوں میں ایک تو شہر کے کوتوال کی بیوی تھی۔ دوسری کا شوہر بڑا تاجر تھا۔ تیسری ایک سپہ سالار کی بیوی تھی۔ جب کہ چوتھی عورت حاجب کی شریک حیات اور پانچویں شاہی مطبخ کے نگران کی بیوی تھی۔

(تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: چکی حضرت یوسف علیہ السلام کی ایجاد ہے۔ بتایئے آپ کتنی زبانیں جانتے تھے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو چالیس زبانوں کا علم دیا تھا۔

(قصص الانبیاء و آثار۔ تذکرۃ الانبیاء۔ اردو انسائیکلو پیڈیا)

﴿سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام﴾

حضرت شعیب علیہ السلام اور قرآن

سوال: قرآن مجید کی چھ سورتوں میں حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر آیا ہے۔ سورتوں کے نام بتا دیں؟

جواب: قرآن مجید کی جن چھ سورتوں میں حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے۔ ان کے نام ہیں: سورۃ الاعراف، سورۃ توبہ، سورہ ہود، سورۃ الحج، سورۃ الشعراء، سورۃ العنکبوت۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن مجید میں حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے۔ آیات بتا دیجئے؟

جواب: پارہ آٹھ سورۃ الاعراف آیات ۸۵ تا ۹۳ پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۷۰ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیات ۸۴ تا ۹۵۔ پارہ ۱۷ سورہ الحج آیت ۴۴۔ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیات ۱۷۶ تا ۱۹۰ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت آیات ۳۶۔۳۷۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت شعیب علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں کتنی مرتبہ اور کن مقامات پہ آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت شعیب علیہ السلام کا نام گیارہ مرتبہ آیا ہے۔ سورۃ الاعراف میں آیات ۸۵، ۸۸، ۹۰ میں ایک ایک مرتبہ اور آیت ۹۲ میں دو مرتبہ کل پانچ مرتبہ سورۃ ہود آیات ۸۴، ۸۷، ۹۱، ۹۴ میں ایک ایک مرتبہ کل ۴ مرتبہ اور سورۃ الشعراء آیت ۱۷۷ میں ایک مرتبہ سورۃ العنکبوت آیت ۳۶ میں ایک مرتبہ۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ بتائیے آپ کو کس قوم اور علاقے کیلئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا؟

جواب: قرآن پاک کی بعض آیات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اور آپ کو قوم مدین اور اصحاب ایکہ کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف آیت ۸۵ میں ہے: وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ط "اور ہم نے مدین والوں کی طرف اُن کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔" سورۃ الشعراء آیت پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو۔" سورۃ العنکبوت آیت ۳۶ میں ہے: وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا "اور مدین والوں کے پاس ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ رُوح المعانی۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے قوم مدین اور اصحاب الایکہ کن کن برائیوں میں مبتلا تھے؟

جواب: قرآن مجید کی سورۃ الاعراف، سورۃ ہود، سورۃ الشعراء اور سورۃ العنکبوت سے پتہ چلتا ہے کہ قوم مدین آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتی تھی۔ ان کا ذریعۂ معاش زیادہ تر تجارت تھا مگر وہ بت پرستی میں مبتلا تھی۔ یہ لوگ شراتوں اور بد دیانتی کے عادی تھے۔ اشیاء تجارت کی ناپ تول میں بے ایمانی کرتے تھے۔ باہر سے آنے والے تجارتی قافلے کا مال کم قیمت پر حاصل کرتے اور اس میں خرابیاں نکالتے اپنے مال کی قیمت زیادہ لگاتے۔ اپنا مال کم تولتے اور دوسروں کا زیادہ۔ رہزنی تک سے گریز نہ کرتے تھے۔　　(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر حقانی۔ تفہیم القرآن)

سوال: اللہ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو کیا تعلیم دی؟

جواب: آپ لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ قرآن پاک میں آپ کی تعلیمات کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ سورۃ الاعراف آیات ۸۵ تا ۸۷ میں ہے: قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ

اِصْلَاحِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ ''انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آ چکی ہے۔ تو تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ پہنچاؤ۔ اور روئے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کر دی گئی فساد مت پھیلاؤ۔ یہ تمہارے لئے فائدہ مند ہے اگر تم تصدیق کرو۔ اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو۔ اور اللہ کی راہ سے روکو۔ اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو۔ اور اس حالت کو یاد کرو۔ جبکہ تم کم تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا اور اگر تم میں سے بعض اس حکم پر جس کو دے کر مجھے بھیجا گیا ہے۔ ایمان لے آئے ہیں اور بعض ایمان نہیں لائے تو ذرا ٹھہر جاؤ۔ یہاں تک کہ ہمارے درمیان میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہیں۔'' سورۃ ہود آیات ۸۴ تا ۸۶ میں ہے: قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ ''انہوں نے فرمایا: اے میری قوم تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ اور تم ناپ اور تول میں کمی مت کیا کرو۔ میں تم کو فراغت کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا

جو انواع کا جامع ہوگا (جس میں بہت سی مشکلات ہوں گی) اور اے میری قوم تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو۔ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو۔ اور زمین میں فساد کرتے ہو۔ حد سے مت نکلو۔ اللہ کا دیا جو کچھ بچ جائے وہ تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر تم کو یقین آئے۔ اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں۔" پارہ ۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۷۷ میں ہے: اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ "جب کہ ان سے شعیب علیہ السلام نے فرمایا، کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو۔" پھر آیت ۱۷۹ میں ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ "سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔" ہدایت ۱۸۱ تا ۱۸۴ میں ہے: اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۝ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ "تم لوگ ناپ پورا کیا کرو اور (حقدار کا) نقصان مت کرو۔ اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔ اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو۔ اور سرزمین پر فساد مت مچایا کرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا۔" سورۃ العنکبوت پارہ ۲۰ آیت ۳۶ میں ہے: وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ "اور مدین والوں کے پاس ہم نے ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا۔ پس انہوں نے فرمایا، اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اور روز قیامت سے ڈرو اور سرزمین میں فساد مت پھیلاؤ۔"

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: قوم کے مغرور سرداروں اور دوسرے لوگوں نے ایمان لانے کی بجائے حضرت شعیب علیہ السلام کو کیا دھمکی دی؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۸۸ میں ہے: قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِىْ

بِمِلَّتِنَا ط ‘‘ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا اے شعیب علیہ السلام ہم آپ کو اور آپ کے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آ جاؤ۔‘‘ (القرآن۔تفسیر قرطبی۔تفسیر فتح القدیر۔تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے سرداروں کو کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۸۹ میں حضرت شعیب علیہ السلام کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے: قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ○ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ ‘‘شعیب علیہ السلام نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آ جائیں گے؟ اگر چہ ہم اسے برا جانتے ہوں؟ اگر ہم تمہارے مذہب میں اس کے بعد بھی کہ اللہ نے ہمیں اس سے نجات دے دی ہو۔ اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں دوبارہ آ جائیں۔ لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے ہمارے مقدر میں کیا ہو۔ ہمارے رب کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔‘‘

(القرآن۔فتح الحمید۔کنز الایمان۔تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے حضرت شعیب علیہ السلام نے اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۸۹ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ○ ‘‘اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری اس قوم کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ حق کے موافق۔ اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں۔‘‘ (القرآن۔فتح الحمید۔کنز الایمان۔تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے لوگوں کو کس طرح دین حق سے روکا اور اللہ کے نبی کو ماننے سے انکار کیا؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۹۰ میں ہے کہ قوم کے سرداروں نے دوسرے لوگوں کو خبردار کیا: قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ

اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ○ ''ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیب علیہ السلام کی راہ پر چلو گے تو بے شک بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ کنزالایمان۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ ان کی قوم نے ان کا کس طرح مذاق اڑایا؟

جواب: حضرت شعیب علیہ السلام نے حق کی تبلیغ کی تو قوم نے ان کی نمازوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا: یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّکَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ○ ''اے شعیب علیہ السلام کیا تمہاری نماز یہ سکھاتی ہے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں۔ یا ہم اپنے مالوں میں جو چاہیں نہ کریں۔ بے شک آپ ہیں واقعی بڑے عقلمند دین پر چلنے والے۔ پارہ ۲۰ سورۃ ہود آیت ۸۷۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے مشرکین کے طنز و مذاق کا کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۸۸ میں ہے۔ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَآ اَنْھٰکُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ○ ''شعیب علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت) دی ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں۔ میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے۔ اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اسی کی طرف میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ معارف القرآن)

سوال: بتائیے دوسری قوموں کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس طرح عذاب خداوندی سے ڈرایا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیات ۸۹۔۹۰ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ○ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ○ " اور اے قوم میری ضد تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آ پڑیں۔ جیسے قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑیں اور قوم لوط تو دور کی بات نہیں۔ اور تم اپنے رب سے گناہ معاف کراؤ۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہو۔ بے شک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ معارف القرآن)

سوال: قوم شعیب علیہ السلام نے اللہ کے نبی کو جھٹلاتے ہوئے اور ان کی تحقیر کرتے ہوئے کس خواہش کا اظہار کیا؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۹۱ میں بتایا گیا ہے: قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ○ " وہ کہنے لگے، شعیب علیہ السلام بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ اور ہم تم کو اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارے خاندان کا ہم کو پاس نہ ہوتا تو ہم تم کو سنگسار کر چکے ہوتے۔ اور ہماری نظر میں تمہاری تو کچھ توقیر نہیں۔" (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی آخری کوشش کرتے ہوئے قوم کو کس انداز میں سمجھایا تاکہ وہ راہ راست پر آ جائیں؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۹۲ میں ہے: قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○ " اے میری قوم! کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک اللہ سے بھی زیادہ عزت والا

ہے؟ اور اس (اللہ) کو تم نے پس پشت ڈال دیا۔ یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔" (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے ٹوک فیصلہ کرتے ہوئے کیا فرمایا؟ اور کس طرح عذاب کی وعید سنائی؟

جواب: جب قوم شعیب علیہ السلام کسی طرح بھی ماننے کیلئے تیار نہ ہوئی تو آپ نے دو ٹوک فیصلہ دیا۔ پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۹۳ میں ہے: وَیٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ط سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَمَنْ هُوَ کَاذِبٌ ط وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّیْ مَعَکُمْ رَقِیْبٌ ٥ "اور اے قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو۔ میں بھی اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں۔ اب جلد ہی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کرے گا اور وکون شخص ہے جو جھوٹا تھا۔ اور تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فتح البیان۔ تفہیم القرآن)

سوال: دوسرے انبیاء علیہ السلام کی طرح قوم شعیب علیہ السلام نے بھی آپ کو کس طرح جھٹلایا اور عذاب کو دعوت دی؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیات ۱۸۵ تا ۱۸۸ میں ہے قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ٥ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ٥ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ٥ قَالَ رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ٥ "وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے۔ اور تم تو محض ہماری طرح کے آدمی ہو۔ اور ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پس اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔ شعیب علیہ السلام بولے کہ تمہارے اعمال کو میرا رب خوب جانتا ہے۔" (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: قرآن میں ہے کہ بے شک بن والے ظالم تھے ہم نے ان سے بدلہ لے لیا۔ یہ بن والے کون لوگ تھے؟

جواب: یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے لوگ تھے جنہوں نے اللہ کے نبی کو جھٹلایا۔

پارہ ۱۶ سورۃ الحجر آیت ۷۸۔۷۹ میں ہے: وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِينٍ ۝ ”اور بن والے (یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم) بھی بڑے ظالم تھے۔ پس ہم نے ان سے بھی بدلہ لے لیا اور دونوں (قوموں کی) بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں۔“

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: قوم شعیب نے اپنے نبی کو جھٹلایا اور کفر کیا تو ان پر کس طرح کا عذاب نازل ہوا؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیا ۹۱ تا ۹۳ میں ہے: فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۝ ”پس ان کو زلزلے نے آ پکڑا سو اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ جنہوں نے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہو گئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ جنہوں نے شعیب کی تکذیب کی تھی وہی خسارے میں پڑ گئے۔“ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۹۴۔۹۵ میں ہے: وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ ۝ ”اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز نے آ پکڑا پس وہ اپنے گھروں کے اندر اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے (مر گئے) اور جیسے کہ کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔ خوب سن لو مدین کو رحمت سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے۔“

پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۸۹۔۱۹۰ میں ہے: فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ ”پس وہ لوگ جھٹلاتے رہے۔ پھر ان کو سائبان کے واقعہ نے آ پکڑا۔ بے شک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔“ پارہ ۲۰ سورۃ العنکبوت ۳۷ میں ہے: فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ ”پس ان لوگوں نے شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا۔ پس زلزلے نے ان کو آ پکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے۔“

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تیسیر القرآن۔ احسن البیان)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچالیا۔ کن آیات میں بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۲ سورۃ ہود آیت ۹۴ میں ہے: وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا "اور جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے شعیب علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اپنی خاص عنایت سے (عذاب سے) بچالیا۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا تو آپ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۹۳ میں ہے: فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ "اس وقت شعیب علیہ السلام ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دیے تھے۔ اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی۔ پھر میں ان کافروں پر کیوں رنج کروں۔"

(تفسیر کشف الرحمٰن۔ القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ فتح الحمید)

حضرت شعیب علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: کہا جاتا ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ ایک ہی قوم تھی بعض کہتے ہیں کہ دو تھیں۔ وہ کس حدیث کا حوالہ دیا جاتا ہے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمرو سے ایک حدیث بیان کی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصحاب مدین اور اصحاب الایکہ دو قومیں ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا (اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اور مرفوع بھی نہیں بلکہ موقوف ہے)۔

(قصص القرآن۔ تفسیر ابن جریر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کن چار نبیوں کو عرب سے فرمایا ہے؟

جواب: حضرت ابو ذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، چار نبی عرب سے ہیں۔ ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام اور اے ابو ذر تیرا نبی ﷺ۔

(صحیح ابن حبان۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت شعیب علیہ السلام کو انبیاء میں خطیب کس نے کہا تھا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر فرماتے تو فرماتے، وہ انبیاء علیہ السلام میں خطیب ہیں۔

(صحیح ابن حبان۔ صحیح بخاری۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: احادیث میں اصحاب طالوت کی تعداد کتنی بتائی گئی ہے؟

جواب: حضرت براءؓ بن عازب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ اصحاب طالوت اور اصحاب بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ شاید اسی وجہ سے بعض حضرات نے طالوت کے متعلق کہا ہے کہ یہ بھی نبی تھے۔

(صحیح بخاری۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

حضرت شعیب علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاءؑ کا خطاب کیوں ملا؟ بتایئے یہ خطاب کس نے دیا تھا؟

جواب: آپ اللہ کے مشہور نبی ہیں۔ اللہ نے آپ کو حسن بیان، شیریں کلامی اور فصاحت و بلاغت جیسے کمالات سے نوازا تھا۔ اس خصوصیت کی وجہ سے خاتم الانبیاء ﷺ نے آپ کو خطیب الانبیاء علیہ السلام کا خطاب دیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاءؑ لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ تاریخ الانبیاءؑ)

سوال: اللہ کے نبی، خطیب الانبیاء علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کا سلسلہ نسب بتایئے؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کے بقول آپ کا سلسلۂ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین سے ملتا ہے۔ حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے علاوہ آپ کی ایک بیوی کا نام قطورہ تھا۔ ان سے آپ کے صاحبزادے مدین پیدا ہوئے۔ اس کے علاوہ لوط علیہ السلام سے بھی آپ کا رشتہ ہے۔ ایک مشہور قول کے مطابق شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر بھی ہیں۔

(قصص الانبیاءؑ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت شعیب علیہ السلام کن دو خاص باتوں کی وجہ سے مشہور تھے؟

جواب: مفسرین کے بقول آپ نماز کی کثرت اور کثرت گریہ وزاری کی وجہ سے مشہور تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے تھے جس پر قوم طعنے دیتی تھی۔ آپ رویا بہت کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ نابینا ہو گئے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے کثرت سے رونے کی وجہ کیا بیان کی اور اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: اے شعیب علیہ السلام تم اس قدر روتے کیوں ہو؟ جنت کے شوق میں یا دوزخ کے ڈر سے؟ آپ نے جواب دیا: پروردگار، آپ کی ملاقات اور دیدار کا خیال کر کے روتا ہوں کہ جس وقت آپ کا دیدار ہوگا اس وقت آپ نہ جانے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمائیں؟ حق تعالیٰ نے فرمایا، اے شعیب! تمہیں ہمارا دیدار مبارک ہو۔ میں نے اسی لیے تمہاری خدمت کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کو کھڑا کر دیا ہے۔ (تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے حضرت شعیب علیہ السلام کو کس قوم اور کس علاقے کے لیے مبعوث فرمایا گیا؟

جواب: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے مدین اپنے اہل و عیال کے ساتھ اپنے سوتیلے بھائی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قریب ہی میں حجاز میں آباد ہو گئے تھے۔ یہی

خاندان آگے چل کر ایک بڑا قبیلہ بن گیا۔ شعیب علیہ السلام اسی قبیلے اور نسل سے تھے۔ اس لیے ان کی بعثت اسی قبیلے کی طرف ہوئی اور یہ قبیلہ قوم شعیب کہلاتا ہے۔ اور اسی علاقے کو مدین بھی کہا جانے لگا۔ جہاں کے باشندوں کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: مدین اور ایکہ کے بارے میں مفسرین و مؤرخین کیا کہتے ہیں؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین ایک ہی قبیلے کے دو نام ہیں۔ بعض دوسرے کہتے ہیں کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں اور شعیب علیہ السلام دونوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ایک تیسرے گروہ کا خیال ہے کہ پہلے آپ ایک قبیلے مدین کی طرف بھیجے گئے۔ انہوں نے سرکشی اختیار کی اور اللہ کے نبی کو جھٹلایا جس کے بعد وہ عذاب الٰہی سے ہلاک ہو گئے۔ ان کی ہلاکت کے بعد آپ کو اصحاب ایکہ کی طرف بھیجا گیا۔ مؤرخین اور محققین کی تحقیق کے مطابق مدین اس قوم کا نام بھی ہے جس کی طرف شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا اور اس جگہ کا نام بھی ہے جہاں یہ قوم آباد تھی۔ یہ شہر حجاز و شام کے درمیانی راستے میں آباد تھا۔ یہ بھی کہا گیا کہ حجاز و شام کے علاقے میں جہاں قوم لوط کی بستیاں تھیں وہیں ذرا نیچے قوم شعیب کا مسکن تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مدین ایک بستی تھی جو خلیج عقبہ کے قریب واقع تھی اور جزیرہ نمائے سینا سے ملتی تھی۔ اس کے آس پاس درختوں کا ایک جنگل تھا جس کو ایکہ کہتے تھے۔ ایک اور مؤرخ و محقق کا کہنا ہے کہ قبیلہ مدین جس کی بستی بحر قلزم کے کنارے تھی اور حجاز سے فلسطین کی طرف جائیں خواہ مصر کی طرف، ان کے کھنڈرات ضرور راہ میں پڑتے ہیں۔ ایکہ کے معنی سرسبز و شاداب اور ہرے بھرے گھنے باغ کے ہیں جس کو ہم بن بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایکہ ایک درخت تھا جس کی یہ لوگ پرستش کرتے تھے۔

(قصص القرآن۔ فوائد عثمانی۔ درس قرآن۔ ترجمان القرآن۔ قاموس القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں کون سی برائیاں تھیں؟

جواب: شرک کے علاوہ اس قوم میں بہت سی مذہبی اور سماجی برائیاں تھیں کم تولنا، کم ماپنا اور اسی قسم کی دوسری بیماریاں ایسی تھیں جنہیں یہ قوم عیب نہیں سمجھتی تھی۔ ملک میں شر اور فساد پھیلانا۔ لوٹ مار اور چوری و ڈاکہ زنی اور لوگوں کو حق بات سننے سے منع کرنا ان کی عادت تھی۔ علامہ قرطبی کے بقول وہ عام لوگوں سے ناجائز ٹیکس بھی وصول کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی۔ القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے اپنی قوم کو حضرت شعیب علیہ السلام نے کیا تلقین کی اور آپ نے یہ کیوں کہا: ''میں تمہیں خوشحال پاتا ہوں؟

جواب: آپ نے سب سے پہلے اپنی قوم کو غیر اللہ کی پرستش یعنی شرک سے منع کیا جو سب سے بڑی روحانی بیماری ہے۔ پھر آپ نے ملک میں فساد پھیلانے، لوٹ مار، چوری ڈاکے سے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں خوشحال پاتا ہوں'' مقصد یہ کہ مدین اشیاء تجارت کی منڈی تھی اور یہ لوگ دولت مند تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم بھوکے ننگے تو نہیں ہو۔ امیر کبیر اور پیسے والے ہو۔ پھر یہ حرکتیں کیوں کرتے ہو۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: قوم مدین نے شہر کی ناکہ بندی کیوں کر دی تھی؟

جواب: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے آپ کی وعظ و نصیحت پر عمل نہ کیا۔ پھر جب قرب و جوار سے بھی لوگ آپ کی باتیں سننے آنے لگے تو وہ گھبرا گئے۔ اور جوش انتقام میں شہر کی ناکہ بندی کر دی۔ لوگوں کو روکنے کے لیے پہرے بٹھا دیئے اور آنے جانے والوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ تاکہ یہ لوگ ڈر کر شعیب علیہ السلام کی باتیں نہ سنیں۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بجائے آپ کو کیا دھمکیاں دیں؟

جواب: انہوں نے آپ کو شہر سے نکال دینے اور سنگسار کرنے کی دھمکیاں دیں۔ اور آپ کی نمازوں کا مذاق اڑانے لگے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: قرآن پاک کی چار سورتوں میں حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر ہے۔ بتایئے زیادہ تفصیل کس سورۃ میں ہے؟ اصحاب مدین کا عہد کب کا ہے؟

جواب: سورۃ الشعراء کے پورے ایک رکوع میں آپ کی تبلیغ، قوم کا جواب، آپ پر الزامات اور عذاب لانے کا مطالبہ بیان کیا گیا ہے۔ اصحاب مدین کا آغاز عہد دو ہزار بیس برس قبل مسیح شمار کیا جاتا ہے۔ (القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قوم شعیب پر عذاب کی کیفیت کس طرح بیان فرمائی؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر اول ایسی سخت گرمی مسلط ہوئی جیسے جہنم کا دروازہ ان کی طرف کھول دیا گیا ہو۔ جس سے ان کا دم گھٹنے لگا۔ نہ کسی سائے میں چین آتا نہ پانی میں۔ یہ لوگ گرمی سے گھبرا کر تہہ خانوں میں گھس گئے۔ تو وہاں پر اوپر سے بھی زیادہ گرمی آئی۔ پریشان ہو کر شہر سے جنگل کی طرف بھاگے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے گہرا بادل بھیج دیا۔ جس کے نیچے ٹھنڈی ہوا تھی۔ یہ سب لوگ گرمی سے بدحواس تھے۔ دوڑ دوڑ کر اس بادل کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس وقت یہ سارا بادل آگ بن کر ان پر برسا اور زلزلہ بھی آیا جس سے یہ لوگ راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ (معارف القرآن۔ تفسیر ابن عباس۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کے مدین چھوڑنے پر مذاق کیوں اڑایا؟

جواب: آپ اللہ کے حکم عذاب آنے سے پہلے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر مدائن سے نکل گئے۔ قوم نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ شعیب علیہ السلام عذاب عذاب کہہ کر ہم لوگوں کو ڈراتا تھا اور یہ سب ہم لوگوں سے ڈر کر بھاگ گئے اور مدین چھوڑنے کے بہانے ہیں۔ ہم تو ان کو خود نکالنے کا پروگرام بنا رہے ہیں چلو یہ بھی اچھا ہے کہ ہمارے نکالے بغیر خود ہمارا شہر خالی کر رہے ہیں۔

(معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت شعیب علیہ السلام نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: قوم شعیب پر عذاب کے وقت حضرت شعیب علیہ السلام حکم خداوندی سے اپنے

ایمان والے ساتھیوں کو لے کر مدین سے بمافلت چلے گئے تھے۔ اس میں اختلاف ہے کہ کہاں گئے تھے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ آپ مکہ معظمہ چلے گئے اور ایک سو چالیس سال کی عمر میں وہیں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں حضرت موت میں ایک قبر ہے جو زیارت گہ عام وخاص ہے۔ وہاں کے باشندوں کا دعویٰ ہے کہ یہ شعیب علیہ السلام کی قبر ہے وہب بن منبہ نے کہا کہ مکہ میں وفات پائی اور ان کی قبریں ندوہ اور داربنی سہم کے درمیان ہیں۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم پر کب اور کیوں افسوس کیا؟

جواب: قرآن پاک میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کی حالت پر افسوس کیا۔ مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ ذکر اس وقت کا ہے جب قوم جھٹلائے عذاب ہو چکی تھی۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ آپ کی اس سے مراد یہ تھی کہ اب میں ان لوگوں پر کیونکر افسوس کروں جنہوں نے دین حق قبول کرنے سے ہمیشہ انکار کیا۔

(تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اہل مدین اور اصحاب ایکہ کو الگ الگ قومیں بتانے والے بعض دوسرے مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: صاحب تفسیر مدارک اور صاحب تفسیر مظہری کہتے ہیں کہ یہ الگ قومیں تھیں۔ مدین کے لوگ شہری تھے اور ایکہ مدین کے قریب درختوں کے جھنڈ اور جنگلوں کا علاقہ تھا یہ لوگ بدو تھے۔ علامہ نسفی فرماتے ہیں کہ اصحاب الایکہ اہل مدین سے الگ تھے۔ سیدہ قطورا کی دوسری اولاد جن میں بنی ودان نسبتاً زیادہ مشہور ہیں شمالی عرب میں تیماء اور تبوک کے درمیان آباد ہوئے۔ ان کا صدر مقام تبوک تھا جسے قدیم زمانے میں ایکہ کہتے ہیں۔ تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ بلاشبہ دو الگ قبیلے ہیں مگر ہیں ایک ہی نسل کی دو شاخیں۔ (تفسیر مدارک۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن)

سوال: مفسرین کے بقول اہل مدین کا تعلق کس قوم سے تھا؟ اور یہ کب اپنے علاقے میں موجود تھے؟

جواب: ابن کثیر کے مطابق یہ خالص عرب قوم تھی۔ جو اپنے شہر مدین میں آباد تھی۔ یہ مدینہ شام کے اطراف میں سرزمین معان کے قریب ہے اور حجاز کی سرزمین بھی بحیرہ لوط کے قریب سے اس کو چھوتی ہے۔ اہل مدین قوم لوط سے کچھ عرصے بعد تھے۔ یہ قبیلہ بنی مدین بن مدیان بن ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ ابن اسحاق کے بقول یہ لوگ سریانی زبان بولتے تھے (لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے)۔ ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا، حافظ ابن عساکر نے کہا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد تھے۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تاریخ ابن اسحاق۔ تاریخ ابن عساکر)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت شعیب علیہ السلام کا نسب نامہ کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: حضرت شعیب علیہ السلام ابن میکیل بن یشجن بھی بیان ہوا ہے اور شعیب علیہ السلام بن نویب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم بھی۔ اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ شعیب بن صیفور بن ثابت بن مدین بن ابراہیم علیہ السلام۔ اسی طرح اور بھی ان کے نسب نامے بیان ہوئے ہیں جیسے شعیب علیہ السلام بن یشخر بن لاوی بن یعقوب۔ ابن عساکر کے بقول آپ کی دادی یا والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ (قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: کفار نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا، آپ عقلمند آدمی ہیں۔ مفسرین نے اس پر کیا رائے دی ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ، میمونؒ بن مہران، ابن جریجؒ، زید بن اسلم اور ابن جریرؒ نے کہا ہے کہ اللہ کے دشمنوں نے یہ بات حضرت شعیب علیہ السلام کا مذاق اڑانے کے لیے کہی تھی۔ (تفسیر ابن جریرؒ۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی بصارت کے بارے میں بعض مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ، سعید بن جبیرؒ، سفیان ثوریؒ سے مروی ہے کہ حضرت شعیب

علیہ السلام کی بصارت میں کمی آگئی تھی۔ اور حدیث مرفوع میں بھی آیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کی محبت میں اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے پھر اللہ نے آپ کی بصارت دوبارہ لوٹا دی۔ (تفسیر ابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: خطیب الانبیاء حضرت شعیب علیہ السلام کے کتنے نام تھے؟

جواب: توراۃ میں حضرت شعیب علیہ السلام کے تین نام مذکور ہیں۔ آپ کا اصل نام حوباب تھا۔

(توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء نجار)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کا پیشہ گلہ بانی تھا۔ آپ جن قبیلوں کی طرف مبعوث ہوئے ان کا پیشہ کیا تھا؟

جواب: آپ مدین اور اصحاب ایکہ کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ یہ قبائل بت پرست تھے اور ان کا پیشہ تجارت تھا۔ (سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر کتنی سورتوں میں آیا ہے۔ نام بتادیجئے؟

جواب: قرآن کریم کی چار سورتوں میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ یہ سورتیں:
سورۃ النساء۔ سورۃ الانعام۔ سورۃ انبیاء اور سورۃ ص ہیں۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن پاک کی چار سورتوں میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ آیات کونسی ہیں؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ النساء کی آیت ۱۶۳۔ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۴ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۳۔۸۴۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیات ۴۱ تا ۴۴۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت ایوب علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں کتنی مرتبہ آیا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی چار سورتوں میں حضرت ایوب علیہ السلام کا نام ۴ مرتبہ آیا ہے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قرآن مجید کی دو سورتوں سورۃ النساء اور سورۃ الانعام میں حضرت ایوب علیہ السلام کا صرف نام آیا ہے۔ بتایئے کس حوالے سے؟

جواب: ان سورتوں میں حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر بعض دوسرے انبیاء کے ساتھ صرف نام لے کر کیا گیا ہے۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن مجید کی کس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اللہ کے نبی

تھے ان کی طرف وحی نازل ہوئی؟

جواب: سورۃ النساء آیت ۱۶۳ میں ہے: وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ج "اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور اولاد یعقوب علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور ایوب علیہ السلام اور یونس علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ایوب علیہ السلام بھی ہدایت پر تھے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: سورۃ الانعام آیت ۸۴ میں ہے: وَنُوْحًا ھَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ط "پہلے زمانے میں ہم نے نوح علیہ السلام کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں داؤد علیہ السلام کو اور سلیمان علیہ السلام کو ایوب علیہ السلام کو اور یوسف علیہ السلام کو اور موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ سے کن آیات قرآن میں کہا گیا ہے کہ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کو یاد کریں؟

جواب: سورۃ الانبیاء آیت ۸۳ اور سورۃ ص آیت ۴۱ میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کو یاد کریں یعنی ان کا ذکر کریں کہ ان کے حالات کیسے تھے۔ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کو کیا تکلیف پہنچی تھی؟ اور یہ تکلیف کیسے ہوئی؟

جواب: قرآن پاک میں دو مقامات پر صرف ان کی تکلیف کا ذکر ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ کیا تکلیف پہنچی۔ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۳ میں ہے: وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗٓ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ o "اور ایوب علیہ السلام کا ذکر کیجئے

جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔" پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۱ میں ہے: وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ۝ "اور ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کو یاد کیجئے۔ جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھ کو رنج اور آزار پہنچایا ہے۔ (القرآن۔تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید۔ معارف القرآن)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا قبول کی اور ان کی تکلیف دور کردی۔ اللہ نے اپنی عنایات کا ذکر کس طرح فرمایا ہے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۴ میں ہے: فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَىٰ لِلْعَابِدِينَ ۝ "ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کردیا اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ (اولاد) عطا فرمایا اور ان کے ساتھ ان کے برابر اور بھی اپنی خاص رحمت سے اور عبادت کرنے والوں کے لئے یادگار رہنے کے سبب۔" پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۳ میں ہے: وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ "اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا کیا اور ان کے ساتھ (گنتی میں) ان کے برابر اور بھی۔ اپنی خاص رحمت کے اور اہل عقل کے لئے یادگار رہنے کی وجہ سے۔" (القرآن۔تفسیر عزیزی۔ معارف القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کس طرح پانی کا چشمہ جاری کیا جس سے انہیں شفا ملی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۲ میں ہے: ارْكُضْ بِرِجْلِكَ هَٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۝ "(ہم نے کہا) اپنا پاؤں مارو۔ یہ نہانے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لئے۔" یعنی پاؤں مارو گے تو چشمہ جاری ہوگا جس کا پانی نہانے اور پینے کے لئے ہے۔ (القرآن۔تفسیر عزیزی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی کن تین خوبیوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں حضرت ایوب علیہ السلام کی تین خوبیوں "صبر کرنے والے، اچھے بندے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے" کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے:

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: قرآن مجید میں حضرت ایوب علیہ السلام کی تین خوبیوں کا خصوصی ذکر ہے۔ سورۃ اور آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۴ میں ہے: اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ "بے شک ہم نے ان کو صابر پایا۔ وہ اچھے بندے تھے کہ (اللہ کی طرف) بہت رجوع کرتے تھے۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام نے ایک قسم کھائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا کیا حل بتایا؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو مارنے کی قسم کھائی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کا جو حل بتایا وہ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۴۴ میں ہے: وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ "اور تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لو اور اس سے (بیوی کو) مارو اور قسم نہ توڑو۔" (قسم میں جھوٹا نہ ہو)۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ معارف القرآن)

حضرت ایوب علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کے مال و دولت اور امتحان کا ذکر احادیث میں کس طرح ملا ہے؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ شیطان نے فرشتوں کی زبانی حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف سنی۔ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور ایوب علیہ السلام کا جانی دشمن بن گیا اور اپنی مکاری اور ازلی دشمنی کی بنا پر پروردگار عالم سے عرض کیا کہ ایوب علیہ السلام کی یہ عبادت و ریاضت صرف اس وجہ سے ہے کہ اس کو کھیتی باڑی، مال و

دولت، آل و اولاد کی نعمتیں حاصل ہیں۔ وگر اس کو یہ نعمتیں حاصل نہ ہوں تو پھر دیکھیں کیسی عبادتیں و ریاضتیں کرتا ہے۔ اگر آپ ان سے یہ نعمتیں چھین لیں تو مجھے یقین ہے وہ فوراً آپ کا نافرمان ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ نے شیطان کو مہلت و آزادی دے دی کہ تو ایوب علیہ السلام کو جس طرح چاہے آزمالے۔ (تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام امتحان میں مبتلا ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر ۷۰ یا ۸۰ سال تھی۔ بتایئے آپ کتنا عرصہ اس میں مبتلا رہے۔؟

جواب: خادم رسول ﷺ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ یا تیرہ سال امتحانات میں مبتلا رہے۔ (روح المعانی۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حدیث کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام نے کب اور کیسے اپنی صحت کے لیے دعا فرمائی؟

جواب: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن بیماری کے زمانے میں آپ نے نماز کے لیے اٹھنا چاہا لیکن تکلیف اتنی سخت تھی کہ اٹھ نہ سکے۔ اس کیفیت پر آپ کو سخت صدمہ ہوا کہ میں بیماری میں اگر نماز بھی نہ پڑھ سکوں تو ایسی زندگی کس کام کی۔ اسی حالت اضطراب میں آپ نے دعا فرمائی: رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ (تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری اور آپ کے دوستوں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب: حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اٹھارہ سال تک اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ایوب علیہ السلام دکھ درد میں مبتلا رہے۔ اور اپنوں اور غیروں نے چھوڑ دیا۔ ہاں آپ کے دو مخلص دوست صبح و شام مزاج پرسی کے لیے آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک نے دوسرے سے کہا میرا خیال ہے کہ ایوب علیہ السلام نے خدا کی کوئی نافرمانی کی ہے کہ اٹھارہ سال سے اس بلا میں مبتلا ہیں اور خدا ان پر رحم نہیں کرتا۔ پھر اس دوسرے نے شام کو حضرت ایوب علیہ السلام سے وہ بات کہہ دی۔ آپ کو اس بات

سے بھی رنج ہوا۔ اور کہنے لگے میں نہیں جانتا کہ وہ ایسا کیوں کہتے ہیں۔ خدا خوب جانتا ہے۔ میری تو یہ حالت تھی کہ جب دو آدمی آپس میں جھگڑتے، میں دیکھتا دونوں خدا کو درمیان میں لاتے تو مجھ سے یہ نہ دیکھا جاتا کہ خدا تعالیٰ کے عزیز نام کی اسی طرح یاد کی جاتی ہے۔ کیونکہ دو میں سے ایک ضرور مجرم ہوگا۔ اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کا نام لے رہے ہیں تو میں اپنے پاس سے دے دلا کر ان کے جھگڑے کو ختم کر دیتا تھا۔ کہ خدا کے نام کی بے ادبی نہ ہو۔ اور اس وقت آپ کی یہ حالت تھی کہ چل پھر نہ سکتے تھے۔ بلکہ پیشاب پاخانے کے لیے بھی آپ کی بیوی اٹھاتی تھیں۔ ایک دن آپ کی بیوی صاحبہ نہ تھیں تو آپ کو بڑی تکلیف ہوئی تو آپ نے خداوند کریم کے دربار میں اپنی صحت کے واسطے دعا کر دی۔ جو پروردگار نے قبول فرمائی۔ (صحیح ابن حبان۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: ایک حدیث نبوی کے مطابق آسمان سے سونے کی ٹڈیاں کس نبی کے لیے برسی تھیں؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول رحمت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نہا رہے تھے کہ آسمان سے سونے کی ٹڈیاں برسنے لگیں۔ آپ نے جلدی جلدی ان کو اپنے کپڑے میں سمیٹنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ اے ایوب علیہ السلام کیا میں نے تمہیں غنی اور بے پرواہ نہیں کر دیا تھا۔ آپ نے جواب دیا ہاں خدایا۔ بے شک تو نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ میں اس سے غنی اور بے نیاز ہوں۔ لیکن تیری رحمت سے بے نیاز نہیں ہوں۔ بلکہ اس کا تو پورا محتاج ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے صابر پیغمبر کو نیک بدلے اور بہتر جزائیں عطا فرمائیں۔ اولاد بھی دی اور اس کی مثل اور بھی دی۔ (صحیح بخاری۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

حضرت ایوب علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام اپنے صبر کی وجہ سے مشہور تھے۔ آپ کا نسب نامہ کیا ہے؟

جواب: ابن عساکر کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب ایوب بن زراخ بن اموص بن لیفرز بن العیص بن اسحق بن ابراہیم ہے۔ جبکہ بعض مؤرخین کے مطابق ایوب بن عوص بن زراح بن عیص (عیسو) بن اسحٰق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام رومی تھے انوص کے بیٹے عیص بن اسحاق کے پوتے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ناحور کے پہلے بیٹے عوص تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عیسو بن اسحاق علیہ السلام کے پوتے یوباب ہیں اور ان کا وطن سرزمین عوص تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں۔ معالم تنزیل میں ہے کہ تیسری پشت میں عیص بن اسحاق سے جا ملے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر حقانی۔ قاموس القرآن)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کا تعلق کس علاقے سے تھا اور آپ کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ آپ کا وطن سرزمین عوص تھی اور خیال ہے کہ وہ جبل سعیر کا ایک حصہ یا بلاد روم سے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا تھا اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سو سال پہلے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی شخصیت، زمانہ قومیت غرض ہر چیز کے بارے میں اختلاف ہے۔ مختلف علماء نے کہا کہ ایوب ایک فرضی نام ہے اس نام کا کوئی شخص کسی زمانے میں تھا ہی نہیں۔ جدید زمانے کے محققین میں سے کوئی ان کو اسرائیلی قرار دیتا ہے، کوئی مصری، کوئی عرب۔ کسی کے نزدیک ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے کوئی انہیں حضرت داؤد سلیمان علیہ السلام کے زمانے کا آدمی قرار دیتا ہے۔ اور کوئی ان سے بھی بعد کا۔ یہ امر یقینی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نویں صدی ق۔م یا اس سے پہلے کے بزرگ ہیں۔ قرآن میں سورۃ النساء اور سورۃ الانعام میں ان کا ذکر ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھے۔ وہب بن منبہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے عیسو کی نسل سے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا شمار پیغمبران عرب میں ہوتا ہے اور آپ

کا مسکن شمالی عرب میں علاقہ فلسطین کی مشرقی سمت تھا مولانا ابو الکلام آزاد کی رائے ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا اسحٰق علیہ السلام یا یعقوب علیہ السلام کے زمانے میں ہوئے۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ آپ عہد ابراہیمی کے قریب کے زمانے میں ان کے بعد ہوئے اور آپ لوط علیہ السلام کے ہم عصر اور دین ابراہیمی کے پیرو تھے۔ آپ کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام کے زمانے کے درمیان ہے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء نجار۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ ترجمان القرآن)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام امیر کبیر تھے۔ اور آپ کو آسودگی حاصل تھی۔ مفسرین آپ کی امارت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: آپ اپنے وقت کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ آپ کی زمین کے دو حصے تھے ایک پہاڑی اور دوسرا ترائی کا جس کے لیے پانچ سو بیل تھے اور ایک بیل کو چلانے کے لیے ایک کاشتکار ملازم تھا۔ تقریباً ۵ سو غلام اور ۵ سو اہل و عیال تھے۔ ہر کاشتکار اور اس کے اہل خانہ کی کفالت کے آپ ذمہ دار تھے۔ آپ کے پاس بے شمار گھوڑے، اونٹ، گائے، بھینسیں اور بکریاں تھیں اور ان کی دیکھ بھال کے لیے ملازمین تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کے سات بیٹے اور سات بیٹیاں تھیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت ایوب علیہ السلام لوگوں کا کس انداز سے خیال رکھتے تھے؟

جواب: آپ اپنے ملازمین اور ان کے اہل خانہ کی کفالت اور آسائش کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ بے شمار غرباء، مساکین اور یتامیٰ اور بے سہارا لوگوں کا خیال رکھتے اور کوشش کرتے کہ ان کی تمام ضرورتیں پوری ہو جائیں۔ مہمان نوازی آپ کو ورثے میں ملی تھی۔ کسی کو بھوکا ننگا نہ دیکھ سکتے تھے۔ اگر کپڑا پاس نہ ہوتا تو اپنے بدن کا کرتہ اتار کر دے دیتے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو بیوی، اولاد، مال و مویشی سب کچھ دیا تھا۔

پھر آپ کو کس امتحان میں ڈالا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈالا۔ کھیت جل کر راکھ ہو گئے۔ مویشی مر گئے۔ اولاد سب کی سب آناً فاناً دب کر مر گئی۔ دوست آشنا، بیماری کی شدت سے گھن کھا کر ساتھ چھوڑ گئے۔ بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے۔ ایک وفادار بیوی (رحمت) نے حق رفاقت ادا کیا آخر وہ بھی تنگ آ گئی اور حرف شکایت لب پر لے آئی۔

(قصص الانبیاء ابن کثیر۔ فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ پہلی چال کیسے چلی اور آپ علیہ السلام نے اسے کیا جواب دیا؟

جواب: بڑے شیطان نے اپنی ذریت میں سے ایک کو حکم دیا کہ ایوب علیہ السلام کے تمام اونٹ جلا کر خاک کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ بڑا شیطان ایک چرواہے کا روپ دھار کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ فارغ ہوئے تو شیطان نے رونا پیٹنا شروع کر دیا اور کہا کہ آسمان سے آگ آئی اور آپ کے سارے اونٹ اور چرواہوں کو جلا کر خاک کر گئی۔ صرف میں ہی بچا ہوں۔ شیطان کی یہ مکارانہ کہانی سن کر ایوب علیہ السلام نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے یہ مال دیا تھا اسی نے واپس لے لیا۔ اب میں زیادہ اطمینان سے اس کی عبادت کروں گا۔" (تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: شیطان نے پہلی چال میں ناکام ہونے کے بعد دوسری چال کیا چلی؟ اور آپ علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: بڑے شیطان نے اپنی ذریت میں سے ایک کو کہا کہ تم ایوب علیہ السلام کی بکریوں اور چرواہوں کو ہلاک کر دو۔ اس نے جا کر ایک چیخ ماری اور تمام بکریاں اور چرواہے ہلاک ہو گئے۔ شیطان پھر چرواہے کا روپ دھار کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا۔ آپ مصروف عبادت تھے۔ فارغ ہوئے تو شیطان نے بکریوں کا واقعہ سنایا اور اس طرح بیان کیا کہ کسی طرح آپ کی زبان سے ناشکری

کے کلمات نکل جائیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ اور اس کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اب میں پہلے سے بھی زیادہ اپنے پروردگار کی عبادت کے لیے فارغ ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: دوسری مرتبہ ناکامی کے بعد شیطان نے تیسری چال کیا چلی اور کس طرح منہ کی کھائی؟

جواب: اس نے پھر اپنی ذریت کو اکٹھا کیا۔ ایک شیطان نے کہا کہ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ ایک طوفان بن جاؤں۔ اگر اجازت ہو تو ایک طوفان سے ایوب علیہ السلام کی تمام کھیتی باڑی اور اس کے کاشتکاروں کو ہلاک کر دوں۔ بڑے شیطان نے اجازت دے دی تو اس نے ایسا ہی کیا۔ بڑا شیطان پھر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور کھیتی باڑی اور کاشتکاروں کی تباہی و بربادی کی داستان سنائی۔ ایوب علیہ السلام پر اس کا بھی ذرا برابر اثر نہ ہوا اور آپ نے پہلے سے بھی زیادہ شکر ادا کیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: تیسری مرتبہ ناکامی کے بعد شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کے خلاف چوتھی چال کون سی چلی اور اس کا کیا نتیجہ ہوا؟

جواب: شیطان نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ ایوب علیہ السلام پر مال مویشی اور کھیتی باڑی کی تباہی کا اثر اس لیے بھی نہیں ہوا کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیزیں پھر بھی مل سکتی ہیں۔ اگر ان کی اولاد ختم ہو جائے تو یہ حادثہ وہ برداشت نہ کر سکیں گے، اللہ تعالیٰ نے کہا تو اپنے دل کی یہ آرزو بھی پوری کر لے۔ میں اس کی اولاد پر بھی تجھے اختیار دیتا ہوں۔ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے محل پر پہنچا اپنا شیطانی عمل شروع کیا تو پہلے سخت زلزلہ آیا۔ جس کی وجہ سے محل کے بڑے مضبوط ستون گرنے لگے۔ اور پھر دیواریں، چھتیں بھی گر گئیں۔ آپ کی ساری اولاد ختم ہو گئی۔ حتیٰ کہ حضرت ایوب علیہ السلام بھی زخموں سے لہولہان ہو گئے۔ اس پر بھی حضرت ایوب علیہ السلام نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور فرمایا: "اے پروردگار عالم میں آپ کا اس

بات پر شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے فضل و کرم سے بڑے انعامات فرمائے دولت دی، اولاد عطا فرمائی، جس کی محبت فطری طور پر میرے دل میں بیٹھ گئی تھی۔ اس کے بعد آپ نے جب یہ دولتیں مجھ سے لے لیں تو میرا دل ان سب کے تعلقات اور محبت سے فارغ ہو گیا۔ اب مجھے بڑی خوشی اس کی ہے کہ اب کوئی دنیاوی تعلق میرے اور آپ کے درمیان حائل نہیں رہا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تذکرہ بزنیادہ)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان کتنی عمر میں شروع ہوا اور کتنا عرصہ رہا؟

جواب: جب آپ کا امتحان شروع ہوا اس وقت آپ کی عمر ۷۰ سال یا ۸۰ سال تھی۔ اور کہا جاتا ہے کہ آپ اٹھارہ سال کی طویل مدت تک اس میں مبتلا رہے۔ وہبؒ کا خیال ہے کہ تین سال۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ سات سال اور کئی مہینے۔ حمیدؒ کہتے ہیں کہ آٹھ سال۔ (تفسیر روح المعانی۔ قصص ابن زیادہ)

سوال: بتائیے حضرت ایوب علیہ السلام نے صحت کے لیے کب اور کیسے دعا مانگی؟

جواب: آپ کی بیماری طویل ہو گئی۔ سبھی چھوڑ گئے اور آپ کی بیوی تنہا رہ گئی تو ان سے تکلیف دیکھی نہ گئی۔ انہوں نے ایک روز ایوب علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ اللہ سے اپنی صحت کے لیے دعا مانگیں۔ آپ نے فرمایا مجھ کو دعا مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میں نے راحت اور آرام میں زندگی کا جتنا حصہ گزارا ہے بیماری اور تکلیف میں تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیطان نے آپ کی بیوی کو بہکایا۔ وہ بزرگ حکیم بن کر ان کے سامنے آیا۔ اور ان سے کہا کہ جب تمہارے شوہر کو میرے علاج سے آرام آ جائے تو صرف اتنا اقرار کر لیں کہ ان کو شفا میں نے دی ہے۔ بی بی رحمت کا ذہن ان الفاظ کی گہرائی تک نہ پہنچا۔ اس شیطان حکیم کی بات سن کر گھر پہنچیں اور حضرت ایوب علیہ السلام کو سارا واقعہ سنایا۔ حضرت ایوب علیہ السلام فراست نبوی سے سمجھ گئے کہ وہ حکیم شیطان مردود ہے۔ بیوی

کو بتلایا کہ یہ شیطان مردود ہے۔ اس کے بعد آپ فکر مند ہو گئے کہ شیطان دوبارہ نہ بہکائے۔ چنانچہ آپ نے عاجزی، انکساری اور گریہ وزاری سے اپنی صحت کے لیے دعا کی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر روح المعانی۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر حقانی)

سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو پیٹنے کی قسم کھالی تھی۔ بتایئے کیوں؟

جواب: آپ کی بیوی بیماری کی وجہ سے فکر مند رہتی تھیں۔ شیطان کے بہکاوے پر حکیم شیطان مردود سے علاج کرانے کے لیے اس شرط پر تیار ہو گئیں۔ کہ حضرت ایوب علیہ السلام صحت مند ہو جائیں گے تو اقرار کرلیں کہ حکیم کے علاج سے فائدہ ہوا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو پتہ چلا تو ناراض ہوئے اور سخت غصہ آیا۔ آپ نے فرمایا: ''خدا نے کیا اگر میں تندرست ہو گیا تو اس جرم کی سزا پر تمہارے سو بید لگاؤں گا۔'' (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر روح المعانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام امتحان میں مبتلا ہوئے تو مال و دولت، اولاد سب کچھ ختم ہو گیا آپ کا گزر بسر کیسے ہوتا تھا؟

جواب: تمام عزیز واقارب بھی چھوڑ گئے اور آپ کی بیماری کو دیکھ کر لوگ بھی گھن کھاتے۔ ایک بیوی ساتھ رہ گئیں۔ وہ لوگوں کے گھروں کا کام کاج کر کے کھانے پینے کا بندوبست کرتیں۔ دیکھنے والے اس بیماری کو لاعلاج قرار دیتے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو کس طرح صحت یاب کیا؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام امتحانات میں کامیاب ہوئے تو اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ اللہ نے حکم دیا کہ زمین پر اپنا پاؤں ماریں۔ پاؤں مارنا تھا کہ وہاں سے قدرت نے ٹھنڈے پانی کا چشمہ نکال دیا۔ اسی سے نہایا کرتے اور پانی پیتے۔ وہی ان کی شفا کا باعث بنا۔ یہ بھی روایت ہے کہ غسل صحت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے جنت کا لباس بھیجا۔ آپ نے اسے پہن کر شکر ادا کیا۔

قرطبی کہتے ہیں کہ آسمان سے دو حلے نازل کیے ایک اوپر پہنا ایک نیچے۔

(فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن)

سوال: غسل صحت کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی آپ کو پہچان نہ سکی کیوں؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی محنت مزدوری کے لیے کہیں گئی ہوئی تھیں۔ واپس آئیں تو حضرت ایوب علیہ السلام وہاں نہیں تھے۔ آپ بیماری کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا ہو گئے تھے۔ چشمہ کا پانی پی کر نہ صرف آپ شفا یاب ہوئے بلکہ غسل سے تندرست و فربہ ہو گئے کہ آپ کی بیوی آپ کو پہچان نہ سکیں۔ پریشان ہوئیں کہ شوہر کہاں گئے۔ کبھی سوچتیں کہ وفات نہ پا گئے ہوں۔ کبھی سوچتیں کوئی جانور درندہ نہ اٹھا لے گیا ہو۔ وہیں ایک حسین نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظر بی بی پر پڑی تو پوچھا کیا بات ہے کیوں پریشان ہو۔ شرماتے شرماتے سارا قصہ سنایا۔ نوجوان نے پوچھا تم اس کو پہچانتی بھی ہو۔ کہا میرے شوہر، میں کیوں نہیں پہچانتی۔ ایوب علیہ السلام کی آواز سے شبہ ہوا کہ یہی میرے شوہر نہ ہوں۔ پھر غور سے دیکھا تو کہنے لگیں کہ میرے شوہر تندرستی اور جوانی کے زمانے میں آپ ہی جیسے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا، اللہ کی بندی تو میری طرف سے بڑی فکر مند رہتی تھی۔ میں نے اللہ سے دعا کی اس نے قبول فرمائی اور میرے پاؤں کے نیچے سے چشمہ جاری کر دیا۔ اس کا پانی پی کر اور غسل کر کے میں تندرست اور صحت مند ہو گیا ہوں کہ تو مجھے پہچان نہیں سکی۔

(تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے امتحانات میں کامیابی پر حضرت ایوب علیہ السلام کو کن انعامات سے نوازا؟

جواب: پہلے سے زیادہ صحت اور خوبصورتی عطا کی۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ضحاک سے روایت ہے کہ اللہ نے آپ کی بیوی کو دوبارہ جوان بنا دیا۔ اور آپ سے چھبیس یا چھبیس لڑکے پیدا ہوئے۔ اس طرح مری ہوئی اولاد سے دگنی اولاد دی۔ مال و

مویشی اور دولت کی پھر سے فراوانی ہو گئی۔ ابن جریر نے کہا ہے کہ آپ کی دو کوٹھریاں تھیں ایک میں گندم رکھتے ایک میں جو۔ اللہ نے دو ابر بھیجے ایک سے سونا برسا اور ایک سے اناج۔ دونوں کوٹھریاں بھر گئیں۔

(فوائد عثمانی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن ماجہ)

سوال: بتائیے حضرت ایوب علیہ السلام نے کتنی عمر میں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: آپ کی عمر کے متعلق بھی مختلف آراء ہیں۔ ترانوے سال۔ ایک سو سال اور ایک سو چالیس سال عمر بتائی جاتی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی اولاد کی چار پشتیں دیکھیں اور مصیبت کے بعد ایک سو چالیس سال تک دولت و فراغت اور آرام و سکون دیکھا۔ وفات کے بعد آپ کی اولاد اور متبعین نے تجہیز و تکفین کے بعد علاقہ حوران میں آپ کو سپرد خاک کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ روم چلے گئے۔ اسلام کی دعوت دیتے رہے اور وہیں وفات پائی۔

(رحمۃ للعالمین جلد ۳۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی شدت مرض کے بارے میں بعض مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: اکثر مفسرین و مؤرخین کا کہنا ہے کہ شدت مرض اس نوعیت کی نہیں تھی جس طرح مبالغہ آرائی کی گئی ہے یا جس طرح اسرائیلی روایات خصوصاً سفر ایوب میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری یا تکلیف و آزار کی نسبت شیطان کی طرف کی یعنی یہ ظاہر کیا کہ مجھ سے کوئی تساہل یا غلطی ہوئی ہے جس کے نتیجے میں یہ آزار پہنچ گیا۔ یا حالت مرض و شدت میں شیطان القاء وساوس کی کوشش کرتا ہوگا اور یہ اس کی مدافعت میں تکلیف اٹھاتے ہوں گے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ شدت مرض قبل از نبوت تھی پھر جب ان سے اللہ کی مرضی پہ صبر و شکر کا مظاہرہ ہوا تو ان کو منصب نبوت عطا کیا گیا۔

(قصص القرآن۔ فوائد عثمانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کون تھیں؟ ان کا نام ونسب بتادیجئے؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی بیٹی یا پوتی تھیں۔ ان کا نام بعض مفسرین نے رحمت بتایا ہے جبکہ اکثر نے کہا ہے کہ رحمت نام نہیں تھا۔ ان کا نام لیا بنت منشا بن یوسف علیہ السلام تھا۔ کسی نے کہا کہ وہ لیا بنت یعقوب ہیں، کسی نے کہا کہ وہ لیا بنت منشا بن یعقوب علیہ السلام ہیں اور کسی نے کہا ان کا نام رحمۃ بنت افرائیم ہے۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ ازواج۔ الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن مسعودؓ نے حضرت ایوبؑ کی اولاد اور کنبے کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مری ہوئی اولاد کو اور کنبے کو زندہ کر دیا اور سات بیٹے اور سات بیٹیاں پیدا ہوئیں جیسا کہ آیت قرآنی سے بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام چالیس سال تک زندہ رہے۔ اس میں آپ نے اپنی چار پشتوں کو دیکھا حضرت حسن بصریؒ اور حضرت قتادہؒ نے بھی کہا ہے کہ مردہ اولاد دوبارہ زندہ کر دی اور اتنی ہی اور دی۔ (تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی انتہائی نیک اور صابر خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مارنے کے لیے حضرت ایوب علیہ السلام کو کیا تدبیر بتائی؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام نے تندرست ہونے پر اپنی قسم کو پورا کرنا چاہا تو چونکہ ایسی نیک صفت خاتون سزا کے قابل نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھ میں تیلیوں کی ایک جھاڑو (جس میں سو تیلیاں ہوں) لے کر مارو۔ اس طرح قسم پوری ہو جائے گی۔ (القرآن۔ تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین کرام نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے متعلق روایات کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: مفسرین نے ان مبالغہ آمیز روایات کو غلط قرار دیا ہے جن میں کہا گیا ہے کہ آپ کو جذام، پھوڑے پھنسیاں کا اس حد تک اثر ہو گیا تھا کہ بدن گل سڑ گیا اور بدبو کے

باعث لوگ نفرت کرنے لگے۔ مفسرین نے ان میں کثرت روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ انبیاء کرام علیہ السلام کو ایسا مرض لاحق نہیں ہوتا جس سے انسان دور بھاگتے ہوں۔ اس لیے کہ یہ نبوت کے مقصد تبلیغ و ارشاد کے منافی ہے۔

(تاریخ الانبیاء، تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتایئے حضرت ایوب علیہ السلام کی دینی دعوت پر کتنے لوگ ایمان لائے تھے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی لیا کے علاوہ صرف دو یا تین افراد آپ کی دینی دعوت پر ایمان لائے تھے۔ (تاریخ طبری۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام اور ان کی اہلیہ لیا کہاں رہتے تھے؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام اپنی اہلیہ لیا کے ساتھ بہتے چشموں اور سرسبز باغات کی سرزمین شام کے علاقے میں رہتے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی پرورش کے بارے میں ابن عساکر کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق شام سے تھا اور وہ دمشق کے مضافات میں واقع بثنیہ میں رہا کرتے تھے جو حوران کے قریب واقع ہے۔ ان کی مسجد، نہانے کے چشمے، کھیت کھلیان اور وہ پتھر جس کی پناہ آزمائش کے وقت دونوں میاں بیوی لیتے تھے، وہیں تھے۔ (مختصر تاریخ دمشق۔ مروج الذہب۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: حسنؒ کا حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے بارے میں کیا قول ہے؟

جواب: وہ کہتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام پر آزمائش در آزمائش نازل ہوئی اور ان کے اہل و عیال، مال و دولت سب فنا ہو گئے۔ کوئی بھی چیز ہاتھ تلے باقی نہ رہی۔ مگر ایوب علیہ السلام اور ان کی بیوی لیا نے بہترین صبر کیا۔ کہ انہوں نے یہی سیکھا تھا کہ اپنا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ (ازواج الانبیاءؑ)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی دن رات آپ کی خدمت میں لگی رہتی تھی۔ ابن کثیر نے انہیں کن الفاظ میں یاد کیا ہے؟

جواب: وہ لکھتے ہیں: "وہ ایک صابر، شاکر، محنتی، سچی، مخلص، وفادار، اجر و ثواب پر نظر رکھنے والی، ہدایت یافتہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا سے نوازیں۔"

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ ازواج الانبیاءؑ)

سوال: بیوی نے صحت کے لیے دعا کرنے کا کہا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: سدیؒ کا قول ہے کہ ایوب علیہ السلام کی بیوی نے ایک دن ان سے عرض کیا:

"اے اللہ کے نبی علیہ السلام اگر آپ اپنے پروردگار سے دعا کریں گے تو وہ آپ کی مصیبت دور فرما دیں گے۔" ایوب علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: "میں نے ستر سال صحت و عافیت کی حالت میں گزارے، تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ اسی حال میں ستر برس اور صبر و شکر کے ساتھ گزار دوں۔"

(قصص الانبیاء۔ ازواج الانبیاء)

سوال: ابوبکر الرازیؒ اور قاضی ابوبکر ابن العربی نے صبر ایوب علیہ السلام اور پھر صحت کے لیے دعا مانگنے کے بارے میں کیا تبصرہ کیا ہے؟

جواب: آپ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اگرچہ یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے کہ وہ نہایت صابر تھے جبکہ صبر کے معنی ہیں کہ تکلیف کا شکوہ نہ کیا جائے۔ جبکہ انہوں نے شکوہ کیا تھا۔ تو ہم یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے تکلیف کا شکوہ کرنا صبر کے منافی نہیں اور یہ بے صبری نہیں کہلائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنے میں بندہ اپنے خشوع و خضوع اور اپنے محتاج ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ جس کی تائید حضرت ایوب علیہ السلام کے اس قول سے بھی ملتی ہے کہ میں تو اپنی پریشانی اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔

(یوسف ۸۶)

اور یہ قول کہ صبر کے معنی ہیں کسی سے شکوہ نہ کرنا اس سے مراد بندوں سے شکوہ نہ کرنا ہے۔ اور ایوب علیہ السلام نے اس وقت اللہ سے شفا کی دعا مانگی جب صرف ان کا دل اور زبان ہی صحیح سلامت رہ گئے تھے۔ کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ ان کی قوم کو شیطان بہکا نہ دے۔ شیطان ان کے دل میں وسوسے ڈالتا اور کہتا تھا کہ اگر ایوب علیہ السلام واقعی نبی ہوتے تو ان کا یہ حال نہ ہوتا اور وہ اپنے خدا سے صحت یابی کی دعا کرتے۔ ابن العربی کا قول ہے: "ایوب علیہ السلام کے بارے میں وہی صحیح ہے

جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو آیات میں بتایا ہے۔" (تفسیر الرازی۔ ازواج الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: مفسرین احمد مصطفیٰ المراغی اور مؤرخ رشید رضا نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: احمد مصطفیٰ المراغی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ ایوب علیہ السلام کی بیماری کے سلسلے میں کہا جاتا ہے یہ سب اسرائیلی روایات ہیں جن میں کوئی سچائی نہیں۔ کیونکہ اس کی تائید میں کوئی صحیح سند یا روایت نہیں ملتی اور کیونکہ شرائط نبوت میں سے ہے کہ نبی کو کوئی ایسی بیماری یا مرض نہ ہو جو لوگ اس سے نفرت کریں اور دور بھاگیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو وہ کس طرح لوگوں تک شریعت اور اللہ کے احکامات پہنچائیں گے، قرآن کریم سے یہ ثابت ہے کہ ایوب علیہ السلام آزمائش میں مبتلا ہوئے اور انہوں نے اس پر صبر کیا۔ پس جس بلا اور مصیبت کا یہاں ذکر ہے اور جس میں ایوب علیہ السلام مبتلا ہوئے ہمارا یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ وہ اس حد تک نہیں پہنچی تھی کہ ان کا جسم ناسور بن جائے اور لوگ انہیں بنی اسرائیل کے کوڑے دان کے پاس ڈال دیں۔ رشید رضا لکھتے ہیں کہ ایوب علیہ السلام کا مرض بظاہر ایسا مرض تھا جس میں درد، اذیت، تکلیف تو اپنی انتہا کو پہنچی ہوتی ہے مگر جلد یا جسم پر اس کا کوئی اثر نظر نہیں آتا جیسے کہ کچھ اندرونی بیماریاں ہوتی ہیں۔ المراغی کے بقول پانی سے نہانے میں اشارہ ہے کہ ایوب علیہ السلام کی بیماری غیر متعدی جلدی مرض تھا مہلک نہیں۔ (تفسیر المراغی۔ المنار۔ ازواج الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی لیا کی ایک عظیم قربانی کا ذکر کیا ہے۔ وہ کیا تھی؟

جواب: حضرت ایوب کی بیوی گزر بسر کے لیے لوگوں کے ہاں کام کرتی تھیں۔ جو پیسے ملتے اس سے حضرت ایوب علیہ السلام کو کھانا کھلاتیں۔ ایک وقت آیا کہ لوگوں نے ان کو اس لیے کام پر رکھنا چھوڑ دیا کہ کہیں ایوب علیہ السلام کی بیماری ہمارے اندر نہ آ جائے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے سر کی دو مینڈھیوں میں سے ایک کاٹ کر کسی

بڑے آدمی کی بیٹی کو فروخت کر دی۔ اور اس کے بدلے حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے عمدہ کھانا لے آئیں۔ ایوب علیہ السلام نے کھانا کھایا اور پوچھا یہ کہاں سے آیا۔ انہوں نے کہا لوگوں کا کام کیا تھا۔ دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا۔ ایوب علیہ السلام نے اس مرتبہ قسم اٹھائی کہ پہلے بتاؤ کہاں سے یہ کھانا تجھ کو ملا پھر کھاؤں گا۔ اہلیہ نے سر کھول دیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے دیکھا کہ سر منڈھا ہوا ہے۔ تو تب انتہائی بے کسی کے عالم میں حضرت ایوب علیہ السلام نے اللہ سے اپنی تکلیف کی شکایت کی اور شفا کے لیے دعا مانگی۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز حضرت ایوب علیہ السلام کو کس لیے بطور دلیل و حجت پیش کریں گے؟

جواب: لیث نے حضرت مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن سلیمان علیہ السلام کو اغنیاء کے ساتھ دلیل و حجت کے طور پر پیش کریں گے۔ اور یوسف علیہ السلام کو پاک دامنی پر بطور دلیل پیش کریں گے، اور ایوب علیہ السلام کو مصیبت والوں پر بطور دلیل و حجت پیش کریں گے، ابن عساکر نے بھی اسی معنی میں قول نقل کیا ہے۔ (قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کے کن دو بیٹوں کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے لڑکے حومل کو اپنے بعد وصیت فرمائی اور حضرت ایوب علیہ السلام کے بعد ان کے معاملات اور دیگر امور کے نگران ان کے دوسرے بیٹے بشر بن ایوب علیہ السلام تھے۔ ان کے بارے میں اکثر کا خیال ہے کہ یہی ذوالکفل علیہ السلام ہیں اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ پیغمبر تھے۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام کے نام و نسب کے بارے میں بعض دوسرے مفسرین و مورخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: کتب تاریخ میں ایک نام یوباب ملتا ہے۔ محققین کا خیال ہے کہ ایوب اور یوباب ایک

ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ عبرانی زبان میں یوباب کو اوب کہا گیا ہے اور یہی عربی ادب میں ایوب علیہ السلام ہو گیا۔ مولانا آزاد کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بنی یقطان کی نسل سے ہیں اور عربی نژاد ہیں۔ اس لیے وہ یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم زمانہ ہیں یا پھر حضرت اسحٰق علیہ السلام و حضرت یعقوب علیہ السلام کے معاصر ہیں۔ ابن عساکر انہیں ابراہیمی عہد کے قریب تسلیم کرتے ہیں اور ان کو حضرت لوط علیہ السلام کا ہم عصر اور دین ابراہیمی کا پیرو خیال کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام بنت لوط کے صاحبزادے ہیں۔ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں کہ وہ لیابنت یعقوب یا رحمت بنت افرائیم بن یوسف کے صاحبزادے ہیں۔

(ترجمان القرآن۔ تاریخ ابن عساکر۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: مفسرین حضرت ایوب علیہ السلام کو عطا کیے جانے والے مال و اولاد کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ابن کثیرؒ، امام حسنؒ، امام قتادہؒ کی رائے ہے فوت شدگان کو دوبارہ زندہ کیا گیا اور مال و اسباب بھی عطا کیا گیا۔ امام رازیؒ اور ابن حیانؒ کی رائے ہے کہ فوت شدگان کی جگہ دو چند اہل و عیال عطا کیے گئے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر رازی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت ایوب علیہ السلام نے ۱۴۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کو کس قوم کی طرف مبعوث فرمایا گیا تھا؟

جواب: آپ کو ادومی قبیلے کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس قبیلے کی ابتدا، حضرت ایوب کے دادا عیسو ادوم سے ہوئی تھی۔ ادوم کے معنی ہیں سرخ رنگ۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء ابن کثیر)

سیدنا حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور قرآن

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرنے سے پہلے کن مقامات پر رسول اکرم ﷺ کو مخاطب فرمایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۳ میں ہے: نتلوا علیک من نبا موسیٰ وفرعون بالحق لقوم یؤمنون ۝ "(اے نبی!) ہم آپ کو موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا کچھ قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں (یعنی نازل کر کے) ان لوگوں کے نفع کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں۔" پارہ ۳۰ سورۃ النٰزعٰت آیت ۱۵ میں ہے۔ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى۔ "کیا آپ کو موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی خبر پہنچی ہے؟"

(القرآن۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بتایئے فرعون کے بارے میں قرآن نے کیا کہا ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۴ میں ہے: اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ ...... اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ "فرعون ملک (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا۔ اور اس نے وہاں کے باشندوں کو مختلف فرقوں میں بانٹ رکھا تھا۔ اور ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا رکھا تھا۔ واقعی وہ بڑا فسادی تھا۔"		(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ قرآن میں اس کی وضاحت کیسے کی گئی ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۴ میں ہے: يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ۔ ان (بنی اسرائیل) کے بیٹوں کو قتل کراتا تھا اور ان کی عورتوں یعنی بیٹیوں کو زندہ

رہنے دیتا تھا۔" پہلا پارہ سورۃ البقرہ آیت ۴۹ میں ہے یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ "(اے بنی اسرائیل) وہ تمہارے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔" پارہ ۹ سورہ الاعراف آیت ۱۴۱ میں ہے یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ. "تمہارے بیٹوں کو قتل کر دیتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی خدمت کے لئے) زندہ چھوڑ دیتے تھے۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ درمنثور)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ آپ کی پیدائش پر پریشان تھیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیا ہدایات دیں؟

جواب: فرعون بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پریشان ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا۔ پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۷ میں ہے: وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ. "ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ۔ پھر جب تم ان کی نسبت ڈر محسوس کرو تو بلا خوف وخطر ان کو دریا میں ڈال دینا۔ اور نہ تو ان (کے ڈوبنے) کا اندیشہ کرنا اور نہ (جدائی پر) غم کرنا۔" پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۳۸ میں ہے اِذْ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّکَ مَا یُوْحٰٓیo "ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتائی۔ جو بتلانے کی تھی۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ درمنثور)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈال دینے کا حکم دے کر ام موسیٰ کو کیا بشارتیں دیں؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالنے کا حکم دیا تو آپ کی والدہ کو ساتھ ہی دو بشارتیں دے دیں۔ پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۷ میں ہے اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَo "ہم ضرور ان کو پھر تمہارے پاس ہی واپس پہنچا دیں گے۔ اور پھر اپنے وقت پر ان کو پیغمبر بنا دیں گے۔"

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر الکشاف)

34

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں ڈالنے کی کیا ترکیب بتائی؟

جواب: سورۃ طٰہٰ آیت ۳۹ میں ہے: اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ o ''یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کو (جلادوں کے ہاتھ سے بچانے کے لئے) ایک صندوق میں رکھ کر پھر اس کو دریا میں ڈال دو۔'' (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ ضیاء القرآن)

سوال: کس آیت میں ام موسیٰ علیہ السلام کو بتادیا گیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا صندوق ان کے دشمن تک پہنچے گا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۳۹ میں ہے: فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهٗ ط ''پھر اس کو (صندوق) دریا کے کنارے تک لے آئے گا۔ کہ پھر اس کو ایک شخص پکڑ لیگا جو میرا بھی دشمن ہے اور ان کا بھی دشمن ہے۔''

(القرآن۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اپنی محبت اور پرورش کا ذکر کس آیت میں فرمایا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۳۹ میں ہے: وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ o ''اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا اور تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔'' (القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: فرعون کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق اٹھالیا تو ان لوگوں نے کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۸ میں ہے کہ جب صندوق لے گئے اور بچے کو دیکھا تو غصے کا اظہار کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ط اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ o ''تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو (مع صندوق کے) اٹھالیا تاکہ وہ ان لوگوں کے لئے دشمن اور غم کا باعث بنیں۔ بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین (اس بارے میں) بہت چوکے۔'' (القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: قرآن کے الفاظ میں بتادیجئے کہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر کیا کہا تھا؟

جواب: فرعون کی بیوی (آسیہ) نے خوبصورت بچے کو دیکھ کر کہا: وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَکَ ط لا تقتلوہ عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا وھم لا یشعرون ○ اور فرعون کی بیوی نے (فرعون سے) کہا "یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اس کو قتل مت کرو۔ عجب نہیں کہ (بڑا ہو کر) ہم کو کچھ فائدہ پہنچا دے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔" اور ان لوگوں کو انجام کی خبر نہ تھی۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: قرآن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی پریشانی کا ذکر کس طرح کیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۰ میں بتایا گیا ہے: وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰی فٰرِغًا ط اِنْ کَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ "اور موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا حال ظاہر کر دیتیں۔ اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے رکھتے کہ یہ یقین کئے رہیں۔"　(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق کی نگرانی کا کام کس کے ذمے لگایا؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۱ میں ہے: وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ "انہوں نے موسیٰ کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا دھیان تو رکھو۔ پس انہوں نے موسیٰ (کے صندوق) کو دور سے دیکھا۔ اور ان لوگوں کو خبر نہ تھی (کہ یہ ان کی بہن ہیں)۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کس دوسری دایہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ قرآن نے اس کی کیا وجہ بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۲ میں ہے: وَحَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ "اور

ہم نے پہلے ہی سے موسیٰؑ پر دوسری دودھ پلانے والیوں کی بندش کر رکھی تھی۔‘‘

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے فرعون اور اس کی بیوی سے کیا کہا؟

جواب: موسیٰؑ نے کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیا۔ آپ کی بہن یہ سب ماجرا دیکھ رہی تھی۔ سورۃ القصص آیت ۱۲ میں ہے: فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ○ ’’وہ کہنے لگی کیا میں تم لوگوں کو کسی ایسے گھرانے کا پتہ بتادوں جو تمہارے لئے اس بچے کی پرورش کریں اور وہ اس کی خیر خواہی کریں۔‘‘ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو والدہ کے پاس واپس پہنچانے کا ذکر کس آیت میں ہے؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۳ میں ہے: فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ ’’پس ہم نے موسیٰؑ کو ان کی والدہ کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ غم میں نہ رہیں اور تاکہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ لیکن افسوس اکثر لوگ یقین نہیں رکھتے۔‘‘ (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر فتح البیان۔ تفسیر عزیزی)

سوال: قرآن نے فرعون کی بیوی آسیہ کا تعارف کس طرح کرایا ہے؟

جواب: پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۱۰ میں ہے: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ○ ’’اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے فرعون کی بیوی کا حال بیان کرتا ہے۔‘‘

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: دوسرے دن اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ڈانٹنے پر کیا واویلا کیا؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۹ میں ہے کہ اس نے کہا: يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ’’اے موسیٰؑ! کیا تو نے کل جیسے ایک شخص کو قتل کیا تھا آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے؟‘‘ آپ نے اسرائیلی کو کہا تھا: اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ. ’’بیشک تو صریح بے راہ ہے۔‘‘ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کا اعلان کردیا۔ بتایئے اس کی اطلاع آپ کو کس نے دی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۰ میں بتایا گیا ہے کہ ایک شخص نے بتایا: قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ○ "کہنے لگا، اے موسیٰؑ! بلاشبہ اہل دربار آپ کے متعلق مشورہ کررہے ہیں کہ آپ کو قتل کردیں۔ اس لئے آپ یہاں سے نکل جائیں۔ میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔" (القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کی طرف رخ کیا تو کیا دعا فرمائی؟

جواب: قرآن میں پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۱ میں یہ دعا بیان کی گئی ہے: وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ "اور جب موسیٰؑ نے مدین کی جانب رخ کیا تو کہا امید ہے کہ میرا رب اب مجھ کو سیدھی راہ پر چلائے گا۔" (القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے کیا دیکھا؟

جواب: قرآن نے پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۳ میں بتایا ہے: وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ○ "اور جب موسیٰ مدین کے کنویں پر پہنچے تو اس کنویں پر لوگوں کے ایک گروہ (ہجوم) کو دیکھا جو مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح المجید۔ تفسیر حقانی)

سوال: مدین کے کنویں کے قریب دو لڑکیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کس حال میں دیکھا؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۳ میں ہے: وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ○ "اور ان لوگوں سے ایک طرف کو دو عورتیں دیکھیں جو اپنے جانوروں کو روکے کھڑی تھیں۔ موسیٰؑ نے ان عورتوں سے پوچھا تمہارا کیا حال

ہے؟ (یعنی تمہیں کیا مشکل درپیش ہے) تو انہوں نے جواب دیا جب تک یہ چروا ہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس نہ لے جائیں ہم اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتے۔ اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح الحمید۔ تفسیر حقانی)

سوال: جانوروں کو پانی پلانے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام سایے میں بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے کیا دعا کی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۴ میں ہے: فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○ "ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر وہاں سے ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھے اور دعا کی، اے میرے پروردگار! جو نعمت بھی تو مجھ کو بھیج دے میں اس کا حاجتمند ہوں۔" (القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے اپنے والد کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کس طرح تعریف کی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۶ میں ہے: قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ○ "ان دونوں میں سے ایک لڑکی کہنے لگی۔ اے باپ! آپ اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے۔ کیونکہ اچھا نوکر وہ ہے جو زور آور اور ایماندار ہو۔" (القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس کیوں بلایا؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۵ میں ہے: فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا "اتنے میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس ان دونوں عورتوں میں سے ایک عورت شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی اور کہنے لگی میرا باپ تجھ کو بلاتا ہے تاکہ تجھ کو اس پانی پلانے کا حق دے دے جو تو نے ہمارے جانوروں کو پلایا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر بیضاوی)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی لڑکی سے نکاح کی کس

طرح پیشکش کی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۷ میں ہے: قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِکَ ج ''(شعیبؑ نے) موسیٰؑ سے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا تیرے ساتھ نکاح کردوں کہ تو آٹھ سال تک میری ملازمت کرے۔ اور اگر تو دس سال پورے کردے تو یہ تیری طرف سے احسان ہے۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر بیضاوی)

سوال: بتایئے حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس انداز میں تسلی دی؟

جواب: پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۲۷ میں ہے کہ انہوں نے کہا: وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْکَ ط سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ ''اور میں تجھ پر کوئی مشقت نہیں ڈالنا چاہتا، تو مجھ کو ان شاء اللہ خوش معاملہ اور بھلے لوگوں میں سے پائے گا۔''

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفہیم قرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ کس طرح سنایا جس میں خدا کی تجلیات کا ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۹ میں ہے: وَهَلْ اَتٰىکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْکُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْکُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی ۝ ''اور اے پیغمبر! بھلا آپ تک موسیٰؑ کا وہ واقعہ بھی پہنچا ہے جبکہ اس کو ایک آگ نظر آئی تو اس نے اپنے گھر والی سے کہا کہ تم ذرا ٹھہر جاؤ میں نے ایک آگ دیکھی ہے، میں اس آگ میں سے شاید تمہارے لئے کچھ آگ لے آؤں، یا اس آگ کے پاس کوئی راستہ بتانے والا پاؤں۔''

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کے قریب پہنچے تو کیا آواز دی گئی؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱ تا ۱۲ میں ہے: فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ۝ ”سو جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچا تو اس کو آواز دی گئی، اے موسیٰ! یقیناً میں تیرا رب ہوں، سو تو اپنی دونوں جوتیاں اتار دے، کیونکہ تو ایک طویٰ نامی مقدس میدان میں ہے۔“

(القرآن۔تذکرۃ الانبیاء۔قصص القرآن)

سوال: اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کرتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳ میں ہے: وَاَنَا اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ”(اے موسیٰ) میں نے تجھ کو نبوت کے لئے منتخب کیا ہے، سو جو حکم کیا جاتا ہے اس کو کان لگا کر سن۔“ ایک اور جگہ آپ کی رسالت و نبوت کے متعلق فرمایا گیا: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۱ میں ہے: وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مُوْسٰٓی اِنَّهٗ کَانَ مُخْلَصًا وَّکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ۝ ”اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب یعنی قرآن مجید میں موسیٰ کا ذکر کیجئے، بلاشبہ وہ خدا کا چیدہ بندہ تھا اور وہ رسول بھی تھا اور نبی بھی تھا۔“ اس کے بعد مقام قرب بیان کرتے ہوئے پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۲ میں فرمایا گیا: وَنَادَیْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَیْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِیًّا ۝ ”اور ہم نے موسیٰ کو کوہِ طور کی داہنی جانب سے پکارا اور سرگوشی کرنے کو اسے اپنے قریب کیا۔“

(القرآن۔تفسیر قرطبی۔تفسیر ماجدی)

سوال: فرعون کے پاس جانے سے پہلے آپ نے درگاہِ خداوندی میں چند درخواستیں پیش کیں وہ کیا تھیں؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۲۵ تا ۳۴ میں ہے: قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِکْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ ۝ کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا وَّ نَذْکُرَکَ کَثِیْرًا ۝ ”موسیٰ نے درخواست کی اے میرے رب میرا سینہ کشادہ کر دے، اور میرے لئے میرے کام کو آسان کر دے،

اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں، اور میرے اقرباء میں سے میرے لئے ایک مددگار مقرر کردے، وہ مددگار ہارونؑ کو بنا دے جو میرا بھائی ہے، اور اس ہارونؑ کو میرے کام میں شریک کردے، تا کہ ہم دونوں مل کر بکثرت تیری تقدیس اور پاکی بیان کریں۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: موسیٰ علیہ السلام سراپا محو حیرت بنے کھڑے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا موسیٰ نے کیا جواب دیا؟

جواب: آپ ہمکلامی کے جوش میں اُس لاٹھی سے جو کام لیتے تھے ان سب کی تفصیل بتلا دی اور فرمایا: سورۃ طٰہٰ آیت ۱۸ میں ہے: اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى. "اور میں اس (لکڑی) پر سہارا لیا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور اس میں اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں۔" (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری)

سوال: سوال وجواب کے بعد حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کیا حکم دیا؟

جواب: سورۃ طٰہٰ آیت ۱۹ میں ہے: قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ○ "خدا نے فرمایا اس لاٹھی کو (زمین پر) ڈال دے۔" یہ حکم ملتے ہی آپ نے عصاء زمین پر ڈال دیا۔ سورۃ طٰہٰ آیت ۲۰ میں ہے: فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ○ "چنانچہ انھوں نے لاٹھی ڈال دی، لاٹھی کو ڈالتے ہی دیکھا کہ وہ تو ایک دوڑتا ہوا سانپ ہے۔" پھر غیبی آواز آپ کے کانوں میں یہ آئی: سورۃ طٰہٰ آیت ۲۱ میں ہے: قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ○ "خدا نے فرمایا اس کو پکڑ لے، اور ڈر نہیں ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیتے ہیں۔" (القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: عصاء کا معجزہ دیدینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ پکارا اور کیا فرمایا؟

جواب: سورۃ طٰہٰ آیت ۲۲ میں ہے: وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ

غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَۃً اُخْرٰی۔ "اور (اے موسیٰ) تو اپنے ہاتھ کو بغل میں دے لے وہ بلا کسی عیب کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ یہ دوسرا معجزہ ہوگا۔" پھر فرمایا فَذٰنِکَ بُرْھَانٰنِ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَاْئِہٖ۔ "سو یہ دونوں چیزیں فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کے لئے تیرے رب کی طرف سے دو سندیں ہیں۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب سے پہلے کسے تبلیغ کی؟

جواب: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو حکم ہوا: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۲۴ میں ہے: اِذْھَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی ۞ "(اے موسیٰ) تو فرعون کے پاس جا کیونکہ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان دعاؤں کی قبولیت کی بشارت اللہ تعالیٰ نے کن الفاظ میں دی؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۳۶ میں ہے: قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَکَ یٰمُوْسٰی "خدا نے فرمایا اے موسیٰ تیری سب درخواستیں اور دعائیں پوری کر دی گئیں۔" یہ دعائیں موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر نبوت ملنے کے بعد مانگیں، جو قبول کر لی گئیں، اور آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام بھی نبی بنا دیئے گئے، جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا گیا: پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۳۵ میں ہے: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَہٗٓ اَخَاہُ ھٰرُوْنَ وَزِیْرًا ۞ "اور بیشک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی اور ہم نے ان کے بھائی ہارونؑ کو ان کے ساتھ ان کا مددگار بنایا تھا۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہما السلام فرعون کے دربار میں کیوں پہنچے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دونوں بھائیوں کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اس کو نرمی سے سمجھاؤ، یعنی تبلیغ کرو۔ سورۃ طٰہٰ آیت ۴۳۔۴۴ میں ہے: اِذْھَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی ۞ فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی ۞ "تم دونوں (بھائی) فرعون

کے پاس جاؤ وہ حد سے بہت تجاوز کر چکا ہے، پھر وہاں جا کر اس سے نرم بات کرنا شاید وہ نصیحت مان لے یا ڈر جائے۔" حسب الحکم دونوں بھائی خود ساختہ فرعون کی خدائی سے ٹکر لینے کے لئے خدا کے بھروسہ پر پہنچ گئے، اور اپنے رسول ہونے کا جتلایا۔ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ٥ "پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو ہم رب العالمین کا پیغام لے کر آئے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: قرآن نے بنی اسرائیل کے عروج وزوال کی تاریخ کیسے بیان کی ہے؟

جواب: ایک وقت وہ تھا جب حق تعالیٰ نے اس قوم کی بزرگی اور عظمت کے متعلق فرمایا تھا: وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ٥ "اور یہ کہ میں نے تم کو اقوام عالم پر فوقیت عطا کی تھی۔" اور پھر وہ برا وقت آیا کہ اسی قوم کے متعلق یہ اعلان کیا گیا کہ: ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ٥ "وہ (یہود) خواہ کہیں پائے جائیں ان پر ذلت لازم کردی گئی، مگر یہ کہ وہ اللہ کا ذمہ اور لوگوں کی پناہ حاصل کرلیں، اور وہ غضب الٰہی کے مستحق ہوگئے اور ان پر ذلت طاری ہوگئی۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: دونوں مطالبے پیش کرنے کے بعد دونوں بھائیوں نے فرعون سے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ اعراف آیت ۱۰۴۔۱۰۵ میں ہے: وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ٥ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ٥ "اور موسیٰ نے کہا اے فرعون! میں رب العالمین کا رسول ہوں، میرے لئے یہی لائق ہے کہ خدا کی طرف بجز سچی بات کے اور کوئی بات منسوب نہ کروں، بیشک میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بڑی دلیل لایا ہوں، لہٰذا اے فرعون! بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے مطالبات پیش کیے تو اس کی کیا کیفیت ہوئی؟

جواب: فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مطالبات سنے، تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی، اور حجت کرنا شروع کر دی، ذاتیات پر اُتر آیا، جس کو قرآن کریم نے پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۱۸۔۱۹ میں یوں نقل کیا ہے: قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ "فرعون نے موسیٰ" سے کہا کیا ہم نے تجھ کو اپنے ہاں رکھ کر بچپن میں تیری پرورش نہیں کی؟ اور کیا تو نے اپنی زندگی کے کتنے ہی سال ہمارے ہاں نہیں گذارے۔" (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان کیا معاملہ ہوا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۴۹۔۵۰ میں ہے: قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ "فرعون نے کہا اے موسیٰ، وہ تم دونوں کا رب کون ہے؟" موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝ "موسیٰ" نے جواب دیا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اس کے مناسب اس کی صورت و شکل عطا فرمائی پھر اس کی رہنمائی کی۔" فرعون موسیٰ علیہ السلام کی اتنی جرات مندانہ باتیں بھرے دربار میں سن کر حیرانی سے دیکھتا رہا، قرآن کریم نے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی اس گفتگو کو ان آیات میں بیان فرمایا ہے جو پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیات ۲۳ تا ۲۵ میں ہے: قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ "فرعون نے کہا اچھا، اور رب العالمین کی حقیقت کیا ہے؟" موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ "موسیٰ" نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اُن چیزوں کا جو ان دونوں کے مابین ہیں بشرطیکہ تم لوگ یقین کرو۔" پھر فرعون اپنے عوام کو بہکانے کے لئے کہنے لگا: قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ "فرعون نے اپنے گرد و پیش کے لوگوں سے

کہا (موسیٰ) کی باتیں سن رہے ہو؟" (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: بتایئے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو جیل خانہ کی دھمکی کیوں دی؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے، مگر فرعون کی قسمت پر مہر لگ چکی تھی، اس لئے حق بات ماننے کے بجائے آپ کی شان میں گستاخانہ الفاظ نکالتا رہا۔ کبھی آپ کو (معاذ اللہ) مجنون کہا، کبھی جادوگر، آخر تنگ آ کر جیل خانہ کی دھمکی دیدی: جیسے پارہ ۱۹ سورۃ شعراء آیت ۲۹ میں بیان کیا گیا ہے: قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ۝ "فرعون نے کہا اگر موسیٰ تو نے میرے سوا اور کوئی معبود تجویز کیا تو بلاشبہ میں تجھ کو قیدیوں میں شامل کردوں گا۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: معجزہ پیش کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے فرعون نے موسیٰ سے کیا کہا؟

جواب: جب فرعون نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام پر تو جیل خانہ کی دھمکی کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا تو سورۃ اعراف آیت ۱۰۶ میں ہے کہ کہنے لگا: قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝ "فرعون نے کہا (اے موسیٰ) اگر واقعی تو کوئی نشان لے کر آیا ہے تو اس کو پیش کر اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفہیم القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سب سے پہلا معجزہ فرعون کو کیا دکھایا؟

جواب: سورۃ الاعراف آیت ۱۰۸ میں ہے: فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ۝ "اس پر موسیٰ نے اپنا عصاء ڈالدیا۔ اور وہ ڈالتے ہی ایک صاف وصریح اژدہا بن گیا، اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ جو باہر نکالا تو وہ ہاتھ اسی وقت سب دیکھنے والوں کے لئے بہت ہی چمکدار ہوگیا۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: موسیٰ علیہ السلام پر مجنون، ساحر وغیرہ کا بہتان لگایا گیا تو فرعون نے کیا کہا؟

جواب: قرآن کریم نے فرعون کے الزامات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا: سورۃ شعراء آیت

۲۷ میں بتایا ہے: قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ۝ ''فرعون نے کہا یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے بلاشبہ کوئی دیوانہ ہے۔'' پھر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا:۔ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ڰ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ۝ ''فرعون نے اپنے گردوپیش کے سرداروں سے کہا واقعی یہ شخص کوئی بڑا ماہر اور سمجھدار جادوگر ہے۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے باہر نکال دے۔ سو اب تم لوگ اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟'' سورۃ شعراء آیت ۳۴۔۳۵ میں ہے: قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ۝ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ۝ ''فرعون کی قوم کے سرداروں نے آپس میں کہا واقعی یہ تو کوئی بڑا جادوگر ہے، یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے ملک سے باہر نکال دے۔ اب تم اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟''

(القرآن۔ فتح الحمید۔ ضیاء القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: فیصلہ کر کے ان سرداروں نے فرعون سے کیا کہا؟

جواب: سورۃ الاعراف آیت ۱۱۱۔۱۱۲ میں ہے: قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ۝ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ۝ ''ان سرداروں نے فرعون سے کہا کہ تو موسیٰ اور اس کے بھائی کو اس وقت کچھ مہلت دیدے، اور تو مختلف شہروں میں اپنے ہرکارے بھیجدے کہ وہ ہر ماہر فن جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں۔''

(القرآن۔ تفسیر کشف الرحمٰن)

سوال: حکم شاہی ملتے ہی پورے مصر کے جادوگر آنے شروع ہو گئے۔ انہوں نے فرعون سے کیا کہا؟

جواب: جادوگروں نے سودے بازی شروع کر دی، اور کہنے لگے: سورۃ الشعراء آیت ۴۱ میں ہے: اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ۝ ''اگر ہم موسیٰ پر غالب آ گئے تو ہم کو کوئی بڑا انعام ملے گا۔'' فرعون نے جادوگروں کو جواب دیا: سورۃ الشعراء آیت

۴۲ میں ہے: قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ ''فرعون نے کہا ہاں! انعام تو ملے ہی گا اور (مزید یہ کہ) تم شاہی مقربین میں شامل کر لئے جاؤ گے۔''

(القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: مقابلہ شروع ہونے سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے کس طرح دعوتِ حق دی گئی؟

جواب: قبل اس کے کہ جادوگروں سے مقابلہ شروع ہو موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ پھر تبلیغ کرتے ہوئے دعوت حق دی اور فرمایا: سورۃ طٰہٰ آیت ۶۰۔۶۱ میں ہے قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ○ ''موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا تمہارے لئے خرابی ہو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء نہ باندھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تم کو کسی عذاب سے بالکل تباہ و برباد کر دے، اور جس نے خدا پر افتراء پردازی کی وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا۔'' لوگوں کے خیالات جب دگرگوں دیکھے تو فرعون کے درباری وہی بات بولے جو ان سے پہلے فرعون اور قوم کے سردار کہہ چکے تھے، اور یہی بات جادوگر بھی کہنے لگے: سورۃ طٰہٰ آیت ۶۳ میں ہے: قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ○ ''جادوگروں نے کہا بیشک یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں، ان کی خواہش یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کریں، اور تمہاری بہترین و شائستہ تہذیب کو مٹا دالیں۔''

(القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: جادوگروں سے مقابلہ کیلئے جگہ اور وقت کا تعین کس کی خواہش پر کیا گیا؟

جواب: فرعون کی خواہش پر ایسا کیا گیا ہے جیسا کہ پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۵۷۔۵۸ میں ہے: فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ○ ''اچھا تو اب ہم بھی تیرے مقابلہ میں ایسا ہی جادو لائیں گے تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ ٹھیرا لے کہ جس کا نہ ہم خلاف کریں

نہ تو اس کا خلاف کرے، یہ مقابلہ کسی ہموار میدان میں ہو۔" موسیٰ نے فرعون کی یہ پیشکش منظور کرتے ہوئے جواب دیا: سورۃ طٰہٰ آیت ۵۹ میں ہے: قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ "موسیٰ نے کہا تمہارے وعدے کا دن وہی ہے جو جشن منانے کا ہے، اور یہ کہ سب لوگ چاشت کے وقت تک جمع ہو جائیں۔" (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کس طرح مقابلہ کیا؟

جواب: مقابلے کا منظر قرآن پاک میں اس طرح بیان ہوا ہے سورۃ الشعراء آیت ۳۵-۳۶ میں ہے: فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ "آخرکار وہ جادوگر مقررہ دن کے ایک خاص وقت پر جمع کر لئے گئے، اور لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ کیا تم سب لوگ جمع ہوتے ہو (یعنی تم کو جمع ہونا چاہئے) تاکہ اگر جادوگر وں کا غلبہ حاصل ہو تو ہم سب انہی کے پیرو رہیں۔" جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا: سورۃ طٰہٰ میں ہے: قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ۝ "جادوگروں نے کہا اے موسیٰ یا تو آپ پہلے (اپنا عصا) ڈال دیجئے اور یا ہم (اپنے سانپ وغیرہ) ڈالتے ہیں۔" موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: سورۃ طٰہٰ میں ہے: قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۝ "موسیٰ نے جواب دیا تم ہی پہلے ڈالو، پھر جب اُن جادوگروں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں کو باندھ دیا اور ان کو خوف زدہ کر دیا اور وہ بڑا بھاری جادو بنا کر لائے۔" دوسری جگہ فرمایا: سورۃ طٰہٰ میں ہے: فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ "پھر اچانک ان جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے وہ دوڑ رہی ہیں۔" یعنی جادوگروں نے ایسا کرتب دکھایا کہ اچانک موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کی وجہ سے ایسا دکھائی دیا کہ ان کی

رسیاں سانپ کی طرح دوڑ رہی ہیں۔ جس وقت جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں تو کہنے لگے: سورۃ الشعراء میں ہے: بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ○ ''فرعون کے اقبال کی قسم! بلاشبہ ہم ہی غالب رہیں گے۔'' لیکن موسیٰ علیہ السلام پر خدا کا ہاتھ تھا، اس لئے حکم ہوا: سورۃ الشعراء میں ہے: وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ○ ''اور ہم نے موسیٰؑ کو حکم بھیجا کہ اے موسیٰ تو اپنا عصا ڈال دے اُس عصا کا ڈالنا تھا کہ وہ اسی وقت اس سب جھوٹے طلسم کو نگلنے لگا جو وہ بنا رہے تھے۔'' پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۷۹ میں بھی مقابلے کا ذکر ہے۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی)

سوال: بتایئے کس طرح جادوگروں کو شکست ہوئی اور وہ ایمان لائے؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کا عصاء زمین پر ڈالنا تھا کہ ایک دم اُس نے جادوگروں کی ڈالی ہوئی رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل کر میدان صاف کر دیا۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ○ ''پس حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ جادوگر کر رہے تھے وہ باطل ہو کر رہ گیا، غرض فرعون اور اس کے ساتھی اسی جگہ مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر اُلٹے واپس ہوئے۔'' اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے جادوگروں کے مقابلہ میں کامیابی کا جو وعدہ فرمایا تھا۔ وہ پورا ہو کر رہا اور جادوگروں کی حالت یہ ہو گئی کہ: وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ○ ''اور تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم اس رب العلمین پر ایمان لائے جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا رب ہے۔'' (القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ احسن البیان)

سوال: جادوگروں کے ایمان لانے کا اثر عوام پر کیا ہوا؟

جواب: وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانتے اور ان کی عزت کرتے تھے، مگر اکثر آدمی فرعون اور فرعونی سرداروں سے خوف زدہ تھے، اسی لئے ابتداء میں شرعی طور پر ایمان نہیں لائے، وقت کے منتظر رہے، اخیر میں جب موسیٰ علیہ السلام کا اثر اور حق

کا غلغلہ بڑھتا گیا، تب پوری قوم بنی اسرائیل کی جو تقریباً چھ لاکھ بالغ۔ مردوں پر مشتمل تھی مسلمان ہوگئی، یہ ابتداء کا واقعہ ہے جس کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا ہے: فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ۔ "پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سوائے ان کی قوم کے چند نوجوانوں کے اور کوئی ایمان نہ لایا، اور وہ بھی فرعون اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں فرعون اُن کو کسی بلا اور مصیبت میں مبتلا نہ کردے۔"

(قصص القرآن، تفسیر عثمانی۔ القرآن)

سوال: جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد فرعون نے ان کو کس طرح دھمکی دی؟

جواب: شکست خوردگی کے عالم میں فرعون نے جادوگروں کو دھمکی دی اور کہا: قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ "فرعون نے کہا اس سے پیشتر کہ میں تم کو اس پر ایمان لانے کی اجازت دیتا تم (خود ہی) اس پر ایمان لے آئے۔ واقعہ یہ ہے کہ موسیٰ تم سب کا بڑا یعنی استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ لہٰذا بہت جلد تم کو اس کا نتیجہ معلوم ہوجائے گا۔" لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ "یقیناً میں تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا۔" دوسری جگہ فرمایا گیا: وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ۝ "اور کھجور کے تنوں پر سولی دوں گا، پھر تمہیں یہ پتہ چلے گا ہم دونوں میں کون سخت عذاب دینے والا ہے اور کس کا عذاب دیرپا ہے۔"

(القرآن ترجمان۔ قصص الانبیاء)

سوال: جادوگروں کی طرف سے فرعون کو کیا جواب ملا؟

جواب: جادوگر جب ایمان لے آئے تو فرعون کو بڑا دھکا لگا، یہی نہیں کہ صرف جادوگر ایمان لائے بلکہ بنی اسرائیل اور فرعون کی قوم کے بھی لاکھوں آدمی مسلمان ہوگئے۔ اسی لئے فرعون نے جادوگروں کو تختہ دار پر لٹکا دینے کی دھمکی دی کہ حکمران

پر اس کا مطلق اثر نہ ہوا۔ انھوں نے فرعون کو ایسا جواب دیا کہ اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۷۲ میں ہے: قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ ''ان نومسلم جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم ان صاف دلائل کے مقابلہ میں جو ہم کو پہنچ چکے ہیں اور اس خدا کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دے سکتے، تو جو کچھ کرنا چاہے کر ڈال، تو صرف اس دنیا کی زندگی میں حکم چلا سکتا ہے۔ بس اب ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں، تاکہ وہ ہمارے گناہ معاف فرمادے اور اس جادو کو بھی معاف کردے جس کا ارتکاب تو نے ہم سے زبردستی کرایا ہے۔'' دوسری جگہ پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۵۰ میں ان نومسلم جادوگروں کا جواب ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: قَالُوْا لَا ضَيْرَ ؗ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ''ان نومسلم جادوگروں نے جواب دیا کچھ نقصان کی بات نہیں، یقیناً ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو معاف کردے گا، کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔''

(القرآن قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: فرعون کے سرداروں کو موسیٰ کی کامیابی پر کس طرح پریشانی ہوئی؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۲۷ میں بیان فرمایا گیا ہے: وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ ''اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے فرعون سے کہا تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو یوں ہی چھوڑے رکھے گا کہ وہ ملک میں فساد پھیلاتے رہیں، اور وہ موسیٰ تجھ کو اور تیرے تجویز کردہ معبودوں کو نظر انداز کرتا رہے۔''

(القرآن قصص الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: فرعون نے لڑکوں کو قتل کر لینے کا قانون دوبارہ کیوں نافذ کر دیا تھا؟

جواب: فرعون نے وہی پہلے والا قانون دوبارہ نافذ کر دیا۔ کیونکہ اسے خطرہ پیدا ہو گیا کہ بنی اسرائیل تعداد میں بڑھ جائیں گے اور طاقتور ہو جائیں گے۔ پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۲۷ میں ہے: قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ○ "فرعون نے کہا ہم بہت جلد اُن کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور اُن کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے، اور بلاشبہ ہم ان پر پورا غلبہ رکھتے ہیں۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: فرعون کی بوکھلاہٹ، قوم کی فریاد، اور بچاؤ کی تدابیر کا حال کن آیات میں بیان کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن آیت ۲۵ میں ہے: فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ "غرض جب موسیٰ ان کے پاس ہماری طرف سے امر حق لے کر پہنچا تو ان لوگوں نے کہا کہ جو لوگ موسیٰ کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اُن کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو، اور ان کی عورتوں کو یعنی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو اور ان کافروں کی تدبیر محض بے سود بے نتیجہ رہی۔" پھر فرعون اپنے وقار کو خاک میں ملتا ہوا دیکھ کر جوش میں آ کر بولا: وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِى الْاَرْضِ الْفَسَادَ ○ "اور فرعون نے کہا یعنی اہل دربار سے کہ مجھ کو موقع دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں، اور موسیٰ کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کو اپنی مدد کے لئے پکارے، کیونکہ مجھ کو خطرہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ تمہارے دین کو بدل ڈالے یا ملک میں اور کوئی فساد برپا کر دے۔"

(سورۃ المؤمن آیت ۲۶) (القرآن۔ تفسیر طبری۔ تفسیر حقانی)

سوال: قرآن نے فرعون، ہامان اور قارون کے جھٹلانے کا ذکر کس طرح کیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن آیت ۲۳۔۲۴ میں فرمایا گیا ہے: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا

وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ○ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَھَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ کَذَّابٌ ○ ''اور بلاشبہ ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں اور بڑی واضح دلیل دیکر فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا، مگر ان لوگوں نے اس کو جادوگر اور جھوٹا بتایا۔'' قرآن پاک کے پارہ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۸ لوگوں کی غلطی کے متعلق فرمایا گیا: اِنَّ فِرْعَوْنَ وَھَامٰنَ وَجُنُوْدَھُمَا کَانُوْا خٰطِئِیْنَ ○ ''بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان دونوں کی اتباع کرنے والوں نے بڑی غلطی کی۔'' (القرآن۔قصص القرآن۔تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن نے ہامان کے بنائے محل کا نقشہ کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: ہامان فرعون کا وزیر و مشیر خاص تھا، جو اس کے ظلم و تشدد کی کارروائیوں میں امداد کیا کرتا تھا، موسیٰ علیہ السلام اس کو بھی سمجھایا کرتے تھے، مگر یہ اپنی غلط حرکتوں سے باز نہ آتا تھا، فرعون نے ایک مرتبہ اس کو حکم دیا: پارہ ۲۰ سورۃ القصص رکوع ۷ آیت ۳۸ میں ہے: وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰاَیُّھَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰھَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْ اَطَّلِعُ اِلٰی اِلٰہِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ○ ''اور فرعون نے کہا اے اہل دربار مجھے تو سوائے اپنے تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں ہوتا، سوائے ہامان! تو میرے لئے مٹی کو آگ میں پکوا کر اینٹیں تیار کرا، پھر ان سے ایک بلند عمارت بنواتا کہ میں ذرا موسیٰ کے خدا کی ٹوہ لگاؤں اور میں تو موسیٰؑ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔''

(القرآن۔قصص القرآن۔سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عزیز تھا۔ بتایئے قرآن اس کی دولت کے بارے میں کیا بتاتا ہے؟

جواب: پارہ نمبر ۲۰ سورۃ القصص رکوع نمبر ۱۱ آیت ۷۶ میں اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے: اِنَّ قَارُوْنَ کَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْھِمْ ص وَاٰتَیْنٰہُ مِنَ الْکُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَہٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَۃِ اُولِی الْقُوَّۃِ اِذْ قَالَ لَہٗ قَوْمُہٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ○ ''بلاشبہ قارون موسیٰؑ کی برادری میں سے تھا پھر وہ لوگوں پر زیادتی

کرنے لگا، اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ ان کے خزانوں کی کنجیاں ایک طاقتور آدمیوں کی جماعت اٹھاتے تھک جایا کرتی تھی، جب قارون کی قوم نے اس سے کہا تو اترا مت، اللہ کو اترانے والے پسند نہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قارون پر کس طرح اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا؟

جواب: سورۃ القصص آیت ۸۱ میں ہے: فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ "پھر ہم نے قارون کو اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا، پھر اس کی مدد کو کوئی ایسی جماعت نہیں ہوئی جو اللہ کے عذاب سے اس کو بچا لیتی، اور نہ وہ اپنے آپ کو خود ہی بچا سکا۔"

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ہاتھوں پریشان حال قوم کو کس طرح تسلی دی؟

جواب: آپ کی تسلی اور قوم کے جواب کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: جو سورۃ الاعراف آیت ۱۲۸ میں ہے: قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ "حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور ثابت قدم رہو، یہ زمین اللہ ہی کی ملک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث کر دیتا ہے (اور آخر میں) انہی لوگوں کا بھلا ہوتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔" مگر بنی اسرائیل ایسی ناشکری اور بے صبری قوم تھی کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا: قَالُوْا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ "(موسیٰ کی) قوم نے کہا ہم تو آپ کے آنے سے پہلے بھی تکلیف میں رہے اور آپ کے آنے کے بعد بھی، موسیٰ نے کہا وہ وقت نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک

کردے، اور تم کو ان کی بجائے اس ملک کا مالک بنادے، پھر دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو؟" (سورۃ الاعراف آیت ۱۲۹)　　(القرآن۔تفسیر مظہری)

سوال: جب حالات ناگفتہ بہ ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر کیا وحی نازل فرمائی؟

جواب: پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۸۷ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ٥ "اور ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی پر وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں مکان بناؤ، اور تم اپنے گھروں میں نماز (پڑھنے) کی جگہ بنالو، اور نماز کی پابندی رکھو، اور اے موسیٰؑ تم ایمان والوں کو بشارت دیدو۔"

(القرآن۔تفسیر قرطبی۔تفسیر طبری۔تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے لئے بددعا کیوں فرمائی؟

جواب: آپ تقریباً بیس سال فرعون اور اس کی قوم کو تبلیغ کرتے رہے، جب اس کے راہِ راست پر آنے سے بالکل مایوس ہوگئے تو یوں بددعا فرمائی جسے پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۸۷۔۸۸ میں بیان کیا گیا ہے: وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓي اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ٥ "اور موسیٰؑ نے کہا اے ہمارے رب تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں بہت کچھ سامان آرائش اور طرح طرح کے مال اس لئے دیئے ہیں کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کریں۔ بس اب اے ہمارے پروردگار ان کے مالوں کو ملیامیٹ کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے کہ یہ لوگ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے۔" اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی اور فرمایا: قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰۗنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ٥ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں

(بھائیوں) کی دعا قبول کر لی گئی، سو تم اپنے حال پر ثابت قدم رہو، اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جو علم سے محروم ہیں۔" سورۃ یونس آیت ۸۹۔

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کا اثر کس طرح ظاہر ہوا؟

جواب: آپ نے یہ بددعاء اس توقع پر کی تھی کہ شاید یہ قوم عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی تنبیہ کے لئے کچھ معجزے عطاء کئے جیسا کہ پارہ نمبر ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل رکوع نمبر ۱۲ آیت ۱۰۱ میں ارشاد ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ۔ "اور ہم نے دیں موسیٰ کو نو نشانیاں کھلی ہوئیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر مظہری۔ فتح الحمید)

سوال: بتایئے کس طرح قوم فرعون آفات کی زد میں آئی؟

جواب: ان پر باری باری اس طرح عذاب نازل ہوا پہلے اُن پر قدرت کی طرف سے قحط کا عذاب مسلط کیا گیا، اس قحط کے متعلق قرآن پاک کی سورۃ الاعراف آیت ۱۳۰ میں فرمایا گیا: وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ "اور ہم نے فرعون والوں کو قحط سالیوں اور پھلوں کے نقصانات میں مبتلا کر دیا، کہ شاید وہ نصیحت پکڑیں۔" قوم فرعون کو کبھی کسی ناخوشگوار اور بری حالت سے دو چار ہونا پڑ جاتا تو کہتے یہ سب (معاذ اللہ) موسیٰ اور اس کے رفقاء کی بدقسمتی اور نحوست ہے۔ اسی کو آیت ۱۳۱۔۱۳۲ میں فرمایا گیا: فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۚ "پھر جب اُن کو کوئی آسودگی میسر آتی تو کہتے یہ ہمارا حق ہے، اور جب کبھی اُن کو کوئی سختی پہنچتی تو اس کو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست بتاتے۔" اللہ تعالیٰ نے بذریعہ موسیٰ علیہ السلام فرعونیوں کو جواب دیا۔ آیت ۱۳۲ میں ہے: اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ "یاد رکھو! ان کی نحوست و بدشگونی تو اللہ ہی کے علم میں ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔" آیت ۱۳۳ میں کہا گیا ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ط ''آخرکار ہم نے اُن پر پانی کا طوفان بھیجا اور ٹڈیاں بھیجیں اور جوئیں اور مینڈک بھیجے اور خون کا عذاب بھیجا کہ یہ سب کھلے کھلے معجزے تھے۔'' جب بھی ان عذابوں میں سے کوئی عذاب فرعونیوں پر آتا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہتے: (آیت ۱۳۴۔۱۳۵): لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ ''اگر تو نے اس عذاب کو ہم سے دور کر دیا تو یقیناً ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی تیرے ہمراہ بھیج دیں گے۔'' لیکن عذاب دور ہونے کے بعد یہ لوگ اپنے وعدہ سے کیسے پھر جاتے تھے، سورۃ الاعراف آیت ۱۳۵ میں اس کو قرآن کے الفاظ میں پڑھئے: فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝ ''مگر ہم جب اُن سے اس مقرر وقت تک کیلئے جس تک وہ پہنچنے والے تھے اس عذاب کو ہٹا لیتے تو فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے۔'' (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بنی اسرائیل کی تاریخ سے کس طرح سبق لینے کا حکم ملا؟

جواب: جو پارہ ۲۲ سورۃ احزاب آیت ۶۹ میں بیان ہوا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ط وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ ''اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو اس تہمت سے جو انھوں نے لگائی تھی بری کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک بڑا ذی مرتبہ تھا۔''

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفہیم القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی لیکن اس ناشکری قوم نے آپ سے کیا کہا؟

جواب: قرآن پاک میں ہے: اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ط ''(اے

موسیٰ ") ہم تو آپ کے آنے سے پہلے بھی تکلیف میں رہے اور آپ کے آنے کے بعد بھی۔" (القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: مصر سے ہجرت کرنے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا حکم ملا؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۷۷ میں ہے: وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى۔ "اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کے پاس حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جا، پھر اُن کے لئے دریا میں خشک راستہ بنا دے، نہ تو تجھ کو دشمن کی گرفت کا اندیشہ ہوگا اور نہ غرق ہونے کا ڈر۔" دوسری جگہ پارہ ۱۹ سورۃ الشعرا آیت ۵۲ میں ہے: فرمایا گیا: وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ "اے موسیٰ تم اپنی قوم کو لے کر رات کو مصر سے ہجرت کر جاؤ، اور دیکھنا یہ فرعونی تمہارا پیچھا کریں گے مگر تم گھبرانا نہیں۔ (القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کو گرفتار کرنے کی تیاریاں کس طرح کی گئیں؟

جواب: قرآن پاک میں سورۃ الشعراء آیت ۵۳ میں بتایا گیا ہے: فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ "پھر فرعون نے آس پاس کے شہروں میں اعلان کرنے کے لئے ہرکارے بھیج دیئے۔" آیت ۵۴ تا ۵۵ میں بتایا گیا ہے کہ جب قوم جمع ہوگئی تو اپنی شرمندگی مٹانے اور اس کو جوش دلانے کے لئے کہنے لگا: اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ "یہ بنی اسرائیل ایک تھوڑی سی جماعت ہیں، اور بلاشبہ انھوں نے ہم کو سخت غصہ دلایا ہے اور ہم (ان سے) خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ اور ہم سب ایک مسلّح جماعت (باقاعدہ) فوج ہیں۔" (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بنی اسرائیل نے گھبراہٹ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا کہا اور آپ نے کیا جواب دیا جو سورۃ الشعراء آیت ۶۱۔۶۲ میں بتایا گیا ہے؟

جواب: جب بنی اسرائیل کی فرعونی افواج اور اس کی قوم پر نگاہ پڑی تو گھبرا کر بولے: اِنَّا

لَمُدْرَكُونَ ۝ "یقیناً اب تو ہم پکڑے گئے۔" موسیٰ نے بنی اسرائیل کو بڑے اطمینان سے جواب دیا: كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ "ہرگز نہیں (پکڑے جاسکتے) کیونکہ ہمارے ساتھ میرا رب ہے، وہ عنقریب میری رہنمائی کرے گا۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عصاء مارا اور بارہ راستے بن گئے۔ قرآن نے یہ نقشہ کیسے بیان کیا ہے؟

جواب: آیت ۶۳ میں ہے آپ نے بنی اسرائیل کو بہت کچھ تسلی و تشفی دی، اس کے بعد خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوئے ادھر اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا: فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ "تب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی جانب حکم بھیجا کہ تو اپنے عصا کو دریا پر مار۔" عصاء کا مارنا تھا کہ دریا فوراً پھٹ گیا، یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ۝ "پھر دریا پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا ایسا ہوگیا جیسا بڑا پہاڑ۔"

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ فتح الحمید)

سوال: بنی اسرائیل کے دریا پار کرنے اور فرعون کے غرق ہونے کا منظر قرآن میں کس طرح آیا ہے؟

جواب: سورۃ یونس آیت ۹۰ میں ہے: وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ "اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کردیا، پھر فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور ظلم کی غرض سے ان کا تعاقب کیا۔" فرعون کا ایک ایک آدمی دریا کے بیچ میں پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو مل جانے کا حکم دیا، پانی پہلے کی طرح مل گیا، ساری فوج اور سامان سب دریا کی نذر ہوگیا۔ فرعون جب پانی میں ڈبکیاں کھانے لگا اور یقین ہوگیا کہ اب میں موت کے چنگل سے نکل نہیں سکتا تو کہنے لگا: آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ "میں اس بات پر ایمان لایا کہ اس خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں

جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں بھی فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں۔" فرعون کے اس ایمان لانے کے متعلق حق تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: پارہ ۱۱ سورۃ یونس رکوع ۱۳ آیت ۹۱ میں ہے۔ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ "کیا اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پیشتر تو نافرمانی کرتا رہا اور تو بڑے مفسدوں میں سے تھا۔" گویا اس کا یہ ایمان اس وقت تھا جب اس کی موت سر پر آ گئی، اس کو ایمان یاس، ایمان یاس، ایمان غرغرہ کہتے ہیں۔ ایسے وقت کے ایمان کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا گیا: پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن رکوع ۱۳ آیت ۸۵ میں ہے: فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ "جب انھوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو اُن کو اُن کا یہ ایمان لانا کچھ سود مند نہ ہوا۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر حقانی)

سوال: فرعون کے غرق ہو جانے کی خبر پر بنی اسرائیل کو تردد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کیا کیا؟

جواب: اس عبرتناک واقعہ کی اطلاع جب موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو دی تو اُن کو یقین نہ آیا، آخر اللہ کے حکم سے دریا نے فرعون کی لاش کو باہر نکال کر ٹیلے پر پھینکا، تاکہ ہر شخص بچشم خود دیکھا کر اپنا تردد رفع کر لے، اس آیت میں اسی کے متعلق بیان کیا گیا ہے: پارہ ۱۱ سورۃ یونس رکوع ۱۳ میں ہے: فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ "پس آج ہم تیری لاش کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے پچھلوں کے لئے ایک عبرت آموز نشانی ہو۔" مزید یہ بھی قرآن پاک میں سورۃ الشعراء آیت ۶۸ میں فرمایا گیا: وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ○ "اور ہم نے موسیٰ کو اور ان لوگوں کو جو اس کی ساتھ تھے سب کو بچالیا۔" ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ "اور ہم نے اسی دریا میں دوسرے فریق کو غرق کر دیا۔"

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ فتح الحمید)

سوال: دریا کے پار ہوتے ہی بنی اسرائیل نے کون سا مشرکانہ مطالبہ کیا؟

جواب: بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے انوکھا اور حیران کن مشرکانہ مطالبہ کرنا شروع

کردیا۔ جس کی تفصیل قرآن کریم کی سورۃ الاعراف آیت ۱۳۸ میں ہے: وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّهُمْ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ ''اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کردیا، پھر ان (بنی اسرائیل) کا کچھ ایسے لوگوں پر گذر ہوا جو اپنے بتوں کی پوجا میں لگے ہوئے تھے، ان کو دیکھ کر کہنے لگے اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایسا ہی معبود مقرر کردے جیسے ان کے یہ معبود ہیں۔'' (القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے تنبیہ کرتے ہوئے قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: غصہ کی حالت میں جو آپ نے فرمایا: اسے سورۃ الاعراف آیت ۱۳۸ میں نقل کیا گیا ہے: اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ○ ''واقعی تم لوگ بڑے ہی جاہل ہو۔'' اس کے بعد آپ نے بڑے نرم طریقہ پر اس قوم کو سمجھایا: اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ ''یہ لوگ جس دین میں ہیں وہ یقیناً برباد کیا جانے والا ہے اور جو کچھ یہ کررہے ہیں وہ سراسر باطل ہے۔'' پھر آپ نے یہ کہا: قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○ ''موسیٰ نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میں تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں؟ حالانکہ اس نے تم کو اس زمانہ میں جملہ اقوام عالم پر فضیلت عطاء فرمائی ہے۔'' (القرآن مع تفسیر۔ ابن کثیر)

سوال: بنی اسرائیل کیلئے پتھر سے بارہ چشموں کا ظہور کس طرح ہوا؟

جواب: میدان تیہ میں گرمی کی شدت اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعاء کی قرآن پاک کی سورۃ الاعراف آیت ۱۶۰ میں ہے کہ آپ کو جیسے حکم ملا آپ نے ویسے ہی کیا: وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ ''اور ہم نے موسیٰ کی جانب اس وقت جبکہ اس کی قوم نے اس سے پانی طلب کیا، یہ وحی کی کہ اے موسیٰ! تو اپنا عصاء فلاں پتھر پر مار۔ سو عصاء مارتے ہی اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، بنی اسرائیل کے ہر ایک قبیلہ نے اپنا

اپنا گھاٹ معلوم کرلیا۔ یہی بات سورۃ بقرہ آیت ۶۰ میں بھی کہی گئی ہے۔

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ فتح القدیر۔ فتح المجید)

سوال: بنی اسرائیل کے لئے سایے اور کھانے پینے کا انتظام کس طرح ہوا؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان تکالیف کو راحت و آرام میں بدل دیا، ارشاد ہوتا ہے: وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ط "اور سایہ کیا ہم نے تم پر اور اتارا ہم نے تم پر من وسلویٰ۔" (سورۃ الاعراف آیت ۱۶۰) (القرآن۔ تفسیر فتح البیان۔ قصص القرآن۔ ابن کثیر)

سوال: بنی اسرائیل نے کس طرح ناشکری کی؟

جواب: حق تعالیٰ فرماتے ہیں ان لوگوں نے ہمارے اوپر بھروسہ اور توکل نہ کیا، اور گوشت جمع کر کے رکھنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گوشت سڑنا شروع ہو گیا۔ اسی کو قرآن پاک کی سورۃ الاعراف آیت ۱۶۰ میں فرمایا گیا: وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ "اور انھوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔" خدا کا شکر بجالانے کے بجائے ناشکری کرتے ہوئے کہنے لگے: يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ط "اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کی خوراک پر نہیں رہ سکتے، سو تو اپنے رب سے ہمارے واسطے دعا کر کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کرے جو اس زمین سے اگتی ہیں، زمین کا ساگ اور زمین کی ککڑی اور زمین کا گیہوں اور اس کی مسور اور اس کی پیاز۔" موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ "کیا تم بہتر چیز کے مقابلے میں ادنیٰ درجہ کی چیز کو لینا چاہتے ہو۔" (پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۶۱)

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شریعت کی درخواست کی تو آپ کو کوہ طور پر بلایا اور چلہ کشی کا حکم کیسے نازل ہوا؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شریعت دینے کی درخواست کی۔ تو جواب ملا:
اے موسیٰ! کوہِ طور پر آ کر ایک چلہ گذارو، روزے رکھو، اعتکاف کرو تا کہ مزید تزکیہ نفس ہو، اس کے بعد ہم آپ کو اپنی کتاب "توراۃ" دیدیں گے۔ قرآن نے سورۃ الاعراف آیت ۱۴۲ میں تمام تفصیل بیان کی ہے: وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. "اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا، اور دس راتوں کا اور اضافہ کر کے ہم نے ان کی تکمیل کی۔ پس موسیٰ کے رب کی مقررہ مدت پوری چالیس راتیں ہو گئیں۔" روانگی سے پہلے آپ نے ہارون علیہ السلام کو ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ "اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تو میری قوم میں میری نیابت کیجیو اور ان کی اصلاح کرتے رہنا اور مت چلنا مفسدوں کی راہ۔" اس کے بعد موسیٰ کے کوہ طور پر روانگی کے بعد حالات پیش کیے جاتے ہیں۔

(القرآن۔ ضیاء القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ الکشاف)

سوال: کوہ طور پر موسیٰ کی اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا واقعہ کن الفاظ میں بیان ہوا ہے؟

جواب: قرآن پاک کی سورۃ طٰہٰ آیات ۸۳ تا ۸۵ میں کہ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا: وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ "اور اے موسیٰ تجھ کو اپنے قوم سے جلدی آ جانے کا کیا سبب ہوا؟" موسیٰ نے جواب دیا: قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ "(موسیٰ) بولا وہ یہ آ رہے ہیں میرے پیچھے، اور میں جلدی آیا تیری طرف ہی میرے رب تا کہ تو راضی ہو۔" رب العالمین نے موسیٰ علیہ السلام کو بتلایا: قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ "خدا نے کہا ہم نے تیری قوم کو تیرے نکل آنے کے بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا۔" (تذکرۃ الانبیاء، القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا کہا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔

قرآن نے کیا بتایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی اور تجلی خداوندی اور پہاڑ کے ریزہ ریزہ ہونے کے بارے میں سورۃ الاعراف آیت ۱۴۳ میں قرآن کہتا ہے: وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ط ''اور جب موسیٰ ہمارے مقررہ وقت پر آئے اور ان کا رب ان سے ہمکلام ہوا (تو انھوں نے کہا اے میرے رب! آپ مجھے اپنا جمال دکھا دیجئے تاکہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں۔'' بارگاہ رب العالمین سے جواب دیا گیا: قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا۔ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا مگر ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ، پھر اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ قائم رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا، غرض جب موسیٰ کے رب نے اس پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کو ریزہ ریزہ کر دیا، اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں اظہار معذرت کیا: فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ''جب موسیٰ ہوش میں آئے تو کہنے لگے آپ کی ذات پاک ہی میں آپ کی خدمت میں معذرت کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔'' (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: شرف ہمکلامی اور اظہار معذرت کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا؟

جواب: بنی اسرائیل کے لئے نسخہ ہدایت ''توراۃ'' عطاء فرمایا اور ارشاد ہوا: قَالَ يٰمُوسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میں نے تجھ کو اپنی رسالت اور اپنی ہمکلامی کے لئے تمام لوگوں پر ایک خاص امتیاز دیا ہے۔ پس جو کچھ میں نے تجھ کو عطا کیا ہے اسے حاصل کر اور شکر کرتا رہ۔'' اس کے بعد ''توراۃ'' کے متعلق

فرمایا: وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا ۚ سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ○ ''اس کے بعد ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ضروری اشیاء کی تفصیل موسیٰؑ کو لکھ دی، اے موسیٰؑ ان تختیوں یعنی توریت کو پورے عزم کیساتھ سنبھال اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اُن کے بہتر احکام پر قائم رہیں، عنقریب تم کو نافرمانی کرنے والوں کا گھر دکھاؤں گا۔'' (سورۃ الاعراف آیت ۱۴۴۔۱۴۵)

(القرآن۔تفسیر طبری۔تفسیر قرطبی۔قصص الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل جو گوسالہ پرستی کا شکار ہو گئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ناراضی کا ذکر قرآنی زبان میں کیجئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلایا طٰہٰ آیت ۸۵ میں ہے: فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ○ ''(اے موسیٰؑ) ہم نے تیری قوم کو تیرے نکل آنے کے بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا، اور اُن کو سامری نے گمراہ کر دیا'' حالانکہ ہارون علیہ السلام نے اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے اس قوم کو بہت سمجھایا تھا طٰہٰ آیت ۹۰ میں ہے: وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم بِهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ○ ''اور بلاشبہ ہارونؑ نے موسیٰؑ کی واپسی سے پہلے ہی بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم اس بچھڑے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کئے گئے ہو، اور یقیناً تمہارا حقیقی رب تو رحمان ہی ہے، سو تم میری راہ پر چلو اور میرا کہنا مانو'' مگر کوئی اثر نہ ہوا، بلکہ بڑی دلیری سے جواب دیا تھا: قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ○ ''قوم نے جواب دیا کہ ہم تو اس وقت تک جب تک موسیٰؑ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئے اسی بچھڑے کی پوجا میں لگے رہیں گے۔'' موسیٰؑ چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا قائم مقام بنا کر گئے تھے۔ اس لئے واپس آ کر پہلے اُن پر ناراض ہوئے، پھر قوم اور سامری پر غصے ہوئے، اور ''توارۃ'' زمین پر رکھ دی، تا کہ بے ادبی نہ ہو جائے،

اس کی تفصیل قرآن پاک کے الفاظ میں یوں کی گئی ہے: سورۃ الاعراف آیات ۱۴۸ تا ۱۵۲ میں: وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ''اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف نہایت غصہ اور رنج کی حالت میں واپس ہوا تو کہا تم لوگوں نے میرے بعد بہت ہی بری نمائندگی کی، کیا تم لوگ اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی جلدی کر بیٹھے، اور موسیٰ نے توریت کی تختیاں تو ایک طرف رکھ دیں اور اپنے بھائی کا سر یعنی سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے اس پر ہارونؑ نے کہا اے میرے ماں کے جائے ان لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا، اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے، سو تو دشمنوں کو مجھ پر خوش ہونے کا موقع نہ دے، اور مجھے ظالم لوگوں میں شمار نہ کر۔'' پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۹۲ تا ۹۴ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے کہا: قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ط اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ ''موسیٰ نے ہارونؑ سے کہا اے ہارون جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے ہیں تو تجھ کو میرے حکم کی پیروی کرنے سے کیا چیز مانع ہوئی؟ کیا تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی۔'' چنانچہ ہارون علیہ السلام نے اس وقت کہا: قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ ''ہارونؑ نے کہا اے میری ماں کے جائے تو میری ڈاڑھی نہ پکڑ اور نہ میرے سر کے بال پکڑ میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تو یوں نہ کہے کہ ہارون تو نے بنی اسرائیل کے درمیان پھوٹ ڈال دی، اور تو نے میری بات کا لحاظ نہ رکھا۔'' موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار عالم سے طلب مغفرت کے لئے عرض کیا: سورۃ الاعراف آیت ۱۵۱ میں ہے: قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ ''موسیٰ

علیہ السلام نے اس پر) کہا اے میرے رب ! میری اور میرے بھائی کی کوتاہی کو معاف کردے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"　　(القرآن۔ در منثور۔ تفسیر کشف الرحمٰن)

سوال: بتایئے سامری نے بچھڑا کیسے بنایا؟

جواب: اس کی تفصیل قرآن کریم کے پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۴۸ میں ہے: وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ۝ "اور موسیٰ کی قوم نے موسیٰ کے طور پر جانے کے بعد اپنے زیورات کو گلا کر ان سے ایک بچھڑا بنالیا جو محض ایک مجسمہ تھا۔ جس میں بچھڑے کی آواز تھی، کیا انھوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ نہ تو وہ ان سے کلام کرسکتا ہے اور نہ ان کو کوئی راستہ بتا سکتا ہے۔ اس کے باوجود بھی بنی اسرائیل نے اس بچھڑے کو معبود بنالیا، اور وہ سخت ناانصاف تھے۔" جب موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام سے پوری طرح حقیقت حال معلوم کرلی اور عشق خداوندی کے جوش میں آپ نے ان سے تیز کلامی کردی تھی اس پر حق تعالیٰ سے معذرت کے ساتھ مغفرت چاہی تو اس کے بعد سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے باز پرس کی، سورۃ طٰہٰ آیت ۹۵ تا ۹۷ میں ہے: قَالَ فَمَا خَطْبُكَ یٰسَامِرِیُّ. "موسیٰ" نے سامری سے کہا اے سامری تیری کیا معاملہ ہے؟" سامری نے جواب دیا: قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ ۝ "اس نے جواب دیا میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی، تو میں نے اس فرشتہ کے نشان قدم کی مٹی سے ایک مٹھی بھرلی، پھر میں نے وہی مٹی کی مٹھی ڈال دی بچھڑے کے منہ میں، اور اس وقت میرے جی نے مجھ کو ایسی ہی صلاح دی۔" آپ نے اس کو بددعا دیتے ہوئے فرمایا: قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وَانْظُرْ اِلٰۤی اِلٰهِكَ

الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا o۔ ''موسیٰ نے کہا چل دور ہو تیری سزا اس زندگی میں یہ ہے کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک وعدہ مقررہ ہے جس کا تجھ سے خلاف نہ کیا جائے گا اور تو اپنے معبود کو دیکھ جس کی پوجا پر تو جما بیٹھا تھا۔ یقیناً ہم اس کو جلا ڈالیں گے۔ پھر اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیں گے۔''

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: اپنی حرکت پر شرم وندامت کا اظہار کرتے ہوئے بنی اسرائیل نے کیا کہا؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۴۹ میں ہے کہ انہوں نے کہا: وَلَمَّا سُقِطَ فِیْ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ o ''اور جب وہ نادم ہوئے اور انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ وہ گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہم کو نہ بخشا تو بیشک ہم بڑے نقصان میں پڑ جائیں گے۔'' سورۃ بقرہ کی آیت ۵۴ میں موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت اور بنی اسرائیل کی توبہ کا بیان کیا گیا ہے: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْا اِلٰی بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَیْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ o ''اور وہ بات یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے اس بچھڑے کو معبود بنا کر اپنا بڑا نقصان کیا سو اب تم اپنے خالق کے سامنے توبہ کرو اور ایک دوسرے کو قتل کرو، یہی طریقہ تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے پھر خدا تعالیٰ نے تم پر توجہ فرمائی۔ بیشک وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔'' پھر فرمایا: وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ o ''اور تمہارے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام واضح دلائل لیکر آئے، پھر ان کے طور پر جانے کے بعد تم نے بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تمہارا حال یہ ہے کہ تم ظلم کے عادی ہو۔'' اور کہنے لگے اے موسیٰ

ہم تمہاری یہ بات کیسے مان لیں، نبی کی بات کے سچا ہونے میں حجت شروع کردی، جو قوم اپنے نبی کی بات سچا ماننے میں تردد کرے اس کا ایمان ہی کیا، اور اس سے بھی زیادہ گستاخی کی بات یہ کہی: لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً. (سورۃ بقرہ آیت ۵۵) موسیٰ علیہ السلام نے بہت سمجھایا کہ اس قسم کی بات جہالت اور بیوقوفی کی ہیں۔ تم خدا کو کیا دیکھو گے میں نے دیدار کی درخواست کی تھی تو جواب ملا لَنْ تَرٰىنِيْ (تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا) اور حکم ہوا: وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ مگر ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ تو میں ذرا سی تجلی برداشت نہ کرسکا اور جس پہاڑ پر تجلی خداوندی کا پرتو پڑا تھا وہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اتنا سمجھانے کے باوجود یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام سے حجت ہی کرتے رہے، حالانکہ اس سے پہلے گئوسالہ پرستی کرنے والوں کا حشر دیکھ چکے تھے۔ آپ نے مولائے کریم سے عرض کیا کہ یہ قوم تو توراۃ کے ماننے اور آپ کی کتاب تسلیم کرنے پر حجت کررہی ہے اس کا کیا علاج کروں؟ مولائے کریم کا حکم ہوا، آپ ان سے کہیں، تمہارا جن لوگوں پر اعتماد ہو ان میں سے ستر آدمی منتخب کر کے میرے ساتھ کردو، میں ان کو اپنے ساتھ کوہ طور پر لے جا کر حق تعالیٰ کی طرف سے اطمینان کرادوں گا کہ ''توراۃ واقعی میری کتاب ہے، جو میں نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو دی ہے۔''

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر لیجانے کے لئے ستر افراد کا انتخاب کیا۔ ان کے طور پر جانے اور ہم کلامی کا تذکرۃ قرآن نے کیسے کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم کی سورۃ الاعراف آیت ۱۵۵ میں اس واقعہ کے متعلق فرمایا گیا:

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا: ''اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کو اس وقت کے لئے منتخب کیا جو ہم نے مقرر کیا تھا''۔ آپ بحکم خداوندی ان ستر افراد کو اپنے ساتھ لے کر کوہِ طور پر پہنچے، اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا خدایا! اگر آپ سے ہمکلامی کی آواز ان کے کانوں میں پہنچ جائے تو یہ

واپس جا کر اپنی قوم کے افراد کو بتلا دیں گے کہ واقعی توراۃ خدا کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست قبول فرما لی اور آپ کو شرف ہمکلامی بخشا، جس کو ان تمام افراد نے سنا، اس کے بعد ان کی حجت ختم نہیں ہوئی، اور کہنے لگے: يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً۔ "اے موسیٰ! جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا نہ دیکھ لیں گے ہم ہرگز اس پر یقین نہ کریں گے"۔ ان ستر افراد نے خدائی تصدیق کے باوجود یہ گستاخی کی جس کی قدرت کی طرف سے فوراً دردناک سزا ملی: سورۃ بقرہ آیت ۵۶ میں ہے: فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ "اس (حرکت) پر ایک کڑک ناک بجلی نے آ پکڑا اور تم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے"۔ ان لوگوں کے اس انجام بد سے آپ کو فکر ہوئی کہ بنی اسرائیل توراۃ کو ماننے میں پہلے ہی حجت کر رہے تھے ان لوگوں کے ہلاک ہو جانے سے وہ لوگ یقین کر لیں گے کہ ان کو میں نے مارا ہے۔ خدایا! اب تو میری لاج رکھ لے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی: ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ "پھر ہم نے تم کو تمہارے مرنے کے بعد زندہ کر اٹھایا تاکہ تم احسان مانو"۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم موسیٰ نے تصدیق کے بعد بھی توراۃ پر عمل نہ کیا تو کیا سزا دی گئی؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام بڑے پریشان ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی، اللہ تعالیٰ نے ان نافرمانوں کے سروں پر سائبان کی طرح پہاڑ کو معلق کر کے اقرار کرایا، جس کو قرآن پاک کی سورۃ بقرہ آیت ۶۳ میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ "اور وہ واقعہ یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا اور ہم نے کوہ طور کو اٹھا کر تمہارے اوپر معلق کر دیا اور حکم دیا کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اس کو پوری عزیمت اور قوت سے قبول کرو"۔ چنانچہ قرآن کریم نے بتلایا کہ اس قوم نے پہاڑ کو اپنے سروں پر معلق دیکھ کر جو عہد کیا تھا وہ اس پر قائم نہ رہی:

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ ''پھر تم اس قول وقرار کے بعد اپنے عہد سے پھر گئے سو اگر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی تم پر نہ ہوتی تو تم ضرور تباہ و برباد ہو جاتے''۔

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بنی اسرائیل کے مطالبات اور ان کے وعدے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح بتائے گئے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ ''آپ سے اہل کتاب یعنی یہود یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ان کے لئے آسمان سے ایک کتاب اتار لے آئیں، یہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑھ کر مطالبہ کر چکے ہیں، انہوں نے تو موسیٰ سے یہ کہا تھا کہ ہمیں اللہ کو کھلم کھلا دکھلا دے، پھر اُن کی ایسی زیادتی اور ظلم کے باعث سخت کڑک کی بجلی نے انہیں آ پکڑا۔ پھر ان یہود نے باوجود اس کے کہ ان کو واضح دلائل پہنچ چکے تھے ایک مخصوص بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا، اس پر بھی ہم نے اس کی اس حرکت کو معاف کر دیا، اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو صریح غلبہ دیا تھا''۔ اس آیت میں اس قوم کی سرکشی اور ناشائستہ حرکات بیان کر کے آپ کی تسلی اور دلداری کی گئی: وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِى السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝ ''اور ہم نے ان سے عہد لینے کے لئے کوہ طور کو اٹھا کر ان پر معلق کر دیا تھا، اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے کمر جھکائے ہوئے داخل ہونا، اور ان کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہفتہ کے دن میں زیادتی نہ کرنا، اور ہم نے ان سے بہت ہی مضبوط عہد لیا

تھا''۔ (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قرآن نے بنی اسرائیل کو سزائیں دینے کی کیا وجہ بیان کی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ ''آخرکار ہم نے ان کو ان کی عہد شکنی اور احکام الٰہی سے منکر ہونے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے مختلف سزاؤں میں مبتلا کیا، اور نیز ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دل پر غلاف ہے (سو یہ بات نہیں) بلکہ ان کے کفر کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے، لہٰذا وہ ایمان نہ لائیں گے مگر بہت کم''۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر روح المعانی)

سوال: گائے ذبح کرنے کے حکم پر بنی اسرائیل کے سوال و جواب قرآن کی زبانی بیان کیجئے؟

جواب: بنی اسرائیل میں ایک شخص عامیل نام کا قتل ہو گیا تھا۔ جب معاملہ بہت پیچیدہ ہو گیا تو مقتول کے رشتہ دار موسیٰ علیہ السلام کے پاس فریاد لیکر آئے۔ قرآن کریم میں ان لوگوں کی فریاد اور اس کا جواب یوں بیان کیا گیا ہے: وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ ''اور یاد کرو (اے بنی اسرائیل) جب تم لوگوں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا پھر تم ایک دوسرے پر اس کا الزام دھرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اس امر کا ظاہر کرنا منظور تھا جو تم چھپانا چاہتے تھے''۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ''اس لئے ہم نے حکم دیا کہ تم ذبح شدہ گائے کا ایک ٹکڑا مقتول سے لگا دو، اسی طرح اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کر دے گا''۔ اس حیران کن واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے پہلے پارے کے رکوع ۸ اور ۹ میں بیان فرمایا ہے: وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ ''اور جب موسیٰ

نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو ایک گائے ذبح کرو، وہ بولے کیا تو ہم سے مذاق کرتا ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا میں اس بات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ ہوں میں جاہلوں میں سے"۔ اگلی آیتوں میں بیان کیا گیا ہے: قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ ط قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ ط عَوَانٌ م بَيْنَ ذَٰلِكَ ط فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ○ "انہوں نے (موسیٰ سے) کہا آپ اپنے رب سے ہمارے لئے درخواست کیجئے کہ وہ ہم کو اس گائے کے اوصاف بیان کر دے، کہ وہ کیسی ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو جو نہ بہت بوڑھی ہو نہ بالکل بچہ ہو بلکہ وہ ان دونوں حالتوں کے درمیان متوسط عمر کی ہو، سو جو تم کو حکم دیا گیا ہے اس کو بجا لاؤ"۔ عمر وغیرہ بتلا دیئے جانے کے باوجود پھر اس حکم پر عمل نہیں کیا، اور سوال کیا: قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ط قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ○ "وہ کہنے لگے ہماری خاطر اپنے رب سے اتنی درخواست اور کر دیجئے کہ وہ ہم کو بتا دے اس کا رنگ کیسا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایک زرد رنگ کی گائے ہو جس کا رنگ بہت گہرا شوخ ہو جو دیکھنے والوں کو بھلا معلوم ہوتا ہو"۔ اس کے بعد بھی ذبح کرنے کو تیار نہ ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے: قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ لا إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا ط وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ○ "وہ کہنے لگے ہماری خاطر اپنے رب سے آپ اتنا اور دریافت کیجئے کہ وہ ہم کو بتا دے کہ وہ گائے کس قسم کی ہو؟ کیونکہ اس گائے میں شبہ پڑا ہے ہم کو، اور اگر اللہ نے چاہا تو آپ کے ہم ضرور راہ پالیں گے"۔ پھر بتلایا گیا: قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ج مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ط قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ط فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ○ "موسیٰ نے کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہ گائے محنت کش نہ ہو، کہ زمین کو جوتتی ہو اور نہ وہ کھیتی میں آبپاشی کرتی ہو، وہ صحیح سالم ہو، اس میں کسی طرح کا داغ

نہ ہو اس پر ان لوگوں نے کہا اب آپ پوری اور صاف بات لائے"۔ پھر انہوں نے اس گائے کو ذبح کیا اور وہ ایسا کرتے معلوم نہ ہوتے تھے"۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بنی اسرائیل نے قوم عمالقہ سے جہاد کرنے سے انکار کیوں کیا اور اس حکم عدولی کی سزا کیا دی گئی؟

جواب: جب بنی اسرائیل نے وادی تیہ میں اطمینان کا سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ آپ ان سے کہیں اگر اس وادی میں تم رہنا نہیں چاہتے تو اپنے آبائی وطن بیت المقدس پر قابض قوم عمالقہ سے جہاد کر کے واپس لے لو۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کو ان کی گذشتہ یعنی ماضی کی تاریخ سناتے ہوئے فرمایا: پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیات ۲۰ تا ۲۶ میں یہ مکالمہ بیان ہوا ہے: یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ "اے میری قوم اللہ کے ان احسانات کو جو اس نے تم پر کئے ہیں یاد کرو جب کہ اس نے تم میں بہت سے نبی پیدا کئے، اور تم کو حکمران بنایا اور تم کو کچھ چیزیں ایسی بھی عطا کیں جو اقوام عالم میں کسی اور کو عطا نہیں ہوئیں"۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا گیا: وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ○ "اور بے شک ہم نے جان بوجھ کر بنی اسرائیل کو اقوامِ عالم پر فضیلت عطاء کی"۔ گذشتہ تاریخ سنانے کے بعد آپ نے دعوتِ عمل دیتے ہوئے بشارت دی اور فرمایا: یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○ "اے میری قوم! اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ، جو زمین اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصہ میں لکھدی ہے اور پیٹھ دکھا کر واپس مت جاؤ ورنہ سخت نقصان میں پڑ جاؤ گے"۔ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا: قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ○ "بنی اسرائیل نے جواب دیا، اے

موسیٰ! اس ملک میں تو بڑے زور آور لوگ ہیں، اور جب تک وہ لوگ وہاں سے نکل جائیں ہم تو وہاں ہرگز قدم نہ رکھیں گے، ہاں اگر وہ زور آور لوگ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں ضرور داخل ہو جائیں گے"۔ بنی اسرائیل کے سمجھدار لوگوں نے حوصلہ بڑھانے کی کوشش کی: قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ "جو لوگ خدا سے ڈرنے والے تھے ان میں سے دو شخصوں نے جن پر خدا نے انعام کیا تھا بنی اسرائیل سے یوں کہا، تم ان لوگوں پر چڑھائی کر کے شہر کے دروازہ میں گھس جاؤ گے تو یقین مانو تم ان پر غالب آ جاؤ گے، اور اگر تم مؤمن ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو"۔ قوم نے موسیٰ علیہ السلام کو گستاخانہ جواب دیا: قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ "کہنے لگے اے موسیٰ! جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں ہم اس سرزمین میں ہرگز کبھی داخل نہیں ہوں گے، سوائے موسیٰ! تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور ان سے جنگ کرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔ بنی اسرائیل کے جواب پر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی: قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ "موسیٰ نے کہا اے میرے رب میں سوائے اپنے اور اپنے بھائی کے اور کسی پر اختیار نہیں رکھتا سو تو ہمارے اور اس بدکردار قوم کے درمیان فیصلہ کر دے"۔

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن۔ فتح الحمید)

سوال: میدانِ تیہ میں چالیس سال محصور رہنے کی سزا بنی اسرائیل کو کیوں دی گئی؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام نے عاجز آ کر اللہ کے حضور دعا کرتے ہوئے عرض کیا فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس عاجزانہ دعا کے جواب میں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب وہ مقدس

سرزمین ان پر چالیس سال کے لئے روک دی گئی، یہ اس کے ایک خاص حصہ میں سر مارتے پھریں گے، سوائے موسیٰ! تو اس نافرمان قوم کے حال پر افسوس نہ کر"۔

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن، تذکرۃ الانبیاء)

طالوت و جالوت

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل نے بادشاہ مقرر کرنے کے لئے کہا اور پھر جہاد سے کیوں فرار اختیار کیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۶ میں بنی اسرائیل کی اس کیفیت کا ذکر اس طرح ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ "(اے مخاطب) تجھ کو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ہوا ہے تحقیق نہیں ہوا جب کہ ان لوگوں نے اپنے ایک پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم اللہ کی راہ میں (جالوت سے) قتال کریں (ان پیغمبر نے) فرمایا کہ یہ احتمال ہے کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جائے تو (اس وقت) جہاد نہ کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں حالانکہ ہم اپنی بستیوں اور اپنے فرزندوں سے بھی جدا کر دیے گئے ہیں پھر جب ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو باستثناء ایک قلیل مقدار کے (باقی) سب پھر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بادشاہ مقرر ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے اعتراض کیا تو اللہ کے نبی نے کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۷ میں بتایا گیا ہے: وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ ”اور ان لوگوں سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے کہنے لگے کہ انکو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ بہ نسبت ان کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو تو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی ان پیغمبر نے (جواب میں) فرمایا کہ (اول تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ میں ان کو منتخب فرمایا ہے اور (دوسرے) علم اور جسامت میں ان کو زیادتی دی ہے۔ اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ اپنا ملک جس کو چاہیں دیں اور (چوتھے) اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے ہیں جاننے والے ہیں۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تیسر القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: طالوت کے پاس نشانی کے طور پر تابوت سکینہ کس طرح پہنچا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۸ میں ہے: وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ”اور ان سے ان کے پیغمبر نے فرمایا کہ ان کے (منجانب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تسکین (اور برکت) کی چیز ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں جن کو آل حضرت موسیٰ و آل حضرت ہارون (علیہما السلام) چھوڑ گئے ہیں اس صندوق کو فرشتے لے آئیں گے اس میں تم لوگوں کے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین لانے والے ہو۔

(القرآن۔ تیسر القرآن۔ فتح القدیر۔ تفہیم القرآن)

سوال: طالوت کا لشکر حوصلہ کیوں ہار بیٹھا تھا؟

جواب: طالوت کے منع کرنے کے باوجود اکثر لشکریوں نے نہر کا پانی پی لیا جس سے وہ کم ہمت ہو گئے۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۹: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ ۙ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو اللَّهِ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ○ پھر جب طالوت فوجوں کو لے کر (بیت المقدس سے عمالقہ کی طرف) چلے تو انہوں نے کہا کہ حق تعالیٰ تمہارا امتحان کریں گے ایک نہر سے۔ سو جو شخص افراط کے ساتھ اس سے پانی پیئے گا وہ تو میرے ساتھیوں میں نہیں اور جو اس کو زبان پر بھی نہ رکھے وہ میرے ساتھیوں میں ہے لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے (تو اتنی رخصت ہے) سو سب نے اس سے (بے تحاشا) پینا شروع کر دیا مگر تھوڑے سے آدمیوں نے ان میں سے۔ سو جب طالوت اور جو مومنین ان کے ہمراہ تھے نہر سے پار اتر گئے کہنے لگے آج تو ہم میں جالوت اور اسکے لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں معلوم ہوتی (یہ سنکر) ایسے لوگ جن کو یہ خیال تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہیں کہنے لگے کہ کثرت سے بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آ گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں"۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر طبری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: قرآن میں طالوت کی فتح اور جالوت کی شکست کا بیان کس طرح آیا ہے؟

جواب: سورۃ البقرہ آیت ۲۵۰ میں طالوت کے لشکر کی فتح کا بیان ہے: وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ○ "اور جب جالوت اور اس کی فوجوں کے سامنے میدان میں آئے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال (غیب سے) نازل

فرمائیے اور ہمارے قدم جمائے رکھیے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجئے۔

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر عزیزی)

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: بتائیے احادیث میں کس نبی کی امت کو کثیر تعداد میں بتایا گیا ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن دولت خانہ سے باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا، میرے سامنے ساری امتیں پیش کی گئیں تو ایک امت میں نے اتنی کثیر تعداد میں دیکھی کہ اس نے تمام افق گھیر رکھا تھا۔ پھر مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی امت ہے۔ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث میں کن دو عورتوں کو ولیہ کہا گیا ہے؟

جواب: حدیث میں ہے امت محمدیہ سے پہلے دو عورتیں ایسی ولیہ گزری ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام اور دوسری بی بی آسیہ زوجہ فرعون۔ ایک اللہ کے نبی کی والدہ ہیں اور دوسری کافر کی بیوی۔ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: کس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل پر طاعون کا عذاب آیا تھا؟

جواب: حضرت اسامہ بن زیدؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا۔ یا یوں فرمایا کہ ان لوگوں پر بھیجا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے۔ (صحیح بخاری)

سوال: بنی اسرائیل کے کس شخص کو زمین میں دھنسائے جانے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا؟

جواب: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص اپنی ازار کو تکبر سے لٹکاتا ہوا جا رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ قیامت

تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ شخص پہلے لوگوں یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ وہ قارون تھا۔

(صحیح مسلم۔ صحیح بخاری)

سوال: بتایئے حدیث مبارکہ میں بنی اسرائیل کے عروج و زوال کی کہانی کس طرح بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ بیت المقدس اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظیم القدر مسجد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ دنیا کے سب گھروں (عبادت گاہوں) میں ایک ممتاز عظمت والا گھر ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کے لیے سونے چاندی اور جواہرات و یاقوت و زمرد سے بنوایا تھا۔ اور یہ اس طرح کہ جب سلیمان علیہ السلام نے اس کی تعمیر شروع کی تو حق تعالیٰ نے جنات کو ان کے تابع کر دیا۔ جنات نے تمام جواہرات اور سونا چاندی جمع کر کے ان سے مسجد بنائی حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا پھر بیت المقدس سے یہ سونا چاندی اور جواہرات کہاں اور کس طرح گئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور گناہوں، بداعمالیوں میں مبتلا ہو گئے، انبیاء علیہ السلام کو قتل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر بادشاہ کو مسلط کر دیا۔ جو مجوسی تھا۔ اس نے سات سو برس بیت المقدس پر حکومت کی۔ بخت نصر کا لشکر مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا۔ مردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا یا۔ بیت المقدس کے تمام اموال اور سونا چاندی اور جواہرات ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں میں بھر کر لے گیا اور اپنے ملک بابل میں رکھ لیا۔ اور ایک سو برس تک بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا کر طرح طرح کی مشقت لیتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو بخت نصر کے مقابلے کے لیے کھڑا کر دیا جس نے بابل کو فتح کیا اور باقی ماندہ بنی اسرائیل کو بخت نصر کی قید سے آزاد کرایا۔ اور

جتنے اموال وہ بیت المقدس سے لایا تھا سب بیت المقدس میں پہنچا دیئے۔ اور پھر بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اگر تم پھر نافرمانی کرو گے اور گناہوں کی طرف پلٹ جاؤ گے تو ہم بھی پھر قتل و قید کا عذاب تم پر لوٹا دیں گے۔ بنی اسرائیل پھر گناہوں اور بداعمالیوں کی طرف لوٹ گئے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر شاہ روم قیصر کو مسلط کر دیا۔ شام روم نے ان لوگوں سے بری بحری دونوں راستوں سے جنگ کی۔ اور بہت سے لوگوں کو قتل اور قید کر دیا۔ اور پھر تمام اموال ایک لاکھ ستر ہزار گاڑیوں پر لاد کر لے گیا اور اپنے کنیسہ الذہب میں رکھ دیا۔ یہ سب اموال ابھی تک وہیں ہیں اور وہیں رہیں گے یہاں تک کہ حضرت مہدی علیہ السلام ان کو پھر بیت المقدس میں ایک لاکھ ستر ہزار کشتیوں میں واپس لائیں گے۔"

(تفسیر معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کن لوگوں کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ بتایا تھا؟

جواب: سردار انبیاء ﷺ کا ارشاد ہے: "جس نے نماز کی حفاظت (پابندی) نہ کی تو اس کے لیے (قیامت میں) نہ نور ہوگا۔ نہ ایمان کی دلیل ہوگی اور نہ اس کی نجات کا ذریعہ اور اس کا حشر قارون، فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔"

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون کب اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہوا اور بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات ملی؟

جواب: احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے عاشورہ کے دن دریائے قلزم پار کر کے فرعون کے ظلم و ستم سے نجات حاصل کی۔ اسی دن فرعون کو غرق کیا گیا۔ اس کی فوج اور باقی قوم بھی ساتھ غرق ہوگئی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا۔ انہوں نے جو حجت پیش کی اس کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

37

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر حکم ملتے ہی یہ لوگ گائے ذبح کر کے اس کا ٹکڑا مقتول کے لگا دیتے تب بھی وہ قاتل کا نام بتلا دیتا۔ مگر انہوں نے حجت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سختی بڑھتی گئی۔ (القصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام شرم و حیاء کے پتلے تھے۔ حدیث میں آپ کی اس صفت کا تذکرہ کیسے کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام شرم و حیا کی وجہ سے اپنے جسم کو اس طرح چھپائے رکھتے تھے کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ آپ غسل بھی پردے میں کیا کرتے تھے تاکہ جسم پر کسی کی نگاہ نہ پڑے۔ قوم نے اسی کو بہانہ بنا کر آپ پر یہ الزام لگا دیا کہ موسیٰ علیہ السلام پردے میں اس لیے غسل کرتے ہیں کہ شرم کے مقام پر یا تو برص کے نشان ہیں یا پیشاب کی جگہ کوئی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام سے بری کرایا۔ ایک مرتبہ آپ نے غسل کرنے کے لیے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے اور غسل کرنے لگے۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لیے پتھر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ خدا کی قدرت کہ وہ پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگنے لگا۔ آپ اپنا عصا لے کر اس کے پیچھے دوڑے۔ یہاں تک کہ وہ پتھر ایک ایسی جگہ پر جا کر رک گیا جہاں لوگوں کا مجمع تھا۔ چونکہ آپ برہنہ تھے۔ اس لیے آپ کے جسم پر لوگوں کی اچانک نظر پڑی تو سب نے دیکھ لیا کہ آپ میں کوئی عیب نہیں۔ پھر آپ نے غصے میں پتھر کو اپنے عصا سے مارا، جس سے کئی نشان پڑ گئے۔ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتنی عمر میں اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ انہوں نے اللہ سے دعا فرمائی اے اللہ مجھے آخری عمر میں بیت المقدس کے قریب کر دے۔ اللہ نے دعا قبول کی اور آپ نے ارض مقدس کے قریب کثیب احمر (سرخ ٹیلے) کے قریب وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا پیش گوئی فرمائی تھی؟

جواب: جس زمانے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر میں تھے اور اس وقت کے فرعون نے آپ کی اہلیہ حضرت سارہ علیہا السلام سے بدتمیزی کی نیت کی تھی۔ اس قیام کے دوران آپؑ نے پیش گوئی کی تھی کہ میری نسل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھ سے مصر کا بادشاہ ہلاک ہوگا۔ (البدایہ والنہایہ۔ قصص القرآن)

سوال: فرعون مصر کے خواب کے بارے میں بعض صحابہؓ نے کیا بتایا ہے؟

جواب: بعض صحابہؓ سے منقول ہے کہ اس زمانے کے فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ بھڑکتی چلی آرہی ہے۔ جس سے مصر کے قبطیوں کے گھر جل کر خاک ہو رہے ہیں مگر بنی اسرائیل کے گھر محفوظ ہیں۔ خواب سے بیدار ہوا تو اس نے کاہنوں اور جادوگروں سے خواب کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس سے مصر کے قدیم باشندے اور ان کا بادشاہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور بنی اسرائیل کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس لیے بادشاہ نے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (البدایہ والنہایہ۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے محل میں کتنا عرصہ گزارا اور آپ کی بود و باش کیا تھی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام بادشاہ وقت فرعون کے ہاں تیس سال تک رہے۔ وہ فرعون کے شاہی خاندان کا لباس پہنتے تھے۔ اس کی مخصوص سواریوں پر سوار ہوتے تھے اور اس کے فرزند کہلاتے تھے۔ (جلالین۔ قصص القرآن)

سوال: حدیث شریف میں کوہ طور پر بھڑکنے والی آگ کو کیا کہا گیا ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وادی مقدس میں جو آگ چمکتی اور بھڑکتی دیکھی تھی وہ دنیا کی آگ نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کا نور جلال تھا یا حجاب نوری تھا۔

(تفسیر عثمانی۔ قصص القرآن۔ صحیح مسلم)

سوال: حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا رجل مومن کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: قرطبی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدیقین صرف چند ایک ہیں۔ جن میں ایک حبیب نجار جن کا قصہ سورۃ یٰسین میں موجود ہے۔ دوسرے آل فرعون کا رجل مومن اور تیسرے ابوبکر صدیقؓ اور یہ ان سب میں افضل ہیں۔ (تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پندرہ آیات (معجزے یا نشانیاں) بیان ہوئی ہیں۔ حدیث میں کچھ دوسری آیات کیا ہیں؟

جواب: حضرت صفوان بن عسال کی ایک حدیث جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مرتبہ دو یہودیوں نے حضرت نبی اکرم ﷺ کے دعویٰ نبوت کا امتحان لینا چاہا۔ مشورے کے بعد وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو تسع آیات (نو نشانیاں) دی تھیں ان کی نشاندہی کیجیے؟ آپ نے ارشاد فرمایا نو آیات یہ ہیں: ''شرک نہ کرنا، زنا نہ کرنا، کسی کو ناحق قتل نہ کرنا، چوری نہ کرنا، جادو نہ کرنا، سود نہ کھانا، پاک دامن پر تہمت نہ لگانا، میدان جنگ سے فرار نہ ہونا اور اے یہود! تمہارے لیے یہ حکم بھی تھا کہ یوم سبت (ہفتے کے دن) کی خلاف ورزی نہ کرنا۔'' یہ سن کر ان یہودیوں نے آپ کے ہاتھ چومے اور واپس چلے گئے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ تسع آیات کی ایک یہ بھی تشریح ہے جو آپ نے فرمائی کیونکہ یہ تشریح قرآنی تشریح سے مختلف ہے۔ اس لیے مفسرین نے اس حدیث کا مختلف طور پر جواب دیا ہے۔ ایک صحیح حدیث میں نو آیات سے احکام الٰہیہ مراد ہیں۔ (ترمذی۔ سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: قارون کے بارے میں ارشاد نبوی بتا دیجیے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بنی اسرائیل کا ایک شخص (قارون) اپنے لباس کی شان و شوکت کے ساتھ اکڑتا چلا جا رہا تھا۔ اچانک زمین میں دھنسا دیا

گیا اور وہ قیامت تک اسی طرح دھنستا چلا جائے گا۔" (صحیح بخاری۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کی ایذا رسانی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کن الفاظ میں یاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: "موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ ان کو اللہ کی راہ میں اس سے زیادہ ایذا دی گئیں مگر انہوں نے صبر کیا۔"

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتایئے قیامت کے دن کے حوالے سے رسول کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیسے فرمایا؟

جواب: نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "مجھ کو موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ اس لیے کہ جب قیامت کے دن لوگوں پر دہشت سے غشی طاری ہو جائے گی تو سب سے پہلے جس شخص کو ہوش آئے گا وہ میں ہوں گا۔ دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کا پایہ پکڑے کھڑے ہیں۔ اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کو مجھ سے پہلے غشی سے ہوش آیا تھا یا یہ آج مدہوشی سے بری کر دیے گئے۔" حضور ﷺ کا ارشاد انکساری کی وجہ سے ہے ورنہ آپ تو کل اولادِ بنی آدم کے سردار ہیں۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: بخاری و مسلم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ کیسے ملتا ہے؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے پاس فرشتہ حاضر ہوا۔ فرشتۂ موت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا، اپنے پروردگار کی طرف سے پیغام اجل قبول کیجئے۔ (چونکہ فرشتہ انسانی شکل میں تھا اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام پہچان نہ سکے)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ وہ فوری روانہ ہو گیا۔ اور بارگاہ الٰہی میں شکایت کی کہ تیرا بندہ موت نہیں چاہتا اور یہ کہ اس نے طمانچہ رسید کر دیا ہے۔ اللہ

تعالیٰ کی جانب سے اس کی آنکھ ٹھیک کر دی گئی۔ اور حکم دیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر جاؤ اور کہو کہ یہ اللہ کا حکم ہے کہ اگر دنیا میں مزید رہنا چاہتے ہو تو کسی بیل کی کمر پر اپنا ہاتھ رکھ دو جس قدر بال تمہاری مٹھی میں آ جائیں گے ہم ہر بال کے عوض تمہاری حیات دنیوی میں ایک سال کا اضافہ کر دیں گے، فرشتے نے دوبارہ حاضر ہو کر اللہ کا پیغام سنایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اس کے بعد کیا ہوگا۔ فرشتے نے جواب دیا کہ آخر پھر موت ہوگی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اگر طویل عمر کے بعد بھی موت ہی ہے تو تاخیر کی کیا ضرورت ہے لقاءِ رب ہی بہتر ہے۔ چنانچہ فرشتے نے روح قبض کر لی۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ فتح الباری)

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین

سوال: بتایئے کلیم اللہ کس نبی کا لقب ہے آپ کو کلیم اللہ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: جلیل القدر پیغمبر اور بنی اسرائیل کے ایک مشہور نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے خاص طور پر براہِ راست کلام فرمایا تھا۔ (تفسیر در منثور۔ قصص الانبیاءؑ۔ قصص القرآن۔ تفسیر احسن البیان)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کب ہوئی؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام اس فرعون کے زمانے میں پیدا ہوئے جس نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ (تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ ارض الانبیاءؑ)

سوال: فرعون مصر نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

جواب: فرعون نے بنی اسرائیل پر اپنے ایک خواب کی وجہ سے ظلم و ستم کیا۔ اس نے سارے مصر میں فرمان جاری کر دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ لڑکی پیدا ہو تو اسے کچھ نہ کہا جائے تاکہ اس سے بیگار کا کام لے کر اس قوم کو رسوا کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے فرعون کے سپاہی گھر گھر

چھاپے مارے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: ہزاروں سال معزز و محترم رہنے والی قوم بنی اسرائیل کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: اہل لغت کے نزدیک عبرانی زبان میں موسیٰ علیہ السلام کے معنی ہیں پانی سے نکالا ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ''مو'' قبطی زبان میں پانی کو اور ''سا'' درخت کو کہتے ہیں۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے فرعون کے ڈر سے صندوق میں بند کر کے درختوں کے نیچے پانی میں بہا دیا تھا۔ اس کے بعد آپ خدا کے حکم سے زندہ سلامت نکال لیے گئے تھے۔ اس لیے آپ کا نام موسیٰ علیہ السلام پڑ گیا۔

(قاموس القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیں۔ آپ کا سلسلہ نسب کیا تھا؟

جواب: آپ کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام یوکابد تھا۔ اور تین واسطوں سے آپ کا نسب حضرت یعقوب علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ کا نسب اس طرح ہے: عمران بن قاہت بن لاوی بن یعقوب۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام کے والد عمران حضرت یعقوب علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کے درمیان تقریباً چار سو سال کا وقفہ ہے۔ (قصص القرآن۔ تاریخ ابن کثیر۔ ارض الانبیاء)

سوال: موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو دریا میں کیوں ڈال دیا تھا؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد آپ کی والدہ فرعون کے حکم کی وجہ سے پریشان ہوئیں کہ بچے کو قتل نہ کر دیا جائے، پہلے تو بچے کو برابر چھپانے کی کوشش کرتی رہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دریا میں ڈال دینے کا حکم دیا تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ (القرآن۔ تفسیر فتح البیان۔ تفسیر عثمانی)

سوال: صندوق میں ڈالنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق کو پانی سے کس طرح محفوظ کیا؟

جواب: مفسرین کے بقول انہوں نے صندوق کو پانی کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے اس پر رال اور روغن کی پالش کی پھر اللہ کی حفاظت میں اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس میں بند کر کے پانی میں ڈال دیا۔ (القرآن۔تفسیر حقانی۔تفسیر عثمانی۔معارف القرآن)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ کی والدہ نے فرعون کے ڈر سے صندوق میں بند کر کے کس دریا میں ڈالا تھا؟

جواب: مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ انہوں نے صندوق کو دریائے نیل کی موجوں کے حوالے کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔سیرت انبیائے کرام۔قصص القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق کی نگرانی کے لیے کسے مقرر کیا؟

جواب: آپ اللہ کی حفاظت کی وجہ سے مطمئن تو تھیں لیکن دیکھنا چاہتی تھیں کہ صندوق کس طرف جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی بڑی بیٹی کو اس کی نگرانی کے لیے مقرر کیا کہ دیکھتی رہے صندوق کہاں جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی کیسے حفاظت کرتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔سیرت انبیائے کرام۔قصص القرآن)

سوال: فرعون کی بیوی کا نام آسیہ تھا۔ بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صندوق اس کے ہاتھ کیسے لگا؟

جواب: دریائے نیل سے ایک نہر فرعون کے محل میں جاتی تھی۔ وہ صندوق نہر کے راستے فرعون کے محل میں پہنچ گیا۔ اور ایسی جگہ رکا جہاں سے فرعون کی بیوی آسیہ کے ہاتھ لگ گیا۔ (تفسیر مظہری۔تفسیر ماجدی۔تذکرۃ الانبیاءؑ۔قصص الانبیاءؑ)

سوال: آسیہ نے فرعون سے کیوں کہا کہ وہ بچے (موسیٰ علیہ السلام) کو پالنا چاہتی ہے؟

جواب: آسیہ نے صندوق کھولا تو چاند سا بچہ مسکراتا ہوا نظر آیا۔ ایک تو اس بچے کی معصومیت اور خوبصورتی کی وجہ سے اور دوسرے ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی اس لیے انہوں نے فرعون کو اس بچے کے قتل سے روکا اور پالنے کے لیے کہا۔ شروع میں وہ اس خیال سے متفق نہیں تھا لیکن آخر اسے قائل ہونا پڑا۔

(تفسیر ابن کثیر۔تفہیم القرآن۔قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کس طرح فرعون مصر کے محل میں پہنچی؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم صندوق کی نگرانی کرتے کرتے نظارہ کرنے والوں میں شامل ہو کر فرعون کے محل میں داخل ہو گئی تھی۔

(تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام۔ ارض الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی دودھ پیتے بچے تھے جب فرعون کے محل میں پہنچے۔ بتایئے کون سی بات ان میاں بیوی کے لیے پریشانی کا باعث بنی؟

جواب: بچے کی پرورش کی فکر ہوئی اور دودھ پلانے والی عورت کی تلاش شروع کی۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی کے دودھ کو منہ نہ لگایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ڈال دیا تھا کہ کسی غیر عورت کا دودھ نہ پئیں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام۔ ارض الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کے لیے محل میں کیسے آئیں؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم نے کہا میں ایک عورت کا پتہ بتاتی ہوں۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ اگر وہ عورت اس کی پرورش پر راضی ہو جائے تو یہ پریشانی دور ہو جائے گی، لڑکی کے مشورے سے اس عورت (ام موسیٰ علیہ السلام) کو بلوایا گیا۔ آپ نے والدہ کا دودھ پیا۔ (تفہیم القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرعون کی بیوی آسیہ نے حضرت موسیٰ کو لے جانے کی کیوں اجازت دے دی؟

جواب: دودھ پلانے والی عورت یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ میں اپنا گھر چھوڑ کر اس بچے کی پرورش کے لیے نہ تو روزانہ یہاں آسکتی ہوں اور نہ یہاں رہ سکتی ہوں۔ اپنے گھر لے جا کر اس کی پرورش کر سکتی ہوں۔ چنانچہ انہیں موسیٰ علیہ السلام کو گھر لے جانے کی اجازت مل گئی۔ اس طرح کسی کافر عورت کا دودھ پلوانے کی بجائے ماں کے دودھ پر آپ کی پرورش ہوئی۔

(تفہیم القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: دودھ پلانے کے زمانے میں ام موسیٰ علیہ السلام کبھی کبھی آپ کو فرعون و آسیہ سے ملوانے لے آتی تھیں بتایئے موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بچپن میں فرعون کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: ایک مرتبہ ام موسیٰ آپ کو فرعون کے محل میں لے کر آئیں۔ آسیہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا استقبال ہوا اور دایہ (ام موسیٰ) کو نذرانے اور تحائف ملے۔ آسیہ اپنے شوہر کے پاس بچے کو لے گئیں۔ فرعون نے گود میں بٹھا لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں عام بچوں کی طرح فرعون کی ڈاڑھی پکڑ کر زور سے کھینچ ڈالی۔ (تفہیم القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے فرعون نے بچپن میں موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا کیوں حکم دیا تھا؟

جواب: آپ نے فرعون کی بھرے دربار میں ڈاڑھی کھینچی تو اس نے غصے سے جلاد کو بلا کر حکم دیا کہ اس بچے کو قتل کر دیا جائے۔ (تفہیم القران۔ تفسیر عثمانی۔ ضیاء القرآن)

سوال: فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے کیوں کر باز رہا؟

جواب: فرعون کی بیوی آسیہ قتل کے حکم پر پریشان ہو گئیں۔ اللہ نے ان کے دل میں بات ڈال دی کہ فرعون سے کہیں یہ تو بچہ ہے۔ اسے اچھے برے کا کیا شعور ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: فرعون کو اپنی بات کا یقین دلانے کے لیے اس کی بیوی آسیہ نے کیا مشورہ دیا؟

جواب: اس نے کہا بچہ تو بے سمجھ ہوتا ہے۔ ایسا کریں کچھ آگ کے انگارے اور کچھ موتی منگا کر اس بچے کے سامنے رکھ دیں۔ اگر موتیوں کی طرف ہاتھ بڑھائے تو سمجھ لیں کہ واقعی بچے کو شعور ہے اور اگر انگاروں کی طرف جائے تو سمجھیں ناسمجھ ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ فوراً چہکتے ہوئے انگاروں کی طرف دوڑے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے انگارہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ موتی اٹھانے لگے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا رخ انگاروں

کی طرف کر دیا۔ انگارہ منہ میں رکھنے سے آپ کی زبان متاثر ہوئی۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے ام موسیٰ نے آپ کو کب فرعون اور آسیہ کے حوالے کیا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے دودھ چھڑانے کے بعد آپ کو فرعون کی بیٹی کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد آپ ایک عرصہ تک شاہی محل میں زیر تربیت رہے اور وہیں نشوونما پائی۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرعون نہ صرف خدا کا باغی تھا بلکہ اس نے خدائی کا بھی دعویٰ کیا تھا۔ وہ اپنی بیوی آسیہ پر کیوں ظلم کرتا تھا؟

جواب: آسیہ ایماندار اور ولیہ کاملہ تھیں۔ فرعون کو جب ان کے ایمان کا پتہ چلا تو انہیں طرح طرح کی ایذائیں دیتا۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بی بی آسیہ کو ان کے لیے جنت میں بنا ہوا محل دکھایا جاتا تھا۔ اسے دیکھ کر آپ کو سختیاں بھول جاتیں۔ آخر فرعون نے انہیں قتل کر دیا۔

(قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ قصص القرآن۔ فوائد عثمانی)

سوال: موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل تھی۔ بتایئے فرعون کا تعلق کس قوم سے تھا؟

جواب: فرعون قبطی قوم سے تھا جو بنی اسرائیل پر ظلم و تشدد کرتی تھی۔

(تفسیر ضیاء القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کیوں ٹکر لی تھی؟

جواب: اسرائیلی قبطی قوم کے ظلم کا شکار تھے اور انتہائی مظلوم تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی تھی۔ چنانچہ آپ نے اس مظلوم قوم کی حمایت میں فرعون سے ٹکر لی۔ اور آخر انہیں فرعون کی غلامی سے آزاد کرایا۔ آپ فرعون کی قوم سے ان کے ظلم کی وجہ سے بیزار تھے۔

(تفسیر عثمانی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمدرد اور رحم دل تھے۔ آپ کے ہاتھوں اتفاقیہ ایک مصری

کی ہلاکت کیسے ہو گئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا گھر شہر سے باہر تھے۔ وہ ان سے ملنے بھی جاتے تھے اور آپ کی عادت تھی کہ شہر میں گشت کرتے وقت جائزہ لیتے رہتے کہ کوئی مظلوم ایسا ہو جس کی مدد کرسکیں۔ بنی اسرائیل کے لوگ بھی ان کے ساتھ رہتے۔ ایک روز آپ نے دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے تھے۔ ایک اسرائیلی تھا دوسرا قبطی۔ کہا جاتا ہے کہ قبطی فرعون کے باورچی خانہ میں کام کرتا تھا۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی فریاد کی۔ موسیٰ علیہ السلام قبطیوں کے ظلم سے آگاہ تھے۔ اب جو اپنی آنکھوں سے یہ واقعہ دیکھا تو رگ حمیت بھڑک اٹھی۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ ہو سکتا ہے قبطی نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی سمجھانے بجھانے کے دوران کوئی سخت لفظ کہا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو ایک گھونسہ رسید کر دیا۔ آپ چونکہ طاقتور جوان تھے۔ ایک ہی گھونسے میں اس کا کام تمام ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی اسے جان سے مار دینے کی نہ تو نیت تھی اور نہ اندازہ تھا کہ وہ ایک ہی گھونسے سے مر جائے گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے اللہ سے معافی مانگی جو دے دی گئی۔

(فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قبطی کی ہلاکت کی خبر فرعون تک کیسے پہنچی اور اس نے کیا کہا؟

جواب: قبطی کی ہلاکت کی خبر تمام مصر میں پھیل گئی لیکن قاتل کا پتہ نہ چلا کیونکہ تمام بنی اسرائیل ان کو پسند کرتے تھے۔ قبطی کے عزیز و اقارب فریاد لے کر فرعون کے پاس پہنچے تو اس نے کہا کہ جب تک قتل کا پتہ نہیں چلتا میں کس کو سزا دوں۔

(سیرت انبیائے کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قبطی کے قتل کا راز کس طرح افشا ہوا اور فرعون نے کیا حکم جاری کیا؟

جواب: پہلے قتل کا مسئلہ حل نہیں ہوا تھا کہ اگلے دن وہی اسرائیلی جس کو بچاتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو گھونسہ مارا تھا کسی دوسرے قبطی سے جھگڑ رہا تھا اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر مدد کے لیے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام کو گذشتہ روز کے واقعہ پر

افسوس تھا۔ آپ نے اس اسرائیلی کو دھمکایا کہ تم ہی غلط ہو۔ اسرائیلی نے جب دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی مدد کرنے کی بجائے اسے ڈانٹ رہے ہیں تو کہنے لگا کہ موسیٰ! کل تو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ آج مجھے کرنا چاہتا ہے۔ اسرائیلی کے شور سے قبطی کا راز کھل گیا۔ اور فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن)

سوال: ایک ہمدرد کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتہ چلا کہ فرعون کے دربار میں آپ کے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں تو آپ کہاں روپوش ہو گئے؟

جواب: ابھی آپ کو نبوت نہیں ملی تھی۔ آپ اس آدمی کے مشورے پر مدین روانہ ہو گئے۔ راستے سے ناواقف۔ بے سروسامانی کا عالم۔ کھانے پینے کو بھی کچھ نہیں تھا۔ راستے میں درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرتے۔ شاہی محل میں ناز و نعم سے پلے تھے۔ پیدل چل کر پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ اللہ کے بھروسے پر سفر طے کیا اور مدین پہنچ گئے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مدین کے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو جن سے کیوں تعبیر کیا؟

جواب: آپ مدین کے ایک کنویں کے قریب پہنچے تو وہاں پانی بھرنے والے لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ ایک طرف دو باحیا لڑکیاں دیکھیں جو اپنی بکریاں لیے مایوسی کے عالم میں کھڑی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام ان کی مدد کے لیے مجمع کو چیرتے آگے بڑھے۔ کنویں کا ڈول جو کئی آدمیوں سے نہیں کھینچا جاتا تھا اکیلے کھینچا اور بکریوں کو پانی پلا دیا۔ اس پر وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ آدمی ہے یا جن کہ اتنے بڑے ڈول کو تنہا کھینچ لیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ قصص القرآن)

سوال: کنویں پر بکریاں لانے والی لڑکیوں کے والد کون تھے؟

جواب: وہ ایک بوڑھے اور نیک بزرگ تھے۔ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ وہ حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔ (قصص القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: لڑکیوں نے باپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کیا

فرمایا؟

جواب: انہوں نے باپ سے جا کر کہا تو انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ بعض کہتے ہیں اس لیے کہ انہیں کوئی مرد درکار تھا نیک بخت جو بکریاں بھی سنبھالے اور اس سے بیٹی بھی بیاہ دیں۔ (تفسیر شاہ عبدالقادر۔ تفسیر عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس طرح تسلی دی؟

جواب: آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرگزشت سنی تو فرمایا، اب کسی خوف و ڈر کی ضرورت نہیں کیونکہ مدین حدود مصر سے خارج ہے۔ یہاں فرعون کی حکومت نہیں۔ بحر مدین اور مصر میں کافی فاصلہ ہے۔ اس زمانے میں مصر سے پہنچنے میں آٹھ دس دن لگ جاتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام۔ ارض الانبیاء)

سوال: بتایئے موسیٰ علیہ السلام نے کتنا عرصہ حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت کی اور ان کی کب شادی ہوئی؟

جواب: آپ نے دس سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں اور ان کی خدمت کی۔ اسی دوران آپ کی شادی حضرت شعیب علیہ السلام کی بڑی بیٹی مریم سے ہوگئی۔ (تفسیر عزیزی۔ تاریخ ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس مصر کیوں آئے؟

جواب: آپ کو والدہ سے جدا ہوئے کافی عرصہ گزر چکا تھا اس لیے آپ نے حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت چاہی۔ انہوں نے مع اپنی بیٹی مریم کو بخوشی اجازت دے دی۔ ساتھ ہی بکریاں کا ریوڑ اور بہت سا سامان دیا اور آپ مصر کے لیے روانہ ہو گئے۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سفر میں کوئی ملازم بھی ساتھ تھا۔

(تفسیر عزیزی۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مدین سے مصر کے راستے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: آپ اپنی زوجہ کو لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو سردی کی شدت میں اضافہ ہو چکا تھا۔ راستہ بھی نیا تھا۔ رات اندھیری کی وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

اسی حالت میں آپ کی بکریاں بھی ادھر ادھر ہو گئیں۔ بیوی کے ہاں بچے کی پیدائش ہونے والی تھی۔ اسے بھی راستے میں تکلیف شروع ہو گئی۔

(تفسیر عزیزی۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کو آگ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

جواب: سردی کی شدت، بیوی کی تکلیف۔ اور رات کے اندھیرے کی وجہ سے آگ کی ضرورت پڑی تو آپ نے چقماق یعنی دو پتھروں کو رگڑ کر آگ جلانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ آپ بیوی کو وہیں چھوڑ کر آگ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ (تفسیر مظہری۔ قصص القرآن۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جنگل میں کس قسم کی آگ دیکھی اور وہ حیران کیوں ہوئے؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام ایک میدان میں پہنچے تو آگ نظر آئی۔ قریب گئے تو دیکھا کہ ایک درخت کو بڑے زور کی آگ لگی ہوئی ہے۔ لیکن عجیب نظارہ یہ ہے کہ آگ جتنی بھڑکتی ہے وہ درخت اتنا ہی سرسبز وشاداب ہو کر اور زیادہ لہلہانے لگتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ جونہی کوئی شاخ ٹوٹ کر گرے تو اٹھا کر لے جاؤں۔ وہ حیران ہوئے کہ جوں ہی آپ اس نیت سے درخت کے قریب جاتے تو وہ دور ہوتا جاتا اور جب گھبرا کر پیچھے ہٹتے تو آگ پیچھا کرتی۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: موسیٰ علیہ السلام حیرت و دہشت کے عالم میں تھے کہ آواز آئی ''اے موسیٰ علیہ السلام یقیناً میں تیرا رب ہوں۔'' آپ نے یہ آواز کیسے سنی؟

جواب: امام احمدؒ وہب سے نقل کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب ''اے موسیٰ'' سنا تو کئی بار لبیک کہا، اور عرض کیا میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ بھی پاتا ہوں مگر دکھائی نہیں دیتا کہ تو کہاں ہے۔ آواز آئی میں تیرے اوپر ہوں۔ تیرے ساتھ ہوں، تیرے سامنے ہوں، تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے

نزدیک ہوں۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک بال سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔ (مسند احمد۔ فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مدین سے مصر سفر کے دوران میدان طویٰ میں اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی تو کون سی نشانیاں دی گئیں؟

جواب: قرآن میں نو نشانیوں کا ذکر ہے۔ جسے مفسرین و محدثین نے معجزے کہا ہے۔ ان میں سے دو بڑے معجزے میدان طویٰ میں دیئے گئے۔ ان میں عصا کا معجزہ اور ید بیضاء کا معجزہ تھا۔ (قصص القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر کشاف)

سوال: حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کن نو بڑے معجزوں کا ذکر کیا ہے؟

جواب: آپ فرماتے ہیں کہ قرآن میں تسع آیات سے نو نشانیاں (معجزے) مراد ہیں۔ ان میں (۱) عصاء (۲) ید بیضاء (۳) سنین (۴) نقص ثمرات (۵) طوفان (۶) جراد (۷) قمل (۸) ضفادع (۹) دم۔ (القرآن۔ در منثور۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ فتح القدیر)

سوال: عصا کا معجزہ کس نبی کا تھا اور یہ کیسا معجزہ تھا؟

جواب: یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا۔ انہوں نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ دو منہ والا اژدہا بن گیا۔ جب بھی حسب ضرورت آپ ایسا کرتے اللہ کے حکم سے وہ عصا (لاٹھی) سانپ بن جاتی۔ جیسا کہ جادوگروں سے مقابلے کے وقت ہوا۔

(القرآن۔ انبیاء کے معجزے۔ قصص القرآن)

سوال: ید بیضاء کے معنی ہیں چمکتا ہوا ہاتھ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ کون سا معجزہ تھا؟

جواب: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ بغل میں دے کر باہر نکالتے تو اللہ کے حکم سے وہ چمکنے لگتا تھا۔ یہ چمکتا ہوا ہاتھ برص یا کسی بیماری کی وجہ سے نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ انہیں یہ معجزہ عطا ہوا تھا۔ (القرآن۔ انبیاء کے معجزے۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا مقرب بنایا۔ اس سلسلے میں ایک مشہور روایت کیا ہے؟

جواب: پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو باتیں کی تھیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ میں نے تم کو اپنے پیغامات اور بات چیت اور اپنا مقرب بنانے کے ذریعے سے لوگوں پر بزرگی عنایت فرمائی ہے۔ ایک دن وہ تھا کہ تم بکریاں چرا رہے تھے، پس ان میں سے ایک بکری بھاگ نکلی اور تم اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ یہاں تک کہ تم نے اس کو پکڑ لیا۔ حالانکہ تم بھی تھک گئے تھے۔ اور بکری بھی تھک گئی تھی۔ پس تم نے اسے اپنی گود میں لے لیا اور کہا، بیچاری تو نے اپنے کو بھی تھکایا اور مجھے بھی۔ اسی حلم اور شفقت کا صلہ یہ ملا کہ سرکش بندوں کو خداوندی آستانے پر لانے کے لیے شاہی سفیر قرار پائے۔ (آپ بیتی۔ مواعظ پیران پیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ دین کے لیے سب سے پہلے فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا۔ آپ نے اس موقعے پر کون سی دعائیں مانگیں؟

جواب: آپ نے اللہ تعالیٰ سے پانچ دعائیں مانگیں۔ اے اللہ! میرا سینہ کھول دے۔ میرا کام آسان کر دے۔ میری زبان کی گرہ کھول دے۔ میرے اقرباء میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر (نبی) بنا دے۔ اسے میرے کام میں مددگار بنا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زبان کی گرہ کھولنے کی دعا بھی مانگی تھی۔ مفسرین نے اس سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: مفسرین نے کہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میری زبان کی گرہ اتنی کھل جائے کہ قوم میری بات سمجھ سکے۔ اس لیے آپ کی زبان میں لکنت باقی رہ گئی۔ گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی رحمت کو محدود کر دیا تھا۔ اگر قید نہ لگاتے تو اللہ تعالیٰ زبان کو ایسا صاف کر دیتے کہ کوئی شکایت باقی نہ رہتی۔

(قصص الانبیاء ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت کیوں تھی؟

جواب: ایک وجہ تو مشہور ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں آگ کے انگارے پکڑ کر منہ میں ڈال لیے تھے تو آپ کی زبان جل گئی تھی۔ اور بولنے میں لکنت پیدا ہو گئی تھی۔ دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کی زبان میں پیدائشی لکنت تھی جس کی وجہ سے بولنے میں رکاوٹ پیدا ہوتی تھی۔ تاہم پہلی وجہ زیادہ قرین قیاس ہے اور یہ لکنت بھی معمولی ہو گی کیونکہ نبی کو بے عیب اور بغیر کسی معذوری کے پیدا کیا جاتا ہے۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: فرعون کو تبلیغ کرتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ترجمانی کے فرائض کون سر انجام دیتا تھا؟

جواب: حضرت ہارون علیہ السلام فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ترجمانی کرتے تھے۔ (تفسیر طبری۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے۔ بتائیے وہ آپ سے بڑے تھے یا چھوٹے؟

جواب: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال پہلے وفات پائی۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو آپ کا وزیر اور نبی بنا دیا گیا۔ بتائیے دونوں بھائیوں کی کب اور کہاں ملاقات ہوئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام ابھی کوہ طور کے دامن میں تھے کہ اللہ نے نبوت اور معجزے دیئے۔ آپ کی دعا سے حضرت ہارون کو بھی وزارت و نبوت ملی۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کی اطلاع دے دی۔ اور مصر میں حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی بتا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر پہنچے تو حضرت ہارون علیہ السلام نے شہر سے باہر نکل کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر گھر لے آئے دونوں بھائی والدہ کے پاس رہے۔ (تفسیر قرطبی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر عزیزی۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کو فرعون سے تبلیغ کرنے کا بتایا تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب: ام موسیٰ کو فرعون کے مظالم یاد آ گئے اور پریشان ہو گئیں۔ اور بیٹوں سے خوف کا اظہار کیا۔ دونوں بھائیوں نے بتایا کہ اللہ نے انہیں فرعون کے مقابلے میں کامیاب کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ والدہ مطمئن ہو گئیں اور کامیابی کے لیے دعا کی۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر عزیزی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے فرعون کون تھا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا کیا نام تھا؟

جواب: فرعون کسی ایک شخص کا نام نہیں تھا بلکہ مصر کے تخت پر بیٹھنے والے ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا۔ اور یہ طریقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے چلا آ رہا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں جو مصر کا بادشاہ تھا وہی پہلا فرعون تھا۔ پھر خاندان بدلتے رہے۔ مگر ڈھائی ہزار سال تک شاہان مصر کا خطاب فرعون ہی رہا۔ مفسرین و مؤرخین کا یہ بھی کہنا ہے کہ فرعون شاہان مصر کا لقب تھا۔ کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں تھا۔ تین ہزار سال قبل مسیح سے لے کر عہد سکندر تک فراعنہ کے اکتیس خاندان مصر پر حکمران رہے۔ جس فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل خواب دیکھا تھا اس کا نام قابوس تھا۔ اسی نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔

(سیرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے دونوں بھائیوں ہارون علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے دربار میں جانے کا حکم دیا تو آپ نے کون سے دو مطالبے پیش کیے؟

جواب: دونوں بھائیوں نے فرعون سے کہا، پہلی بات یہ ہے کہ خدا پر ایمان لے آؤ۔ دوسری بات یہ کہ بنی اسرائیل کو آزادی دے دو۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ انبیاء)

سوال: بنی اسرائیل کا تعلق کس ملک سے تھا اور وہ کب مصر میں آئے؟

جواب: ان کا اصل وطن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ہی ملک شام تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ مصر میں آ کر بس گئے تھے اور چار سو سال تک وہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ملک شام

واپس دینا چاہتا تھا مگر فرعون چھوڑتا نہیں تھا۔ آخر اللہ نے فرعون کو غرق کر دیا۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: مصر کا بادشاہ فرعون بنی اسرائیل کو کیوں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا؟

جواب: فرعون قبطی قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ بنی اسرائیل سے غلاموں کی طرح بیگار لیتا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے انتقال کے بعد مصری بنی اسرائیل سے نفرت کرنے لگے تھے۔ ان کو طرح طرح سے ذلیل کرتے۔ ان کی عورتوں سے گھروں میں جھاڑو دلواتے۔ برتن دھلواتے اور بعض دوسرے ذلت کے کام کرواتے۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کیا۔

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: فرعون کے بارے میں مصری لوگوں کا کیا عقیدہ تھا؟

جواب: مصری لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ فرعون نہ صرف ہمارا بادشاہ ہے بلکہ یہ بڑا مقدس دیوتا اور ہماری قسمتوں کے سیاہ و سفید کا مالک و مختار بھی ہے۔ فرعون بھی اپنے آپ کو سب سے بڑا خدا کہلواتا تھا اور لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصاء اور ید بیضاء کے معجزے فرعون کے دربار میں دکھائے تو کیا صورتحال سامنے آئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو وہ ایک بڑا اژدہا بن گیا۔ وہ اژدہا منہ کھول کر فرعون کی طرف چلا، آخر فرعون نے بدحواس ہو کر موسیٰ علیہ السلام سے اس کے پکڑنے کی درخواست کی، موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ لگتے ہی وہ اژدہا پھر عصا بن گیا۔ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس اژدہے نے فرعون کی طرف منہ پھیلایا تو وہ گھبرا کر تخت شاہی سے کود کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پناہ میں آ گیا۔ دوسرا معجزہ ید بیضاء کا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر اور بغل میں دبا کر نکالا تو غیر معمولی طور پر سفید اور چمکدار تھا۔ یہ روشنی اور چمک کسی مرض کی

وجہ سے نہیں تھی بلکہ یوں لگتا تھا کہ دل کی روشنی معجزانہ طور پر ہاتھ میں آ گئی تھی۔

(تفسیر کبیر۔ معارف القرآن۔ فوائد عثمانی)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کا ایک دن کیوں مقرر کیا گیا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دونوں معجزے پہلے تو فرعون نے خود دیکھے۔ پھر فرعون کے سرداروں نے یہ معجزے دیکھے تو انہوں نے بھی کہا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام سے مقابلے کا ایک دن مقرر کر لیا جائے۔ چنانچہ شاہی حکم پر پورے مصر سے جادوگر آنا شروع ہو گئے۔ اور مقابلہ شروع کرنے سے پہلے ہی فرعون کے ساتھ سودے بازی شروع کر دی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے مقابلے کے لیے قوم کے جشن منانے کا دن کیوں منتخب کیا؟

جواب: آپ نے یہ دن اس لیے متعین کیا تھا کہ وہ عید کا دن تھا اور اس دن فرعون کی سالگرہ منائی جاتی تھی اور ایک بڑے میدان میں جشن کا میلہ ہوتا تھا۔ اور مقابلے کا وقت بھی ایسا رکھا جب دن نکل کر سورج اونچا اور خوب روشن ہو جائے تاکہ میلے میں موجود ہر شخص صاف صاف دیکھ لے۔ (قصص القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کرنے والے جادوگروں کی تعداد کیا تھی؟

جواب: ان کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ نو سو سے لے کر تین لاکھ تک کی روایات ہیں۔ ان کے ساتھ لاٹھیوں اور رسیوں کا ایک انبار تھا۔ جو تین سو اونٹوں پر لاد کر لایا گیا تھا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر الستار)

سوال: کھلے میدان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کے وقت جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں نے کیا شکل اختیار کر لی تھی؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ وہ سانپ بن گئی تھیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے بقول جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں سانپ نہیں بنی تھیں بلکہ ان کی شعبدہ بازی کی وجہ سے

دیکھنے والے کو یوں لگتا تھا کہ سانپ کی طرح حرکت کر رہی ہیں۔ یہ جادوگر کا فریب نظر ہے اور جادوگر کیسا ہی تماشا دکھائے حقیقت کی طرح کامیاب نہیں ہو سکتا۔ علامہ رشید رضا حافظ ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ شعبدہ گری تھی۔ لاٹھیوں اور رسیوں میں پارہ بھرا ہوا تھا اور جس زمین پر ان کو ڈالا گیا اس کو نیچے سے کھود کر آگ دہکا دی گئی تھی۔ دیکھنے والے حسب قاعدہ دور کھڑے تھے ان کو اصل حقیقت کا علم ہی نہ ہو سکا۔ (تفسیر المنار۔ ترجمان القرآن۔ قاموس القرآن۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کے بعد جادوگروں اور عوام پر کیا اثر ہوا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا زمین پر ڈالا تو وہ اژدہا بن کر جادوگروں کی ڈالی ہوئی رسیوں اور لاٹھیوں کو کھا گیا۔ جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ تمام بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کو بڑی نعمت سمجھتے تھے۔ وہ دل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے مگر فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے ابتدا میں ایمان نہ لائے۔ جادوگر ایمان لائے تو بنی اسرائیل کے تھوڑے سے نوجوانوں نے اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ فرعون کی قوم کے چند گنے چنے قبطی بھی ایمان لے آئے۔ اور پھر آہستہ آہستہ پوری قوم بنی اسرائیل ایمان لے آئی جو چھ لاکھ بالغ مردوں پر مشتمل تھی۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا قانون دوبارہ کیوں نافذ کیا؟

جواب: پہلے اس نے ایک خواب کی بنا پر ایسا حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو کام کاج کے لیے زندہ رہنے دیا جائے۔ موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے چند سال بعد یہ قانون ختم کر دیا گیا تھا۔ اب جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ اور فرعون کی شکست کے بعد ترقی دیکھ کر فرعون کے سرداروں نے پھر مشورہ دیا کہ کہیں بنی اسرائیل تعداد میں بڑھ نہ جائیں چنانچہ فرعون نے مصر میں یہ قانون پھر سے نافذ کر دیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاءؑ مولانا عبدالعزیز۔ تفسیر مظہری)

سوال: قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصے میں ہامان اور قارون کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ دونوں کون تھے؟

جواب: ہامان فرعون کا وزیر اور مشیر خاص تھا۔ وہ فرعون کی ظالمانہ کارروائیوں میں شریک تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کو بھی سمجھاتے مگر وہ اپنی غلط حرکتوں سے باز نہ آتا تھا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی اور بنی اسرائیل کا ایک فرد تھا۔ فرعون نے اسے بنی اسرائیل پر نگران مقرر کیا تھا۔ جس کی وجہ سے بنی اسرائیل کو بہت ستاتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام سے اسے حسد تھا کہ انھیں نبوت مل گئی۔ وہ اتنا مالدار شخص تھا کہ خزانے کی کنجیاں کئی کئی مزدور اٹھاتے تھے پہلے لوہے کی کنجیاں تھیں جو وزنی ہونے کی وجہ سے اٹھانی مشکل تھیں۔ اٹھانے والے تھک جاتے۔ پھر لکڑی کی بنوائیں۔ وہ بھی بھاری تھیں۔ پھر چمڑے کی بنوائیں وہ بھی اتنی بھاری تھیں کہ اٹھانے والے لوگ لڑکھڑاتے تھے۔ وہ بڑا مغرور اور متکبر تھا۔

(تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر قرطبی۔ تاریخ ابن کثیر)

سوال: قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیا الزام لگایا؟

جواب: قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک سازش کی۔ اس نے ایک فاحشہ عورت کو دولت کا لالچ دے کر اس بات کے لیے تیار کیا کہ جب موسیٰ علیہ السلام وعظ و نصیحت کر رہے ہوں تو تو اس مجلس میں جا کر کہہ دینا کہ موسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے ناجائز تعلقات قائم کر رکھے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو اس بہتان پر بہت صدمہ ہوا۔ آپ یہ بات سن کر فوراً سجدے میں گر گئے۔ پھر سر اٹھا کر اس عورت سے کہا جو بات تم نے ابھی میرے متعلق کہی تھی کیا تو اب پھر خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتی ہو؟ یہ سن کر عورت پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور جواباً عرض کیا آپ کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ اب میں نہیں کہہ سکتی۔ البتہ یہ بات قسم کھا کر کہتی ہوں کہ مجھے قارون نے پیسے کا لالچ دے کر یہ بات کہنے کے لیے رضامند کیا تھا۔ ورنہ آپ تو اللہ کے مقدس اور پاک بندے ہیں۔ اس عورت کے

اعتراف کے باوجود آپ کو بہت دکھ ہوا۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیاء کرامؑ)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کب فرعون اور اس کی قوم کے لیے بددعا فرمائی؟

جواب: آپ نے یہ بددعا اس وقت فرمائی جب فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو دوبارہ قتل کرانا شروع کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانے لگا، عبادت خانے توڑ پھوڑ کر رکھ دیئے مذہبی آزادی سلب کر لی۔ ساتھ ہی یہ بھی خطرہ محسوس ہونے لگا کہ اس کے مال و دولت سے متاثر ہو کر اسلام لانے والے بھی گمراہ نہ ہونا شروع کر دیں۔

(قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کب قبول ہوئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بددعا کی تھی تو اس وقت حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے جاتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دونبیوں کی دعا قبول فرمائی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا اثر چالیس سال بعد ظاہر ہوا۔

(معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت سے معجزے عطا فرمائے تھے۔ ان معجزات کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: مفسرین نے معجزات کے اس دور کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ قیام مصر کا زمانہ ہے۔ دوسرا حصہ مصر چھوڑ کر بنی اسرائیل کو ساتھ لے جانے کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی پہلا حصہ فرعون کے دربار میں جانے اور عصاء موسیٰ اور ید بیضاء کے معجزے ہیں۔ دوسرے حصے میں وہ سات معجزے ہیں جن کی وجہ سے فرعون کی قوم پر آفات یا عذاب نازل ہوئے۔ مفسرین و مؤرخین لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر عذاب ہفتہ کو شروع ہوتا اور ایک ہفتہ کے بعد ختم ہو جاتا۔ پھر سوچنے کی مہلت ملتی۔ مگر ہر عذاب کے بعد ان کی سرکشی بڑھ جاتی پھر ہفتہ سے دوسرا عذاب شروع ہو جاتا۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قوم فرعون جن سات آفات کا شکار ہوئی انہیں معجزات موسیٰ علیہ السلام بھی کہا جاتا

ہے۔ وہ کون سی آفات تھیں؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کی امت کو اطمینان دلایا گیا اور قوم فرعون پر سب سے پہلے قحط کا عذاب نازل ہوا۔ پھر پھلوں کے نقصانات ہوئے۔ پھر تیسرا عذاب طوفان کا تھا۔ چوتھا عذاب ٹڈیوں کا۔ پانچواں عذاب چچڑی یا جوں کا۔ چھٹا عذاب مینڈکوں کا اور ساتواں عذاب خون کا آیا۔

(قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا۔ القرآن۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قوم موسیٰ علیہ السلام پر قحط کا عذاب کس طرح آیا اس کا کیا نتیجہ ہوا؟

جواب: قوم موسیٰ علیہ السلام پر قحط کا عذاب نازل ہوا کہ شاید راہ راست پر آجائیں۔ بارش بند ہو گئیں۔ کھیت خشک ہو گئے۔ اناج وغیرہ کی کمی ہو گئی۔ قحط پڑا تو فرعون کی قوم گھبرا گئی اور موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی اور وعدہ کیا کہ ہم ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے دعا فرمائی قحط کا عذاب ختم ہو گیا۔ مگر قوم پھر وعدے سے پھر گئی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ فرعونیوں کو ابتدائی تنبیہ کے طور پر قحط، خشک سالی جیسی معمولی تکلیفیں دی گئیں۔ تاکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی نصیحتوں پر عمل کریں۔ مگر انہوں نے پرواہ نہیں کی۔

(تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تفسیر روح البیان)

سوال: فرعون کی قوم پر طوفان کا عذاب کیسا تھا اور اس کے اثرات کیا تھے؟

جواب: یہ پانی کا طوفان تھا۔ جو صرف فرعونی بستی کے اندر تھا۔ اتنا شدید تھا کہ قوم فرعون کا ناک میں دم کر دیا تھا۔ گھروں میں پانی گھس گیا۔ نیچے بھی پانی۔ اندر بھی پانی۔ ہر طرف پانی۔ نہ چلنے کے لیے راستہ نہ بیٹھنے کے لیے جگہ نہ لیٹنے کا ٹھکانہ۔ دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام کی امت کے محلہ میں حالات بالکل ٹھیک تھے۔ جہاں چاہیں بیٹھیں، جہاں چاہیں لیٹیں، جیسے چاہیں چلیں پھریں۔ پانی کے اس طوفان سے تنگ آ کر فرعونیوں نے پھر موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی تو طوفان ختم ہو گیا۔ بلکہ کھیتیاں پھر سے ہری بھری ہو گئیں مگر قوم فرعون پھر وعدے سے پھر گئی۔

(تفسیر روح المعانی۔ تفسیر روح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: ٹڈیوں کا عذاب بھی فرعون قوم پر نازل ہوا تھا۔ وہ کیسا عذاب تھا؟

جواب: پانی کا عذاب ختم کر کے اور کھیتیاں سرسبز بنا کر اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو پھر سوچنے کا موقع دیا مگر جب انہوں نے پہلے سے زیادہ سرکشی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے نیا عذاب ٹڈیوں کا بھیج دیا۔ جس نے تھوڑی سی دیر میں ان باغات کو کھا کر برابر کر دیا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ ٹڈی دل کے علاوہ ایک کیڑا (دیمک) ایسا پیدا ہوا کہ اس نے لکڑی کی مصنوعات کو کھا کر ختم کر دیا۔ اس طرح غلہ وغیرہ کو ایک چھوٹے سے جانور سرسری نے کھوکھلا کر دیا۔ یہ عذاب بھی قوم فرعون یعنی قبطیوں پر آیا۔ قوم موسیٰ علیہ السلام اس سے محفوظ رہی۔

(قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر روح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے ٹڈیوں کے عذاب کے بعد قوم فرعون پر کون سا عذاب آیا۔؟

جواب: ٹڈی دل کا عذاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ختم ہوا اور قبطیوں کو ایمان لانے کے لیے مہلت دی گئی۔ مگر وہ پھر بھی سرکشی سے باز نہ آئے اور ایمان نہ لائے۔ تو ان پر چچڑی اور جوں کا عذاب آیا۔ جوں جب آدمی کے جسم اور کپڑوں میں پڑ جاتی تو اس کا سکون ختم ہو جاتا اور نیند اڑ جاتی۔ جسم کھجاتے کھجاتے خون نکلنے لگتا۔ اس عذاب سے تنگ آ کر پھر روتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہم پکی توبہ کرتے ہیں خدا سے عذاب ٹلنے کی دعا کیجئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو عذاب ختم ہو گیا۔

(قرآن حکیم انسائیکلوپیڈیا۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: فرعون کی قوم نے عذاب ختم ہوتے ہی پھر وعدے کی خلاف ورزی کی تو اس پر مینڈکوں کا عذاب کس طرح آیا؟

جواب: یہ عذاب ایسا تھا کہ فرعونیوں کے ہر گھر میں مینڈکوں کی اتنی کثرت ہو گئی کہ تنگ آ گئے۔ اگر کوئی کھڑا ہے تو مینڈک اس کے پاؤں میں آ کر گھس رہے ہیں۔ مینڈکوں کی اتنی کثرت کہ بیٹھنا اور لیٹنا بھی مشکل۔ کھانا پینا مشکل۔ ہنڈیا پک رہی

ہے تو اس میں مینڈک، کھانا کھا رہے ہیں تو روٹی کے لقمے میں مینڈک۔ کپڑے پہنتے تو اس میں مینڈک گھس جاتے۔ اس عذاب سے تنگ آ کر پھر موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی۔ آپ کی دعا سے اس عذاب سے نجات ملی۔

(قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: ساتواں عذاب کون سا تھا جو فرعون کی قوم پر نازل ہوا؟

جواب: مینڈکوں کا عذاب ختم ہونے پر قوم فرعون کو پھر سوچنے کی مہلت دی گئی مگر ان کی نافرمانی بڑھتی گئی۔ چنانچہ ان پر خون کا عذاب نازل کیا گیا۔ کھانے پینے کی ہر چیز خون بن جاتی تھی۔ کنویں سے پانی نکالتے تو وہ خون بنا ہوتا۔ پانی کا پیالہ منہ سے لگاتے تو وہ خون بن جاتا۔ کھانا کھانے بیٹھتے تو کھانا خون بن جاتا۔ حتیٰ کہ سامنے محلے میں رہنے والے بنی اسرائیل کے گھر سے اگر کوئی فرعونی پانی کا ایک گلاس مانگتا وہ پانی دے دیتا مگر فرعونی کے ہاتھ میں آتے ہی وہ پانی خون بن جاتا۔

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بعض مفسرین نے قوم فرعون پر آنے والی آفات کی وجوہات اور تفصیلات کیا بتائی ہیں؟

جواب: مفسرین و مورخین کہتے ہیں کہ فرعون کی قوم پر عذاب کی بڑی وجوہات خدا سے بغاوت و سرکشی۔ موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کی بے عزتی و توہین۔ آپ کی امت پر ظلم و زیادتی میں اضافہ تھیں۔ جب ایک عذاب آتا تو سب فرعونی روتے دھوتے موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے کہ ہم عذاب ختم ہوتے ہی ایمان لے آئیں گے۔ ان کی دعاؤں سے جو کہ معجزہ تھا عذاب ٹل جاتے۔ مگر پھر وہی حرکتیں شروع کر دیتے۔ سعید بن جبیرؓ سے منقول ہے کہ یہ عذاب یا آفات اس وقت آئیں جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مطالبے (یعنی بنی اسرائیل کی آزادی) کو تسلیم نہ کیا۔ قمل عربی میں عام طور پر جوں کو کہتے ہیں۔ توریت میں بھی اسے جوں ہی بتایا گیا ہے۔ لیکن ابن عباسؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ، ابن جریرؒ اور راغبؒ جیسے آئمہ

نے اس لفظ کا اطلاق سرسری، چھوٹی ٹڈی، جوں، چھوٹی مکھی، ان سب کیڑوں پر کیا ہے۔ ان اقوال کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فرعونیوں پر عذاب نازل ہوا تو انسانوں پر جوئیں مسلط کر دیں۔ ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں چھوٹی مکھیوں کو پھیلا دیا۔ ان کے جانوروں کو ہلاک کرنے کے لیے کیڑا پیدا کر دیا اور ان کے اناج اور غلہ میں گھن لگا کر خراب کرنے والی سرسری پیدا کر دی۔ ان سب کیڑوں کو قرآن نے قمل کی وسیع تعبیر میں بیان کر دیا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال۔ فرعون اور اس کی قوم کو عبرتناک سزا دینے کے لیے ایک اور بڑا عذاب کونسا نازل فرمایا گیا؟

جواب: قرآن میں لفظ رجز استعمال کر کے صرف یہ کہا گیا ہے کہ ایک بڑا عذاب۔ مفسرین نے اسے طاعون، چیچک یا اسی طرح کی بڑی بیماری بتایا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ بیماری ایسی پھیلی کہ نصف شب گزرتے ہی قبطی قوم کے ہر گھر میں جوان بیٹا اس مہلک مرض سے ختم ہو جاتا۔ ہر گھر ماتم کدہ بن گیا اور مصر میں کہرام مچ گیا۔ اس وبا سے رات کے ایک حصے میں ستر ہزار نوجوان لقمۂ اجل بن گئے۔ فرعون کا بھی پہلوٹا بیٹا مر گیا اور خدائی کا دعویدار اپنے بیٹے کو بھی نہ بچا سکا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکل جانے کا کیوں حکم دیا؟

جواب: مصر میں کہرام مچ گیا تو مصری خوفزدہ ہو کر فرعون سے کہنے لگے، یہ سب تیری وجہ سے ہو رہا ہے۔ تم بنی اسرائیل کو آزاد کر دیتے تو ہم پر یہ مصیبت نہ آتی۔ تم اب بھی بنی اسرائیل کو فوراً مصر سے نکال دو تاکہ ہمارا ملک ان کے وجود سے پاک ہو جائے، اس مطالبے پر فرعون بھی مجبور ہو گیا۔ تنگ آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا تم بنی اسرائیل کو مصر سے لے جاؤ۔ تم سب خالی ہاتھ جاؤ گے۔ یعنی

اپنے مویشی نہیں لے جاسکتے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کی یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا ہمارا ایک جانور بھی نہیں روک سکتے۔ آپ واپس گئے تو قوم نے پھر فرعون کو گھیر لیا کہ تم موسیٰ علیہ السلام کو کیوں روک رہے ہو۔ وہ جو کچھ چاہے اپنے ساتھ لے جائے۔ آخر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا جو سامان اور جانور چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ اور مصر خالی کر دو۔ قوم فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو منحوس سمجھنے لگی تھی۔ (سیرت انبیائے کرامؑ۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو کیا خوشخبری سنائی؟

جواب: فرعون کے مطالبے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی کا انتظار کیا۔ جب اللہ کی طرف سے بھی ہجرت کی اجازت مل گئی تو آپ نے قوم سے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے مصر سے ہجرت کا حکم دے دیا ہے۔ اور فرعون نے بھی مصر چھوڑنے کا حکم دے دیا ہے۔ بنی اسرائیل اس آزادی پر خوش ہوئے۔

(القرآن۔ سیرت انبیائے کرامؑ۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے مصری عورتوں اور بنی اسرائیل کی عورتوں نے زیورات کا معاملہ کس طرح طے کیا؟

جواب: اسی دوران اسرائیلی عورتوں نے عید منانے کے لیے مصری عورتوں سے زیورات مستعار لیے ہوئے تھے۔ فرعون نے جب قوم بنی اسرائیل کو مصر چھوڑنے کا حکم دیا تو وبا پھوٹنے کی وجہ سے پوری قوم میں کہرام مچا ہوا تھا۔ اور قبطی قوم فرعون سے مطالبہ کر رہی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کو جتنی جلدی ہو سکے مصر سے نکال دو ہمیں زیور وغیرہ نہیں چاہئیں۔ ایسا نہ ہو ان کے یہاں رکنے رہنے کی وجہ سے کوئی اور مصیبت آجائے۔ چنانچہ مصری عورتوں نے اپنے زیور بھی واپس نہیں لیے۔

(سیرت انبیائے کرامؑ۔ قصص الانبیاءؑ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کب اور کتنے لوگوں کو لے کر مصر سے ہجرت کر گئے؟

جواب: اللہ کے حکم کے مطابق آپ اپنی قوم کو لے کر راتوں رات مصر سے نکل گئے۔

مفسرین کے مطابق مہاجرین کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ (تذکرۃ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: مصر سے ہجرت کے وقت رات کے اندھیرے میں اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل پر کیا انعام فرمایا؟

جواب: رات کے اندھیرے میں اتنی بڑی تعداد کا سفر کرنا آسان نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے روشنی کے لیے ایک نورانی ستون اتار دیا جس سے تمام قافلے والے آسانی سے سفر کرتے رہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ممکن ہے عصاءِ موسیٰ روشنی کا کام دیتا رہا ہو۔ (تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ لابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر نکلے تو راستہ بھول گئے یا بھلا دیئے گئے۔ مفسرین نے کیا وجہ بتائی ہے؟

جواب: مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ آپ راستہ بھول گئے یا بھلا دیئے گئے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا جب تم کو گھر چھوڑنا پڑے گا۔ جب وہ وقت آئے تو میری لاش نکال کر اپنے ساتھ لے جانا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وصیت کا علم نہیں تھا۔ جب راستہ بھول گئے تو بڑے بوڑھوں کو اس وصیت کا خیال آیا۔ آپ کو یوسف علیہ السلام کی قبر کا بھی پتہ نہیں تھا۔ آپ نے اس کا پتہ چلایا۔ اس کے بعد لاش کے تابوت کو نکال کر ساتھ لے گئے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پہلو میں دفن کر دیا۔

(قصص الانبیاءؑ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکل جانے کا حکم دے کر گرفتار کیوں کرنا چاہا؟

جواب: اسے اس میں اپنی شکست دکھائی دیتی تھی۔ اور ویسے بھی اس نے ملک چھوڑنے کا حکم اپنی قوم کے مجبور کرنے پر دیا تھا۔ چنانچہ جب اسے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل رات کے اندھیرے میں مصر سے نکل گئے ہیں تو اس نے انہیں گرفتار کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ پورے مصر میں اعلان کرا دیا کہ سب تیار ہو جائیں تاکہ موسیٰ

اور بنی اسرائیل کا تعاقب کر کے پکڑا جائے۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: فرعون نے کتنی فوج لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا تعاقب کیا؟

جواب: وہ اپنی فوجی قوت اور قوم کی تعداد کے نشے میں سب کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے چل دیا۔ اس کی یہ فوج اور قوم کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ ان کے پاس تقریباً ستر ہزار گھوڑ سوار تھے اور باقی پیدل فوج۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے دریا کے پانی پر اپنا عصا مارا تو کس طرح راستے بنے؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد میں سے تھے۔ اور یہ بارہ قبیلوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ جو بڑھتے بڑھتے لاکھوں کی تعداد میں ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنا عصا مارا تو اللہ کے حکم سے دریا میں بارہ راستے بن گئے یہ بھی موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ ہر راستے سے ہر قبیلہ ایسے گزر گیا جیسے خشکی سے گزر رہا ہو۔ اس دریا کا ٹھہرا پانی اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے پہاڑ کی چٹان یا جیسے پہاڑ کاٹ کر سڑک بنا دی گئی ہو۔

(موضح القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: فرعون اور اس کا لشکر کیسے غرق کیا گیا؟

جواب: فرعون اور اس کا ہر آدمی حیرت سے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو دریا پار کرتے دیکھتا رہا۔ پھر اپنی قوم سے کہنے لگا دیکھا یہ سب میری ہی برکت سے تھا۔ پھر کہا چلو جلدی اور بنی اسرائیل کو پکڑ لو۔ سب نے اپنی سواریاں اسی راستے پر ڈال دیں۔ فرعون جب اپنے تمام آدمیوں سمیت دریا کے بیچ میں پہنچا تو اللہ نے پانی کو مل جانے کا حکم دیا۔ اسی وقت پانی پہلے کی طرح مل گیا۔ فرعون اپنی فوج اور سازوسامان سمیت غرق ہو گیا مفسرین کہتے ہیں کہ فرعون جب ڈبکیاں کھانے لگا اور اسے موت نظر آنے لگی تو کہنے لگا کہ میں ایمان لایا۔ لیکن اب توبہ کا وقت گزر چکا تھا۔

(قصص الانبیاء نجار۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے فرعون کو کس دریا میں غرق کیا گیا تھا؟

جواب: مؤرخین و مفسرین کے بقول وہ دریائے قلزم تھا جس میں فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یقین دلانے کے لیے فرعون کی لاش کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوا تو بنی اسرائیل آگے جا چکے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں یہ واقعہ بتایا تو انہوں نے یقین نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا نے فرعون کی لاش کو باہر نکال کر ٹیلے پر پھینک دیا تاکہ ہر شخص دیکھ لے۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی فرماتے ہیں ہیں فرعون کا ایمان بے وقت تھا اس لیے اسے فائدہ نہ پہنچا۔ اور پھر اس کا بدن اس لیے نکال پھینکا کہ بنی اسرائیل شکر کریں اور بعد میں آنے والے اس سے عبرت پکڑیں۔ جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ فرعون کی لاش آج تک محفوظ چلی آ رہی ہے۔ قدیم مصریوں نے اسے حنوط کر کے رکھ لیا تھا۔ (موضح القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ ترجمانی القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے ایک نصرانی بادشاہ نے حضرت عمر فاروقؓ سے کیا سوال پوچھا تھا؟

جواب: ایک نصرانی بادشاہ نے حضرت عمر فاروقؓ کے زمانۂ خلافت میں ان کے پاس چند سوالات لکھ بھیجے اور کہا کہ ان کا جواب آسمانی کتابوں کے حوالے سے دیا جائے۔ ان میں ایک سوال یہ تھا کہ بتلاؤ وہ کون سی زمین ہے جہاں ابتداءِ آفرینش سے قیامت تک صرف ایک دفعہ سورج نکلا نہ پہلے کبھی نکلا اور نہ آئندہ کبھی نکلے گا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جواب کے لیے یہ سوالات حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے حوالے کر دیئے انہوں نے فوراً جواب لکھ دیئے۔ اس سوال کا جواب انہوں نے دیا کہ وہ زمین دریائے قلزم کی وہی جگہ ہے جہاں فرعون غرق ہوا تھا۔ اس کے غرق ہوتے ہی پانی مل گیا۔ (احسن المواعظ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل کو کب فرعون کی غلامی سے نجات ملی اور فرعون کب غرق ہوا؟

جواب: مفسرین و مورخین نے عاشورہ کے دن کو بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون کی غرقابی کا دن کہا ہے۔ (سیرت انبیائے کرام۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: بنی اسرائیل فرعون سے نجات کے بعد وادئ تیہ میں پہنچ گئے تھے۔ مفسرین نے تیہ کے بارے میں کیا بتایا ہے؟

جواب: یہ قوم اللہ کے حکم سے دریا قلزم پار کر کے وادئ تیہ میں پہنچ گئی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یہ ایک لق ودق میدان تھا۔ جس میں سخت گرمی پڑتی تھی۔ اور پانی و سبزہ کا نام و نشان تک نہ تھا۔ آرام و آسائش کی کوئی جگہ نہ تھی۔ اوپر کھلا آسمان اور نیچے تپتی زمین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھے۔

(سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکلنے کے بعد میدان تیہ میں رہنا پڑا۔ تیہ کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: تیہ کے معنی ہیں حیران و پریشان اور سرگرداں ہونا۔ بنی اسرائیل اس میدان میں پہنچے تو یہاں سے مصر واپس جانے کی بڑی کوشش کرتے تھے۔ رات کو سفر شروع کرتے۔ ساری رات چلنے کے بعد صبح دیکھتے تو جہاں سے سفر شروع کیا تھا وہیں ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر پریشان ہوتے اور حیران رہ جاتے اس لیے اس وادی کا نام تیہ پڑ گیا۔ یہی وادئ سینا بھی کہلاتا ہے۔ (تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: میدان تیہ میں بنی اسرائیل کو چالیس سال تک رکھا گیا۔ مفسرین نے اس کی کیا حکمت بتائی ہے؟

جواب: بنی اسرائیل اسی میدان میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوم عمالقہ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے انکار کیا تو اللہ نے انہیں چالیس سال تک اسی میدان میں نظر بند رکھا۔ مفسرین نے اس کی حکمت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ شہروں میں رہ کر آرام طلب اور بزدل ہو گئے تھے۔ دیہاتی زندگی اور ریگستانی زندگی کی مشقت سے باہمت ہوئے۔ پھر چالیس سال میں پرانی نسل تقریباً ختم ہو گئی۔

نوجوانوں میں بہادری اور دلیری پیدا ہوئی اور پھر انہوں نے قوم عمالقہ سے جنگ کر کے اپنا آبائی وطن ارض مقدس واپس لے لیا۔

(قصص القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تیسیر القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: وادیٔ تیہ میں موسیٰ علیہ السلام سے قوم کی پریشانی نہ دیکھی گئی۔ آپ نے اللہ سے دعا فرمائی تو کون سے انعامات خداوندی ظہور میں آئے؟

جواب: اس میدان میں بھی اللہ کے حکم سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کے ہاتھوں معجزے رونما ہوئے۔ لق ودق اور بے آب وگیاہ صحرا میں پانی کے بارہ چشمے ظہور میں آئے۔ بنی اسرائیل کے لیے ابر کا سایہ کیا گیا۔ من وسلویٰ نازل کیا گیا۔ اللہ نے یہ انعام بھی فرمایا کہ کپڑے نہ میلے ہوتے نہ پھٹتے تھے۔ اور بچے جو کپڑے پہنے ہوئے ہوتے بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ کپڑے بھی بڑے ہو جاتے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر ماجدی)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں پر پتھر سے بارہ چشموں کا ظہور کس طرح ہوا؟

جواب: میدان تیہ میں پانی نہ ہونے پر بنی اسرائیل پریشان ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی۔ حکم ہوا اپنا عصا پتھر پر مارو چنانچہ بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ ایک قبیلے کو ایک ایک چشمہ مل گیا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفہیم القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو تپتی دھوپ میں کس طرح سایہ فراہم کیا؟

جواب: یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ اور انعامات خداوندی میں سے ایک ہے کہ بنی اسرائیل پر ابر کا سایہ کر دیا گیا تاکہ دھوپ کی تپش اور گرمی سے محفوظ رہ سکیں۔ سورج میں تیزی آتی تو ابر رحمت سے سایہ کر دیا جاتا۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کے لیے من وسلویٰ کا نزول بھی انعام خداوندی اور حضرت موسیٰ علیہ

السلام کا معجزہ تھا۔ یہ من وسلویٰ کیا تھا؟

جواب: من وسلویٰ کے بارے میں مفسرین و مؤرخین نے مختلف رائے دی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ من ترنجبین کی طرح میٹھی چیز ہوتی تھی۔ دھنیہ کے برابر دانے ہوتے تھے۔ رات کو شبنم کی طرح یا جیسے برف گرتی ہے آسمان سے گرتی تھی۔ اور ہر قبیلے کے پاس ڈھیر لگ جاتا تھا۔ سلویٰ بٹیر جیسا پرندہ تھا۔ شام ہوتے ہی ہر قبیلے کی رہائش گاہ کے قریب دوڑے پھرتے تھے۔ اندھیرا ہوتے ہی پکڑ کر کباب بنا کر خوب کھاتے تھے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے میدان تیہ میں کس طرح اللہ کی ناشکری اور نافرمانی کی؟

جواب: بنی اسرائیل پر اللہ کے انعامات نازل ہوئے اور بغیر محنت و مشقت کے کھانا پینا اور پہننے کے کپڑے ملے۔ ہر طرح کا آرام میسر آیا۔ مگر انہوں نے اللہ پر توکل نہ کیا اور گوشت جمع کر کے رکھنا شروع کر دیا۔ پھر انہیں من وسلویٰ بھی اچھا نہ لگا اور خدا کا شکر کرنے کی بجائے کفران نعمت کرتے لگے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: موسیٰ علیہ السلام کے سمجھانے پر بھی قوم باز نہ آئی تو انہیں کیا سزا دی گئی؟

جواب: انہوں نے گوشت جمع کرنا شروع کر دیا حالانکہ روزانہ تازہ گوشت انہیں ملتا تھا۔ اس کی سزا یہ ملی کہ گوشت گلنا شروع ہو گیا، پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہم من وسلویٰ کھا کھا کر تنگ آ گئے ہیں۔ ہمیں ساگ، ککڑی، گیہوں، مسور، لہسن اور پیاز وغیرہ کھانے کو دیا جائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر ان چیزوں کو کھانے کے لیے تمہارا دل چاہتا ہے تو میدان تیہ سے نکل کر کسی شہر میں چلے جاؤ۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شریعت لانے کی کیوں درخواست کی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی آزادی سے پہلے کہا کرتے تھے کہ آزادی

مل جائے تو اللہ تعالیٰ سے تمہارے لیے شریعت کی درخواست کروں گا۔ فرعون کی غرقابی کے بعد میدان تیہ میں آزاد پھرتے رہے اور فکر معاش سے بھی بے فکری ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے شریعت لا کر دیں جس کے مطابق ہم زندگی گزار سکیں۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے شریعت کی درخواست کی تو تیس دن کی چلہ کشی کا حکم ہوا۔ پھر دس دن اور بڑھا دیئے گئے، مفسرین نے اس کی کیا وجہ بتائی ہے؟

جواب: حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وعدہ دیا کہ پہاڑ پر تیس رات خلوت کرو تا کہ تمہاری قوم کو توریت دوں اس مدت میں انہوں نے ایک دن مسواک کی۔ فرشتوں کو ان کے منہ کی خوشبو سے خوشی ہوتی تھی وہ جاتی رہی۔ اس کے بدلے (کفارہ میں) دس رات اور بڑھا کر چالیس دن رات کی مدت پوری کی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ سے ہم کلام ہونے والے تھے اس لیے انہوں نے مسواک کر لی، حالانکہ اللہ کو روزے دار کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔

(تفسیر بیضاوی۔ موضح القرآن۔ کشف الرحمٰن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر روانہ ہونے سے پہلے کس کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور ہدایات دی تھیں؟

جواب: کوہ طور پر چلہ کشی کے لیے جانے سے پہلے آپ نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا اور انہیں فرمایا کہ قوم کی اصلاح و ہدایت کے لیے تلقین کرتے رہیں۔ (القرآن قصص القرآن۔ تفسیر کشاف۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قوم کے چند بزرگوں کو بھی ساتھ لانے کے لیے کہا گیا تھا آپ کتنے لوگوں کو کوہ طور پر ساتھ لے گئے تھے؟

جواب: اللہ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلایا تو قوم کے چند سمجھدار لوگوں،

کو بھی ساتھ لانے کے لیے کہا گیا تھا۔ مگر آپ اللہ سے ہم کلامی کے شوق میں جلدی سے اکیلے ہی چل دیے اور قوم کے بزرگوں سے کہا کہ میرے بعد آ جانا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: کوہ طور پر آپ کو نبوت ملی تھی۔ وہیں تورات دینے کے لیے بلایا گیا۔ آپ کو تزکیۂ نفس کے لیے کیا حکم ملا تھا؟

جواب: آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا کہ تیس دن روزہ رکھیں اور رات کو قیام کریں۔ پھر یہ مدت دس دن بڑھا کر چالیس دن کر دی گئی۔ چنانچہ آپ نے تزکیۂ نفس کے لیے دن کو چالیس روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجلی خداوندی کا کیوں مطالبہ کر دیا تھا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: چلہ کشی مکمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا۔ آپ اس میں اتنے محو اور مسرور ہوئے کہ آپ نے خدا سے اپنا دیدار کرانے کی درخواست کر دی۔ اللہ نے کہا تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اصرار بڑھا تو فرمایا کہ پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو۔ اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی کی ایک جھلک ڈالی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔ ہوش آیا تو اللہ سے معذرت کی۔ (القرآن۔ تفسیر فتح البیان۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری عطا کی، براہ راست ہم کلامی کا شرف ملا۔ آپ کو تیسرا بڑا انعام کیا ملا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ایک عظیم کتاب توریت عطا فرمائی جس میں بنی اسرائیل کو شریعت کے احکام دیے گئے تھے۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو محبت سے سمجھایا تو کتنے افراد ایمان لائے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تو حضرت ہارون علیہ السلام نے انہیں منع کیا۔ ان کے سمجھانے پر چھ لاکھ اسرائیلیوں میں سے صرف بارہ ہزار افراد ایمان لائے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بچھڑے کی پوجا کے سلسلے میں بنی اسرائیل کن گروہوں میں بٹ گئے؟

جواب: حضرت ہارون علیہ السلام کے سمجھانے کے باوجود یہ قوم تین گروہوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ جو بارہ ہزار افراد پر مشتمل تھا حضرت ہارون علیہ السلام کا حامی بن گیا۔ جس نے بچھڑے کی پوجا کو شرک اور گمراہی سمجھ کر چھوڑ دیا۔ دوسرا گروہ ایسے لوگوں کا تھا جنہوں نے جواب دیا کہ طور سے واپس آ کر اگر موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی پوجا سے منع کیا تو ہم چھوڑ دیں گے۔ تیسرا گروہ اس گمراہی میں اس قدر آگے نکل گیا کہ یہ لوگ کہنے لگے موسیٰ علیہ السلام اس سے منع نہیں کریں گے، بلکہ واپس آ کر وہ بھی (نعوذ باللہ) ہمارے طریقے پر چلیں گے، یا اگر ہمیں موسیٰ علیہ السلام نے منع کیا تو پھر بھی ہم بچھڑے کی پرستش نہیں چھوڑیں گے۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بنی اسرائیل کو سونے کا بچھڑا سامری نے بنا کر دیا تھا۔ بتایئے وہ سونا کہاں سے آیا تھا؟

جواب: سامری نے بنی اسرائیل کو پوجا کرنے کے لیے بچھڑا اس زیور سے بنا کر دیا تھا جو قبطیوں یعنی فرعون کی قوم کے تھے یہ زیوارت بنی اسرائیل کی عورتوں نے عید کی خوشیاں منانے کے لیے قبطی عورتوں سے ادھار لیے تھے۔ فرعون اور اس کی قوم غرق ہو گئی۔ اس لیے بھی زیورات واپس نہ ہو سکے۔ یہ زیورات بہت وزنی تھے اور پہننے مشکل تھے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر فتح البیان)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے پوچھا کہ تو نے یہ بچھڑا کس طرح بنایا ہے تو اس نے کیا جواب دیا؟

جواب: اس نے بتایا کہ میں نے فرشتے کے قدموں کے نیچے سے مٹی لی پھر میں نے وہ مٹی بچھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ مفسرین نے مٹی اٹھانے کے بارے میں مختلف آرا پیش کی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ شاید یہ اس وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے سے فرعون کا لشکر گھسا۔ اس حالت میں جبرائیل علیہ السلام دونوں جماعتوں کے درمیان کھڑے ہو گئے تا کہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ سامری نے کسی دلیل، وجدان یا سابق تعارف کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ ان کے پاؤں یا ان کے گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھا لی۔ وہی سونے کے بچھڑے میں ڈال دی کیونکہ اس کے دل میں آئی کہ روح القدس کے قدموں کی خاک میں ضرور کوئی تاثیر ہوگی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے لیے بددعا کی۔ بتایئے اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب: وہ بنی اسرائیل سے اچھوتوں کی طرح الگ تھلگ اور دور رہتا تھا۔ اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے ملتا تو دونوں کو بخار چڑھ جاتا۔ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے۔ اور وہ اکثر آبادی سے الگ پڑا رہتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو جلا کر اس کی راکھ ہوا میں جلا دی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: گوسالہ کی پرستش کرنے پر بنی اسرائیل کو کیا سزا دی گئی؟

جواب: بنی اسرائیل نے اللہ سے توبہ کی لیکن قبولیت توبہ کی دو شرطیں تھیں۔ اپنے اس جرم کی سزا میں ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہوں۔ دوسری یہ کہ ہر مجرم کو اس کا قریبی رشتہ دار قتل کرے۔ یعنی باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو۔ بھائی بھائی کو۔

(القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے قتل کرنے کی سزا میں کتنے افراد قتل کیے گئے؟

جواب: توریت میں تین ہزار افراد بتائے گئے ہیں جبکہ بعض مفسرین و مؤرخین کی روایات کے مطابق ستر ہزار افراد ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ قتل کے وقت سب پر ابر یا آندھی چھا گئی۔ (تفسیر کشف الرحمن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ توریت)

سوال: بنی اسرائیل نے توریت کو اللہ کی کتاب ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا حکم دیا؟

جواب: آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یہ توریت کو اللہ کی کتاب ماننے سے انکار کرتے ہیں ان کا کیا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس قوم کے ستر آدمی اپنے ساتھ کوہ طور پر لے جاؤ تاکہ ان کے سامنے ہمکلامی ہو سکے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی بخشا جسے تمام افراد نے سن لیا۔

(القرآن۔ قصص الانبیاءؑ لابن کثیر۔ تاریخ الانبیاءؑ)

سوال: ہفتے کے دن مچھلی کے شکار سے منع کیا گیا تھا۔ بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے اس حکم کے خلاف کیا انہیں کیا سزا ملی؟

جواب: ان کی صورتیں مسخ کر دی گئیں۔ انہیں بندر اور سور بنا دیا گیا۔ ان میں انسانی فہم و شعور موجود تھا۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے اور ۔ ۔ تے تھے۔ مگر بول نہیں سکتے تھے۔ تین دن کے اندر مر گئے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ ان کے جوان بندر اور بوڑھے سور بنا دیئے گئے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بنی اسرائیل میں کب اور کون سا شخص قتل ہوا تھا جس کے لیے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا؟

جواب: مفسرین کے بقول یہ واقعہ وادیٔ تیہ اور نزول توریت سے پہلے کا ہے۔ عامیل نام ایک شخص قتل ہو گیا تھا۔ اس کے قاتل کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ رشتے دار کبھی کسی پر شبہ کرتے تو کبھی کسی پر۔ آخر وہ فریاد لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو حکم ملا کہ گائے ذبح کی جائے۔

(تفسیر کشف الرحمٰن۔ درمنثور۔ قصص الانبیاءؑ مولانا عبدالعزیز)

سوال: گائے کے لیے بنی اسرائیل کو مختلف نشانیاں بتائی گئیں تھیں۔ بتایئے ایسی گائے کیسے ملی؟

جواب: حضرت وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی نیک آدمی

تھا۔ اس کے ایک ہی بیٹا تھا۔ اس شخص کے پاس گائے کا ایک بچھڑا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اس بچھڑے کو جنگل میں چھوڑ دیا اور بیوی کو وصیت کی کہ خیر سے جب میرا بیٹا بڑا ہو جائے تو اس کو جنگل میں بھیج کر یوں دعا کرنا "اے ابراہیم علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کے خدا! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے باپ کا چھوڑا ہوا بچھڑا میرے پاس آ جائے۔ لڑکا بڑا ہوا وہ ماں کا فرمانبردار تھا۔ مزدوری کر کے جو کچھ کماتا اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ایک تہائی اپنے لیے رکھتا اور ایک تہائی ماں کو دے دیتا۔ اس لڑکے کو بچھڑا مل گیا۔ جو ایک پوری گائے بن چکا تھا۔ ماں نے بیٹے سے کہہ دیا کہ مجھ سے پوچھے بغیر بچھڑا کسی کو فروخت نہ کرنا۔ امتحان لینے کے لیے ایک فرشتے نے اس لڑکے سے تین دن تک بچھڑے کی بات کی کہ مجھے فروخت کر دے۔ وہ ہر روز اس کی قیمت لگاتا رہا۔ مگر لڑکا ہر روز یہی کہتا رہا کہ میں اپنی ماں سے دریافت کروں گا۔ فرشتہ کہتا رہا کہ تو اپنی ماں سے دریافت نہ کرنا جتنی قیمت مرضی لے لے۔ آخر تیسرے دن فرشتے نے لڑکے سے کہا دیکھ اس کی قیمت بہت آئے گی مگر تو اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرنا جب تک اس کی کھال بھر کر سونا قیمت میں وصول نہ کر لے۔ لڑکا ہر روز کی بات ماں کو بتلاتا رہا۔ ماں یہی کہتی رہی جب تک مجھ سے دریافت نہ کر لے کسی سے ہاں نہ کرنا۔ مقتول کے ورثا گائے کی تلاش میں اس لڑکے تک پہنچے۔ تمام نشانیاں گائے میں موجود تھیں۔ قیمت دریافت کی تو کھال بھر کر سونا قیمت بتلائی۔ چارو ناچار لینی پڑی اور ذبح کر کے اس کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کے بدن سے لگایا تو خدا کی قدرت سے مردہ فوراً زندہ ہو گیا۔ اور زخم سے تازہ تازہ خون ایسے بہنے لگا جیسے ابھی قتل ہوا ہو۔ اور اپنے قاتل کا نام بتلایا تو سب حیران ہوئے۔ کیونکہ اس کے قاتل بھتیجے تھے جنہوں نے مال کے لالچ میں اسے جنگل میں لے جا کر قتل کر دیا تھا وہ مقتول نام بتلا کر دوبارہ مر گیا۔

(تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر درمنثور۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قوم عمالقہ کی طاقت کا اندازہ کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا گیا؟

جواب: قوم عمالقہ کی طاقت کا اندازہ کرنے کے لیے بنی اسرائیل کے بارہ آدمی منتخب کر کے بھیجے گئے جو اس قوم کی حالت کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کریں۔ ان بارہ میں سے دو ایسے خدا ترس اور متقی تھے کہ انہوں نے عمالقہ پر چڑھائی کرنے کا مشورہ دیا۔ توریت کی روایت کے مطابق ان کے نام یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا تھا۔ یوشع بن نون بعد میں نبی بنائے گئے اور موسیٰ کی وفات کے بعد ان کے جانشین بنے۔ (تفسیر عزیزی۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر فتح القدیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتایئے جنگ بدر سے پہلے کس صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیا تھا کہ ہم اس قوم (بنی اسرائیل) کی طرح نہیں جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا تھا کہ تم اور تمہارا خدا جا کر دشمن سے لڑو؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر سے پہلے دشمن سے لڑنے کے لیے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا تو حضرت مقدادؓ نے یہ الفاظ کہے تھے۔

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ اصح السیر صلی اللہ علیہ وسلم)

سوال: حضرت ہارون نے کس پہاڑ پر اور کب وفات پائی؟

جواب: دونوں بھائیوں کی تبلیغ و تلقین کو چالیس سال گزر گئے۔ آخر ایک روز خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام اور بھتیجے (حضرت ہارون کے بیٹے) کو لے کر میدان تیہ میں ایک پہاڑ "ہور HOR" پر چلے گئے اور عبادت خداوندی میں مصروف ہو گئے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک تخت جیسا چبوترہ بنا ہوا تھا۔ اس پر ایک درخت کا سایہ تھا۔ ہارون علیہ السلام کو یہ جگہ بہت پسند آئی۔ آپ نے اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا یہاں آرام کرنے کو جی چاہ رہا ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم بھی میرے ساتھ قیام کرو۔ انہوں نے بڑے بھائی کی شرط منظور کر لی۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے آرام کے لیے سر زمین پر رکھا اور سر رکھتے ہی وقت اجل آ گیا۔ اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ بعض روایات

ہیں کہ وہیں دفن کیا گیا۔ (قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھتیجے کو لے کر ہور (HOR) پہاڑ سے نیچے آئے اور اپنی قوم کو حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کا بتایا۔ قوم کو یقین نہ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یقین دلانے کی کوشش کی لیکن بنی اسرائیل نے الٹا الزام لگا دیا کہ تم نے خود ان کو مارا ہے۔ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت دکھ ہوا۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت ہارون علیہ السلام کی لاش دکھانے کا مطالبہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا کیا؟

جواب: آپ نے خدا سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی میت کو آسمان سے اتارا یا زمین سے نکالا۔ اور سب لوگوں نے دیکھ لیا۔ ساتھ ہی خدا کی قدرت سے حضرت ہارون علیہ السلام زندہ ہو کر بولے۔ "اے میری قوم! مجھے میرے بھائی نے نہیں مارا۔ بلکہ مجھے خدا کے حکم سے موت آئی۔" یہ کہہ کر آپ پہلے کی طرح پھر مردہ ہو گئے اور آپ کی لاش پھر غائب ہو گئی۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون مصر کون تھا؟

جواب: موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش فرعون مصر رعمسیس ثانی کے زمانے میں ہوئی تھی۔ اسی نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ نو سال تک مصر سے باہر اقوام اسیریہ سے لڑتا رہا تھا۔ اس نے اپنے لڑکے منفتاح کو جو اس کا تیرھواں فرزند تھا اپنی زندگی ہی میں اپنا ولی عہد بنا لیا تھا اور اسے حکومت کے اہم کاموں میں شریک بھی کر لیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے رعمسیس کے زمانہ حکومت میں نکلے تھے اور جب وہ پندرہ سال یا بیس سال بعد واپس لوٹے تو رعمسیس ثانی مر چکا تھا اور اب منفتاح تخت حکومت پر فائز تھا۔ بنی اسرائیل ساڑھے چار سو سال تک

مصر میں فرعونی اقتدار کے ماتحت رہے۔ (البدایہ والنہایہ۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: فرعون اور اس کی قوم پر مختلف قسم کی آفات ٹلنے کے بعد کتنا عرصہ مہلت دی گئی؟

جواب: فرعون اور اس کی قوم پر عذاب آتے رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ٹلتے رہے۔ مگر وہ قوم پھر بھی راہ راست پر نہ آئی۔ محمد بن کعب اور علی بن حسین سے روایت ہے کہ اگرچہ دعا قبول کر لی گئی مگر اس کے بعد بھی چالیس سال تک فرعون اور اس کی قوم کو مہلت دی گئی اور بنی اسرائیل کی آزمائش جاری رہی۔

(تفسیر المنار۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ساتھ کس جگہ سے دریا پار کیا تھا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ خلیج سوئز اس زمانے میں بحیرہ مرہ یا اس کے قریب تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس خلیج میں اسی سمت سے ان کا عبور ہوا تھا۔ بنی اسرائیل نے شمالی مقام سے جو عیون موسیٰ کے نام سے مشہور دریا عبور کیا تھا اور وہ مقام سوئز سے زیادہ دور نہیں ہے۔ بنی اسرائیل کے عبور کا راستہ سوئز اور بحیرہ مرہ کے درمیان بتایا گیا ہے۔ بعض مؤرخین کے بقول بحر احمر کے جہاز راں خلیج سوئز میں ایک جگہ کا نام برکتہ فرعون (فرعون کا گڑا) بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عبور بنی اسرائیل یہاں سے ہوا تھا۔ (قصص الانبیاء النجار۔ قصص القرآن۔ تفسیر المنار)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے ان سے پوجا کے لیے معبود بنانے کا مطالبہ کیوں کیا؟

جواب: فرعون کی غلامی سے آزاد ہو کر بنی اسرائیل جب دشت سینا میں پہنچے تو اس کے جنوبی علاقے میں مصریوں ہی کی ماتحت ایک قوم کو بتوں کے آگے سر جھکائے دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے لیے بھی ایسا معبود بنا دیں۔

(قصص الانبیاء النجار۔ قصص القرآن۔ تفسیر المنار)

سوال: بنی اسرائیل نے دشت سینا میں کن مقامات پر سے گزرتے ہوئے بت خانے دیکھے تھے؟

جواب: مفسرین کے بقول جزیرہ سینا میں جنوب کے علاقے میں موجودہ شہر طور اور ابو زنیمہ کے درمیان تانبے اور فیروزے کی کانیں تھیں جن سے اہل مصر بہت فائدے اٹھاتے تھے اور ان کانوں کی حفاظت کے لیے مصریوں نے چند مقامات پر چھاؤنیاں قائم کر رکھی تھیں۔ انہی چھاؤنیوں میں سے ایک چھاؤنی مفقہ کے مقام پر تھی جہاں مصریوں کا ایک بہت بڑا بت خانہ تھا جس کے آثار اب بھی موجود ہیں۔ اس کے قریب ایک اور مقام بھی تھا جہاں قدیم زمانے سے سامی قوموں کی چاند دیوی کا بت خانہ تھا۔ غالباً انہی مقامات سے گزرتے ہوئے بنی اسرائیل کو ایک مصنوعی خدا کی ضرورت محسوس ہوئی۔ (تفہیم القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کو سامری نے بچھڑہ کیوں بنا کر دیا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ماہ کے لیے کوہ طور پر جانے کا کہہ کر گئے تھے۔ مگر ان کو دس دن اور ٹھہرنا پڑا۔ بنی اسرائیل اس تاخیر سے بے چین ہو گئے۔ ان میں ایک عیار شخص سامری تھا اس نے کہا پریشان کیوں ہوتے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام سے غلطی ہو گئی۔ میں تمہارا معبود یہیں تم کو بنائے دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے بنی اسرائیل کی عورتوں سے زیور لے کر انہیں بھٹی میں ڈھالا اور بچھڑا بنا دیا۔

(القرآن۔ تفسیر المنار۔ تفسیر بیضاوی۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن نے کہا ہے کہ بچھڑے میں سے صرف آواز نکلتی تھی وہ زندہ بچھڑہ نہ تھا۔ مفسرین کی رائے کیا ہے؟

جواب: مفسرین نے اس کے بارے میں مختلف نظریات پیش کیے ہیں۔ ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں کہ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ مجھ کو بنی اسرائیل کے خلاف یہ بات سوجھی کہ آپ حق پر نہیں ہیں، میں نے کچھ تھوڑی سی آپ کی پیروی کی پھر وہ بھی چھوڑ دی۔ پھر اس نے سونے کا بچھڑہ بنایا جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے قدموں یا ان کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی ڈالی تو اس میں سے آواز نکلنے لگی اس طرح اس نے بنی اسرائیل کو دھوکا دے کر ان سے زیور ہتھیا

لیے۔ عام مفسرین کی رائے میں آواز پیدا ہونا زندگی کے آثار ہیں جو جبرئیل علیہ السلام کے نقش قدم سے پیدا ہوئے۔ (تفسیر ابو مسلم۔ تفسیر بیضاوی۔ ترجمان القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ستر آدمی کوہ طور پر گئے تھے۔ وہ خدائی آواز سن کر بے ہوش ہو گئے تھے یا مر گئے تھے؟

جواب: عام مفسرین نے حقیقی موت اور دوبارہ زندگی مراد لی ہے۔ بعض نے کہا کہ بے ہوش ہو گئے تھے مرے نہیں تھے۔ (تفسیر روح المعانی۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر المنار)

سوال: بنی اسرائیل بیت المقدس کو واپس لینے کے لیے قوم عمالقہ سے لڑنے کے لیے تیار کیوں نہیں تھے؟

جواب: ایک عرصہ تک غلامی میں رہنے کی وجہ سے ان کی ہمتیں پست ہو چکی تھیں اور وہ دوسروں کی غلامی کے عادی ہو چکے تھے۔ ان کے اخلاق و عادات بھی بگڑ چکے تھے۔ چنانچہ انہیں چالیس سال کی مہلت دی گئی کہ نئے اخلاق و آداب سے فائدہ حاصل کریں۔ اسی دوران نئی باہمت قوم تیار ہو گئی۔

(تاریخ ابن خلدون۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء النجار)

سوال: مسلمان مفسرین نے من و سلویٰ کے بارے میں کیا بتایا ہے؟

جواب: قرطبی نے اسے ترنجبین بتایا ہے اور اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے۔ قتادہؒ کہتے ہیں کہ من دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں غذا تھی جو طلوع فجر سے لے کر سورج نکلنے تک آسمان سے گرتی رہتی۔ ہر شخص ایک دن کی ضرورت کے مطابق اسے جمع کر لیتا کیونکہ دوسرے دن وہ سڑ جاتی تھی۔ البتہ ہفتے کے چھٹے دو دن کے لیے جمع کی جا سکتی تھی کیونکہ ساتواں دن عید کا ہوتا تھا۔ سلویٰ بقول ابن عباسؓ اور بقول قتادہؒ ایک سرخی مائل پرندہ تھا۔ جس کے جھنڈ کے جھنڈ جنوبی ہوائیں اڑا لاتی تھیں وہب کہتے ہیں کہ یہ جھنڈ ایک میل کے طول و عرض میں صرف ایک نیزہ کی بلندی پر بنی اسرائیل کے سروں پر پھیل جاتے تھے۔ مولانا تھانوی نے سلویٰ کا ترجمہ بٹیر کیا ہے۔ مولانا عبدہٗ مصری کہتے ہیں کہ من ایک سفید مادہ ہے شہد کی

مانند شیریں جو شبنم کی طرح فضا سے برستا تھا۔ ذائقہ مقوی ہے۔ سلویٰ ایک پرندہ ہے۔ یہ دونوں چیزیں طور کے اطراف و جوانب میں بکثرت ہوتی ہیں بعض کے بقول من وہ تمام کھانے پینے کی چیزیں ہیں جو بنی اسرائیل کو بغیر محنت ملتی تھیں۔

(مفردات۔ ترجمان القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن عباس۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار یعنی چچازاد بھائی تھا۔ وہ کیا کہا کرتا تھا؟

جواب: قارون کا سلسلہ نسب قارون بن یصہر بن قاہت ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا موسیٰ بن قاہت ہے۔ یہ امیر کبیر لیکن مغرور شخص کہا کرتا تھا "یہ دولت خدا نے مجھے میرے علم اور فہم و فراست کی وجہ سے دی ہے۔ خدا کو میری قابلیت و صلاحیت کا علم ہے۔ یہ مجھے ملنی ہی چاہیے تھی، کچھ خدا کا احسان نہیں۔" چنانچہ خدا نے اسے دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قارون کے زندہ دفن ہونے کا واقعہ کب پیش آیا؟

جواب: قرآن میں یہ واقعہ غرق فرعون کے بعد بیان ہوا ہے۔ اس لیے اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ غرق فرعون کے بعد ہوا۔ بعض مفسرین تو اسے وادئ تیہ کا واقعہ بتاتے ہیں۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: مصر پر کتنے عرصہ تک فرعونوں کی حکومت رہی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعون کس دور میں گزرا ہے؟

جواب: فرعون شاہان مصر کا لقب تھا۔ کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں تھا۔ تین ہزار سال قبل مسیح سے لے کر سکندر کے عہد تک فراعنہ کے اکتیس خاندان مصر پر حکمران رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ہیکسوس تھا۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعون رعمسیس ثانی کا بیٹا منفتاح تھا۔ اس کا دور حکومت ۱۲۹۲ ق م سے لے کر ۱۲۲۵ ق م تک ہے۔ رعمسیس کی ڈیڑھ سو اولاد میں سے یہ تیرھواں لڑکا تھا۔ بعض مؤرخین نے پیدائش کے وقت کا فرعون ولید بن مصعب بتایا ہے۔

(قصص القرآن۔ تاریخ انبیاء۔ تاریخ و تحقیق احمد یوسف)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر سے نکلنے کے بعد مدین کو منتخب کیوں کیا؟

جواب: اتفاقی قتل کے بعد آپ فرعون سے بچنے کے لیے مصر سے نکلے تو مدین روانہ ہو گئے۔ مدین مصر سے آٹھ منزل پر واقع تھا۔ اور وہاں کے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رشتہ دار تھے۔ آپ خود حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور مدین کا ایک بڑا قبیلہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بھائی مدین بن ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے یہاں آباد تھا۔ حضرت سعیدؒ بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس طویل سفر میں اکیلے تھے اور کچھ پاس نہ تھا۔ خوراک میں درختوں کے پتوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا اس دور کے فرعون کا نام ولید بن مصعب اور کنیت ابو مرہ بھی بتائی گئی ہے۔ (تاریخ الانبیاءؑ۔ تاریخ طبری۔ تاریخ ابن کثیر)

سوال: مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بزرگ میزبان کون تھے؟

جواب: قرآن نے نام نہیں بتایا صرف شیخ کبیر کہا ہے۔ مفسرین و مؤرخین کی اکثریت کہتی ہے کہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام تھے۔ حضرت حسن بصریؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے بھی مالک بن انسؓ کی روایت سے یہی کہا ہے۔ تاہم بعض مفسرین میں سے کسی نے ان کو حضرت شعیب علیہ السلام کے برادرزادے یثرون بتایا ہے۔ کسی نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا مرد مومن کہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا نام حوباب تھا اور یثرون ایک اعزازی لقب تھا۔ بعض نے یثری کہا ہے۔ (تاریخ طبری۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ لابن کثیر)

سوال: مفسرین نے بقول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس نے اطلاع دی کہ فرعون انہیں قتل کرانا چاہتا ہے؟

جواب: قرآن نے اسے رجل مومن کہا ہے۔ حضرت مقاتلؒ اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہ مومن فرعون کا چچازاد بھائی تھا اور یہ وہی شخص تھا جو شہر کے دوسرے کنارے سے دوڑ کر آیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ فرعون انہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کا نام حبیب بتایا ہے بعض نے شمعان لکھا ہے۔ ثعلبی

نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے اس کا نام حزقیل لکھا ہے۔ قوم فرعون اس مرد مومن کے پیچھے پڑ گئی۔ وہ بھاگ نکلے اور کسی پہاڑ میں روپوش ہو گئے۔

(تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: کوہ طور پر چلہ کشی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا کی گئی۔ اس کی کیا کیفیت بیان ہوئی ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کی تختیاں عنایت کی گئیں اور تاکید کی گئی کہ اس کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور اس کے احکام کو قائم کرو اور قوم کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین کرو۔ علماء اسلام کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں جن احکام کا نزول ہوا وہ کتاب توریت ہے جو تختیوں پر لکھی ہوئی تھیں۔ علماء نصاریٰ کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ احکام عشرہ (دس احکام) ہیں جو مذہب موسیٰ کی شریعت یا احکام عہد کے نام سے مشہور ہیں۔ لیکن توریت کے قدیم نسخوں میں احکام سے مراد کتاب توریت ہی ہے جو تختیوں پر تھی۔

(سیرت انبیائے کرام۔ اظہار الحق۔ توریت)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جانے والے ستر افراد پر غضب الٰہی کیوں نازل ہوا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو یقین دلانے کے لیے ستر بزرگ افراد کو طور پر ساتھ لے گئے تھے تاکہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے سن لیں اور قوم کو یقین دلا دیں۔ لیکن سننے کے باوجود جب ان لوگوں نے اصرار کیا کہ جب تک ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر ان پر غضب الٰہی ٹوٹ پڑا۔ ایک ہیبت ناک چمک اور کڑک و زلزلے نے ان کو پکڑ لیا۔ اور سب ہلاک ہو گئے۔ (جمہور علماء یہی کہتے ہیں)۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے التجا کی کہ قوم کو میری ہمکلامی کا کون یقین دلائے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان ستر افراد کو دوبارہ زندہ کر دیا۔　　(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر روح المعانی۔ سیرت انبیائے کرام۔)

سوال: بتایئے قوم بنی اسرائیل پر کوہ طور پر کیوں معلق کر دیا گیا تھا؟

جواب: بنی اسرائیل نے اپنے ستر معززین کے کہنے اور موسیٰ علیہ السلام کے سمجھانے پر بھی دین حق کو قبول کرنے سے انکار کیا اور توریت کے احکامات کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک دن زبردست زلزلے کے ذریعے کوہ طور کو ان کے سروں پر معلق کر دیا۔ اس ہیبت ناک منظر میں آواز آئی، کتاب توریت کو قبول کر لو اور اس کو مضبوطی سے عمل کے لیے تھام لو۔ روایت ہے کہ ایک فرشتے نے اللہ کے حکم سے یہ کام انجام دیا۔ اس عظیم الشان نشانی کو دیکھ کر سارے بنی اسرائیل نے احکام کی تعمیل کا وعدہ کیا اور اقرار کیا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ چند دن اس قوم پر خوف طاری رہا پھر اسی طرح بے راہروی عود کر آئی۔

(القرآن - سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قوم بنی اسرائیل کو میدان تیہ میں مقید کر دیا گیا تھا۔ اس میدان کا طول و عرض کتنا تھا؟

جواب: مصر اور بیت المقدس کے درمیان واقع یہ میدان حضرت مقاتلؒ کی تفسیر کے مطابق تیس فرسخ لمبائی اور نو فرسخ چوڑائی میں تھا۔ ایک فرسخ تقریباً ۳ میل ہو تو کل نوے میل لمبائی اور ستائیس میل چوڑائی بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پوری قوم کو جس کی تعداد تقریباً ۶ لاکھ تھی اس میدان میں قید کر دیا۔ قید کے اس چالیس سالہ دور میں حضرت ہارون علیہ السلام انتقال فرما گئے پھر چھ ماہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی وفات پا گئے اور پھر حضرت یوشع علیہ السلام نبی بنائے گئے۔ بنی اسرائیل کے نوجوانوں نے ان کی قیادت میں بیت المقدس فتح کیا۔

(تفسیر قرطبی۔ القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قارون بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرتا تھا۔ وہ کیوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن بن گیا؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کے بقول قارون نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برادری

میں سے تھا بلکہ آپ کا چچا زاد بھائی تھا۔ لیکن دولت مند ہونے کی وجہ سے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پسند نہیں کرتا تھا جو کہ غریب خاندان سے تھے۔ محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ قارون توریت کا حافظ اور عالم تھا۔ مگر سامری کی طرح منافق ثابت ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام جن ستر افراد کو کلام الٰہی سنانے کو طور پر لے گئے تھے ان میں یہ بھی شامل تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس لیے بھی دشمن بن گیا تھا کہ وہ کہتا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کے لیے چن لیا مجھے کیوں نہیں چنا۔ حضرت عطاءؒ سے روایت ہے کہ اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا عظیم الشان مدفون خزانہ مل گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے پاس دولت کے انبار لگ گئے تھے اور وہ دولت کے نشے میں دوسروں پر ظلم کرتا جبکہ موسیٰ علیہ السلام ظلم کے خلاف آواز اٹھاتے تھے۔ (تفسیر روح المعانی۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قارون کو کیوں زمین میں دھنسایا گیا؟

جواب: وہ نہ صرف مغرور و متکبر تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن بھی تھا۔ اس نے ایک عورت کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگوایا۔ آپ نے اللہ سے التجا کی۔ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون اور اس کے ساز و سامان کو نگل لے۔ زمین نے نگلنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ اور اس کا مکان زمین میں دھنس گیا۔ (تفسیر ابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو کیوں خراب کیا؟

جواب: وہ کشتی بنی اسرائیل کے ایسے دس بھائیوں کی تھی جن میں سے پانچ اپاہج اور معذور تھے۔ بقیہ پانچ بھائی محنت مزدوری کر کے سب کا پیٹ پالتے تھے۔ یہ کشتی جس سمت جاری تھی وہاں ایک ظالم بادشاہ حکمران تھا جو اچھی اور نئی کشتی زبردستی چھین لیتا تھا۔ اس لیے حضرت خضر نے کشتی کو بچانے کی خاطر اسے عیب دار بنا دیا۔

(تفسیر ابن عباس۔ تفسیر امام بغوی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو بھی قتل کر دیا تھا۔ اس کی کیا وجہ بتائی گئی

ہے؟

جواب: وہ لڑکا والدین کا باغی اور نافرمان تھا۔ وہ لڑکا بالغ ہو کر کافر بنتا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا اور والدین کے لیے بھی مصیبت بنتا۔ اس لیے خضر علیہ السلام نے اسے بالغ ہونے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ ابن ابی شیبہؒ اور ابن المنذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کے والدین کو ایک لڑکی عطا کی جس کے بطن سے ایک نبی پیدا ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق دو نبی پیدا ہوئے۔ بعض دوسری روایات میں ہے کہ اس لڑکی کے بطن سے پیدا ہونے والے نبی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی امت کو ہدایت دی۔

(تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن عباس)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اکٹھے سفر پر روانہ ہوئے تو راستے میں حضرت خضر علیہ السلام نے ایک دیوار کیوں مرمت کی تھی؟

جواب: جس گرتی دیوار کو مرمت کر کے سیدھا کیا گیا وہ اللہ کے ایک مقبول بندے کا مکان تھا۔ جس کے دو چھوٹے بچے تھے۔ اس نے مرنے سے پہلے ان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے اس دیوار کے نیچے ایک خزانہ دفن کر دیا تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو لوگ خزانہ لے جاتے۔ چنانچہ حضرت خضر نے دیوار کو سیدھا کر کے کچھ عرصے کے لیے خزانہ محفوظ کر دیا۔ تاکہ بچے بڑے ہو کر خزانہ نکال لیں۔

(تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کے قریب وفات پائی تھی۔ بتایئے آپ کو کہاں دفن کیا گیا؟

جواب: مقام اریحاء میں جوارض مقدس کے قریب ہے سرخ ٹیلے (کثیب احمر) کے قریب وفات پائی اور وہیں دفن کیے گئے۔ (فتح الباری۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتائیں؟ آپ کا سلسلہ نسب کیا تھا؟

جواب: آپ کے والد کا نام عمران بن قاہت (قاہت) تھا۔ والدہ کا نام یارخا یا ایارخت بتایا گیا ہے۔ یوخاند یا لحاید بنت جمد بن لاوی۔ اور بعض نے لوقا بھی بتایا ہے۔
آپ کا سلسلہ نسب ہے موسیٰ علیہ السلام بن عمران بن قاہت بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام بن اسحٰق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر روح المعانی)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون ولید بن مصعب نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ بتایئے اس نے کیا احکامات دیئے؟

جواب: اس نے حکم جاری کیا کہ تمام رعایا ادنیٰ سے اعلیٰ، مجھے سجدہ کرے۔ چنانچہ ہامان نے اسے سب سے پہلے سجدہ کیا۔ پھر دوسرے وزیروں اور سرداروں نے سجدہ کیا۔ دور دراز کے رہنے والوں کے لیے اس نے اپنے سونے کے مجسمے بنوائے۔ ان کے نیچے ہاتھی کے دانت، آبنوس اور چاندی کے تخت رکھے اور ان کے ان پاس سنہری درخت جڑوائے اور ان کی پتیاں زمرد کی تیار کروائیں اور چاندی سے پرندے تیار کرائے۔ پھر ان کی چونچ میں جواہر دے کر درختوں کی ہر شاخ پر اس طرح بٹھا دیئے اور ہر جانور میں اس طرح کی ترکیب رکھی تھی کہ جس وقت بھی خادم اس تخت کو حرکت دیتے تو ان کے پیٹ میں سے آواز نکلتی کہ اے مصر کے لوگو! فرعون تمہارے خدا ہے اس کو سجدہ کرو۔ یہ آواز سن کر ہر قصبے اور گاؤں والے اس مورتی کے آگے سجدہ ریز ہوتے۔ بنی اسرائیل نہیں مانتے تھے۔ اس نے بنی اسرائیل کو بھی سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ انکار کرنے والوں کو کھولتے ہوئے تیل کی دیگوں میں ڈلواتا۔

(قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تفسیر عزیزی)

سوال: مفسرین و مؤرخین کے بقول فرعون نے کتنے بچے قتل کروائے؟

جواب: بارہ ہزار لڑکے قتل کرائے اور نوے ہزار حمل گرائے تاکہ کسی گھر میں لڑکا پیدا نہ ہو۔ مگر خدا کی قدرت کہ بادشاہ کے خواب دیکھنے کے تیسرے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے۔ (دائرۃ المعارف۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: فرعون نے ایک سال لڑکوں کا قتل بند کرنے کا حکم دیا اور ایک سال اس پر عمل کرنے کا۔ آخر کیوں؟

جواب: وزیروں نے فرعون سے کہا کہ بنی اسرائیل کے بڑے اپنی موت مر گئے اور بچوں کو تم نے قتل کرا دیا تو پھر ہماری خدمت کون کرے گا چنانچہ اس نے حکم دیا کہ ایک سال کے لیے لڑکے قتل کر دیے جائیں اور ایک سال کے لیے چھوڑ دیے جائیں۔ معافی کے سال حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور جس سال قتل کرتے تھے اس سال موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بچپن میں صندوق کس بڑھئی نے بنایا تھا؟ اس کے ساتھ کیا ماجرا ہوا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے سانوم نامی ایک بڑھئی سے بچے کے مطابق صندوق تیار کرایا۔ انہوں نے بڑھئی کو بتا دیا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے۔ بڑھئی نے وعدہ کر لیا کہ کسی کو نہیں بتائے گا مگر انعام کے لالچ میں فرعون کے کارندوں کو بتانے کے لیے باہر نکلنا چاہا کہ اندھا ہو گیا اور اس کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس نے توبہ کی تو اللہ نے اسے نجات دی۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ وہ بڑھئی کئی بار اندھا ہوا اور توبہ کے بعد ٹھیک ہوا۔ پھر اس نے پکی توبہ کی اور راتوں رات صندوق تیار کر کے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے پاس پہنچا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے مزدوری دینی چاہی تو اس نے کہا کہ اس خوش نصیب بچے کا دیدار ہی میری مزدوری ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ اپنی آنکھیں ان کے قدموں سے ملیں اور روانہ ہو گیا۔ (تفسیر عزیزی۔ تفسیر معالم التنزیل۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے انہیں کچھ دن کس طرح فرعون کے کارندوں سے چھپا کر رکھا؟

جواب: فرعون کے کارندے گھر گھر تلاشی لیتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو صندوق میں رکھ دیا۔ دودھ پلا کر اس میں سلا دیتیں۔ جہاں کہیں قطرہ

محسوس ہوتا صندوق کو دریا میں ڈال دیتیں (کیونکہ گھر دریا کے کنارے تھا) اور ایک ڈوری سے اسے باندھ رکھا تھا۔ خوف ٹل جانے کے بعد اسے کھینچ لیتیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص گھر میں آنے لگا۔ جس سے بہت دہشت ہونے لگی۔ دوڑ کر انھیں اور بچے کو صندوق میں لٹا دیا۔ جلدی اور گھبراہٹ میں ڈوری باندھنا بھول گئیں۔ صندوق پانی کی موجوں کے ساتھ زور سے بہنے لگا۔ اس نہر میں چلا گیا جسے فرعون کھدوا کر نیل سے اپنے باغ میں لے گیا تھا اور اس نہر کا نام عین الشمس رکھا تھا۔

(تاریخ ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: فرعون کی بیٹی کے جسم پر سفید داغ تھے؛ بتایئے وہ کیسے دور ہوئے؟

جواب: علامہ بغویؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرعون کی بیٹی کے جسم پر سفید داغ تھے۔ نجومیوں نے کہا تھا کہ دریا میں ایک صندوق ملے گا۔ جس میں ایک بچہ ہوگا۔ اس کا لعاب لگانے سے یہ داغ ختم ہو جائیں گے۔ جب یہ صندوق ملا تو فرعون کی لڑکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لعاب اپنے داغوں پر لگائے تو وہ ٹھیک ہو گئی۔

(تفسیر معالم التنزیل۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کے لیے کتنا روزینہ مقرر کیا؟

جواب: ام موسیٰ نے بچے کو گود میں لیا تو وہ دودھ پینے لگے۔ فرعون نے آپ کی والدہ کے لیے ایک اشرفی روزینہ مقرر کر دی اور کہا کہ اس لڑکے کو یہی دائی دودھ پلاتی رہے۔ جب دودھ چھڑایا تو والدۂ موسیٰ کو سونے سے لدا ایک خچر اور کئی اونٹ اور نفیس چیزیں تحفے میں دے کر رخصت کیا۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتایئے نو برس کی عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کون سا واقعہ ظہور میں آیا؟

جواب: ایک دن فرعون نے آپ کو تخت شاہی پر بٹھایا اور امراء و وزراء سب اردگرد جمع تھے۔ فرعون نے اپنی عادت کے مطابق تکبر اور نخوت میں کفر بکنا شروع کر دیا۔ آپ غصے میں تخت سے نیچے اتر آئے اور تخت پر ایک لات ماری جس سے اس کے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے اور تخت الٹا ہو گیا۔ فرعون تخت سے نیچے گر پڑا اور اس

کی ناک سے خون بہنے لگا۔ آپ بھاگ کر فرعون کی بیوی آسیہ (جو مسلمان تھیں) کے پاس آئے اور واقعہ بتایا۔ فرعون نے آ کر آسیہ کو ڈانٹا۔ بی بی آسیہ نے فرعون کو سمجھا بجھا کر روانہ کر دیا۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں کے نام بتا دیجیے جن کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی بھر کر دیا تھا؟

جواب: ان لڑکیوں کے نام صفورا اور شرحا تھا۔ جو بعد میں آپ کو بلانے آئی تھی وہ صفورا تھی اور اس نے آنچل سے منہ ڈھانپ رکھا تھا۔ اور راستہ بتانے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس گلی کی طرف مڑنا ہوتا اس طرف کنکر پھینک دیتیں آپ اس طرف مڑ جاتے۔ یہ طریقہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتایا تھا۔ ملازمت کے آٹھ سال پورے کرنے پر اسی لڑکی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر طبری)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت عطا کرنے کے لیے طور پر جو آواز دی گئی مفسرین نے اس کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز اس طرح سنی کہ ہر جانب سے یکساں آ رہی تھی اور صرف کانوں سے نہیں بلکہ تمام بدن کے اعضاء سے سنا گیا۔ یا موسیٰ کے لفظ سے ندا دی گئی۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ کلام خود آپ کا ہے یا کسی فرشتے کا۔ تو جواب ملا کہ میں ہی آپ سے کلام کر رہا ہوں۔ پھر جوتے اتارنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ تعظیم کرانی مقصود تھی۔ فرمایا گیا کہ ہم کلامی کا شرف اس لیے بخشا کہ تیری طرح میری طرف اور کوئی جھکا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ روح المعانی۔ بحر محیط۔ معارف الحدیث۔ تفسیر قرطبی)

سوال: ہامان نے فرعون کے کہنے پر جو بلند عمارت تعمیر کرائی وہ کیسی تھی؟

جواب: فرعون نے اسے کہا کہ اے ہامان! تو گارے کی کچی اینٹوں کو آگ میں پکا کر ان سے ایک بلند عمارت تعمیر کرا تاکہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ علیہ السلام کے معبود کا پتہ

لگاؤں۔ وہ محل پچاس ہزار راج اور مزدوروں کی محنت سے تیار ہوا۔ پکی اینٹ کی تعمیر سب سے پہلے اس محل کی ہوئی۔ لکڑی اور لوہے کا کام کرنے والے اس سے الگ تھے۔ اس سے زیادہ بلند عمارت اس زمانے میں کوئی نہیں تھی۔ فرعون نے اس کی چھت پر چڑھ کر دیکھا تو آسمان اتنا ہی اونچا نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا تو انہوں نے ایک ہی ضرب میں محل کے تین ٹکڑے کر دیئے جس سے فرعونی فوج کے ہزاروں آدمی دب کر مر گئے۔

(تفسیر قرطبی۔ معارف القرآن)

سوال: فرعون کے جادوگروں سے مقابلے کے لیے کتنی مہلت مانگی گئی اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ فرعون نے مہلت مانگی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ اس پر وحی اتری کہ مدت مقرر کر لو۔ فرعون نے چالیس دن کی مہلت مانگی جو منظور ہوگئی۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جن جادوگروں نے مقابلہ کیا ان کی تعداد کیا تھی؟ فرعون نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد اسی ہزار یا ستر ہزار تھی۔ تیس ہزار، انیس ہزار اور بارہ ہزار کی روایات بھی ملتی ہیں۔ جب یہ سجدے میں گرے تو خدا تعالیٰ نے انہیں جنت دکھا دی۔ اس طرح انہوں نے اپنی منزلیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ لیکن فرعون نے ان سب کو اذیتیں دے کر شہید کر ڈالا۔ (قصص الانبیاء ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: اللہ کے حکم سے کوہ طور کو معلق کر دیا گیا۔ مفسرین نے پہاڑ کی کیفیت اور بنی اسرائیل کی کیا حالت بیان کی ہے؟

جواب: ستر افراد نے قوم کو سارا قصہ سنایا اور گواہی دی کہ موسیٰ علیہ السلام جو کہتے ہیں وہ حق ہے وہ خدا کے فرستادہ ہیں۔ لیکن اس میں انہوں نے آمیزش کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جس قدر ہو سکے عمل کرنا جو نہ ہو سکے معاف ہے۔ بنی

اسرائیل نے صاف کہہ دیا کہ ہم سے تو کسی قانون پر بھی عمل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ کوہ طور کا ٹکڑا اٹھا کر ان کے سروں پر معلق کر دو کہ یا تو مانو یا پہاڑ تم پر گرا دیا جائے گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ پہاڑ گرا چاہتا ہے۔ تو فوراً سجدے میں بائیں رخ گر پڑے اور سیدھی آنکھ کی تنکھیوں سے پہاڑ کو دیکھ رہے تھے کہ گر تو نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک یہودی جب بھی سجدہ کرتے ہیں تو اپنے بائیں رخ پر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ سجدہ ہے جو رفع عذاب کی یادگار ہے۔ یہ بھی روایات ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس پہاڑ کو اپنی جگہ سے اپنے پروں پر اٹھا کر لائیں اور قد آدم کے فاصلے پر سے بنی اسرائیل کے سر پر کھڑا کر دے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ لشکر گاہ کا طول و عرض ایک ایک فرسنگ تھا اور یہ پہاڑ بھی اتنا ہی لمبا چوڑا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: کوہ سینا سے کوچ کر کے بنی اسرائیل کہاں آئے اور ان پر کہاں بادل کا سایہ ہوا اور کہاں من و سلویٰ نازل ہوا؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر طور سینا سے کوچ کر کے ایلم آ گئے۔ پھر ایلم سے خروج کیا اور دوسرے ماہ کی پندرھویں تاریخ کو سین کے بیابان میں آئے اور اسی میں من و سلویٰ نازل ہوا۔ بنی اسرائیل جب دریائے قلزم کو عبور کر کے میدان تیہ میں آئے تھے تو وہاں گرمی کی شدت تھی۔ خدا نے اپنے فضل سے ان پر بادل کا سایہ کر دیا تھا۔ (تفسیر حقانی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بت پرستی کے لیے بچھڑہ بنانے والے شخص سامری کے بارے میں مفسرین نے کیا تفصیلات بتائی ہیں؟

جواب: بعض کہتے ہیں کہ وہ آل فرعون کا قبطی آدمی تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے پڑوس میں رہتا تھا۔ آپ پر ایمان لایا اور جب مصر سے نکلے تو وہ بھی ساتھ تھا۔ یہ بھی روایات ہیں کہ یہ بنی اسرائیل کے ایک قبیلے سامرہ کا رئیس تھا۔ اور یہ قبیلہ شام میں مشہور تھا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے فرمایا کہ یہ فارسی تھا اور کرمان کا رہنے والا تھا۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ ایسی قوم کا آدمی تھا جو گائے کی پوجا کرتی تھی۔ قرطبی کے حاشیے میں لکھا ہے کہ ہندوستان کا ہندو تھا جو گائے کی عبادت کرتا تھا۔ مشہور یہ ہے کہ اس کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جس سال سامری پیدا ہوا تو فرعون نے لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ سامری کی والدہ نے اسے جنگل میں ایک گڑھے میں چھپا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کی حفاظت اور غذا کے لیے مقرر کر دیا۔ اسے شہد، مکھن اور دودھ کھلایا گیا۔ وہ جوان ہوا۔ خود بھی کافر اور بنی اسرائیل کو بھی کفر میں جتلا کیا۔

(معارف القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تاریخ ابن جریر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۵۲۰ ق م میں مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے وفات کب پائی؟

جواب: آپ نے ۱۴۰۰ ق م میں کوہ عباریم پر وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لنجار۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام ۱۵۲۳ ق م میں مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے کب وفات پائی؟

جواب: آپ نے ۱۲۳ سال کی عمر میں ۱۴۰۰ ق م میں کوہ ہور HOR پر انتقال فرمایا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: تورات میں حضرت ہارون علیہ السلام کو کاہن کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ آپ کے کن بیٹوں کا نام تورات میں بتایا گیا ہے؟

جواب: چار بیٹوں کا نام بیان ہوا ہے۔ ندب۔ ابیہو۔ الیعزر۔ اتمر۔

(توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت خضر علیہ السلام﴾

حضرت خضر علیہ السلام اور قرآن

سوال: موسیٰ و خضر علیہما السلام کا واقعہ قرآن کی زبانی بیان کریں؟

جواب: پارہ ۱۵-۱۶ سورۃ الکہف آیات ۶۰ تا ۸۲ میں یہ واقعہ تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰىٓ اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ۝ "اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان (ساتھی) سے کہا کہ میں اس وقت تک باز نہ آؤں گا جب تک دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ جاؤں یا میں یونہی سالہا سال تک چلتا رہوں گا"۔ آگے بتایا گیا کہ: فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ "پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہ اپنی مچھلی وہاں بھول گئے اور اس مچھلی نے دریا میں سرنگ جیسا اپنا راستہ بنالیا"۔ پھر ذکر ہے: فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ "پھر جب وہ آگے نکل گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ہمارا کھانا ہمارے پاس لا، ہم نے تو اس سفر میں بڑی تکلیف اٹھائی"۔ موسیٰ علیہ السلام کے ناشتہ کے مطالبہ پر ساتھی نے جواب دیا: قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ج وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ عَجَبًا ۝ "خادم (نوجوان یوشع) نے جواب دیا آپ نے ملاحظہ بھی کیا جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں وہاں مچھلی رکھ کر بھول گیا، اور مجھ کو یہ بات کہ میں آپ سے اس کا ذکر کرتا صرف شیطان ہی نے بھلائی، اور اس مچھلی نے عجیب طور پر دریا میں اپنا راستہ کرلیا"۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بات سن کر فرمایا: قَالَ

ذٰلِکَ مَا کُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰی اٰثَارِھِمَا قَصَصًا o "موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہی تو جگہ ہے جس کو ہم تلاش کر رہے تھے، پھر دونوں اپنے نشانہائے قدم کو ڈھونڈتے ہوئے الٹے پھرے"۔ ارشاد ربانی ہے: فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا o "پس انہوں نے ہمارے بندوں میں اس بندہ کو پالیا جس کو ہم نے اپنے پاس سے ایک خاص رحمت دی تھی اور ہم نے اپنے پاس سے ایک ایک خاص علم سکھایا تھا"۔ قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا o "موسیٰ نے اس سے (یعنی خضر سے) کہا کہ کیا میں تیرے ساتھ اس شرط پر رہ سکتا ہوں کہ جو مفید اور بھلی چیز تجھ کو سکھائی گئی ہے اس میں سے تو کچھ مجھ کو بھی سکھا دے"۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر الکشاف)

سوال: موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ رکھنے کے لئے خضر علیہ السلام کی طرف سے کیا شرط لگائی گئی؟

جواب: حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا پہلی بات تو میں یہ کہتا ہوں: اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا o "یقیناً میرے ساتھ رہ کر تجھ سے صبر نہیں ہو سکے گا"۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا o "انشاء اللہ تو مجھ کو ضبط کرنے والا پائے گا اور میں آپ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کروں گا"۔ موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ چلنے کے لئے خضر علیہ السلام نے یہ شرط رکھی: قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْــَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا o "خضر علیہ السلام نے کہا اچھا اگر تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو اس وقت تک مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال نہ کیجیو جب تک میں خود تجھ سے اس کی بابت کوئی ذکر شروع نہ کروں"۔ (القرآن۔ فتح القدیر۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے سفر کرنے اور پیش آنے والے واقعات کی تفصیل قرآن نے کیا بتائی ہے؟

جواب: قرآن کریم نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: فَانْطَلَقَا حَتّٰٓی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَیْــًٔا اِمْرًا o

"پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے تو حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ توڑ کر سوراخ کر دیا، موسیٰ نے کہا کیا تو نے کشتی میں اس لئے سوراخ کر دیا کہ کشتی والوں کو غرق کرو، بیشک تو نے عجیب انوکھی بات کی"۔ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا: میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا: اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ○ "کہ یقیناً میرے ساتھ رہ کر تجھ سے صبر نہ ہو سکے گا"۔ موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ○ "موسیٰ نے (خضر سے) کہا کہ جو میں بھول گیا اس پر تو مجھ سے مواخذہ نہ کر اور میرے اس کام میں مجھے مشکل میں نہ ڈال"۔ کشتی کنارہ لگی تو دونوں اتر کر دریا کے کنارے کنارے چلے، راستہ میں ایک جگہ کچھ بچے کھیل رہے تھے، خضر علیہ السلام نے ان بچوں میں سے ایک بچے کو پکڑ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام سے اس بچے کے ساتھ یہ معاملہ دیکھا نہ گیا آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا: اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّةً م بِغَیْرِ نَفْسٍ ط لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا نُّکْرًا ○ "موسیٰ علیہ السلام نے (خضر علیہ السلام سے کہا) کیا تو نے بغیر کسی جان کے بدلہ ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا، بیشک تو نے بڑی ہی انہونی اور بے جا بات کی"۔ خضر علیہ السلام نے پھر جواب دیا: اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ○ "خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا"۔ موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کو جواب دیا: قَالَ اِنْ سَاَلْتُکَ عَنْ شَیْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ج قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ○ "موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں اس واقعہ کے بعد تجھ سے کچھ پوچھوں تو تُو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھیو، بیشک تُو نے میری طرف سے عذر قبول کرنے میں انتہاء کر دی"۔ اس عہد و پیمان کے بعد دونوں حضرات آگے چلے تو ایک بستی میں ایک مکان کی دیوار گرنے کے قریب تھی، آپ نے اپنے ہاتھ کا سہارا لگا کر اسکو سیدھا کر دیا، اس واقعہ کو قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے: فَانْطَلَقَا حَتّٰی

اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ اِسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ "پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر پہنچے تو گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا، مگر ان گاؤں والوں نے ان دونوں کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا، لیکن ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرا ہی چاہتی تھی، یہ دیکھ کر خضر علیہ السلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا"۔ خضر علیہ السلام نے بغیر کسی کے کہے نے اس دیوار کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا، موسیٰ علیہ السلام برداشت نہ کر سکے اور فوراً کہا: لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ○ "موسیٰ نے کہا تو اگر چاہتا تو اس دیوار کی درستی پر ان گاؤں والوں سے کچھ مزدوری ہی لے لیتا"۔ اس لئے اس وعدہ کی بناء پر خضر علیہ السلام کو جواب دینے کا موقع مل گیا اور کہا: قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ۔ "خضر علیہ السلام نے کہا بس اس وقت میرے اور تیرے درمیان علیحدگی ہوتی ہے"۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: موسیٰ اور خضر علیہما السلام میں جدائی سے پہلے حضرت خضر کی طرف سے اپنے کئے کی کیا وضاحت کی گئی؟

جواب: آپ کے کشتی توڑنے کی وجہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کی: اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ○ "وہ جو کشتی تھی وہ چند غریب آدمیوں کی تھی، جو دریا میں اس سے محنت مزدوری کرتے تھے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کشتی میں عیب پیدا کر دوں کیونکہ اُن کے سامنے کی طرف ایک بادشاہ تھا جو ہر بے عیب کشتی کو زبردستی چھین لیا کرتا تھا"۔ کھیلتے ہوئے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو پکڑ کر اس کا سرتن سے جدا کرنے کی وجہ آپ نے یہ بیان کی: وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ○ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ○ "اور رہا وہ لڑکا تو اس کا حال یہ ہے کہ اس

کے ماں باپ دونوں ایمان والے تھے تو ہم اسبات سے ڈرے کہ کہیں یہ ان ماں باپ پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈالدے لہٰذا ہم نے یہ چاہا کہ ان دونوں کا رب ان کو اس لڑکے کی بجائے کوئی ایسی اولاد دے دے جو پاکیزگی میں اس لڑکے سے بہتر اور رحم کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو"۔ آپ نے بستی کے باشندوں کی طرف سے مہمان نہ بنانے اور اُن کی بے مروتی کے باوجود ایک مکان کی دیوار کو سیدھا کر دیا تو اس کی وجہ یہ بیان کی: وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَکَانَ تَحْتَهٗ کَنْزٌ لَّهُمَا وَکَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّکَ ۚ "اور رہی وہ دیوار سو وہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی، اور اس دیوار کے نیچے اُن لڑکوں کا مال مدفون تھا، اور ان لڑکوں کا مرحوم باپ ایک نیک آدمی تھا، پس تیرے رب نے اپنی رحمت سے یہ چاہا کہ وہ دونوں یتیم اپنی اپنی جوانی کو پہنچ جائیں، اور اپنا خزانہ خود نکالیں"۔ اور وضاحت کے بعد فرمایا: وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ۭ ذٰلِکَ تَاْوِیْلُ مَالَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ۝ "اور ان تمام کاموں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا، یہ ہے حقیقت اُن باتوں کی جن پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا"۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

حضرت خضر علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: قصۂ موسیٰ علیہ السلام وخضر علیہ السلام کے بارے میں ارشاد نبوی بتا دیجئے؟

جواب: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ ہماری آرزو تھی کاش موسیٰ علیہ السلام ذرا اور صبر کر لیتے تاکہ ان کے کچھ اور واقعات ہم کو معلوم ہو جاتے"۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

سوال: ارشاد نبوی کی روشنی میں بتائیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا کیوں حکم دیا گیا تھا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابی بن کعبؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں کھڑے وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ اسی دوران کسی نے آپ سے یہ دریافت کیا اے موسیٰ! یہ بتایئے اس وقت آپ سے بڑا عالم کون ہے؟ چونکہ آپ نبی تھے اور نبی سے بڑھ کر خدائی علوم کا عالم کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ نے جواب دیا کہ اس وقت بڑا عالم میں ہی ہوں۔ یہ جواب حقیقتاً تو صحیح تھا مگر مقام نبوت کے خلاف تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کو آپ کی زبان سے یہ جواب پسند نہ آیا۔ ایسے سوال کے جواب میں آپ کو واللہ اعلم کہنا چاہیے تھا۔ اس لیے اس جملے پر آپ کی گرفت ہو گئی اور وحی نازل ہوئی کہ ہمارا ایک بندہ ہے جو بعض باتوں کا تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ اس سے ملاقات کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے رب اللعالمین سے عرض کیا خدایا آپ کا وہ بندہ کہاں ملے گا۔ جواب ملا ہمارے اس بندہ کے ملنے کی جگہ وہ ہے جہاں دو دریا ملتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کے لیے مجمع البحرین کا لفظ آیا ہے۔

(قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

سوال: حضرت خضر علیہ السلام نے جس دیوار کی مرمت کی تھی اس کی حقیقت رسول اللہ ﷺ نے کیا بیان فرمائی تھی؟

جواب: حضرت ابو درداءؓ نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونے اور چاندی کا ذخیرہ تھا اور اس نیک بندے کی نیت یہ تھی کہ جب یہ بچے بڑے ہو کر دیوار کی مرمت کریں گے تو ان کو یہ خزانہ مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندے کی نیت کے مطابق ان بچوں کے لیے مدفون خزانے کی کچھ عرصے کے لیے حفاظت کا بندوبست فرما دیا۔ (ترمذی۔ مستدرک حاکم۔ تفسیر طبری)

حضرت خضر علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ بتایئے انہیں خضر کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: مفسرین نے کہا ہے کہ خضر کے معنی ہرے بھرے کے ہیں۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ جس جگہ بیٹھ جاتے تھے۔ کیسی بھی بنجر زمین ہو وہاں گھاس اگ کر زمین

سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی۔ اس مناسبت سے آپ کو خضر کہا جاتا ہے۔
(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: قرآن حکیم میں حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آیا ہے۔ کیا خضر علیہ السلام نبی تھے؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کا اس بارے میں اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں انہیں رسول مانا جائے یا نبی یا محض ولی کا درجہ دیا جائے تاہم اکثر مفسرین انہیں نبی مانتے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ آپ اللہ کے نیک بندے اور ولی تھے۔ اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ آپ زندہ ہیں۔ لیکن اکثر کی رائے ہے کہ چونکہ قرآن و حدیث سے آپ کی حیات کا ثبوت نہیں ملتا اس لیے آپ کی بھی وفات ہو چکی ہے۔
(تفسیر حقانی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مجمع البحرین پر حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ کون سی جگہ تھی؟

جواب: مجمع البحرین یعنی دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ۔ یہاں کون سے دو دریا اور ان کا سنگم ہے۔ اس کے بارے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی بھی حتمی نہیں ہے۔ البتہ جن حضرات نے ان میں بحر روم اور بحر قلزم اور دونوں کا سنگم مراد لیا ہے وہ زیادہ قرین قیاس ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ جس زمانے کا یہ واقعہ ہے اس وقت ان دونوں میں ایسا خط اتصال موجود ہو جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے درمیان یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ اس لیے کہ خروج مصر اور میدان تیہ کے قیام کے دوران میں بظاہر ان دو سمندروں سے متعلق یہ واقعہ ہو سکتا ہے۔ حضرت سید محمد انور شاہ صاحب کے بقول یہ وہ مقام ہے جو آجکل عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی جگہ معلوم ہو جانے کے بعد کیا درخواست کی؟

جواب: آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے اس نیک بندے سے ملنے کا پورا پتہ

طریقہ اور علامت بتا دیجیے تاکہ میں اس سے مل کر علمی استفادہ کر سکوں۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے کیا حکم ملا؟

جواب: ارشاد ہوا، اے موسیٰ علیہ السلام تم ایک مچھلی تل کر زنبیل میں رکھ لو۔ اس کے بعد ان کی تلاش میں نکلو۔ جس جگہ زنبیل سے مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چھلانگ دے وہیں ہمارا وہ بندہ ملے گا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ کون تھا؟

جواب: آپ کے ساتھی حضرت یوشع علیہ السلام بن نون تھے۔ جنہیں بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت عطا کی گئی۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم خاص تھے۔

(تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کو کیا ہدایت دی تھی؟

جواب: آپ نے فرمایا تھا، خیال رکھنا جس جگہ یہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں کود جائے وہی ہماری منزل مقصود ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: مچھلی کے زندہ ہونے اور حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا واقعہ کس طرح پیش آیا؟

جواب: دونوں حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے راستے میں ایک پتھر آیا۔ دونوں اس پر سر رکھ کر سو گئے۔ مچھلی خدا کی قدرت سے زندہ ہوئی اور دریا میں کود گئی۔ اور جس جگہ کودی وہاں خدا کی قدرت سے ایک سرنگ کی طرح راستہ بن گیا۔ یوشع علیہ السلام اس وقت نیند سے بیدار ہو چکے تھے۔ انہوں نے یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ لیا تھا۔ سوچا کہ موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوں گے تو بتا دوں گا۔ مگر جب بیدار ہوئے تو ان کو بتلانا بھول گئے۔ اور آگے سفر شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ چلتے چلتے رات ہو گئی۔ پھر رات بھر چلے پھر دوسرا دن ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا

بات ہے اب تو ہمیں تکان محسوس ہونے لگی ہے۔ آپ نے جب ناشتہ کے لیے مچھلی مانگی تو یوشع علیہ السلام کو یاد آیا اور آپ کو مچھلی کے زندہ ہو کر دریا میں چلے جانے کا واقعہ بتایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، وہی تو ہماری منزل تھی۔ چنانچہ واپس اس مقام پر آئے۔ وہاں چادر اوڑھے ایک شخص ملا اس سے بات چیت ہوئی۔ وہی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ (تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ فتح القدیر)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کشتی کس طرح توڑی؟

جواب: جب اس کشتی پر چڑھنے لگے تو کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور مفت سوار کر لیا۔ اس احسان کے بدلہ یہ نقصان دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کو اور زیادہ تعجب ہوا۔ لیکن کشتی پوری طرح کنارہ کے قریب پہنچ کر توڑی۔ لوگ ڈوبنے سے بچ گئے۔ اور توڑنا یہ تھا کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ یعنی اس میں صرف عیب پیدا کر دیا۔ جسے دوبارہ درست کیا جا سکے۔ (تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: جس دیوار کی حضرت خضر علیہ السلام نے مرمت کی تھی اس کے نیچے دبی ہوئی تختی پر کیا نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں؟

جواب: مفسرین بتاتے ہیں کہ اس تختی پر سات نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں:

(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

(۲) تعجب ہے اس شخص پر جو اس پر ایمان رکھتا ہے۔ پھر غمگین کیونکر ہوتا ہے۔

(۳) تعجب ہے اس شخص پر جو اس پر ایمان رکھتا ہے کہ رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے پھر ضرورت سے زیادہ مشقت اور فضول قسم کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

(۴) تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر ایمان رکھتا ہے پھر خوش و خرم کیسے رہتا ہے۔

(۵) تعجب ہے اس شخص پر حساب آخرت پر ایمان رکھتا ہے پھر غفلت کیسے برتتا ہے۔

(۶) تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا اور اس کے انقلابات کو جانتا ہے پھر کیسے اس پر مطمئن ہو کر بیٹھتا ہے۔

(۷) لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ (واللہ اعلم بالصواب) (معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت دانیال علیہ السلام﴾

حضرت دانیال علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتایئے حضرت دانیال علیہ السلام کو کس ایرانی بادشاہ نے قید کر دیا تھا؟۔

جواب: فارس (ایران) کے بادشاہ بخت نصر نے حضرت دانیال علیہ السلام کو قید میں ڈال دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پھر اس نے آپ کو ایسے کنویں میں پھینکوایا جس میں دو شیر تھے لیکن شیروں نے آپ کو کچھ نہیں کہا۔ (قصص الانبیاء از ابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قید میں حضرت دانیال علیہ السلام کے لیے کھانے پینے کا انتظام کیسے کیا؟

جواب: ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ جب تک اللہ نے چاہا آپ کنویں میں رہے اور بھوک پیاس لگی تو اس کا بندوبست اللہ نے یوں کیا کہ یہاں سے کوسوں دور بیت المقدس میں حضرت ارمیا علیہ السلام (یرمیا) کو وحی کے ذریعے حکم دیا کہ آپ کو کھانا کھلائیں اور پھر اللہ نے سواری مہیا کر دی۔ (قصص الانبیاء از ابن کثیر)

سوال: بخت نصر نے حضرت دانیال علیہ السلام کو قید کر دیا تھا۔ بتایئے بخت نصر نے کیا خواب دیکھا تھا؟

جواب: بادشاہ بخت نصر نے خواب دیکھا کہ ایک بڑا بت ہے جس کا سر سونے کا تھا اور ناف سے اوپر کا حصہ چاندی کا تھا اور نیچے کا حصہ تانبے کا اور ٹانگیں لوہے کی تھیں۔ اور پاؤں مٹی کے۔ اتنے میں آسمان کی طرف سے ایک پتھر گرا جس نے بت کو پاش پاش کر دیا اور بت کے تمام اجزا اپنے عناصر سے مل گئے اور وہ پتھر اتنا بڑا ہو گیا کہ تمام زمین اس سے پٹ ہو گئی۔ بخت نصر اس خواب سے حیران ہو گیا۔

(قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ دائرۃ المعارف)

سوال: بادشاہ بخت نصر کے خواب کی تعبیر کس پیغمبر نے بتائی تھی؟

جواب: حضرت دانیال علیہ السلام خوابوں کی تعبیر کے ماہر تھے۔ کسی نے کہا کہ اس کی تعبیر دانیال علیہ السلام سے معلوم کی جائے۔ فوراً ان کو قید سے نکالا گیا۔ دانیال علیہ السلام کو نقیب نے کہا کہ بادشاہ کو سجدہ کریں۔ آپ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا کہ سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ دانیال علیہ السلام کے قتل کے لیے یہی بات کافی تھی لیکن بادشاہ نے معاف کر دیا کیونکہ وہ خواب کی تعبیر جاننا چاہتا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے خواب سن کر فرمایا کہ بت مختلف قوموں کو ظاہر کرتا ہے۔ سونے سے مراد بخت نصر کی بادشاہی ہے۔ چاندی سے مراد وارث سلطنت ہیں اور تانبے سے مراد اہل روم ہیں۔ اور لوہے سے مراد اہل ایران ہیں۔ اور مٹی سے مراد روز فی ہے (شاید یہ بھی اس دور کی کوئی حکومت ہوگی) اور پتھر سے مراد مذہب ہے جو بخت نصر کی سلطنت کو خاک میں ملا کر تمام روئے زمین پر پھیل جائے گا۔

(قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ دائرۃ المعارف)

سوال: بتایئے بادشاہ بخت نصر نے حضرت دانیال علیہ السلام کو کیا سزا دی؟

جواب: حضرت عبدالرحمٰن بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ بابل کی زمین عراق میں بخت نصر نے ایک بہت بڑا بت بنایا تھا اور لوگوں سے جبراً اس کو سجدہ کراتا تھا۔ جو اس بت کے آگے سجدہ نہ کرتا اس کو بھڑکتی آگ کی خندق میں پھینکوا کر جلا دیتا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام اور ان کے دو ساتھیوں عزرایا اور مسائیل نے بت کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا۔ تو ان تینوں کو بھی آگ میں ڈال دیا گیا۔ پروردگار عالم نے ان پر آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور آگ میں ڈالنے والوں کو خود آگ میں ڈال دیا جو جل کر راکھ ہو گئے۔ (قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت دانیال علیہ السلام کا زمانہ رسول اقدس ﷺ سے تقریباً آٹھ سو سال پہلے کا ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے کہاں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: آپ نے عراق میں بصرہ کے قریب تستر شہر میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے کہا

جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے تستر فتح کیا تو حضرت دانیال علیہ السلام کو ایک تابوت میں پایا جن کی رگیں اور مسام تک بھی اصل حالت میں تھے۔ حرقوص نامی شخص نے حضرت دانیال علیہ السلام کا پتہ جتایا تھا۔ حضرت دانیال علیہ السلام کے ساتھ ایک مصحف تھا (جسے حضرت عمرؓ کے حکم سے حضرت کعبؓ نے عربی زبان میں منتقل کیا تھا) ایک مٹکا تھا جس میں چربی تھی۔ اور کچھ پرانے درہم اور ایک انگوٹھی تھی۔ انہوں نے یہ تمام صورتحال حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت دانیال علیہ السلام کی میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر کفنایا جائے۔ پھر کسی ایسی جگہ دفن کیا جائے کہ کسی کو ان کی قبر کے متعلق علم نہ ہو۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے چار قیدیوں کو حکم دیا۔ تو انہوں نے ایک نہر کے پانی کو روکا اور کوئی بند لگا کر نہر میں بیچوں بیچ قبر کھودی اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو وہاں دفن کروا دیا۔ صرف یہ چار آدمی قبر کے بارے میں جانتے تھے۔ وہ واپس آئے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کروا دیا کیونکہ ویسے بھی وہ کافروں سے جنگ کے نتیجے میں گرفتار ہوئے تھے اس لیے ان کا قتل جائز تھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سیدنا حضرت یوشع علیہ السلام

حضرت یوشع علیہ السلام اور قرآن

سوال: قرآن مجید میں کن مقامات پر حضرت یوشع علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے؟

جواب: آپ کا ذکر قرآن مجید میں صراحتاً کسی جگہ نہیں آیا البتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں کئی جگہ نام کے بغیر ذکر آیا ہے۔ وہاں مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام مراد ہیں۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ "اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان سے" اسی طرح فَلَمَّا بَلَغَا "پھر جب پہنچے دونوں"۔ اسی طرح فَلَمَّا جَاوَزَا میں بھی حضرت یوشع علیہ السلام مراد ہیں۔

(القرآن، تذکرۃ الانبیاء، تفسیر ابن کثیر، قصص القرآن)

حضرت یوشع علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: قرآن میں لِفَتٰهُ کا لفظ بقول مفسرین حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے ہے۔ حدیث سے اس کی کس طرح تصدیق ہوتی ہے؟

جواب: صحیحین کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتیٰ حضرت یوشع علیہ السلام بن نون ہیں۔ یہ حدیث حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کی گئی ہے۔

(صحیح بخاری و مسلم، قصص القرآن)

سوال: بتائیے حبس شمس کا واقعہ کس نبی کے ساتھ پیش آیا تھا؟

جواب: بیت المقدس کی فتح کے موقع پر حبس حبس شمس (سورج رکنے) کا واقعہ پیش آیا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یوشع علیہ السلام بن نون ہی کے لیے سورج سفر بیت المقدس کے دوران چند راتوں کے لیے روک

دیا گیا تھا۔" (مسند احمد۔ قصص الانبیاء۔ البدایہ والنہایہ۔ قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل نے اللہ کے حکم کو تبدیل کر دیا۔ قول میں یہ تبدیلی بخاری میں اس طرح روایت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل نے حطۃ کی بجائے حبۃ فی شعیر (بالوں میں دانے) کہنا شروع کر دیا یا حطۃ کی بجائے حنطۃ (گیہوں) کہتے داخل ہوئے۔ یعنی معاف فرما کی جگہ حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ (ہم کو محفوظ غلے کی ضرورت ہے) کہتے ہوئے داخل ہوئے۔ گویا یہ اللہ کے حکم کے ساتھ مذاق تھا۔؟

(صحیح بخاری۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

حضرت یوشع علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں کہیں نہیں آیا اور نہ صراحتاً ذکر ہے۔ مفسرین نے کس انداز سے آپ کا ذکر کیا ہے؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں کئی مقامات پر آپ کا ذکر بغیر نام لیے آیا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ آیات وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِفَتٰـهُ میں (اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان سے) یہاں جوان سے مراد یوشع علیہ السلام ہے۔ اسی طرح فلما بلغا (پھر جب پہنچے دونوں) یہاں دونوں سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام ہیں۔ فلما جاوزا میں بھی موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام مراد ہیں۔ اسی طرح قال رجلن میں بھی ایک حضرت یوشع علیہ السلام اور دوسرے کالب بن یوفنا مراد ہیں۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے حضرت یوشع علیہ السلام کون تھے؟

جواب: آپ اللہ کے نبی تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان کے خادم تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ مقرر ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت بھی عطا فرمائی۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کا سلسلہ نسب بتا دیجیے؟

جواب: مفسرین کے بقول آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ سلسلۂ نسب یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام ہے۔ مؤرخین نے انہیں اسباط یوسف (اولاد یوسف) شمار کیا ہے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کو عمالقہ سے جنگ میں فتح کی بشارت دی گئی تھی۔ بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کس نبی کو سپہ سالار مقرر کیا تھا؟

جواب: بشارت کے باوجود بنی اسرائیل نے جنگ نہیں کی اور اس جرم میں چالیس سال تک میدان تیہ میں قید رہے۔ اسی قیام کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام وفات پا گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں حضرت یوشع علیہ السلام کو قوم عمالقہ سے جنگ کے لیے امیر جیش (سپہ سالار) مقرر کر دیا تھا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کو بیت المقدس فتح کرنے کا حکم کس نے دیا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: چالیس سال کی مدت پوری ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر قوم عمالقہ سے جنگ کرو اور ان ظالم و جابر قوم سے بیت المقدس کو آزاد کراؤ۔ آپ نے اس حکم کے بارے میں بنی اسرائیل کو بتایا۔ وہ وادیٔ تیہ سے نکل کر اپنے نبی کی قیادت میں بہادری سے لڑے تو اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت عطا فرمائی۔ (القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر مظہری)

سوال: مفسرین نے بیت المقدس فتح ہونے اور عمالقہ پر بنی اسرائیل کے غلبے کی کیا وجوہات بتائی ہیں؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ان لوگوں کے آباؤ اجداد نے اللہ اور اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کو مانا اور جنگ سے انکار کیا اس لیے سزا کے طور پر میدان تیہ میں چالیس سال بھٹکتے رہے۔ جب جنگ کی تو کامیاب ہو گئے۔ وجہ

یہ تھی کہ نئی نسل کے ذہن میں تھا کہ بیت المقدس ہمارا قدیم وطن ہے۔ دوسرے یہ کہ قوم عمالقہ نے زبردستی اس پر قبضہ کر رکھا ہے اور ہم چالیس سال سے گھر سے باہر میدان میں پڑے ہیں۔ تیسرے یہ کہ قوم عمالقہ کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعے کامیابی و فتح کی خوشخبری دے دی تھی۔ چوتھی بات یہ کہ وہ نبی کی قیادت میں جنگ کر رہے تھے اور پانچویں یہ کہ انعام خداوندی کے طور پر صندوق سکینہ بھی ان کے پاس تھا۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: صندوق سکینہ کے متعلق بعض مفسرین نے کیا رائے دی ہے؟

جواب: مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ "یہ بنی اسرائیل کا اہم ترین ملی و قومی ورثہ تھا۔ اس کے اندر اصل نسخہ توریت مع تبرکات انبیاء علیہ السلام محفوظ تھا۔ اسرائیلی اس کو انتہائی بابرکت و تقدیس کی چیز سمجھتے تھے۔ اس کے ساتھ برتاؤ انتہائی احترام کا رکھتے تھے۔ سفر و حضر، جنگ و امن ہر حال میں اسے بڑی حفاظت سے رکھتے تھے۔" صاحب قصص القرآن کہتے ہیں: "جب بنی اسرائیل جنگ کے لیے تیار ہوئے تو خدا کے حکم سے عہد قدیم کا صندوق (تابوت سکینہ) ان کے ساتھ تھا۔ اس میں عصاء موسیٰ علیہ السلام، پیراہن (کرتہ) ہارون علیہ السلام اور مَن کا مرتبان بھی تھا۔ اور ان کے علاوہ دوسرے تبرکات بھی تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ مَن کو محفوظ کر لیں تاکہ تمہاری آئندہ نسلیں بھی مشاہدہ کر لیں کہ تم پر خدا کا کیسا انعام ہوا تھا۔" (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ توریت)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت یوشع علیہ السلام کی سرکردگی میں جو علاقہ فتح کیا مفسرین نے اس کی ترتیب کیا بتائی ہے؟

جواب: اس فتح میں نہ صرف بیت المقدس واپس ملا بلکہ کنعان کا پورا علاقہ جہاں سے حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے مصر آئے تھے وہ بھی واپس مل گیا۔ ارض فلسطین اور اس میں واقع بیت المقدس اور کنعان اور قرب و جوار کا علاقہ بنی اسرائیل نے اس ترتیب سے فتح کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے

حضرت یوشع علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے اریحاء میں سب سے پہلے عمالقہ کو شکست دی اور اس کے بعد ارض کنعان کو فتح کرتے ہوئے ارض فلسطین جا پہنچے اور بیت المقدس کو بھی فتح کر لیا۔ یہ مقام ان کی فتوحات کا مرکز تھا۔ اور ارض موعود میں موجود شام، لبنان کا کچھ حصہ اور فلسطین و اردن کا بعض علاقہ شامل تھا۔

(تفسیر ماجدی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالٰی نے بنی اسرائیل کو شہر میں داخلے کے وقت کیا حکم دیا تھا؟

جواب: انہیں حکم ہوا کہ اپنے قدیمی شہر بیت المقدس میں، داخل ہوں تو متکبر اور مغرور انسانوں کی طرح اکڑ کر اور سینہ تان کر داخل نہ ہوں بلکہ ایسی انکساری کے ساتھ اور سر جھکائے داخل ہوں کہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ لوگ واقعی انعام خداوندی کے مستحق تھے۔ اور اس انعام کی قدر کر رہے ہیں۔ انہیں لفظ حطۃ (یعنی ہمارے گناہ اور کوتاہیاں معاف کر دے) کہتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ بستی بیت المقدس یا اس کے قریب کی کوئی بستی تھی اور ہو سکتا ہے اریحاء ہو۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے کس انداز سے شہر میں داخل ہوئے؟

جواب: انہوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور بڑے غرور اور تکبر سے شہر میں داخل ہوئے اور مفسرین کے بقول حطۃ کی جگہ حنطۃ فی شعیر یعنی جو گیہوں جو ملے ہوئے۔ یا حنطۃ احمرو (لال گیہوں) کہتے رہے۔ یعنی قرآن میں ہے کہ انہوں نے الفاظ بدل دیئے۔ انکساری سے داخل ہونے کی بجائے پاؤں آگے بچھا کر سرینوں کے بل زمین پر گھسٹے ہوئے داخل ہوئے۔ (فوائد شیخ الہند۔ کشف الرحمٰن۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالٰی نے بنی اسرائیل کو اس نافرمانی کی کیا سزا دی؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ جس بستی میں (بقول ابن عباسؓ وہ بستی اریحاء تھی) داخلے کے لیے عاجزی اور شکر ادا کرنے کا حکم تھا اس میں غرور و تکبر سے داخل ہوئے تو اللہ نے ان کو یہ سزا دی کہ ان پر طاعون یا اولے کا عذاب آیا۔ اور دوپہر تک ستر ہزار

یہودی مر گئے۔ (تفسیر قرطبی۔ تحفۃ الرحمن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بائبل میں الیسع یا لیسع حضرت یوشع علیہ السلام بن نون ہی کو بتایا گیا ہے۔ جبکہ قرآن میں حضرت الیسع علیہ السلام کا نام آیا ہے۔ آپ کی وفات کب ہوئی؟

جواب: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم اور پھر خلیفہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کاموں کی تکمیل کے لیے آپ کو نبی بنایا۔ آپ نے اپنے ساتھی طالوت کو اپنی وفات کے وقت اپنا خلیفہ بنایا اور ایک سو دس سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قریب دفن ہوئے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کو کنعان میں کیوں بھیجا تھا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ کنعان میں آباد جابر و مشرک قوم عمالقہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے جو وفد گیا تھا حضرت یوشع علیہ السلام بن نون اس کے رکن تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو جہاد کی ترغیب دی اور قوم نے انکار کیا تو آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے بنی اسرائیل کو ہمت دلائی اور اللہ کی نصرت کا وعدہ یاد دلا کر جہاد پر اکسایا تھا۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سفر و حضر کے ساتھی اور خادم خاص تھے۔ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ان کے بارے میں کیا ظاہر کیا تھا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی ان پر ظاہر کر دیا تھا کہ یوشع علیہ السلام میرا خاص بندہ ہے اور بنی اسرائیل اس کی سرکردگی میں کنعان اور بیت المقدس کو جابر اور مشرک قوم سے آزاد کرا لیں گے۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام آخری عمر میں حضرت یوشع علیہ السلام سے کس انداز میں ملاقات کرتے تھے؟

جواب: مفسرین کے بقول اگر چہ حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خادم تھے تاہم چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آخری عمر میں نبوت حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کی طرف منتقل کر دی گئی تھی تو موسیٰ علیہ السلام یوشع علیہ السلام سے ملتے تو ان کا حال احوال دریافت فرماتے کہ پروردگار نے کیا نازل فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت یوشع علیہ السلام نے یوں ہی عرض کر دیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو میں تو سوال نہ کرتا تھا کہ اللہ نے کیا نازل کیا حتیٰ کہ آپ خود ہی بتاتے تھے۔ تب موسیٰ علیہ السلام زندگی سے اچاٹ ہو گئے اور موت کی تمنا کرنے لگے۔ یہ مفسر ابن جریر اور ابن اسحاق نے کہا ہے جبکہ ابن کثیر نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام پر آخر عمر تک ہر حال میں احکام خداوندی کی وحی آتی رہی اور آپ ہمیشہ اللہ کے ہاں صاحب مرتبہ رہے۔

(تفسیر ابن جریر۔ قصص الانبیاء ابن کثیر)

سوال: شہر کے دروازے سے داخل ہونے کے حوالے سے باب حطہ کے بارے میں مفسرین نے کیا رائے دی ہے؟

جواب: ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس سے مراد جھکتے ہوئے عاجزی سے داخل ہوں اور مغفرت طلب کریں۔ عطاءؒ، قتادہؒ اور ابن مسعودؓ نے یہی مراد لیا ہے۔ مجاہدؒ، سدیؒ اور ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ باب حطہ ہے جو بیت المقدس شہر کے بیت ایلیاء کا باب ہے۔ ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابن اسحاق وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ اکڑتے ہوئے سرینوں کے بل داخل ہوئے۔ (تفسیر ابن عباسؓ۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے سفر کیا تھا تو کون سے نبی ان کے ساتھ تھے؟

جواب: اس سفر میں حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے اور وہ آپ کے خادم تھے۔ اس وقت تک حضرت یوشع علیہ السلام کو نبوت نہیں ملی تھی۔

(قصص الانبیاء ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بیت المقدس کی فتح کے موقع پر کثرت سے مال غنیمت ملا تو حضرت یوشع علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: چونکہ مال غنیمت کو گذشتہ انبیاء علیہ السلام کی امتوں پر حلال نہیں کیا گیا تھا اس لیے بیت المقدس کی فتح کے موقع پر جب کثیر مقدار میں مال غنیمت ملا تو حضرت یوشع علیہ السلام نے اسے جلانے کا حکم دیا۔ بنی اسرائیل کو اس قدر مال غنیمت حاصل ہوا کہ اس سے پہلے کبھی حاصل نہ ہوا تھا۔ فرمان خدا کے مطابق آگ میں جلانے کے لیے آگ کے پاس لے گئے لیکن آگ نے نہ جلایا۔ اس پر اللہ کے نبی حضرت یوشع علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اس میں سے کچھ چرا لیا ہے۔ میرے پاس ہر قبیلے کا سردار آئے اور میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ چنانچہ اس طرح کیا گیا۔ ایک قبیلے کے سردار کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چپک گیا، آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس وہ خیانت کی چیز ہے۔ جا اسے لے آ۔ اس نے گائے کا سر جو سونے کا بنا ہوا تھا پیش کیا جس کی آنکھیں یاقوت کی اور دانت موتیوں کے تھے۔ جب وہ سر بھی دوسرے مال کے ساتھ ڈالا گیا تو آگ نے سب کچھ جلا دیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: مفسرین نے باب حطہ کی کیا تفصیل بتائی ہے؟

جواب: یہ بیت المقدس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو مشہور و معروف ہے۔ اور اب تک آباد اور زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ جو کوئی گناہوں کی مغفرت کے لیے اس مسجد میں آتا ہے اسی دروازے سے داخل ہوتا ہے۔ وہاں کے مجاوروں کی زبانی مشہور ہے کہ اس دروازے سے داخل ہونا گناہوں سے پاک ہونے کا سبب ہے۔ حالانکہ یہ دروازہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں بیت المقدس کی تعمیر کے وقت تیار ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں نہ بیت المقدس تھا اور نہ یہ دروازہ۔ البتہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور پچھلے انبیاء علیہ السلام نے وحی اور کشف کے ذریعے اس دروازے کو اس گاؤں کے دروازے کے ساتھ تشبیہ

دے کر باب حطہ کا لقب دیا ہو کہ خاصیت میں دونوں مناسب ہیں۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریائے نیل خشک ہو گیا۔ بتایئے حضرت یوشع علیہ السلام کے لیے کون سا دریا خشک ہوا؟

جواب: جب یوشع علیہ السلام نے اریحاء پر حملہ کیا تھا اس زمانے میں دریائے یردن (اردن) پر پل نہ تھا۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قلزم (دریائے نیل) کو پار کیا تھا اسی طرح اب بھی یہ دریا بیچ سے خشک ہو گیا تھا۔ اور تمام بنی اسرائیل اتر کر شہر اریحاء یا یریحو پر حملہ آور ہوئے تھے۔ (تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت یوشع علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت یوسف علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ تورات میں آپ کے کتنے نام آئے ہیں؟

جواب: تورات میں آپ کے تین نام ہیں۔ یشوع۔ ہوسیع۔ یہوسوع۔

(توریت۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: تورات میں ایک پوری کتاب حضرت یشوع (یوشع) کے بارے میں ہے۔ بتایئے آپ نے کتنے حکمرانوں کو شکست دی؟

جواب: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین مقرر ہوئے تھے۔ آپ نے ۳۱ حکمرانوں کو شکست دے کر فلسطین فتح کیا تھا۔

(توریت۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء مجاہد)

سیدنا حضرت حزقیل علیہ السلام

حضرت حزقیل علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت حزقیل علیہ السلام کا نام قرآن مجید میں کس جگہ آیا ہے؟

جواب: حضرت حزقیل علیہ السلام بھی ان انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں جن کا قرآن مجید میں صراحتاً ذکر نہیں آیا۔ سلف صالحین کے بیان کے مطابق سورۃ بقرہ پارہ ۲ رکوع ۱۶ آیت ۲۴۳ میں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا میں جس قوم کے واقعے کا ذکر ہے اس قوم کے نبی حضرت حزقیل علیہ السلام تھے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے: ''کیا آپ نے ان لوگوں کے قصے کو ملاحظہ نہیں فرمایا جو گھروں سے نکل بھاگے''۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

حضرت حزقیل علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: قرآن میں حضرت حزقیل علیہ السلام کا صراحتاً ذکر نہیں ہے۔ مفسرین آپ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مؤرخین اور مفسرین کے بقول آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے اور آپ نے ایک عرصے تک بنی اسرائیل کی روحانی اور دنیاوی قیادت کی۔ حضرت یوشع علیہ السلام کے جانشین کالب بن یوفنا کے بعد آپ کو قیادت ملی۔ (قصص القرآن۔ تفسیر طبری۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت حزقیل علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ آپ کا اصل نام اور لقب کیا تھا؟

جواب: آپ کا اصل نام حزقی ایل ہے جو عبرانی زبان کے دو جملوں حزقی اور ایل کا مرکب ہے۔ حزقی کے معنی قدرت اور طاقت کے ہیں اور ایل کے معنی خدا یا اللہ۔ عربی زبان میں اس کا ترجمہ قدرت اللہ کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل کے ہاں حزقیل کا مطلب

زبردست عالم اور شیخ کامل تھا۔ آپ کا لقب ابن العجوز تھا جس کے معنی ہیں بڑھیا کا بیٹا۔ آپ کے والد آپ کے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ والدہ بھی بہت ضعیف اور بوڑھی ہو چکی تھیں اس لیے لوگ آپ کو اس لقب سے پکارتے تھے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے حضرت حزقیل علیہ السلام کی قوم کے لوگ شہر چھوڑ کر کیوں بھاگے تھے؟

جواب: ایک روایت ہے کہ جس شہر میں یہ قوم رہتی تھی اس میں طاعون کی وبا پھیل گئی اور یہ لوگ موت کے ڈر سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ایک دوسری روایت جو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور بعض دوسرے صحابہؓ سے منقول ہے کہ حضرت حزقیل علیہ السلام نے اس قوم سے کہا کہ تم فلاں دشمن سے جہاد کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کرو۔ تو یہ سن کر موت کے ڈر سے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ شہر چھوڑ کر ایک وادی میں جا دبکی اور خیال کیا کہ ہم پر یہاں موت نہیں آئے گی۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن عباسؓ۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قوم حزقیل کو شہر سے بھاگنے کے بعد کیسے موت آئی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے بھیج دیئے جنہوں نے اس میدان میں ڈیرے ڈالے ہوئے دس ہزار آدمیوں پر ہیبت ناک چیخ ماری۔ اسی وقت سب ہلاک ہو گئے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ بچا۔ قرب و جوار کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہاں پہنچ کر ایک دیوار سی کھینچ دی گویا ایک احاطہ سا بنا دیا کیونکہ اتنے لوگوں کو دفنانا مشکل تھا۔ ان کی لاشیں بے گور و کفن پڑی گل سڑ گئیں۔ صرف ہڈیاں پڑی رہ گئیں۔ مفسرین ابن جریجؒ اس پورے واقعے کو ایک تمثیل قرار دیتے ہیں۔ (تفسیر ابن عباس۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے قوم حزقیل کے ہلاک ہونے والے افراد کو دوبارہ زندگی کیسے ملی؟

جواب: کافی عرصے کے بعد اللہ کے نبی حضرت حزقیل علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ تو آپ نے دعا فرمائی۔ یا اللہ ان کو پھر سے زندہ فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور سب کے سب دوبارہ زندہ ہو گئے۔ اس واقعہ کا ذکر سورۃ بقرہ میں کیا گیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قوم حزقیل کا تعلق کس شہر سے بتایا جاتا ہے اور یہ بھاگ کر کہاں گئے تھے؟

جواب: بنی اسرائیل کی یہ جماعت جسے قوم حزقیل کہا جاتا ہے داوردان کی رہنے والی تھی جو شہر واسط سے چند کوس پر اس زمانے کی مشہور آبادی تھی۔ اور یہ فرار ہو کر افیح کی وادی میں چلے گئے تھے۔ جہاں ان پر موت واقع ہوئی اور پھر زندہ ہوئے۔ آج یہ شہر عراق میں ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وادی افیح میں چلے گئے تھے۔

(البدایہ والنہایہ۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاءؑ مولانا عبدالعزیز)

سوال: ابن اسحاق نے قوم حزقیل علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہونے کا واقعہ کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: وہ لکھتے ہیں کہ لوگوں نے ایک وبا دیکھی تھی جس میں لوگ مر رہے تھے تو یہ موت کے ڈر سے وہاں سے نکل کر زمین میں کہیں اور منتقل ہو گئے۔ تو اللہ نے ان کے متعلق وہاں بھی حکم فرمایا کہ مر جاؤ تو یہ سب کے سب موت کے منہ میں چلے گئے پھر اللہ نے ان کی لاشوں کو درندوں پرندوں کا شکار ہونے سے منع کر دیا۔ اور ان سے حفاظت فرما دی اسی طرح نعشوں پر طویل عرصہ گزر گیا تو ایک مرتبہ حضرت حزقیل علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ انتہائی فکر و حیرانی میں ڈوب گئے۔ تو ان سے کہا گیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ اللہ ان کو دوبارہ زندہ کر دے۔ اور آپ دیکھ رہے ہوں۔ عرض کیا بالکل۔ تو اللہ نے حزقیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ ہڈیوں کو بلائیں اور کہیں کہ تم اپنا گوشت پہن لو اور پٹھے ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں تو حضرت حزقیل علیہ السلام نے حکم خداوندی سے ان کو یونہی بلایا اور حکم دیا تو پوری قوم یک آواز اللہ اکبر کہتی ہوئی زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

(قصص الانبیاءؑ لابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتائیے مفسرین نے قوم حزقیل علیہ السلام کے ہلاک ہو کر دوبارہ زندہ ہونے والے افراد کی تعداد کتنی بتائی ہے؟

جواب: ابن اسحاق نے کہا کہ یہ تقریباً تیس ہزار تھے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ چار ہزار تھے۔ ایک روایت آپ سے آٹھ ہزار کی بھی ہے اور ابن عباسؓ ہی سے چالیس ہزار کی تعداد بھی مروی ہے۔ ابو صالح نے نو ہزار کہا ہے۔

(قصص الانبیاءؑ لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر)

سیدنا حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام اور قرآن

سوال: بتایئے قرآن مجید کی کس آیت میں حضرت الیاس علیہ السلام کو رسول بتایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۲۳ میں ہے: وَ اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ o ''اور بے شک الیاس علیہ السلام بھی پیغمبروں میں سے تھے''۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۲۴ تا ۱۲۶ میں آپ کی تبلیغ کا ذکر ہے: اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ o اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ o اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ o ''جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا، کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا تم بعل کو پوجتے ہو۔ اور اس کو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ معبود برحق ہے۔ تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے''۔ (القرآن۔ فتح الحمید۔ کنزالایمان۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قوم نے حضرت الیاس علیہ السلام کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۲۷ تا ۱۲۹ میں ہے: فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ o اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ o وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ o ''پس ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا سو وہ لوگ پکڑے جائیں گے مگر جو اللہ کے خالص بندے تھے (وہ نہیں)۔ اور ہم نے الیاس کے لئے پیچھے آنے والوں میں اس کا ذکر باقی رہنے دیا''۔ (القرآن۔ فتح الحمید۔ کنزالایمان۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے کس آیت میں حضرت الیاس علیہ السلام پر سلام بھیجا ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۳۰ میں ہے: سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ ۝ ''کہ الیاس پر سلام'' پھر آیت ۱۳۱ میں فرمایا گیا: اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ ''ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیتے ہیں''۔ (القرآن۔ فتح الحمید۔ کنز الایمان۔ تفسیر قرطبی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کن الفاظ میں حضرت الیاس علیہ السلام کی تعریف فرمائی؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصافات آیت ۱۳۲ میں فرمایا: اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ''بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا''۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

حضرت الیاس علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ آیا ہے۔ آپ کی پیدائش کب ہوئی اور آپ کس دور میں نبوت سے سرفراز ہوئے؟

جواب: مفسرین بتاتے ہیں کہ آپ اردن کے ایک علاقے جلعاد میں پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت کے بادشاہ کا نام اخی اب یا اجب یا احب بیان کیا گیا ہے۔ اس بادشاہ کی بیوی ایزبل بعل نامی بت کی پوجا کرتی تھی۔ عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ آپ بادشاہ اخی اب کے ہمعصر تھے جو شمالی مملکت کا فرمانروا تھا۔ اس بادشاہ کا زمانہ ۸۷۶ ق م سے ۸۸۴ ق م تک کا ہے۔ اسی بادشاہ کے زمانے میں جب غیر قوموں میں شادیاں ہونے لگیں تو کوئی بیوی اپنے ہمراہ بعل پرستی بھی محل میں لے آئی اور رفتہ رفتہ شاہی محل سے ساری اسرائیلی قوم میں بت پرستی سرایت کر گئی۔ انبیاء اسرائیل نے اس نئے شرک کا مقابلہ پورے زور و قوت سے کیا۔ اور ان میں ممتاز نام حضرت الیاس علیہ السلام نبی کا ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام ہی کا نام اہل عرب کے ہاں الیاسین ہے۔ (تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام کا نسب نامہ بتا دیجئے؟

جواب: آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے الیاس علیہ السلام بن یاسین بن فخاس بن عیزار بن ہارون علیہ السلام۔ بعض

نے کہا کہ الیاس علیہ السلام بن العاذر بن العیز ار بن ہارون اور بعض نے الیاس علیہ السلام بن العاذر بن ہارون بن عمران بن قاہث بن لاوی۔

(قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت الیاس علیہ السلام کو کس قوم اور علاقے کے لیے مبعوث فرمایا گیا تھا؟

جواب: آپ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے اور اسی قوم کے لیے نبی بنائے گئے تاہم آپ کو اہل شام کی اصلاح کا کام خاص طور پر دیا گیا۔ اور آپ کا مرکز تبلیغ شام کا مشہور شہر بعلبک تھا۔ جو مشہور بت بعلبک کے نام سے منسوب تھا۔ یہ قوم اسی بت کی پوجا کرتی تھی۔ اس بت کا نام بعل بھی بتایا گیا ہے یہ بت پرانا تھا۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ شعیب علیہ السلام کو مدین میں بھی اسی قوم سے واسطہ پڑا تھا۔ اور بعض قومیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اس بت کی پوجا کرتی تھیں۔ آپ کی پیدائش کے وقت بنی اسرائیل دو حصوں میں تقسیم ہو کر حکمرانی کر رہے تھے۔ ایک حصہ یہودا اور دوسرا اسرائیل تھا۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام کے زمانے میں زیادہ تر بعل بت کی پوجا ہوتی تھی۔ مفسرین نے اس بت کی کیا تفصیل بتائی ہے؟

جواب: سامی اور عبرانی زبان میں بعل کے معنی مالک، سردار، حاکم اور رب کے آتے ہیں۔ شاید اسی مناسبت سے اہل عرب شوہر کو بھی بعل کہتے ہیں۔ اس بت کی پوجا پاٹ کے لیے مختلف موسموں میں میلے اور مجلسیں ہوا کرتی تھیں اور اس پر سونے چاندی کے بڑے بڑے نذرانے چڑھا کرتے تھے۔ اس کے مجاور خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔ جانوروں حتیٰ کہ زندہ انسانوں تک کی جانوں کے نذرانے چڑھائے جاتے تھے۔ بعل بت سونے کا بنا ہوا تھا۔ بیس گز لمبا تھا اور اس کے چار منہ بنے ہوئے تھے۔ اور کم و بیش چار سو اس کے خدمتگار تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے زمانے میں یمن اور شام میں اسی کی پوجا ہوتی تھی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر کشف الرحمٰن)

سوال: قوم کی اصلاح کے لیے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا گیا تو آپ نے قوم

سے کیا کہا؟

جواب: آپ نے اپنی قوم کو خدا کے غضب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا۔ پارہ ۲۳ کے رکوع ۸ میں آپ کی تبلیغ کا ذکر ہے کہ آپ نے انہیں بعل بت کو پوجنے سے منع فرمایا اور معبود برحق رب العالمین کی عبادت کرنے کی تلقین کی۔ اس پر پوری قوم آپ کی مخالف ہوگئی۔ (القرآن۔تفسیر قرطبی۔تفسیر مدنی۔تفسیر ضیاء القرآن۔تفسیر مظہری)

سوال: بتایئے حضرت الیاس علیہ السلام نے اسرائیل کے حکمران بادشاہ وقت کو کیا پیغام دیا؟

جواب: آپ نے بادشاہ وقت اخی اب کو پیغام حق دیتے ہوئے فرمایا: "تم جس بے حس و حرکت اور بے جان بت یعنی بعل کی پوجا کرتے ہو یہ کھلا شرک ہے۔ جو خود بھی اور ساتھ تم سب کو جہنم میں لے جائے گا۔ حقیقت میں عبادت و بندگی کے لائق تو میرا رب ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔" (قصص الانبیاء۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام کو پہاڑوں میں کیوں پناہ لینی پڑی؟

جواب: بادشاہ وقت اس کی بت پرست بیوی اور پوری قوم آپ کی جان کی دشمن بن گئی۔ تو آپ شہر چھوڑ کر ایک پہاڑ کی غار میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ بادشاہ اور قوم کے افراد نے آپ کی تلاش میں چپہ چپہ چھان مارا لیکن اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا۔

(معارف القرآن۔تفسیر قرطبی۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: دوسرے انبیاء علیہ السلام کی طرح حضرت الیاس علیہ السلام کو بھی قوم نے جھٹلایا۔ بتایئے اس قوم کو کیا سزا ملی؟

جواب: حضرت الیاس علیہ السلام غار میں چلے گئے تو قوم کو اللہ تعالیٰ نے قحط کے عذاب میں مبتلا کر دیا تین سال تک ایک بوند پانی نہ برسا۔ لوگ قحط کی وجہ سے بھوکے مرنے لگے حضرت الیاس علیہ السلام اسی دوران غار سے نکل کر باہر آئے تو دیکھا کہ ساری قوم قحط کے عذاب میں گرفتار ہے۔ آپ نے فرمایا: "یہ تمہارا بعل کب کام آئے گا۔ اس سے کہو کہ بارش برسائے تاکہ قحط کے عذاب سے نجات ملے۔" ساری قوم تمام دن بعل کے آگے کھڑی ہاتھ جوڑ کر دعا مانگتی رہی مگر بے جان اور

خود محتاج بت بارش کیا برساتا۔ وہ حضرت الیاس علیہ السلام سے کہنے لگے: الیاس علیہ السلام تیرا خدا کون سا ہے اس سے کہو کہ بارش برسائے۔ آپ نے خلوص دل اور گریہ وزاری کے ساتھ اللہ سے دعا کی۔ ذرا سی دیر میں بارش برسنے لگی۔ اور ہر طرف زمین سرسبز و شاداب ہونے لگی، مگر قوم یہ معجزات بارش دیکھ کر بھی ایمان نہ لائی۔ بلکہ حضرت الیاس علیہ السلام سے کہنے لگی، یہ سب تیرا جادو ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم نے بارش کا معجزہ دیکھ کر بھی نافرمانی کی تو آپ نے قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے ان کو دعوت توحید دی اور فرمایا "یہ عذاب اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ہے اور اگر تم اب بھی باز آجاؤ تو یہ عذاب ٹل سکتا ہے (بعض مفسرین کے بقول آپ نے بارش ہونے سے پہلے یہ کلام فرمایا تھا)۔ تم کہتے ہو کہ بعل کے چار سو نبی ہیں۔ تم ان سب کو میرے سامنے جمع کر دو۔ وہ سب بعل کے نام پر قربانی پیش کریں اور میں اللہ کے نام پر قربانی دوں گا۔ آسمانی آگ جس کی قربانی جلا کر خاک کر دے وہی دین حق پر ہے۔ سب نے اس تجویز کو بخوشی قبول کر لیا۔ چنانچہ کوہ کرمل کے مقام پر یہ اجتماع ہوا اور قربانیاں پیش کی گئیں۔ بالآخر مشرکین کو شکست ہوئی جس پر ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا۔ لیکن بہت سے بے راہرو اور بعل کے جھوٹے نبی اب بھی نہ مانے اور اپنی روش پر اڑے رہے۔ اخی اب کی بیوی ایزبل آپ کی اور زیادہ دشمن ہوگئی اور قتل کرانے کی تیاریاں کرنے لگی۔

(معارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: دائرۃ المعارف میں بعل بت کے بارے میں کون سا واقعہ بیان کیا گیا ہے؟

جواب: دائرۃ المعارف میں ہے کہ شیطان بعل بت میں بیٹھ گیا تھا اور اس کے نبی باہر بات کرتے تو شیطان اندر سے جواب دیتا کہ تمہارا خدا یہ کہتا ہے، پھر بادشاہ اور تابعین اس کے موافق عمل کرتے۔ بنی اسرائیل بھی اس بت کے پجاری ہو گئے

تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام سات سال تک ایک پہاڑی میں روپوش رہے اور سوائے گھاس وغیرہ کے کچھ خورونوش نہ رہا۔ بادشاہ نے بڑی تلاش کی لیکن حضرت الیاس علیہ السلام نہ ملے۔ بادشاہ کا بیٹا سخت بیمار ہو گیا۔ تمام معالج عاجز رہ گئے۔ بعل بت کی بھی بڑی پرستش کی گئی لیکن کچھ نہ بنا۔ بعل کے نبیوں نے کہا کہ تجھ سے بعل بت ناراض ہو گیا ہے۔ کیونکہ تو نے حضرت الیاس علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ بادشاہ نے پھر چاروں طرف آدمی دوڑائے جو ہر پہاڑی پہ ہر غار میں آواز دیتے کہ الیاس سامنے آؤ۔ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اور بادشاہ بھی اسلام لاتا ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ظاہر ہونا چاہا لیکن خدا تعالیٰ نے روک دیا۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ اگر یہ سچے ہیں تو مجھے ان پر ظاہر کر اور اگر یہ جھوٹے ہیں تو ان پر آگ برسا۔ چنانچہ آسمان کی طرف سے آگ آئی اور یہ سب جل کر راکھ ہو گئے۔ بادشاہ کو اطلاع ملی تو پچاس آدمی اور بھیجے۔ ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوا۔ پھر بادشاہ سخت ملول ہوا لیکن بیٹے کی بیماری کی وجہ سے نہ جا سکا۔ آخر بادشاہ نے ایک مومن آدمی کو بڑا لشکر جرار دے کر بھیجا۔ اس مومن آدمی نے حضرت الیاس علیہ السلام کو آواز دی تو الیاس علیہ السلام اس کے ساتھ شہر میں آئے لیکن اس وقت بادشاہ کا بیٹا شدید بیماری کی وجہ سے ہلاک ہو گیا تھا۔ بادشاہ اسی غم میں تھا کہ حضرت الیاس علیہ السلام پھر چلے گئے۔ بادشاہ نے لشکر کے کمانڈر سے پوچھا۔ اس مومن نے کہا کہ میں بھی آپ کے لڑکے کے غم میں مبتلا تھا۔ مجھے پتہ نہیں کہ کہاں گیا۔ بڑی مصیبتیں گزارنے کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام ایک عورت کے گھر رہے۔ اس کا جوان بیٹا بیمار تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا کی وہ ٹھیک ہو گیا، وہ حضرت الیسع علیہ السلام تھے۔ جو آپ کے بعد نبی ہوئے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے لیے دعا کی پھر وہ نورانی گھوڑے پر سوار ہو کر اڑ گئے۔ (تفسیر مظہری۔ دائرۃ المعارف۔ قصص الانبیاء: مولانا عبدالعزیز)

سوال: کیا حضرت الیاس علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا گئے؟

جواب: مورخین ومفسرین کے نزدیک یہ مسئلہ بھی زیر بحث اور اختلافی ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا چکے۔ تفسیر مظہری میں علامہ بغوی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کو آتشیں گھوڑے پر سوار ہو کر آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا تھا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جب قوم اپنے کفر پر اڑی رہی تو آپ نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں اپنی طرف لے لے۔ حضرت الیسع علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھے۔ اس دعا کے بعد انہیں حکم ملا کہ وہ ایک جگہ جائیں اور وہاں انہیں جو بھی سواری ملے اس پر سوار ہو جائیں۔ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کو ایک نورانی گھوڑا دکھائی دیا۔ جس پر آپ سوار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی نورانی کر دیا اور اپنے پروں سے فرشتوں کے ساتھ اڑنے لگے۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکاشفہ میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے ان کی زندگی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اور الیاس علیہ السلام زندہ نہیں ہیں لیکن اللہ نے ہمیں قوت دی ہے کہ ہم زندہ آدمیوں کی شکل میں آ کر لوگوں کی مدد مختلف صورتوں میں کرتے ہیں۔ حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ چار انبیاء علیہ السلام اب تک زندہ ہیں۔ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہ السلام زمین میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر۔ قرطبی نے بھی انہیں زندہ کہا ہے۔

(تفسیر معارف القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ درمنثور)

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام کا ظہور نویں صدی ق م میں ہوا۔ آپ کس قوم کے نبی تھے؟

جواب: آپ قوم بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور آپ کی تبلیغ کا مرکز بعلبک تھا۔ (سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: توریت میں حضرت الیاس کا نام ایلیا آیا ہے۔ آپ جس غار میں آٹھ سال تک روپوش رہے اس کا نام بتا دیں؟

جواب: کوہ حورب کی ایک غار میں روپوش ہوئے وہیں آپ کو الیسع کے نبی ہونے کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے وحی سے دی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ توریت)

سیدنا حضرت شعیا علیہ السلام

حضرت شعیا علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت شعیا علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک میں نہیں آیا۔ مفسرین و مؤرخین کا کہنا ہے کہ آپ اللہ کے نبی تھے۔ بتایئے آپ کا دور نبوت کون سا تھا؟

جواب: محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ آپ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے تھے اور آپ ان انبیاء علیہ السلام میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری دی تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ حضرت یونس علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کے اولوالعزم انبیاء میں سے تھے۔ اس دور میں حزقیا نامی بادشاہ بیت المقدس کے علاقوں میں بنی اسرائیل کا حاکم تھا۔ وہ نیک شخص اور حضرت شعیا علیہ السلام کا مطیع تھا۔ اور بنی اسرائیل شام کے ملک کی بہتر بستیوں فلسطین اور اردن میں رہتے تھے۔ آپ کا پورا نام شعیا علیہ السلام بن اَمصیا ہے۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتایئے شعیا علیہ السلام نے حضرت یونس علیہ السلام کے ذمے کون سا کام لگایا تھا؟

جواب: نینوا کے لوگوں نے جو عراق اور شام کے درمیان بستے تھے بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور ان کے مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔ حزقیا بادشاہ نے حضرت شعیا علیہ السلام سے عرض کیا اور ان سے قیدیوں کو چھڑانے کی تدبیر پوچھی اور کہا کہ جب تک ہمارے قیدی وہاں سے نہ آجائیں ہم ان پر لشکر لے کر چڑھائی نہیں کر سکتے۔ حضرت شعیا علیہ السلام نے فرمایا آپ کی سلطنت میں اس وقت پانچ پیغمبر ہیں۔ ان میں سے ایک کو بھیجو تاکہ وہ بادشاہ کو سمجھائے اور وہ قیدی واپس کر دے حزقیا

بادشاہ نے کہا، آپ ہی بتائیں کس کو بھیجا جائے۔ حضرت شعیا علیہ السلام نے حضرت یونس علیہ السلام کا نام پیش کیا۔ اور کہا کہ وہ امانتدار بھی ہیں اور عبادت اور ریاضت میں بھی بلند مقام رکھتے ہیں اور اللہ کے ہاں ان کا رتبہ بھی بڑا ہے۔ اگر بادشاہ سمجھانے پر نہ مانا تو وہ معجزے دکھا کر ان لوگوں کو راہِ راست پر لے آئیں گے، بادشاہ نے حضرت یونس علیہ السلام سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر حضرت شعیا علیہ السلام نے حکم الٰہی سے مجھے مقرر کیا ہے تو ٹھیک ورنہ وہاں جانے سے میرے اوقات عبادت میں خلل پڑے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ حکم الٰہی تو نہیں ہے البتہ حضرت شعیا علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام حضرت شعیا علیہ السلام کے حکم پر روانہ ہو گئے۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت شعیا علیہ السلام کے دور میں کس بادشاہ نے بیت المقدس پر حملے کی کوشش کی تھی؟

جواب: بنی اسرائیل راہِ راست سے بھٹک چلے تھے۔ اسی دور میں بادشاہ وقت بیمار ہوا اور اس کی ٹانگ میں پھوڑا نکلا۔ سلطنت کمزور ہوئی تو بابل کے بادشاہ نے چھ لاکھ کی کثیر فوج کے ساتھ بیت المقدس پر لشکر کشی کر دی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چھ لاکھ جھنڈوں تلے اس کا لشکر تھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ و تفسیر ابن اسحاق)

سوال: بنی اسرائیل کے بادشاہ نے حضرت شعیا علیہ السلام سے کیا کہا اور آپ نے اسے کیا جواب دیا؟

جواب: پریشانی کے عالم میں بادشاہ حرقیا نے حضرت شعیا علیہ السلام سے کہا کہ کیا سخاریب اور اس کے لشکر کے بارے میں آپ کے پاس کوئی وحی الٰہی آئی ہے۔ آپ نے فرمایا ان کے متعلق مجھ پر کچھ نازل نہیں ہوا۔ پھر وحی آئی کہ بادشاہ کی موت کا وقت قریب آ چکا ہے۔ بادشاہ کو آپ نے خبر دی۔ بادشاہ نے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی اور خدا کی تسبیح بیان کی اور خوب گریہ و زاری اور خلوص سے دعا کی: ''اے اللہ! بادشاہوں کے بادشاہ اور معبودوں کے معبود! اے رحمٰن! اے رحیم! وہ ذات جس کو نہ اونگھ پکڑتی ہے نہ نیند۔ میرے عمل و فعل اور بنی اسرائیل پر اچھی حکومت کے

ساتھ یاد رکھو اور تمام توفیق آپ ہی کی طرف سے ہوئی۔ آپ میری دلی خواہش کو خوب جانتے ہیں میرے ظاہر کو بھی اور میرے باطن کو بھی۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن اسحاق)

سوال: اللہ تعالیٰ نے بادشاہ حزقیا کی دعا قبول فرمائی اور کیا حکم نازل ہوا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور حضرت شعیا علیہ السلام کو وحی فرمائی اور خوشخبری دی کہ اللہ نے بادشاہ کے رونے پر رحم کر دیا ہے اور اس کی عمر میں پندرہ سال کی مدت کا اضافہ کر دیا ہے۔ اور اس کے دشمن سخاریب سے نجات دے دی ہے۔ حضرت شعیا علیہ السلام نے بادشاہ کو اطلاع دی تو اس کی بیماری و تکلیف بھی ختم ہو گئی۔ اور دشمن کا شر اور خوف بھی ختم ہو گیا۔ (قصص الانبیاء ابن کثیر۔ تفسیر ابن اسحاق)

سوال: حضرت شعیا علیہ السلام کے دور نبوت میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہ حزقیا کو کس طرح شفا دی اور دشمن کے شر سے کس طرح بچایا؟

جواب: بادشاہ وقت حزقیا نے سجدہ ریز ہو کر اللہ کا شکر ادا کیا تو حضرت شعیا علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ انجیر کا پانی لے کر اس کے زخم پر رکھیں تو وہ شفایاب ہو گا۔ حضرت شعیا علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اللہ نے بادشاہ کو شفا بخش دی۔ ادھر سخاریب کے لشکر میں وباء پھیلا دی اور صبح ہوتے ہوئے سب ہلاک ہو گئے سوائے سخاریب اور اس کے پانچ آدمیوں کے۔ ان پانچ میں بخت نصر بھی تھا۔ پھر بنی اسرائیل کے بادشاہ نے انہیں گرفتار کرا کے بیڑیاں پہنا کر سات دن شہر میں پھرایا انہیں ایک دن میں جو کی دو روٹیاں کھلائی جاتیں۔ پھر انہیں قید کر دیا۔ اللہ نے حضرت شعیا علیہ السلام کو وحی کی کہ انہیں چھوڑ دیا جائے۔ ان کے حکم پر بادشاہ نے چھوڑ دیا۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن اسحاق)

سوال: بتایئے حضرت شعیا علیہ السلام نے کیسے وفات پائی؟

جواب: بادشاہ حزقیا کی وفات کے بعد حضرت شعیا علیہ السلام تبلیغ کر رہے تھے کہ قوم کے بعض لوگ پکڑنے کے لیے دوڑے ایک درخت میں چھپ گئے لیکن ان کے سمیت آپ کو آرے سے چیر دیا گیا۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن اسحاق)

سیدنا حضرت ارمیا علیہ السلام

حضرت ارمیا علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت ارمیا علیہ السلام کون تھے؟ آپ کا حسب ونسب بتا دیجئے؟

جواب: آپ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہ السلام میں سے تھے۔ والد کا نام حلقیا تھا۔ اور آپ لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کا نام یرمیا بھی بیان کیا گیا ہے۔ ضحاک علیہ السلام نے حضرت ابن عباس علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ ایک قول کے مطابق یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے لیکن یہ روایت انتہائی غریب ہے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ارمیا علیہ السلام (یرمیا) کو کیا وحی فرمائی تھی؟

جواب: وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل میں گناہ زور پکڑ چکے ہیں اور آپ اپنی قوم کے درمیان کھڑے ہو کر ان سے کہیے کہ ان کے دل تو ہیں پر وہ سمجھتے نہیں۔ ان کی آنکھیں تو ہیں پر دیکھتی نہیں۔ ان کے کان تو ہیں پر سنتے نہیں۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت ارمیا علیہ السلام نے اپنے دور کے بادشاہ اور قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے پاس بھیجا تو وہ گمراہی اور شرک کا شکار تھے۔ گناہوں میں لت پت تھے اور انبیاء علیہ السلام کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ آپ نے بادشاہ وقت اور لوگوں کو سمجھایا کہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرو، برائیوں اور گناہوں سے تائب ہو کر اعمال صالحہ کی طرف توجہ دو۔ لیکن بادشاہ اور عوام نے آپ کی تبلیغ کا کچھ اثر نہ لیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ ابن عساکر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو قوم پر عذاب کی خبر دی تو آپ نے کیا التجا فرمائی؟

جواب: بنی اسرائیل کی برائیاں بڑھتی گئیں اور شر و فساد پھیلتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ وہ بنی اسرائیل کو عذاب نازل کرے گا۔ غیر قومیں اپنے بادشاہ بخت نصر کی سرکردگی میں بنی اسرائیل کو محکوم بنالیں گی۔ حضرت ارمیاہ نے اللہ کے حضور گریہ و زاری کی اور قوم کے لیے معافی طلب کی تو اللہ نے قوم کو مہلت دے دی۔　(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ ابن اسحاق)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت ارمیا علیہ السلام کی تلقین پر کیا رد عمل ظاہر کیا؟

جواب: حضرت ارمیا علیہ السلام پھر سے قوم کو سمجھانے لگے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو پروردگار کے پیغامات اور سب باتیں پہنچا دیں اور انہوں نے وعید اور عذاب کو اچھی طرح سن لیا لیکن وہ نافرمانی پر اتر آئے۔ آپ کو جھوٹا قرار دیا اور تہمت لگائی کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور اللہ پر تہمت باندھتے ہیں کیا آپ کا خیال ہے کہ اللہ اپنی سرزمین، اپنی مساجد، اپنی کتاب، اپنی عبادت اور توحید کو بے کار کر دے گا۔ پھر اس کی کون عبادت کرے گا۔ تو نے اللہ پر بہتان گھڑا ہے اور تجھ کو جنون لاحق ہے۔　(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ ابن اسحاق)

سوال: حضرت ارمیا علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: آپ کو نہ صرف مجنون اور دیوانہ کہا بلکہ آپ کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنائیں اور قید میں ڈال دیا۔　(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن جریر)

سوال: بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر کو قید میں ڈال دیا تو اسے کیا سزا ملی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بخت نصر کو بھیجا۔ وہ اپنے ٹڈی دل لشکر کے ساتھ بنی اسرائیل کے علاقوں کے پاس پہنچا۔ پھر ان کا محاصرہ کیا۔ محاصرہ طول پکڑ گیا تو اہل شہر نے بخت نصر کا حکم مان لیا اور شہر کے دروازے کھول دیئے۔ مجوسیوں کا لشکر شہر میں داخل ہو گیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ایک تباہی بنی اسرائیل کو قتل

کر ڈالا۔ تہائی کو غلام بنا لیا۔ معذوروں اور بوڑھوں کو چھوڑ کر سب کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا۔ بچوں کو ساتھ لے گیا اور عورتوں لڑکیوں کو بازاروں میں برہنہ پھرایا۔ لڑائی کرنے والوں کو ہلاک کر ڈالا۔ قلعوں اور محلوں کو ویران کیا۔ مسجدوں کو منہدم کر دیا اور توریت کو جلا ڈالا۔ اپنے عظیم لشکر کے ساتھ بیت المقدس کے علاقوں میں داخل ہوا اور پورے وسیع و عریض ملک شام کو روند ڈالا۔ بنی اسرائیل کی خونریزی کی۔ واپسی پر مال و دولت ساتھ لے گیا۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن جریر)

سوال: بتایئے حضرت ارمیا علیہ السلام کے ساتھ بخت نصر نے کیا سلوک کیا؟

جواب: اسے حضرت ارمیا علیہ السلام کا علم ہوا تو انہیں قید سے نکلوا کر کہا کہ بہت بری قوم ہے جس نے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا اس نے آپ کو چھوڑ دیا اور آپ اپنے مقام ایلیا میں واپس آ گئے۔ بنی اسرائیل کے بچے کچھے لوگ دنیا کے علاقوں میں بٹ گئے۔ یہ لوگ حجاز، مصر، یثرب (مدینہ) اور وادی قریٰ میں کوچ کر گئے۔ اور اب تک بنی اسرائیل دنیا کے علاقوں میں بسے ہوئے ہیں۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تاریخ ابن عساکر)

﴿سیدنا حضرت الیسع علیہ السلام﴾

حضرت الیسع علیہ السلام اور قرآن

سوال: سورۃ ص میں حضرت الیسع اور حضرت ذوالکفل علیہما السلام کی کیا تعریف کی گئی ہے؟

جواب: آیت ۴۸ میں ہے: وَاذْكُرْ إِسْمٰعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ۝ ''اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل علیہم السلام کو بھی یاد کیجئے۔ اور یہ سب ہی سب اچھے لوگوں میں سے ہیں''۔ (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

حضرت الیسع علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: قرآن مجید نے حضرت الیسع علیہ السلام کو انبیاء علیہ السلام کی فہرست میں شامل کیا ہے بتائیے مفسرین کی آپ کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: مفسرین و مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے اور حضرت الیاس کے چچا زاد بھائی تھے۔ ان کے نائب اور خلیفہ بھی تھے حضرت الیاس علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت الیسع علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی اصلاح و رہنمائی کے لیے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا، حضرت الیاس علیہ السلام کے بعد حضرت الیسع علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت الیسع علیہ السلام کا نسب نامہ کیا بیان کیا جاتا ہے؟

جواب: محمد بن اسحاق نے آپ کے والد کا نام اخطوب بتایا۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ حضرت الیسع علیہ السلام اسباط بن عدی بن شوتلم بن افرائیم بن یوسف علیہ السلام

بن یعقوب علیہ السلام بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

(تاریخ ابن عساکر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک کے بادشاہ سے چھپے تھے تو کون سے نبی ان کے ساتھ تھے؟

جواب: حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک کے بادشاہ سے بچنے کے لیے جبل قاسیون میں چھپے تھے تو حضرت الیسع علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہاں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو اٹھا لیا تو حضرت الیسع علیہ السلام ان کے خلیفہ ہوئے اور اللہ نے ان پر وحی نازل کی۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: تورات میں حضرت الیسع کا نام الیشع آیا ہے اور والد کا سافط۔ آپ کہاں کے رہنے والے تھے؟

جواب: آپ دمشق کے قریب ایک مقام ابیل محولہ کے رہنے والے تھے اور کھیتی باڑی کرتے تھے۔ (سیرت انبیاء کرام۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء نجار۔ توریت)

سیدنا حضرت ذوالکفل علیہ السلام

حضرت ذوالکفل علیہ السلام اور قرآن

سوال: بتایئے حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی کس آیت میں ہے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۵ میں حضرت اسمٰعیل اور حضرت ادریس علیہما السلام کے ساتھ حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا بھی ذکر آیا ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: سورۃ الانبیاء میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام کو کن الفاظ میں یاد کیا گیا ہے؟

جواب: آیت ۸۵ میں ہے: وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ ''اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام کا ذکر کیجئے۔ یہ سب ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے''۔

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ کنز الایمان۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: سترھویں پارہ کی سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۵ میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام کو صابر کہا گیا ہے۔ بتایئے آیت ۸۶ میں آپ کی کونسی صفت بیان کی گئی ہے؟

جواب: آیت ۸۶ میں ہے: اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ ''بے شک یہ کمال صلاحیت والوں میں سے تھے یا نیک بخت تھے''۔ (القرآن۔ تیسیر القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر قرطبی)

سوال: بتایئے سورۃ الانبیاء میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام پر کون سے انعام کا ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: آیت ۸۶ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت اسمٰعیل اور حضرت ادریس علیہما السلام کے ساتھ آپ پر بھی انعام کیا گیا ہے: وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ ''اور ہم نے ان

کو اپنی رحمت (خاصہ) میں داخل کر لیا تھا"۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

حضرت ذوالکفل علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین

سوال: مفسرین حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کریم میں ان کا ذکر انبیاء علیہ السلام کے ساتھ آیا اور جس طرح آپ کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ پیغمبر تھے۔ اور یہی مشہور ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نبی نہیں تھے بلکہ صالح۔ عادل و منصف اور دانا شخص تھے۔ ابن جریر نے خود تو ان کے بارے میں توقف کیا ہے جبکہ انہوں نے اور ابو نجیح نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی نہ تھے بلکہ نیک صالح انسان تھے۔ یہ اپنی قوم کی طرف سے ان کے بڑے تھے۔ ان کے فیصلے نمٹاتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے کنانہ بن الاخنس کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ ذوالکفل پیغمبر نہ تھے۔ بلکہ نیک صالح انسان تھے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن جریر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت ذوالکفل علیہ السلام کو ذوالکفل علیہ السلام کیوں کہا جاتا تھا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ آپ اپنی قوم کے بڑے تھے اور ان کے فیصلے نمٹاتے تھے۔ عدل و انصاف کرتے اور ان کے دیگر معاملات کی کفالت کرتے تھے اس وجہ سے ان کا نام ذوالکفل علیہ السلام یعنی کفالت کرنے والا پڑ گیا۔ حضرت الیسع علیہ السلام نے اسی مقصد کے لیے انہیں اپنا خلیفہ بنا دیا تھا۔ ابن ابی حاتم نے کنانہ بن الاخنس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام پیغمبر نہ تھے بلکہ نیک صالح انسان تھے۔ جو ہر روز سو نمازیں پڑھتے تھے تو یہ ان کے لیے کفیل بن گئے تو ان کا نام ذوالکفل پڑ گیا۔ (لیکن یہ حدیث غریب ہے)۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے اللہ کے لیے کسی مجرم کی بادشاہ وقت سے کفالت کر لی تھی جس کی وجہ سے آپ کو کئی سال قید میں رہنا پڑا۔ اس ضمانت و

کفالت کی وجہ سے آپ کو ذوالکفل کہا جاتا ہے۔

(قاموس القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن جریر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا لفظی ترجمہ صاحب نصیب بتایا گیا ہے۔ آپ کا زمانۂ نبوت کون سا تھا؟

جواب: قرآن پاک کی دو آیات میں صرف آپ کا نام آیا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن و حدیث اور دیگر کتب میں آپ کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ آپ کا زمانۂ نبوت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ہے۔ آپ انبیائے بنی اسرائیل علیہ السلام میں سے ہیں۔ چونکہ آپ کے دور میں بھی کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا اس لیے قرآن مجید میں آپ کا صرف نام ہی آیا ہے۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام اس سے پہلے نبی حضرت الیسع علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ آپ کو یہ خلافت کیسے ملی؟

جواب: ابن کثیر نے مشہور تابعی حضرت مجاہدؒ سے اس سلسلے میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب حضرت الیسع علیہ السلام بوڑھے ہو گئے تو ایک دن ارشاد فرمایا، کاش میری زندگی ہی میں کوئی شخص ایسا ہوتا جو میرا قائم مقام ہو سکتا۔ اور مجھ کو یہ اطمینان ہو جاتا کہ وہ صحیح نیابت کرنے کا اہل ہے۔ پھر انہوں نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ میں تم میں سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں، بشرطیکہ وہ مجھ سے تین باتوں کا عہد کرے۔ (۱) دن بھر روزہ رکھے۔ (۲) رات کو یاد خدا میں مشغول رہے (۳) کبھی غصہ نہ لائے۔ یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا جو لوگوں کی نظر میں بے وقعت تھا اور کہنے لگا اس خدمت کے لیے میں حاضر ہوں۔ حضرت الیسع علیہ السلام نے اپنی تینوں شرطیں دوبارہ بیان کیں اور فرمایا کہ ان کی پابندی کرو گے۔ اس نے کہا ہاں بے شک۔ حضرت الیسع علیہ السلام نے دوسرے دن پھر لوگوں کا اجتماع کیا اور یہ باتیں دہرائیں لوگ خاموش رہے۔ پھر وہی شخص اٹھا اور تینوں شرطیں پوری کرنے کا عہد کیا حضرت الیسع علیہ السلام نے تیسرے دن

پھر لوگوں کا اجتماع کیا اور یہ باتیں دہرائیں لوگ خاموش رہے۔ پھر وہی شخص اٹھا اور تینوں شرطیں پوری کرنے کا عہد کیا حضرت الیسع علیہ السلام نے اس کو اپنا خلیفہ بنا دیا۔ وہ شخص حضرت ذوالکفل علیہ السلام تھے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: حضرت ذوالکفل علیہ السلام کی نبوت اور نام کے بارے میں بعض دوسرے مفسرین ومؤرخین کی کیا رائے ہے؟

جواب: بعض کہتے ہیں کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام شام کے بادشاہ کے مقرب تھے اور اس بادشاہ کو بنی اسرائیل سے بڑی عداوت تھی۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل سے لڑائی میں اس کی فوج نے ایک سو علماء وصلحا کو قید کرلیا پھر بادشاہ نے ان کو قتل کا حکم دیا۔ حضرت ذوالکفل علیہ السلام نے بادشاہ سے انہیں چھٹکارا دلایا اور خود ان کی کفالت کی اس لیے یہود آپ کو ذوالکفل علیہ السلام کہنے لگے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے جو ان کے بعد نبی بنائے گئے اور ان کا اصل نام بشر تھا۔ علامہ آلوسیؒ نے لکھا ہے کہ اہل کتاب ان کا نام حزقی ایل بتاتے ہیں جو بنی اسرائیل کی اسیری (۵۹۷ ق م) کے زمانے میں نبی بنائے گئے۔ بخت نصر کے بادشاہ نے عراق میں اسرائیلی قیدیوں کی ایک نو آبادی دریائے خابور کے کنارے قائم کر دی تھی جس کا نام تل ابیب تھا۔ اسی مقام پر آپ ہدایت کے لیے مامور ہوئے۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ یروشلم کے حکمرانوں کو بھی توحید کی دعوت دیتے رہے جس کی وجہ سے مشکلات ومصائب بڑھ گئے۔ ممکن ہے اسی صبر وضبط کی وجہ سے ذوالکفل کا لقب دیا گیا ہو۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے بھی انہیں حضرت ایوب علیہ السلام کے صاحبزادے کہا ہے۔

(تفسیر ابن جریر۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

حضرت حنظلہ بن صفوان اور اصحاب الرس واصحاب القریہ

سوال: مفسرین اصحاب الرس کے بارے میں کیا بیان کرتے ہیں؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ جو اقوام تباہ و برباد ہوئیں وہ نزول تورات سے قبل ہوئی تھیں۔ ان قوموں میں سے اصحاب الرس بھی ہیں۔ یعنی کنوئیں والے۔ ابن جریرؒ کا خیال ہے کہ یہ وہی کھائیوں والے ہیں جن کو آگ کی خندقوں میں کافروں نے پھینک دیا تھا۔ ابن عساکر کے بقول یہ قوم عاد سے بھی صدیوں پہلے گزرے ہیں۔ عکرمہؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے نبی کو کنوئیں میں زندہ دفن کر دیا تھا اس لیے اس قوم کو اصحاب الرس کہا گیا۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن جریر۔ تاریخ ابن عساکر)

سوال: بتایئے اصحاب الرس کون تھے اور ان کا تعلق کس علاقے سے تھا؟

جواب: اصحاب الرس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ان کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ اصحاب الرس وہ اصحاب الاخدود ہیں جن کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ بروج میں ہے۔ جبکہ ابن اسحاق اور بعض دوسرے بڑے مورخین و مفسرین کہتے ہیں کہ اصحاب الاخدود کا واقعہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب سے آخری نبی ہیں۔ علامہ ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ کا قول بھی لکھا ہے کہ اصحاب الرس ثمود کی بستیوں میں سے ایک بستی والے تھے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اصحاب الرس والوں کی بستی اور ان کا کنواں آذربائیجان میں تھا۔ ابن جریج سے مروی ہے کہ حضرت عکرمہ نے فرمایا اصحاب الرس فلج علاقے میں تھے اور فلج والے ہی اصحاب لیس ہیں جن کا ذکر سورۃ یٰسین میں آیا ہے۔ جن کی نافرمانی کی وجہ سے ان کو تباہ کیا گیا۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ فلج یمامہ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ علامہ فیرج اللہ ذکی نے کہا ہے کہ ان کی طرف ابراہیم زردشت نام کے نبی کو بھیجا گیا تھا۔ (قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن جریر)

سوال: اصحاب الرس قدیم قوموں میں سے تھے۔ بتایئے ان کی طرف کون سے نبی کو بھیجا گیا؟

جواب: اصحاب الرس یعنی کنویں والے افراد کی طرف حضرت حنظلہ بن صفوان کو پیغمبر بنا کر مبعوث کیا گیا تھا۔ تاہم قرآن میں ان کا نام نہیں آیا۔ حضرت کلبیؒ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر کی طرف نیند میں وحی بھیجی جاتی تھی اور ان کا نام حنظلہ بن صفوان تھا۔ مسعودی کے بقول یہ یمن کا قبیلہ تھا۔ ضحاک اور بعض مفسرین کے بقول حضرت صالح کی قوم کے بچ رہنے والے لوگ تھے نبی کو قتل کیا گیا تو کنواں خشک ہو گیا۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ ارض القرآن)

سوال: کہا جاتا ہے کہ اصحاب الرس کی طرف حنظلہ بن صفوان کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ قوم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: انہوں نے جب اپنی دعوت و تبلیغ کا اعلان فرمایا تو قوم نے آپ کو جھٹلایا۔ اور نافرمانی کی۔ پھر آپ کو قتل کر دیا حضرت ثوری ابی بکر سے اور وہ عکرمہ سے نقل کرتے ہیں کہ اصحاب الرس نے اپنے نبی کو کنویں میں پھینک دیا تھا اور کنویں کو اوپر سے بند کر دیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اصحاب الرس اور اصحاب یاسین (قریہ والے) ایک ہی ہیں۔ (قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: رس کے معنی کنویں کے ہیں اور اصحاب الرس سے مراد کنویں والے۔ بعض دوسرے مفسرین و مؤرخین نے اس قوم اور اس کے علاقے کے بارے میں کیا بتایا ہے؟

جواب: قرآن و احادیث میں ان کے بارے میں تفصیلات نہیں ملتیں۔ البتہ بعض مفسرین و مؤرخین نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ علامہ مسعودی نے ان کو یمن میں آباد اولاد اسماعیل علیہ السلام کا ایک قبیلہ قرار دیا ہے۔ علامہ فرج اللہ ذکی کردی لکھتے ہیں کہ رس، ارس کا مخفف ہے اور یہ قفقاز آذربائیجان کے علاقے کا ایک مشہور شہر ہے جس میں اللہ نے ایک نبی کو مبعوث فرمایا تھا جن کا نام ابراہیم زردشت تھا۔ ابن ابی حاتم اور ابن عباسؓ نے بھی اس آذربائیجان کے ایک کنوئیں کا کہا ہے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ۔ قصص الانبیاء)

سوال: کہا جاتا ہے کہ مجوسی قوم کا تعلق آذربائیجان سے تھا۔ ان کی طرف کون سے نبی

کو بھیجا گیا اور ان کی تعلیمات کیا تھیں؟

جواب: علامہ فرج اللہ ذکی کردی نے کہا ہے کہ قفقاز آذر بائیجان کے علاقے کا مشہور شہر ہے۔ اللہ نے ایک نبی ابراہیم زردشت کو بھیجا۔ قوم نے ماننے سے انکار کر دیا اور ان کی دعوت حق کے مقابلے میں بغاوت اختیار کی۔ اللہ نے سب کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد ان کی دعوت پورے علاقہ قفقاز میں عام ہو گئی اور ایران تک پہنچ گئی۔ زردشت کا صحیفہ آج قدیم فارسی زبان میں موجود ہے لیکن اس میں بھی تحریف ہو گئی ہے۔ اس قوم کی تائید حضرت ابن عباس کی روایت سے ہوتی ہے۔ ابن کثیر مجوسی قوم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مجوسی کے متعلق خیال ہے کہ ان میں زردشت نامی نبی مبعوث ہوئے جن پر وہ ایمان لائے۔ اس کے بعد کفر کی راہ اختیار کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے نبی کو اٹھا لیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ)

(قوم لیس کے پیغمبر) اصحاب الیس:

سوال: سورۃ یٰسین میں اصحاب لیس کا ذکر آیا ہے۔ بتایئے یہ کون لوگ تھے؟

جواب: جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی نافرمانی اور سرکشی کی وجہ سے ہلاک کیا ان میں اصحاب لیس بھی تھے۔ اس قوم کے بارے میں اکثر مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے تھے۔ (قصص الانبیاء ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے اصحاب لیس کا تعلق کس علاقے سے تھا؟

جواب: اکثر مؤرخین و مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بستی انطاکیہ کے رہنے والے تھے۔ ابن اسحاق نے بھی اسے روایت کیا ہے اور ابن عباسؓ کعب احبار اور وہب بن منبہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ بریدہ بن خطیب، عکرمہ، قتادہ، زہری وغیرہ سے بھی منقول ہے۔ ممکن ہے یہ بستی اور قوم پہلے تباہ کر دی گئی ہو اور پھر دوبارہ آباد ہوئی ہو۔ (قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے کسی بستی والوں کو اس وقت تک ہلاک نہیں کیا جب تک ان کی ہدایت کے لیے پیغمبر نہ بھیجا ہو۔ بتایئے اصحاب لیس کی ہدایت کے لیے کون سے نبی بھیجے گئے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ انطاکیہ بستی میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام انطیخس تھا۔ یہ بتوں کا پجاری تھا اور اس کی قوم بھی شرک پرستی میں مبتلا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف تین پیغمبر بھیجے۔ جو سچے اور برحق تھے۔ لیکن اس بادشاہ اور اس کی قوم نے ان کو جھٹلا دیا۔ ایک قول کے مطابق ان کے نام صادق، صدوق اور شلوم تھے۔ سورۃ لیٰسین میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ ہم نے ان کی طرف دو پیغمبر بھیجے تو انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے تیسرے سے (پہلے دو کو) تقویت دی۔ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول تھے۔ قتادہؒ کا کہنا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد تھے۔ ابن جریر کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ ان تین اصحاب کے نام شمعون، یوحنا اور بولس بھی بتائے گئے ہیں۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن مجید کی سورۃ لیٰسین میں ہے کہ ایک شخص شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا۔ بتایئے وہ کون تھا؟ اس نے کیا کہا؟

جواب: جس طرح قرآن پاک میں اس کا نام نہیں بتایا گیا مفسرین اتنا بتاتے ہیں کہ وہ شخص قوم لیس سے تھا اور نبیوں کی مدد نصرت اور ان پر ایمان ظاہر کرنے کے لیے آیا تھا۔ اور اس نے کہا کہ رسولوں کی اتباع کرو۔ ایسے لوگوں کی بات مان لو جو تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتے، پھر اس شخص نے اپنی قوم کو خود توحید کی دعوت دی۔ اس شخص کا نام حبیب بتایا گیا ہے اور وہ بڑھئی یا جولاہا یا موچی یا رنگ ریز تھے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قوم لیس کے شخص حبیب نے کیا اعلان کیا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب: رسولوں کی مدد کے لیے آنے والے شخص حبیب نے اپنی قوم کو تبلیغ کرنے کے بعد جب دیکھا کہ وہ لوگ ہٹ دھرمی پر قائم ہیں تو اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ اس نے

کہا میں تمہارے رب پر ایمان لاتا ہوں، میری یہ بات سن لو اور اپنے رب پاس اس کی گواہی دینا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے یہ باتیں قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہی تھیں کہ اے قوم سن لو میں علی الاعلان اللہ کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔ جب اس شخص نے ایسا کیا تو اس کی قوم نے اسے قتل کر دیا۔ یا سنگسار کر دیا یا لاٹھی سے مار ڈالا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پوری قوم نے اس کو پاؤں تلے روند ڈالا حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اسے قتل کیا گیا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابن عباسؓ نے حبیب کی شہادت اور اس کے درجات کی بلندی کے بارے میں کیا کہا ہے؟

جواب: آپ نے فرمایا کہ حبیب بڑھئی کو جذام کا مرض تھا اور وہ بہت صدقہ کرنے والا تھا۔ اس کو اس کی قوم نے قتل کر دیا تو اللہ کی طرف سے اسے حکم ہوا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر جب اس شہید حق نے جنت کی خوشیاں اور تر و تازگیاں دیکھیں تو تمنا کی کہ کاش میری قوم جانتی کہ رب نے میری مغفرت فرما دی اور مجھے باعزت لوگوں میں کر دیا، تا کہ وہ (قوم) بھی ایمان لے آئیں اور ان کو بھی یہ نعمتیں حاصل ہوں۔ ابن ابی حاتم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے قوم لیس پر کس قسم کا عذاب آیا تھا؟

جواب: اللہ اور اللہ کے رسولوں کی نافرمانی کرنے اور سرکشی کرنے پر قوم لیس کو بھی برباد کر دیا گیا۔ قوم نے جب مرد مومن کو قتل کر دیا تو اللہ نے بھی انتقام لیا۔ ان پر جو عذاب آیا وہ صرف ایک چنگھاڑ تھی اور وہ بجھے رہ گئے، ابن اسحاق نے حضرت ابن عباسؓ سے یہی نقل فرمایا ہے۔ مجاہدؒ و قتادہؒ کہتے ہیں کہ کوئی بڑا لشکر نہیں اتارا۔ بلکہ ایک چنگھاڑ نے کام کر دیا مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ نے ان کی طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے آ کر شہر کی طرف ایک چیخ ماری۔ جس نے ان کی

روحیں جسموں سے نکل گئیں اور وہ بجھی ہوئی لکڑیوں کی طرح رہ گئے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن عباسؓ۔ تفسیر ابن جریر)

اصحاب الاخدود:

سوال: اصحاب الاخدود کے بارے میں قرآن حکیم میں صرف ایک واقعہ سورہ البروج میں بیان ہوا ہے۔ بتایئے یہ کون لوگ تھے۔ اور انہیں کیوں سزا دی گئی؟

جواب: اصحاب الاخدود یعنی خندق والے۔ قرآن حکیم نے اس واقعے میں ان مظلوم مسلمانوں کا ذکر کیا ہے جنہیں ایک بادشاہ نے مسلمان ہونے کی وجہ سے دہکتی آگ کی خندقوں میں ڈال دیا تھا۔ ان مظلوم عیسائیوں کا قصور یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تھے۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: اصحاب الاخدود کا واقعہ کب پیش آیا اور اس ظالم بادشاہ کا نام کیا تھا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت سے تقریباً ستر برس پہلے یہ واقعہ تقریباً ۵۲۵ء میں پیش آیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق اس ظالم بادشاہ کا نام یوسف ذونواس تھا جو یمن کا بادشاہ تھا۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ بادشاہ کا اصلی نام زرعہ تھا۔ باپ کا نام تبان اسعد اور ابوکرب کنیت تھی۔ ابن ابی حاتم نے حضرت انسؓ کے صاحبزادے حضرت ربیعؒ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہ واقعہ زمانۂ فترت یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کے درمیانی زمانے میں پیش آیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: کہا جاتا ہے کہ اصحاب الاخدود کے تین واقعے پیش آئے۔ بتایئے کہاں کہاں اور کب ایسا ہوا؟

جواب: حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ ملک فارس (ایران) میں پیش آیا۔ مقسر مقاتلؒ نے کہا کہ ایک یمن کے شہر نجران میں پیش آیا۔ مفسرین نے کہا کہ تیسرا

واقعہ شام کے علاقے فلسطین میں ہوا۔ ملک شام کا واقعہ انطنا طوس رومی کے ہاتھوں، ملک فارس کا بخت نصر کے ہاتھوں اور نجران کا واقعہ یوسف ذونواس کے ہاتھوں پیش آیا۔ ملک فارس اور شام کے واقعات کا ذکر قرآن کریم میں نہیں ہے البتہ نجران کا واقعہ سورۃ البروج میں بیان کیا گیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قرآن مجید میں دو سورتوں میں حضرت ذوالکفل کا نام آیا ہے۔ آپ کا تعلق کس نسل سے تھا؟

جواب: آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ امام طبری نے آپ کو حضرت ایوب علیہ السلام کا بیٹا بتایا ہے اور علامہ ابن جریر نے آپ کو حضرت الیسع علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین کہا ہے۔

(تاریخ طبری۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ انبیاء کرام)

﴿سیدنا حضرت شموئیل علیہ السلام﴾

حضرت شموئیل علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتائیے حضرت سموئیل علیہ السلام کون تھے اور آپ کو کس قوم کی ہدایت کا کام سونپا گیا تھا؟

جواب: آپ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا اور قوم اسرائیل کی نگرانی کا کام ان کے سپرد ہوا۔ کہا گیا ہے کہ آپ حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان سے تھے۔ نسب سموئیل بن حنہ بن عامر بن ۔۔۔ بتایا گیا۔

(قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر خازن)

سوال: حضرت سموئیل علیہ السلام بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ آپ کو اس عہدے پر کس نے مقرر فرمایا تھا؟

جواب: اللہ کے نبی حضرت یوشع علیہ السلام نے وادیٔ مقدس کو فتح کر لیا تو بنی اسرائیل کی تربیت اور توراۃ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی تبلیغ کا کام تیز کر دیا۔ آپ نے ان کے خانگی معاملات اور جھگڑوں کے فیصلے کرنے کے لیے محکمہ قضاۃ قائم کیا۔ جو موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد تقریباً ساڑھے تین سو سال تک چلتا رہا۔ حضرت سموئیل علیہ السلام کو حضرت یوشع علیہ السلام نے محکمہ قضاۃ کا قاضی مقرر کیا تھا۔

(قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: شموئیل عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں اس کا ترجمہ اسماعیل کیا گیا ہے۔ بتائیے حضرت شموئیل علیہ السلام کی پیدائش کس دور میں ہوئی؟

جواب: حضرت الیسع علیہ السلام کی وفات کے بعد مصر فلسطین کے درمیان بحر روم پر آباد

عمالقہ قوم میں سے جالوت نامی ایک جابر و ظالم حکمران نے بنی اسرائیل کو مغلوب کر کے ان کی آبادیوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے بہت سے سرداروں اور قبیلے کے معزز لوگوں کو گرفتار کر کے ساتھ لے گیا۔ اور باقی لوگوں پر خراج (ٹیکس) لگا دیا۔ اور توارت تک کی بے حرمتی کر کے اسے ضائع کر دیا۔ اس وقت بنی اسرائیل میں نہ کوئی نبی تھا نہ رسول اور نہ کوئی سردار و امیر۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر رحم فرمایا اور خاندان نبوت میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شموئیل رکھا گیا۔

(تفسیر خازن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت سموئیل علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے تھے۔ بتایئے آپ کو کب مبعوث کیا گیا؟

جواب: چوتھی صدی کے وسط میں عیلی کاہن کے زمانے میں عبرانیین نے فلسطینیوں کے ساتھ جو اشدود کے رہنے والے تھے، ل کر غزہ کے قریب حملہ کیا۔ بنی اسرائیل ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ وہ اپنے ساتھ تابوت سکینہ بھی لیے ہوئے تھے۔ جس میں توریت بھی تھی۔ تاکہ اس کی برکت سے وہ فتح حاصل کریں مگر فلسطینی ان پر غالب آگئے تو تابوت سکینہ بھی ان سے چھین لیا۔ اور اسے بیت داجون کے بت خانے میں لے جا کر رکھ دیا۔ بنی اسرائیل کی یہ شکست بڑی سخت اور ان کے لیے ذلت کا باعث تھی۔ اسی زمانے میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں حضرت شموئیل علیہ السلام کو نبی مبعوث کیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے کیا کہا؟

جواب: ایک عرصے سے پریشان حال اس قوم نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارا کوئی بادشاہ یا سردار مقرر کر دیں۔ یا ہمارا کوئی سپہ سالار بنا دیں جس کے جھنڈے تلے لڑتے ہوئے وہ اپنے دشمنوں سے شکست کا بدلہ لے سکیں۔

(قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے حضرت شموئیل علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا جواب دیا؟

جواب: آپ اس قوم کی تاریخ سے واقف تھے کہ وہ کس طرح احکامات خداوندی کی تعمیل میں حجت بازی کرتی رہی ہے اور انبیاء سے تکرار کرتی رہی ہے۔ آپ نے انہیں جواب دیا کہ اگر میں نے کوئی بادشاہ مقرر کر دیا اور تم نے حسب عادت اس کا حکم نہ مانا جیسا کہ تمہارے بڑوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت حزقیل علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی تو پھر کیا ہوگا۔ اگر تم پر جنگ فرض کر دی گئی تو تم مقابلے سے گریز کرو۔ (قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ کے نبی حضرت شموئیل علیہ السلام نے کیا فیصلہ فرمایا؟

جواب: بنی اسرائیل نے انہیں یقین دہانی کرائی اور کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم کو ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا اور ہمارے بچوں کو قید کر لیا گیا تو ہم لڑائی سے گریز کریں۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تم پہ بادشاہ مقرر کر دیا ہے اور وہی تمہاری فوجوں کا سپہ سالار ہوگا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: بنی اسرائیل نے طالوت کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟

جواب: طالوت غریب گھرانے کا فرد تھا اور بنیامین کی اولاد میں سے تھا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ وہ ہم پر بادشاہ کیسے مقرر ہو سکتا ہے وہ تو غریب ہے۔ بادشاہ کے پاس دولت ہونی چاہیے۔ بنی اسرائیل کا خیال تھا کہ خاندان بنیامین کی بجائے یہود کے خاندان میں ہی بادشاہت رہے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے خدشات کیسے دور فرمائے؟

جواب: آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے حکومت کے لیے تم میں سے چن لیا ہے۔ اور اسے دو چیزیں دی ہیں۔ جو حکمران کے لیے ضروری ہوتی ہیں اسے علم کی فراوانی عطا کی ہے اور جسم کی مضبوطی۔ اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے عطا کرے۔

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بنی اسرائیل نے طالوت کو بادشاہ تسلیم نہ کرنے کے لیے نیا بہانہ کون سا تراشا تھا؟

جواب: حضرت شموئیل علیہ السلام کے سمجھانے بجھانے پر بھی بنی اسرائیل نے کہا، اگر ان صاحب (طالوت) کو بادشاہت دی جاتی ہے تو کوئی خاص نشانی ان کے پاس ہونی چاہیے۔ جس سے ہمیں پتہ چلے کہ اللہ نے طالوت کو ہمارا بادشاہ بنایا ہے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بنی اسرائیل کے اصرار پر حضرت شموئیل علیہ السلام نے طالوت کی بادشاہت کی کیا نشانی بتائی؟

جواب: آپ نے فرمایا: طالوت کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تم کو تابوت سکینہ مل جائے گا جو تم سے چھین لیا گیا تھا اور جس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے تبرکات ہیں۔ وہ تمہارے پاس فرشتے پہنچا دیں گے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام کے فرمان کے مطابق بنی اسرائیل کو تابوت سکینہ مل گیا۔ مفسرین نے اس کے بارے میں کیا بتایا ہے؟

جواب: مفسرین کا کہنا ہے کہ بیت داجون میں (جہاں ان کا بڑا بت رکھا ہوا تھا) جب تابوت سکینہ (صندوق) رکھا گیا تو فلسطینیوں نے دیکھا کہ جب روزانہ صبح وہ اپنے دیوتا داجون کی پوجا کے لئے جاتے ہیں تو اسے تابوت کے سامنے اوندھا گرا ہوا پاتے ہیں۔ اسے وہ سیدھا کر دیتے ہیں مگر دوسرے دن پھر وہ اوندھا پڑا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان میں طاعون پھیل گیا۔ وہ اس صندوق کو جس علاقے میں رکھتے وہاں طاعون پھیل جاتا۔ آخر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ساری نحوست اس تابوت کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک نئی گاڑی بنائی۔ اس میں دو گائیں جوت دیں اور اس میں تابوت سکینہ کو رکھا اور اس گاڑی کا رخ بنی اسرائیل کی بستیوں کی طرف کر دیا۔ فرشتوں نے رہنمائی کی اور وہ گائیں اس گاڑی کو بنی اسرائیل کے قریہ بیت الشمس پھر وہاں سے قریہ لیا میں لے آئیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: تابوت سکینہ کے بعد بنی اسرائیل دشمن سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ طالوت نے ان کا ایک اور امتحان کس طرح لیا؟

جواب: اس نے انہیں کہا کہ راستے میں جو نہر آئے گی اس کا پانی جو پئے گا وہ میرا نہیں ہو گا اور جو نہ پئے گا میرا ہے ہاں چلو بھر پی سکتا ہے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ لشکر میں سے اکثریت صبر نہ کر سکی۔ سوائے چند افراد کے سب نے پانی پی لیا۔ جنہوں نے چلو بھر پانی پیا تھا انہوں نے جنگ میں حصہ لینے کا عزم کیا جنہوں نے اس سے زیادہ پیا تھا انہوں نے جالوت کے مقابلے پر لڑنے سے انکار کر دیا۔ مفسرین کے مطابق اسی ہزار کے لشکر میں صرف چند سو ہی طالوت کا ساتھ دے سکے۔

(قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے چالیس دن کے سخت مقابلے کے بعد فتح کیسے ہوئی؟

جواب: چالیس دن تک مقابلہ ہوتا رہا۔ دشمن کے لشکر نے جس کا سپہ سالار جالوت تھا سخت مقابلہ کیا۔ آخر حضرت داؤد علیہ السلام جو اس وقت کم عمر تھے کے ہاتھوں جالوت مارا گیا۔ دشمن کی فوج حوصلہ ہار بیٹھی اور مٹھی بھر بنی اسرائیل نے اسے شکست دے دی۔ اصحاب طالوت کی تعداد تین سو تیرہ بتائی جاتی ہے۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام نے کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے بیت المقدس میں وفات پائی۔ آپ کی قبر بیت المقدس سے رملہ جاتے ہوئے راستے میں آتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رامہ میں دفن ہوئے۔ یہ ہو سکتا ہے اسی پہاڑ کو رامہ کہتے ہوں۔ ان کی جگہ حضرت داؤد علیہ السلام نبی و رسول بنائے گئے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء للنجار)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام کا حسب ونسب بتا دیجئے؟

جواب: یہ سموئیل یا شموئیل بن بالی بن علقمہ بن یرخام بن الیہو بن تہو ہے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ حضرت ہارون کے ورثا میں سے ہیں اور مجاہد کہتے ہیں کہ یہ اشموئیل بن ہلفاقا ہیں۔

(قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام نے طالوت کو بادشاہ بنا دیا۔ طالوت کیا کام کرتے تھے؟
جواب: حضرت عکرمہؓ اور سدیؒ کہتے ہیں کہ طالوت سقہ تھے۔ یعنی پانی پلانے والے۔ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ دباغ یعنی کھالوں کو خشک کر کے چمڑہ بنانے کا کام کرتے تھے۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ نبوت آل لاوی میں جاری تھی اور بادشاہت آل یہودا میں۔ اور طالوت آل بنیامین سے تھے اس لیے بنی اسرائیل نے اعتراض کیا۔
(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: ثعلبیؒ نے طالوت کا سلسلہ نسب کیا بیان کیا ہے؟
جواب: طالوت بن قیش بن افیل بن صارو بن تحورت بن افیح بن انیس بن بنیامین بن یعقوب علیہ السلام بن اسحٰق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام۔
(قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: تابوت سکینہ کے بارے میں مفسرین و مؤرخین نے کیا تفصیل بتائی ہے؟
جواب: مفسرین کے بقول بنی اسرائیل میں ان کے آباؤ اجداد سے ایک صندوق چلا آرہا تھا۔ اس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اترا تھا۔ جب یہ صندوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو وہ اس میں توراۃ رکھتے تھے۔ اور یہ صندوق ایک متبرک چیز سمجھی جاتی تھی۔ جب کبھی دشمنوں سے لڑتے تو اس صندوق کی اسلامی لشکر میں فرشتے نگرانی کرتے اور اس کی برکت سے فتح ہوتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل میں خرابی پھیلی تو صندوق عمالقہ کے لوگ چھین کر لے گئے۔ آخر اللہ نے ان کے دل میں دہشت ڈال دی اور وہ صندوق انہوں نے بیل گاڑی میں رکھ کر روانہ کر دیا جو طالوت بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ موضح القرآن میں ہے کہ بنی اسرائیل میں یہ صندوق تھا اس میں تبرکات تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام لڑائی کے وقت اس کو آگے بھیج دیتے تھے اور دشمن پر حملہ کرتے تو فتح ہوتی۔ جواہر التفسیر میں ہے کہ تابوت سکینہ شمشاد یا صندل کی لکڑی کا تھا اور تین گز طول اور دو گز عرض تھا۔

اس کو پروردگار عالم نے حضرت آدم علیہ السلام پر بھیجا تھا۔ اس میں پیغمبروں کی تصویریں تھیں جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہونے والے تھے۔ اور ہر پیغمبر کے گھر کے نمونے تھے۔ اور جناب حضور ﷺ کا گھر یاقوت سرخ کا تھا اور اس میں حضور ﷺ کی تصویر مبارک تھی کہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے تھے۔ یہ صندوق حضرت آدم علیہ السلام پر اس وقت نازل ہوا تھا جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام سے نور محمدی ﷺ کی حفاظت کے بارے میں عہد نامہ تحریر کرا لیا تھا۔ وہ عہد نامہ یاقوت کی قلم سے بہشتی ریشم پر لکھا گیا تھا۔ اس پر فرشتوں کی گواہیاں تھیں۔ پھر وہ عہد نامہ اس تابوت میں رکھ کر حضرت شیث علیہ السلام کے سپرد کر دیا اور تاکید کر دی گئی کہ جس آدمی پر محمد ﷺ کا نور مبارک ظاہر ہو وہ آدمی اس عہد کا پابند رہے کہ اس سے ہرگز بدکاری کا شائبہ نہ ہو۔ ہر قرن میں اپنے اپنے وارثوں کو اس عہد و پیمان پر رہنا ہوگا، تاکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک آپ ﷺ کا نور مبارک پاک پشتوں اور رحموں میں منتقل ہوتا آئے۔ یہ تابوت حضرت الیسع علیہ السلام تک پہنچا۔ پھر قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل پر غلبہ کر کے چھین لیا۔ جو بعد میں حضرت شموئیل علیہ السلام تک پہنچا۔ اب وہ تابوت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بحر طبریہ میں ہے اور قیامت کے قریب ظاہر ہوگا۔ (تفسیر کشف الرحمن۔ مواہب القرآن۔ جواہر التفسیر۔ دائرۃ المعارف)

سوال: حضرت شموئیل علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟

جواب: آپ کے والد کا نام القانہ Elkana اور والدہ کا نام حنہ تھا۔

(توریت۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء انوار)

سوال: بتایئے حضرت شموئیل علیہ السلام کہاں پیدا ہوئے اور آپ کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: آپ شہر راما میں پیدا ہوئے۔ آپ کا زمانہ تقریباً ۱۱۰۰ ق م کا ہے۔ آپ نے اپنے آبائی شہر راما ہی میں وفات پائی۔

(توریت۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام اور قرآن

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو علم بھی عطا کیا تھا۔ قرآن اس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۱ میں حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: عَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ ط "اور جو چاہا ان کو علم دیا"۔ اسی طرح پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۵ میں ہے: وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ج "اور ہم نے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو علم عطا فرمایا"۔ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر روح البیان۔ فتح القدیر)

سوال: قرآن نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام شکر کرنے والے اور اچھے بندے تھے۔ کن آیات میں؟

جواب: سورۃ ص آیت ۳۰ میں ہے: وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ ط نِعْمَ الْعَبْدُ ط اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ؕ "اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ وہ بہت اچھے بندے تھے اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے تھے"۔ پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۵ میں ہے کہ انہوں نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا: وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ "اور ان دونوں نے (شکر ادا کرتے ہوئے) کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی"۔ سورۃ ص آیت ۱۷ میں ہے: وَ اذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ج اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ؕ "اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے جو بڑی قوت والے تھے اور (خدا کی طرف) رجوع کرنے والے تھے"۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت دی۔ آیات بتا دیجئے؟

جواب: سورۃ بقرہ آیت ۲۵۱ میں بتایا گیا ہے: وَ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ ’’اور ان کو اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی‘‘۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۲۰ میں ہے: وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ۝ ’’اور ہم نے ان کی سلطنت کو مضبوط کیا تھا اور انہیں حکمت دی اور معاملات کا فیصلہ کرنے کی طاقت (تقریر) عطا فرمائی‘‘۔ (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ قصص القرآن۔ انبیاء کرام)

سوال: زبور کس نبی پر نازل ہوئی تھی۔ قرآن کی روشنی میں بتا دیجئے؟

جواب: قرآن کہتا ہے کہ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۵۵ میں ہے: وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ ’’اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور دی‘‘۔ پارہ ۲۲ سورۃ سبا آیت ۱۰ میں ہے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ ’’اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی‘‘۔ بعض مفسرین نے یہاں نعمت سے زبور مراد لیا ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: سامان جنگ کے سلسلے میں حضرت داؤد علیہ السلام کو کیا خاص کمال حاصل تھا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۰ میں بتایا گیا ہے: وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ ’’اور ہم نے ان کو زرہ بنانے کی صنعت تم لوگوں کے واسطے سکھائی تا کہ وہ (زرہ) تمہیں تمہاری لڑائی کی زد سے بچائے‘‘۔ پارہ ۲۲ سورۃ سبا آیت ۱۰۔۱۱ میں ہے: وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ ’’اور ہم نے ان کے واسطے لوہے کو نرم کر دیا۔ اور (یہ حکم دیا) کہ تم پوری زرہیں بناؤ۔ اور (کڑیاں) جوڑنے میں اندازہ رکھو‘‘۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے کن دو چیزوں کو مطیع کر دیا تھا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۹ میں ہے کہ پہاڑوں اور پرندوں کو آپ کے تابع کر دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا گیا: وَ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ط ''اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے تابع کر دیا تھا پہاڑوں کو کہ ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی''۔ اسی طرح پارہ ۲۲ سورۃ السبا آیت ۱۰ میں ہے کہ اللہ نے حکم دیا: يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ج ''اے پہاڑ داؤد (علیہ السلام) کے ساتھ بار بار تسبیح کرو۔ اور اسی طرح پرندوں کو بھی حکم دیا''۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۱۸۔۱۹ میں ہے: اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ط كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ ۝ ''ہم نے پہاڑوں کو حکم دے رکھا تھا کہ ان کے ساتھ صبح اور شام تسبیح کیا کریں۔ اسی طرح پرندوں کو بھی جو جمع ہو جاتے تھے سب ان کی وجہ سے مشغول رہتے تھے''۔ (القرآن۔ فتح البیان۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتائیے جالوت کو کس نے قتل کیا تھا؟

جواب: اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے۔ پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۲۵۱ میں ہے: وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ ''اور داؤد (علیہ السلام) نے جالوت کو قتل کر ڈالا''۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دو جھگڑالو شخص اپنا مقدمہ لے کر آئے تھے۔ آپ نے ان کا فیصلہ کس طرح کیا؟

جواب: قرآن حکیم کے پارہ ۲۳ سورۃ ص کی آیات ۲۱ تا ۲۴ میں اس مقدمے کے بارے میں بتایا گیا ہے: وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ م اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ج خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ اِنَّ هٰذَآ اَخِىْ قف لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِىَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِىْ فِى الْخِطَابِ ۝ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ط وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِیْلٌ مَّا ھُمْ ؕ "اور بھلا آپ کو ان اہل مقدمہ کی خبر بھی پہنچی ہے جب کہ وہ لوگ (داؤد علیہ السلام کے) عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر داؤد کے پاس آئے تو وہ (ان کے اس طرح آنے سے) گھبرا گئے وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو اہل معاملہ ہیں کہ ایک نے دوسرے پر (کچھ) زیادتی کی ہے سو آپ ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو (معاملہ کی) سیدھی راہ بتا دیجئے۔ (پھر ایک شخص بولا صورت مقدمہ کی یہ ہے کہ) یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس (صرف) ایک دنبی ہے سو یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھ کو دے ڈال اور بات چیت میں مجھ کو دباتا ہے۔ داؤد نے کہا یہ جو تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور اکثر شرکاء (کی عادت ہے کہ) ایک دوسرے پر (یوں ہی) زیادتی کیا کرتے ہیں مگر ہاں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔ (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر خازن۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن نے بتایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے غلط فیصلہ ہوا۔ انہوں نے معافی مانگی اور اللہ نے معاف کر دیا۔ کس آیت میں ذکر ہے؟

جواب: سورۃ ص آیت ۲۴۔۲۵ میں ہے: وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ۝ "داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے ان کا امتحان کیا ہے سو انہوں نے اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدے میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔ سو ہم نے ان کو وہ (امر) معاف کر دیا۔ اور ہمارے یہاں ان کے لئے (خاص) قرب اور (اعلیٰ درجہ کا) نیک انجام ہے۔ (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زمین میں خلیفہ بنایا اور درست فیصلے کا حکم دیا۔ آیات قرآنی بتا دیجئے؟

جواب: سورۃ ص آیت ۲۶ میں بتایا گیا ہے: یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ o

''اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا، (اگر ایسا کرو گے تو) وہ خدا کے رستہ سے تم کو بھٹکا دے گی۔ جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ وہ روز حساب کو بھولے رہے۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بکریوں کے کھیتی چر جانے کے بارے میں کیا فیصلہ دیا؟

جواب: قرآن حکیم کے پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء آیات ۷۸۔۷۹ میں یہ قصہ بیان ہوا ہے: وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ج وَکُنَّا لِحُکْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ o فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ج ''اور داؤد اور سلیمان کے قصے کا تذکرہ کیجئے جب کہ دونوں کسی کھیت کے بارے میں مشورہ کرتے لگے جب کہ اس کھیت میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں اور اس کو چر گئیں اور ہم اس فیصلے کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے۔ سو ہم نے اس فیصلے کی سمجھ سلیمان کو دی''۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی)

حضرت داؤد علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: بتایئے زبان رسالت سے حضرت داؤد علیہ السلام کی تعریف کس طرح ہوئی؟

جواب: حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نمازوں میں سب سے پیاری نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز تھی۔ اور روزوں میں سب سے پیارے روزے بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے تھے۔ نماز کے بارے میں ان کا

طریقہ یہ تھا کہ آدھی رات سوتے پھر تہائی رات اللہ کی عبادت کرتے۔ پھر آخر رات کے چھٹے حصے میں آرام فرماتے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے۔

(متفق علیہ۔ تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت و ریاضت کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: ایک دوسری حدیث میں فرمانِ رسالت ہے: کہ شب میں ایک وقت ایسا ہوتا کہ داؤد علیہ السلام اپنے اہل خانہ کو جگا دیتے اور فرماتے اے آل داؤد اٹھو اور نماز پڑھو۔ کیونکہ یہ وقت ایسا مقبول ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع ہونے والے بندوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ سوائے جادوگر اور ظلم سے عشر وصول کرنے والے شخص کے۔ (مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: لحن داؤدی ایک مثال بن گئی تھی۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو اللہ تعالیٰ نے لحن داؤدی بخشا ہے۔ بتایئے آپ ﷺ نے لحن داؤدی کی کس طرح تعریف فرمائی؟

جواب: جناب رسالتماب ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کے لیے زبور کی تلاوت اور اس کے ترانے اتنے آسان اور ہلکے کر دیئے تھے کہ آپ اپنی سواری تیار کرنے کا حکم دیتے اور سواری پر زین کسے جانے سے پہلے پہلے زبور ختم کر لیتے تھے۔ (مسند عبدالرزاق۔ صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: حدیث نبوی میں زبور کے مضامین کی کیا تفصیل بتائی گئی ہے؟

جواب: زبور ایسے قصائد اور مسجع کلمات کا مجموعہ تھا جن میں خدا کی حمد و ثناء اور انسانی عبدیت و عجز کے اعتراف اور چند نصائح اور حکمت بھرے مضامین تھے۔ ایک حدیث میں روایت ہے کہ زبور کا نزول رمضان میں ہوا اور وہ مواعظ و حکمت کا مجموعہ تھی۔ نیز اس میں بشارات و پیش گوئیاں بھی تھیں۔

(مسند احمد۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کے ذریعہ معاش کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے

کیا بتایا؟

جواب: آپ نے فرمایا: "اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی محنت سے روزی کمایا کرتے تھے۔" (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے ام موسیٰ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ) کی مثال کن صنعتکاروں سے دی ہے؟

جواب: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو صنعتکار اپنی صنعت میں نیک نیت یعنی خدمت خلق کا جذبہ رکھے اس کی مثال ام موسیٰ کی ہو جاتی ہے کہ انہوں نے اپنی ہی بچے کو دودھ پلایا اور معاوضہ فرعون کی طرف سے مفت ملا۔

(معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے آل داؤد کی کس فضیلت کا ذکر فرمایا؟

جواب: حضرت عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو پورا کر لے تو جو فضیلت آل داؤد کو عطا کی گئی تھی اس کو بھی مل جائے گی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ تین کام کیا ہیں؟ فرمایا کہ رضا، غضب دونوں حالتوں میں انصاف پر قائم رہنا اور غنا و فقر کی دونوں حالتوں میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنا۔ اور خفیہ اور اعلانیہ دونوں حالتوں میں اللہ سے ڈرنا۔"

(تفسیر قرطبی۔ معارف القرآن)

سوال: احادیث میں حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ کس طرح ملتا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام بہت ہی غیرت والے تھے۔ جب آپ گھر سے باہر جاتے تو دروازہ بند کر کے جاتے۔ پھر کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ اسی طرح آپ باہر تشریف لے گئے تو تھوڑی دیر کے بعد ایک بیوی صاحبہ کی نظر اٹھی تو کیا دیکھتی ہیں کہ گھر کے بیچوں بیچ ایک صاحب کھڑے ہیں تو پریشان ہو گئیں۔ اور دوسری بیویوں کو بھی دکھایا تو سب آپس میں کہنے لگیں کہ یہ کہاں سے آ گئے، دروازے تو بند تھے۔ خدا کی قسم

داؤد علیہ السلام کے سامنے ہماری سخت رسوائی ہو گی۔ اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی آ گئے۔ آپ نے انہیں کھڑا دیکھا تو پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا وہ ہوں جسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اور وہ ہوں جسے کسی بڑے سے بڑے کی پرواہ نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام سمجھ گئے اور فرمانے لگے مرحبا ہو، مرحبا ہو، آپ ملک الموت ہیں۔ اسی وقت اس نے آپ کی روح قبض کر لی۔ سورج نکل آیا اور آپ پر دھوپ آ گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام پر سایہ کریں تو پرندوں نے اپنے پر کھول کر ایسی گہری چھاؤں کی کہ زمین پر اندھیرا چھا گیا پھر حکم کیا کہ ایک ایک کر کے اپنے پروں کو سمیٹ لو۔

(مسند احمد۔ تاریخ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتایئے حضرت ابو درداءؓ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں کیا حدیث بیان فرمائی ہے؟

جواب: حضرت ابو درداءؓ کی ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر آتا تو نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے: "وہ انسانوں میں سب سے بڑے عبادت گزار بندے تھے۔" (تاریخ بخاری۔ سیرت انبیائے کرام)

حضرت داؤد علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین

سوال: بنی اسرائیل کے اس مشہور نبی کا نام بتا دیں جس نے کم سنی میں دشمن کے بڑے جرنیل کو قتل کر دیا تھا؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام۔ آپ کم عمر تھے کہ فوج میں شامل ہو کر بہت بڑے بہادر جالوت کو قتل کر دیا۔ جس سے بنی اسرائیل کے دلوں میں آپ کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر خازن)

سوال: بتایئے کس نبی کو سب سے پہلے منصب نبوت اور بادشاہت سے نوازا گیا؟

جواب: بنی اسرائیل کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کو۔ آپ نے جالوت کو قتل کیا تو

طالوت نے آپ کی بہادری سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی بھی آپ کے نکاح میں دے دی اور حکومت بھی آپ کے حوالے کر دی۔ آپ بنی اسرائیل میں پہلی شخصیت ہیں جنہیں بادشاہت اور نبوت عطا کی گئی۔ (القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت و حکومت ملی تو کثیر تعداد میں فوج بھی آپ کے قبضے میں آئی۔ بتایئے بطور حکمران آپ کو اور کون کی خوبیوں سے نوازا گیا؟

جواب: آپ نہایت مدبر اور دانا تھے۔ مقدمات کے فیصلے بڑی خوبی سے اور بہتر انداز میں کرتے تھے۔ بول چال اور تقریر کے فن میں ماہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فصاحت سے نوازا تھا۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر خازن۔ تفہیم القرآن)

سوال: بتایئے کس نبی کی آواز ضرب المثل بن گئی تھی؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اتنی خوبصورت آواز دی تھی کہ لحن داؤدی ایک ضرب المثل بن گئی تھی۔ اور جب آپ اللہ کا ذکر بلند آواز میں کرتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ ذکر کرتے۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر خازن۔ تفہیم القرآن)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کس دور کے نبی تھے؟ آپ کا سلسلہ نسب بتا دیجئے؟

جواب: آپ کی پیدائش موسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو سال بعد کی بیان کی جاتی ہے۔ سلسلۂ نسب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہودا سے جاملتا ہے۔ بیت المقدس سے بیت اللحم جاتے ہوئے راستے میں بیت جلا نام کی بستی آتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کا بچپن انہی بستیوں اور پہاڑیوں میں گزرا۔ ابن کثیر نے نسب نامہ بیان کیا ہے: داؤد علیہ السلام بن ایشا بن عوید بن عامر بن سلمن بن نخشون بن عوینا ذب بن ارم بن حصرون بن فارص بن یہودا بن یعقوب علیہ السلام۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ ابن کثیر۔ ارض مقدس۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء)

جواب: بتایئے حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت کن علاقوں پر محیط تھی؟

جواب: شام، عراق و فلسطین، شرق اردن کا پورا علاقہ اور خلیج عقبہ سے لے کر فرات تک کے سارے علاقے پر آپ کی حکمرانی تھی؟

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے ہفتے بھر کے معمولات کو کس طرح تقسیم کر رکھا تھا؟

جواب: آپ کا یہ معمول تھا کہ ہفتہ میں ایک دن مکمل طور پر (روزانہ مختلف اوقات کی عبادت کے علاوہ) عبادت کرتے۔ ایک دن دربار اور مقدمات کے فیصلوں کے لیے ہوتا۔ اور ایک دن اپنے اہل و عیال کے ساتھ گزارتے۔ آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا خیال رکھتے تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن میں ہے کہ داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی گئی۔ بتایئے آپ کو یہ کتاب مقدس کب ملی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے پانچ سو سال بعد حضرت داؤدؑ کو زبور عطا کی گئی۔ (تاریخ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے زبور نازل کرنے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی؟

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد تمام انبیاءِ بنی اسرائیل نے توریت کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کی مگر قوم نے ان انبیاء علیہ السلام کی باتوں کا اثر نہ لیا۔ بنی اسرائیل میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئیں تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ حکومت بھی دی گئی تھی۔ اور لوگ صاحب اقتدار شخص کا اثر جلد قبول کرتے ہیں اس لیے آپ کو نبوت کے ساتھ زبور بھی عطا کی گئی۔ روایات حدیث میں ہے کہ جب زبور کی تلاوت دریا کے کنارے کی جاتی تو بہتا پانی بھی رک جاتا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ زبور کے معنی بتایئے؟ اس میں کون سی تعلیمات تھیں؟

جواب: زبور کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کے ہیں۔ جس کے معنی یہ ہوئے کہ زبور دراصل توریت ہی کا جزو تھی۔ زبور میں توریت سے الگ کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ انہی اصولوں کے مطابق خدا کی حمد و ثناء کی گئی تھی اور توریت میں دی گئی شریعت موسوی کو دوبارہ

زندہ کیا گیا تھا۔ زبور زیادہ تر گیتوں پر مشتمل ہے۔

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن نے کہا ہے کہ پہاڑ اور جانور بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ بتایئے کس انداز میں؟

جواب: مفسرین لکھتے ہیں کہ آپ جب جوش میں آ کر زبور پڑھتے یا خدا کی تسبیح وتحمید کرتے تو پہاڑ اور پرندے بھی آپ کے ساتھ بلند آواز سے تسبیح پڑھنے لگتے تھے۔ مفسرین کے بقول حضرت داؤد علیہ السلام کبھی کبھی جنگل میں جا کر یاد الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ خوف الٰہی سے روتے۔ تسبیح وتہلیل میں مشغول رہتے اور اپنی ضرب المثل خوش الحانی سے زبور پڑھتے۔ اس کی عجیب تاثیر سے پہاڑ بھی ان کے ساتھ تسبیح پڑھنے لگتے تھے۔ اور پرندے ان کے گرد جمع ہو کر اسی طرح آواز کرتے۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو یہ خاص فضیلت عطا کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا۔

(معارف القرآن۔ القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ فوائد عثمانی۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتایئے کون سے نبی اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر فروخت کیا کرتے تھے؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت ونبوت عطا کی گئی مگر آپ اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر فروخت کرتے اور روزی کماتے تھے۔ کہتے ہیں کہ کڑیوں کی زرہ سب سے پہلے آپ ہی نے ایجاد کی تھی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ فوائد عثمانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں میں لوہا نرم ہو جاتا تھا۔ بتایئے آپ کو یہ معجزہ کیوں عطا کیا گیا؟

جواب: آپ اپنے ہاتھ سے زرہ بنا کر فروخت کرتے تھے۔ زرہ چونکہ لوہے سے بنتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا۔ تاکہ اسے حسب ضرورت موڑ کر زرہ بنا سکیں بغیر بھٹی، آگ یا ہتھوڑی کے آپ لوہا موڑ لیتے تھے۔ آپ ہلکی اور زنجیر دار زرہیں بناتے۔ جنہیں پہن کر لڑنا آسان

ہوتا ہے۔ (فوائد معانی القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام بیت المال پر بوجھ نہیں بنتے تھے۔ بتایئے آپ دستکاری کے لیے کون سی دعا مانگا کرتے تھے؟

جواب: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے: "خدایا! ایسی صورت پیدا فرما دے کہ میرے لیے ہاتھ کی کمائی آسان ہو جائے۔ میں بیت المال پر بوجھ نہیں بننا چاہتا۔" اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور لوہے کو آپ کے لیے نرم کر دیا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کو بندر بنا دیا گیا تھا۔ یہ واقعہ کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں یہ واقعہ شہر ایلہ میں پیش آیا جو بحر قلزم کے کنارے مدین اور کوہ طور کے درمیان واقع تھا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: شہر ایلہ کے لوگ کون تھے اور ان پر کیا پابندی لگائی گئی تھی؟

جواب: وہاں کے لوگ یہودی تھے اور بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ دریا کے قریب ہونے کی وجہ سے مچھلی کے شکار کے عادی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام کر دیا تھا۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے شہر ایلہ کے لوگوں نے کس طرح نافرمانی کی؟

جواب: بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں کی طرح ایلہ شہر کے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی اور نافرمانی کی عادت تھی۔ اللہ نے ان کی آزمائش کے لیے حکم دیا تھا کہ ہفتے کو مچھلیوں کا شکار نہ کریں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوتا کہ ہفتے کے دن دریا میں مچھلیوں کی اتنی کثرت ہوتی کہ سطح آب پر تیرتی تھیں باقی دنوں میں غائب رہتیں۔ ان لوگوں نے اللہ کے حکم کے خلاف دریا کا پانی کاٹ کر حوض بنا لیے۔ ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی میں بہہ کر ان حوضوں میں آ جاتیں تو یہ واپسی کا راستہ بند کر دیتے۔ اگلے دن اتوار کو مچھلیاں پکڑ لیتے۔ تاکہ ہفتے کے دن شکار نہ کرنے

کا حکم ان پر صادق نہ آئے۔ (القرآن۔ تفسیر القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر خازن)

سوال: شہر ایلہ کے لوگوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی تو انہیں کیا سزا ملی؟

جواب: بنی اسرائیل کے لوگوں نے نہ صرف حکم عدولی کی بلکہ ان کے خیال میں (نعوذ باللہ) اللہ سے دھوکا کیا۔ اللہ نے انہیں اس دنیا میں ہی سزا دے دی۔ ان کے چہرے اور جسم مسخ کر کے بندر بنا دیئے گئے۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: مچھلیوں کے شکار کے سلسلے میں اہل ایلہ کے کون سے چار گروہ بن گئے تھے؟

جواب: ان میں ایک گروہ شکار کرنے والوں کا تھا۔ دوسرا گروہ ان شکاریوں کو منع کرنے والا تھا۔ تیسرا گروہ ایک آدھ مرتبہ منع کر کے خاموش بیٹھ جانے والوں کا تھا۔ اور چوتھا گروہ وہ تھا جو خود شکار کرتا تھا اور نہ شکاریوں کو منع کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اہل ایلہ چالیس یا ستر برس تک نافرمانی کرتے رہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی بددعا سے ان پر یہ عذاب آیا۔ (تفسیر عزیزی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے اہل ایلہ میں سے سزا پانے والوں کے بارے میں کیا لکھا ہے؟

جواب: آپ نے فرمایا: "منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اور بیچ میں دیوار اٹھائی۔ ایک دن صبح کو اٹھے تو دوسروں کی آواز نہ سنی۔ دیوار پر سے دیکھا تو ہر گھر میں بندر تھے۔ وہ آدمیوں کو پہچان کر اپنے قرابت والوں کے پاؤں پہ سر رکھنے لگے اور رونے لگے۔ آخر بُرے حال سے تین دن میں مر گئے۔

(فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان کس طرح لیا؟

جواب: ایک دن آپ حسب معمول اپنے عبادت خانے میں عبادت میں مشغول تھے کہ دو شخص دیوار پھاند کر اندر گھس آئے جس سے آپ کی عبادت میں خلل پڑا اور اتنے انتظامات کے باوجود آپ ان دونوں کے اندر گھس آنے کی وجہ سے گھبرا بھی گئے۔

دروازوں پر پہرہ اور اتنی اونچی دیواریں۔ اس لیے پریشانی کی بات تو تھی ہی۔ وہ دونوں کہنے لگے آپ ڈریں نہیں۔ پھر ایک نے کہا۔ جھگڑا یہ ہے کہ میرے اس بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح وہ ایک دنبی بھی مجھ سے چھین کر اپنی سو پوری کر لے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ جیسے یہ مال میں مجھ سے زیادہ ہے ویسے ہی بات کرنے میں بھی تیز ہے۔ جب بولتا ہے تو مجھ کو دبا لیتا ہے۔ اور لوگ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ میرا حق چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ (القرآن۔ تیسیر القرآن۔ احسن البیان۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن میں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور آپ نے اللہ سے معافی مانگی۔ آپ کو کیا احساس ہوا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ ان آدمیوں کا دیوار پھاند کر اندر گھس آنا اور میری تنہائی کی عبادت میں مخل ہونا اس میں قدرت کی طرف سے میرا امتحان تھا۔ یہ خیال آتے ہی اپنی خطا معاف کرانے کے لیے آپ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔

(القرآن۔ تیسیر القرآن۔ احسن البیان۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان کیوں لیا گیا؟

جواب: مفسرین و مورخین کے بقول حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: ''پروردگارا! رات دن کی ایک گھڑی بھی ایسی نہیں کہ ہمارے گھر کا کوئی نہ کوئی فرد آپ کی عبادت میں مصروف نہ رہتا ہو۔'' کیونکہ آپ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے اپنے گھر والوں پر اس طرح تقسیم کیے ہوئے تھے کہ آپ کا عبادت خانہ کسی وقت بھی عبادت سے خالی نہ رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ بات پسند نہ آئی۔ کیونکہ ایسے جملے نبی کی شان کے لائق نہیں۔ حق تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا: ''اے داؤد علیہ السلام! یہ سب کچھ میری توفیق سے ہے۔ اگر میری توفیق اور مدد تمہارے شامل حال نہ ہو تو عبادت تو بڑی بات ہے تم عبادت کا تصور بھی نہ کر سکو۔'' چنانچہ دو آدمیوں کے دیوار پھاند کر اندر آ جانے سے اس بات کا مشاہدہ ہو گیا کہ ذرا سی دیر

میں سارا نظام درہم برہم ہو گیا اور اس فکر میں پڑ گئے کہ یہ کون لوگ ہیں حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی یہ روایت منقول ہے۔

بیان القرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امتحان اس لیے لیا کہ دیکھیں حضرت داؤد علیہ السلام ان دو اشخاص کی اس حرکت پر غصے میں آتے ہیں یا پیغمبرانہ عفو و تحمل سے کام لے کر ان کی بات سنتے ہیں۔ آپ اس امتحان میں پورے اترے لیکن اتنی سی غلطی ہو گئی کہ فیصلہ سناتے وقت ظالم کو خطاب کرنے کی بجائے مظلوم کو مخاطب فرمایا۔ جس سے جانبداری محسوس ہوتی تھی۔ لیکن جونہی آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا آپ سجدے میں گر گئے۔

(بیان القرآن۔ قصص القرآن۔ فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ مستدرک حاکم)

سوال: مسجد اقصیٰ کہاں واقع ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اس مسجد کو کیا نسبت ہے؟

جواب: یہ مشہور مسجد ارض فلسطین کی مقدس جگہ بیت المقدس میں واقع ہے۔ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد میں انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت کی امامت فرمائی تھی۔ جب بنی اسرائیل فرعون سے آزادی حاصل کر کے وادیٔ تیہ یا سینا میں رہنے لگے تو یہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ایک خیمۂ عبادت بنانے کا حکم ملا۔ یہ خیمہ چلتا پھرتا عبادت خانہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس خیمے کو یروشلم بیت المقدس میں کوہ صیہون کے مقام پر نصب کیا جہاں حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب میں اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کیا تھا۔ اس کے بعد اسی جگہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عبادت خانہ بنا دیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی جگہ مستقل ہیکل تعمیر کیا۔

(ارض مقدس۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: سب سے پہلے بادشاہ نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے کتنا عرصہ حکومت کی؟

جواب: آپ کی مدت حکومت کے سلسلے میں کئی روایات ہیں۔ کسی نے یہ مدت تیس سال،

کسی نے پینتیس سال اور کسی نے چالیس سال بتائی ہے۔ بعض روایات میں ستر سال بھی آیا ہے۔ (مستدرک حاکم۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت داؤد علیہ السلام نے کتنی عمر پائی اور کب فوت ہوئے؟

جواب: آپ کی عمر کے متعلق بھی مختلف روایات ہیں۔ ساٹھ سال اور سو سال بھی بتائے گئے ہیں۔ آپ نے ہفتہ کے دن وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ سے تقریباً ۱۵۸۶ سال پہلے انتقال فرمایا۔ قبر مبارک صیہون بیت المقدس میں ہے۔

(قصص القرآن۔ مستدرک حاکم۔ فیض الباری۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے تمام بھائیوں میں چھوٹے تھے۔ آپ کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟

جواب: محمد بن اسحاق نے وہب بن منبہ کے حوالے سے بتایا ہے کہ آپ پست قد تھے۔ نیلگوں آنکھیں جسم پر بال بہت کم تھے۔ اور چہرے سے طہارت قلب کی شعاعیں پھوٹتی تھیں۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی عمروں کے بارے میں کیا روایت بیان کی گئی ہے؟

جواب: روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی صلب سے نکال کر ان کی ذریت کو پیش کیا تو آپ نے اپنی اس ذریت میں ایک خوبصورت چمکتی ہوئی پیشانی والے شخص کو دیکھا۔ آپ نے پروردگار عالم سے دریافت کیا، یہ کون شخص ہے؟ آپ کو بتلایا گیا یہ آپ کی ذریت میں پیدا ہونے والی ہستی داؤد علیہ السلام ہے۔ آدم علیہ السلام نے پھر دریافت کیا اس کی عمر کتنی ہوگی۔ جواب ملا ساٹھ سال۔ یہ سن کر آدم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا پروردگار میں اپنی عمر میں سے چالیس سال اس جوان کو بخشتا ہوں۔ اس روایت سے واضح ہوا کہ آپ کی عمر سو سال تھی۔

(مستدرک حاکم۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک بیل پر جھگڑنے والے دو افراد کا فیصلہ کیا۔ مفسرین اس مقدمے کی تفصیل کیا بتاتے ہیں؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو افراد ایک بیل کا جھگڑا لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں کا دعویٰ تھا کہ بیل میرا ہے۔ آپ نے اس قضیے کا فیصلہ دوسرے دن پر مؤخر کر دیا۔ دوسرے دن آپ نے مدعی سے فرمایا کہ رات کو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تجھے قتل کر دیا جائے گا لہٰذا تو صحیح صحیح بات بیان کر۔ اس نے کہا کہ اللہ کے نبی! اس مقدمے میں تو میرا بیان قطعاً سچ ہے۔ لیکن اس واقعے سے قبل میں نے اس مدعی علیہ کے والد کو دھوکہ دے کر قتل کر دیا تھا۔ اس پر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تاریخ ابن کثیر۔ تاریخ ابن جریر)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام اللہ سے کیوں دعا مانگا کرتے تھے کہ انہیں کوئی کام سکھا دے؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام بھیس بدل کر نکلتے اور باہر سے آنے والوں سے دریافت فرماتے کہ داؤد کیسا آدمی ہے۔ ہر شخص آپ کی تعریف کرتا۔ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو انسانی شکل میں نازل فرمایا۔ آپ سے اس کی ملاقات ہوئی تو اس سے بھی یہی سوال کیا۔ فرشتے نے کہا، داؤد ہے تو اچھا آدمی، لیکن اس میں اگر ایک کمی نہ ہوتی تو وہ کامل بن جاتا۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ اپنا بوجھ مسلمانوں کے بیت المال پر ڈالے ہوئے ہے۔ خود بھی اس میں سے لیتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو بھی اس میں سے کھلاتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دل پر یہ بات اثر کر گئی۔ اور اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے التجا کی اور دعائیں کرنے لگے کہ اے اللہ مجھے کوئی کام سکھا دے۔ چنانچہ اللہ نے آپ کو زرہیں بنانا سکھلائیں۔ علامہ عینی نے آپ کی دعا کا ذکر کیا ہے۔

(سیرت انبیائے کرام۔ تاریخ دمشق۔ تاریخ ابن عساکر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتائیے حضرت داؤد علیہ السلام دن میں کتنی زرہ بناتے اور کتنی بیچتے تھے؟

جواب: آپ دن میں صرف ایک زرہ بناتے جو چھ ہزار میں بک جاتی۔ دو ہزار گھر کے خرچ کے لیے رکھ لیتے اور باقی چار ہزار لوگوں کے کھلانے پلانے پر صرف کر دیتے۔

(تاریخ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء سیوہاروی؛ عبدالعزیز)

سوال: مفسرین کے بقول دو چرواہوں کے درمیان جھگڑا حضرت داؤد علیہ السلام نے کس طرح نمٹایا؟

جواب: ایلیا نام کا ایک باغبان تھا اس کے باغ میں یوحنا چرواہے کی بکریاں بے خبری کی وجہ سے گھس گئیں اور باغ کو خراب کر دیا۔ یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا۔ آپ نے باغ والے کے نقصان میں یوحنا کی بکریاں ایلیا کو دلوا دیں۔ چونکہ نقصان کی قیمت بکریوں کی قیمت کے برابر تھیں۔ اس لیے بکریاں ایلیا کو دلوائی گئیں۔ بعض مفسرین نے باغ کے بجائے کھیت کا ذکر کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ کھیتی انگور کی تھی۔ جس سے خوشے لٹک رہے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ سن کر بکریوں والے اپنی بکریاں دے کر صرف اپنے کتوں کو واپس لے جا رہے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارا فیصلہ کیا ہوا؟ انہوں نے خبر دی تو آپ نے فرمایا میں اگر اس جگہ ہوتا تو اس طرح فیصلہ کرتا۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ ان کے ذکر میں آئے گا۔

(تفسیر مختلف ادوار۔ تاریخ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء سیوہاروی؛ عبدالعزیز)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے بارے میں حضرت داؤد علیہ السلام کے کس مقدمے کی تفصیل بیان فرمائی ہے؟

جواب: رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ دو عورتیں جن کے ساتھ ان کے دو بچے بھی تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ ایک بچہ جو رہ گیا تھا اس پر دونوں عورتیں جھگڑنے لگیں کہ یہ میرا بچہ ہے۔ آخر یہ مقدمہ حضرت داؤد علیہ السلام کے

سامنے پیش ہوا۔ آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا کہ یہ تیرا بچہ ہے۔ راستہ میں یہ نکلیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے سامنا ہو گیا۔ آپ نے اس مقدمے کا فیصلہ دوسرے انداز میں فرمایا۔ جس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔ (مسند احمد۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

سوال: مفسرین نے بنی اسرائیل کے بندر بن جانے والے افراد کے بارے میں کیا کیفیت بیان کی ہے؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اہل ایلہ کے پیٹ میں مچھلی کا گوشت فاسد اور زہریلا ہو گیا۔ اور ایک دم ان کی جلد کی طرف منتقل ہو کر ان کی کھالوں نے بندروں کی کھال کا اور شکلوں نے بندروں کی شکل کا روپ دھار لیا۔ اور بولنے کی قوت بھی اس سے ختم ہو گئی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جوان افراد بندر اور بوڑھے خنزیر بن گئے۔ اور تین دن میں اسی حالت میں مر گئے اور ان کی نسل نہیں ہوئی۔ قتادہؒ فرماتے ہیں کہ آسمانی آواز آئی کہ تم بندر بن جاؤ۔ چنانچہ سب کے سب بندر بن گئے۔ اور جو لوگ انہیں شکار سے روکتے تھے اب وہ آئے اور کہنے لگے کہ دیکھو کہ ہم پہلے ہی تمہیں نہیں روکتے تھے تو وہ سر ہلاتے کہ ہاں! مفسرین کے بقول یہ مسخ شدہ افراد تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہے اور نہ انہوں نے کچھ کھایا نہ کچھ پیا اور نہ ان کی نسل چلی۔ یہ اب جو بندر ہیں اور اس وقت تھے یہ تو جانور ہیں جو اسی طرح پیدا ہو گئے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر۔ تاریخ ابن جریر۔ ابی حاتم۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ آپ کا شکر کس طرح پورا کر سکتا ہوں تو آپ کو کیا جواب ملا؟

جواب: حضرت فضیل بن عیاضؒ سے منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں آپ کا شکر کس طرح پورا کر سکتا ہوں۔ جبکہ میرا شکر قولی ہو یا عملی ہو وہ بھی آپ ہی کی عطا کردہ نعمت ہے۔ اور اس پر بھی مستقل شکر واجب ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا، اے داؤد علیہ السلام اب آپ نے

شکر ادا کر دیا۔ (تاریخ ابن جریر۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے۔ بتایئے دوسرے کس نبی کو یہ لقب ملا؟

جواب: قرآن نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفۃ اللہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔

(القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو کس طرح قتل کیا تھا؟

جواب: حضرت شموئیل علیہ السلام کے زمانے میں جالوت نے بنی اسرائیل میں قتل و غارت کیا تو آپ نے ۱۰۲۰ ق م میں طالوت کو بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا کر جالوت کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ طالوت کی فوج میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے چھ یا بارہ بھائی بھی تھے۔ قاعدے کے مطابق جالوت نے طالوت کے لشکر میں سے ممتاز بہادروں کو مقابلے کی دعوت دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام میدان میں نکلے۔ آپ نے تین پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے۔ جالوت سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا۔ صرف ماتھا کھلا تھا۔ پتھر وہیں جا کر لگے اور اس کا کام تمام ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ بہادری دیکھ کر طالوت نے ان کو اپنا داماد بنا لیا اور پھر بعد میں بنی اسرائیل کے بادشاہ بنے۔ کہا جاتا ہے کہ طالوت اور اس کے تیرہ بیٹے بعد میں کسی جنگ میں مارے گئے تو داؤد علیہ السلام بادشاہ بنے۔

(تاریخ ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: لوہے کو نرم کرنے اور پہاڑوں اور جانوروں کو تسبیح پڑھانے کے علاوہ حضرت داؤد کو کون سے معجزے عطا ہوئے؟

جواب: ان کو اور ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں۔ آپ کو زبور عطا کی گئی۔ آج کی زبور میں مزامیر داؤد کے علاوہ دوسرے لوگوں کے مزامیر بھی خلط ملط ہو گئے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو خوش الحانی میں کمال عطا کیا گیا۔ (قصص القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتایئے مفسرین نے حضرت داؤد علیہ السلام کی شخصیت کے بارے میں کیا بیان کیا ہے؟

جواب: مفسرین لکھتے ہیں کہ یروشلم سے دس میل دور جنوب میں بیت لحم میں یسی نامی شخص اپنے آٹھ بیٹوں کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کا پیشہ بھیڑ بکریاں چرانا تھا۔ اس کا سب سے چھوٹا بیٹا داؤد اپنی خوبیوں کی وجہ سے علاقے بھر میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کی شخصیت اتنی مسحور کن تھی کہ دیکھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ سرخ و سفید رنگت اور انتہائی خوبصورت و حسین خدوخال۔ گفتگو میں صاحب تمیز اور انتہائی بہادر نوجوان تھا۔ (تفسیر عین المعانی۔ انوار انبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: زرہ بنانے کے علاوہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اور کس فن میں زیادہ مہارت حاصل تھی؟

جواب: آپ کو فلاخن چلانے میں خاص مہارت حاصل تھی۔ ان کے پاس ایک عصا، فلاخن اور ایک تھیلی تھی جس میں کچھ سنگریزے بھرے ہوتے جو ہر وقت پاس رہتے۔ مشہور تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا فلاخن جس چیز پر گرتا وہ پاش پاش ہو جاتی۔ اور جنگل میں وہ شیر کے کان پکڑ کر اس پر سواری کیا کرتے تھے۔

(تفسیر حقانی۔ تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء)

سوال: زرہ سازی کے موجد حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ کونسا ہے؟

جواب: آپ نبی اور بادشاہ تھے۔ تقریباً تیس برس کی عمر میں ۱۰۰۴ ق م میں تخت نشین ہوئے۔ (توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام اور قرآن

سوال: بتایئے حضرت داؤد علیہ السلام کے جانشین کون تھے؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۶ میں قرآن نے بتایا: وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ "اور سلیمان حضرت داؤد کے وارث (جانشین) ہوئے"۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ کنز الایمان۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا۔ بتایئے قرآن حکیم نے اس بات کی کس طرح تصدیق کی ہے؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ البقرہ آیت ۱۰۲ میں ہے: وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا "سلیمان کافر نہ تھے بلکہ شیاطین کافر تھے"۔

(القرآن۔ بیان القرآن۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کو کن چیزوں کا علم دیا گیا تھا؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۷۹ میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو علم عطا کرنے کا ذکر ہے: وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا "اور یوں ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا"۔ پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۶ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ "اور بولے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی چیزیں دی گئی ہیں"۔ اسی طرح سورۃ النمل کی آیت ۱۵ میں ہے: وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا "اور ہم نے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو علم عطا فرمایا"۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی۔ قصص القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔ آیات قرآنی کے حوالے سے بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۱ میں ہے: وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ ''اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لئے زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی''۔ پارہ ۲۲ سورۃ السبا آیت ۱۲ میں ہے: وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ ''اور سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس کی صبح کی منزل ایک مہینے بھر کی ہوتی اور شام کی منزل ایک مہینے بھر کی''۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیت ۳۶ میں بتایا گیا ہے: فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ ''پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا تا کہ وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے نرمی سے چلتی''۔

(القرآن۔ فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: شیاطین و جنات کو بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا گیا۔ یہ شیاطین کس قسم کے تھے اور کیا کرتے تھے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۲ میں بتایا گیا ہے: وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝ اور بعض شیطان ایسے تھے کہ سلیمان کے لئے دریاؤں میں غوطہ لگاتے تھے (تا کہ موتی نکالیں) اور وہ اور کام بھی اسکے علاوہ کرتے تھے۔ اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے''۔ سورۃ ص آیت ۳۷ میں ہے: وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ ''اور جنات کو بھی ان کا تابع کر دیا۔ یعنی تعمیر کرنیوالوں کو بھی اور غوطہ خوروں کو بھی۔ اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے''۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: بتایئے جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے کیا کیا چیزیں بناتے تھے؟

جواب: شیاطین و جنات آپ کے لئے بڑی بڑی تعمیرات کے علاوہ اور بہت سی چیزیں بھی بناتے تھے۔ پارہ ۲۲ سورۃ السباء آیت ۱۳ میں ہے: يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ "وہ جنات اُن کے لئے وہ چیزیں بناتے جو ان کو بنوانا منظور ہوتا۔ بڑی بڑی عمارتیں اور مورتیاں اور لگن جیسے حوض اور بڑی بڑی دیگیں جو ایک ہی جگہ پر رکھی رہتی تھیں"۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے کون سا چشمہ جاری کیا گیا تھا؟

جواب: پارہ ۲۲ سورۃ السباء آیت ۱۲ میں بتایا گیا ہے: وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ "اور ہم نے ان کے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا"۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن حکیم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کی کیا کیفیت بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ النمل آیت ۱۷ میں ہے: وَ حُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ "اور سلیمان کے لیے جو ان کا لشکر جمع کیا گیا (تھا ان میں) جن بھی (تھے) اور انسان بھی اور پرندے بھی (جو کسی بادشاہ کے مسخر نہیں ہوتے) اور پھرتے بھی اس کثرت سے تھے کہ ان کو (چلنے کے وقت) روکا جاتا تھا"۔　(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر وادی نمل میں سے گزرا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کس بات پر مسکرا دیئے؟

جواب: سورۃ النمل آیت ۱۸۔۱۹ میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے: حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

"یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے ایک میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو کہیں تم کو سلیمان اور اُن کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں۔ سو سلیمان اس کی بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے میرے رب مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور (اس پر بھی مداومت دیجئے کہ) میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور مجھ کو اپنی رحمت (خاصہ) سے اپنے (اعلیٰ درجہ کے) نیک بندوں میں داخل رکھئے۔ (القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار میں پرندوں کا جائزہ لیا تو آپ کو ملکہ سبا کی خبر کس طرح ملی؟

جواب: سورۃ النمل آیات ۲۰ تا ۲۶ میں ہے: وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ﺯ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ○ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْلَآ اَذْبَحَنَّهٗٓ اَوْلَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ○ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ○ وَ جَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ○ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ اور (ایک بار یہ قصہ ہوا کہ) سلیمان نے پرندوں کی حاضری لی تو ہدہد کو نہ دیکھا فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب ہو گیا۔ میں اس کو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ کوئی صاف حجت (اور عذر غیر حاضری کا) میرے سامنے پیش کرے۔ سو تھوڑی ہی دیر میں وہ آ گیا اور (سلیمان سے) کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں

ہوئی اور اجمالی بیان اس کا یہ ہے کہ میں آپ کے پاس قبیلہ سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اس کو سلطنت کے لوازم میں سے ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اس کے پاس ایک بڑا (اور قیمتی) تخت ہے۔ میں نے اس کو اور اس (عورت) کی قوم کو دیکھا کہ وہ خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے (ان) اعمال (کفریہ) کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور ان کو راہ (حق) سے روک رکھا ہے سو وہ راہ (حق) پر نہیں چلتے کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا قادر ہے کہ) آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو (جن میں بارش اور نباتات بھی ہے) باہر لاتا ہے اور (ایسا عالم ہے کہ) تم لوگ جو کچھ (دل میں) پوشیدہ رکھتے ہو اور (جو کچھ زبان وغیرہ سے) ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے (یس اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے"۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتایئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو کس طرح دعوت اسلام دی؟

جواب: سورۃ النمل آیات ۲۷ تا ۳۴ میں بیان کیا گیا ہے: قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ۬ وَّ الْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ "سلیمان نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ہم ابھی دیکھے لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ (اچھا) میرا یہ خط لے جا اور اس کو اس کے پاس ڈال دینا پھر (ذرا وہاں سے) ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس

میں کیا سوال و جواب کرتے ہیں۔ بلقیس نے (خط پڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کے لئے) کہا کہ اے اہل دربار میرے پاس ایک خط (جس کا مضمون نہایت) باوقعت (ہے) ڈالا گیا ہے۔ وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ (مضمون) ہے (اول) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (اور اس کے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب ارکانِ سلطنت جن کے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار تم مجھ کو اس معاملہ میں رائے دو (کہ مجھ کو سلیمان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے اور) میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور (آئندہ) اختیار تم کو ہے سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو جو کچھ (تجویز کر کے) حکم دینا ہو بلقیس نے کہنے لگی کہ والیانِ ملک (کا قاعدہ ہے کہ) جب کسی بستی میں (مخالفانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو (ان کا زور گھٹانے کے لئے) ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔

(القرآن۔ تفسیر خازن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن)

سوال: ملکہ سبا کے بھیجے ہوئے تحائف حضرت سلیمان علیہ السلام نے قبول نہ کئے اور کیا ارادہ فرمایا؟

جواب: سورۃ النمل آیات ۳۵ تا ۳۷ میں ہے کہ آپ نے شہر سبا پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا: وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ "اور میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ وہ فرستادے (وہاں سے) کیا (جواب) لے کر آتے ہیں۔ سو

جب وہ فرستادہ سلیمان کے پاس پہنچا اور تحفے پیش کیے تو سلیمان نے فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو سو (سمجھ رکھو کہ) اللہ نے جو مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہو گے (سو یہ تحفے ہم نہ لیں گے) تم ان کو لیکر ان لوگوں کے پاس جاؤ سو ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا ہم ان کو وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ (ہمیشہ کے لئے) ماتحت ہو جائیں گے۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قرآن حکیم کی کن آیات میں بتایا گیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کا تخت اپنے پاس منگوا لیا تھا؟

جواب: سورۃ نمل آیات ۳۸ تا ۴۰ میں بتایا گیا ہے: قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ٥ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ٥ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ٥ ”سلیمان (کو وحی سے یا اور کسی طریقے وغیرہ کے ذریعہ سے اس کا چلنا معلوم ہوا تو انہوں نے) فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اس بلقیس کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں حاضر کر دے۔ ایک قوی ہیکل جن نے جواب میں عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور میں طاقت رکھتا ہوں امانتدار (بھی) ہوں۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا (غرض) اس (علم والے) نے (اس جن سے) کہا کہ میں اس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر کھڑا کر سکتا ہوں۔ جب سلیمان علیہ السلام نے اس کو روبرو رکھا دیکھا تو (خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ

یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدانخواستہ) ناشکری کرتا ہوں اور (ظاہر ہے کہ) جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لیے شکر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے۔

(القرآن۔ کنزالایمان۔ فتح الحمید۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کی عقل کو کس طرح آزمایا اور وہ کس طرح اسلام لائی؟

جواب: سورۃ النمل آیات ۴۱ تا ۴۴ میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے: قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ○ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ○ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ اس کے بعد سلیمان نے (بلقیس کی عقل آزمانے کے لیے) حکم دیا کہ اس کے لیے اس کے تخت کی صورت بدلو ہم دیکھیں کہ اس کو پتہ لگتا ہے یا اس کا ان ہی میں شمار ہے جن کو (ایسی باتوں کا) پتہ نہیں لگتا۔ سو جب بلقیس آئی تو اس سے کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگی کہ ہاں ہے تو ایسا ہی اور (یہ بھی کہا گیا کہ) ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور ہم اسی وقت سے دل سے مطیع ہو چکے ہیں اور اس کو (ایمان لانے سے) غیر اللہ کی عبادت نے (جس کی اس کو عادت تھی) روک رکھا تھا (اور وہ عادت اس لئے پڑ گئی تھی کہ) وہ کافر قوم میں سے تھی۔ بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو (وہ چلیں راہ میں حوض آیا) تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو پانی سے بھرا ہوا سمجھا اور (اس کے اندر گھسنے کے لئے) اپنی دونوں پنڈلیاں

کھول دیں (اس وقت سلیمان نے فرمایا کہ) یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنی ہے۔ (اس وقت) بلقیس کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں اب سلیمان کے ساتھ (یعنی ان کے طریقہ پر) ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفہیم القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں سے محبت کرتے تھے۔ کس آیت میں؟

جواب: اس حوالے سے قرآن حکیم میں ایک واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔ پارہ ۲۳ سورۃ ص آیات ۳۱ تا ۳۳ میں ہے: اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ○ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ○ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا ۢ بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ○ ''چنانچہ وہ قصہ ان کا یاد کرنے کے قابل ہے) جب کہ شام کے وقت ان کے روبرو اصیل (اور) عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے تو کہنے لگے کہ (افسوس) میں اس مال کی محبت میں (لگ کر) اپنے رب کی یاد سے غافل ہو گیا یہاں تک کہ آفتاب پردہ (مغرب) میں چھپ گیا پھر حکم اپنے خدام کو حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو ذرا پھر تو میرے سامنے لاؤ سو انہوں نے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر (تلوار سے) ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔''

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کس طرح آزمایا؟

جواب: سورۃ ص آیات ۳۴۔۳۵ میں ہے: وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ○ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ○ ''اور ہم نے سلیمان کو (ایک اور طرح بھی) امتحان میں ڈالا اور ہم نے ان کے تخت پر ایک (ادھورا) دھڑ لا ڈالا پھر انہوں نے (خدا کی طرف) رجوع کیا۔ دعا مانگی کہ اے میرے رب میرا (پچھلا) قصور معاف

کر اور (آئندہ کے لیے) مجھ کو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا (میرے زمانہ میں) کسی کو میسر نہ ہو۔ آپ بڑے دینے والے ہیں سو ہم نے ان کی دعا قبول کی۔
(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: سورۃ صٓ آیت ۳۰ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو اچھا بندہ اور رجوع کرنے والا کہا گیا ہے جب کہ آیت ۴۰ میں اللہ کے ہاں مرتبہ اور اچھا ٹھکانا بتایا گیا ہے۔ بتائیے آپ کی وفات کیسے ہوئی؟

جواب: سورۃ السباء آیت ۱۴ میں بیان کیا گیا ہے: فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۞ "پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا۔ مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان کے عصا کو کھاتا تھا۔ پس جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے"۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن حکیم نے ملکہ بلقیس کے شہر سبا کی کیا تفصیل بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ۲۲ سورۃ السبا آیات ۱۵ تا ۲۱ میں شہر سبا کی کہانی بیان ہوئی ہے: لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۞ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۞ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۞ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۞ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۞ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا

فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ وَمَا کَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِیْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ○ "سبا کے (لوگوں) کے لیے ان کے وطن (کی مجموعی حالت) میں نشانیاں موجود تھیں دو قطاریں تھیں باغ کے دائیں اور بائیں۔ اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو (کہ رہنے کو) عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار۔ سو انہوں نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے ان دو رویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دے دیے جن میں دو چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور تھوڑے قلیل بیری ان کو یہ سزا ہم نے ان کی نافرمانی و ناشکری کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے نافرمان ہی کو دیا کرتے ہیں۔ اور ہم نے ان کے اور ان کی بستیوں کے درمیان میں جہاں ہم نے برکت دے رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے ان دیہات کے درمیان ان کے چلنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا کہ بے خوف و خطر ان میں راتوں کو اور دنوں کو چلو سو وہ کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں میں درازی کر دے اور (علاوہ اس ناشکری کے) انہوں نے (اور بھی نافرمانیاں کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا اور ان کو بالکل تتر بتر کر دیا۔ بیشک اس (قصہ) میں ہر صابر و شاکر (مومن) کے لیے بڑی بڑی عبرتیں ہیں اور واقعی ابلیس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا گمان صحیح پایا کہ سب اسی کی راہ پر ہو لئے مگر ایمان والوں کا گروہ اور ابلیس کا ان لوگوں پر (جو) تسلط (بطور اغوا ہے) بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو (ظاہری طور پر) ان لوگوں کو جو کہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے (الگ کر کے) معلوم کرنا ہے جو اس کی طرف سے شک میں ہیں اور آپ کا رب ہر چیز کا نگران ہے۔ (القرآن۔ تفسیر طبری۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت لقمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی تھی۔ بتائیے آپ نے اپنے بیٹے کو کیا نصیحتیں فرمائیں؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیات ۱۲ تا ۱۹ میں حضرت لقمان علیہ السلام اور ان کے بیٹے کا ذکر ہے اور نصیحتیں بیان کی گئی ہیں: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ○ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ○ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ○ ''ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبیوں والا ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میرے اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کیا کر، میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی

سے بسر کرنا اور اسی کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو۔ پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر میں تم کو جتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین باخبر ہے۔ بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر۔ اور اپنی آواز کو پست کر بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن۔ قصص القرآن)

حضرت سلیمان علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو کیا نصیحت کی تھی؟

جواب: ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "بیٹا رات بھر سوتے رہنا انسان کو قیامت کے دن (اعمال خیر سے) محتاج بنا دے گا۔ اس لیے رات بھر سوتے نہ رہا کرو۔"

(سنن ابن ماجہ۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت داؤد علیہ السلام نے دو عورتوں کے مقدمے کا فیصلہ کیا تھا۔ بتایئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس فیصلے میں کیا تبدیلی کی؟

جواب: بچوں کے جھگڑے پر دو عورتوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ دیا تھا کیونکہ چھوٹی عورت کوئی دلیل پیش نہ کر سکی تھی۔ جب یہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزریں

تو آپ نے ان سے مقدمے کی تفصیل سن کر ایک چھری منگائی اور فرمایا۔ اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کو ایک ایک دے دیا جائے۔ یہ فیصلہ سن کر بڑی والی عورت تو خاموش رہی۔ لیکن چھوٹی عورت رونے پیٹنے اور شور مچانے لگی۔ اور کہنے لگی، خدا کے لیے بچے کے دو ٹکڑے نہ کیے جائیں۔ میں اپنے بچے سے بڑی کے حق میں دستبردار ہوتی ہوں۔ چھوٹی کے رونے دھونے سے سب کو یقین ہو گیا کہ بچہ اسی کا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑی سے بچہ لے کر چھوٹی کے حوالے کر دیا۔ (مسند احمد۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

سوال: حضور اقدس ﷺ نے کس موقعے پر فرمایا کہ مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی؟

جواب: حدیث میں جناب رسالتمآب ﷺ نے ایک جن کے ساتھ گزرا ہوا واقعہ صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''گذشتہ شب ایک سرکش شیطان نے میری نماز میں خلل ڈالنے کی کوشش کی، میں نے اس کو پکڑ لیا۔ پھر میں نے سوچا اس کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ دن میں تم سب بھی دیکھ لو۔ مگر اس وقت مجھے اپنے سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آ گئی: رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ۔ یہ دعا یاد آتے ہی میں نے اسے ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔'' (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ نے تخت بلقیس کی کیا تفصیل بیان فرمائی ہے؟

جواب: اس تخت کے متعلق آپ سے روایت ہے: ''تخت بلقیس کا طول اسی ہاتھ اور عرض چالیس ہاتھ اور بلندی تیس ہاتھ تھی۔ جس پر موتی اور یاقوت احمر، زبرجد اخضر کا کام تھا۔ اور اس کے پائے موتیوں اور جواہرات کے تھے اور پردے ریشم و حریر کے۔ اندر باہر کے بعد دیگرے سات مقفل عمارتوں میں محفوظ تھا۔

(معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتحان میں مبتلا ہونے پر کیا

ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے بچوں کے لیے قسم کھائی تو اللہ نے آپ کو امتحان میں مبتلا کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر سلیمان انشاء اللہ کہہ دیتے تو اللہ تعالیٰ ان کی تمنا پوری فرما دیتے۔ (تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز قضا ہونے پر گھوڑے ذبح کر ڈالے۔ کس حدیث میں وضاحت کی گئی ہے؟

جواب: علامہ سیوطیؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیے۔ اس سے مراد ہے کہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلوار سے کاٹا۔

(مجمع الزوائد۔ درمنثور۔ معارف القرآن۔ معجم طبرانی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: احادیث نبوی میں قوم سبا کے بارے میں کیا تفصیلات دی گئی ہیں؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ سبا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے یہ کسی مرد یا عورت کا نام ہے یا زمین کے کسی حصے کا۔ فرمایا یہ ایک مرد کا نام ہے جس کی اولاد میں دس لڑکے ہوئے جن میں سے چھ یمن میں آباد رہے۔ اور چار شام میں۔ یمن والوں کے نام، مزحج، کندہ، آزد، اشعری، انمار، حمیر، ان چھ لڑکوں سے چھ قبیلے پیدا ہوئے جو انہی مذکورہ ناموں سے مشہور ہیں۔ شام والوں کے نام لخم، جذام، عاملہ، غسان ہیں۔ ان کی نسل سے قبائل بھی انہی ناموں سے مشہور ہوئے۔ یمن کی سلطنت حمیر کے خاندان میں رہی۔ (معارف القرآن۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے بکریوں کے ریوڑ کے بارے میں کیا فیصلہ دیا؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام کے برعکس حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ کرتے ہوئے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا: "آپ کا فیصلہ صحیح ہے مگر بہتر صورت یہ

ہے کہ مدعا علیہ کا ریوڑ مدعی کو دے دیا جائے اور اس کو اجازت دے دی جائے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور مدعی کا کھیت مدعا علیہ کے حوالے کر دیا جائے کہ وہ اسے بوئے جوتے۔ جب کھیت کی کھیتی پوری طرح تیار ہو جائے تو مدعی کو اس کی کھیتی دلوا دی جائے اور مدعا علیہ کو اس کا ریوڑ واپس کر دیا جائے۔ قرآن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس فیصلے کی توصیف فرمائی ہے۔

(قصص القرآن۔ صحیح بخاری۔ معارف القرآن)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کن دعاؤں کا ذکر فرمایا ہے؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں کیں جن میں سے دو انہیں مل گئیں اور ہمیں امید ہے کہ تیسری ہمارے لیے ہو۔ (۱) مجھے ایسا حکم دے جو تیرے حکم کے موافق ہو۔ (۲) مجھے ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ (۳) جو شخص اپنے گھر سے اس مسجد کی نماز کے ارادے ہی سے نکلے تو جب وہ لوٹے تو ایسا ہو جائے گویا آج ہی پیدا ہوا ہے۔

(قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تاریخ ابن کثیر)

حضرت سلیمان علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین

سوال: انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ بادشاہ نبی کے بیٹے اور خود بھی بادشاہ تھے۔ نام و نسبت بتا دیجئے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام۔ آپ پہلے بادشاہ نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ اور سلسلۂ نسب کئی واسطوں سے ہوتا ہوا پھر یہودا کے واسطے سے حضرت یعقوب علیہ السلام سے مل جاتا ہے۔ (قصص القرآن۔ ارض الانبیاء۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ۵۷۵ سال بعد (یعنی ۵۷۵ موسوی میں) یروشلم میں پیدا ہوئے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: کس نبی نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے بادشاہت وحکومت مانگی تھی؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے لیے بادشاہ مصر کے دربار میں اختیارات (اللہ سے) مانگے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے بادشاہت اور حکومت طلب کی تھی۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ نبی زادے اور بادشاہ زادے تھے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ فوائد عثمانی)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام پر کون سے خاص انعامات خداوندی تھے جنہیں آپ کے معجزات بھی کہا جا سکتا ہے؟

جواب: ایک انعام یا معجزہ یہ تھا کہ آپ کے لیے ہوا مسخر کر دی گئی تھی۔ دوسرا یہ کہ آپ کا تخت ہوائی تخت تھا۔ جسے تخت سلیمانی بھی کہا گیا ہے۔ یہ ہوا کے زور پر حضرت سلیمان علیہ السلام اور اہل دربار کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تیسرا بڑا معجزہ یا انعام خداوندی یہ تھا کہ جنات کو آپ کے تابع کر دیا گیا تھا۔ آپ کا چوتھا بڑا معجزہ یا انعام یہ تھا کہ آپ جانوروں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔ اور بعض پرندے آپ کے درباریوں میں شامل تھے۔ تانبے کو پگھلانا بھی آپ کا معجزہ تھا۔

(القرآن۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر مظہری)

سوال: مفسرین نے تخت سلیمانی کی کیا کیفیت بتائی ہے؟

جواب: یہ ہوائی تخت تھا اور اس کی تیز رفتاری ایسی تھی کہ صبح سے دوپہر تک کے وقت میں ایک مہینے جتنی مسافت طے کر لیتا تھا۔ پھر دوپہر سے شام تک ایک مہینے کی مسافت۔ یعنی ایک دن میں دو مہینے جتنا سفر طے کر لیتا۔ اس تخت پر چھ لاکھ کرسیاں رکھی جاتی تھیں جن پر سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اہل ایمان انسان اور ان سے پیچھے اہل ایمان جن بیٹھتے تھے۔ پھر پرندوں کو حکم ہوا کہ وہ اس پورے تخت پر سایہ کر لیں تاکہ دھوپ کی تپش سے تکلیف نہ ہو۔ پھر ہوا کو حکم دیا جاتا تھا وہ اس عظیم الشان مجمع کو اٹھا کر جہاں حکم ہوتا پہنچا دیتی۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس ہوائی سفر میں حضرت سلیمان علیہ السلام سر جھکائے ہوئے اللہ کے ذکر و شکر میں مشغول

رہتے تھے۔ اور اپنے عمل سے تواضع و انکساری کا اظہار فرماتے تھے۔ ابن ابی حاتم نے بتایا کہ تخت سلیمان کے تخت پر چھ ہزار کرسیاں رکھی جاتی تھیں جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کے درباری بیٹھتے تھے۔

(قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ القرآن۔ معارف القرآن۔ تاریخ ابن کثیر)

سوال: بتایئے جنات سے حضرت سلیمان علیہ السلام کیا کام لیتے تھے؟

جواب: جنات میں سے بعض سمندر میں غوطے لگانے پر مقرر تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان سے سمندر کی تہہ سے موتی اور جواہرات وغیرہ نکلواتے جو عمارات کی تعمیر میں بھی استعمال کیے جاتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان جنوں اور شیاطین سے اونچی اونچی مضبوط و خوشنما عمارتیں بنواتے۔ تصویریں اور بڑے بڑے حوض بنواتے۔ بڑی بڑی دیگیں بنواتے اور حسب ضرورت اٹھواتے تھے۔ مفسرین و مؤرخین لکھتے ہیں کہ تانبے کے چشمے یمن کی طرف تھے۔ جس کو جنات سانچے میں ڈھال کر بڑے بڑے برتن دیگیں اور لگن جیسی بڑی چیزیں بناتے۔ دیگیں اپنی جگہ جمی رہتی تھیں جن کو ہلانا بھی ناممکن تھا۔ ان میں پورے پورے لشکر کا کھانا پکتا تھا۔ بعض مفسرین نے ان چشموں کے متعلق لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کے لیے حسب ضرورت تانبے کو پگھلا دیتا تھا۔ یہ تانبے کا پگھلنا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک نشانی معجزہ تھا۔ اس سے پہلے کوئی شخص دھات کو پگھلانا نہیں جانتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، یہ چشمہ اتنی دور تک پھیلا ہوا تھا جس کی مسافت تین رات میں طے ہو سکے اور یہ ارض یمن میں تھا۔ اور یہ پانی کی طرح بہتا تھا۔ گرم بھی نہ تھا۔

(تفسیر کشف الرحمٰن۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام جانوروں کی بولیاں بھی سمجھ لیتے تھے۔ بتایئے آپ نظم و ضبط کس طرح برقرار رکھتے تھے؟

جواب: آپ کا سفر میں یہ معمول تھا کہ حسب ضرورت انس، جنات، جانور تینوں کے لشکر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور ان کے نظم و ضبط کا خاص خیال رکھا جاتا۔ جیسا کہ

قرآن میں بھی بتایا گیا ہے۔ (معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کب چیونٹی کی دعا سنی؟

جواب: آپ کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ملک میں قحط پڑ گیا۔ آپ اپنی فوج کو لے کر دعا کرنے کے لیے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک ایسی جگہ سے گزر ہوا جہاں چیونٹیوں کی آبادی تھی۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتائیے چیونٹی نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟

جواب: روایات میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام لشکر کے ساتھ جب چلے جا رہے تھے تو آپ کی نظر ایک چیونٹی پر پڑی جو اگلے قدم اٹھائے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا مانگ رہی تھی: ''خدایا! ہم بھی تیری مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں اور تیرے فضل کے محتاج ہیں۔ ہم کو بارش سے محروم رکھ کر ہلاک نہ کر'' حضرت سلیمان علیہ السلام نے قوم سے فرمایا۔ واپس چلو۔ ایک حیوان (چیونٹی) کی دعا نے ہمارا کام کر دیا۔ اب تمہاری طلب کے بغیر ہی بارش ہو گی۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں سے مختلف کام لیتے تھے۔ بتائیے ہد ہد کے ذمے کیا کام تھا؟

جواب: آپ پرندوں سے مختلف کام لیتے خاص طور پر سفر کے وقت۔ ہد ہد ایک خاص جانور ہے جس سے سفر میں آپ یہ کام لیتے تھے کہ زمین کے کسی حصے میں پانی ہے۔ یا ہوائی ڈاک یعنی اگر کسی کو خصوصی پیغام پہنچانا ہوتا تو وہ بھی ہد ہد سے لیا کرتے تھے۔ آپ کو جس جگہ پڑاؤ کرنا ہوتا یعنی اپنے لشکر کے ساتھ ٹھہرنا ہوتا تو جگہ منتخب کرنے کے لیے ہد ہد کو پہلے بھیج دیتے تاکہ وہ ایسی جگہ منتخب کرے جہاں پانی ہو۔ اس کے بعد آپ جنات سے کھدائی کرا کے پانی کا انتظام کرا لیتے تھے۔ اس مہندس ہد ہد کا نام عنبر تھا۔ (تاریخ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کے سفیر ہد ہد نے ملک سبا کے بارے میں کیا اور کیسے معلوم کیا؟

جواب: کہتے ہیں کہ ہد ہد کو خیال پیدا ہوا کہ میں ذرا اونچی پرواز کر کے دیکھوں کے سلیمان علیہ السلام کے ملک کے علاوہ دنیا کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اچانک اس کی نگاہ ایک نئے ملک سبا پر پڑی۔ وہاں جا کر جستجو کی کہ اس ملک کا حکمران کون ہے۔ اسے پتہ چلا کہ اس ملک کا نام سبا ہے اور یہاں کی حکمران ایک ملکہ ہے جس کا نام سبا ہے۔

(تفسیر مظہری۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: ملک سبا کہاں تھا؟ اس کے دارالحکومت کا نام بتا دیجئے؟

جواب: مورخین کہتے ہیں کہ یہ ملک یمن کے علاقے میں تھا۔ اور اس کے دارالحکومت کا نام مآرب بتایا گیا ہے۔ یہاں قوم سبا رہتی تھی۔ جو بڑی متمدن تھی۔

(تفسیر ماجدی۔ تفسیر قرطبی۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: سد مآرب ایک تاریخی بند ہے۔ یہ بند کہاں بنایا گیا تھا؟

جواب: یہ بند ملک سبا کے دارالحکومت مآرب کے قریب تھا یمن کے موجودہ شہر صنعاء سے کوئی ۶۰ میل مشرق میں اور سطح سمندر سے ۳۹۰۰ فٹ بلند یہ کئی میل لمبا چوڑا بند تھا۔ ایک سیاح نے ۱۸۴۸ء میں اس کا معائنہ کیا تو اس نے لکھا یہ بند ۱۵۰ فٹ لمبا اور ۵۰ فٹ چوڑا ہے۔ یہ بند ظہور اسلام سے قبل تقریباً ۵۴۲ء میں ٹوٹا اور اس کی تباہ کاریوں کے آثار صدیوں تک قائم رہے۔ (تفسیر ماجدی۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قرآن مجید نے ملک سبا کی تعریف کی ہے۔ مفسرین اس ملک کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: اس علاقے میں دو طرفہ باغات کا سلسلہ تھا۔ ان باغات کی وسعت تین سو مربع میل تھی۔ اور یہ سارا رقبہ خوشبو دار درختوں اور طرح طرح کے لذیذ میووں اور پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان باغات کی سرسبزی و شادابی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی خالی ٹوکرہ سر پر رکھ کر گزرتا تھا تو باغات ختم ہونے سے پہلے خود بخود گرنے والے پھلوں سے بھر جاتا تھا۔ قوم سبا بڑی متمدن اور امیر کبیر قوم تھی۔ وہاں کی ملکہ بلقیس جس تخت پہ بیٹھ کر حکومت کرتی وہ زر و جواہر سے مرصع

بڑا بیش قیمت تھا۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مؤرخین و مفسرین کے بقول ملکہ سبا اور اس کی قوم کا مذہب کیا تھا؟

جواب: ملکہ سبا بلقیس اور اس کی قوم مشرک تھی اور آتش پرستی کرتے تھے۔ شیطان نے ان کو اس غلط راستے پر ڈال رکھا تھا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ ہدہد نے ان کی یہ کیفیت سنا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کے خلاف جنگ کے لیے ابھارا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے نام دعوت اسلام کا خط بھیجا تو کیا ہدایات دیں؟

جواب: آپ نے فرمایا یہ خط لے جا اور اسے ملکہ سبا کو دے کر جواب لے آ۔ خط اسے دے کر اس کے سرہانے پر نہ کھڑے رہنا۔ بلکہ ایک طرف کو ہٹ جانا۔ کیونکہ یہ بات شاہی آداب کے خلاف ہے کہ قاصد سامنے کھڑا رہے۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ملکہ بلقیس نے اپنے درباریوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کے بارے میں کیا بتایا؟

جواب: اس نے کہا کہ میرے پاس ایک خط عجیب طریقے سے آیا ہے۔ میرے سونے کے کمرے میں آ کر میرے سینے پر رکھا گیا ہے۔ (بلقیس جس کمرے میں تنہا تھی ہدہد نے ایک سوراخ میں سے جا کر خط اس کے سینے پر رکھ دیا تھا) یہ خط بڑی معزز و محترم ہستی شاہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے آیا ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اگرچہ خط پر بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا نام لکھا ہوا تھا لیکن شاید اس سے پہلے ہی ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت اور دبدبے کے بارے میں سن چکی تھی۔

(سیرت انبیائے کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کو عزت دی اور اطمینان سے پڑھا۔ پھر اس نے اہل دربار سے کیا کہا؟

جواب: ملکہ آپ کی حکومت اور شخصیت کے بارے میں سمجھ گئی تھی۔ اس نے درباریوں سے

مشورہ مانگا تو انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کا مشورہ دیا۔ ملکہ کو خط سے اندازہ ہوگیا تھا کہ سلیمان علیہ السلام نبی ہیں۔ اس نے کہا: جنگ بچوں کا کھیل نہیں۔ اور نبی سے جنگ کرنا خدا سے جنگ کرنا ہے۔ اور کہا جب بادشاہ کسی بستی میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں تو بستی کی بستی برباد کر ڈالتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کرتے ہیں۔ (سیرت انبیاء کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: ملکہ سبا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں کون سے تحائف بھیجے؟

جواب: ملکہ سبا نے سوچا کہ کچھ تحائف بھیج کر جنگ سے بچا جا سکتا ہے۔ اس نے بڑے بڑے قیمتی جواہرات، گھوڑے، خوبصورت باندیاں اور بہت سے دوسرے تحفے اپنے ایلچی کے ہاتھ بھجوائے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بلقیس نے اس لیے تحفے بھجوائے کہ اگر آپ نے قبول نہ کیے تو آپ نبی ہیں۔ قبول کر لیے تو دنیاوی بادشاہ ہیں۔

(سیرت انبیائے کرام۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے تحفوں پر کیا ردعمل ظاہر کیا؟

جواب: آپ اللہ کے نبی تھے اور آپ نے ملکہ کو دین کی دعوت دی تھی۔ پھر آپ کو مال و دولت کی طلب نہیں تھی۔ بلقیس کے بھیجے ہوئے تحفے رشوت تھی۔ آپ نے تحفے واپس کر دیئے اور تنبیہ کی ہٹ دھرمی اور ضد سے شرک پر قائم رہنا اس کے لیے اور اس کی قوم کے لیے نقصان دہ ہوگا۔ انہیں ذلت اٹھانی پڑے گی اور قیدی بنا لیے جائیں گے۔ پھر نہ مال و دولت رہے گی نہ حکومت۔ (قصص القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے بھیجے ہوئے تحفے واپس کیے تو ملکہ نے کیا کہا؟

جواب: وہ سمجھ گئی کہ آپ واقعی اللہ کے نبی ہیں۔ آپ سے جنگ کرنا بہتر نہیں۔ اس نے اپنی قوم کو بھی قائل کر لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہونے کے لیے شاہانہ شان و شوکت سے روانہ ہوگئی۔ (قصص القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر قرطبی)

سوال: ایک قوی ہیکل جن نے کیوں کہا کہ میں تخت لانے کی طاقت رکھتا ہوں اور قابل

اختیار ہوں؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اہل دربار سے کہا کہ کون ہے جو ملکہ بلقیس کا تخت اس کے پہنچنے سے پہلے یہاں لے آئے، تو ایک جن نے کہا میں ایسا کر سکتا ہوں۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اس نے اپنے آپ کو امانتدار اس لیے کہا کہ تخت بلقیس بڑا قیمتی تھا۔ سونے چاندی کا بنا ہوا تھا اور اس پر لعل و جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس لیے اس کو لانے والا امین ہی ہونا چاہیے تھے۔ اس طاقتور جن کا نام کوزن بتایا گیا ہے۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر عزیزی۔ تاریخ ابن کثیر۔ فتح القدیر۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے وہ کون تھا جس نے کہا کہ میں چشم زدن میں تخت حاضر کر سکتا ہوں؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے کہ تخت پلک جھپکنے میں آ جائے۔ درباریوں میں سے ایک نے کہا کہ یہ کام میں کر سکتا ہوں۔ مفسرین نے اس کا نام آصف بن برخیا لکھا ہے۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر اور ہمراز تھا۔ بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جنات کی قوم میں سے تھا۔ لیکن اکثریت کی رائے ہے کہ یہ انسان تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی تھا۔ وہ کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا۔ علم کتاب یعنی اسم اعظم جانتا تھا سلیمان علیہ السلام کا مقرب ہونے کی وجہ سے درباری کا غذات سے واقف تھا۔

(تفسیر حقانی۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن)

سوال: ملکہ بلقیس کے تخت کی کس طرح حفاظت کی جاتی تھی؟

جواب: مؤرخین بتاتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے مخبروں نے بتا دیا تھا کہ بلقیس کا تخت فلاں کمرے میں بند ہے۔ آصف بن برخیا اس راز سے بھی واقف تھا۔ یہ تخت ایسی جگہ محفوظ رکھا ہوا تھا جہاں پرندہ بھی پر نہ مار سکے۔ کہا جاتا ہے کہ سات محلات کے درمیان میں ایک محفوظ محل کے اندر مقفل کر کے رکھا ہوا تھا اور بوقت ضرورت دربار خاص کے موقع پر ملکہ اس پر بیٹھتی تھی۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین کے بقول تخت بلقیس لانا بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ بتایئے وہ تخت کیسے آیا؟

جواب: آصف بن برخیاہ وہ تخت لایا۔ اور سلیمان علیہ السلام نے ذرا سا رخ پھیرا تو تخت آپ کے سامنے تھا۔ جب آپ کی نگاہ تخت پر پڑی تو آپ نے فرمایا، یہ بھی میرے پروردگار کا فضل ہے اور اس میں میرا امتحان ہے کہ میں اس انعام اور فضل خداوندی پر اس کا کتنا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہا گیا ہے کہ آصف بن برخیاہ حضرت سلیمان کا خالہ زاد بھائی تھا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت بلقیس میں تبدیلی کا حکم کیوں دیا؟

جواب: آپ نے تخت بلقیس میں اس لیے تبدیلی کرا دی تا کہ ملکہ کی عقلمندی اور فہم و فراست کا اندازہ لگا سکیں۔ یہ پتہ چل سکے کہ اس میں ہدایت قبول کرنے کی کتنی صلاحیت ہے۔ اس سے یہ بتانا بھی مقصود تھا کہ ملکہ کو معلوم ہو جائے کہ اللہ نے اپنے نبی کو کتنی طاقت دی ہے۔ (قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں اپنا تخت دیکھ کر کیا کہا؟

جواب: جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔ تو اس نے سمجھداری سے جواب دیا، اس تخت کی ساخت اور وضع قطع تو یہ بتا رہی ہے کہ میرا ہی تخت ہے۔ البتہ کچھ تراش خراش سی معلوم ہوتی ہے جس کی وجہ سے کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید میرا نہ ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کلام ہے کہ ہمیں پہلے ہی معلوم تھا کہ تم نہ بتا سکو گی۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے ملک سبا کی کس ملکہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں اسلام قبول کیا تھا؟

جواب: ملکہ بلقیس نے۔ یہ ملکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئی۔ آپ اس سے حسن اخلاق سے پیش آئے۔ اپنے دربار میں اسے باعزت مقام دیا۔ اس نے جنات وطیور کا نظارہ پہلی مرتبہ دیکھا۔ وہ اتنا متاثر ہوئی کہ اسلام قبول کر لیا۔

بلکہ اپنی گذشتہ زندگی پر افسوس کیا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اس کی درخواست پر سلیمان علیہ السلام نے اسے اپنی زوجیت میں لے لیا اور وہ نکاح کے بعد اپنے ملک واپس چلی گئی آپ کبھی کبھی جا کر ملاقات کر آتے تھے۔

(معارف القرآن۔ تاریخ ابن عساکر۔ قصص الانبیاء ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اٹھارہ بیٹے تھے۔ بتائیے آپ کا وارث کون سا بیٹا تھا؟

جواب: بادشاہت میں حضرت سلیمان علیہ السلام آپ کے وارث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت بھی عطا فرمائی۔ (القرآن۔ فتح المجید۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بیت المقدس کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی۔ بتائیے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیت المقدس کا بانی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: بہت سے مؤرخین و مفسرین حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیت المقدس کا بانی کہتے ہیں۔ دراصل اس کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی تھی۔ مسجد اقصیٰ کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی جس کی وجہ سے بیت المقدس آباد ہوا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی اس کی تعمیر میں حصہ ڈالا۔ ایک مدت بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس اور شہر دوبارہ تعمیر کرائے۔ اور یہ تجدید آپ نے جنوں سے کرائی جو آج تک باعث حیرت ہے کہ اتنے بڑے پتھر کہاں سے اور کیسے آئے اور ان کو کس طرح اتنی بلندی پر پہنچایا گیا۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: قرآن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کا ذکر ہے جس کی تفصیل نہیں بتائی گئی۔ بتائیے محدثین و مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: ایک مرتبہ حضرت سلیمان نے قسم کھائی کہ آج رات کو اپنی تمام بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ (جن کی تعداد ستر اور سو کے درمیان تھی) اس کے بعد ہر بیوی سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔ جو راہ خدا میں جہاد کرے گا۔ مگر آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ خدا کی

قدرت کسی بیوی سے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہوا۔ صرف ایک بیوی سے بچہ پیدا ہوا۔ وہ بھی کچا اور ادھورا۔ دایہ نے وہی ادھورا بچہ لا کر تخت پر ڈال دیا۔ اور کہا لو یہ ہے تمہاری قسم کا نتیجہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے ندامت ہوئی اور اللہ سے معافی مانگی۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: مسجد اقصیٰ کی تعمیر جدید کے دوران حضرت سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ مفسرین یہ واقعہ کس طرح بیان کرتے ہیں؟

جواب: آپ جنات سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کرا رہے تھے کہ آپ کو اپنی موت کا وقت قریب معلوم ہوا۔ آپ نے سوچا مسجد کی تعمیر نامکمل رہ جائے گی کیونکہ وہ آپ کے ڈر سے کام کر رہے تھے۔ اللہ نے آپ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ نقشہ بنا کر جنات کے سپرد کر دیا جائے جس کے مطابق مسجد بنتی رہے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور خود ایک شیشے کے مکان میں بند ہو کر عبادت کرتے رہے۔ اسی دوران انتقال فرما گئے۔ جنات نے سمجھا کہ آپ زندہ ہیں جبکہ آپ اپنے عصا کے سہارے کھڑے تھے۔ تعمیر مکمل ہو گئی اور لکڑی کو دیمک کھا گئی اور آپ کا جسم زمین پر گر گیا۔

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: مفسرین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کی کیا تفصیل بتائی ہے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی ہاتھی دانت کی تھی۔ در و یاقوت زبرجد لولو سے مرصع تھی۔ اور اس کے چاروں طرف کھجور کے سونے کے درخت بنے ہوئے تھے جن کے خوشے بھی موتیوں کے تھے، اس کرسی کے پہلے درجے پر بائیں جانب دو درخت صنوبر کے سونے کے تھے۔ اور بائیں جانب دو سونے کے شیر بنے ہوئے تھے۔ اور کرسی کے دونوں جانب انگور کی سنہری بیلیں تھیں جو کرسی کو ڈھانپے ہوئے تھیں۔ اس کے خوشے بھی سرخ موتیوں کے تھے، پھر کرسی کے اعلیٰ درجے پر سونے کے دو بہت بڑے شیر بنے ہوئے تھے۔ جن کے اندر مشک و عنبر بھرا رہتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب کرسی پر آتے تو دونوں شیر حرکت کرتے۔ ان

کے گھومنے سے ان کے اندر سے مشک و عنبر چاروں طرف چھڑکا جاتا۔ پھر دو منبر سونے کے بچھا دیئے جاتے ایک آپ کے وزیر کا اور ایک اس وقت کے سب سے بڑے عالم کا۔ پھر کرسی کے سامنے ستر منبر سونے کے اور بچھا دیئے جاتے۔ جن پر بنی اسرائیل کے قاضی، علماء اور ان کے سردار بیٹھتے تھے۔ ان کے پیچھے پینتیس سونے کے منبر اور ہوتے جو خالی رہتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب تشریف لاتے تو پہلے زینے پر قدم رکھتے ہی کرسی ان تمام چیزوں سے گھوم جاتی۔ شیر اپنا داہنا قدم آگے بڑھا دیتے۔ اور گدھ اپنا بایاں پر پھیلا دیتا۔ جب دوسرے درجے پر قدم رکھتے تو شیر اپنا بایاں قدم پھیلا دیتے۔ اور گدھ اپنا داہنا پر پھیلاتا۔۔ جب آپ تیسرے درجے پر چڑھ جاتے اور کرسی پر بیٹھ جاتے تو ایک بڑا گدھ آپ کا تاج لے کر آپ کے سر پر رکھ دیتا۔ پھر کرسی تیزی سے گھومتی۔ وہ سونے کی لاٹ پر تھی جسے صخر نامی جن نے بنایا تھا۔ اس کے گھومتے ہی نیچے والے مور گدھ سب اوپر آ جاتے اور سر جھکاتے۔ اور پروں کو پھڑپھڑاتے جس سے آپ کے جسم پر مشک و عنبر کا چھڑکاؤ ہو جاتا۔ پھر ایک سونے کا کبوتر تورات اٹھا کر آپ کے ہاتھ میں دیتا اور آپ تلاوت فرماتے۔ (تفسیر بیضاوی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تاریخ ابن کثیر)

سوال: حضرت داؤد کو بیت المقدس کی تعمیر کی مہلت نہ ملی۔ بتایئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ تعمیر کب شروع کی اور کب مکمل ہوئی؟

جواب: حضرت داؤد علیہ السلام نے تعمیر کے لیے ساز و سامان اور نقشہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حوالے کیا اور تعمیر مکمل کرنے کی وصیت کی۔ انہوں نے اپنی تخت نشینی کے چار برس اور دو ماہ بعد ہیکل کی تعمیر شروع کی۔ خروج موسیٰ علیہ السلام مصر سے پانچ سو بانوے برس بعد اور ابراہیم علیہ السلام کے عراق سے نکل کر ملک کنعان میں آباد ہونے سے ایک ہزار تیس برس بعد اور طوفان نوح علیہ السلام سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد اور آدم علیہ السلام کی پیدائش سے تین ہزار ایک سو دس برس بعد ہیکل کی تعمیر مکمل ہوئی۔ عظیم الشان ہیکل سلیمانی سات سال میں مکمل ہوا۔ (قصص القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: بتائیے بیت المقدس کی تعمیر میں مدد دینے کے لیے کتنے آدمی لگائے گئے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کام کے لیے تیس ہزار آدمی مقرر کیے تھے جو کوہ لبنان پر لکڑیاں چیرتے اور تراشتے تھے اور یہاں پہنچتے تھے۔ ان کے علاوہ وہ لوگ بھی تھے جن کو حضرت داؤد علیہ السلام نے مقرر کیا تھا۔ ستر ہزار آدمی بار برداری اور اسی ہزار آدمی سنگ تراشی کا کام کرتے تھے۔ اور تین ہزار ان کے محافظ تھے۔

(تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: چالیس سال تک بڑے رعب و دبدبے کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد بیت المقدس یروشلم میں وفات پا گئے۔ آپ کی وفات آنحضرت ﷺ کے زمانے سے تقریباً ۱۵۴۶ سال پہلے ہوئی۔ آپ کو حضرت داؤد علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مفسرین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے روزانہ کے معمولات کی تفصیل کیا بیان کی ہے؟

جواب: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو بیت المقدس سے روانہ ہوتے تو دوپہر کو اصطخر میں قیام فرماتے اور دوپہر کا کھانا کھاتے۔ پھر یہاں سے ظہر کے بعد واپس جاتے تو کابل میں پہنچ کر رات ہوتی تھی۔ اور بیت المقدس اور اصطخر کے درمیان اتنی مسافت ہے کہ تیز سواری پر چلنے والا ایک ماہ میں طے کر سکتا ہے۔ مقاتل بن حیانؒ سے روایت ہے کہ شیاطین (جنات) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے دو فرسخ ریشمی فرش بناتے اس کے درمیان سونے کا منبر رکھتے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام بیٹھتے تھے اور اردگرد تین ہزار طلائی نقرئی کرسیاں بچھائی جاتیں جن پر علماء و فضلاء بیٹھتے تھے۔ پرندے ان پر سایہ کرتے اور ہوا تخت کو اٹھا کر لے جاتی۔ سلیمان علیہ السلام صبح دمشق سے اصطخر پہنچتے۔ وہاں قیلولہ فرما کر بابل جاتے پھر سمرقند میں رات گزارتے۔ ایک بار صبح

عراق سے شہر مرو میں دوپہر کو پہنچے اور عصر کی نماز بلخ میں پڑھ کر چین تشریف لے گئے۔ رات وہاں گزار کر صبح سمندر کے ساحل کے راستے قندھار پہنچے۔ وہاں سے کرمان گئے اور پھر ایران پہنچے۔ (تفسیر معالم تنزیل۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا گیا۔ آپ کو کس عمل کے صلے میں یہ معجزہ عطا ہوا؟

جواب: حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے گھوڑوں کا معائنہ کر رہے تھے۔ اس میں اس قدر مشغول ہو گئے کہ عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس پریشانی اور دکھ کی وجہ سے گھوڑوں کی گردنیں اور پنڈلیاں کاٹ دیں کہ یہ نماز قضا ہونے کا باعث بنے اور میں مال کی محبت میں اللہ سے غافل ہو گیا۔ اس عمل کے صلے میں آپ کے لیے ہوا مسخر کر دی گئی۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کسی علاقے میں جہاد کرنے کی غرض سے گھوڑوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے کہ مقررہ عبادت کا وقت نکل گیا تو افسوس کرنے لگے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دریائی گھوڑے تھے اور بہت تیز رفتار تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ وہ گھوڑے تھے جو حضرت داؤد نے جالوت کو شکست دے کر اپنے قبضے میں لیے تھے۔ ہوا کو اس لیے مسخر کر دیا کہ وہ گھوڑوں سے تیز تھی۔

(تفسیر کشف الرحمٰن۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: چیونٹیوں کی سردار چیونٹی نے اپنے ساتھیوں کو کیا حکم دیا تھا اور اس کا نام بتا دیں۔؟

جواب: چیونٹیوں کی سردار نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ جلدی سے اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے تمہیں پاؤں کے نیچے نہ کچل دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ بات سن کر مسکرا دیے تھے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس چیونٹی کا نام حرس تھا۔ (تاریخ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: ہد ہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ملکہ بلقیس کے دربار کا نقشہ کس طرح بیان کیا؟

جواب: ہد ہد نے بتایا کہ اس ملک کے وزیر اور مشیر تین سو بارہ ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے ماتحت بارہ ہزار کی جمعیت ہے۔ اس کی زمین کا نام مآرب ہے یہ صنعاء سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ تمام دنیاوی ضرورتیں اسے مہیا ہیں۔ اس کا نہایت شاندار قسم کا تخت ہے جس پر وہ بیٹھتی ہے۔ سونے سے منڈھا ہوا ہے۔ اور جڑاؤ اور مروارید کی کاریگری اس پر ہوئی ہے۔ یہ اسی ہاتھ اونچا اور چالیس ہاتھ چوڑا ہے۔ اور چھ سو عورتیں ہر وقت اس کی خدمت میں کمر بستہ رہتی ہیں۔ اس کا دیوان خاص جس میں یہ تخت ہے بہت بڑا محل ہے۔ بلند و بالا اور کشادہ ہے۔ اس کے مشرقی حصے میں تین سو ساٹھ طاق ہیں۔ اور اتنے ہی مغربی حصے میں بھی ہیں۔ اسے اس طرح بنایا گیا ہے کہ ہر روز سورج ایک طاق سے نکلتا ہے۔ اور اسی کے مقابل والے طاق سے غروب ہوتا ہے۔ اہل دربار صبح و شام اسے سجدہ کرتے ہیں۔ سب لوگ آفتاب پرست ہیں۔ خدا پرست کوئی نہیں۔

(تاریخ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: سبا کی ملکہ کا نام ونسب بتا دیجیے؟

جواب: اس کا نام بلقیس بنت شراحیل تھا۔ اس کا دادا پورے ملک یمن کا بادشاہ عظیم تھا۔ جس کی اولاد میں چالیس لڑکے ہوئے جو سب کے سب بادشاہ بنے۔ یہ اپنے والد کے بعد تخت نشین ہوئی۔ بلقیس بنت میرح بھی کہا گیا ہے۔ (معارف القرآن۔ تفسیر طبری)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ملکہ سبا کو لکھے گئے خط کا مضمون کیا تھا؟

جواب: اس خط میں اسلام کی دعوت دی گئی تھی اور یہ لکھا تھا کہ میرے سامنے سرکشی نہ کرو میری بات مان لو، تکبر سے کام نہ لو۔ موحد مخلص اور مطیع بن کر میرے پاس چلے آؤ۔

(تاریخ ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: قرآن بتاتا کہ ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں داخل ہونے پر پنڈلیاں کھول دیں۔ مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: مفسرین اس آیت کی تشریح میں کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک

ایسا محل بنایا تھا جس کے صحن میں پانی کا حوض تھا جس میں رنگ برنگی مچھلیاں تیرتی تھیں۔ مگر اس کو سفید بلور یا شیشے سے اوپر سے بند کر دیا تھا۔ اور اس کے اوپر سے گزرتے تھے۔ جب بلقیس کو محل میں بلوایا تو اس محل کے بڑے کمرے میں تخت بچھا کر بیٹھے۔ بلقیس کو آنے کا حکم دیا جس کا راستہ اسی حوض پر سے تھا۔ وہ یہ سمجھی کہ یہ حوض ہے اس لیے پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی کا حوض شیشوں سے بنا ہوا ہے۔ (تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: مؤرخین قوم سبا کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: سبا ایک آدمی کا نام ہے۔ اس کا اصل نام عبدالشمس تھا۔ اس کا نسب ہے عبدالشمس بن یشجب بن یعرب بن قحطان۔ مؤرخین کہتے ہیں کہ سبا نے اپنے زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بارے میں بشارت سنائی تھی۔ بعض مفسرین کے بقول شداد بن الملاطاط بن سبا اس ملک کا بادشاہ ہوا ہے۔ پھر اس کا بھائی لقمان بن عاد پھر دوسرا بھائی ذوسدد، پھر اس کا بیٹا حارث الرائش بادشاہ ہوا۔ یہی تبع اول ہے۔ پھر اس کا بیٹا صعب ہوا۔ یہی ذوالقرنین ہے۔ پھر اس کا بیٹا ذوالمنار ہوا۔ پھر اس کا بیٹا فریقس بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ذوالاذعار۔ پھر شرحبیل، پھر الہدہاد، پھر بلقیس بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی تھی۔ سبا کی اولاد میں بعض نیک اور خدا پرست بادشاہ تھے جیسے ذوالقرنین اور تبع، بعض کی سلطنت عرب سے تجاوز کر کے مصر، شام، ایران اور ہند تک پھیلی۔ (معارف القرآن۔ تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: سد مآرب دنیا کا قدیم اور تاریخی بند تھا۔ اس کی تفصیل بتا دیجیے؟

جواب: ملک یمن میں دارالحکومت صنعاء سے تین میل کے فاصلے پر مآرب شہر تھا جس میں قوم سبا آباد تھی۔ یہ شہر دو پہاڑوں کے درمیان وادی میں تھا۔ پہاڑوں کے درمیان سے اور اوپر سے بارش کے پانی کا سیلاب آتا۔ اس شہر کے بادشاہوں نے جن میں ملکہ بلقیس تھی ان دونوں پہاڑوں کے درمیان نہایت مضبوط بند (ڈیم) بنا دیا۔ جس پر سیلابی پانی اثر نہ کرتا تھا۔ پہاڑوں کے درمیان پانی روک کر پانی کا ذخیرہ

بھی بن گیا اور شہر بھی سیلاب سے محفوظ ہو گیا، شہر کے لوگوں کو پینے اور زراعت کے لیے پانی مہیا کرنے کی خاطر اس بند میں اوپر اور نیچے تین دروازے رکھے گئے۔ جب اوپر کا پانی ختم ہو جاتا تو بیچ کا، پھر سب سے نیچے کا دروازہ کھول دیا جاتا۔ بند کے نیچے ایک بہت بڑا تالاب بنایا گیا جس کے بارہ راستے بنا کر بارہ نہریں نکالی گئیں جو شہر کے مختلف اطراف میں پانی پہنچاتیں۔ شہر کے دائیں بائیں پہاڑوں پر باغات لگائے گئے تھے۔ قرآن پاک میں ان باغوں کا بھی ذکر ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تاریخ ابن کثیر)

سوال: قوم سبا میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے کتنے انبیائے کرام علیہ السلام بھیجے گئے؟

جواب: اس قوم میں تیرہ انبیائے کرام علیہ السلام تشریف لائے۔ لیکن ان لوگوں نے اللہ کے احکام سے سرکشی کی اور انبیاء کو جھٹلایا۔ یہ جنوبی عرب کی مشہور تجارت پیشہ قوم تھی جو صنعت اور تجارت میں دوسری عرب قوموں سے بہت بڑھ کر تھی۔

(تاریخ ابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتایئے اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کو نافرمانی کی سزا کس طرح دی؟

جواب: سد مآرب یعنی عرم کو توڑ کر سیلاب لایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی کے بہت بڑے بند پر اندھے چوہے مسلط کر دیئے جنہوں نے اس کی بنیاد کو کھوکھلا کر دیا۔ جب بارش اور سیلاب کا وقت آیا تو پانی کے دباؤ نے کمزور بنیاد کو توڑ دیا۔ اس بند کے پیچھے جمع شدہ پانی پوری وادی میں پھیل گیا۔ مکانات گر گئے۔ درخت اکھڑ گئے مآرب شہر برباد ہو گیا اور دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان جو باغات تھے، ان کا پانی بھی خشک ہو گیا۔ شہر کے کچھ لوگ پہلے ہی خطرے کو محسوس کر کے دوسری جگہ چلے گئے تھے لیکن زیادہ تر لوگ وہیں سیلاب کی نذر ہو گئے۔ ان باغات کی جگہ بدمزہ پھلوں والے درخت اگا دیئے گئے۔ شہر کے جو لوگ دوسرے ملکوں میں چلے گئے ان کے چھ قبیلے یمن میں پھیلے اور چار شام میں۔ مدینہ طیبہ کی آبادی انہی قبائل سے شروع ہوئی۔ (معارف القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: قرآن حکیم میں قوم سبا کی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے کن بدمزہ پھلوں اور درختوں کا ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: خمط اور اثل اور سدرہ بتائے گئے ہیں جن کے بارے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں۔ خمط اراک کی قسم کا درخت ہے جس پر کچھ پھل لگتا ہے اور کھایا بھی جاتا ہے۔ مگر اس درخت کے پھل بدمزہ تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ خمط ہر ایسے درخت کو کہتے ہیں جو خاردار ہو اور کڑوا بھی ہو۔ اثل کو اردو میں جھاؤ کہتے ہیں۔ اس پر کوئی پھل کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔ اور سدرہ جنگلی بیری ہے جس میں کانٹے زیادہ اور پھل کم تھا۔ اور ترش ہوتا تھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: اللہ تعالیٰ نے شہر مآرب میں بسنے والوں پر کیا انعام فرمایا تھا؟

جواب: ان لوگوں کو اپنی تجارت کے لیے شام کا سفر کرنا پڑتا تھا۔ یہ فاصلہ بھی طویل تھا اور ناہموار بھی۔ اللہ تعالیٰ نے شہر مآرب سے ملک شام تک تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بستیاں بسا دی تھیں۔ یہ برلب سڑک تھیں۔ مسافر گھر سے نکل کر دوپہر میں آرام کرنا چاہتا یا کھانا کھانا چاہتا تو آسانی سے کسی بستی میں پہنچ کر ایسا کر سکتا تھا۔ پھر اسی طرح ظہر کے بعد سے روانہ ہو کر آفتاب کے غروب ہونے تک اگلی بستی میں پہنچ کر رات گزار سکتا تھا۔ راستے میں بھی ہر طرح کا امن و امان تھا اور بے فکری سے رات دن سفر کیا جا سکتا تھا۔ یمن سے شام تک پہنچنے والی شاہراہ امام مبین بھی اسی علاقے میں تھی۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ معارف القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: قوم سبا کا زمانہ کون سا ہے؟

جواب: قوم سبا کے عروج کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور حضور اقدس ﷺ کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ (تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کس انداز سے کرائی تھی؟

جواب: آپ نے ہیکل کی بنیاد کے لیے بڑے بڑے پتھر درست کرائے، اور بڑی گہری زمین کھدوا کر اس کی بنیاد رکھی تاکہ یہ مدتوں قائم رہے۔ اوپر ایک اور مکان

بالا خانے کے طور پر بنوایا تھا۔ وہ بھی ساٹھ ہاتھ کا تھا۔ یہ عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی۔ اور طول و عرض اور بلندی میں ساٹھ ہاتھ تھی۔ اس طرح اس کی بلندی ایک سو بیس ہاتھ ہوگئی، اس کا رخ مشرق کی جانب تھا اور اس ہیکل کے سامنے بیس ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا اور ایک سو بیس ہاتھ اونچا برآمدہ تھا۔ ہیکل کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے بنائے گئے تھے۔ جو تین منزلہ تھے۔ تمام ہیکل کی چھت سرو کے مصفا شہتیروں کے تختوں سے بنائی گئی تھی۔ اور سونے کی چادروں سے چھت اور دیواروں کو منڈھ دیا گیا تھا۔ جس سے تمام ہیکل روشن ہوگئی۔ اور تعمیر ایسی حکمت سے کی گئی کہ کہیں جوڑ معلوم نہ ہوتا تھا۔ اور بالا خانے پر جانے کے لیے دیوار سے متصل ایک زینہ بنایا گیا تھا۔ (تفسیر قرطبی۔ تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو کن دو درجوں میں تقسیم کر دیا تھا اور ان کی آرائش کیسے کی گئی؟

جواب: انہوں نے ہیکل کو دو درجوں میں تقسیم کر کے اندر کے درجے کو چوبیس ہاتھ طول و عرض میں یکساں بنا دیا اور دوسرا درجہ چوبیس ہاتھ عرض میں اور چالیس ہاتھ طول میں تھا۔ اسے مقدس کمرہ قرار دیا گیا تھا۔ اور اس میں سرو کی لکڑی کے دروازے لگائے گئے تھے۔ اور ان کو سونے کی چادروں سے منڈھ دیا گیا۔ اور ان پر قسم قسم کی تصویریں بنائی گئیں۔ اور ان کے آگے باریک کتان کے پردے لگائے گئے اور ان پردوں پر بھی باریک نقش و نگار بنائے گئے۔ تمام ہیکل کو اندر اور باہر سے سونے کی چادروں سے منڈھ دیا گیا، اور باہر کے دروازوں پر اندر کے دروازوں کی طرح پردے تھے مگر برآمدے پر پردہ نہ تھا۔ اور اس اندرونی درجہ میں تابوت سکینہ رکھا اور ہیکل کے دروازے پر بڑے بڑے کواڑ لگائے اور ان پر بھی سونے کی چادریں چڑھائیں۔

(قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: ہیکل سلیمانی میں سونے چاندی اور پیتل کا کام کس کاریگر نے کس انداز سے کیا؟

جواب: اس مقصد کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے حیرام نامی کاریگر کو ملک سوایہ

سے بلوایا اس کے والدین اسرائیلی تھے۔ وہ سونے، چاندی اور پیتل کا کام بڑی
مہارت سے کرتا تھا۔ اس نے دو ستون جو بلندی میں اٹھارہ ہاتھ اور احاطہ میں بارہ
ہاتھ تھے بنائے۔ ان کے اوپر پانچ ہاتھ اونچے سوسن کے درخت کی صورت بنائی
اور ایک جالی جس پر کھجور اور سوسن کے پھول بنائے تھے اور ان پر دو سو انار بنائے۔
ان ستونوں پر سے ایک برآمدے کے دائیں طرف رکھا گیا۔ اس کا نام بوعز تھا۔
(تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہیکل سلیمانی میں کس طرح کا حوض بنوایا تھا اور اس کا مقصد کیا تھا؟

جواب: آپ نے ایک بڑا حوض نصف کرہ کی طرح پیتل کا ڈھلا ہوا بنوایا۔ اس کا قطر یعنی نصف گولائی دس فٹ تھا اور اس کے نیچے پیتل کا ایک ستون تھا جس کا قطر دس فٹ تھا۔ اور چاروں طرف بارہ بیل ڈھلے ہوئے تھے۔ تین تین طرف یہ حوض ان کی پشت پر تھا۔ اس کو بحر کہتے تھے۔ حوض کے لیے دس چوکونے ستون بنائے گئے۔ ان کی لمبائی پانچ ہاتھ، چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی چھ ہاتھ تھی۔ ان کے چاروں کونوں میں بھی چھوٹے چھوٹے ستون بنائے۔ دو ستونوں کے درمیان ایک بیل اور دو کے درمیان ایک بیل اور دو کے درمیان ایک ببر شیر اور دو کے درمیان ایک عقاب تھا۔ اور چھوٹے ستونوں میں بھی چھوٹے قد کے جانور بنائے گئے تھے۔ اور ان دس ستونوں کے لیے دس حوض بنائے تھے جن میں پانچ حوض ہیکل کے دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف اور بڑا حوض سامنے تھا اور اس میں سب لوگ اپنے ہاتھ پاؤں دھو کے اور وضو کر کے قربان گاہ میں جاتے تھے، اور حوضوں میں ان جانوروں کو دھوتے جن کی قربانی کرنا ہوتی تھی۔　　(تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: سوختنی قربانی کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک پیتل کی قربان گاہ بنوائی تھی۔ بتائیے وہ کیسی تھی؟

جواب: اس قربان گاہ کا طول و عرض بیس ہاتھ اور بلندی دس ہاتھ تھی۔ اور اس کے تصرف

کے لیے دیگ اور چمچے اور دست پناہ وغیرہ میں سب چیزیں نہایت عمدہ پیتل سے بنوائیں۔ اور دوسرے کاموں کے لیے دس ہزار منبر بنوائے جن پر شیشیاں اور پیالیاں رکھی جاتی تھیں، اور دس ہزار شمع دان تھے جن میں سے ایک بڑا شمع دان دن رات ہیکل میں روشن رہتا۔ یہ جنوب میں رکھا گیا اور سونے کی میز شمال کی طرف اور قربان گاہ ان دونوں کے درمیان میں۔ باقی برتن اس مکان میں رکھے جو چالیس ہاتھ لمبا تھا۔ اور ہیکل کے چاروں طرف تین ہاتھ بلند ایک دیوار بنائی تاکہ ہر کوئی اس میں جانے نہ پائے کیونکہ وہ مقام متبرک تھا۔ (تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

جواب: بڑی ہیکل کے پاس ایک چھوٹی ہیکل بنائی گئی۔ اس کی ترتیب کیسی تھی؟

جواب: بڑی ہیکل کی دیوار کے باہر ایک غار بنا کر زمین کو بلند کرا کے ایک دوسری چھوٹی ہیکل تعمیر کرائی۔ اس کے اندر بڑے بڑے کمرے بنوائے چار دروازے لگوائے اور چھوٹی ہیکل کے سامنے دور دور تک مکانات کی قطار بنوائی اور اس کو چاندی کا ملمع کیا۔

(تفسیر حقانی۔ تاریخ بیت المقدس)

سوال: بتایئے حضرت سلیمان علیہ السلام کا پیشہ کیا تھا؟

جواب: حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ اتنی دولت و ثروت کے باوجود آپ نے دولت و حکومت کو مخلوق خدا کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ اپنی ذات پر کچھ صرف نہ کرتے اپنی روزی ٹوکریاں بنا کر حاصل کیا کرتے تھے۔

(قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام نے کتنا عرصہ حکومت کی اور کتنی عمر میں وفات پائی؟

جواب: بغویؒ نے علماء تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ نے بارہ تیرہ سال کی عمر میں سلطنت کا کام سنبھالا اور چالیس سال حکومت کی ترپن سال کی عمر میں بیت المقدس میں وفات پائی۔ باون سال عمر بھی بتائی گئی ہے۔

(تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ معارف القرآن۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: مفسرین کے بقول حضرت سلیمان علیہ السلام کو گھوڑوں کے عوارض اور امراض کا

کونسا علم دیا گیا تھا؟

جواب: یہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک معجزہ ہے کہ وہ گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیر کر معلوم کر دیتے تھے کہ ان کو کوئی مرض تو نہیں ہے۔ اس طرح وہ جہاد کے گھوڑوں کو جانچتے رہتے تھے کہ ان میں کوئی عیب تو نہیں ہے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: شیاطین نے مشہور کر دیا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طاقت جادو کی وجہ سے ہے۔ قرآن نے اس کو کس طرح رد کیا؟

جواب: مفسرین کے بقول قرآن نے بنی اسرائیل میں پھیلائے گئے اس عقیدے کو باطل قرار دیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جادو کے زور پر ہوا، جانوروں اور جنوں کو قابو کیا ہوا تھا۔ اس کے لیے سورۃ بقرہ آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳ میں ہاروت اور ماروت کی مثال بھی دی گئی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے نازل کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو سحر کے ناپاک اثرات سے پاک کریں اور توریت کی تعلیم دیں۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت سلیمان علیہ السلام بن حضرت داؤد علیہ السلام کی کنیت بتا دیجئے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام کی کنیت ابو الربیع۔ نبی اللہ بن نبی اللہ تھی۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت سلیمان علیہ السلام کو کون سے علوم عطا فرمائے گئے تھے؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ آپ کو لشکر سامان حرب، جن و انس کی جماعت، پرند و چرند انس و وحشی جانوروں کی جماعت اور ان کے متعلق تمام علوم اور تعبیرات اور ان کے ساتھ ہم کلام ہونے کی تمام زبانیں الغرض سب کچھ عطا کر دیا تھا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملکہ بلقیس سے شادی کے بارے میں بعض دوسرے مفسرین کیا کہتے ہیں؟

جواب: ثعلبی کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے شادی کر لی تو اس کو یمن کی سلطنت پر برقرار رکھا اور اس کو واپس لوٹا دیا۔ پھر آپ ہر مہینے اس کے پاس تین دن ٹھہر کر تخت ہوائی پر واپس آ جاتے اور آپ نے جنوں کو حکم دیا کہ یمن میں تین محل ان کے لیے بنائے جائیں جن کے نام غمدان، سالحین۔ بیتون تھے۔ ابن اسحاق نے بعض اہل علم کے واسطے سے حضرت وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اس سے شادی نہیں کی تھی۔ بلکہ ہمدان کے بادشاہ سے اس کی شادی کر دی تھی۔ اور بلقیس کو یمن کی سلطنت پر برقرار رکھا۔ اور ملک یمن کے بڑے جن بادشاہ کو بلقیس کے تابع کر دیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: سب سے پہلے بحری بیڑہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تیار کیا۔ آپ کے والد حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔ والدہ کا نام بتا دیجئے؟

جواب: حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ کا نام بت سبع تھا۔ آپ ۹۹۲ ق م میں پیدا ہوئے۔ (توریت۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: عربی رسم الخط کا موجد حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہا جاتا ہے۔ آپ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے ۹۲۴ ق م میں بیت المقدس میں وفات پائی۔

(توریت۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سیدنا حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام اور قرآن

سوال: قرآن مجید کی کن سورتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ بتایا گیا ہے؟

جواب: سورۃ الانبیاء، سورۃ الصافات، سورۃ القلم میں حضرت یونس علیہ السلام کا بیان ہے۔ ان کے علاوہ سورۃ النساء اور سورۃ یونس، سورۃ الانعام میں بھی ان کا ذکر ہے۔

(القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتایئے کن سورتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کا صرف نام آیا ہے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء کی آیت ۱۶۳ میں بعض دوسرے انبیاء کے ساتھ آپ کا صرف نام آیا ہے۔ پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۸۶ میں بھی آپ کا نام بعض دوسرے انبیاء کے ساتھ آیا ہے۔ (القرآن۔ فتح الحمید۔ کنزالایمان۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: سورۃ النساء اور سورۃ الانعام میں حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب: سورۃ النساء کی آیت ۱۶۳ میں ہے کہ دوسرے نبیوں کی طرح آپ پر بھی وحی بھیجی گئی۔ سورۃ الانعام آیت ۸۶ میں ہے: وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ”ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام جہان والوں پر (نبوت سے) فضیلت دی“۔

(القرآن۔ فتح الحمید۔ کنزالایمان۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر چل دیئے تھے کس سورۃ میں؟

جواب: سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۷ میں رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا گیا ہے وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ: ”اور مچھلی والے پیغمبر

(یعنی یونس علیہ السلام) کا ذکر کیجئے جب وہ اپنی قوم سے خفا ہو کر چل دیئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں) کوئی دار و گیر نہیں کریں گے"۔ (القرآن۔ فتح القدیر۔ تفسیر عزیزی۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں کیا دعا فرمائی؟

جواب: سورۃ الانبیاء آیت ۸۷ میں ہے: فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ "پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ (تمام عیبوں سے) پاک ہیں۔ بے شک میں ہی قصور وار تھا"۔ (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی دعا قبول کرنے کا بتایا ہے۔ کس آیت میں؟

جواب: سورۃ الانبیاء کی آیت ۸۸ میں ہے: فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ "پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس مشکل سے نجات دی۔ اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں"۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: قرآن مجید نے بتایا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر سے عذاب کو ٹال دیا گیا۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۹۸ میں ہے: فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ "ہاں مگر یونس کی قوم۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیاوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت خاص (یعنی موت) تک خیر و خوبی کے ساتھ عیش دیا"۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر مظہری۔ کنز الایمان)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے نبی و رسول تھے۔ کس آیت سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۳۹ میں بتایا گیا ہے: وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ

الْمُرْسَلِیْنَo "اور بے شک یونس بھی پیغمبروں میں سے تھے"۔

(القرآن۔ تیسیر القرآن۔ احسن البیان۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام کشتی میں کیوں سوار ہوئے اور انہیں کشتی سے کیوں نکالا گیا؟

جواب: قوم سے ناراض ہو کر چل دیئے تو وہ کسی دوسرے شہر جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے۔ پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۴۱ کے مطابق قرآن کہتا ہے: اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ o فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ o "جب کہ وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں سوار ہوئے۔ پس جب قرعہ ڈالا گیا تو ان کے نام نکلا اور وہ کشتی سے باہر دھکیل دیئے گئے"۔

(القرآن۔ تیسیر القرآن۔ احسن البیان۔ قصص الانبیاء)

سوال: کشتی طوفان کی نذر ہونے لگی تو حضرت یونس علیہ السلام کو باہر پھینک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈوبنے سے کس طرح بچایا؟

جواب: سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۴۲ میں ہے: فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِیْمٌo "پھر (اللہ کے حکم سے) ان کو مچھلی نے (ثابت) نگل لیا۔ اور یہ اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے"۔

(القرآن۔ تیسیر القرآن۔ احسن البیان۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام اگر اللہ کو یاد نہ کرتے تو ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا؟

جواب: سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۴۳۔۱۴۴ میں ہے: فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ o لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ o "پس اگر وہ تسبیح کرنے والے (اللہ کو یاد کرنے والے) نہ ہوتے تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتے"۔

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ فتح الحمید)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر کیا انعام فرمایا اور انہیں کس طرح مشکل سے نجات دی؟

جواب: سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۴۵۔۱۴۶ میں ہے: فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ سَقِیْمٌo وَ اَنْۢبَتْنَا

عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ ''پس ہم نے ان کو ایک میدان میں ڈال دیا اور وہ اس وقت مضمحل تھے۔ اور ہم نے ان پر ایک بیل دار درخت بھی اگا دیا''۔ پارہ ۲۹ سورۃ القلم آیات ۴۸ تا ۵۰ میں رسول اکرم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے: فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ مَذْمُوْمٌ ۝ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ''تو آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کریں اور مچھلی کے پیٹ میں جانے والے (یونس علیہ السلام) کی طرح (پریشان) نہ ہوں۔ جب کہ یونس نے دعا کی تھی اور وہ غم سے گھٹ رہے تھے۔ اگر خدا کا احسان اور فضل انہیں نہ سنبھالتا تو وہ (جس میدان میں مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اسی میں) بدحالی کے ساتھ ڈالے جاتے۔ پھر ان کے رب نے ان کو (اور زیادہ) برگزیدہ کر لیا۔ اور ان کو صالحین میں سے کر دیا''۔ (القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح الحمید۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام کو کتنے لوگوں کی آبادی کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۴۷ میں قرآن بتاتا ہے: وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ ''اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ افراد کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا''۔ (القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح الحمید۔ قصص القرآن)

سوال: قوم یونس پر اللہ نے کیا انعام فرمایا؟

جواب: پارہ ۲۳ سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۴۸ میں ہے: فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ ''پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو ایک زمانہ تک عیش دیا''۔

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

حضرت یونس علیہ السلام اور احادیث نبوی ﷺ

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت یونس علیہ السلام کی فضیلت کس انداز میں بیان فرمائی؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے اور حضرت ابوہریرہؓ بھی مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کسی بندے کے لیے یہ مناسب نہیں کہ کہے کہ میں یونس علیہ السلام بن متی سے بہتر ہوں۔" (قصص القرآن۔ ترمذی ونسائی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ سے معافی مانگی تو دعا فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "جس کسی نے حضرت یونس علیہ السلام والی دعا مانگی۔ اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ ایک دوسری روایت حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ فرما رہے تھے: "اللہ کا وہ نام جب کہ اس کے ذریعے دعا مانگی جائے تو قبول ہو اور جب سوال کیا جائے تو وہ پورا ہو، یونس علیہ السلام بن متی کی دعا ہے۔" پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ دعا نازل تو یونس علیہ السلام کے لیے ہی ہوئی تھی مگر سب مومنوں کے لیے عام ہے۔" (قصص القرآن۔ ترمذی ونسائی)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کدو کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: ایک روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کدو کو پسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، وہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا درخت ہے جس کے سائے میں وہ رہے۔ (قصص القرآن، قصص الانبیاء۔ ترمذی ونسائی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید کرنے کا ارادہ فرمایا تو مچھلی کو حکم دیا، اس کو لے لے لیکن نہ اس کے گوشت میں کچھ تصرف کر، نہ اس کی کوئی ہڈی توڑ۔ تو مچھلی جب آپ کو لے کر سمندر کی انتہائی نچلی سطح میں پہنچی تو آپ نے کچھ آہٹ سنی۔ دل میں کہا یہ کیا۔ تو اللہ نے آپ کی طرف وحی کی کہ یہ سمندری

جانوروں کی تسبیح ہے، تو حضرت یونس علیہ السلام نے بھی تسبیح کی۔ اور آپ نے مچھلی کے پیٹ میں یہ تسبیح کی۔ فرشتوں نے آپ کی تسبیح سنی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کرنے لگے ہم ایک نحیف و کمزوری آواز کسی اجنبی زمین سے سن رہے ہیں اللہ نے فرمایا۔ یہ میرا بندہ یونس ہے جس سے میرے فرمان کی لغزش ہوگئی ہے تو میں نے اس کو سمندر کے اندر مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا ہے۔ فرشتوں نے کہا یہ تو نیک بندہ ہے جس کی طرف سے نیک عمل آپ کو ہر روز پہنچتا ہے۔ فرمایا ہاں، بہت اچھی تسبیح کرتا ہے۔ پھر فرشتوں نے اس وقت پروردگار کے حضور حضرت یونس علیہ السلام کی سفارش کی۔ تو اللہ نے مچھلی کو حکم دیا تو اس نے آپ کو ساحل سمندر پر ڈال دیا۔ اور حالت کمزور تھی۔ اللہ نے فرمایا وہ اس وقت بیمار تھے۔

(قصص الانبیاء۔ ابن کثیر۔ ابن جریر)

حضرت یونس علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام کو کس قوم اور کس علاقے کی طرف مبعوث کیا گیا تھا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو سرزمین موصل میں اہل نینویٰ کی طرف بھیجا تھا۔ نینویٰ آشوری حکومت کا دارالسلطنت اور موصل کے علاقہ کا مرکزی شہر تھا۔ آپ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: جب حضرت یونس علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تو نینویٰ کی آبادی کتنی تھی اور وہاں کس کی حکومت تھی؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کو جب نینویٰ کے باشندوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا تو قرآن کریم کے مطابق اس شہر کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ تھی جیسا کہ فرمایا گیا ہے: ''اور ہم نے اس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ انسانوں کی جانب پیغمبر بنا کر بھیجا'' ابن عباسؓ، سعید بن جبیرؒ اور مکحول وغیرہ نے اپنی تفاسیر میں دس ہزار سے

لے کر ستر ہزار تک کی تعداد بتائی ہے اس وقت نینویٰ آشوری حکومت کا دارالسلطنت تھا اور وہ زمانہ آشوری حکومت کے عروج و اقبال کا زمانہ تھا۔ آشوری حکومت کا طرز حکومت قبائلی تھا اور ہر قبیلے کا حکمران جدا جدا ہوتا تھا۔ ان میں شوری کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر عزیزی)

سوال: اللہ کے نبی حضرت یونس علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجئے؟ آپ کا سلسلہ نسب کیا ہے؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کے والد کا نام متیٰ ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک متیٰ حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام تھا۔ بخاری کی روایت میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مذکور ہے کہ متیٰ والد کا نام ہے۔ برادر یوسف علیہ السلام بنیامین کے واسطے سے آپ کا نسب یعقوب سے جا ملتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: ذوالنون اور صاحب الحوت کس نبی کا لقب ہے۔ آپ کو یہ القاب کیوں دیئے گئے؟

جواب: یہ دونوں القاب حضرت یونس علیہ السلام کے ہیں۔ عربی میں حوت اور نون مچھلی کو کہتے ہیں۔ کیونکہ آپ پر مچھلی کا حادثہ گزرا۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں رہے اس لیے آپ کا لقب مچھلی والا ہو گیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: بتائیے کن سورتوں میں حضرت یونس علیہ السلام کو ان کے القاب سے یاد کیا گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید کی سورۃ الانبیاء میں آپ کو ذوالنون اور سورۃ القلم میں صاحب الحوت کہہ کر یاد کیا گیا ہے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: انبیاء علیہ السلام کو عموماً چالیس سال کی عمر میں نبوت ملتی ہے۔ بتائیے حضرت یونس علیہ السلام کو کتنی عمر میں نبوت ملی؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کو اٹھائیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے اہل نینویٰ کی

ہدایت کے لیے مامور فرمایا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے کتنا عرصہ قوم میں تبلیغ کی اور اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب: یونس علیہ السلام سات سال تک ان کو سمجھاتے رہے اور توحید کی دعوت دیتے رہے۔ مگر انہوں نے دعوت حق کو قبول نہ کیا۔ دوسری منکر قوموں کی طرح سرکشی اختیار کی۔ اور کفر و شرک پر قائم رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعوت کا مذاق اڑانا ان کا معمول بن گیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قوم کے انکار پر حضرت یونس علیہ السلام نے کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: قوم کی مسلسل مخالفت اور نافرمانی سے تنگ آ کر آپ غصہ میں آ گئے۔ ان کے لیے عذاب خداوندی کی بددعا کی اور پھر ناراض ہو کر ان کے درمیان سے نکل گئے۔

(تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے قوم سے ناراض ہونے پر کدھر کا رخ کیا اور آپ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام قوم کے لیے بددعا کر کے گھر سے نکلے۔ یہ آدھی رات کا وقت تھا۔ دریائے فرات کے ساحل پر پہنچے۔ ایک کشتی مسافروں سے بھری مل گئی آپ بھی اس میں سوار ہو گئے۔ کشتی لنگر اٹھا کر روانہ ہوئی۔ راستے میں طوفانی ہواؤں نے گھیرا تو کشتی ڈگمگانے لگی۔ کشتی والوں کو اپنے ڈوبنے کا یقین ہو گیا تو انہوں نے (اپنے عقیدے کے مطابق کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے۔ جب تک اس کو کشتی سے نہیں نکالا جائے گا کشتی کو ڈوبنے سے بچانا مشکل ہے۔ (قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام نے کشتی والوں سے کیا کہا؟

جواب: آپ نے کشتی والوں کی بات سن کر دل میں کہا، اللہ تعالیٰ کو میرا نینویٰ سے وحی کے انتظار کے بغیر چلا آنا پسند نہیں آیا۔ اور یہ میری آزمائش کے آثار ہیں۔ انہوں نے اہل کشتی سے فرمایا، اپنے آقا سے بھاگا ہوا غلام میں ہوں۔ مجھے کشتی سے باہر

پھینک دو۔　　(قصص الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: کشتی والوں نے حضرت یونس علیہ السلام کے حکم پر کیا جواب دیا؟

جواب: ملاح اور کشتی والے دوسرے افراد آپ سے بے حد متاثر تھے۔ انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو کشتی سے باہر پھینکنے سے انکار کر دیا اور آپس میں طے کر لیا کہ اس کے لیے قرعہ اندازی کر لی جائے۔ چنانچہ تین مرتبہ قرعہ اندازی کی تو ہر مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ تب انہوں نے مجبوراً آپ کو دریا میں ڈال دیا یا پھر آپ خود دریا میں کود گئے۔　　(قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈوبنے سے کس طرح بچا لیا؟

جواب: اس وقت اللہ کے حکم سے ایک بڑی مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا۔ مچھلی کو حکم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے جسم کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچے۔ صرف نگلنے کی اجازت ہے کھانے یا غذا بنانے کی نہیں۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو آپ نے کیا کہا؟

جواب: مچھلی کے پیٹ میں داخل ہونے کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے سمجھا کہ وہ مر گئے ہیں مگر پاؤں پھیلائے تو وہ زندہ تھے۔ پھر کھڑے ہو کر مچھلی کے پیٹ میں نماز پڑھی۔ بارگاہ الٰہی میں اپنی ندامت کا اظہار کیا کہ وحی الٰہی کا انتظار کیے بغیر اور اللہ کے حکم کے بغیر قوم سے ناراض ہو کر نکل کھڑے ہوئے تھے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ سے کس طرح التجا کی؟

جواب: آپ نے اللہ سے دعا مانگی جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے۔ آپ نے اللہ سے فریاد کی: "الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہی یکتا ہے۔ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں۔ بے شک میں اپنے اوپر خود ہی ظلم کرنے والا ہوں۔"

(تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت یونس علیہ السلام کی حالت کس طرح بیان فرمائی ہے؟

جواب: آپ سے منقول ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کا جسم ایسا ہو گیا تھا کہ جس طرح کسی پرندے کا بچہ جس کا جسم بے حد نرم ہوتا ہے اور جسم پر بال نہیں ہوتے۔ (تفسیر ابن کثیر۔قصص القرآن۔قصص الانبیاء)

سوال: خشکی پر آنے کے بعد حضرت یونس علیہ السلام کو کس کیفیت سے گزرنا پڑا؟ اللہ نے ان پر کیا وحی کی؟

جواب: مچھلی نے آپ کو اللہ کے حکم سے اگل دیا تو آپ کمزور اور نحیف حالت میں خشکی پر ڈال دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بیلدار درخت ان کے لیے اگا دیا جس کے سایہ میں وہ ایک جھونپڑی بنا کر رہنے لگے۔ چند دن بعد ایسا ہوا کہ بیل کی جڑ کو کیڑے نے کھا لیا اور وہ سوکھنے لگی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اس کا بہت رنج ہوا۔ تب اللہ نے ان پر وحی بھیجی کہ یونس علیہ السلام تم کو بیل کے سوکھنے کا بہت رنج و غم ہوا۔ یہ ایک حقیر سی چیز ہے مگر تو نے یہ نہ سوچا کہ نینوی کی ایک لاکھ سے زائد آبادی میں انسانوں کے ساتھ ہر طرح کے جانور بھی رہتے ہیں۔ اس کو برباد اور ہلاک کر دینے میں مجھے کوئی غم نہ ہوگا کیا ہم ان کے لیے اس سے زیادہ مہر نہیں۔ جتنا تم اس بیل کے لیے، تم وحی کے انتظار کے بغیر قوم کو بددعا کر کے کے درمیان سے نکل آئے۔ ایک پیغمبر کی شان کے مطابق یہ بات نہ تھی کہ وہ اپنی قوم کے لیے عذاب کی بددعا کر کے وحی الٰہی کا انتظار کیے بغیر ان سے جدا ہو جائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ قوم کے عذاب نلنے پر شہر چھوڑ کر گئے۔

(تفسیر ماجدی۔معارف القرآن۔تفسیر حقانی۔قصص القرآن۔تاریخ الانبیاء۔تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کے چلے آنے کے بعد ان کی قوم پر کیا گزری؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو بددعا کر کے بستی سے نکل آئے۔ ادھر اہل نینوی نے بددعا کے آثار دیکھے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت یونس علیہ السلام ضرور اللہ

کے سچے نبی تھے۔ ایمان نہ لانے کے نتیجے میں اب ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔ سب لوگ خوف و دہشت سے کانپ اٹھے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے لگے کہ اگر وہ مل جائیں تو ان کے ہاتھ پر ایمان لے آئیں۔ خدا کی بارگاہ میں سبھی لوگ توبہ واستغفار کرنے لگے۔ ہر قسم کے گناہوں سے کنارہ کش ہو کر کھلے میدان میں نکل آئے۔ اور معصوم بچوں کے ساتھ جانوروں کو بھی لے آئے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قوم یونس علیہ السلام نے اللہ کے حضور کس طرح گریہ وزاری کی؟ اللہ نے کس طرح انہیں عذاب سے محفوظ رکھا؟

جواب: وہ بارگاہ خداوندی میں گریہ وزاری کرتے ہوئے کہتے: "پروردگار! یونس علیہ السلام تیرا جو بھی پیغام لے کر ہمارے پاس آیا ہم اس کی تصدیق کرتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی اور ان کو عذاب سے محفوظ کر دیا۔ یہ واقعہ کہا جاتا ہے کہ عاشورہ کے دن محرم کی دس تاریخ کو ہوا تھا۔ جس دن قوم یونس پر عذاب ٹل گیا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام کیسے دوبارہ اپنی قوم (اہل نینویٰ) میں پہنچے؟ قوم نے کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی خطا معاف کی اور ان کو دوبارہ نینویٰ جانے کا حکم دیا کہ وہ نینویٰ جائیں اور اہل نینویٰ میں رہ کر ان کی رہنمائی فرمائیں تاکہ اہل نینویٰ راہ راست پر آجائیں اور حضرت یونس علیہ السلام کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام حکم خداوندی پر دوبارہ نینویٰ تشریف لائے۔ قوم نے ان کو دیکھ کر خوشی ومسرت کا اظہار کیا اور ان پر ایمان لے آئے۔

(قصص القرآن۔ تفسیر حقانی۔ سیرت انبیائے کرام۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے عذاب کے سلسلے میں دو مختلف قول کیا ہیں؟

جواب: مفسرین ومورخین کے اس سلسلے میں دو قول ہیں۔ علماء ومفسرین کا ایک بڑا طبقہ

کہنا ہے کہ قوم یونس علیہ السلام کو اصلی عذاب کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ صرف عذاب کے آثار و علامات نظر آئے تھے۔ ایسے وقت ایمان لانا شرعاً جائز اور فائدہ مند ہے۔ عین عذاب کو دیکھ کر اور اس میں پھنس کر توبہ کرنا اور ایمان لانا جائز نہیں اور نہ اس کا فائدہ ہے جیسا کہ فرعون کے ساتھ ہوا۔ بعض علماء و مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا ایمان بھی فرعون کی طرح ایمان یاس تھا جو انہوں نے عذاب کو دیکھ کر کیا۔ وہ نفع بخش نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے قوم یونس علیہ السلام کا ایمان عین عذاب خداوندی کے وقت قبول کر لیا۔ پھر اس میں بھی بعض کہتے ہیں کہ کیا یہ صرف دنیاوی عذاب سے بچاؤ تھا یا آخرت میں بھی عذاب سے وہ بچ جائیں گے، ابن کثیر کے بقول قوم یونس کا ایمان دنیا و آخرت میں نجات کا باعث ہوگا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کی جلدی سے محض عذاب کی صورت نمودار ہوئی تھی اس لیے انہوں نے توبہ کی اور بچ گئے، قرآن مجید میں بھی یہی بتایا گیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کی رسالت و نبوت کا عرصہ کتنا تھا؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کو نبوت کب ملی؟ اس کے بارے میں مفسرین و مؤرخین کا اختلاف ہے۔ اکثریت یہ کہتی ہے کہ آپ کو مچھلی کے پیٹ والے واقعے کے بعد نبوت عطا کی گئی۔ کیونکہ نبی اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس سے پہلے نبوت ملی تھی اور کشتی والا واقعہ بعد میں ہوا۔ یہ کوئی گناہ نہیں تھا کیونکہ انبیاء علیہ السلام گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہوتے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام کا چلے جانا محض ناراض ہونا تھا اور یہ محض اجتہادی غلطی تھی۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر بیضاوی۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت و رسالت کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت ورسالت مچھلی کے واقعہ کے بعد تھی۔ اس کی دلیل میں انہوں نے یہ آیت پیش کی ہے۔ (ترجمہ) "ہم نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے نکال کر کھلے میدان میں ڈال دیا۔ جب وہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے سے نڈھال ہو گئے تھے۔ پھر ہم نے ان پر ایک بیلدار درخت اگا دیا تھا۔ پھر ان کو رسول بنا کر ایک لاکھ سے زیادہ آبادی والی بستی نینوی کی طرف بھیجا۔" اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ (ترجمہ) "پھر (مچھلی کے پیٹ سے نکال کر) اس کے پروردگار نے اس کو برگزیدہ کیا۔ اور اسے صالحین میں سے بنا لیا۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء نجار)

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام پر کس درخت کی بیل لگائی گئی تھی؟

جواب: قرآن حکیم میں درخت کا نام نہیں بتایا گیا۔ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ وہ کدو کا درخت تھا۔ اس کی بیل نے ان کے جسم کو اپنے پتوں سے ڈھانپ لیا۔ تاکہ دھوپ اور مکھیوں سے محفوظ رہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ انجیر کا درخت تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ کیلے کا درخت تھا جس کے پتے بڑے ہوتے ہیں۔ (البدایہ والنہایہ۔ تفسیر بیضاوی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے کہاں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام کی وفات شہر نینوی میں ہوئی اور اسی سرزمین کو آپ کا مدفن ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ کہا گیا ہے کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جبل صبہون پر عبادت کرتے۔ بعض کہتے ہیں کہ فلسطین کے شہر خلیل میں حلول کے مقام پر ان کی قبر ہے۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کہتے ہیں کہ یونس علیہ السلام کی وفات اسی شہر نینوی میں ہوئی جس کی طرف آپ مبعوث ہوئے اور وہیں آپ کی قبر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کوفہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ ابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام کی نبوت ورسالت کا زمانہ کون سا تھا؟

جواب: مؤرخین کے بقول آپ کا زمانہ آٹھویں صدی قبل مسیح کے وسط کا ہے۔ ان کا ہم

عصر اسرائیلی بادشاہ یربعام تھا۔ جس کا زمانہ ۷۸۱ ق م ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نینوی کے باشندے تھے جو اسیریا کی پرقوت سلطنت کا پایۂ تخت تھا۔ اور آج ملک عراق میں جہاں موصل ہے اس کے مقابل دریائے دجلہ کے بائیں کنارے پر واقع ہے۔ اس وقت شہر کا رقبہ ۱۸۰۰ ایکڑ تھا۔ آپ نینوی میں ہی پیدا ہوئے تھے۔

(تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کا کب ظہور ہوا؟ آپ نے اپنی قوم کو کیا تلقین کی؟

جواب: مؤرخین کہتے ہیں کہ جب ایران (فارس) میں طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا تو اس وقت نینوی میں حضرت یونس علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے تقریباً آٹھ سو سال بعد اہل نینوی کی قسمت جاگی۔ یہاں کے باشندے دولت مند تھے لیکن دین سے دوری، خدا سے بغاوت و سرکشی، یہ سب بیماریاں اس قوم میں تھیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کو شرک و بت پرستی کی برائیوں سے آگاہ کیا اور انہیں خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرنے کی تلقین کی۔ لیکن قوم اثر قبول کرنے کی بجائے اور زیادہ شرک و بت پرستی میں مبتلا ہوگئی، قوم ماننے کی بجائے آپ کی دشمن بن گئی۔

(تفسیر عثمانی۔ قصص الانبیاء۔ معارف القرآن۔ فتح الباری)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کو عذاب کی کس طرح خبر دی اور قوم نے کیا کیا؟

جواب: آپ نے قوم سے کہا اچھا اگر تم میری بات نہیں مانتے تو تین دن کے اندر اندر عذاب الٰہی آنے والا ہے۔ اب بھی وقت ہے اصلاح کر لو۔ قوم کے لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یونس علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اب دیکھتے ہیں کہ رات کو یونس علیہ السلام یہیں رہتے ہیں یا شہر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اگر وہ نہ جائیں تو سمجھ لو کہ خیر ہے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ اور وہ چلے گئے تو یقین کر لو کہ واقعی عذاب آئے گا۔ (تفسیر حقانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قوم یونس علیہ السلام پر کس قسم کے عذاب کی علامتیں ظاہر ہوئیں؟ قوم نے کس

پریشانی کا اظہار کیا؟

جواب: حضرت یونس علیہ السلام رات ہی کو شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ صبح ہوتے ہی آسمان پر دھوئیں کے سیاہ بادل اس طرح چھا گئے۔ جس کو دیکھ کر لوگ سب کچھ بھول گئے۔ اور یہ کیفیت ہوگئی جیسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے: ترجمہ" پھر جب یہ لوگ کسی کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص خدا ہی پر اعتقاد رکھ کر اس خدا کو پکارنے لگتے ہیں۔" پہلے تو قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش شروع کی۔ پھر اللہ سے توبہ اور معافی طلب کرنے لگے۔ (فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے مچھلی کا واقعہ کہاں پیش آیا اور حضرت یونس علیہ السلام کتنا عرصہ مچھلی کے پیٹ میں رہے؟

جواب: یہ واقعہ دریائے فرات کے کنارے پیش آیا۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی لکھتے ہیں کہ ہم نے خود اس دریا میں بہت بڑی بڑی مچھلیوں کا مشاہدہ کیا ہے اس لیے تعجب نہ کیا جائے۔ آپ کتنے دن مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں تین دن۔ پانچ دن۔ بقول حضرت جعفر صادق سات دن۔ چالیس دن۔ بقول سعید بن حسن۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ایک دن سے بھی کم، مجاہد اور شعبی کہتے ہیں کہ صبح سے شام تک۔

(سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر مظہری۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ معارف القرآن۔ فوائد عثمانی)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام اور ایک دوسرے نبی حضرت شعیا علیہ السلام کا تذکرہ مفسرین نے کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے زمانے میں حضرت شعیا علیہ السلام بنی اسرائیل کے اولوالعزم پیغمبر تھے۔ اور بادشاہ وقت حزقیا ان کا مطیع تھا۔ ان دنوں بنی اسرائیل فلسطین اور اردن میں رہتے تھے۔ نینوا اور موصل کے لوگ جو عراق اور شام کے درمیان بستے تھے بنی اسرائیل پر چڑھ آئے اور ان کے مال و اسباب لوٹ کر لے گئے۔ حزقیا بادشاہ نے حضرت شعیا علیہ السلام سے کہا کہ قیدیوں کو

چھڑانے کی تدبیر کی جائے اور جب تک ہمارے قیدی نہیں آتے ہم اہل نینوا پر فوج سے حملہ نہیں کر سکتے۔ حضرت شعیا علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی مملکت میں اس وقت پانچ پیغمبر ہیں ان میں سے کسی کو بھیجو۔ اور پھر بادشاہ کے کہنے پر حضرت یونس علیہ السلام کا نام دیا۔ اور فرمایا کہ امانتدار بھی ہیں اور اللہ کے ہاں ان کا بڑا رتبہ بھی ہے۔ اور اس زمانے کے پیغمبروں میں عبادت و ریاضت میں بھی ممتاز ہیں۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام نے نینوا کے بادشاہ سے کیا کہا اور اس نے کیا جواب دیا؟

جواب: حزقیا بادشاہ اور حضرت شعیا علیہ السلام کے کہنے پر حضرت یونس علیہ السلام نینوئی کے بادشاہ کے پاس پہنچے اور اسے کہا کہ مجھے اللہ نے تیری طرف بھیجا ہے کہ تو بنی اسرائیل کو قید سے آزاد کر دے۔ بادشاہ نے کہا اگر تم اپنی بات میں سچے ہوتے تو حق تعالیٰ ہمیں اتنی قدرت کس لیے دیتا کہ تمہارے ملک پر چڑھائی کر کے آدمیوں کو گرفتار کر کے لاتے۔ کیا اس وقت حق تعالیٰ کو اتنی قدرت نہ تھی کہ بنی اسرائیل کی حمایت کرتا اور ہمیں منع کرتا جو کہ رب نے تمہیں بھیجا ہے۔ آپ تین دن تک اس کے دربار میں جاتے رہے مگر اس نے بات نہ مانی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں میرے عذاب سے ڈراؤ کہ اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں گے اور ایمان نہ لائیں گے تو ان پر عذاب آئے گا۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص القرآن۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتایئے حضرت یونس علیہ السلام قوم کو کس طرح عذاب سے خبردار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے کیا درخواست کی؟

جواب: آپ نے گلی کوچوں میں پھر کر لوگوں سے کہا کہ اپنے بادشاہ کو بتا دو کہ اگر وہ میرا کہنا نہیں مانتا اور ایمان نہیں لاتا تو اللہ کا عذاب نازل ہو گا۔ آپ نے لوگوں کے کہنے پر یہ بھی کہا کہ چالیس دن تک ایمان لاتے ہو تو بہتر ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ بادشاہ تک یہ بات پہنچی تو اس نے مذاق اڑایا۔ آپ نے اللہ

سے درخواست پیش کی کہ اگر ان پر عذاب نہ آیا تو میں ان کی نظروں میں رسوا ہو جاؤں گا اور یہ مجھے قتل کر دیں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے اتنی جلدی کیوں کی۔ ابھی تم کو صبر کرنا چاہیے تھا۔ تقدیر میں ان کے ایمان لکھا ہوا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اس بات کا رنج ہوا کہ میں تو سب کے سامنے جھوٹا ہو جاؤں گا۔ آپ اپنے گھر والوں سمیت بارہ کوس دور نکل گئے اور دعا کرتے رہے الٰہی میرا وعدہ سچا فرمایا۔ (تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: شاہ عبدالعزیزؒ کے قول قوم یونس علیہ السلام پر کب عذاب کے آثار ظاہر ہوئے؟ بادشاہ نے کیا حکم دیا؟

جواب: جب پینتیسواں (۳۵ واں) دن ہوا اور صبح کو لوگ اٹھے تو دیکھا کہ عذاب کے کچھ نشانات شروع ہو گئے ہیں۔ آگ اور دھواں آسمان سے برستا ہے۔ اور جب وہ دھواں اور آگ مکانوں کی چھتوں کے قریب آیا تو بادشاہ اور تمام ارکان دولت گھبرا کر باہر نکلے اور حکم دیا کہ اس گوڈری والے فقیر کو تلاش کرو اور جلدی لاؤ تاکہ ہم اس کے ہاتھ پر توبہ کریں اور تمام قیدی اس کے حوالے کریں۔ چنانچہ شہر کے دروازے کو بند کر کے حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش جاری کرا دی۔

(تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کو عذاب کے ٹل جانے کی اطلاع کیسے ملی؟ اور آپ کیوں ناراض ہوئے؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ شیطان نے حضرت یونس علیہ السلام کو اطلاع کر دی کہ وہ قوم تو چنگی بھلی ہے ان پر عذاب نہیں آیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گڈریوں (دیہاتیوں) نے آپ کو بتایا مگر یہ پتہ نہ چلا کہ اس لیے عذاب نہ آیا کہ وہ ایمان لے آئے ہیں، آپ عذاب کے ٹلنے کی خبر پر حکم الٰہی کے بغیر ناراض ہو کر چل دیئے۔ اس سفر میں پہلے آپ کو نوکر اور خادم اور رفیق آپ سے الگ ہوئے۔ ایک بی بی اور دو بچے ساتھ تھے وہ بھی حادثات کا شکار ہو گئے۔ آپ اکیلے دریائے روم کے

کنارے جا پہنچے اور جہاز پر دوسرے مسافروں کے ساتھ سوار ہو گئے۔

(تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاءؑ۔ مولانا عبدالعزیز)

سوال: عذابِ الٰہی کو دیکھ کر قوم یونس نے کیا حیلہ اختیار کیا؟

جواب: انہوں نے کھلے میدان میں اکٹھے ہو کر آہ و زاری کی اور اللہ سے فریاد کی۔ اپنے گناہوں کی سچے دل سے توبہ کی۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ عذاب الٰہی کو دیکھ کر یہ لوگ ایک عابد کے پاس گئے اور کہنے لگے ہمیں ایک دعا لکھ دیجئے جس کی برکت سے عذاب ٹل جائے۔ تو اس نے یہ دعا لکھ کر دی: یاحی حین لایحی یاحی محی الموتی یاحی لا الٰہ الا انت۔ چالیس دن تک انہوں نے فریاد کی تو اللہ نے توبہ قبول کر لی۔ ان سے اپنا عذاب ہٹا لیا۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عزیزی۔ قصص الانبیاءؑ مولانا عبدالعزیز)

سوال: جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے اس کے بارے میں مفسرین نے کیا لکھا ہے؟

جواب: وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کو حکم دیا تھا کہ ہم نے اسے تیری غذا کے لیے پیٹ میں داخل نہیں کیا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کا قید خانہ بنایا ہے۔ خبردار اس کو ایک بال برابر بھی نقصان نہ ہو۔ یہ تیرے پیٹ میں اس طرح محفوظ رہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ میں۔ چنانچہ مچھلی دریا میں اپنا منہ باہر نکال کر چلتی تھی تاکہ یونس علیہ السلام کا دم نہ گھٹے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مچھلی روم کے دریائے بطائح میں پہنچی پھر وہاں سے دجلہ آئی۔ کہا جاتا ہے کہ مچھلی بحر اخضر سے آئی تھی اور آپ سے خدا کا حکم تھا کہ وہ دریاؤں کو چیرتی اور پھاڑتی ہوئی جائے اور حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لے لیکن نہ ان کا جسم زخمی ہو اور نہ ان کی ہڈی ٹوٹے۔ مچھلی کا واقعہ بعض دریائے فرات بعض نے دجلہ اور بعض نے دریائے روم کا کہا ہے۔

(تفسیر کشاف الرحمٰن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: اللہ تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ میں اور مچھلی کے پیٹ سے باہر حضرت یونس علیہ

السلام کی کس طرح حفاظت فرمائی؟

جواب: مچھلی کو حکم ہوا کہ آپ کو نقصان نہیں پہنچانا۔ مچھلی نے الگ کر دیا تو آپ پر درخت (کدو) کی بیل اگا دی جس نے آپ کو ڈھانپ لیا۔ حق تعالیٰ نے ایک جنگلی بکری یا ہرنی کو حکم دیا کہ وہ آپ کو دودھ پلاتی رہے چنانچہ وہ صبح شام دودھ پلاتی۔ چالیس دن اس طرح گزرے تو آپ کے بدن میں طاقت آ گئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس مچھلی کو ایک دوسری بڑی مچھلی نے نگل لیا تھا۔

(سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر کشاف الرحمٰن۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ کو تاریکیوں میں پکارا تھا۔ وہ کون سی تاریکیاں تھیں؟

جواب: مفسرین کے بقول وہ سمندر کی تاریکی، مچھلی کی تاریکی اور رات کی تاریکی تھی۔ یہ قول حضرت ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، عمرو بن میمونؒ، سعید بن جبیرؒ، محمد بن کعبؒ، قتادہؒ، اور ضحاکؒ کا ہے۔ سالم بن ابی الجعد فرماتے ہیں کہ اس مچھلی کو دوسری بڑی مچھلی نے نگل لیا تھا تو سمندر سمیت تین بڑی تاریکیاں ہو گئیں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ابن عباس وابن مسعود۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ (یونس علیہ السلام) تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ مفسرین نے اس کی کس طرح وضاحت کی ہے؟

جواب: حضرت سعید بن جبیر اور بعض دوسرے مفسرین نے کہا کہ اگر حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تسبیح نہ کرتے اور توبہ نہ کرتے تو ایسا ہوتا۔ اکثر علماء مثلاً ضحاکؒ، قیسؒ، حسن بصریؒ، وہب بن منبہ، ابن جریر، سدی وغیرہ نے کہا کہ مچھلی کے پیٹ میں آنے سے پہلے وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو ایسا ہوتا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر)

﴿سیدنا حضرت عزیر علیہ السلام﴾

حضرت عزیر علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ مفسرین نے آپ کا حسب و نسب کیا بتایا ہے؟

جواب: آپ حضرت ہارون علیہ السلام بن عمران کی اولاد سے تھے۔ آپ کا نسب نامہ یوں ہے: عزیر بن جروہ (اور ابن سوریق بھی کہا گیا ہے) بن عدیان بن ایوب بن درزنا بن عری بن تقی بن اسبوع بن فخاص بن العازر ہارون بن عمران۔ ایک اور قول میں آپ کے والد کا نام سروخا بھی بتایا گیا ہے۔

(تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے۔ آپ کا زمانہ نبوت کون سا ہے؟

جواب: آپ بھی بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور آپ کا زمانہ پانچویں صدی قبل مسیح بتایا جاتا ہے۔ بخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کیا تو آپ اس وقت کم سن تھے۔ چالیس برس کی عمر میں بنی اسرائیل کے مفتی مقرر ہوئے پھر اللہ نے آپ کو منصب نبوت عطا فرمایا۔ آپ کا زمانہ حضرت داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام کے بعد اور حضرت زکریا علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام توریت کے حافظ اور بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کو یہود و نصاریٰ میں کیوں زیادہ اہمیت دی جاتی ہے؟

جواب: یہودی اور عیسائی حضرت عزیر علیہ السلام کو بے حد اہمیت دیتے ہیں۔ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا لیا جیسا کہ قرآن میں بیان ہوا ہے۔ آپ

نے اپنے حافظے کی بنیاد پر تورات لکھی اس لیے بائبل میں آپ کا نام عزرا کاتب یعنی کاتب تورات کی حیثیت سے آتا ہے۔ توریت بھلائی جا چکی تھی۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے اس کو دوبارہ زندہ کیا۔ آپ ۴۵۰ قبل مسیح میں ڈیڑھ ہزار یہود کو ان کی قید اور جلاوطنی سے چھڑا کر بیت المقدس لائے۔

(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قاموس القرآن)

سوال: بتایئے کون سے نبی سو سال تک مردہ پڑے رہے اور پھر دوبارہ زندہ کیے گئے؟

جواب: قرآن پاک میں صرف واقعہ بیان ہوا ہے۔ بعض مفسرین نے حضرت ارمیا (یرمیاعلیہ السلام) کہا ہے لیکن اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام تھے جنہیں اللہ نے سو سال تک مردہ رکھا اور پھر زندہ کیا۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بخت نصر نے بیت المقدس کو برباد کیا تو بہت سے اسرائیلیوں کو قید کر کے لے گیا۔ ان میں حضرت عزیر علیہ السلام بھی تھے۔ قید سے رہائی کے بعد حضرت عزیر علیہ السلام کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: حضرت عزیر علیہ السلام بخت نصر کی قید سے رہا ہو کر بیت المقدس کی طرف آرہے تھے تو راستے میں ایک تباہ شدہ بستی کے کھنڈرات نظر آئے۔ تباہ شدہ آبادی میں ہر طرف مردوں کی ہڈیاں تھیں۔ مؤرخین کے بقول بخت نصر نے ۵۸۶ قبل مسیح میں اس بستی کو برباد کیا تھا۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی کو دوبارہ کس طرح آباد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملک الموت نے آپ کی روح قبض کر لی۔ آپ گدھے پر سوار تھے۔ وہ بھی مر گیا۔ سو سال تک اس جگہ پڑے رہے۔ ان پر کسی کی نظر بھی نہ پڑی۔ اس عرصے میں بخت نصر بھی مر گیا۔ کوئی دوسرا بادشاہ بنا جس نے بیت المقدس کو آباد کیا اور شہر یروشلم کو دوبارہ آباد کیا۔ سو سال بعد حضرت عزیر علیہ السلام زندہ کیے گئے۔ ان کا کھانا ویسا ہی رہا۔ نہ ذائقہ بدلا نہ رنگ۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا تو کتنی مدت اس حالت میں رہا۔ آپ نے فرمایا

میں ایک دن رہا ہوں گا یا اس سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ان کو بتایا کہ تو سو سال اس حالت میں رہا۔ حضرت عزیر علیہ السلام پر جب موت طاری کی گئی تو اشراق کا وقت تھا جب زندہ کیے گئے تو غروب آفتاب کا۔ اس سے حضرت عزیر علیہ السلام نے سوچا کہ شاید ایک دن یا اس سے کم۔ حالانکہ ایک صدی گزر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے مرے ہوئے گدھے کو دیکھو۔ پھر اس کی ہڈیاں اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے جمع کیں۔ پھر ان پر گوشت چڑھایا پھر کھال درست کی۔ پھر خدا کے حکم سے اس میں جان آئی اور وہ پہلے کی طرح زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ کس طرح دوبارہ زندہ کرے گا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام واپس بیت المقدس آئے تو لوگوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ بتایئے آپ نے کیسے یقین دلایا؟

جواب: آپ نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ لوگوں کو یقین نہ آیا کہ سو سال بعد عزیر علیہ السلام کیسے زندہ ہو گئے؟ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ واقعی عزیر علیہ السلام ہیں تو تورات سنائیں۔ آپ نے سنا دی۔ تب لوگوں کو یقین آیا کہ آپ واقعی عزیر علیہ السلام نبی ہیں۔ بلکہ وہ آپ کو خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ درخت کے سائے میں بیٹھے۔ آسمان سے دو شعلے اترے اور آپ کے شکم میں داخل ہو گئے جس سے آپ کو پوری تورات یاد آ گئی۔

(قصص القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت عزیر علیہ السلام نے کب وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: دوبارہ زندہ ہونے والے واقعے کے پچاس سال بعد اپنے بھائی عزیز کے ساتھ ایک ہی دن فوت ہوئے اور دمشق میں دفن کیے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بنی اسرائیل کے لیے توریت عراق کے اندر دیر حزقیل میں لکھی تھی اور اسی کے نواح میں ایک قریہ سائرآباد میں ان کی وفات ہوئی۔

(قصص الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

﴿سیدنا حضرت زکریا علیہ السلام﴾

حضرت زکریا علیہ السلام اور قرآن

سوال: "یہ بیان ہے آپ کے رب کی مہربانی (رحمت) کا اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر"۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۲ میں فرمایا گیا: ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ عَبْدَهٗ زَکَرِیَّا۝

(القرآن۔ بیان القرآن۔ کنز الایمان۔ فتح الحمید)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیٹے کے لئے کس طرح دعا فرمائی؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۳ تا ۵ میں ہے: اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَکُنْۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا۝ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا۝ "جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا۔ یہ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (بوجہ ضعیفی) کمزور ہوگئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور اس سے قبل کبھی میں آپ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں۔ اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کی طرف سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ پس آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دے دیجئے کہ وہ میرے علوم خاصہ (نبوت) میں میرا وارث بنے۔"

(القرآن۔ بیان القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی عظمت کے لئے کیا دعا فرمائی؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۶ میں ہے کہ آپ نے دعا کی: یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ق

وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ٥ "اور میرے جد (یعقوبؑ) کا وارث بنے۔ اور اس کو اے میرے رب اپنا پسندیدہ بنا دیجئے۔" سورۃ آل عمران پارہ ۳ آیت ۳۸ میں ہے کہ اس طرح دعا مانگی: هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ج قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ٥ اس موقع پر دعا کی زکریاؑ نے اپنے رب سے۔ عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجئے مجھے خاص اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد۔ بے شک آپ بہت سننے والے ہیں دعا کے۔" پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۹ میں ہے: وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ٥ "زکریاؑ کا تذکرہ کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب مجھ کو لاوارث مت رکھئے گا (یعنی مجھ کو فرزند دیجئے) اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول کی اور آپ کو کس طرح بیٹے کی بشارت دی؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۹۰ میں ہے: فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ط "پس ہم نے ان کی دعا قبول کی۔ اور ہم نے ان کو بیٹا یحییٰ عطا فرمایا۔ اور ان کی خاطر ان کی بیوی کو اولاد کے قابل کر دیا۔" سورۃ آل عمران آیت ۳۹ میں بتایا گیا ہے: فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ۔ "اے زکریا ہم تجھ کو بیٹے کی خوشخبری دیتے جس کا نام یحییٰ ہوگا۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر فتح القدیر)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تعریف کس طرح کی گئی؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۷ میں ہے: لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا ٥ "اس سے قبل ہم نے کسی کو اس کا ہم نام (ہم صفت) نہ بنایا ہوگا۔" سورہ آل عمران آیت ۳۹ میں ہے: مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ٥ "وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور سید (امام) ہوں گے اور اپنے نفس کو

بہت روکنے والے ہوں گے اور نیکوں میں سے ہوں گے۔"

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دینے پر آپ نے حیرت کا اظہار کیوں کیا؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۴۰ میں ہے: قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ عَاقِرٌؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۝ "زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھ پر بڑھاپا طاری ہے۔ اور میری بیوی بھی بچہ جننے کے قابل نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔" سورۃ مریم آیت ۸۔۹ میں ہے: قَالَ رَبِّ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ۝ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۝ "زکریا علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے اولاد کس طرح ہوگی حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجے کو پہنچ چکا ہوں فرمایا حالت یوں ہی رہے گی (اور پھر اولاد ہوگی) اے زکریا علیہ السلام تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ مجھ کو آسان ہے۔"

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفسیر ماجدی۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے نشانی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے کیا حکم نازل فرمایا؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۴۱ میں ہے: قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةًؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًاؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ "انہوں نے عرض کیا اے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے تین روز تک باتیں نہ کر سکو گے سوائے اشارے کے۔" اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کیجئے اور صبح اور شام اس کا ذکر کیجئے۔ سورۃ مریم آیت ۱۰۔۱۱ میں ہے: قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْۤ اٰیَةًؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ۝ "جب زکریا علیہ السلام نے

عرض کیا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری علامت یہ ہے کہ تم تین رات اور تین دن کسی سے بات نہ کرسکو گے۔ حالانکہ تندرست ہوگے۔" (القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تذکرۃ الانبیاء۔قصص القرآن)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر اپنی قوم سے کیا فرمایا؟

جواب: چونکہ اللہ نے بطور نشانی فرمایا تھا کہ تم تین دن بول نہ سکو گے۔ اس لئے سورۃ مریم آیت ۱۱ میں ہے: فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰی اِلَیْھِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُکْرَۃً وَّعَشِیًّا٥ "پس وہ حجرے میں سے اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کو اشارے سے فرمایا کہ تم لوگ صبح وشام خدا کی پاکیزگی بیان کیا کرو۔"

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تذکرۃ الانبیاء۔قصص القرآن)

سوال: سورۃ الانبیاء" میں حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے باقی خاندان کے بارے میں کیا ارشاد ہوا؟

جواب: اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ٥ "یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید وبیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے۔ اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔"

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفسیر ماجدی۔تذکرۃ الانبیاء)

حضرت زکریا علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: کَانَ زَکَرِیَّا نَجَّارًا یعنی زکریا نجاری (بڑھئی) کا کام کرتے تھے۔ (صحیح مسلم و ترمذی)

حضرت زکریا علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مورخین

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی کے امام اور متولی (خادم)

تھے۔ ان کا سلسلۂ نسب بتا دیجیے؟

جواب: آپ اللہ کے مشہور نبی اور انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب سلیمان بن داؤد علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح بیان ہوا ہے: زکریا بن برخیا یا زکریا بن دان یا زکریا بن لدن بن مسلم بن صدوق بن حشبان بن داؤد بن سلیمان بن مسلم بن صدیقہ بن برخیا بن بلعاطہ بن ناحور بن شلوم بن بہفا شاط بن ایامن بن رحعام بن سلیمان بن داؤد علیہ السلام۔ کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

(البدایہ والنہایہ۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کے لیے کب اور کیسے دعا مانگی؟

جواب: حضرت زکریا علیہ السلام طبعی عمر سے تجاوز کر چکے تھے اور بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ لیکن آپ کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ آپ کی بیوی بھی بانجھ تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہ السلام کے کفیل بھی تھے۔ آپ جب حضرت مریم علیہ السلام کے حجرے میں جاتے تو ان کے پاس بے موسمی پھل دیکھتے۔ چنانچہ آپ نے اللہ سے اولاد کے لیے دعا مانگی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی)

سوال: بتایئے حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں بڑھاپے کی حالت میں اولاد کے لیے کیوں خیال آیا؟

جواب: حضرت مریم علیہا السلام کی نیکی اور برکتیں دیکھ کر خیال پیدا ہوا کہ میں بھی اولاد کے لیے دعا مانگوں۔ جو خدا مریم علیہا السلام کو بغیر موسم کے پھل دے سکتا ہے۔ مجھے بھی اس عمر میں اور مایوسی کے عالم میں اولاد دے سکتا ہے۔

(قصص الانبیاء۔ معارف القرآن۔ ضیاء القرآن)

سوال: کتنی عمر میں حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ سے اولاد کے لیے درخواست کی؟

جواب: آپ کی عمر اس وقت ستر سال یا نوے سال یا بعض روایات کے مطابق اس سے بھی زیادہ تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر ۹۹ سال اور ان کی بیوی کی عمر ۹۸

سال بھی بتائی گئی ہے۔ (تفسیر کشف الرحمٰن۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو فرشتے کے ذریعے بیٹے حضرت یحییٰ کی خوشخبری دی تو اس کی کیا نشانی دی گئی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام سے فرمایا کہ تم تین دن تک سوائے اشارے کے لوگوں سے کوئی بات نہیں کر سکو گے۔ یعنی جب قرار حمل ہو جائے تو تین دن تک تم زبان سے بات نہیں کر سکو گے۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تفہیم القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتائیے حضرت زکریا علیہ السلام کس پیشے سے وابستہ تھے؟

جواب: حضرت زکریا علیہ السلام کارپینٹر تھے۔ یعنی آپ بڑھئی کا کام کر کے گزر بسر کرتے تھے۔

(مسلم و ترمذی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کو اپنے حافظے سے توریت لکھوا دی تھی۔ بتائیے قوم نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: قوم نے آپ کو شہید کر دیا۔ قوم آپ کی دشمن ہو گئی اور قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ آپ قوم سے بچنے کے لیے شہر سے باہر چلے گئے۔ ایک درخت نے آپ کو آواز دی کہ میرے اندر پناہ لیں اور وہ درخت بھر بیچ میں سے شق ہو گیا۔ آپ یہ سمجھے کہ درخت کا بولنا اور شق ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔ اس لیے آپ اس میں بیٹھ گئے اور درخت پھر مل گیا۔ بنی اسرائیل ان کی تلاش میں تھے۔ شیطان نے آپ کی مخبری کر دی۔ آپ کا ذرا سا کپڑا بھی باہر رہ گیا تھا۔ شیطان نے اس کی بھی نشاندہی کر دی۔ بنی اسرائیل کو یقین آ گیا۔ ایک آرا لے کر اوپر سے چلا دیا۔ آرا چلتے چلتے آپ کے سر پر پہنچا اور پھر کافروں نے آپ کو شہید کر دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طبعی موت آئی۔ (البدایہ والنہایہ۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتائیے شہادت کے وقت حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر کتنی تھی اور آپ کو کہاں دفن کیا گیا؟

جواب: حضرت زکریا علیہ السلام کو جب شہید کیا گیا تو آپ کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی۔ آپ کو بیت المقدس میں دفن کیا گیا۔ (تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ بتائیے حضرت مریم علیہا السلام سے آپ کا کیا رشتہ تھا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کی خالہ تھیں اور حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے خالو تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حضرت حنہ نے منت مانی تھی کہ لڑکا ہوگا تو اسے ہیکل کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گی، لیکن بیٹی ہوئی۔ تاہم اسے بھی نذر کر دیا۔ کفالت کا قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔ اس طرح حضرت مریم علیہا السلام کا بچپن اور جوانی حضرت زکریا علیہ السلام کی نگرانی میں گزرا۔ (قصص الانبیاءؑ۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا نام کیا تھا؟ آپ کتنا عرصہ اولاد کی نعمت سے محروم رہیں؟

جواب: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا نام حنہ بنت فاقود تھا بعض مفسرین نے ایشاع بھی بتایا ہے۔ آپ پچاس سال تک اولاد کی نعمت سے محروم رہیں۔

(تذکرۃ الانبیاءؑ۔ ازواج الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کے والدین کے بارے میں مؤرخین کیا بتاتے ہیں؟

جواب: مؤرخین نے حضرت زکریا علیہ السلام کے والد کے مختلف نام بتائے لیکن سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ ایشاع حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ (فتح الباری۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ ابن عساکر)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ آپ حضرت یحییٰ کی تلاش میں کہاں گئے تھے؟

جواب: بنی اسرائیل کے کافروں سے بچنے کے لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام روپوش ہو گئے تو

ان کے والد حضرت زکریا علیہ السلام ان کی تلاش میں دمشق کی بستی جبنہ میں بھی گئے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جب آپ کے فرزند حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو اس وقت آپ دمشق میں تھے۔ (تاریخ ابن عساکر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کے لیے کس طرح التجا کی؟

جواب: حضرت قتادہؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام رات کے وقت اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کھڑے ہوئے اور اللہ کو پکارا۔ اے رب! میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں اور میرا سر بڑھاپے میں بھڑک چکا ہے۔ کمزور جسم و جان پر بڑھاپا طاری ہو چکا ہے۔ مجھے اپنے پاس پاکیزہ اولاد دے۔ اور میں اپنے پیچھے رشتہ داروں سے خوف کھاتا ہوں۔ اور میری بیوی بانجھ ہے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ماوردی۔ تفسیر رازی)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام نے کس وقت لوگوں سے بول چال بند کی تھی؟

جواب: اس سلسلے میں مفسرین میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آپ تین دن تک زبان سے نہیں بول سکے صرف اشاروں سے باتیں کرتے رہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جب فرشتوں نے آپ کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی تھی تو اس وقت آپ محراب میں عبادت میں مصروف تھے۔ آپ خوشی خوشی باہر آئے لیکن آپ اشاروں سے باتیں کرتے رہے۔ عکرمہؒ، مجاہدؒ، قتادہؒ، سدیؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ زبان بند تھی۔ ابن زید کہتے ہیں کہ زبان کھلی تھی مگر بات نہ کر سکتے تھے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر رازی۔ تفسیر قرطبی)

سوال: قرآن مجید میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو حجرے میں رزق عطا کیا جاتا تھا۔ مفسرین نے اس سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: مجاہدؒ، عکرمہؒ، سعید بن جبیرؒ، ضحاکؒ، قتادہؒ، ابراہیم نخعیؒ نے اپنی تفاسیر میں لکھا ہے کہ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا۔ سے مراد غیر موسمی پھل بطور رزق تھے۔

(البدایہ والنہایہ۔ سیرت انبیائے کرام۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کے حوالے سے وراثت کا ذکر کس طرح کیا ہے؟

جواب: حافظ ابن کثیر اور بعض دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے جو وراثت کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے مراد وراثت نبوت وحکمت ہے۔ یعنی ایسا بیٹا عطا کر جو میرا اور آل یعقوب کا بنی اسرائیل میں وارث ہو۔

(البدایہ والنہایہ۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت زکریا علیہ السلام کو بیت المقدس کے لیے کس خدمت پر مامور فرمایا گیا تھا؟

جواب: آپ بیت المقدس کے خادم تھے اور منتظم اعلیٰ بھی کہلاتے تھے۔ بہت سے کام آپ کے ذمے تھے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتایئے حضرت زکریا علیہ السلام کس زمانے میں مبعوث ہوئے؟

جواب: آپ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے اور جب آپ مبعوث ہوئے اس وقت بنی اسرائیل رومیوں کے زیر تسلط تھے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام بچپن ہی سے نبی تھے۔ کس آیت میں بتایا گیا ہے؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۱۲ میں ارشاد ہوتا ہے: یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ؕ وَ اٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ۝ "اے یحییٰ علیہ السلام کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اور ہم نے ان کو لڑکپن ہی سے دین کی سمجھ (قوت فیصلہ) عطا فرمائی تھی۔"

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ ضیاء القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تقویٰ اور پرہیز گاری کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۱۳ میں ہے: وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَکٰوۃً ؕ وَ کَانَ تَقِیًّا ۝ "اور ہم نے انہیں اپنے پاس سے رقتِ قلب اور پاکیزگی عطا فرمائی۔"

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: "اور اپنے ماں باپ سے نیک برتاؤ کرتا تھا اور سرکش و نافرمان نہیں تھا"۔ یہ بات کس نبی کے بارے میں کہی گئی ہے؟

جواب: حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں۔ سورۃ مریم آیت ۱۴ میں ہے: وَّ بَرًّاۢ بِوَالِدَیْہِ وَ لَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ۝ "اور آپ والدین کے خدمت گزار تھے اور وہ سرکشی کرنے والے یا نافرمانی کرنے والے نہیں تھے۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فتح البیان۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام پر کس طرح سلامتی بھیجی ہے؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۱۵ میں ہے "وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝" اور ان کو سلام پہنچے کہ جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن زندہ ہو کر اٹھائے جائیں گے۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیاء کرام)

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت زکریا علیہ السلام کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حدیث میں ہے کہ یحییٰ نے نہ کبھی گناہ کیا۔ نہ گناہ کا ارادہ کیا۔ خدا کے خوف سے روتے روتے رخساروں پر آنسوؤں کی وجہ سے نالیاں سی بن گئی تھیں۔

(فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ صحیح مسلم۔ ترمذی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ باتوں کا خاص طور پر حکم دیا تھا۔ اس سلسلے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان جو مکالمہ ہوا۔ اس کو حدیث میں کس طرح بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت حارث اشعریؓ سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "حضرت یحییٰؑ بن حضرت زکریا علیہ السلام کو پانچ باتوں کا خصوصیت کے ساتھ حکم فرمایا کہ وہ خود بھی اس پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی اس کی تلقین کریں۔ مگر یحییٰ علیہ السلام کو ان امور خمسہ کی تلقین میں کچھ دیر ہو گئی۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، میرے بھائی! اگر تم مناسب سمجھو تو میں بنی اسرائیل کو ان کلمات کی تلقین کر دوں۔ جن کے لیے تم کسی وجہ سے تاخیر کر رہے ہو۔ یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، بھائی میں اگر اجازت دے دوں اور خود تعمیل نہ کروں تو مجھے خوف ہے کہ کہیں مجھ پر کوئی عذاب نہ آ جائے۔ یا میں زمین میں دھنسا نہ دیا جاؤں۔ اس لیے میں ہی پیش قدمی کرتا ہوں، چنانچہ انہوں نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کیا اور جب مسجد بھر گئی تو وعظ فرمایا۔　　(مسند احمد۔ ترمذی، ابن ماجہ۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کن پانچ باتوں کی تلقین کی تھی؟

جواب: احادیث میں ان پانچ باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے وعظ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہراؤ۔ اور جب خدا ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے اور وہی تم کو رزق دیتا ہے تو تم بھی صرف اسی کی پرستش کرو۔ دوسری بات یہ کہ تم خشوع و خضوع سے نماز پڑھو۔ کیونکہ جب تک تم نماز میں کسی دوسری جانب متوجہ نہ ہوگے خدا تعالیٰ برابر تمہاری جانب رضا و رحمت کے ساتھ متوجہ رہے گا۔ تیسری بات یہ کہ روزہ رکھو۔ اس لیے کہ روزہ دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو ایک جماعت میں بیٹھا ہو اور اس کے پاس مشک کی ایک تھیلی ہو۔ وہ مشک سب کو اپنی خوشبو سے مست کرتی رہے گی۔ اور روزہ دار کی منہ کی بو کا خیال نہ کرو کیونکہ وہ مشک کی خوشبو سے زیادہ پاک ہے۔ چوتھی بات یہ کہ اپنے اموال میں سے صدقہ نکالا کرو۔ کیونکہ صدقہ سے آدمی دشمن سے محفوظ رہتا ہے۔ پانچویں بات یہ کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ بلاشبہ انسان کے دشمن شیطان کے مقابلے میں اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جانا ایسا ہے جیسے کہ مضبوط قلعے میں محفوظ ہو جانا ہے۔

(مسند احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل نے اپنے بہت سے انبیاء علیہ السلام کو قتل کیا۔ ارشاد نبوی کیا ہے؟

جواب: حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل نے تینتالیس پیغمبروں کو ایک دن دوپہر تک قتل کر دیا۔ پھر ان کی جگہ ان کے متبعین میں سے ایک سو بارہ عالموں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت اپنے ذمے لی۔ لیکن ان بنی اسرائیل کے لوگوں نے ان سب عالموں اور صوفیا کو شام تک قتل کر ڈالا۔ بعض روایات میں ایک سو ستر تعداد آئی ہے۔

(ابن ابی حاتم۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کب اور

کہاں ہوئی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ جب معراج کو تشریف لے گئے تو دوسرے آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

(سیرت انبیائے کرام۔ صحیح بخاری۔ قصص الانبیاء۔ مولانا عبدالعزیز)

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ کس وجہ سے حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کی پیدائش کے لیے دعا فرمائی؟

جواب: حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے خالو بھی تھے اور ان کے کفیل بھی تھے۔ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کے حجرے میں پھل دیکھے تو تعجب کا اظہار کیا۔ کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام تنہا رہتی تھیں۔ پھر وہ پھل ایسے تھے جو بے موسمی تھے اور بازار میں دستیاب نہیں تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ ہم دونوں میاں بیوی بوڑھے ہیں اور میری بیوی بانجھ بھی ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسمی پھل دے سکتا ہے وہ مجھے اس عمر میں اولاد بھی دے سکتا ہے۔ اس لیے آپ نے بیٹے کے لیے دعا فرمائی۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر طبری)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے حضرت زکریا علیہ السلام کو کیا بشارت دی؟

جواب: آپ کو بیٹے کی بشارت دی گئی تھی اور جن کا نام بھی اللہ نے خود رکھا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نام کے ساتھ بیٹے اسحاق کی بشارت دی گئی تھی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دوسرے نبی ہیں جن کا نام بھی اللہ نے خود رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حقیقی بہنیں تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خالہ زاد تھیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت کے ساتھ ہی ان کی کیا خوبیاں بیان کی گئیں؟

جواب: ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق

کرنے والا ہوگا۔ اور سردار ہوگا۔ اور خواہشات پر قابو پانے والا ہوگا۔ اور وہ نیکوکاروں میں سے ایک نبی ہوگا۔ (فتح الحمید۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ ضیاء القرآن)

سوال: مفسرین نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوبیاں کس طرح بتائی ہیں؟

جواب: مفسرین نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ بچپن ہی سے نیک تھے۔ جب بچے ان کو کھیلنے کے لیے کہتے تو آپ ان کو یہ جواب دے کر خاموش کر لیتے کہ مجھے لہو ولعب کے لیے پیدا نہیں کیا۔ یہ بھی لکھا کہ آپ کی زندگی کا بڑا حصہ جنگلوں میں گزرتا۔ آپ جنگلوں میں تنہا مقیم رہتے اور درختوں کے پتے، شہد یا ٹڈیاں کھا کر گزر بسر کرتے۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں کہ آرزو کے لڑکے ایسے ہوا کرتے ہیں لیکن آپ ایسے نہ تھے۔ آپ اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنتے تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: اللہ تعالیٰ نے آپ کو توریت کے احکامات پر عمل کرانے کا حکم دیا تو آپ نے کس طرح تبلیغ کی؟

جواب: توریت کے احکامات پر عمل کرانے کے لیے آپ نے وعظ و تذکیر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جب کوئی آدمی آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا تو آپ پہلے اس کو غسل کرنے کا حکم دیتے پھر توبہ کراتے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ کب پیش آیا؟

جواب: آپ کو ۳۰ء یعنی ولادت نبوی ﷺ سے ۵۴۱ سال پہلے دمشق میں شہید کر دیا گیا۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے۔ بتایئے دونوں کی عمروں میں کتنا فرق تھا؟

جواب: حضرت مالک بن انسؒ فرماتے ہیں کہ یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کا رحم مادر میں استقرار ایک ہی زمانے میں ہوا۔ اور ثعلبی کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ قبل پیدا ہوئے۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی بشارت دیتے اور ان کی آمد سے پہلے رشد و ہدایت کے لیے زمین ہموار کرتے تھے۔ بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو سب سے پہلے کس نے تسلیم کیا؟

جواب: حضرت ربیع بن انسؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے تسلیم کیا۔ اور وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے اور دین کے کاموں میں تعاون کرتے رہے۔ (الکامل۔ ازواج الانبیاء۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتایئے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام سے کیا کہا کرتی تھیں؟ سدی، ابوالقاسم اور حضرت مالک کی کیا روایات ہیں؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت حنہ حضرت مریم علیہا السلام سے کہا کرتی تھیں کہ میں اپنے پیٹ کی چیز کو تیرے پیٹ کی چیز کو سجدہ کرتے ہوئے پاتی ہوں۔

(ازواج الانبیاء۔ البدایہ والنہایہ۔ الکامل۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: کتب سیرت میں ہے کہ حضرت یحییٰ کو تیس سال سے قبل ہی نبوت عطا کی گئی۔ بتایئے حضرت حسینؓ نے حضرت یحییٰ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فرمانے لگے کہ آپ میرے لیے استغفار کریں۔ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے بہتر ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تو خود ہی اپنے پر سلام کہا ہے۔ اور آپ پر خود خدا نے سلام کہا ہے۔

(تفسیر طبری۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ قصص الانبیاء عبدالعزیز)

سوال: مفسر ابن عساکر نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کی وجہ کیا بیان کی ہے؟

جواب: انہوں نے امیر معاویہؓ کے مولیٰ قاسم سے ایک طویل روایت نقل کی ہے کہ دمشق کے بادشاہ ہداد بن حدار نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں اور پھر چاہتا تھا کہ اس کو پھر سے اپنی بیوی بنا لے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے فتویٰ طلب کیا تو

انہوں نے فرمایا کہ اب یہ تجھ پر حرام ہے۔ ملکہ کو یہ بات سخت ناگوار گزری اور حضرت یحییٰ کے قتل کے درپے ہو گئی اور بادشاہ کو مجبور کر کے قتل کی اجازت حاصل کر لی۔ جب آپ مسجد جبرون میں نماز میں مشغول تھے تو آپ کو قتل کر دیا اور چینی کے طشت میں آپ کا سر مبارک رکھ کر منگوایا۔ مگر سر اس حالت میں بھی یہی کہتا رہا کہ تو بادشاہ کے لیے حلال نہیں ہے۔ تاوقتیکہ کسی اور سے شادی نہ کرے۔ اسی حالت میں خدا کا عذاب آیا اور اس عورت کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ (قصص القرآن)

سوال: حضرت یحییٰ علیہ السلام نے عمر بھر شادی نہیں کی اور تبلیغ دین کا کام کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلامتی کے لیے کون سی دعا دی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جو سلامتی کے لیے دعا دی وہ تین اوقات تک کے لیے تھی ایک ولادت کا وقت۔ دوسرا موت کا وقت اور تیسرا حشر ونشر کا وقت یعنی روز قیامت کے لیے۔ (تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بعض دوسرے مفسرین کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کیوں شہید کیا گیا؟

جواب: آپ نے لوگوں کو دین حق کی تبلیغ کی اور لوگوں کو بتایا کہ ایک اور خدا کا پیغمبر (عیسیٰ علیہ السلام) آنے والا ہے تو یہودان کے دشمن ہو گئے۔ وہ آپ کو برداشت نہ کر سکے اور آپ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔ آپ نے شرق اردن سے تبلیغ کا کام شروع کیا۔ (تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچپن ہی سے علم و حکمت عطا کیے۔ علماء مفسرین کا کیا خیال ہے؟

جواب: علماء و مفسرین کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچپن ہی سے منصب نبوت عطا کر دیا گیا تھا اور آٹھ اوصاف کے مالک تھے۔ خوش قسمت تھے کہ اللہ نے سلامتی کے لیے دعا کی۔ گناہوں سے بچنے والے تھے۔ بچپن میں علم وحکمت سے نوازے گئے۔ رقت قلبی حاصل تھی۔ پاکیزگی اپنائے ہوئے تھے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کی عادت تھی۔ اور والدین کے فرمانبردار تھے۔

(تفسیر قرطبی۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: بتایئے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کس نے اور کہاں شہید کیا تھا؟

جواب: ابن عساکر کی روایت کے مطابق بادشاہ دمشق ہداد بن حداد نے آپ کے قتل کا حکم دمشق میں جاری کیا تھا۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ اس بادشاہ کا نام ہیروڈیس تھا۔ اور آپ دمشق میں قتل کیے گئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ بیت المقدس میں ہیکل اور قربان گاہ کے درمیان قتل کیے گئے۔ اس جگہ ستر انبیاء علیہ السلام شہید کیے گئے۔

(البدایہ والنہایہ۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے سلسلے میں کون سا واقعہ بیان کیا ہے؟

جواب: وہ کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تبلیغ کے سلسلے میں اکثر لوگ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ بادشاہ ہیروڈیس کو آپ کی یہ مقبولیت پسند نہ آئی۔ وہ ظالم اور بدکار بھی تھا۔ اُسے اپنی بادشاہت خطرے میں نظر آنے لگی۔ اسی زمانے میں اس کے سوتیلے بھائی کا انتقال ہوا تو اس نے اس کی خوبصورت بیوی سے شادی کر لی۔ یہ اسرائیلی قانون کے خلاف تھا اس لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اسے دربار عام میں اس حرکت سے منع کیا تھا اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا تھا۔ ہیروڈیس کی محبوبہ نے سنا تو غصے سے پاگل ہو گئی اور ہیروڈیس کو آمادہ کیا کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دے۔ بادشاہ بھی چاہتا تھا لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مقبولیت کے باعث خاموش تھا۔ بادشاہ کی محبوبہ تاک میں تھی۔ ہیروڈیس کی سالگرہ کے جشن میں اس کی بیٹی نے خوب رقص کیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر کہا مانگ کیا مانگتی ہے۔ اس نے اپنی فاحشہ ماں سے پوچھا۔ ماں نے کہا یحییٰ کا سر مانگ لے۔ اس نے بادشاہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مجھے یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) کا سر ایک تھال میں رکھوا کر ابھی دے دیا جائے۔ وہ محبوبہ کی بیٹی کا تقاضا رد نہ کر سکا اور ایسا ہی کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کی بیوی کو آپ سے محبت ہو گئی تھی۔ آپ مائل نہ ہوئے تو قتل کروا دیا۔ (تاریخ طبری۔ البدایہ والنہایہ۔ مستدرک حاکم۔ سیرت انبیائے کرام)

سیدنا حضرت لقمان علیہ السلام

حضرت لقمان علیہ السلام اور قرآن

سوال: حضرت لقمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی تھی۔ بتایئے آپ نے اپنے بیٹے کو کیا نصیحتیں فرمائیں؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ لقمان آیات ۱۲ تا ۱۹ میں حضرت لقمان علیہ السلام اور ان کے بیٹے کا ذکر ہے اور نصیحتیں بیان کی گئی ہیں: وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ○ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ○ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ○ وَاِنْ جَاهَدٰکَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ○ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ○ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ؕ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ○ ”ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ

اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبیوں والا ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میرے اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کیا کر و میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو تو اُن کا کچھ کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا اور اسی کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو۔ پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر میں تم کو جتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین باخبر ہے۔ بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر۔ اور اپنی آواز کو پست کر بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن۔ قصص القرآن)

سیدنا حضرت ذوالقرنین علیہ السلام

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام اور قرآن

سوال: بعض مفسرین و مؤرخین نے حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کو بھی انبیاء علیہم السلام میں شامل کیا ہے جب کہ بعض انہیں صرف ایک بادشاہ مانتے ہیں۔ قرآن میں ان کا سورج ڈوبنے اور سورج نکلنے کی جگہ پہنچنے کا ذکر کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کا قصہ صرف سورۃ الکہف میں بیان ہوا ہے۔ آیت ۸۳ تا ۹۱ میں ان کے ایسی سرزمین پر پہنچنے کا بیان ہے: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۝ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ ”اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی۔ اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان (کافی) دیا تھا۔ چنانچہ وہ (بارادۂ فتوحات ملک مغرب کی) ایک راہ پر ہو لئے یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب اُن کو ایک سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھلائی دیا۔ اور اس موقع پر انہوں نے ایک قوم دیکھی ہم نے (الہاماً) یہ کہا اے ذوالقرنین خواہ سزا

دو اور خواہ ان کے بارے میں نرمی کا معاملہ اختیار کرو۔ ذوالقرنین نے عرض کیا (بہت اچھا اول دعوتِ ایمان ہی کروں گا) لیکن جو ظالم رہے گا سو اس کو تو ہم لوگ سزا دیں گے پھر وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچایا جائے گا پھر وہ اس کو (دوزخ کی) سخت سزا دے گا۔ اور جو شخص ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لئے (آخرت میں بھی) بدلے میں بھلائی ملے گی اور ہم (دنیا میں بھی) اپنے برتاؤ میں اس کو آسان (اور نرم) بات کہیں گے۔ پھر ایک (دوسری) راہ پر ہو لئے۔ یہاں تک کہ جب (مسافت قطع کر کے) طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہیں رکھی۔ یہ قصہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ (سامان وغیرہ) تھا ہم کو اس کی پوری خبر ہے۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن)

سوال: سورۃ الکہف میں حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کا دو دیواروں کے قریب پہنچنے کا واقعہ کیسے آیا ہے؟

جواب: سورۃ الکہف کی آیات ۹۲ تا ۹۷ میں بتایا گیا ہے: ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ○ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا ○ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ رَدْمًا ○ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ○ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ○ ”پھر (مشرق و مغرب فتح کر کے) ایک اور راہ پر ہو لئے۔ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو کوئی بات سمجھنے کے قریب بھی نہیں پہنچتے۔ انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج ماجوج (جو اس گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں ہماری) اس سرزمین میں (کبھی کبھی) بڑا فساد مچاتے ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ

ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی روک بنا دیں (کہ وہ پھر آنے نہ پائیں) ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو (مال کی تو مجھے ضرورت نہیں) البتہ ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو (تو) میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنادوں (اچھا تو) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب (ردے ملاتے ملاتے) ان کے دونوں سروں کے بیچ (کے خلا) کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع ہو گیا) یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارا کر دیا تو (اس وقت) حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ (جو پہلے سے تیار کرا لیا ہوگا) کہ اس پر ڈال دوں سو نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے ہیں اور (غایت استحکام کے باعث) نہ اس میں نقب دے سکتے ہیں۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر حقانی۔ معارف القرآن)

سوال: یاجوج ماجوج کا قصہ بھی ذوالقرنین علیہ السلام کے قصے کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اللہ نے ذوالقرنین کی دیوار گرنے کا وعدہ کس طرح فرمایا؟

جواب: سورۃ الکہف آیات ۹۸ تا ۱۰۱ میں ہے: قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ۝ الَّذِيْنَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝ "ذوالقرنین نے کہا کہ یہ (تیاری دیوار کی) میرے رب کی ایک رحمت ہے پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آئے گا یعنی اس کے فنا کا وقت آئے گا تو اس کو ڈھا کر (زمین کے) برابر کر دے گا اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے۔ اور ہم اس روز ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جائیں گے۔ اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے۔ اور دوزخ کو اس روز کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر (دنیا میں) ہماری یاد سے (یعنی دین حق کے دیکھنے سمجھنے سے) پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے"۔ (القرآن۔ بیان القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سیدنا حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام

حضرت عیسیٰ و مریم علیہما السلام اور قرآن

سوال: قرآن مجید میں حضرت مریم علیہ السلام کے خاندان اور ان کی والدہ کی منت کا ذکر ہے۔ کس سورۃ اور آیت میں؟

جواب: سورۃ آل عمران آیات ۳۳ تا ۳۵ میں بیان ہوا ہے:اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ج ۔ "بے شک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا۔ (نبوت کے لئے) حضرت آدم علیہ السلام کو اور حضرت نوح علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو سارے جہاں پر۔ بعض ان میں بعض کی اولاد ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں۔ خوب جانتے ہیں۔ جبکہ عمران کی بیوی نے (حالت حمل میں) عرض کیا کہ اے پروردگار میں نے منت مانی ہے کہ آپ کے لئے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں آزاد ہے۔ پس آپ مجھ سے اسے قبول کر لیجئے۔ بے شک آپ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت مریم علیہ السلام پیدا ہوئیں تو آپ کی والدہ نے کیا کہا؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۳۶ میں بتایا گیا ہے:فَلَمَّا وَضَعَتْھَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُھَآ اُنْثٰی ط وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ط وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی ج وَاِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ "پھر جب لڑکی پیدا ہوئی تو (حسرت سے) کہنے لگی، اے میرے پروردگار میں نے تو

لڑکی جنی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اس کو جو انہوں نے جنی۔ اور لڑکا اس لڑکی کے برابر نہیں۔ اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا۔ اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو آپ کی پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے۔"

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حضرت مریم علیہ السلام کی قبولیت اور پرورش کا ذکر قرآن میں کیسے آیا ہے؟

جواب: سورۃ مریم آیت ۳۷ میں ہے فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۔ "پس ان کو (مریم کو) ان کے رب نے اچھی طرح قبول کیا۔ اور عمدہ طور پر ان کو نشوونما دی اور زکریاؑ کو ان کا کفیل بنایا۔"

(القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے حضرت مریم علیہ السلام کی کس کرامت کا حجرے میں ظہور ہوتا تھا؟

جواب: آپ جس حجرے میں عبادت فرماتی تھیں اس میں جو کرامت ظہور ہوتی۔ قرآن مجید کی سورۃ آل عمران آیت ۳۷ میں بتایا گیا ہے۔ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ "جب کبھی زکریا علیہ السلام ان کے پاس عبادت خانے میں تشریف لے جاتے۔ تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے اور فرماتے، اے مریم علیہ السلام یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں۔ وہ فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر عزیزی)

سوال: حضرت مریم علیہ السلام کی کفالت پر جھگڑا ہوا تو کس طرح فیصلہ ہوا؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۴ میں بتایا گیا ہے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○ "اور آپ ان لوگوں کے پاس نہ تو اس وقت موجود تھے جبکہ وہ (قرعہ کے طور پر) اپنے اپنے

قلم پانی میں ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہ السلام کی کفالت کرے اور نہ آپ ان کے پاس اس وقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے۔" (القرآن۔ضیاء القرآن۔کنزالایمان۔سیرت انبیاء کرام)

سوال: بتایئے حضرت مریم علیہ السلام کی عصمت و عفت اور پاکیزگی کے بارے میں قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۹۱ میں فرمایا گیا ہے: "وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○" "اور ان بی بی (مریم) کا ذکر کیجیے جنہوں نے اپنے ناموس کی حفاظت کی۔ پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونکی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند (عیسیٰ) کو دنیا جہان والوں کے لئے (اپنی قدرت کاملہ کی) نشانی بنادیا۔" پارہ ۲۸ سورۃ التحریم آیت ۱۲ میں ارشاد ہوا: "وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِیْنَ ○" "(اور اللہ مسلمانوں کے لئے) عمران کی بیٹی مریم علیہ السلام کا حال بیان کرتا ہے۔ جنہوں نے اپنے ناموس کی حفاظت کی۔ پس ہم نے ان کے چاک گریبان میں اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے (عیسیٰ نے) اپنے پروردگار کے پیغاموں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور اطاعت کرنے والوں میں سے تھیں۔"

(القرآن۔ضیاء القرآن۔کنزالایمان۔سیرت انبیاء کرام)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام پر اپنی کیا خاص عنایات کیں؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۲ میں ہے: "وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ○" "اور جب کہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم (علیہ السلام) بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلے میں منتخب فرمایا ہے۔"

(القرآن۔ضیاء القرآن۔کنزالایمان۔سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضرت مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۳ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ o "اے مریم (علیہا السلام) اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ الکشاف)

سوال: سورۃ آل عمران آیت ۴۵ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی۔ بتایئے آپ نے کس طرح حیرانی کا اظہار کیا؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۴۷ میں حضرت مریم علیہ السلام کی حیرانی کا ذکر ہے: قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ ط قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ o "حضرت مریم (علیہ السلام) بولیں اے میرے پروردگار کس طرح ہوگا میرے بچہ۔ حالانکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ویسے ہی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں۔ جب وہ کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن)

سوال: قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی کیفیت کیسے بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیات ۱۶ تا ۳۴ میں بتایا گیا ہے: وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّا o فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا o قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا o قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا o قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا o قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَلِنَجْعَلَہٗٓ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا o فَحَمَلَتْہُ فَانْتَبَذَتْ بِہٖ مَکَانًا قَصِیًّا o فَاَجَآءَھَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَۃِ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا o

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ○ وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ○ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ○ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْــًٔـا فَرِيًّا ○ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ○ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ○ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ○ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ○ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ○ "اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کتاب میں مریم (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجئے جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ (ہو کر) ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا (غسل کے لیے) گئیں پھر ان (گھر والے) لوگوں کے سامنے سے انہوں نے پردہ ڈال لیا پس (اس حالت میں) ہم نے اُن کے پاس اپنے فرشتہ جبرائیل کو بھیجا اور وہ ان کے سامنے ایک پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔ کہنے لگیں کہ میں تجھ سے (اپنے خدائے) رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو (کچھ) خداترس ہے (تو یہاں سے ہٹ جائے گا) فرشتہ نے کہا کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں تا کہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ وہ (تعجباً) کہنے لگیں کہ (بھلا) میرے لڑکا کس طرح ہو جائے گا حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتہ نے کہا کہ یوں ہی (اولاد) ہو جائے گی۔ تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ کو آسان ہے اور اس طور پر اس لیے پیدا کریں گے تا کہ ہم اس فرزند کو لوگوں کے لئے ایک نشانی (قدرت کی) بنا دیں اور باعث رحمت بنا دیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے (جو ضرور ہو گی) پھر ان کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر اس

حمل کو لئے ہوئے (اپنے گھر سے) کسی دور جگہ میں الگ چلی گئیں۔ پھر درد زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (گھبرا کر) کہنے لگیں کاش میں اس (حالت) سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔ پھر جبرائیل نے ان کے قریب (مکان) سے پکارا کہ تم مغموم مت ہو تمہارے رب نے تمہارے قریب سے ایک نہر پیدا کر دی ہے اور اس کھجور کے تنا کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر خرمائے تر و تازہ جھڑیں گے پھر (اس پھل کو) کھاؤ اور (وہ پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی (اعتراض کرتا) دیکھو تو کہہ دینا میں نے تو اللہ کے واسطے روزے کی منت مان لی رکھی ہے سو آج میں کسی آدمی سے نہیں بولوں گی۔ پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں لوگوں نے کہا اے مریم (علیہ السلام) تم نے بڑے غضب کا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھیں پس مریم (علیہ السلام) نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب (یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بنا دے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے) سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مروں گا اور جس روز (قیامت) میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا یہ ہیں عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)۔ میں (بالکل) سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں۔"

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی)

سوال: قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کن معجزات کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۶ میں ہے۔ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلاً وَّ

مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○ ''اور لوگوں سے گہوارے میں (یعنی بچپن میں) کلام کریں گے، اور بڑی عمر میں بھی اور شائستہ لوگوں میں سے ہوں گے''۔ سورۃ آل عمران آیت ۴۹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے کہلوایا گیا ہے: اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ ''میں تم لوگوں کے لئے گارے سے ایسی شکلیں بناتا ہوں جیسے پرندوں کی شکل ہوتی ہے۔ پھر ان کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ جاندار پرندہ بن جاتا ہے۔ خدا کے حکم سے اور میں اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو اللہ کے حکم سے۔ اور میں تم کو بتا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھا کر آتے ہو اور جو رکھ کر آتے ہو''۔ سورۃ المائدہ پارہ ۷ آیت ۱۱۰ میں ہے: اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ ۚ وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ○ ''جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جب کہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور جب کہ میں نے تم کو کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل تعلیم کیں اور جب کہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو میرے حکم

سے اور جب کہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل سے) باز رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل پر مائدہ بھی نازل کیا گیا تھا۔ یہ کیا تھا اور قرآن میں اس کا ذکر کس آیت میں ہے؟

جواب: سورۃ المائدہ پارہ ۷ آیت ۱۱۲ میں ہے: اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ "وہ وقت قابل یاد ہے جب کہ حواریین نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمائیں آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔ وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جائے کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے۔ کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں سے جو اول ہیں اور جو بعد ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور آپ کی طرف سے ایک نشانی ہو جائے۔ اور آپ ہم کو عطا فرمایئے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں۔"

(القرآن۔ فتح القدیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے کھلی نشانیاں اور دلیلیں دے کر بھیجا تھا۔ کن آیات میں بیان ہوا؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ بقرہ آیت ۲۵۳ میں ہے: وَ اٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ۔ "اور ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے۔" پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۰ میں ہے: اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ "جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے"۔ پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۶۳ میں ہے: وَ لَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ "اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) معجزے لے کر آئے۔"

(القرآن۔ تیسیر القرآن۔ احسن البیان۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس سے تائید کی تھی۔ قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳ میں ہے: وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ "اور ہم نے ان کی تائید روح القدس (یعنی جبرئیل) سے مدد فرمائی۔" پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۰ میں ہے: اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ "جب کہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی۔"

(القرآن۔ تیسیر القرآن۔ احسن البیان۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قرآن مجید نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ ہیں اور اس کی طرف سے روح ہیں۔ کس آیت میں؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۵ میں ہے: یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ "اے مریم بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو اللہ کی جانب سے ہوگا۔" سورۃ النساء پارہ ۶ آیت ۱۷۱ میں بھی انہیں كَلِمَتُهٗ یعنی اللہ کا کلمہ کہا گیا ہے۔ پھر رُوْحٌ مِّنْهُ بھی کہا گیا۔

(القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تفہیم القرآن)

سوال: "عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور رسول اور بندے ہیں" آیات قرآنی بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۷۱ میں ہے: اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ "یقیناً مسیح ابن مریم اللہ کے رسول ہیں اور کچھ نہیں۔" آیت ۱۷۲ میں کہا گیا:

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ ''مسیح ہرگز خدا کے بندے بننے سے عار محسوس نہیں کریں گے۔'' سورۃ مریم آیت ۳۰ میں ہے: قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ط ''وہ (بچہ) بولا میں اللہ کا خاص بندہ ہوں۔'' یہ بھی کہا: وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا ''اس نے مجھ کو نبی بنایا۔'' پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۷۵ میں ہے: مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ''مسیح ابن مریم علیہ السلام کچھ بھی نہیں صرف ایک نبی ہیں۔''

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تفہیم القرآن)

سوال: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکمت کی تعلیم دی اور انجیل عطا کی۔ قرآن اس بات کی گواہی کس سورۃ میں دے رہا ہے؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۴۸ میں ہے: وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ○ ''اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور حکمت اور انجیل کی تعلیم دی۔'' سورۃ المائدہ آیت ۴۶ میں ہے: وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ''اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت اور نور ہے۔'' پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۲۷ میں ہے: وَ قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ''اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے ان کو انجیل دی۔''

(القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: توریت اور انجیل کو ہدایت کس آیت میں بتایا گیا ہے؟

جواب: سورۃ مائدہ آیت ۴۶ میں ہے: وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ ''اور وہ (انجیل) اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کیلئے۔''

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توریت کی تصدیق کی۔ کون آیات ہیں؟

جواب: سورۃ آل عمران آیت ۵۰ میں ہے: وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ ''اور

میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی۔" سورۃ المائدہ آیت ۴۶ میں ہے: وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ التَّوْرٰىةِ "(اس حالت میں بھیجا کہ) وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے۔" پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ "میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا رسول آیا ہوں کہ مجھ سے جو پہلے توراۃ آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن)

سوال: قرآن حکیم کہتا ہے کہ توریت کے بعض احکام منسوخ کیے گئے۔ کس آیت میں ہے؟

جواب: سورۃ آل عمران پارہ ۳ آیت ۵۰ میں ہے کہ آپ نے قوم سے فرمایا: وَ لِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ "اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعض ایسی چیزیں حلال کردوں جو تم پر حرام کردی گئی ہیں۔"

(القرآن۔ فتح المجید۔ کنز الایمان۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بابرکت تھے اور نماز و زکوٰۃ کی پابندی کرتے تھے۔ قرآن کے الفاظ میں بیان کردیں؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۳۱ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وَ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝ "اور مجھے برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو کیا تعلیم دیتے تھے؟

جواب: آپ لوگوں کو توحید کی تعلیم دیتے تھے۔ سورۃ آل عمران آیات ۴۹۔۵۰ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ "تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ بے شک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں۔ پس تم لوگ اس کی عبادت

کرو۔ بس یہی ہے سیدھا راستہ۔" پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیات ۶۳۔۶۴ میں بھی یہی بات کہی گئی ہے۔ پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۷۲ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ "اے بنی اسرائیل تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ بے شک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے گا سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔" پھر فرمایا: وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ "اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔" (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر فتح البیان)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابتدا میں جو ایمان لائے انہیں قرآن نے حواری کہا ہے۔ کن آیات میں ان کے ایمان لانے کا ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۲۔۵۳ میں ہے: فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ "پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا، کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہو جائیں اللہ کے واسطے۔ حوارین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے (دین کے)۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ اسکے گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔" پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۱ میں حوارین کے ایمان کے بارے میں بتایا گیا: وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ○ "اور جب کہ میں نے حوارین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور آپ گواہ رہیے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں۔" پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۱۴ میں ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ "اے ایمان والو تم اللہ کے (دین کے) مددگار ہو جاؤ جیسے کہ عیسیٰ ابن

مریم نے حواریین سے فرمایا، کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے۔ وہ حواری بولے ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ منکر رہے۔" پھر فرمایا گیا: فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ۝ "پس ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی۔ پس وہ غالب ہو گئے۔" (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر الکشاف۔ درمنثور)

سوال: قرآن نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کہنے والوں کو کافر کہا ہے۔ آیت بتا دیجئے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱۷ میں ہے: لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ "بلاشبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہے (جو مسیح ابن مریم کو اللہ کہتے ہیں)۔" یہی بات سورۃ المائدہ کی آیت ۷۲ میں بھی کہی گئی ہے۔ (القرآن۔ قصص القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے اللہ نہ ہونے کی کیا دلیل دی ہے؟

جواب: قرآن نے ان دونوں ہستیوں کو خدا کہنے والوں کو کافر کہا ہے اور پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۷۵ میں دلیل دی ہے: كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ "دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔" (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر فتح القدیر۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام سے کیوں دی گئی ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۹ میں ہے: اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ "بے شک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال اللہ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی سی ہے کہ اس کو اللہ نے مٹی سے بنایا پھر اس سے کہا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: رسول کریم ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں سے مباہلہ ہوا تھا۔ کیا قرآن میں اس کا ذکر ہے؟

جواب: جی ہاں۔ پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۶۱ میں ہے: فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ

مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ ''پس جو شخص آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حجت کرے آپ کے پاس علم اس کے بارے میں آچکا ہو تو کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں ایک جگہ جمع کریں۔ پھر گڑگڑا کر دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔''

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر مظہری۔ محمد عربی انسائیکلو پیڈیا)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو نشانی بنایا۔ قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۵۰ میں ہے: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهٗ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ○ ''اور ہم نے مریم علیہ السلام کے بیٹے (عیسیٰ) کو اور ان کی ماں (حضرت مریم) کو بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لے جا کر پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل اور شاداب جگہ تھی۔''

پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۶۱ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا ہے: وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ط ''اور وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی (قیامت کے یقین کا ذریعہ) ہیں۔ تو تم لوگ اس میں شک مت کرو اور میری فرمانبرداری کرو۔''

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن۔ تفسیر مظہری)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کی جانے والی خاص عنایت کا ذکر قرآن نے کیسے کیا ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵ میں ہے: اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ج ''جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے عیسیٰ (علیہ السلام) بے شک میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور میں تم کو اپنی طرف اٹھانے

لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں اور جو تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں۔ ان لوگوں پر جو تمہارے منکر ہیں روز قیامت تک۔" پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۵۹ میں ہے: اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ○ "عیسیٰ (علیہ السلام) تو محض ایک ایسے بندے ہیں جن پر ہم نے فضل کیا تھا۔ اور ان کو بنی اسرائیل کے لئے ہم نے ایک نمونہ بنایا تھا۔" (القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ قصص القرآن)

سوال: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے روز اہل کتاب پر گواہ ہوں گے؟

جواب: جی ہاں! پارہ ۶ سورۃ النساء آیت ۱۵۹ میں ہے: وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ○ "اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنے مرنے سے پہلے عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دیں گے۔"

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے تین ساتھیوں کو تبلیغ دین کے لئے انطاکیہ بھیجا تھا۔ قرآن پاک کی کس سورۃ میں یہ قصہ بیان ہوا ہے؟

جواب: سورۃ یٰسین آیات ۱۳ تا ۲۹ میں اہل انطاکیہ کا قصہ بیان کیا گیا ہے جس میں رسول اللہ سے خطاب ہے: وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ○ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ○ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ○ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ○ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ
بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ○ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○
اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ○ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ
يَعْلَمُوْنَ ○ بِمَا غَفَرَلِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ○ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰي قَوْمِهٖ
مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ○ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً
وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ○ "اور آپ ان کے سامنے ایک قصہ یعنی ایک بستی
والوں کا قصہ اس وقت کا بیان کیجئے جب کہ اس بستی میں کئی رسول آئے یعنی جب
کہ ہم نے ان کے پاس (اول) دو کو بھیجا سو ان لوگوں نے (اول) دونوں کو جھوٹا
بتلایا پھر تیسرے (رسول) سے تائید کی سو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس
بھیجے گئے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح (محض) معمولی آدمی ہو اور
خدائے رحمٰن نے (تو) کوئی چیز نازل (ہی) نہیں کی تم نرا جھوٹ بولتے ہو ان
رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ بے شک ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں۔
اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر (حکم کا) پہنچا دینا تھا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ
ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں
گے اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی۔ ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری
نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی
جائے بلکہ تم (خود) حد (عقل و شرع) سے نکل جانے والے لوگ ہو۔ اور ایک
شخص (مسلمان) اس شہر کے کسی دور مقام سے دوڑتا ہوا آیا (اور) کہنے لگا کہ
اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو (ضرور) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے
کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہِ راست پر بھی ہیں۔ اور میرے پاس کونسا عذر
ہے کہ میں اُس (معبود) کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا اور تم سب کو
اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے
لوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش

میرے کام آئے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا۔ میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا سو تم (بھی) میری بات سن لو۔ ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو۔ کہنے لگا کہ کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بخش دیا اور مجھ کو عزت داروں میں شامل کر دیا۔ اور ہم نے اُس (شہید) کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر (فرشتوں کا) آسمان سے نہیں اتارا اور نہ ہم کو اتارنے کی ضرورت تھی۔ وہ سزا بس ایک آواز سخت تھی اور وہ سب اسی دم (اس سے) بجھ کر (یعنی مر کر) رہ گئے۔

(القرآن۔ تفسیر فتح العزیز۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر خازن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کن حالتوں پر سلام بھیجا ہے؟

جواب: پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۳۳ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے کہا گیا ہے: وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝ ''اور مجھ پر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا۔ اور جس روز مروں گا اور جس روز (قیامت میں) زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔'' (القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ روح البیان۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتایئے قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے توحید کے بارے میں کس طرح سوال ہوگا؟

جواب: پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیات ۱۱۶ تا ۱۱۸ میں بیان کیا گیا ہے: وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ''اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے

جب کہ اللہ تعالیٰ فرمادیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو۔ عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ (توبہ توبہ) میں تو آپ کو (شرک سے) پاک سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں۔ میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا۔ پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔ (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل کئے گئے نہ سولی پر چڑھائے گئے۔ قرآن حکیم نے یہ حقیقت کس طرح بیان کی ہے؟

جواب: پارہ ٦ سورۃ النساء آیت ١٥٧ میں ہے: وَ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ○ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ ''اور ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے، قتل کر دیا حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن وہ شبہ میں پڑ گئے اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں۔ ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے۔ اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی

طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر عثمانی)

سوال: بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بارے میں کن الفاظ میں بشارت دی؟

جواب: پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶ میں ہے کہ آپ نے فرمایا: وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ط "اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہوگا میں ان کی بشارت دیتا ہوں۔"

(القرآن۔ قصص الانبیاء۔ لابن کثیر۔ قصص القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: قرآن نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے تابعین کے دلوں میں نرمی اور محبت ڈال دی۔ کس آیت میں؟

جواب: پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۲۷ میں ہے: وَ جَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَّ رَحْمَةً ط "اور جن لوگوں نے ان کا اتباع کیا تھا ہم نے ان کے دلوں میں شفقت ڈال دی تھی۔" (القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن)

حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بنی اسرائیل کے سب سے آخری اور مشہور نبی کا نام بتا دیجئے؟

جواب: بنی اسرائیل کے سب سے آخری اور مشہور نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ اس لئے آپ کو خاتم الانبیاء بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔

(قصص القرآن۔ قصص الانبیاء ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ کون سا تھا؟

جواب: آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے ۵۷۱ سال پہلے مبعوث فرمائے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

(صحیح بخاری۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد اور والدہ کا نام بتا دیجیے؟
جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے معجزانہ طور پر بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی والدہ مقدسہ مریم علیہا السلام تھیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام حنہ بنت فاقود تھا۔ والد حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بتایئے حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے کیا منت مانی تھی؟
جواب: عمران کی بیوی حنہ نے منت مانی تھی کہ میرے ہاں بھی بچہ پیدا ہوگا میں اس کو اللہ کے گھر بیت المقدس کی نذر کر دوں گی۔ اس وقت آپ حمل سے تھیں آپ کا خیال تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ لڑکی مریم علیہا السلام پیدا ہو گئیں۔
(قصص الانبیاء۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام کو بیت المقدس کی خدمت کے لیے قبول کرنے سے کیوں انکار کیا گیا اور خدام کس طرح راضی ہوئے؟
جواب: حضرت مریم علیہا السلام کے پیدا ہونے پر والدہ حنہ کو افسوس ہوا کہ لڑکی ایسی خدمت کے لائق نہیں ہوتی۔ پھر بنی اسرائیل کے ہاں دستور تھا کہ اس مقدس گھر کی خدمت کے لیے لڑکی کو قبول نہیں کرتے تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ آپ کو لے گئیں تو پہلے خدام نے قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر پس و پیش کے بعد راضی ہوئے تو ہر خادم نے آپ کو لینا چاہا۔
(قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: خدام کے درمیان حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کا فیصلہ کس طرح ہوا اور کون کفیل مقرر ہوا؟
جواب: اختلاف کو ختم کرنے کے لیے قرعہ اندازی کا فیصلہ کیا گیا۔ قرعہ اندازی میں حضرت زکریا علیہ السلام کا نام نکلا۔ جو حضرت مریم علیہا السلام کے خالو اور مقدس گھر کے متولی اور امام بھی تھے۔ اس مقصد کے لیے اس دور کے طریقے کے مطابق قلموں

کے ذریعے قرعہ اندازی کی گئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کی بہن کے شوہر تھے۔

(تفسیر ماجدی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت مریم علیہ السلام کو دنیا بھر کی عورتوں میں کیا شرف اور بلند مقام حاصل ہوا؟

جواب: پہلا شرف یہ کہ واحد خاتون ہیں جو بیت المقدس کی خادمہ کے طور پر منتخب یا قبول کی گئیں۔ دوسرا شرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حجرے میں رزق (بے موسمی پھلوں کی صورت میں) عطا کیا جاتا تھا۔ تیسرا شرف یہ کہ اللہ نے فرشتوں کے ذریعے آپ کو پیغام دیا کہ اللہ نے آپ کو برگزیدہ ہستیوں میں منتخب کر لیا ہے اور باوجود لڑکی ہونے کے اپنی نیاز میں قبول کر لیا ہے۔ آپ کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک رکھا اور کرامات عطا فرمائیں۔ اور سب سے بڑا شرف، فضیلت اور منفرد مقام یہ بخشا کہ کسی بشر کے چھوئے بغیر تنہا آپ کے وجود سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر پیدا ہوئے۔

(تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ فوائد شیخ الہند۔ تفہیم القرآن)

سوال: بتایئے حضرت مریم علیہا السلام کے لیے قلموں کے ذریعے کس طرح قرعہ اندازی کی گئی؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اس دور کے رواج کے مطابق قرعہ اندازی کے لیے یہ طے پایا کہ تمام خدام یا مجاور اپنے قلم دریا میں ڈال دیں جس کا قلم پانی کے بہاؤ کے خلاف چل پڑے وہی حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کا مستحق ہوگا۔ قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔ بعض مفسرین نے یہ بھی کہا کہ دوبارہ قرعہ ڈالا گیا اور طے یہ پایا کہ اب جس کا قلم دریا کے موافق چلے گا وہ حق حضانت کا ذمہ دار ہوگا۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔ چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام کو ان کے حوالے کر دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قرعہ اندازی تین مرتبہ کی گئی۔ (قصص القرآن۔ قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت ابنائے کرام)

سوال: حضرت مریم علیہ السلام کی سکونت کے لیے بیت المقدس میں کیا انتظام کیا گیا؟

جواب: حضرت مریم علیہا السلام تین سال کی عمر میں ہیکل کی خادمہ بنیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام ہیکل کے افسر اعلیٰ تھے۔ حضرت مریم علیہا السلام دن کو حجرے میں عبادت کرتیں اور رات کو حضرت زکریا علیہ السلام انہیں اپنے گھر ان کی خالہ ایشاع کے پاس لے جاتے تھے۔ انہیں گھر سے حضرت مریم علیہ السلام کے لیے کھانا لانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام اگرچہ آپ کے خالو تھے تاہم آپ اس سعید امانت کا بے حد خیال رکھتے۔ انہوں نے ہیکل سلیمانی میں ایک الگ حجرہ ان کی عبادت کے لیے مخصوص کر دیا۔ پھر جب مریم علیہا السلام بڑی ہوگئیں تو ایک دن وہ اہل خانہ سے کنارہ کش ہو کر شرقی جانب پردے کی اوٹ میں چلی گئیں۔ (روح المعانی۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام کے والد اور والدہ کے بارے میں مؤرخین و مفسرین کیا بتاتے ہیں؟

جواب: آپ کے والد عمران بن ہاشم بنی اسرائیل کے ایک عابد و زاہد شخص تھے۔ زہد و تقویٰ کی وجہ سے نماز کی امامت بھی ان کے سپرد تھی۔ ان کی بیوی (حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ) حنہ بھی نہایت پارسا اور عابدہ عورت تھیں۔ اپنے نیک خصائل کی وجہ سے دونوں میاں بیوی بنی اسرائیل میں مشہور تھے۔ علمائے انساب کا کہنا ہے کہ عمران اور ان کی زوجہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ (تاریخ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ تاریخ ابن عساکر)

سوال: بتائیے کس واقعے سے متاثر ہو کر حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے اولاد کے لیے دعا مانگی؟

جواب: عمران اور حنہ صاحب اولاد نہیں تھے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حنہ کو بھی بے حد تمنا تھی کہ ان کے ہاں اولاد ہو اور وہ ہر وقت بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتیں اور قبولیت دعا کی منتظر رہتیں۔ کہتے ہیں ایک دن حنہ اپنے مکان

کے صحن میں بیٹھی تھیں تو دیکھا کہ ایک پرندہ اپنے بچے کو اپنی چونچ میں خوراک دے رہا ہے۔ حنہ یہ نظارہ دیکھ کر اولاد کے لیے تڑپ اٹھیں۔ اسی حالت اضطراب میں التجا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ دل سے نکلی ہوئی دعا قبول ہوئی اور تھوڑے عرصے بعد وہ امید سے ہوئیں تو نذر مان لی کہ جو بچہ پیدا ہوگا مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے وقف کر دیں گے۔

(تفسیر و تاریخ ابن اسحاق۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حنہ نے آپ کا نام رکھا۔ بتایئے مریم کے معنی کیا ہیں؟

جواب: حضرت حنہ نے لڑکی کا نام مریم علیہا السلام رکھا اور دعا کی کہ اے پروردگار اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان کے ہر فتنے سے محفوظ فرما۔ سریانی زبان میں مریم علیہا السلام کے معنی خادمہ کے ہیں کیونکہ یہ مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لیے وقف کر دی گئیں تھیں۔ بعض کا قول ہے کہ مریم کے معنی بلند اور عبادت گزار کے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مریم علیہا السلام کی پیدائش سے پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ شیرخوارگی میں والد فوت ہوئے۔ (سیرت انبیائے کرام۔ فتح الباری)

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے حضرت مریم علیہا السلام کو کیا بشارت دی؟ حضرت مریم علیہا السلام نے حیرت کا کیوں اظہار کیا؟

جواب: حضرت مریم علیہا السلام کو فرشتے نے ایک بیٹے کی بشارت دی۔ حضرت مریم علیہا السلام نے اس پر تعجب کا اظہار کیا کہ میرے لڑکا کیسے ہوگا کیونکہ نہ تو مجھے کسی مرد نے چھوا کیونکہ میں نے نہ تو نکاح کیا اور نہ میں کوئی بدکار ہوں۔

(قصص القرآن۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے بیٹے کی خوشخبری لے کر کون سا فرشتہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آیا؟

جواب: مفسرین کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بیٹے کی خوشخبری لانے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ درس الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: فرشتے نے حضرت مریم علیہا السلام کو کب اور کہاں بیٹے کی بشارت دی؟

جواب: مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی عمر بارہ تیرا سال ہوئی تو نسوانی عادت کے مطابق انہیں حیض آیا۔ اس کے بعد آپ پاک ہونے کے لیے غسل کرنے گئیں تو وہاں جبرائیل علیہ السلام نوجوان خوبصورت مرد کی شکل میں پہنچے۔ حضرت مریم علیہ السلام نے پہلی نظر میں تو یہ سمجھا کہ کوئی اجنبی آدمی ہے۔ اور خوفزدہ ہوگئیں اور کہنے لگیں کہ میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔

(قصص القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام سے بیٹے کی پیدائش کا معجزہ کیسے رونما ہوا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام سے بات چیت کرنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور جب حضرت مریم علیہ السلام کا خوف دور ہوگیا تو انہوں نے آپ پر ایک پھونک ماری اور خدا کی قدرت سے آپ کو حمل ٹھہر گیا۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عزیزی۔ قصص القرآن)

سوال: بتائیے حضرت مریم علیہا السلام یروشلم سے بیت اللحم کیوں تشریف لے گئیں؟

جواب: روح پھونکنے کا واقعہ یروشلم میں پیش آیا تھا۔ بچے کی ولادت کا وقت قریب آتا گیا تو آپ پریشان ہوئیں کہ بچہ پیدا ہونے کی صورت میں قوم الزام تراشی کرے گی۔ بیٹے کی پیدائش کا وقت قریب ہوتا گیا تو آپ تنہائی کے لیے یروشلم سے بیت اللحم تشریف لے گئیں کہا جاتا ہے کہ ایک پرانا مکان تھا۔ جس میں خشک کھجور کا ایک درخت تھا جس سے ٹیک لگایا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء۔ تفسیر حقانی)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش یروشلم کے قریب میں ہوئی۔ بتائیے یروشلم کہاں واقع ہے؟

جواب: حضرت مریم علیہا السلام بیت المقدس سے تقریباً نو میل دور کوہ سراۃ کے ایک ٹیلے پر چلی گئیں۔ اس جگہ کو آج کل بیت اللحم کہتے ہیں۔ بیت اللحم کی بستی سطح سمندر سے ڈھائی ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں زیتون کے درخت اور باغات

کثرت سے ہیں۔ چونکہ ان درختوں کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اس لیے لوگ ان درختوں کے پتے بطور تبرک لے جاتے ہیں۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کب اور کیسے ہوئی؟

جواب: بیت اللحم میں پہنچنے کے بعد حضرت مریم علیہا السلام کو تکلیف شروع ہو گئی۔ آپ کھجور کے ایک درخت کے سہارے سے بیٹھ گئیں اور چونکہ آپ کی زندگی کا پہلا واقعہ تھا اس لیے پریشانی کے عالم میں کہنے لگیں، کاش میں اس حالت سے پہلے ہی مر گئی ہوتی۔ اور ایسی ختم ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔ تنہائی و بے بسی میں تکلیف کے ساتھ ساتھ سامان ضرورت و راحت کی بھی کمی تھی۔ پھر اس مشہور اور پاکباز ہستی کو بدنامی و رسوائی کا بھی ڈر تھا۔ (تفسیر حقانی۔ قصص القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے پیدائش سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام رکھ دیا تھا۔ فرشتے نے ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت مریم علیہا السلام سے کیا کہا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے کو بھیج کر حضرت مریم علیہا السلام کا حوصلہ بڑھایا۔ حضرت مریم علیہا السلام نے اس کا نام حسب ہدایت عیسیٰ (الیسوع) رکھا۔ فرشتے نے کہا اے مریم پریشان نہ ہو تیرے رب نے چشمہ جاری کر دیا ہے اس کا پانی پیو اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ کھجوریں گریں گی اور یہ تازہ کھجوریں تمہارے کھانے کے لیے ہیں۔　　(تفسیر حقانی۔ قصص القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو بدنامی سے بچنے اور اپنی صفائی پیش کرنے کا کیا طریقہ بتایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ اگر کوئی آپ سے بچے کے بارے میں پوچھے تو انگلی کے اشارے سے کہہ دیجئے کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزہ رکھا ہے اس لیے میں کسی انسان سے بات نہیں کروں گی۔ مفسرین کہتے ہیں کہ اس وقت کی شریعت میں خاموشی کا بھی روزہ ہوتا تھا۔ (قصص الانبیاء۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بیت اللحم سے یروشلم لے کر آئیں تو قوم نے کیا کہا؟

جواب: قوم نے باتیں بنانا شروع کر دیں کہ اے مریم تیرا باپ پاکباز تھا۔ تیری ماں نیک بخت اور پارسا تھی۔ تیرا بھائی ہارون بھی نیک تھا پھر معاذ اللہ۔ یہ حرکت کیا کی۔ یہ بچہ کہاں سے لائی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر قرطبی)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام نے اس موقع پر اپنی صفائی کس طرح پیش کی؟

جواب: آپ نے اللہ کے حکم سے چپ کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ اس لیے اپنے شیرخوار بچے کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس سے پوچھو۔ اس پر قوم نے آپ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا اور مزید چہ مگوئیاں کرنے لگے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر قرطبی)

سوال: اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں کیا باتیں کیں؟ قوم پر اس کا ردعمل کیا ہوا؟

جواب: شیرخوار بچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے قوت گویائی دی۔ اور یہ معجزہ رونما ہوا کہ آپ نے فرمایا: ''میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب عطا کی اور مجھ کو نبی بنایا۔'' قوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باتیں سن کر حیران رہ گئی اور حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں بدگمانی دور ہوتے ہی ان کی عقیدت مند ہو گئی۔ انہیں اندازہ ہو گیا کہ وہ برگزیدہ ہستی ہیں اور وہ ماں بیٹے کو خیر و برکت کا باعث سمجھنے لگے۔ اس وقت ظالم بادشاہ یہودیہ کی حکومت تھی۔

(قصص الانبیاء۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی)

سوال: بتایئے حضرت مریم علیہا السلام مصر کیوں گئیں۔ اور کب واپس آئیں؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام فرمانے پر اگرچہ بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں نے آپ کی پاکدامنی پر یقین کر لیا تھا۔ لیکن پھر بھی بعض شرپسند آپ کو طعنے دیتے اور پریشان کرتے۔ پھر حضرت زکریا علیہ السلام کی شہادت کے بعد حالات بھی سازگار نہ رہے تھے اس لیے آپ نے بہتر سمجھا کہ بیت المقدس چھوڑ دیں۔ چنانچہ آپ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ساتھ لے کر اپنے عزیزوں کے ہاں مصر تشریف لے گئیں۔ پھر وہاں سے ناصریہ چلی گئیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیرہ سال کے ہوئے تو آپ واپس بیت المقدس آ گئیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مصر میں ایک زمیندار نے حضرت مریم علیہا السلام کو بیٹی بنا کر اپنے پاس رہنے کی جگہ دی۔

(تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر حقانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام اپنے بچے کی ولادت سے پہلے اس کے بارے میں کیا تذکرہ کیا کرتی تھیں؟

جواب: حضرت مجاہد سے روایت ہے، آپ فرماتی تھیں کہ دوران حمل تنہائی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مجھ سے باتیں کرتے تھے اور مجمع میں خدا کی تسبیح بیان کرتے تھے حالانکہ آپ ابھی پیٹ میں تھے۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بتائیے یوسف نجار کون تھا؟

جواب: مفسرین اور مؤرخین کا کہنا ہے کہ یوسف نجار حضرت مریم علیہا السلام کے ماموں کا بیٹا یا خالہ زاد بھائی تھا۔ وہ بیت المقدس میں عبادت کرتا رہتا تھا اور کبھی کبھی حضرت مریم علیہا السلام کو ان کی خالہ کے پاس پہنچاتا تھا۔ وہی آپ کو بیت اللحم چھوڑ کر آیا تھا۔ یوسف نجار ہی حضرت مریم علیہا السلام کو اور عیسیٰ علیہ السلام کو مصر کی طرف لے گیا تھا۔

(قصص الانبیاء ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام کتنا عرصہ بیت اللحم میں رہیں اور کب واپس بیت المقدس میں آئیں؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام فرشتے کی بشارت سے بے غم ہو گئیں اور نفاس کی مدت ختم ہونے تک چالیس روز وہیں رہیں۔ پھر اپنے گھر واپس آ گئیں ہر طرح کی بشارتیں بی بی مریم علیہا السلام کو فرشتے نے بتا دی تھیں۔ اور سوال کا جواب بھی بتا دیا تھا کہ بچے کی طرف اشارہ کر دینا۔

(تفسیر ابن عباس۔ تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء)

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو بتا دیا تھا کہ آپ کا بیٹا نبی ہوگا۔ آپ کے اعلان نبوت سے پہلے بنی اسرائیل کی حالت کیا تھی؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعلان نبوت سے پہلے بنی اسرائیل ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے۔ انفرادی و اجتماعی طور پر ہر قسم کے عیب ان میں موجود تھے۔ وہ اعتقاد و اعمال ہر قسم کی گمراہیوں کا شکار تھے۔ حتیٰ کہ اپنی ہی قوم کے پیغمبروں کو قتل کر دیتے تھے۔ یہود کے عالم اللہ کی کتاب توریت میں تحریف کر دیتے۔ درہم و دینار کے لالچ میں خدا کی آیات فروخت کر دیتے۔ اللہ کے بتائے ہوئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے دیتے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو کیا تعلیم دی؟

جواب: آپ نے وحدانیت کی تبلیغ کی۔ شرک و کفر کے خلاف آواز اٹھائی۔ اپنی صداقت اور حقانیت کے نور سے قوم بنی اسرائیل کی مشرکانہ حرکات و اعمال کو درست کرنے کی کوشش کی۔ علماء کی محفلوں۔ راہبوں کی مجالس اور گلی کوچوں میں آپ نے دن رات حق کا پیغام سنایا۔ (قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت مریم علیہا السلام نے کب وفات پائی؟

جواب: اسرائیلی روایات کے مطابق حضرت مریم علیہا السلام ۴۸ء میں انتقال فرما گئیں۔

(تفسیر ماجدی۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: حضرت مریم علیہا السلام نے فرشتے کو دیکھ کر فرمایا تھا میں رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں تجھ سے اگر تو متقی (پرہیزگار) ہے۔ آپ نے یہ الفاظ کیوں کہے؟

جواب: مفسرین نے ابو العالیہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام نے یہ اس لیے فرمایا تھا کہ متقی شخص عقلمند اور خیال رکھنے والا ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ اگر تو متقی ہے تو مجھ سے دور ہو جا۔ (تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بنی اسرائیل نے حضرت مریم علیہا السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور ہوئی کہ حضرت مریم علیہا السلام بچے کو جنم دینے والی ہیں تو جن لوگوں کا حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر آنا جانا تھا انہوں نے آنا جانا بند کر دیا۔ اور بعض بدبختوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو اس یوسف نجار (آپ کے رشتے دار) کے ساتھ تہمت میں ملوث کیا جو آپ کے ساتھ مسجد میں عبادت کرتا تھا۔ بعض نے حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ ملوث کیا۔ پھر حضرت مریم علیہا السلام لوگوں سے چھپ کر رہنے لگیں اور آخر کار ایک دور دراز جگہ پر خود کو ڈال لیا۔ اور وہ کھجور والی جگہ وہی ہے جہاں اب بیت اللحم بنا ہوا ہے اور جو عظیم الشان عمارت اب وہاں ہے اسے روم کے کسی بادشاہ نے بطور یادگار بنوایا تھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے فوراً بعد پریشانی کے عالم میں حضرت مریم علیہا السلام کو کس نے حوصلہ دیا؟

جواب: مفسرین کی اس بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تسلی دی اور بعض کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے۔ عوفی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو صرف لوگوں کی موجودگی میں (اپنی سچائی بیان کرنے کے لیے) بات چیت کی تھی۔ اور سدی، سعید بن جبیر، عمرو بن میمون، ضحاک اور قتادہ کا بھی قول ہے کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ مجاہد، حسن، ابن زید اور سعید بن جبیر کی بھی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ یہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔ (تاریخ ابن جریر۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ کیوں کہا گیا؟ آپ کے دیگر القاب کون سے تھے؟

جواب: آپ کو کلمۃ اللہ اس لیے کہا گیا کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ آپ کو ابن

مریم۔ المسیح۔ اور روح اللہ کے القاب بھی قرآن پاک میں دیئے گئے ہیں۔

(فوائدعثمانی۔القرآن۔تذکرۃ الانبیاءؑ۔قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مختلف گروہوں نے کیا نظریات قائم کیے؟

جواب: عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ایک معجزہ تھی۔ چنانچہ آپ کے متعلق کئی گروہ بن گئے۔ یہود نے کہا یہ زانیہ کے بیٹے اور ولدالزنا ہیں (نعوذ باللہ) اور وہ اب تک اس کفرو عناد پر قائم ہیں۔ کچھ نصاریٰ نے کہا کہ یہ اللہ ہیں۔ دوسروں نے کہا کہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ مومنین نے کہا کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی باندی اور بندی (مریم علیہا السلام) کے بیٹے ہیں۔ اور اس کی نشانیاں ہیں اور اس کی روح یعنی اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ آخری عقیدہ اب تک مسلمانوں کا ہے۔ اہل کتاب نے تین خدا بھی بنا دیئے۔ ایک خدا، دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے حضرت مریم علیہا السلام۔

(تفسیر عزیزی۔معارف القرآن۔قصص الانبیاءؑ لابن کثیر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کون سی کتاب نازل کی گئی؟ وحی لانے والے کون تھے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت عطا کی اور بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے ایک عظیم کتاب انجیل مقدس آپ کو عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کتاب حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے وحی کی۔ آپ توریت کی بھی تصدیق کرتے تھے۔

(القرآن۔تفسیر معارف القرآن۔تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: اللہ تعالیٰ نے معجزات کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق فرمائی۔ بتایئے آپ کو کون سے معجزے عطا ہوئے؟

جواب: قرآن پاک سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو پانچ معجزے عطا ہوئے۔ آپ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ مادرزاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے۔ جذامی (کوڑھی) کا علاج فرماتے تو اسے بھلا چنگا کر دیتے۔ مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارتے تو خدا کے حکم سے ان میں جان پڑ جاتی تھی۔ آپ یہ بھی بتا

دیتے تھے کہ کس آدمی نے کیا کھایا۔ کتنا کھایا، کتنا بچا کر رکھ چھوڑا۔ نبوت کا یقین دلانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں ان معجزات کا ظہور ہوتا۔ تمام مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات پر ایمان رکھتے ہیں۔

(فوائد شیخ الہند۔ قصص القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر القرآن)

سوال: انبیاء کو ان کے حالات اور دور کے مطابق معجزے دیئے گئے۔ بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیائے موتیٰ کا معجزہ کیوں دیا گیا؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ بھی دیا گیا مفسرین اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس دور میں اطباء اور حکماء کا بڑا زور تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیائے موتیٰ کے ساتھ مریضوں کو شفا دینے کا معجزہ اس لیے عطا کیا کہ ان امراض کے علاج کے لیے اس دور کے اطباء بے بس تھے۔ آپ کے دور میں علم طب اور علم طبیعات کا چرچا تھا۔

(قصص الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کون سا مشہور طبیب آپ کے پاس مریضوں کو لایا تھا؟

جواب: مشہور حکیم جالینوس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں تھا۔ اسے جب پتہ چلا کہ آپ اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے ہیں تو ایک مادرزاد اندھے اور ایک کوڑھی کو آپ کے پاس لایا۔ کہنے لگا کہ ان دونوں مریضوں کو اچھا کر کے دکھائیں۔ آپ نے ان دونوں پر اپنا دست شفا پھیرا تو دونوں خدا کے حکم سے تندرست ہو گئے۔ مگر جالینوس یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا۔　　(قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے جواب میں کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: دوسرے انبیائے کرام علیہ السلام کی قوموں کی طرح آپ کی قوم نے بھی آپ کو جھٹلایا۔ آپ کی تعلیمات کا انکار کیا۔ پھر بعض نے آپ کے معجزات دیکھ کر آپ کو

نبی سے بڑھا کر خدا بنا دیا۔ یہود نے آپ کا انکار کر دیا۔ نصاریٰ میں کئی فرقے بن گئے۔ کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتا تو کوئی ان کو تین خداؤں میں سے ایک کہنے لگا۔ پھر کوئی تین خدا کہنے لگا یعنی حضرت مسیح علیہ السلام روح القدس اور اللہ یا مسیح، مریم اور اللہ تینوں خدا ہیں ان میں کا ایک حصہ دار اللہ ہو۔ پھر وہ تینوں ایک اور وہ ایک تین ہیں۔ عیسائیوں کا عام عقیدہ یہی ہے۔ آپ نے جتنی زیادہ تبلیغ کی بنی اسرائیل کے لوگ اتنی زیادہ مخالفت کرتے رہے۔

(فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص القرآن)

سوال: بنی اسرائیل کے بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ کیوں بنایا؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ آپ کی ولادت کے وقت قیصر روم بادشاہ تھا۔ اس نے کچھ خواب دیکھے جن سے اسے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ اس کی حکومت ختم ہونے والی ہے۔ آپ کی معجزانہ پیدائش ہوئی جس کی ہر طرف شہرت ہو گئی۔ اور شیر خوارگی میں بولنے کی وجہ سے بچے بچے کی زبان پر آپ کا تذکرہ ہونے لگا۔ اس سے بھی قوم کے سرداروں اور بادشاہ کو ماں بیٹے سے عداوت ہو گئی اور دونوں کے قتل کا منصوبہ بنا لیا۔ اس خطرے کی بنا پر آپ کی والدہ آپ کو لے کر مصر چلی گئیں اور بارہ تیرہ سال وہاں رہیں۔ اس عرصے میں بادشاہ کا انتقال ہو گیا تو آپ ملک شام واپس آ گئیں۔ (تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ۔ تفسیر ماجدی)

سوال: یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بادشاہ وقت کو کس طرح بھڑکایا؟

جواب: وہ آپ کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں کرنے لگے، بادشاہ کے کان بھی بھرنے شروع کر دیئے۔ وہ کہتے کہ یہ شخص ملحد ہے۔ توریت کو بدلنا چاہتا ہے۔ سب کو بد دین کر رہا ہے۔ اس لیے بادشاہ نے آپ کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہودی سمجھ گئے تھے کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔ اس لیے آپ کو ٹھکانے لگانے کی فکر کرنے لگے۔ (فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حواری کون لوگ تھے؟ انہیں یہ نام کیوں دیا گیا؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سے ابتدائی طور پر بارہ آدمی ایمان لائے۔ قرآن نے انہیں حواری کہا ہے۔ یہ اہل حق تھے۔ لغت میں حواری کے کئی معنی ہیں۔ مخلص، ساتھی، رفیق، سفید پوش، دھوبی۔ قرآن میں یہ لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ ساتھیوں کے لیے بولا گیا ہے۔ (تفسیر حقانی۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ قاموس القرآن)

سوال: بتایئے حوارئین عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بعض مفسرین کی کیا رائے ہے؟

جواب: ان کے بارے میں ایک قول جو مشہور ہے یہ ہے کہ پہلے دو شخص جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے وہ دھوبی تھے۔ کپڑے صاف کرنے کی وجہ سے ان کو حواری کہا جاتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کپڑے کیا دھوتے ہو۔ آؤ میں تمہیں دل دھونے سکھا دوں۔ وہ ساتھ ہو لیے پھر ایسے سب ساتھیوں کے نام حواری پڑ گیا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کے دلوں کو اپنے فیوض و برکات سے پاک کرتے تھے اس لیے حواری کہلائے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لوگ امراء و شرفاء تھے۔ سفید لباس استعمال کرتے تھے اس لیے حواری کہلائے۔ قرآن نے یہ لفظ استعمال کیا تو یہ رفیق و مددگار کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔

(تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص القرآن۔ قصص الانبیاءؑ۔ قاموس القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے آپ کے معجزے دیکھ کر آپ سے کیا مطالبہ کیا؟

جواب: انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اللہ سے کہیں، ہمارے لیے آسمان سے ایک خوان کھانے کا نازل کر دے۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے نزول مائدہ یعنی کھانے نازل کرنے کا مطالبہ کیوں کیا تھا؟

جواب: یہ حواری نیک اور عبادت گزار ہو گئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ دنیا کے کام کاج سے

الگ الگ ہو کر یادِ خدا میں مصروف رہیں اور ہمیں پکے پکائے کھانے مل جائیں۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ بھی کہنے لگے کہ ہمارا مقصد اس خوان میں سے کھانے کا یہ بھی ہے کہ اس سے ہمارے دلوں کو اطمینان بھی ہو اور ہم کو اس بات کا بھی یقین ہو جائے کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم نزول مائدہ پر گواہی دینے والے ہوں۔ (القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن)

سوال: مفسرین نے نزول مائدہ کی کیفیت اور تفصیل کس طرح بیان کی ہے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع سے دعا مانگی۔ تو مائدہ کا تحفہ آسمان سے نازل ہو گیا آپ نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اس کے بعد خوان کھولا تو اس میں سے تلی ہوئی مچھلیاں تر و تازہ پھل اور روٹیاں نکلیں۔ کھانے کی مسحور کن خوشبو تھی۔ (قصص القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ قصص الانبیاء)

سوال: بتایئے نزول مائدہ کس دن ہوا تھا اور کتنے دن جاری رہا؟

جواب: مؤرخین اور مفسرین کے بقول مائدہ کا خوان اتوار کو اترا تھا۔ اور ایک روایت کے مطابق یہ خوان چالیس دن تک اترتا رہا۔ اسی لیے انصار کے ہاں اتوار کے دن کو عید کا دن سمجھا جاتا ہے۔ (تاریخ الانبیاء۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتایئے مائدہ کے کھانے کے لیے کیا حکم نازل ہوا تھا۔ اور بنی اسرائیل نے کیسے حکم عدولی کی؟

جواب: اس کے کھانے کے لیے حکم تھا کہ اسے صرف غریب، بیمار اور فقراء کھائیں۔ تندرست و توانا لوگ نہ کھائیں۔ مگر انہوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور مالدار لوگوں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ جس کی خلاف ورزی پر کھانے والے اسی آدمی بندر اور سور بنا دیئے گئے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذاتی زندگی کیسی تھی؟

جواب: آپ دن رات اللہ کے دین کی تبلیغ میں مصروف رہتے۔ آپ نے نہ شادی کی نہ اپنے رہنے سہنے کے لیے کوئی گھر بنایا۔ آپ شہر شہر پھر کر دعوت حق دیتے۔ جہاں

کہیں رات آجاتی بغیر بوریئے کے رات گزارنے کے لیے ٹھہر جاتے اور ساری رات عبادت میں مصروف رہتے۔ (قصص الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس گھریلو استعمال کی کون کون سی چیزیں تھیں؟

جواب: آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پاس ایسی کوئی چیز نہیں رکھنا چاہتا جس سے عبادت الٰہی میں خلل آئے۔ چنانچہ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا جس سے آپ پانی بھی پی لیتے اور ضرورت کے وقت دوسرے کام بھی لیا کرتے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص اوک سے پانی پی رہا ہے۔ آپ نے بھی پیالے کا استعمال ترک کر دیا اور ہاتھ کی ہتھیلی سے اوک بنا کر پانی پینے لگے۔ آپ کے پاس بالوں اور ڈاڑھی کے لیے لکڑی کا کنگھا تھا۔ آپ نے دیکھا ایک شخص ہاتھوں سے ڈاڑھی کے بال سنوار رہا ہے۔ آپ نے کنگھا توڑ دیا۔ آپ نے مسافروں کی طرح زندگی گزاری۔

(قصص الانبیاءؑ۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرامؑ)

سوال: بادشاہ وقت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا حکم جاری کیا؟

جواب: بادشاہ نے حکم دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑیں، صلیب پر چڑھائیں اور ایسی عبرتناک سزا دیں جسے دیکھ کر دوسرے لوگ اس کا اتباع کرنے سے باز آجائیں۔

(قصص الانبیاءؑ۔ تفسیر فتح البیان۔ قصص القرآن)

سوال: بادشاہ سمیت پوری قوم آپ کی دشمن ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس طرح تسلی دی؟

جواب: اللہ نے اس وقت بھی آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا جب سوائے حواریوں کے پوری قوم آپ کو چھوڑ چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، آپ کی موت یہودیوں کے ہاتھ سے نہیں ہوگی۔ یعنی آپ کو آپ کے دشمن قتل نہیں کر سکتے بلکہ آپ اپنی طبعی موت سے وفات پائیں گے۔ آپ اپنے دشمنوں سے گھبرائیں نہیں ہم اپنے فرشتوں کے ذریعے آپ کو عالم بالا پر اٹھوا لیں گے۔ آپ کے دشمن جو آپ پر الزام بغیر باپ کے پیدا ہونے پر لگاتے ہیں ہم آپ کی براءت اور پاکی کا اعلان

کریں گے، آپ کے ماننے والے اور متبعین آپ کے منکرین و مخالفین پر غالب رہیں گے۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ سیرت انبیائے کرام۔ تفسیر حقانی)

سوال: مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا۔ مسلمانوں کا یہ ایمان کس بنیاد پر ہے؟

جواب: مسلمانوں کا اس بات پر ایمان اس لیے ہے کہ قرآن کہتا ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ نہ ان کو یہود نے قتل کیا اور نہ سولی دی۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ صحیح بخاری۔ قصص الانبیاء)

سوال: یہودی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا۔ وہ کس وجہ سے اس شبے کا شکار ہیں؟

جواب: یہودیوں نے اس جگہ کا محاصرہ کر لیا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے حواری جمع تھے۔ پھر اپنے ایک آدمی کو اس جگہ بھیجا کہ آپ کو قتل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی آپ کو آسمان پر اٹھوا لیا۔ اور جو آدمی آپ کو قتل کرنے کے لیے گیا تھا اس کی شکل و صورت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کر دی۔ باہر والے آدمی اس کی مدد کے لیے اندر داخل ہوئے تو اپنے آدمی کو مسیح سمجھ کر پکڑا اور قتل کر دیا۔ پھر لاش دیکھی تو کہنے لگے چہرہ تو مسیح جیسا ہے مگر جسم ہمارے آدمی جیسا ہے۔ لیکن اگر یہ مسیح ہے تو ہمارا آدمی کدھر گیا۔ وہ اس شبے میں شکار رہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے قتل کرنے کی بجائے سولی پر چڑھایا گیا تھا۔ اس طرح اپنے آدمی کو ہی مسیح کے دھوکے میں سولی چڑھایا۔ ضحاک اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ شیطان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخبری کی تھی۔ (تذکرۃ الانبیاء۔ تاریخ الانبیاء۔ قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: محدثین، مفسرین اور مورخین نے قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور بعد کی کیا کیفیت بیان کی ہے؟

جواب: عصر کی نماز کے لیے اذان ہو چکی ہوگی اور لوگ نماز کے لیے تیاریاں کر رہے ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر سہارا لیے دمشق کی جامع

مسجد کے شرقی منارہ پر جلوہ افروز ہوں گے۔ سیڑھی لائی جائے گی اور آپ اس کے ذریعے نیچے آ کر حضرت امام مہدی سے ملاقات فرمائیں گے۔ حضرت امام مہدی فرمائیں گے کہ یا نبی اللہ! تشریف لائیے اور امامت فرمائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے امامت آپ ہی فرمائیں، یہ عزت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہی کو حاصل ہے۔ حضرت امام مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقتدیوں میں شامل ہوں گے۔ دجال بیت المقدس کو گھیر چکا ہوگا۔ دوسرے دن حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سرکردگی میں اسلامی لشکر دجال سے لڑے گا۔ دم عیسیٰ علیہ السلام (سانس) کی خاصیت یہ ہوگی کہ حد نگاہ تک جہاں یہ سانس پہنچے گا کافر پگھل جائیں گے۔ دجال بھاگے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا پیچھا کریں گے اور باب لد میں جا کر گھیر لیں گے اور اسے قتل کریں گے۔ حضرت امام مہدی کی خلافت مختصر ہوگی، آپ کا انتقال ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ پھر یاجوج ماجوج کے فتنے سے آپ کا واسطہ پڑے گا۔ اس فتنہ سے نجات حاصل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ سے دعا کریں گے۔ اور اصحاب آمین کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے گا اور طاعون کی بیماری سے یاجوج ماجوج ایک رات میں ختم ہو جائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ کا نکاح ہوگا۔ اولاد ہوگی اور پھر آپ کو طبعی موت حاصل ہوگی اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے حجرے میں دفن ہوں گے۔

(فوائد عثمانی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ کنز العمال۔ قصص الانبیاء)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بعد چالیس سال تک رہے گی۔ آپ کون سی شریعت نافذ کریں گے؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ آسمان سے اترنے کے بعد چالیس سال تک حکومت کریں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت امام مہدی کی خلافت کے بعد یہ عرصہ چالیس سال ہوگا۔ آپ شریعت محمدی کے مطابق امور خلافت

انجام دیں گے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص القرآن۔ تاریخ الانبیاء)

سوال: بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے تین حواریوں کو شہر انطاکیہ کے لوگوں کی طرف بھیجا۔ وہ کون تھے؟

جواب: آپ نے پہلے دو حواریوں کو بھیجا پھر ان کی مدد کے لیے تیسرے کو بھیجا۔ بعض مفسرین نے انہیں رسول کہا ہے۔ ان کے نام ہیں صادق، صدوق، شلوم۔ بعض روایات میں تیسرے کا نام شمعون بھی بتایا گیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز۔ تفسیر در منثور)

سوال: کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریائے طبریاس کے پاس مائدہ کے لیے دعا کی تھی۔ اس خوان میں کون سی چیزیں ہوتی تھیں؟

جواب: اس میں پانچ روٹیاں اور دو تلی ہوئی مچھلیاں ہوتی تھیں۔ جن سے پانچ ہزار آدمی سیر ہوتے۔ بعض کہتے ہیں کہ لوگ کھاتے جاتے اور پھر مزید خوان اتر آتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک بہت بڑی مچھلی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں۔ اور بعض پانچ روٹیاں اور پانچ مچھلیاں بتاتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر حقانی۔ قصص الانبیاء مولانا عبدالعزیز)

سوال: بعض مفسرین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیے جانے کا واقعہ کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: یہود کی عید الفطر یعنی عید فسخ قریب آئی تو یہود کے کاہن اور سرداروں کو فکر ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار ڈالیں۔ حواریوں میں سے ایک شخص نے جس کا نام یہودا تھا رشوت لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ بتا دیا۔ ابن کثیر کے مطابق اس نے صرف تیس روپے رشوت لی۔ ایک جماعت ہتھیار باندھ کر گئی اور آپ کو گرفتار کر لائی۔ بلاطوس نامی حاکم کے سامنے پیش کیا تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے سے انکار کیا۔ حسن بصریؒ اور ابن اسحاقؒ نے کہا ہے کہ بادشاہ کا نام داؤد تھا جس نے قتل کا حکم دیا۔ لوگوں نے جب گھراؤ کیا تو یہ جمعہ کے دن کی شام

اور ہفتہ کی رات تھی پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہیرودیس نامی حاکم کے پاس لے گئے۔ اس نے بھی اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل سے بچانے کی کوشش کی۔ لیکن یہودیوں نے شور مچا دیا۔ ہیرودیس نے کہا کہ تمہارے اصرار پر میں اس کو سولی چڑھاتا ہوں لیکن اس کا گناہ تم پر اور تمہاری اولاد پر ہوگا۔ اس وقت تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان میں بند کر دیا۔ پھر اللہ نے ان کا ہم شکل بنا دیا جسے مصلوب کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سزا رومی عدالت سے ملی مگر یہودیوں کا اس میں ہاتھ ہے۔ (تفسیر حقانی۔ تفسیر ابن کثیر۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے خوان نازل ہوا۔ مفسرین اس کی تفصیل کیا بتاتے ہیں؟

جواب: بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خوان نازل نہیں ہوا تھا۔ لیکن اکثریت کی رائے ہے کہ خوان نازل ہوا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا اور مائدہ کا نزول ہوا۔ تاہم مفسرین کے نزدیک اس کی تفصیل مختلف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک ہی دن نازل ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ چالیس دن تک نازل ہوتا رہا۔ بند اس لیے ہوا کہ صرف مساکین اور غرباء کو کھانے کا حکم تھا۔ جب اس کی خلاف ورزی ہوئی تو بند ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے نزول کے ساتھ یہ بھی حکم تھا کہ اس کو کھائیں مگر اگلے روز کے لیے ذخیرہ نہ کریں مگر جب اس حکم کی خلاف ورزی ہونے لگی تو بند ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں سرکہ بھی تھا اور دیگر پھل بھی تھے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرامؑ۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب انجیل کی مفسرین و مؤرخین نے کیا صورتیں بتائی ہیں؟

جواب: انجیل اللہ کی نازل کردہ کتاب تھی جو توریت کی تکمیل اور تصدیق کرتی تھی۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی یہ کتاب بعد میں ناپید ہو گئی۔ اور جو چاروں اناجیل سامنے آئیں ان کے بارے میں اہل علم اور حق کہ علماء نصاریٰ

کہتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی انجیل نہیں ہے۔ اور نہ اس کا خالص ترجمہ۔ پہلی قدیم انجیل متی کی انجیل تسلیم کی جاتی ہے لیکن نصاریٰ کے قدیم علماء بھی اس بات کے قائل ہیں کہ یہ انجیل متی اصلی نہیں بلکہ ترجمہ ہے کیونکہ اصل کتاب عبرانی زبان میں تھی۔ اور اس کتاب کے مترجم کا بھی پتہ نہیں اور نہ یہ پتہ کہ کس زمانے میں ترجمہ ہوا۔ دوسری انجیل مرقس کی ہے۔ رومیوں نے جب عیسائیت اختیار کر لی تو ان کے مطالبہ پر مرقس نے یہ انجیل تصنیف کی۔ تیسری انجیل سینٹ لوقا کی ہے۔ اس کے بارے میں علماء و نصاریٰ میں اختلاف ہے۔ اور چوتھی انجیل یوحنا کی ہے۔ اس کے متعلق نصاریٰ کا عام عقیدہ یہی ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد یوحنا زبدی نے لکھی تھی۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں میں سے تھا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کب نازل ہوئی تھی؟

جواب: مفسرین و محدثین کا کہنا ہے کہ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چھ رمضان کو نازل ہوئی۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر بارہ رمضان کو نازل ہوئی اور یہ توریت کے چار سو بیاسی سال بعد نازل ہوئی تھی۔ اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم پر اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل زبور کے ایک ہزار پچاس سال بعد نازل ہوئی۔ اور قرآن مجید فرقان حمید حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ تاریخ ابن جریر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کتنی عمر میں انجیل نازل ہوئی اور آپ نے کتنی عمر میں وفات پائی؟

جواب: مؤرخین کے بقول جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی تو آپ کی عمر تیس سال تھی۔ اس زمین پر آپ مزید تین سال رہے اور تینتیس سال کی عمر میں آپ کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا گیا۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں کے نام بتا دیں؟

جواب: مفسرین کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواری تھے۔ بطرس، یعقوب بن زبدا، تحنس، یعقوب کا بھائی، اندراوس، فلپس، ابرثما، متی، توماس، یعقوب بن حلقیا، تداوس، فتاتیا، یودس کریایوطا۔ اور شمعون۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہود کو یودس کریا یوطا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ نظر آئی۔ ضحاکؒ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلامؑ نے شمعون کو خلیفہ بنایا تھا اور یودس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کی وجہ سے قتل ہوا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان میں ایک اور شخص سرجس نامی تھا۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی اور وہ قتل ہوا۔ ابن منبہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ساتھیوں کے ساتھ ایک گھر میں تھے اور سب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی۔ جب یہودیوں نے سب کو قتل کرنے کا کہا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم پر ایک نے اپنی جان پیش کی۔

(قصص الانبیاء لابن کثیر)

سوال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک لقب مسیح بھی تھا۔ بتایئے آپ کو مسیح کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: ایک قول یہ ہے کہ آپ نے زمین میں سیاحت کی۔ یہودیوں کی شرارتوں سے تنگ آ کر تبلیغ دین کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ سیاحت کی۔ اس لیے آپ کو مسیح کہا جاتا ہے۔ یا اس لیے کہ آپ کے قدم کھردرے کپڑے کی وجہ سے چھل گئے تھے۔ یعنی ممسوح القدمین تھے اس لیے آپ کو مسیح کہا جاتا ہے۔ مسیح کے معنی ہیں چھونے والا۔ چونکہ آپ کے چھونے سے بیمار شفایاب ہو جاتے تھے اس لیے مسیح کہا جاتا ہے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر۔ قصص القرآن)

﴿خاتم الانبیاء سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن

سوال: قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہ السلام کی نبوت میں کیا فرق بتایا گیا ہے؟

جواب: آپ ﷺ سے پہلے والے تمام انبیاء علیہ السلام کی نبوت وقتی ہوتی تھی اور خاص علاقے یا قوم تک محدود تھی مگر حضور ﷺ کی نبوت عام اور قیامت تک کے لیے ہے، جیسا کہ پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷ میں فرمایا گیا ہے: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۝ "اے پیغمبر! آپ فرما دیجئے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔" اسی طرح پارہ ۲۲ سورۃ السبا آیت ۲۸ میں ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۝ اور اے پیغمبر! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا، اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (القرآن۔ تفسیر کشاف۔ تفسیر درمنثور)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد کیا دعا فرمائی تھی؟

جواب: آپ نے بعض دوسری دعاؤں کے ساتھ ایک اہم دعا بھی فرمائی تھی جسے قرآن کے پہلے پارے کی سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۹ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ "اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو انہی میں سے ہو، وہ رسول تیری آیات ان کو پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں سکھائے اور ان کو پاک صاف بنائے۔

بیا شبہ تو ہی بہت زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔" تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ دعا خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے لیے فرمائی گئی تھی۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر عثمانی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: یہود و نصاریٰ بھی رسول اللہ ﷺ کو پہچانتے تھے۔ قرآن کیا کہتا ہے؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۶ میں قرآن گواہی دیتا ہے: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ط "جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توریت و انجیل) دی ہے، وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں" (ترجمان السنہ۔ القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قرآن بتاتا ہے کہ یہودی آپ ﷺ کے وسیلے سے دعائیں مانگتے تھے۔ کس آیت میں؟

جواب: پہلا پارہ سورۃ البقرہ آیت ۸۹ میں ہے: وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝ "حالانکہ پہلے (یہود) کافروں کے خلاف فتح کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ پھر جب ان کی جانی پہچانی چیز آگئی تو اس کا انکار کر دیا۔"

(القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر عزیزی)

سوال: بتایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر کن الفاظ میں دی؟

جواب: پارہ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بتایا: مُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ط "اور میں ایک ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، اور ان کا نام احمد ﷺ ہوگا۔"

(القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر ابن کثیر۔ معارف القرآن)

سوال: بعثت نبوی سے تقریباً ۵۰ دن پہلے مکہ پر ابرہہ نے حملہ کیا۔ قرآن پاک میں یہ واقعہ کس طرح بیان ہوا ہے؟

جواب: تیسویں پارے کی سورۃ الفیل میں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا گیا ہے: "(اے نبی) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا سلوک کیا؟ کیا ان کی تدبیر کو مکمل طور پر غلط نہیں کر دیا؟ اور ان پر غول کے غول پرندے بھیجے جو ان لوگوں پر پتھر کی کنکریاں پھینکتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا۔" (القرآن۔ فتح الحمید۔ تفسیر عثمانی)

سوال: سب سے پہلی وحی میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن حکیم کی کون سی پانچ آیات نازل ہوئیں؟

جواب: تیسویں پارے کی سورۃ العلق کی یہ آیات نازل ہوئیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ "(اے پیغمبر آپ اپنے اس رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ پڑھیے (قرآن)۔ اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی۔ اس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ جانتا نہیں تھا۔"

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: قرآن مجید کی کن آیات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن حکیم رمضان المبارک میں نازل کیا گیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۸۵ میں بتایا گیا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ "وہ ماہ رمضان ہے جس میں قرآن بھیجا گیا۔ (نازل کیا گیا)" دوسری جگہ پارہ ۳۰ سورۃ القدر آیت ۱ میں ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o "بیشک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے۔" ایک اور جگہ پر پارہ ۲۵ سورۃ الدخان آیت ۳ میں ارشاد ہوا: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ "ہم نے اس قرآن کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے۔" (القرآن۔ تفسیر ماجدی۔ معارف القرآن۔ تفسیر کشف الرحمٰن)

سوال: پہلی وحی کے بعد کچھ عرصہ وحی بند رہی پھر دوسری وحی کون سی نازل ہوئی؟

جواب: انتیسویں پارے کی سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں: يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ "اے لحاف میں لپٹنے والے! اٹھ کھڑے ہو اور ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ہر قسم کی گندگی سے دور رہو"۔

(القرآن۔ درمنثور۔ الرحیق المختوم۔ زاد المعاد)

سوال: حضور اقدس ﷺ نے تین سال تک خفیہ تبلیغ کی۔ پھر کن الفاظ میں اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا؟

جواب: پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹۴ میں بتایا گیا ہے کہ آپ کو حکم ہوا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ "پس آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اس کو صاف صاف سنا دیجئے اور ان مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے"۔

(القرآن۔ تفسیر روح البیان۔ فتح الحمید۔ تفسیر حقانی)

سوال: بتایئے قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے کے لیے کن آیات میں فرمایا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۹ سورۃ الشعراء آیات ۲۱۴۔ ۲۱۵ میں ہے کہ آپ ﷺ کو حکم ہوا: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ "اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے اور مسلمانوں میں سے جو لوگ بھی آپ کے پیروکار ہیں ان کے ساتھ محبت سے پیش آیئے"۔

(القرآن۔ تفسیر کشف الرحمن۔ تفسیر حقانی۔ تیسیر القرآن)

سوال: کفار و مشرکین کی اذیتوں اور طعنہ بازیوں پر حضور ﷺ کو کس طرح تسلی دی گئی؟

جواب: پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹۵۔ ۹۶ میں ہے: اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ "یہ لوگ جو (آپ پر) ہنستے ہیں اور اللہ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لیے ہم کافی ہیں۔ پس ان کو ابھی معلوم ہو جاتا ہے"۔ القرآن۔ تفسیر کشف الرحمن۔ بیان القرآن۔ تفسیر درمنثور)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا بنیادی مقصد و مفہوم کیا تھا؟

جواب: آپ نے اللہ کی وحدانیت کا پیغام دیا اور شرک سے منع فرمایا۔ جیسا کہ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۹۸ میں بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۖ أَنْتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ۝ ”بلاشبہ تم (اے مشرکو) اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم میں جھونکے جاؤ گے اور تم سب اس میں داخل ہو گے۔“ اسی طرح آیت ۷۳ میں ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ ”اے لوگو! ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہے۔ تم اس کو کان لگا کر سنو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم لوگ جن معبودوں کی پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی بھی ہرگز پیدا کرنے کے لیے جمع بھی ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو اس مکھی سے اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے۔ طالب بھی کمزور ہے اور مطلوب بھی کمزور۔“ اسی طرح پارہ　سورۃ　آیت　میں فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۚ ”اے لوگو! میں اللہ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔“

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: مکہ کے کفار و مشرکین نے آپ کا مذاق اڑایا اور آپ کو ایذائیں دیں۔ جیسا کہ قرآن پاک کی بعض آیات میں ہے: پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت ۴۱۔۴۲ میں بتایا گیا ہے: وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۝ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ ”یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ کا تمسخر کرنے لگتے ہیں اور (کہتے ہیں) کہ کیا یہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا

ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر قائم نہ رہتے۔" پارہ ۲۴ سورۃ حم السجدہ آیت ۲۶ میں بتایا گیا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝ "اور یہ کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور (اگر سنا کیں) تو اس کے دوران غل مچا دیا کرو۔ شاید اس طرح تم ہی غالب رہو۔"

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ محمد عربی انسائیکلوپیڈیا۔ سیرت رسول عربی)

سوال: عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ کی گردن میں چادر ڈال کر کھینچا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کون سی آیت پڑھی؟

جواب: مفسرین کہتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ موجود تھے اور آپ نے عقبہ کو دھکا دیا اور چادر کھول کر پارہ ۲۴ سورۃ المومنین کی آیت ۲۸ پڑھی: اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ "کیا تم محض اس بنا پر ایک شخص کو قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے۔"

(تفسیر کشف الرحمٰن۔ صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے شق القمر کے معجزے کا ذکر کس آیت میں ہے؟

جواب: مشرکین مکہ کے مطالبے پر یہ معجزہ نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں ہوا۔ آپ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا جس کا ذکر سورۃ القمر کی پہلی آیت میں ہے: وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ "اور چاند شق (ٹکڑے) ہو گیا۔" (القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر عزیزی)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے مشرکین مکہ کے مسلسل انکار پر تبلیغ دین کے لیے طائف کا سفر کیا۔ کفار مکہ طائف کے بارے میں کیا کہتے تھے؟

جواب: مشرکین مکہ نے قرآن کا انکار کرتے ہوئے یہ بھی کہا: وَقَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝ "اور کہنے لگے کہ یہ قرآن (کلام الٰہی ہے تو) ان دونوں بستیوں (مکہ اور طائف) کے رہنے والوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا۔" پارہ ۲۵ سورۃ الزخرف آیت ۳۱۔

(القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر ابن کثیر۔ فتح المجید)

سوال: طائف سے واپسی پر راستے میں جنات کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو اپنے ساتھیوں سے جا کر کیا کہا؟

جواب: جنات نے رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے قرآن سنا تو اپنی قوم میں جو کچھ جا کر کہا وہ پارہ ۲۹ سورہ الجن آیت ۱،۲ میں ہے: اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ط ”ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو سیدھی راہ بتاتا ہے۔ لہٰذا اس قرآن پر ایمان لائے۔“ (القرآن۔تفسیر ماجدی۔تفسیر قرطبی۔تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جنات کے ایمان لانے کی کس طرح خبر دی؟

جواب: پارہ ۲۶ سورۃ الاحقاف آیت ۲۹ میں بتایا گیا ہے: وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝ ”اور (اے پیغمبر ﷺ) جب ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف لے آئے جو قرآن سننے لگے تھے۔ غرض جب وہ قرآن کے پاس آ پہنچے کہنے لگے کہ خاموش رہو۔ پھر جب قرآن پڑھا جا چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس خبر پہنچانے کے واسطے واپس چلے گئے۔

(القرآن۔تفسیر الکشاف۔تفہیم القرآن۔تفسیر عثمانی)

سوال: ۱۲ نبوی میں رسول اللہ ﷺ کو معراج کا شرف حاصل ہوا۔ قرآن اس واقعے کے بارے میں کیا بتاتا ہے؟

جواب: اس سفر کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ مکہ کی مسجد حرام سے بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ تک کے سفر کا ہے اور دوسرا حصہ مسجد اقصیٰ سے آسمان دنیا میں سدرۃ المنتہیٰ تک کے سفر کا ہے۔ پہلے حصے کا ذکر پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت میں ہے: سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط ”پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد ﷺ) کو رات کے وقت لے گئی مسجد حرام (کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، تا کہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات

قدرت دکھائیں۔'' اس سفر کے دوسرے حصے کا ذکر پارہ ۲۷ سورۃ النجم کی آیت ۱۳۔۱۴ میں اشارۃً کیا گیا ہے: وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ؀ ''اور اس (جبرئیل علیہ السلام) کو اس (محمد ﷺ) نے دیکھا ہے اترتے ہوئے ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس''۔ (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ احسن البیان۔ تفسیر عثمانی)

سوال: قریش مکہ نے واقعہ معراج کو ماننے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کس آیت میں اس واقعے کو آزمائش قرار دیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۶۰ میں ہے: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ''اور ہم نے جو منظر (معراج کا) آپ کو دکھایا تھا اسے ہم نے لوگوں کے لیے آزمائش کا سبب بنا دیا۔'' یعنی یہ لوگوں کا امتحان بنا سچے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر اقرار کیا اور کفار نے انکار۔

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ معارف القرآن)

سوال: نبوت کے تیرھویں سال قریش مکہ نے حضور ﷺ کے بارے میں جو خفیہ اجلاس کیا اس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے کیسے دی؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے ان کی کارروائیوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دیتے ہوئے پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۳۰ میں بتایا: وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ؀ ''اور (اے نبی ﷺ) اس وقت کو یاد کیجیے جب کافر آپ کے متعلق مختلف تدابیر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو قتل کر دیں یا آپ کو جلا وطن کر دیں۔ اور وہ اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا۔ اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔'' اسی طرح پارہ تیس سورۃ الطارق آیت ۱۷ میں ہے: اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ؀ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ؀ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ؀ ''بیشک منکرین حق مختلف چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی ان کی چالوں کے مختلف توڑ کر رہا ہوں۔ پس اے نبی ﷺ! آپ ان کو مہلت دیجئے اور

تھوڑے دنوں اور چھوڑ دیجئے۔" (القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفسیر عثمانی۔فتح البیان)

سوال: رسول اللہ ﷺ ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے کے لیے گھر سے نکلے تو کس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے؟

جواب: پارہ ۲۲ سورۃ یٰسین آیت ۹ تلاوت فرمائی: وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ "اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے ان کو گھیر دیا۔ سو وہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔" (القرآن۔بیان القرآن۔تفسیر حقانی)

سوال: ہجرت کے سفر کے موقعہ پر مشرکین غار تک پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے کیا فرمایا؟

جواب: اس واقعے کا ذکر قرآن حکیم کے پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۴۰ میں کیا گیا ہے: إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۚ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ "اگر تم مدد نہ کرو گے رسول کی تو یاد رکھو اللہ ان کی اس نازک وقت میں مدد کر چکا ہے جب کافروں نے ان کو اس حال میں جلا وطن کر دیا تھا کہ دو شخصوں میں سے وہ ایک تھے جس وقت یہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔ اس وقت یہ پیغمبر ﷺ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ کچھ غم نہ کر، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، پھر اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ پر تسکین نازل فرمائی اور اپنے پیغمبر کی مدد ایسے لشکروں سے فرمائی جن کو تم نے نہیں دیکھا۔ اور اللہ نے کافروں کی بات نیچی کر دی اور سدا اللہ ہی کی بات بلند رہتی ہے۔" (القرآن۔فتح المجید۔تذکرۃ الانبیاء)

سوال: مدینہ طیبہ ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ نے سب سے پہلے قبا کی بستی میں قیام فرمایا۔ وہاں آپ نے جو مسجد بنائی قرآن نے اس کی کس طرح تعریف کی؟

جواب: پارہ گیارہ سورۃ التوبہ کی آیت ۱۰۸ میں مسجد قبا اور اس کے نمازیوں کی تعریف میں

فرمایا گیا ہے: لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ ''البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد اول روز سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ وہ مسجد اس کی مستحق ہے کہ آپ ﷺ اس میں کھڑے ہوں۔ اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہیں۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: ہجرت نبوی کے بعد ۱ھ میں اذان فرض ہوئی۔ کیا قرآن مجید میں اذان کا ذکر ہے؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۸ میں بتایا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ اذان کا مذاق اڑاتے: وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ ''اور جب تم نماز کے لیے (اذان دے کر) بلاتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی کھیل کرتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔''

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر قرطبی)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بہت سے دوسرے مسلمانوں نے مختلف موقعوں پر مدینہ ہجرت کی۔ قرآن نے ان مہاجرین کو کس طرح یاد کیا ہے؟

جواب: پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۴۱ میں ہے: وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ''اور جن لوگوں نے کہ بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا اللہ کے لیے اپنا گھر چھوڑا تو ہم ضرور ان مہاجرین کو دنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب تو بہت بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ سمجھ اور علم سے کام لیتے۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: بتایئے قرآن مجید میں مہاجرین کی تعریف کس طرح کی گئی ہے؟

جواب: پارہ ۲۸ سورۃ الحشر آیت ۸ میں ہے: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ

وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ ''ان حاجت مند مہاجرین کا حق بھی ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دیئے گئے ہیں اللہ کے فضل اور رضامندی کے طلبگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ تو سچے ہیں۔'' (القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ معارف القرآن۔ ضیاء القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے انصار کے جذبے اور محبت کی بھی تعریف فرمائی ہے۔ بتایئے کن آیات میں؟

جواب: پارہ ۲۸ سورۃ الحشر آیت ۹ میں ہے: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ''اور ان لوگوں کا بھی حق ہے جو دارالسلام اور ایمان میں ان مہاجرین کے قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں محبت کرتے ہیں۔ اس سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اور اپنے دلوں میں کوئی شک نہیں اس سے جو کچھ انہیں ملتا ہے اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقے میں ہی ہوں۔ اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے سو ایسے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔''

(القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر قرطبی۔ فتح الحمید)

سوال: حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں یہودیوں کے ساتھ بھی امن کا معاہدہ فرمایا لیکن وہ دھوکہ بازی کرتے رہے۔ اللہ نے ان کے فریب کے بارے میں ان الفاظ میں آگاہ کیا؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۷۲ میں ہے: وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ ''اور بعض لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اس پر جو مسلمانوں پر نازل کیا گیا ہے صبح کو اور دن کے آخر میں اس سے انکار کر دو۔ عجب کیا کہ (وہ بھی) پھر جائیں۔'' (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ماجدی)

سوال: ۲ ہجری میں تحویل قبلہ کا حکم ہوا۔ بتایے کیوں؟ اور کس طرح؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی خواہش تھی کہ مسلمانوں کے لیے بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ کو قبلہ بنا دیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کر دیا۔ پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴ میں ہے: قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ ''ہم آپ ﷺ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کے لیے آپ کی مرضی ہے۔ پس اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کیجیے۔'' پھر سب کے لیے حکم ہوا: وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ حُجَّةٌ ''اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کی طرف کیا کرو۔ تاکہ لوگوں کو تم سے جھگڑنے کا موقع نہ رہے۔'' (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر الکشاف)

سوال: تحویل قبلہ کے بارے میں یہود و نصاریٰ نے اعتراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۲ میں فرمایا گیا: سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ ''اب تو یہ بیوقوف لوگ ضرور کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے (سابق سمت) قبلہ سے جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس نے بدل دیا۔ آپ فرما دیجیے کہ سب مشرق و مغرب اللہ ہی کی ملک ہیں۔'' (القرآن۔ تفسیر درمنثور۔ تفسیر روح البیان۔ فتح القدیر)

سوال: اللہ تعالیٰ نے تحویل قبلہ کا مقصد امتحان لینا کس طرح بتایا ہے؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۳ میں ہے: وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ ''اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اس لیے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون تو رسول اللہ کا اتباع کرتا ہے اور کون پیچھے

ہٹ جاتا ہے۔ اور یہ قبلہ کا بدلنا (منحرف لوگوں پر) بڑا بھاری ہوا مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔" (القرآن۔تفسیر قرطبی۔تفسیر حقانی۔معارف القرآن)

سوال: ۲ ہجری میں روزے بھی فرض ہوئے۔ ان کا حکم کیسے آیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۳ میں ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔" دوسری جگہ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ "تاکہ وہ سیدھی راہ پر لگ جائیں" بھی کہا گیا ہے۔ (القرآن۔درمنثور۔تفسیر قرطبی۔احسن البیان)

سوال: روزے کس مہینے میں فرض ہوئے اور ان کے لیے کیا حکم آیا؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۵ میں ہے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ رمضان کے مہینے میں قرآن نازل کیا گیا پھر حکم ہوا: شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ "پس جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اسے ضرور روزے رکھنے چاہئیں۔"

(القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفہیم القرآن۔فتح الحمید)

سوال: قربانی کرنے کا حکم بھی ۲ ہجری میں نازل ہوا۔ بتایئے کس آیت میں؟

جواب: پارہ ۳۰ سورۃ الکوثر آیت ۲ میں ہے: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ؀ "پس آپ اپنے رب کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔" (القرآن۔تفسیر ماجدی۔تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ کی ایذا رسانی کے باوجود ہجرت کے ابتدائی ایام میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کس طرح لڑنے سے منع فرمایا؟

جواب: پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۷۷ میں ہے: كُفُّوْٓا اَیْدِیَكُمْ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ "اپنے ہاتھ روکے رکھو اور نماز قائم رکھو۔" اور پہلا پارہ سورۃ بقرہ آیت ۱۰۹ میں حکم ہوا: فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ "پس تم اس وقت تک معاف کرتے رہو جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے۔"

(القرآن۔تفسیر قرطبی۔تفسیر احسن البیان۔تفسیر الکشاف)

سوال: بتایئے جہاد کا حکم کب اور کیسے آیا؟

جواب: جب مشرکین مکہ نے مدینہ میں بھی چین نہ لینے دیا تو ۲ ہجری میں جہاد کا حکم آیا۔ پارہ ۱۷ سورۃ الحج آیت ۳۹ میں ہے: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ط وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ن o الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ط "لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ جو اپنے گھروں سے محض اس لیے نکالے گئے کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔" پھر پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۱۹۳ میں حکم ہوا: قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ط "اور لڑو ان کافروں سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور حکم رہے خدا تعالیٰ ہی کا۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: غزوۂ بدر سے پہلے مسلمانوں کے لیے کیا حکم نازل ہوا؟

جواب: پارہ ۴ سورۃ النساء آیت ۲۰۰ میں فرمایا گیا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o "اے ایمان والو! خود صبر کرو۔ اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لیے تیار رہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ تاکہ تم پورے کامیاب رہو۔" (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن۔ درمنثور)

سوال: کفارِ مکہ شیخی مارتے ہوئے جنگ (بدر) کے لیے نکلے تھے۔ مسلمانوں کو کیا نصیحت کی گئی؟

جواب: پارہ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۴۷ میں مسلمانوں کو فرمایا گیا: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط "اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے شیخی مارتے اور لوگوں کے دکھانے کے لیے نکل آئے۔ اور ان کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔" (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ معارف القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: جنگ بدر سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کیا انعامات کیے؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۱۱ میں بتایا گیا ہے: اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ وَ یُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ "اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اونگھ طاری کر دی اپنی طرف سے چین دینے کے لیے اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعے تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسے دور کر دے۔ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔"

(القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر فتح القدیر۔ روح البیان)

سوال: اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر شروع ہونے سے پہلے مسلمانوں کو کفار کی تعداد کیسے دکھائی؟

جواب: پارہ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۴۳ میں بتایا گیا ہے: اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَ لَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ "وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب میں آپ کو وہ لوگ (مشرکین) کم دکھائے اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو وہ لوگ زیادہ دکھا دیتا تو تمہاری ہمتیں ہار جاتیں اور اس امر میں تم میں باہم اختلاف ہو جاتا۔"

(القرآن۔ تذکرۃ الانبیاء۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ فتح المجید)

سوال: جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد کی تھی۔ کس طرح؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ ۸ آیت ۱۲ میں ہے: اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ "وہ وقت یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ۔ میں ابھی کفار کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔ سو تم ان (کافروں) کی گردنوں پر خوب ضرب لگاؤ اور ان کافروں کی ہر ایک پور اور جوڑ

پر چوٹ مارو۔" (القرآن۔تذکرۃ الانبیاء۔تفسیر ضیاء القرآن۔فتح الحمید)

سوال: جنگ بدر میں مدمقابل آنے والے دو گروہوں کے بارے میں قرآن نے کیا کہا ہے؟

جواب: پارہ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۱۳ میں فرمایا گیا ہے: قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ "یقیناً ان دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے کے مقابل تھے تمہارے لیے بڑی عبرت آموز نشانی تھی۔(ان میں سے) ایک جماعت تو اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی تھی اور دوسرا فریق کافروں کا تھا۔"

(القرآن۔تفسیر قرطبی۔تفسیر احسن البیان۔تفسیر عثمانی)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر شروع ہونے سے پہلے کفار کی طرف مٹی پھینکی اس کا ذکر کس آیت میں ہے؟

جواب: پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۱۷ میں ہے: فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ "پس تم نے ان کافروں کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور جس وقت آپ نے ان کی طرف خاک کی مٹھی پھینکی تو وہ آپ نے نہیں بلکہ وہ اللہ نے پھینکی تھی۔ (القرآن۔تفسیر ابن کثیر۔تفہیم القرآن۔سیرت انبیائے کرام)

سوال: جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں پر کیا رحمت خداوندی ہوئی؟

جواب: جنگ میں پانسہ پلٹ گیا تو مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ بہت سے صحابہؓ شہید ہوئے تاہم جانثاران رسول نے کم تعداد کے باوجود مشرکین کو پھر سے مار بھگایا۔ تاہم صدمے کا رخ بدلنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں پر سکینہ نازل فرمایا جس کا ذکر پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۵۴ میں ہے: ثُمَّ أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّن بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنكُمْ ۖ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ "پھر تم پر اتارا تنگی کے بعد امن کو جو اونگھ تھی کہ ڈھانک رہی تھی بعضوں کو تم میں سے اور بعضوں کو فکر پڑ رہا تھا اپنی جان کا، خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال، جاہلوں

جیسے۔" (القرآن۔ تیسیر القرآن۔ تفسیر فتح القدیر۔ تفسیر ماجدی)

سوال: ۳ ہجری میں شراب کی ممانعت کا حکم آیا۔ اس کے مختلف انداز کون سے تھے؟

جواب: پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۹ میں پہلا حکم آیا: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا "لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ ان دونوں میں گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں۔ لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے فائدے سے بہت بڑھا ہوا ہے۔" پھر حکم آیا پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۴۳ میں ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ۝ "اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو اس وقت تک جب تک تم زبان سے جو کچھ کہتے ہو سمجھنے نہ لگو نماز کے قریب نہ جاؤ۔" پھر حکم آیا پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۹۰۔۱۰ میں ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ "اے ایمان والو! واقعی بات یہ ہے کہ شراب اور جوا اور بتوں کے تھان اور فال نکلوانے کے تیر یہ سب ناپاک کام شیطان کے ہیں۔ لہٰذا ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔" (القرآن۔ تفسیر قرطبی۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ماجدی)

سوال: ۵ ہجری میں پردے کا حکم نازل ہوا۔ کون سی آیات میں؟

جواب: قرآن حکیم میں کئی جگہ پر پردے کے متعلق واضح ہدایات دی گئی ہیں۔ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۹ میں ہے: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۖ "اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور دوسرے مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی چادریں اوپر سے اوڑھ کر تھوڑی سی منہ کے آگے لٹکا لیا کریں۔ اس سے وہ جلدی پہچان لی جائیں گی۔" پھر صحابہ کو حکم ہوا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۖ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ

قُلُوْبِهِنَّ ''اور جب ان (بیبیوں) سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو۔ یہ بات تمہارے اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔'' پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۵۳۔ اسی طرح پارہ ۱۸ سورۃ النور آیت ۳۱ میں فرمایا گیا: وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ''(اے محمد ﷺ) مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور بجز اس (چہرے، ہاتھ اور پاؤں) کے جو خود بخود ظاہر رہتے ہیں۔ اپنی زینت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ اور ان کو چاہیے کہ اپنے دوپٹوں سے اپنے گریبانوں کو چھپائے رکھیں۔''

(القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن۔ تفہیم القرآن)

سوال: غزوہ خندق یا احزاب ۵ ہجری میں اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ کس طرح بیان فرمایا ہے؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۱۰-۱۱ میں بتایا گیا ہے: اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ''جب چڑھ آئے (کفار) تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ پر طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اس موقعہ پر ایمان والوں کی آزمائش کی گئی اور وہ نہایت سختی سے ہلائے گئے۔'' (القرآن۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: غزوہ خندق میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جو غیبی مدد فرمائی اس کا ذکر کس آیت میں کیا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۹ میں فرمایا گیا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ''اے ایمان والو! اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد

کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے۔ پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی۔ اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر قرطبی۔ تفسیر الکشاف)

سوال: صلح حدیبیہ سے پہلے حضور ﷺ کو خواب میں عمرہ کی بشارت دی گئی تھی جو ۷ ہجری میں پوری ہوئی۔ اس خواب کے بارے میں فرمان خداوندی کیا ہے؟

جواب: ٦ ہجری میں حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس کا ذکر پارہ ۲٦ سورۃ الفتح آیت ۲۷ میں ہے: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیْنَ لا مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَکُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ ط "بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سچا خواب دکھایا جو واقع کے مطابق ہے کہ تم ضرور مسجد حرام میں انشاء اللہ امن و امان کے ساتھ داخل ہو گے۔ اپنے سر منڈواتے ہوئے اور بال کترواتے ہوئے۔ اور تمہیں کسی طرح کا خوف نہ ہو گا۔" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر کشف الرحمٰن۔ تفسیر ضیاء القرآن)

سوال: جن صحابہؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی ان سے کس طرح رضامندی کا اظہار ہوا؟

جواب: اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔ پارہ ۲٦ سورۃ الفتح آیت ۱۸ میں ہے: لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ "بیشک اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے راضی ہوا جبکہ وہ ایک درخت کے نیچے آپ ﷺ سے بیعت کر رہے تھے۔" (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر عزیزی۔ تفسیر عثمانی)

سوال: قرآن کریم کی کس آیت میں صلح حدیبیہ کو فتح مبین کہا گیا ہے؟

جواب: پارہ ۲٦ سورۃ الفتح کی پہلی آیت میں ہے: اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا "بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی" (القرآن۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ معارف القرآن)

سوال: فتح مکہ کے موقع پر رسول رحمت ﷺ نے بتوں کو توڑتے وقت کون سی آیت تلاوت فرمائی؟

جواب: آپ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۸۱ تلاوت فرماتے اور چھڑی کی نوک سے بت کی طرف اشارہ فرماتے اور بت اوندھے منہ گر جاتا۔ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ "حق (یعنی اسلام) آیا اور باطل (یعنی شرک) گیا گزرا ہوا۔ اور واقعی باطل تو ہے ہی مٹنے والی چیز۔" آپ پارہ ۲۲ سورۃ السباء کی آیت ۴۹ بھی تلاوت فرما رہے تھے جس میں ہے: قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ○ "آپ کہہ دیجئے کہ حق آچکا اور باطل کی چلت پھرت ختم ہو گئی۔"
(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ سیرۃ النبی ﷺ رحمۃ اللعالمین)

سوال: جنگ حنین ۸ ہجری میں لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی کیفیت کس طرح بیان فرمائی ہے؟

جواب: پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۲۵ میں اس کیفیت کا اس طرح ذکر ہے: لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ○ "بلاشبہ اللہ نے لڑائی کے اکثر مقامات پر تمہاری مدد کی ہے۔ اور خاص کر حنین کے دن بھی جبکہ تم اپنی کثرت تعداد پر خوشی کے مارے پھول گئے تھے۔ مگر وہ کثرت تمہارے کام نہ آئی۔ اور تم پر زمین باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو گئی۔ پھر تم کافروں کو پیٹھ دکھا کر پیچھے ہٹ گئے۔" (القرآن۔ تفہیم القرآن۔ فتح الحمید۔ بیان القرآن)

سوال: اللہ تعالیٰ نے جنگ حنین میں مسلمانوں کی کس طرح مدد فرمائی؟

جواب: پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۲۶ میں ہے: ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط "اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر اور مسلمانوں پر اپنی طرف سے تسکین اور تسلی نازل فرمائی۔ اور ایسے لشکر بھیجے جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔ اور کافروں کو سخت سزا دی۔"
(القرآن۔ تفسیر کشف الرحمن۔ کنز الایمان۔ فتح الحمید)

سوال: ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ قرآن

حکیم کی کس سورۃ میں اس کی طرف اشارہ ہے؟

جواب: پارہ ۳۰ سورۃ النصر کی آیات ۱-۲ میں ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ "(اے محمد ﷺ) جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آ پہنچے اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتا دیکھ لیں۔"

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر قرطبی۔ کنزالایمان)

سوال: غزوۂ تبوک ۹ ہجری میں ہوا۔ اسی سال مسجد ضرار کو آگ لگا دی گئی۔ بتایئے کیوں؟

جواب: پارہ ۱۱ سورۃ التوبہ آیت ۱۰۷ میں ہے: وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفْرًا وَّ تَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ ○ "اور کچھ منافق وہ ہیں جنہوں نے اس غرض سے ایک مسجد بنا کھڑی کی کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کو تقویت دیں اور اہل ایمان میں تفریق پیدا کریں اور اس مسجد کو اس شخص کا اڈا مقرر کریں جو ایک عرصے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے برسر پیکار ہے۔ وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر یوں کہیں گے کہ ہمارا مقصد تو سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں تھا اور اللہ گواہ ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔"

(القرآن۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر ماجدی۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: بتایئے حجۃ الوداع کے موقع پر کون سی آیت نازل ہوئی تھی؟

جواب: پارہ ۶ سورۃ المائدہ کی آیت ۳ نازل ہوئی: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ "آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا۔"

(القرآن۔ تفہیم القرآن۔ تفسیر ضیاء القرآن۔ تفسیر حقانی)

سردار انبیاء ﷺ اور محدثین، مفسرین و مؤرخین

سوال: بتایئے علماءِ یہود رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بارے میں کیا بتایا کرتے تھے؟

جواب: حضرت زیدؓ بن ثابت کا بیان ہے کہ قبیلۂ بنونضیر اور بنو قریظہ کے علماء رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ کی تمام علامات کو بیان کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جب سرخ رنگ کا ستارہ طلوع ہوا تو بتلایا کہ آپ ﷺ کے ظہور کی علامت ہے۔ یقیناً آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ آپ کا اسم مبارک احمد اور آپ کی ہجرت گاہ کا نام یثرب ہے۔ مگر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان ہی یہود نے آپ ﷺ پر حسد کیا اور آپ کا انکار کیا اور کافر بن گئے۔ (ترجمان السنہ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ سیرت انبیائے کرام)

سوال: خیبر کے یہودی آپ ﷺ کے وسیلے سے کس طرح دعا مانگا کرتے تھے؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبیلہ غطفان اور یہود میں آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے جنگ ہوئی تو خیبر کے یہودی اپنی کامیابی کے لیے یوں دعا مانگتے تھے: "خدایا! ہم تجھ سے اس نبی امی ﷺ کا واسطہ دے کر دعا مانگتے ہیں جن کے متعلق تو نے فرمایا ہے کہ وہ آخرالزماں ہوں گے کہ تم ہم کو فتح و نصرت عطا فرما۔" (ذکر رسول ﷺ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: محمد ﷺ کے معنی ہیں تعریف کیا ہوا۔ آپ کا سلسلۂ نسب کیا ہے؟

جواب: خاتم النبیین ﷺ کا سلسلہ نسب ہے۔ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبدمناف (مغیرہ) بن قصی (زید) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (عامر) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُدد بن مقوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروغ بن راعو بن غیبر بن عمیر بن شالخ بن ارفخشد بن

سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن مہلیل بن قینان بن یانش بن شیث بن آدم علیہم السلام۔ (سیرت ابن ہشام۔ قصص القرآن)

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کے جد امجد تھے آپ کہاں رہتے تھے؟

جواب: آپ عراق کے شہر اور UR کے باشندے تھے۔ ہجرت کر کے پہلے حران آئے۔ پھر فلسطین اور مصر میں رہے اور پھر واپس فلسطین تشریف لے گئے۔

(تاریخ العرب رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ تاریخ ارض القرآن)

سوال: رسول اکرم ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ بتایئے آپ کو ذبیح اللہ کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے۔ والدہ کا نام ہاجرہ تھا۔ آپ کے والد نے اللہ کے حکم سے آپ کو قربان کیا لیکن اللہ نے آپ کی جگہ جانور بھیج دیا۔ اس لیے آپ کو ذبیح اللہ کہا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ)

سوال: قریش نبی آخر الزمان ﷺ کا قبیلہ تھا۔ بتایئے قریش کس کی اولاد میں سے ہیں؟

جواب: یہ قبیلہ کنانہ سے اور فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کی اولاد میں سے تھے جو آگے آ کر مختلف شاخوں میں تقسیم ہو گئے۔ (الاستیعاب۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ طبقات)

سوال: ہاشم کی نسل سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کا انتخاب فرمایا۔ ہاشم کون تھے؟

جواب: آپ کلاب کے بیٹے اور حضور ﷺ کے پانچویں جد امجد قصی کے سب سے بڑے بیٹے عبد مناف کے بیٹے تھے۔ ان کا اصلی نام عمرو تھا۔

(سیرت رسول عربی۔ الرحیق المختوم۔ قصص القرآن)

سوال: ہاشم کے ذمے سقایت اور رفادت یعنی حاجیوں کو پانی پلانا تھا ان کو مکہ میں کیا مقام حاصل تھا؟

جواب: ہاشم کا تمام قبیلوں میں احترام تھا اور انھیں عمرو العلا کہا جاتا۔ آپ کی پیشانی میں نور محمدی چمکتا تھا۔ (ثمرہ رسول مقبول ﷺ۔ انوار محمدیہ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: جناب عبدالمطلب کو حضور اقدس ﷺ کے دادا ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ ان کا اصل نام اور کام بتا دیجئے؟

جواب: ان کو شیبہ اور شیبۃ الحمد بھی کہتے تھے۔ ان کا اصل نام عامر تھا۔ سر کے سفید بالوں کی وجہ سے شیبہ کہا جانے لگا۔ ان کے ذمے سقایہ اور رفادہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا تھا اور مکہ کے لوگوں کے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ کرتے۔

(حیات رسالتمآب ﷺ۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ سیرت المصطفےٰ ﷺ)

سوال: غار حرا میں سب سے پہلے جناب عبدالمطلب کو خلوت و عبادت گزاری کا شرف حاصل ہوا۔ بتایئے آپ کا دین کیا تھا؟

جواب: جناب عبدالمطلب دین حنیف کے پیروکار تھے اور توحید پر قائم تھے۔

(سیرۃ المصطفےٰ ﷺ۔ رحمۃ للعالمین۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: چاہ زم زم جناب عبدالمطلب نے تلاش کیا۔ آپ نے اس وقت کیا نذر مانی اور اسے کیسے پورا کیا؟

جواب: انہوں نے نذر مانی کی خدا دس بیٹے دے گا تو ایک کو خدا کی راہ میں قربان کر دوں گا۔ قربانی کا قرعہ لاڈلے بیٹے اور حضور ﷺ کے والد جناب عبداللہ کے نام نکلا۔ عزیزوں کی مخالفت پر فیصلہ ہوا کہ جناب عبداللہ کے بدلے اونٹوں کی قربانی دی جائے۔ چنانچہ سو اونٹوں کی قربانی دی گئی۔ جناب عبداللہ کو بھی ذبیح اللہ کہا جاتا ہے۔

(شرف النبی ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے یمن کے گورنر ابرہہ نے مکہ پر کب حملہ کیا اور اس کا کیا انجام ہوا؟

جواب: رسول رحمت ﷺ کی ولادت باسعادت سے پچاس یا پچپن دن پہلے ماہ محرم میں فروری کے آخر یا مارچ کے شروع میں ابرہہ نے مکہ پر ہاتھیوں سے حملہ کیا۔ اس

نے صنعاء یمن میں خانہ کعبہ کی شکل کا پتھروں سے گرجا گھر بنایا اور لوگوں کو کعبے کی بجائے وہاں جانے کا حکم دیا۔ آخر اس نے بیت اللہ کو گرانے کا ارادہ کیا۔ اس نے بیت اللہ کا محاصرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے پرندوں سے اس پر حملہ کرا دیا جس سے لشکر تباہ ہو گیا۔ (معارج النبوت۔ محمد الرسول اللہ ﷺ۔ سیرۃ النبی ﷺ)

سوال: حضور ﷺ کے والد اور جناب عبدالمطلب کے بیٹے جناب عبداللہؓ کیسے تھے؟

جواب: آپ کی والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں سب سے زیادہ خوبصورت، پاکدامن اور لاڈلے تھے۔ ذبیح کہلاتے تھے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا میں دو ذبیحوں کی اولاد ہوں۔ ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے آپ کے والد حضرت عبداللہ۔

(سیرۃ النبویہ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

سوال: حضرت عبداللہؓ کی شادی بنو زہرہ کے سردار وہب کی بیٹی آمنہؓ سے ہوئی۔ بتائیے آپ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے پچیس سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور نابغہ جعدی کے مکان میں دفن ہوئے۔ اکثر مورخین کے بقول اس وقت ابھی حضور اقدس ﷺ کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔ بعض کے نزدیک آپ ﷺ ان کی وفات سے دو ماہ پہلے پیدا ہوئے۔ (سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرۃ النبویہ۔ فقہ السیرۃ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ)

سوال: خاتم الانبیاء ﷺ کا ننھیالی سلسلۂ نسب بتا دیجئے؟

جواب: محمد ﷺ بن آمنہؓ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب۔ حضرت آمنہ کا نسب حضور ﷺ کے اجداد میں کلاب سے جا ملتا ہے۔ آپ ﷺ کے باپ کی طرف سے چھ پشت اور ماں کی طرف سے پانچ پشتوں میں یہ دونوں خاندان کلاب پر جا کر مل جاتے ہیں۔

(سیرت احمد مجتبیٰ ﷺ۔ شجرۂ رسول مقبول ﷺ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: حضرت آمنہؓ کی والدہ کا نام برہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔ حضرت آمنہ کی چند خوبیاں بتا

دیں؟

جواب: آپ نسب میں افضل، پاکیزہ اور طیب، پرہیزگار اور خدا پرست۔ حسن و جمال میں یکتا۔ نیک اور پارسا عظیم اور بلیغ، حسن صورت اور حسن سیرت کے ساتھ شرافت اور اخلاق میں بھی بلند درجہ رکھتی تھیں۔

(سیرت وطاتیہ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ سیرت المصطفے ﷺ)

سوال: بتایئے حضرت عبداللہؓ اور حضرت آمنہؓ کا نکاح کب اور کہاں ہوا؟

جواب: ان دونوں باسعادت ہستیوں کا نکاح جمادی الآخر کی پہلی تاریخ کو پیر (دوشنبہ) کے دن مکہ میں ہوا۔ (حیات طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: حضرت آمنہؓ کے ہاں سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: حضور اقدس ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول عام الفیل۔ بمطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء بمطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکری بروز پیر صبح صادق کے وقت ہوئی (بعض مؤرخین ۹ ربیع الاول بھی بتاتے ہیں)۔ اس روز ۱۸ قوت ۱۲۱۹ بخت نصری، ۱۸ ماہ سے ۴۰ جلوس نوشیروانی تھا۔ آپ کی ولادت موسم بہار میں مکہ کے محلے سوق اللیل کے ایک گھر میں ہوئی۔ (رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ تاریخ خضری۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ)

سوال: رسول پاک ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت آمنہؓ نے فرمایا: ”جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محل روشن ہو گئے۔" بتایئے اس وقت اور کیا ہوا تھا؟

جواب: آپ ﷺ کی ولادت کے وقت بعض واقعات کا ظہور ہوا۔ ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ مجوس کا آتش کدہ بجھ گیا۔ بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا اور اس کے گرجے منہدم ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ سیرت محمدیہ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: بعثت نبوی سے پہلے عرب کے لوگوں کا مذہب کیا تھا؟

جواب: عرب کے عام باشندے دین ابراہیمی کے پیروکار تھے۔ پھر بنو خزاعہ کا سردار عمرو

بن لحی شام سے ہبل کا بت لے آیا اور اسے خانہ کعبہ میں نصب کر دیا۔ اس طرح بت پرستی شروع ہو گئی۔ لات، مناۃ، عزیٰ بھی عرب کے بڑے بت تھے۔ ود، سواع، یعوق اور نسر کی بھی پوجا کی جاتی۔ اس طرح مکہ میں اہل جاہلیت کا دین شرک اور بت پرستی ہو گیا تھا۔ (طبقات۔ سیرۃ النبویہ۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ اسد الغابہ۔ الوفا)

سوال: مشرکین مکہ نے بت پرستی کی وجہ سے کون سی رسومات اختیار کر رکھی تھیں؟

جواب: مشرکین اپنے بتوں کے پاس مجاور بن کر بیٹھتے انہیں پکارتے اور ان کی پناہ ڈھونڈتے۔ بتوں کے لیے نذرانے اور قربانیاں پیش کرتے۔ بتوں کا حج اور طواف کرتے۔ انہیں سجدہ کرتے۔ کھانے پینے کی چیزیں اور پیداوار کا ایک حصہ بتوں کے لیے مخصوص تھا۔ کھیتی اور چوپائے کے لیے مختلف قسم کی نذر مانتے تھے۔ بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم کا آغاز بھی عمرو بن لحی نے کیا تھا۔

(طبقات۔ سیرت محمدیہ۔ تاریخ عرب۔ بخاری۔ تاریخ اسلام)

سوال: بتائیے مشرکین عرب میں کون سے اعتقاد اور کون سی بدعات تھیں؟

جواب: وہ تیروں سے فال نکالتے۔ کاہنوں، عرافوں اور نجومیوں کی خبروں پر ایمان رکھتے اور بدشگونی کرتے۔ جوا کھیلتے اور جوئے کے تیر استعمال کرتے تھے۔ انہوں نے دین ابراہیمی میں بہت سی بدعات کو شامل کر دیا تھا۔ وہ کہتے ہم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں کوئی ہمارے برابر نہیں۔ حج کے دنوں میں عرفات نہیں جاتے تھے بلکہ مزدلفہ میں افاضہ کرتے تھے۔ احرام کی حالت میں گھی اور پنیر بنانا درست نہ سمجھتے تھے۔ بیرون حرم کے باشندوں کی لائی چیز کھانا درست نہ سمجھتے تھے۔ بیرون حرم کے باشندوں کو حکم دیا کہ وہ پہلا طواف قریش سے حاصل کیے گئے کپڑوں میں کریں۔ قریش احرام کی حالت میں گھر کے اندر دروازے کی بجائے سوراخ کر کے اس میں سے داخل ہوتے۔ (تاریخ ارض القرآن۔ زاد المعاد۔ سیرۃ النبویہ۔ تاریخ العرب)

سوال: عرب میں مشرکین کے علاوہ دوسرے دین کون سے تھے اور کن علاقوں میں تھے؟

جواب: جزیرۃ العرب کے مختلف علاقوں میں دین ابراہیمی اور مشرکین کے علاوہ یہودیت،

مسیحیت، مجوسیت اور صابیت بھی تھے۔ یہودی قبیلے زیادہ تر یثرب، خیبر اور تہامہ میں آباد تھے۔ یمن میں بھی یہودی آباد تھے۔ یمن پر ۳۴۰ء میں حبشی اور رومی عیسائیوں نے قبضہ کیا تو یہاں عیسائیت پھیلی۔ مجوسی مذہب کو زیادہ تر اہل فارس کے ہمسایہ عربوں میں فروغ ملا۔ عراق عرب، بحرین، ہجر اور خلیج عربی کے ساحلی علاقوں میں یہ لوگ آباد تھے۔ صابی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کلدانی قوم کا مذہب تھا۔ قدیم زمانہ میں شام اور یمن کے بہت سے باشندوں کا مذہب تھا۔

(رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ تاریخ ارض القرآن۔ تاریخ طبری۔ احتیاط)

سوال: عرب کے باشندوں کی دینی حالت ظہور اسلام سے قبل کیا تھی؟

جواب: دین ابراہیم کے دعویدار شرک شریعت سے دور اور گناہوں سے بھرے ہوئے تھے۔ یہودی مذہب ریا کاری بن گیا تھا۔ عیسائیت نے اللہ اور انسان کو عجیب طرح سے خلط ملط کر دیا تھا۔ باقی ادیان کے ماننے والوں کا حال بھی مشرکین جیسا تھا۔

(سیرۃ الحلبیہ۔ تاریخ اسلام کامل۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: ظہور اسلام سے قبل جزیرۃ العرب کے لوگوں کی معاشرتی حالت کیا تھی؟

جواب: وہاں کی آبادی مختلف طبقوں میں تقسیم تھی۔ ہر طبقے کے حالات مختلف تھے۔ کہیں عورت کو خود مختاری دی جاتی تھی تو کہیں عورت محکوم تھی۔ بدکاری، بے حیائی اور فحش کاری عام تھی۔ کبھی زبردستی عورت کو حرم میں داخل کر لیا جاتا تھا۔ متعدد بیویاں رکھی جاتیں۔ باپ کے طلاق دینے یا وفات پر بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے بھی نکاح کر لیتا۔ طلاق کا اختیار مرد کو تھا۔ لڑکیوں کو رسوائی اور خرچ کے خوف سے زندہ دفن کر دیا جاتا۔ بچوں کو فقر و فاقہ کے ڈر سے مار ڈالتے۔ ایک دوسرے قبائل کے خلاف جنگیں ہوتیں جو کئی کئی سال جاری رہتیں۔ اقتصادی حالت اور امن و امان کی حالت بھی بہتر نہ تھی۔ جھوٹ بولنا، دھوکا دینا اور دوسرے کا مال زبردستی چھین لینا عام تھا۔ تاہم عرب معاشرے میں کچھ اچھے اخلاق بھی تھے جو خاص طور پر خاندان کے سربراہوں میں پائے جاتے تھے۔ ان میں کرم و سخاوت، وفائے عہد، خودداری و

عزت نفس، عزم و ہمت، حلم و بردباری اور بدوی سادگی جیسے اچھے اخلاق موجود تھے۔

(الرحیق المختوم۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: حضور اقدس ﷺ کی رسم عقیقہ ساتویں دن ہوئی سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی تقسیم کی گئی۔ بتایئے آپ کا نام کیا رکھا گیا؟

جواب: آپ ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد ﷺ رکھا اور والدہ حضرت آمنہؓ نے احمد ﷺ نام رکھا۔ محمد ﷺ کے معنی ہیں جس کی دنیا میں تعریف کی گئی ہو اور احمد ﷺ کے معنی ہیں بہت زیادہ تعریف کرنے والا۔

(سیرت ابن اسحاق۔ رسول رحمت ﷺ۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ خصائص الکبریٰ)

سوال: حضور ﷺ کی برکت سے مکہ میں قحط سالی ختم ہوگئی۔ بتایئے آپ کو دودھ کس نے پلایا تھا؟

جواب: سب سے پہلے آپ کی والدہ حضرت آمنہؓ نے پھر ابولہب کی لونڈی ثوبیہؓ نے کچھ دن دودھ پلایا۔ پھر آپ کو اس مقصد کے لیے حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے حوالے کیا گیا۔ جنہوں نے آپ کو تقریباً دو سال دودھ پلایا۔

(زاد المعاد۔ دریتیم ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرت حلبیہ)

سوال: بتایئے رضاعت کے دوران حضور ﷺ کی برکات کے کون سے واقعات رونما ہوئے؟

جواب: سواری کے جانور کا تیز چلنا۔ حلیمہ سعدیہؓ کے دودھ میں اضافہ۔ جانوروں کے دودھ میں اضافہ۔ کھیت سرسبز ہو گئے۔ قحط سالی خوشحالی میں بدل گئی۔

(رسالتمآب۔ سیرت محمدیہ۔ سیرت سرورِ عالم ﷺ۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ)

سوال: بچپن میں بھی حضور ﷺ تندرست تھے۔ اس وقت آپ کی عادات کریمانہ کیسی تھیں؟

جواب: آپ ﷺ کوئی چیز بائیں ہاتھ سے نہ پکڑتے اور بسم اللہ کہہ کر پکڑتے۔ کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہیں کی۔ کبھی کپڑوں میں بول و براز نہ کیا۔ کبھی آپ کا ستر ننگا نہ ہوا۔ (مدارج النبوۃ۔ حبیب خدا ﷺ۔ خصائص الکبریٰ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: بتایئے آپ ﷺ کے شق صدر کا پہلا واقعہ کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: ولادت کے چوتھے یا پانچویں سال یہ واقعہ ہوا۔ اس وقت آپ دوبارہ حلیمہ سعدیہؓ کے پاس تھے۔ (طبقات۔الرحیق المختوم۔سیرۃ النبویہ۔صحیح مسلم)

سوال: نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: والدہ آپ ﷺ کو ساتھ لے کر مدینہ طیبہ میں بنو نجار کے خاندان میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئیں۔ ایک ماہ قیام کے بعد واپسی پر مدینہ کے قریب ابوا کے مقام پر بیمار ہوئیں اور انتقال فرمایا۔ اور اسی جگہ دفن ہوئیں۔ والدہ نے آپ ﷺ کی عمر مبارک کے چھٹے سال انتقال کیا۔ (سیرۃ النبویہ۔ وفاء الوفا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ فقہ السیرۃ)

سوال: والدہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلبؓ نے آپ کی پرورش کی۔ بتایئے دادا کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا تھا اور وہ کیا فرمایا کرتے تھے؟

جواب: دادا عبدالمطلب اور دادی ہالہ بنت وہیب بھی آپ کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آتے۔ اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہتے اور بڑوں کی طرح احترام کرتے۔ دادا بیت اللہ کے سائے میں اپنی مسند پر حضور ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھاتے اور اکثر فرماتے: ”بخدا اس کی شان نرالی ہے۔ اس کو وہ شرف حاصل ہوگا جو نہ کسی عربی کو پہلے ملا، نہ آئندہ ملے گا۔“ انہوں نے اپنے بیٹے ابو طالب سے بھی کہا کہ اس بچے کی حفاظت و نگرانی کرو۔ (الرحیق المختوم۔ سیرت رحلانیہ۔ طبقات۔ سیرت المصطفےٰ ﷺ)

سوال: رسول رحمت ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے کب اور کہاں وفات پائی؟

جواب: آپ نے ایک سو دس سال کی عمر میں (ایک سو چالیس یا اسی میں بھی بتائی جاتی ہے) مکہ میں وفات پائی جنوں کے دامن میں اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ اس وقت رسول رحمت ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال تھی۔

(سیرت رحلانیہ۔ انوار محمدیہ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: دادا کی وفات کے بعد حضور کے چچا جناب ابو طالب اور چچی نے آپ ﷺ کی کفالت کی۔ جناب ابو طالب کی چند خوبیاں بتا دیجئے؟

جواب: وہ عبدالمطلب کے بعد قریش کے سردار رہے۔ بڑے تاجر، کریم النفس، سخی، بااثر اور معزز تھے۔ حاجیوں کو کھانا کھلاتے اور پانی پلاتے تھے۔ فراخ دل اور بہادر تھے۔ حضور کی چچی حضرت فاطمہؓ بنت اسد حضرت علیؓ کی والدہ اور حضرت فاطمۃ الکبریٰؓ کی خوشدامن تھیں۔ (صحابیات۔ سیرت ابن اسحاق۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: بتایئے آقائے نامدار ﷺ کے شق صدر کا دوسرا واقعہ کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: یہ واقعہ دس سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں پیش آیا تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور دل آب زم زم سے دھو کر شفاف کر دیا گیا۔ (سیرت رسول عربی ﷺ۔ تفسیر ابن کثیر۔ تواریخ حبیب الہ۔ خزینہ معارف)

سوال: جناب ابو طالب کو حضور اقدس ﷺ سے کس قدر محبت تھی؟

جواب: وہ حضور ﷺ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ چاہتے تھے۔ اپنے ساتھ سلاتے اور جہاں جاتے تھے ساتھ لے جاتے۔ دستر خوان پر بھی حضور ﷺ کے بغیر نہ بیٹھتے۔ جب تک زندہ رہے حضور ﷺ کی حمایت اور حفاظت کی۔

(سیرت حلبیہ۔ رسالتمآب ﷺ۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: حضور ﷺ نے پہلا سفر والدہ کے ساتھ چھ سال کی عمر میں مدینہ کا کیا تھا۔ آپ نے بعثت سے پہلے اور کتنے اور کہاں کے سفر کیے؟

جواب: نبوت سے پہلے آپ بارہ سال کی عمر میں جناب ابو طالب اور حارث بن عبدالمطلب کے ساتھ شام گئے (بعض سیرت نگاروں نے آپ کی عمر نو سال، گیارہ سال اور تیرہ سال یا چودہ سال بھی بتائی ہے)۔ دوسری مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ تجارتی سفر پر شام گئے جبکہ عمر مبارک بیس سال تھی۔ تیسری مرتبہ تجارت کی غرض سے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا مال لے کر شام گئے۔

(سیرۃ النبی ﷺ۔ الرحیق المختوم۔ سرور عالم ﷺ کے سفر مبارک۔ محمد رسول اللہ ﷺ)

سوال: شام کے پہلے سفر میں بصریٰ کے مقام پر نصرانی راہب بحیرہ سے ملاقات ہوئی تو اسے کیسے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟

جواب: بحیرہ نے بتایا کہ درخت اور پتھر آپ کو سجدہ کرتے تھے اور یہ چیزیں نبی کے علاوہ اور کسی انسان کو سجدہ نہیں کرتیں۔ پھر میں انہیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں۔ جو کندھے کے نیچے ہے۔ اور ہم انہیں اپنی کتابوں میں بھی پاتے ہیں۔ اس نے پیش گوئی کی کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور رسول ہیں اور یہ کہ آپ سید العالمین ﷺ ہیں۔ اللہ آپ کو رحمۃ اللعالمین ﷺ بنا کر بھیجے گا۔ راہب کا اصل نام برجیس بتایا گیا ہے۔

(المواہب اللدنیہ۔ سیرت رسول ﷺ۔ سیرت المختار۔ حیات محمد ﷺ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: بتایئے نبی اکرم ﷺ نے بچپن میں کس جنگ میں حصہ لیا؟

جواب: دور جاہلیت میں جنگ فجار لڑی گئی۔ ایک طرف قریش اور بنو کنانہ تھے اور دوسری طرف بنو قیس، عیلان اور بنو ہوازن تھے۔ یہ لڑائی سال میں چند روز مگر مسلسل چار سال تک جاری رہی۔ حضور ﷺ جنگ فجار ثانی میں اپنے چچاؤں کے اصرار پر شریک ہوئے آپ انہیں تیر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔ آپ کی عمر حرب فجار اول کے وقت دس سال اور حرب فجار ثانی کے وقت چودہ سال تھی۔

(طبقات۔ زاد المعاد۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت حلبیہ)

سوال: حضور ﷺ نے اپنے چچاؤں حضرت زبیر اور حضرت عباسؓ کے ساتھ کب اور کہاں کا سفر کیا؟

جواب: حضور ﷺ نے اپنے چچا زبیر کے ساتھ یمن کی طرف پہلا سفر سولہ، سترہ یا انیس سال کی عمر میں کیا۔ بعض آپ کی عمر تیرہ سال بھی بتاتے ہیں۔ آپ نے یمن کا دوسرا سفر حضرت زبیر اور حضرت عباس کے ہمراہ سولہ سال کی عمر میں کیا۔

(حیات رسالتمآب ﷺ۔ سرور عالم ﷺ کے سفر مبارک۔ محمد رسول اللہ ﷺ)

سوال: جنگ فجار کی خونریزی کے بعد حلف الفضول کا معاہدہ ہوا۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک کیا تھی؟

جواب: یہ عہد دو مرتبہ ہوا۔ آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے اور جنگ فجار کے بعد جب آپ کی عمر بیس سال تھی۔ حضرت زبیرؓ نے اس معاہدے کی تحریک پیش کی اور بنی

ہاشم، بنی تیم، بنی عبدالمطلب، بنی زہرہ اور بنی حارث کے سرداروں نے عبداللہ بن جدعان کے گھر جا کر مظلوم کی حمایت کا عہد کیا۔ چونکہ یہ معاہدہ تین اشخاص فضل بن فضالہ، فضل بن وداعہ اور فضل بن حارث نے مرتب کیا تھا اس لیے اس کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔ حضور ﷺ بھی اس معاہدے میں شریک تھے اور پیر کرم شاہ کی تحقیق کے مطابق آپ نے اس معاہدے کی تجویز پیش کی تھی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے اس معاہدے کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر دور اسلام میں مجھے اس عہد و پیمان کے لیے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا۔

(سیرۃ الحلبیہ۔ طبقات۔ الرحیق المختوم۔ المواہب اللدنیہ۔ ضیاء النبی ﷺ)

سوال: رسول کریم ﷺ نے تئیس سال کی عمر میں باقاعدہ تجارت کا آغاز کیا اور بیس سے پچیس سال کی عمر تک قریش پر آپ کے اوصاف حمیدہ عیاں ہو گئے۔ چند اوصاف بتا دیجئے؟

جواب: شرافت، دیانت و امانت، صداقت، حسن اخلاق، نیک نفسی، سنجیدگی و دانش مندی، ضبط نفس، حلم و وقار، عالی حوصلگی، سردارانہ شان جیسے عمدہ اوصاف آپ کی سیرت کا حصہ تھے۔

(سیرت سرور عالم ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین۔ النبی الاطہر ﷺ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: حضور ﷺ نے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ کا مال لے کر شام کا دوسرا تجارتی سفر کیا۔ حضرت خدیجہؓ کون تھیں اور انہوں نے تجارت کے لیے کیا پیشکش کی؟

جواب: حضرت خدیجہؓ مکے کی ایک دولتمند بیوہ خاتون تھیں۔ ان کے مال کی تجارت عرب اور عرب سے باہر ہوتی۔ آپ انتہائی پاک سیرت تھیں اور آپ کا تعلق قریش کے نہایت شریف خاندان سے تھا۔ آپؓ نے حضور ﷺ کو پیش کش کی کہ آپ ان کا مال لے کر تجارت کے لیے ان کے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام جائیں وہ دوسرے تاجروں کو جو کچھ دیتی ہیں اس سے بہتر اجرت آپ کو دیں گی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے غلام میسرہ اور حضرت خدیجہؓ کے ایک رشتہ دار حضرت خزیمہؓ کے ساتھ تجارت کے لیے شام کا سفر کیا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرۃ النبی۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

سوال: اس سفر میں ایک عیسائی راہب نسطورا سے ملاقات ہوئی تو اس نے حضور ﷺ سے کیا کہا؟

جواب: ایک درخت کے نیچے عیسائی راہب نسطورا سے ملاقات ہوئی تو اس نے حضور ﷺ کو نبوت کی بشارت دی اور کہا کہ میں نے آپ کو اس وجہ سے پہچان لیا ہے کہ اس درخت کے نیچے آج تک نبی ہی ٹھہرے ہیں۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ تاریخ اسلام کامل۔ تاریخ طبری۔ طبقات)

سوال: اس تجارت سے حضرت خدیجہ کو دگنا نفع ہوا تو آپ نے کیا فیصلہ کیا؟

جواب: تجارتی فائدے کے علاوہ غلام میسرہ نے بھی آپ ﷺ کے اخلاق، بلند کردار اور امانتدارانہ رویے کی تعریف کی اور بتایا کہ جب دوپہر کو گرمی اور دھوپ ہوتی تو دو فرشتے آتے اور حضور ﷺ پر سایہ کرتے۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنی سہیلی نفیسہ کے ذریعے حضور ﷺ کو شادی کا پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے اپنے چچاؤں سے مشورے کے بعد حضرت خدیجہؓ سے شادی کا فیصلہ کیا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ الرحیق المختوم۔ سیرت حلبیہ)

سوال: بتایئے حضور ﷺ کا حضرت خدیجہؓ سے نکاح کب ہوا۔ خطبہ نکاح کس نے پڑھایا اور اس میں کون لوگ شامل ہوئے؟

جواب: حضور ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر کے چالیس سال میں ۱۹ جمادی الاول بروز پیر کو یہ نکاح ہوا۔ جناب ابو طالب نے نکاح پڑھایا ورقہ بن نوفل اور حضرت خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد نے خطبے دیئے۔ آپ ﷺ نے مہر میں بیس اونٹ دیئے۔ چار سو مثقال پانچ سو مثقال، بارہ اوقیے سونے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ آپ کے چچاؤں کے علاوہ بنی ہاشم اور رؤسائے مضر، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت حلیمہ سعدیہؓ بھی نکاح میں شریک تھیں۔ ولیمہ کے موقعے پر ایک اور بقول بعض دو اونٹنیاں ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔

(مدارج النبوۃ۔ سیرت النبویہ۔ مختصر السیر۔ ضیاء النبی ﷺ۔ سیرت محمدیہ)

سوال: نبی آخر الزمان ﷺ کی تحریک پر کون سی انجمن بنائی گئی؟ اس کے مقاصد کیا تھے؟

جواب: قیام امن و نگرانی حقوق کی انجمن بنائی گئی جس میں بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب، بنو اسد، بنو زہرہ اور بنو تیم شامل تھے۔ اس انجمن کے ممبران نے عہد و اقرار کیا کہ ہم ملک سے بدامنی دور کریں گے۔ مسافروں کی حفاظت کریں گے۔ غریبوں کی امداد کرتے رہیں گے۔ طاقتور کو کمزوروں پر ظلم کرنے سے روکیں گے۔ حضور ﷺ اپنے زمانہ نبوت میں اس انجمن کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج بھی کوئی اس انجمن کے نام سے کسی کو مدد کے لیے بلائے میں سب سے پہلے اس کی امداد کو تیار پایا جاؤں گا۔　(رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق۔ طبقات۔ سیرۃ النبویہ)

سوال: حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم اور ابو ابراہیم تھی۔ بتایئے نبوت سے پہلے آپ کے اوصاف اور سیرت کیسی تھی؟

جواب: سچائی، دیانتداری، وعدے کی پابندی، وفاداری، رحم، عزیزوں کی غمخواری، بزرگوں کی عظمت کا احساس اور چھوٹوں پر شفقت آپ کی زندگی کے چند نمایاں پہلو تھے۔ اچھے کام میں شرکت آپ کی عادت مطہرہ تھی۔ آپ نے شراب کو کبھی منہ نہ لگایا۔ بتوں کا ذبیحہ نہ کھایا اور بتوں کے لیے منائے جانے والے میلوں ٹھیلوں میں کبھی شرکت نہ کی۔ حضرت خدیجہؓ کے بقول آپ درماندوں کا بوجھ اٹھاتے تھے۔ تہی دستوں کا بندوبست کرتے تھے۔ مہمانوں کی میزبانی کرتے تھے اور مصائب و مشکلات میں مدد فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری۔ سیرۃ النبویہ۔ سیرت ابن اسحاق۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کی ضرورت کیوں پیش آئی اور حجر اسود کی تنصیب کا جھگڑا کیسے حل ہوا؟

جواب: بیت اللہ انسانی قد سے کچھ اونچا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانے سے دیواریں نو ہاتھ اونچی تھیں اور اس پر چھت نہ تھی۔ کچھ چوروں نے خزانہ چرا لیا اس

کے علاوہ عمارت شکستہ تھی اور سیلاب سے دیواریں پھٹ گئی تھیں۔ تعمیر مکمل ہو گئی تو حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے حاصل ہو۔ یہ جھگڑا پانچ دن جاری رہا۔ قریش کے سردار ابو امیہ مخزومی نے کہا کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہو گا وہ جھگڑے کا فیصلہ کرے گا۔ دوسرے دن سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک چادر بچھائی، بیچ میں حجر اسود کو اپنے دست مبارک مقررہ جگہ پر رکھ دیا۔ اس طرح نہ صرف یہ جھگڑا حل ہوا بلکہ اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں فیصلہ کرانے کے لیے مقدمے لائے جاتے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال تھی۔

(ہادی اعظم۔ بخاری شریف۔ تاریخ طبری۔ اصح السیر۔ سیرت دحلانیہ)

سوال: رسول کریم ﷺ نبوت سے کچھ عرصہ پہلے کس کیفیت سے گزرے؟

جواب: بعثت سے سات سال پہلے بقول بعض عمر مبارک کے تینتیسویں سال میں ایک نور یا روشنی نظر آئی اور چھ ماہ پہلے سچے خواب دکھائی دیتے تھے۔ جو بات آپ ﷺ خواب میں دیکھتے تھے وہ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی۔ یہ آثار وحی تھے کبھی خواب کی صورت میں ظاہر ہوئے کبھی خیالات کی صورت میں۔

(رحمۃ للعالمین ﷺ۔ عرب کا چاند۔ تاجدار حرم۔ رسول عربی ﷺ)

سوال: حضور اقدس ﷺ نے غار حرا میں کب سے جانا شروع کیا؟ آپ وہاں کیا کرتے تھے؟

جواب: عمر مبارک کے ۳۵ ویں یا ۳۷ ویں سال میں آپ مکہ کے مشرق میں دو میل کے فاصلے پر کوہ حرا کے ایک غار میں تشریف لے جانے لگے۔ چار گز طول اور پونے دو گز عرض کے اس غار میں آپ اللہ کی عبادت کرتے اور غور و خوض فرماتے۔ آنے جانے والے مسکینوں کو کھانا کھلاتے۔ عموماً رمضان المبارک کا پورا مہینہ یا پھر چند

دن بھی گزارتے۔ ستو اور پانی ساتھ لے جاتے۔ کبھی کبھی حضرت خدیجہ ساتھ جاتیں اور قریب ہی کسی جگہ موجود رہتیں۔

(سیرت ابن اسحاق۔ زاد المعاد۔ البدایہ والنہایہ۔ الرحیق المختوم)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ کو کب نبوت عطا ہوئی اور آپ کی عمر مبارک کیا تھی؟

جواب: آپ ﷺ کو ۹ ربیع الاول ۴۱ میلادی بمطابق ۱۲ فروری ۶۱۰ء بروز پیر آپ کو نبوت ملی۔ بعض رمضان میں کہتے ہیں اور ان کے بقول وحی کا آغاز ۲۱ رمضان بمطابق ۱۰ اگست ۶۱۰ء بروز پیر ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ کی عمر مبارک قمری حساب سے چالیس سال چھ مہینے بارہ دن اور شمسی حساب سے انتالیس سال تین مہینے بائیس دن تھی۔

(رحمۃ للعالمین ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ الرحیق المختوم۔ سیرت سرور عالم ﷺ نبی رحمت)

سوال: حضرت جبرائیل علیہ السلام خاتم الانبیاء ﷺ کے لیے وحی لاتے تھے۔ بتایئے پہلی وحی میں انہوں نے حضرت محمد ﷺ کو کیا پیغامات دیئے؟

جواب: حضرت جبرائیل علیہ السلام غار حرا میں آئے اور آپ ﷺ سے فرمایا۔ اقراء یعنی پڑھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے آپ کو آغوش میں لے کر زور سے دبایا پھر چھوڑ کر کہا اقراء یعنی پڑھو۔ پھر دبایا اور چھوڑ دیا۔ جب تیسری مرتبہ ایسا ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا پڑھوں۔ اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے وحی کی آیات پڑھائیں جو سورۃ العلق کی چند آیات تھیں۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا: ''محمد ﷺ! بشارت قبول فرمایئے آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔'' پھر وہ آپ ﷺ کو وضو اور نماز سکھا کر اور کچھ راز بتا کر غائب ہو گئے۔

(حیات محمد ﷺ۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ بخاری شریف۔ رسالتمآب۔ زاد المعاد)

سوال: اس واقعے کے بعد آپ ﷺ پر کیا رد عمل ہوا اور آپ ﷺ کے اور حضرت

خدیجہؓ کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

جواب: آپ گھر تشریف لائے اور خوف سے لیٹ گئے۔ آپ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: "مجھے چادر اوڑھا دو" پھر جب ذرا سکون ہوا تو فرمایا: "میں ایسے واقعات دیکھتا ہوں کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے۔ میں زندہ نہیں بچوں گا۔" حضرت خدیجہؓ نے کہا: "قطعاً نہیں۔ بخدا آپ کو اللہ تعالیٰ رسوا نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ تہی دستوں کے لئے بندوبست کرتے ہیں۔ مہمانوں کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر اعانت کرتے ہیں۔"

(بخاری شریف۔ مدارج النبوۃ۔ مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔ طبقات)

سوال: حضرت خدیجہؓ کا چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل عیسائی راہب تھا اور عربی اور عبرانی زبان پر عبور رکھتا تھا۔ بتائیے حضرت خدیجہؓ نے اس سے کیا کہا اور اس نے کیا جواب دیا؟

جواب: حضرت خدیجہؓ نے اس سے کہا: "چچا! ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنو یہ خوفزدہ ہیں۔" اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "بھتیجے! بتائیے آپ نے کیا دیکھا؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام واقعہ بیان فرمایا تو اس نے کہا: "یہ تو وہی ناموس ہے جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش میں اس وقت توانا ہوتا۔ میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا لوگ مجھے نکال دیں گے؟" ورقہ نے کہا: "ہاں جب بھی کوئی اس طرح کا پیغام لایا تو اس سے دشمنی کی گئی۔"

(طبقات۔ البدایہ والنہایہ۔ بخاری شریف۔ سیرت حلبیہ۔ سیرت دحلانیہ۔ سیرت ابن اسحٰق)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کب اور کس طرح اسلام کی طرف بلایا؟ سب سے پہلے کون اسلام لایا؟

جواب: پہلی وحی سے نبوت کا آغاز ہو گیا تھا مگر رسالت کا آغاز دوسری وحی سے ہوا جب لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے کا حکم ہوا۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ

الکبریٰ، آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، آزاد بچوں میں آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ، غلاموں میں حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بن حارثہ اور آزاد کردہ لونڈی حضرت ام ایمن نے اسلام قبول کیا۔

(مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ زاد المعاد)

سوال: اسلام کے ابتدائی دور میں خفیہ تبلیغ کیسے اور کہاں ہوتی تھی؟ بتایئے اس عرصے میں کتنے لوگ مسلمان ہوئے؟

جواب: ابتدائی دور میں تبلیغ پوشیدہ طور پر ہوتی اور مسلمان مکے کی مختلف گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے شہر مکہ کے کنارے پر کوہ صفا کے نشیب میں حضرت ارقمؓ کا ایک مکان تجویز فرمایا۔ مسلمان اکثر اس میں رہتے اور عبادت کرتے تھے۔ حضور ﷺ وہیں تشریف لے جا کر ان کو تعلیم دیتے تھے۔ خفیہ تبلیغ کا یہ سلسلہ تین سال تک جاری رہا۔

(حیات رسالتمآب ﷺ۔ تاریخ اسلام۔ محمد رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: خفیہ تبلیغ کے بعد قرابت داروں کو دعوت اسلام دینے کا حکم ہوا تو سید الانبیاء ﷺ نے کس طرح تبلیغ فرمائی؟

جواب: آپ ﷺ نے حکم خداوندی کے مطابق اپنے رشتہ داروں کو جمع کیا۔ ان میں بنی ہاشم کے علاوہ بنی مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت بھی تھی۔ کل پینتالیس لوگ تھے۔ پہلی مرتبہ ابولہب کے گفتگو کرنے کی وجہ سے آپ خاموش رہے۔ پھر خاندان کے افراد کو دوبارہ جمع کیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: رہنما اپنے گھر کے لوگوں سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تمہاری طرف خصوصاً اور لوگوں کی طرف عموماً اللہ کا رسول ہوں۔ بخدا! تم لوگ اسی طرح موت سے دوچار ہو گے جیسے سو جاتے ہو۔ اور اسی طرح اٹھائے جاؤ گے جیسے سو کر جاگتے ہو۔ پھر جو کچھ تم کرتے ہو اس کا تم سے حساب لیا جائے گا۔ اس کے بعد یا

تو ہمیشہ کے لیے جنت ہے یا ہمیشہ کے لیے جہنم۔"

(طبقات۔ الرحیق المختوم۔ رسالتمآب ﷺ۔ سیرت محمدیہ ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: سرور عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلے عام تبلیغ کا حکم ہوا تو آپ نے لوگوں کو کس طرح جمع کیا اور کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور قریش کے قبیلوں کو نام لے کر پکارا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ بعض خود آئے، بعض نے اپنے نمائندے بھیجے۔ آپ نے فرمایا: اے عبدالمطلب کی اولاد! اے فہر کی اولاد! اگر میں کہوں کہ اس طرف پہاڑ کے دامن میں دشمن کی فوج جمع ہے اور تم پر حملہ آور ہونا چاہتی ہے تو تم میری خبر پر یقین کر لو گے؟" سب نے بیک آواز کہا، ہاں! کیونکہ آپ نے ہمیشہ سچ بولا ہے۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں ایک شدید ترین عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اے قریش کی جماعت! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ! اپنے آپ کو آگ سے بچا لے۔ بخدا اللہ کے عذاب سے میں تمہیں بالکل بچا نہیں سکوں گا۔ ہاں تمہارے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہے۔ جہاں تک ہو سکا دنیا میں اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔" لوگوں نے اس پر آپ ﷺ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ بعض لوگ آپ کو مارنے کے لیے دوڑے۔

(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ سیرت رسول عربی۔ مدارج النبوۃ)

سوال: مشرکین مکہ کی مخالفت کے بعد رسول خدا ﷺ نے تبلیغ دین کے لیے کیا طریقہ اختیار فرمایا؟

جواب: آپ نے سب کو کھلے عام سمجھانا شروع کیا۔ گلی کوچوں میں توحید کی خوبیاں بتائیں۔ بتوں، پتھروں اور درختوں کی پوجا سے منع فرماتے۔ برائیوں سے روکتے۔ عرب میں عکاظ، مجنہ اور ذی المجاز کے میلے بہت مشہور تھے۔ دور دور سے لوگ یہاں آتے۔ آپ ﷺ ان مقامات پر جاتے اور لوگوں کو اسلام اور توحید کی دعوت دیتے۔

(رحمۃ للعالمین ﷺ۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت حلبیہ۔ طبقات ابن سعد)

سوال: حضور ﷺ کے چچا ابولہب نے حضور ﷺ کو کوہ صفا پر تبلیغ کے دوران بددعا دی تھی جس پر سورہ لہب نازل ہوئی اور ابولہب کا انجام بھی بدترین ہوا۔ بتایئے وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کس طرح کرتا تھا؟

جواب: وہ حج کے دنوں میں لوگوں کے ڈیروں اور عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز کے بازاروں میں آپ ﷺ کے پیچھے لگا رہتا۔ آپ ﷺ دین کی تبلیغ کرتے تو یہ کہتا اس کی بات نہ ماننا، یہ جھوٹا بددین ہے۔" (مسند احمد۔ ترمذی۔ الرحیق المختوم۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: کفار کی مخالفت اور تکلیف دہ کاروائیوں کا کیا ردعمل ہوا؟

جواب: لوگوں میں آپ ﷺ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور وہ آپ سے مل کر متاثر ہوتے۔ واپس گھروں کو جاتے تو دوسرے لوگوں کو آپ کے بارے میں بتاتے۔ اس طرح پورے عرب میں آپ ﷺ کا چرچا ہو گیا۔

(نبی رحمت ﷺ۔ الرحیق المختوم۔ طبقات۔ سیرۃ النبویہ)

سوال: قریش نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ محاذ آرائی کے لیے کون سے انداز اختیار کیے؟

جواب: محاذ آرائی کی ایک صورت تو یہ تھی کہ وہ ہنسی، ٹھٹھا مذاق، تحقیر وتضحیک، استہزاء اور تکذیب سے مسلمانوں کو بددل کر کے ان کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کرتے۔ حضور ﷺ پر الزام لگا کر آپ کو پریشان کرتے۔ دوسری صورت یہ تھی کہ آپ کی تعلیمات کو مسخ کرتے۔ شکوک وشبہات پیدا کرتے۔ جھوٹا پراپیگنڈہ کرتے، تعلیمات وشخصیات پر اعتراض کرتے۔ تیسری صورت یہ تھی کہ گزرے ہوئے واقعات اور افسانوں سے قرآن پاک کا مقابلہ کر کے لوگوں کو الجھاتے۔ اور محاذ آرائی کی چوتھی صورت سودے بازیاں اور لالچ دینا تھی۔

(تاریخ طبری۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق۔ رسالتمآب ﷺ)

سوال: کفار مکہ نے جناب ابوطالب سے حضور ﷺ کی شکایت کی تو انہوں نے حضور ﷺ کو کیسے سمجھایا؟ آپ ﷺ نے کیا جواب دیا؟

جواب: سرداران قریش عتبہ، شیبہ، ابو سفیان، ابو جہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور اسود بن مطلب نے جناب ابو طالب سے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ اپنے بھتیجے کو منع کر دیں یا ہمارے درمیان سے ہٹ جائیں۔ جناب ابو طالب نے سرداران قریش کو نرمی سے سمجھا بجھا کر واپس کر دیا اور حضور ﷺ نے تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ قریش نے دوبارہ شکایت کی تو جناب ابو طالب نے رسول اکرم ﷺ سے کہا، آپ مجھے اور اپنے آپ کو تکلیف نہ دیں۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے چچا! تم نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی لا کر رکھ دیں تو میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا۔ یا تو اللہ کا دین غالب آ جائے گا یا میں ہلاک ہو جاؤں گا۔'' جناب ابو طالب نے کہا، بھتیجے! میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم اپنا کام کیے جاؤ۔

(تاریخ طبری۔ ہادی کونین۔ سیرۃ النبویہ۔ رحمۃ للعالمین ﷺ)

سوال: بتایئے قریش مکہ کس طرح حضور ﷺ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے تھے؟

جواب: کوئی آپ کو کاہن کہتا، کوئی دیوانہ، کسی نے شاعر یا جادوگر مشہور کر دیا، اور آپ ﷺ پر آوازے کستے تھے۔ (سیرت رسول عربی ﷺ۔ طبقات۔ تاریخ طبری۔ سیرت رحمانیہ)

سوال: کفار مکہ نے حضور اقدس ﷺ اور بعض دوسرے مسلمانوں کو کیا لالچ دیا؟

جواب: ایک قریشی سردار عتبہ بن ربیعہ نے حضور ﷺ سے کہا اگر نئے دین سے آپ کا مقصود مال ہے تو ہم آپ کو اتنا مال دے دیتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے۔ اگر عزت و شرف چاہتے ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اگر آپ بیمار ہیں تو آپ کا علاج کروا دیتے ہیں۔ آنحضرت نے عتبہ کو سورۃ حم السجدہ کی آیات سنائیں۔ وہ سنتا رہا۔ پھر کہا، آپ جانیں اور آپ کا کام۔ ایک مشرک نضر بن حارث نے چند لونڈیاں خرید رکھی تھیں۔ جب وہ کسی شخص کے بارے میں سنتا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی طرف مائل ہے تو اس پر ایک لونڈی مسلط کر دیتا جو اسے کھلاتی پلاتی اور گانے سناتی یہاں تک کہ اس کا جھکاؤ اسلام کی

طرف نہ رہتا۔ تاہم جو ایک مرتبہ مسلمان ہو جاتا وہ ان کے فریب میں نہ آتا۔

(فتح القدیر۔ الرحیق المختوم۔ زاد المعاد۔ سیرت النبویہ۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

سوال: بتایئے قریش مکہ نے رسول رحمت ﷺ کو عبادت میں اشتراک کے لیے کیا تجویز پیش کی؟

جواب: انہوں نے حضور ﷺ کو تجویز پیش کی کہ ایک سال آپ ان کے معبودوں کی پوجا کریں اور ایک سال وہ آپ کے رب کی عبادت کریں۔ اسود بن مطلب، ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور عاص بن وائل نے حضور ﷺ سے کہا، اے محمد ﷺ! آؤ جسے تم پوجتے ہو اسے ہم بھی پوجیں۔ اور جسے ہم پوجتے ہیں اسے تم بھی پوجو۔ اس طرح ہم اور تم اس کام میں مشترک ہو جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ قل یا ایھا الکافرون نازل فرمائی۔

(رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ تفسیر ابن کثیر۔ سیرت ابن اسحاق۔ طبقات)

سوال: قریش کی تمام کوششیں بیکار ہوئیں تو حضور ﷺ کو تبلیغ دین سے روکنے کے لیے سرداران مکہ نے کیا قرارداد منظور کی؟

جواب: قریش کے پچیس سرداروں نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا سربراہ ابولہب تھا۔ کمیٹی نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ اسلام کی مخالفت پیغمبر اسلام کی ایذا رسانی اور اسلام لانے والوں پر ظلم و تشدد کیا جائے۔

(سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ سیرت حلبیہ۔ الشفاء)

سوال: سرداران مکہ اور بعض دوسرے قریش نے رسول اللہ ﷺ پر کس طرح ظلم کیا اور آپ ﷺ کو کس انداز سے پریشان کیا؟

جواب: کوہ صفا پر آپ ﷺ کو مارنے کے لیے پہلا پتھر ابولہب نے اٹھایا تھا۔ پھر وہ حج کے دنوں میں مختلف موقعوں پر آپ ﷺ کو پتھر مار کر لہولہان کر دیتا تھا۔ اس نے حضور ﷺ کے صاحبزادے عبداللہ کی وفات پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا ”محمد ﷺ ابتر ہو گئے ہیں۔“ بعثت سے پہلے حضور ﷺ کی دو بیٹیوں حضرت

رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کی شادی ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہوئی تھی۔ بعثت کے بعد اس نے سختی سے دونوں کو طلاق دلوادی۔ ابو لہب کی بیوی ام جمیل آنحضرت کے دروازے پر اور راستوں میں کانٹے ڈال دیتی۔ حضور ﷺ کے خلاف بدزبانی کرنا، فتنے کی آگ بھڑکانا اور حضور ﷺ کی ہجو کرنا اس کا شیوہ تھا۔ عتبہ بن ابی معیط نے نماز کی حالت میں آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان اونٹ کے اوجھ رکھ دی جسے حضرت فاطمہؓ نے آکر اتارا۔ ایک مرتبہ اس نے آقا ﷺ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر کھینچا جسے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دھکا دے کر پیچھے ہٹایا۔ ابولہب، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء اور ابن الاصداء آپ ﷺ کے ہمسائے تھے یہ دیواروں پر سے حضور ﷺ کے گھر میں پتھر اور گندگی پھینکتے تھے۔ ابی بن خلف آپ کو طعن و تشنیع کرتا اور بددعائیں دیتا۔ اس کے متعلق سورۃ الھمزہ نازل ہوئی۔ اخنس بن شریق بھی آپ کو ستانے والے مشرکوں میں شامل تھا۔ ابوجہل حضور ﷺ کو اذیتیں دینے والوں میں پیش پیش تھا۔ تمام منصوبوں میں شریک ہوتا۔ آقا ﷺ کو پتھر مارتا، مذاق اڑاتا، اپنی باتوں سے اذیت دیتا۔ اور نماز سے روکتا۔

(القرآن۔ سیرۃ النبی۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ)

سوال: بتایئے مشرکین مکہ دوسرے مسلمانوں کو کس طرح ستاتے اور ان پر کیا ظلم کرتے تھے؟

جواب: حضرت عثمانؓ کو ان کا چچا کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیتا تھا۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر کو اسلام لانے پر ان کی والدہ نے گھر سے نکال دیا۔ امیہ بن خلف حضرت بلالؓ کو بھوکا پیاسا دھوپ میں ڈال دیتا۔ شدید دوپہر میں پتھریلے کنکروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا۔ امیہ ان کی گردن میں رسی ڈال کر لڑکوں کو دیتا اور وہ انہیں پہاڑوں میں گھماتے پھرتے۔ حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو آگ میں جلایا جاتا سخت دھوپ میں پتھریلی زمین پر لے جا کر تپش دیتے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کی

والدہ حضرت سمیہؓ کو ابوجہل نے ایک چوراہے میں تماشائیوں کے ہجوم میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ حضرت خباب بن الارتؓ کے سر کے بال نوچے جاتے اور سختی سے گردن مروڑتے۔ کئی بار دہکتے انگاروں پر لٹا کر اوپر پتھر رکھ دیا جاتا۔ زنیرہؓ، نہدیہؓ اور ام عبیسؓ لونڈیاں تھیں۔ مسلمان ہوئیں تو مشرکین مکہ کے ہاتھوں سنگین سزاؤں سے دوچار ہوئیں۔　(الرحیق المختوم۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا۔ طبقات)

سوال: نبوت کے چھٹے سال حضرت حمزہؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ایمان لائے۔ بتایئے آپ کے مسلمان ہونے سے کیا فائدہ ہوا؟

جواب: اس سے پہلے مسلمان چھپ کر اور گھاٹیوں میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس دونوں حضرات کے اسلام لانے سے مسلمان کھلے بندوں بیت اللہ میں نماز پڑھنے لگے

(زاد المعاد۔ طبقات۔ سیرت النبویہ۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ رحمۃ للعالمین ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تین ہجرتیں ہوئیں۔ بتایئے یہ کون سی ہجرتیں تھیں کب اور کیوں ہوئیں؟

جواب: مسلمانوں نے دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کی طرف۔ پہلی ہجرت نبوت کے پانچویں سال رجب میں بمطابق ۶۱۵ء ہوئی جس میں بارہ مرد اور چار عورتیں حبشہ گئے۔ دوسری ہجرت نبوت کے چھٹے سال ہوئی جس میں تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں حبشہ ہجرت کر گئیں۔ یہ مختلف اوقات میں واپس آئے زیادہ تر مسلمان فتح خیبر کے موقع پر واپس آئے۔ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو قریش کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تھا کیونکہ حبشہ کا بادشاہ اصحمہ نجاشی رحم دل تھا اور اپنے ہاں ظلم نہیں ہونے دیتا تھا۔ تیسری ہجرت میں اللہ کے حکم سے تمام مسلمان اور حضور اقدس ﷺ خود بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے یہ ہجرت بھی کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر کی گئی۔

(زاد المعاد۔ تذکار صحابیات۔ تاریخ طبری۔ سیرۃ المصطفیٰ ﷺ)

سوال: قریش نے ہر طرف سے ناکامی کے بعد حضور ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو

آپس میں کیا معاہدہ کیا اور اس کے کیا اثرات ہوئے؟

جواب: جناب ابو طالب کو حضور ﷺ کے قتل کے منصوبے کا علم ہوا تو انہوں نے بنو ہاشم کو اور بنو مطلب کو جمع کر کے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کو اپنے شعب (درے) میں لے جاؤ اور ان کی حفاظت کرو۔ قریش نے اس موقع پر معاہدہ کیا کہ بنو ہاشم و مطلب کا سماجی بائیکاٹ کریں گے۔ نہ ان سے شادی بیاہ کریں گے، نہ خرید و فروخت کریں گے، نہ ان کے ساتھ میل جول رکھیں گے، نہ ان کے گھروں میں جائیں گے، نہ ان سے بات چیت کریں گے۔ جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔ نبوت کے ساتویں سال یہ معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ اس بائیکاٹ سے مسلمانوں کو پریشانی ہوئی۔ حالات سنگین ہو گئے۔ غلے اور سامان خورد و نوش کی آمد بند ہو گئی۔ مسلمان پتے اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوکے پیاسے بچوں اور عورتوں کی چیخ و پکار سنائی دیتی۔ حضور ﷺ کی حفاظت کے لیے جناب ابو طالب نے خصوصی انتظامات کیے۔ حج کے دنوں میں حضور ﷺ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ باہر نکلتے اور حج کے لیے آنے والوں کو اسلام کی دعوت دیتے۔ یہ بائیکاٹ تین سال رہا اور نبوت کے دسویں سال اس کا خاتمہ ہوا۔ اس وقت حضور اقدس ﷺ کی عمر مبارک پچاس سال تھی۔

(تاریخ طبری۔ انوار محمدیہ۔ صحیح بخاری و مسلم۔ سیرت محمدیہ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ زاد المعاد)

سوال: بتایئے عام الحزن کون سا سال ہے اور اسے عام الحزن کیوں کہتے ہیں؟

جواب: ۱۰ نبوی کو حضور ﷺ نے عام الحزن یعنی غم کا سال کہا تھا۔ اسی سال جناب ابو طالب کی وفات ہوئی اور پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے بھی رحلت فرمائی۔ اور ان دونوں شخصیتوں کی وجہ سے حضور ﷺ کو بڑا حوصلہ تھا۔ جناب ابو طالب کی وفات کے بعد قریش نے حضور ﷺ کو زیادہ اذیتیں دینی شروع کر دیں۔

(تاریخ اسلام۔ سیرت سرور عالم ﷺ سیرۃ النبی ﷺ۔ رحمۃ للعالمین ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ اسلام کے لیے مکہ سے باہر نکل کر دوسرے لوگوں کو

دعوت دینے کا فیصلہ کیا تو کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: حضور ﷺ نے سب سے پہلے شوال ۱۰ نبوی اواخر مئی یا اوائل جون ۶۱۹ء کو مکے سے تقریباً ساٹھ میل دور طائف کا سفر کیا۔ وہاں قبیلہ ثقیف آباد تھا۔ آپ وہاں دس دن یا ایک ماہ مقیم رہے۔ آپ نے تین سردار بھائیوں عبدیا لیل، مسعود اور حبیب بن عمرو کو دین کی دعوت دی لیکن سب کا ایک ہی جواب تھا کہ ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ پھر انہوں نے شہر کے اوباش نوجوانوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے شور مچایا اور پتھر مار کر آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا۔ آپ نے طائف سے تین میل دور بھائیوں عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں پناہ لی۔ واپسی پر نخلہ کے مقام پر اللہ تعالیٰ نے نصیبین کے جنوں کی ایک جماعت بھیج دی جو قرآن سن کر ایمان لائے۔ اس سفر میں حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بن آپ کے ساتھ تھے۔ پھر حضور ﷺ مطعم بن عدی کی پناہ لے کر مکہ میں داخل ہوئے۔ اسی عرصے میں قبیلہ دوس کے سردار طفیل دوسیؓ، عرب کا مشہور پہلوان رکانہؓ، ازدشنو قبیلہ کا رئیس ضماد ازدیؓ، یثرب کے مشہور خزرجی شاعر سویدؓ بن صامت، یثرب کے باشندے ایاسؓ بن معاذ اور حضرت ابوذر غفاریؓ اسلام لائے۔

(تاریخ اسلام۔ الخصائص الکبریٰ۔ سیرت دحلانیہ۔ تاریخ طبری۔ سیرۃ النبویہ)

سوال: طائف سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے باہر کن قبائل کو دعوت اسلام دی؟

جواب: پہلے قبیلے کندہ کا نام بتایا گیا ہے۔ بعض مورخین قبیلہ بنو ہذیل بن شیبان بھی بتاتے ہیں۔ آپ نے حج کے مختلف موقعوں پر بنو عامر بن صعصعہ، محارب بن خصفہ، فزارہ، غسان، مرہ، حنیفہ، عبس، بنو نصر، بنو البکاء، کلب، حارث بن کعب، عذرہ اور حضارمہ کے پاس بھی تشریف لے گئے۔ لیکن ان میں سے کسی نے اسلام قبول نہیں کیا۔

(ضیاء النبی ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ زاد المعاد۔ تاریخ اسلام۔ رحمۃ للعالمین ﷺ)

سوال: بتایئے مدینے کے لوگوں نے کب مکہ میں آ کر اسلام قبول کیا اور کب حضور اقدس ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی؟

جواب: بیعت عقبہ اولیٰ سے پہلے نبوت کے دسویں سال حج کے موقع پر قبیلہ اوس کے حضرت اسودؓ بن زرارہ اور حضرت ذکوانؓ بن عبد قیس مسلمان ہوئے۔ پھر نبوت کے گیارہویں سال ذی الحجہ کے مہینے میں منیٰ میں عقبہ کے نزدیک قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اس سے اگلے سال عقبہ کے مقام پر مدینے کے گیارہ آدمیوں نے حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی جسے بیعت عقبہ اولیٰ کہا گیا ہے۔ نبوت کے تیرھویں سال بیعت عقبہ ثانی ہوئی جس میں مدینے کے تہتر مرد اور دو عورتیں شامل ہوئیں۔ اس بیعت کو بیعت عقبہ کبریٰ اور بیعت حرب بھی کہا جاتا ہے۔

(الرحیق المختوم۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: معراج کا واقعہ کب ہوا اور اس میں حضور ﷺ نے کہاں کی سیر کی؟

جواب: آپ ﷺ کی عمر مبارک پچاس سال تھی کہ رات کے وقت آپ کو بیداری کی حالت میں روح اور جسم کے ساتھ معراج کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو مسجد حرام سے لے کر گئے تھے۔ اس سیر کے تین حصے ہیں ایک کو اسراء، دوسرے کو معراج اور تیسرے کو اعراج کہا جاتا ہے۔ پہلا مرحلہ مکہ کی مسجد حرام سے شروع ہوا اور بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ پر مکمل ہوا۔ آپ نے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء علیہ السلام کی امامت فرماتے ہوئے نماز پڑھائی۔ آپ ایک براق پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ سفر میں تھے۔ دوسرے مرحلے میں آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہ السلام سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ سب انبیاء علیہ السلام نے آپ کو مرحبا کہا، سلام کیا اور آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔ معراج کے سفر کا تیسرا حصہ اعراج حضور ﷺ کی آخری منزل تھی۔ ساتوں آسمانوں کی سیر کے بعد آپ کو سدرۃ المنتہٰی تک لے جایا گیا۔ پھر آپ کے لیے بیت معمور کو ظاہر کیا گیا اور پھر آخر خدائے رحمان کے دربار میں پہنچایا گیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ سے کلام کیا، ان پر جو کچھ چاہا وحی فرمائی اور پچاس نمازیں فرض کیں جو بعد میں پانچ ہوئی۔

(مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا۔ سیرت ابن اسحاق۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ اسوۂ رسول ﷺ)

سوال: بیعت عقبہ ثانی کے بعد حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ بتایئے کیوں؟

جواب: تین سال کی مشکلات اور مصائب کے بعد ثابت ہو گیا کہ مکہ میں تبلیغ اسلام کی کامیابی مشکل ہے۔ اس لیے مدینہ ہجرت کی گئی۔ ہجرت کے احکام پر جوں ہی مسلمانوں نے ہجرت کی ابتدا کی تو قریش نے ان کی روانگی میں رکاوٹیں کھڑی کرنی شروع کر دیں۔ بیعت عقبہ ثانی کے صرف دو ماہ چند دن بعد مکہ کے اکثر مسلمان ہجرت کر گئے۔ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور کچھ ایسے مسلمان رہ گئے جنہیں قریش نے زبردستی روک لیا تھا۔

(سیرۃ الحلبیہ۔ زاد المعاد۔ رحمۃ للعالمین۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ)

سوال: بتایئے ہجرت مدینہ کے وقت قریش نے کب اور کیسے حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا؟

جواب: بیعت عقبہ ثانی کے تقریباً ڈھائی ماہ بعد ۲۶ صفر ۱۳ نبوی بمطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعرات۔ سہ پہر کے وقت قریش کے دارالشوریٰ دارالندوہ میں قریش نے حضور ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس اجلاس میں قریش کے تمام قبائل کے

نمائندے شریک ہوئے۔ شیطان بھی ایک نجدی بزرگ کی صورت میں اس مجلس میں موجود تھا۔ ابوجہل نے تجویز پیش کی کہ عرب کے ہر مشہور قبیلے سے ایک جوان لیا جائے۔ یہ سب بہادر رات کی تاریکی میں محمد ﷺ کے گھر کو گھیر لیں۔ جب محمد ﷺ صبح کی نماز کے لیے نکلیں تو سب اپنی اپنی تلوار سے وار کریں تاکہ تمام قبیلوں سے قتل کا بدلہ نہ لیا جا سکے۔ شیخ نجدی (شیطان) نے اس تجویز کی تائید کی اور تمام قبیلوں کے سرداروں نے اسے منظور کر لیا۔

(صحیح بخاری، تاریخ طبری۔ سیرت محمدیہ۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ)

سوال: اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے منصوبے کو کس طرح ناکام بنایا اور آپ ﷺ نے کب اور کیسے مدینہ ہجرت کی؟

جواب: حضور اقدس ﷺ کو اس منصوبے کی اطلاع جبرائیل علیہ السلام نے دی اور پھر حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی رقیقہ بنت صیفی نے بھی بتایا۔ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ہجرت مدینہ کی اجازت مل گئی۔ آپ دوپہر کے وقت ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ روانگی کا پروگرام طے کیا اور پھر رات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر لٹا کر آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ ہجرت کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ گھر سے نکلتے وقت آپ نے اللہ کے حکم سے سورۃ یٰسین کی آیت ۹ کی تلاوت فرمائی اور پہرے دار مشرک نوجوانوں کی طرف مٹی پھینکی۔ کوئی بھی مشرک ایسا نہ تھا جس کے سر پر آپ نے مٹی نہ ڈالی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور آپ ﷺ ان کے درمیان میں سے گزر گئے اور حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لیا۔

(صحیح بخاری۔ الرحیق المختوم۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا۔ سیر الصحابہؓ)

سوال: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر سے نکل کر رسول اللہ ﷺ نے کہاں پناہ لی اور پھر مدینہ کیسے پہنچے؟

جواب: آپ نے اپنے ساتھی کے ساتھ مکہ سے چار پانچ میل دور غار ثور پناہ لی۔ تین دن

اور تین راتیں وہاں قیام کیا۔ اس دوران حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ رات کی تاریکی میں کھانا دے جاتیں۔ دن کے وقت عامر بن فہیرہ بکریوں کو لا کر دودھ دے جاتا اور عبداللہؓ بن ابوبکرؓ اہل مکہ کی خبریں بتا جاتے۔ ایک دن قریش مکہ تلاش کرتے غار کے دہانے تک آ پہنچے مگر اللہ کے حکم سے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے اس طرح دونوں ہستیاں محفوظ رہیں۔ چوتھے دن یکم ربیع الاول ۱۳ نبوی بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء بروز دوشنبہ (یکم ربیع الاول اھ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار سے روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن اریقطؓ نے راستہ بتایا۔ عامرؓ بن فہیرہ بھی ساتھ تھے۔ اس سفر میں قدید کے مقام پر ایک خانہ بدوش عورت حضرت ام معبدؓ کے خیمے سے گزر ہوا۔ وہیں بکری سے دودھ حاصل کرنے کا معجزہ ہوا۔ کمزور بکری نے اتنا دودھ دیا کہ گھر کے سارے برتن بھر گئے۔ راستے میں سراقہ بن مالک بن جعشم آپ کو تلاش کرتا ہوا قریب پہنچ گیا۔ پکڑنے کا ارادہ کیا تو گھوڑے سمیت زمین میں دھنس گیا تین مرتبہ ایسا ہوا آخر توبہ کی اور مسلمان ہوا۔ راستے میں ایک اور سردار بریدہ اسلمی نے انعام کے لالچ میں پکڑنے کی کوشش کی آخر متاثر ہو کر مسلمان ہوا۔ مدینے سے دو میل پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے قبا کی بستی میں قیام کیا۔ ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی کو آپ وہاں پہنچے۔ کلثومؓ بن الہدم گھر قیام کیا۔ ۳، ۴، ۱۴، ۱۵ یا ۲۲ دن (۱۴ دن معروف ہے) قبا میں قیام کیا اور یہاں اسلام کی پہلی مسجد قباء بنائی۔ ۱۲ ربیع الاول اور جمعہ کے دن قبا سے مدینہ روانہ ہوئے۔ سو آدمی آپ کے ساتھ ہوئے۔ پہلی نماز جمعہ بنو سالم کے محلے میں ادا فرمائی۔

(زاد المعاد۔ وفا الوفا۔ تاریخ طبری۔ سیرۃ النبی ﷺ)

سوال: مدینہ کے لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کس طرح کیا اور آپ نے کہاں قیام فرمایا؟

جواب: مدینہ کے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے روانگی کی اطلاع مل چکی تھی۔ لوگ روزانہ آپ کی راہ دیکھتے۔ جس دن آپ مدینہ میں داخل ہوئے ایک جشن کا سماں

تھا۔ لوگ ہتھیار سجا کر جمع تھے۔ بنی نجار اور انصار کی چھوٹی بچیاں جنگ اور دف بجا کر ترانہ گا رہی تھیں۔ آپ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے جو اللہ کے حکم سے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے رک گئی جو بنو نجار کے محلے میں تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے ہاں قیام فرمایا۔

(زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق۔ تاریخ اسلام۔ رسالت مآب ﷺ۔ مدارج النبوت)

سوال: مدینہ تشریف آوری کے بعد حبیب کبریا ﷺ نے سب سے پہلے کون سے اہم کام سرانجام دیئے؟

جواب: سب سے پہلے مسجد نبوی تعمیر کی گئی جس کے لیے دو یتیم بچوں سے زمین خریدی گئی۔ پھر مسجد کے مشرقی جانب ازواج مطہراتؓ کے چھوٹے چھوٹے حجرے بنائے گئے۔ آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات قائم کی۔ مدینہ کے یہودیوں کا فتنہ دبانے کے لیے ان سے تحریری معاہدہ میثاق مدینہ کیا۔ مدینہ کے آس پاس کے کافر قبائل سے معاہدے کیے۔

(سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق۔ محمد رسول عربی ﷺ)

سوال: قریش مکہ نے مدینہ میں بھی مسلمانوں کو چین نہ لینے دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو کس طرح پریشان کیا؟ اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: مشرکین نے مسجد حرام کا دروازہ مسلمانوں پر بند کر دیا۔ ابوجہل نے حضرت سعدؓ بن معاذ کو ہجرت کے پہلے سال عمرے کے موقع پر طواف کعبہ کے دوران دھمکی دی۔ قریش نے مدینہ کے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ تم مغرور نہ ہونا کہ مکہ سے صاف بچ کر نکل گئے۔ ہم یثرب پہنچ کر تمہارا ستیاناس کر دیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی یا تو جاگ کر رات گزارتے۔ یا پھر صحابہ کرامؓ باری باری پہرہ دیتے اور ہتھیار لگا کر سوتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ۱ ہجری میں سورۃ الحج کی آیت ۳۹ نازل فرمائی اور جہاد کا حکم ہوا۔

(القرآن۔ تاریخ اسلام کامل۔ صحابہ کرامؓ کا عہد زریں۔ زاد المعاد)

سوال: جنگ کی اجازت ملنے پر رسول اللہ ﷺ نے کیا منصوبہ بندی کی؟

جواب: آپ ﷺ نے دو منصوبے اختیار کیے۔ مکے سے شام جانے والی تجارت شاہراہ تک اپنا تسلط بڑھا دیا۔ اور اس کے ارد گرد قبائل سے دوستی اور جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا۔ دوسرا منصوبہ اس شاہراہ پر گشتی دستے بھیجنے کا تھا۔

(رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ)

سوال: غزوہ جیش اور سریہ میں کیا فرق ہے؟

جواب: وہ لڑائی جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود بنفس نفیس شرکت فرمائی ہو وہ غزوہ کہلاتی ہے۔ جیش بڑے لشکروں کو کہتے ہیں جس کے ساتھ بڑی بڑی لڑائیاں لڑی جاتی ہیں۔ اور سریہ اس دستے کو کہتے ہیں جس میں تھوڑے سپاہی ہوں اور اس میں آپ ﷺ نے شرکت نہ فرمائی ہو۔

(محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ اسلام۔ محمد رسول عربی ﷺ)

سوال: بتایئے غزوہ بدر سے پہلے مسلمانوں کو کون سے سرایا پیش آئے؟

جواب: سب سے پہلے سریہ سیف البحر یا سریہ حمزہؓ رمضان ۱ھ میں پیش آیا۔ مسلمان مہاجرین کی تعداد تیس اور مشرکین کی تین سو تھی۔ عیص کے اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا لیکن قبیلہ جہینہ کے سردار کی کوشش سے جنگ نہ ہوئی۔ اسی سریے میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے پہلا سفید رنگ کا جھنڈا باندھا۔ شوال ۱ھ میں عبیدہؓ بن الحارث کی سرکردگی میں سریہ رابغ یا سریہ عبیدہؓ بن الحارث ہوا۔ اس میں ساٹھ مہاجرین تھے اور مشرکین کے دو سو آدمی جن کا سردار ابوسفیان تھا۔ فریقین نے ایک دوسرے پر تیر چلائے لیکن باقاعدہ جنگ نہ ہوئی۔ ذی قعدہ ۱ھ میں سریہ ضرار یا سریہ سعدؓ بن ابی وقاص ہوا۔ اس میں بیس مسلمان تھے۔ اس میں بھی جنگ نہیں ہوئی۔ رجب ۲ھ میں سریہ نخلہ ہوا جس میں حضرت عبداللہ بن جحش بارہ مہاجرین کے امیر تھے۔ اسی دوران حرام مہینے رجب میں لڑائی ہو گئی مشرکین کا ایک شخص مارا گیا۔ حضور ﷺ نے مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کیا۔

اس سریے میں مال غنیمت بھی ملا جس میں خمس نکالا گیا دو مشرک قیدی بنے۔ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا خمس، پہلا مقتول اور پہلے قیدی تھے۔

(الرحیق المختوم۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ اسلام۔ طبقات۔ غزوات رسول اکرم ﷺ)

سوال: غزوہ بدر سے پہلے کون سے چھوٹے چھوٹے غزوات ہوئے؟

جواب: حضور ﷺ نے سب سے پہلے جس غزوے میں شرکت فرمائی وہ غزوہ ابواء یا غزوہ ودان تھا جو صفر ۲ ھ میں ہوا۔ مسلمانوں کی تعداد ستر تھی اور آنحضرت ﷺ امیر تھے۔ اس مہم کا مقصد قریش کے ایک قافلے کا راستہ روکنا تھا۔ آپ ﷺ ودان تک پہنچے لیکن قافلہ ہاتھ نہ آیا۔

ربیع الاول ۲ ھ میں غزوہ بواط ہوا۔ رسول اللہ ﷺ دوسو صحابہؓ کے امیر لشکر تھے۔ جبکہ مشرکین ایک سو تھے۔ اس غزوہ کا مقصد بھی ایک قافلے کی راہ روکنا تھا۔ حضور ﷺ رضوی کے قریب مقام بواط تک تشریف لے گئے لیکن قافلہ ہاتھ نہ آیا۔

ربیع الاول ۲ ھ ہی میں غزوہ سفوان ہوا اسے غزوہ بدر اولیٰ بھی کہتے ہیں۔ کرز بن جابر فہری نے مشرکین کی تھوڑی سی فوج کے ساتھ مدینے کی چراگاہ پر حملہ کیا اور کچھ مویشی لے گیا۔ حضور ﷺ نے ستر صحابہؓ کے ساتھ اس کا پیچھا کیا۔ حضور ﷺ وادی سفوان تک تشریف لے گئے مگر مشرک ہاتھ نہ آئے۔ جمادی الاول و جمادی الآخر ۲ ھ میں غزوہ ذی العشیرہ ہوا۔ ڈیڑھ سو مہاجرین کے امیر رسول اللہ ﷺ تھے۔ قریش کے ایک قافلے کو روکنا مقصد تھا۔ آپ ﷺ ذی العشیرہ تک پہنچے لیکن قافلہ نکل چکا تھا۔ تاہم اسی واقعے کے بعد جنگ بدر پیش آئی۔

(زاد المعاد۔ سیرۃ النبویہ۔ سیرت ابن اسحاق۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: مسلمان نے جنگ بدر کی فتح کے بعد شوال ۲ ھ میں پہلی عید منائی۔ بتایئے جنگ بدر کب اور کیوں لڑی گئی؟

جواب: یہ اسلام کی سب سے بڑی جنگ یا غزوہ ہے۔ اسے یوم الفرقان بھی کہا گیا ہے۔ یہ جنگ بدر نامی گاؤں میں بدر نامی کنویں کے قریب ۱۷ رمضان بروز منگل (یا

جمعہ) ۲ھ میں لڑی گئی۔ تین سو تیرہ مسلمان تھے جن کے پاس تین گھوڑے (جو بعد میں دو رہ گئے) اور ستر اونٹ تھے۔ لشکر قریش میں ایک ہزار سپاہی تھے۔ جن کے پاس سات سو اونٹ، سو گھوڑے اور تمام جنگی ساز و سامان تھا جبکہ مسلمانوں کے پاس چند تلواریں تھیں۔ قریش کا سردار عتبہ بن ربیعہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کی چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کر شام سے واپس آنے والے تجارتی قافلے کو روکنے کا حکم دیا اس قافلے کا سردار ابو سفیان تھا۔ قریش نے قافلے کو بچانے کے لیے مدینے پر چڑھائی کر دی۔ ادھر قافلہ پہلے ہی بچ نکلا تھا۔

(طبقات۔ البدایہ والنہایہ۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔ غزوات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)

سوال: جنگ بدر کے موقع پر لشکر قریش میں کون سے سردار شامل تھے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن ولید، حارث بن عامر، طعیمہ بن عدی، نضر بن حارث، زمعہ بن اسود، امیہ بن خلف، سہل بن عمرو، عمرو بن عبدود۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جنگ کا چکر لگاتے ہوئے کفار کے سرداروں کی لاشیں گرنے کی ایک ایک جگہ بتائی۔ آپ نشاندہی کرتے تھے اور فرماتے تھے، انشاء اللہ یہاں فلاں گرے گا۔ یہاں فلاں گرے گا۔ (صحیح مسلم۔ جامع ترمذی۔ غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس وقت اور کیسے صف بندی فرمائی؟ آپ کا اپنا خیمہ کہاں تھا؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز صبح کی نماز کے بعد تقریر فرمائی اور صف بندی کا حکم دیا۔ دست مبارک میں ایک تیر تھا جس کے اشارے سے صفیں سیدھی فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا میری اجازت کے بغیر لڑائی نہ کرنا۔ جب مشرکین اکٹھے ہو کر قریب آ ئیں تو تیر چلانا۔ اور جب تک وہ تم پر چھا نہ جائیں تلوار نہ کھینچنا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کی تجویز پر آپ کے لیے اونچی جگہ پر کھجوروں کا ایک سائبان (چھپر) بنا دیا گیا تھا۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات بیدار رہ کر اور

مصروف دعا رہ کر گزاری تھی۔ آپ کی زبان پر یا حی یا قیوم کا ورد تھا۔

(مختصر سیرۃ الرسول ۔ سیرت حلبیہ۔ صحیح بخاری۔ تاریخ ابن کثیر)

سوال: سردار انبیاء ﷺ نے صف بندی کے بعد کیا دعا فرمائی اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: صف بندی کے بعد آپ ﷺ اپنے سائبان کے نیچے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: ''الٰہی! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے پورا فرما۔ الٰہی! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔'' آپ کو اس دعا کے فوراً بعد اونگھ آ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا: ''ابوبکر! خوش ہو جاؤ! یہ جبرائیل علیہ السلام ہماری مدد کے لیے آ گئے ہیں۔'' پھر آپ آیت پڑھتے ہوئے چھپر سے باہر تشریف لائے۔ جس کے معنی ہیں یہ بھیڑ (گروہ) جلد ہی شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گی۔

(طبقات۔ سیرۃ الحلبیہ۔ الرحیق المختوم۔ غزوات النبی ﷺ)

سوال: جنگ بدر کے پہلے شہید حضرت مہجعؓ اور دوسرے شہید حضرت حارثہؓ بن سراقہ تھے۔ جنگ میں اور کیا بڑے واقعات رونما ہوئے؟

جواب: قریش میں سے سب سے پہلے اسود بن عبدالاسد حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر باقاعدہ جنگ سے پہلے عتبہ بن ربیعہ حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں، ولید بن عتبہ حضرت علیؓ کے ہاتھوں اور شیبہ (حضرت عبیدہ بن حارث کو زخمی کرنے کے بعد) حضرت علیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر گھمسان کا رن پڑا تو آنحضرت ﷺ میدان کی طرف بڑھ کر دشمن کے بہت قریب ہو گئے اور سب آپ کی پناہ لیے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے آپ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی لے کر کفار کی طرف پھینکی تھی۔ کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کی آنکھ میں کنکریاں نہ ہوں۔ کافروں کا سردار ابوجہل بھی حضرت عفراء کے بیٹوں معوذ اور معاذ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آنحضرت ﷺ کا ایک اور بڑا دشمن اور حضرت بلالؓ کا آقا امیہ بن خلف بھی قتل ہوا۔ حضرت

عمرؓ کے ہاتھوں عاص بن ہشام قتل ہوا۔ اس جنگ میں ایک ہزار ملائکہ، پھر تین ہزار اور پھر پانچ ہزار ملائکہ مسلمانوں کی مدد کے لیے یکے بعد دیگرے بھیجے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعے مسلمانوں کو اس کی اطلاع بھی دے دی گئی۔ یہ مشرکین کی گردنیں اور ہاتھ پاؤں کاٹتے تھے۔ اس جنگ میں چودہ مسلمان شہید ہوئے جبکہ ستر مشرکین مارے گئے جو زیادہ تر سردار تھے۔

(صحیح بخاری و مسلم۔ بیہقی۔ البدایہ والنہایہ۔ سیرت حلبیہ۔ تاریخ طبری)

سوال: جنگ کے خاتمے کے بعد آپ ﷺ نے مشرکین کو کس طرح مخاطب فرمایا؟

جواب: جنگ کے بعد آپ ﷺ مشرکین کی لاشوں کے پاس آئے اور فرمایا: ''تم لوگ اپنے نبی ﷺ کے لیے کتنا بڑا کنبہ اور قبیلہ تھے۔ تم نے مجھے جھٹلایا جبکہ اوروں نے تصدیق کی۔ تم نے مجھے بے یار و مددگار چھوڑا جبکہ اوروں نے میری مدد کی۔ تم نے مجھے نکالا جبکہ اوروں نے مجھے پناہ دی۔'' آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ تین دن تک بدر میں قیام فرمایا۔ اور پھر تیسرے دن روانگی سے پہلے بدر کے کنویں کے پاس (جس میں مشرکین کی لاشیں ڈال دی گئی تھیں) کھڑے ہو کر سب سرداران قریش اور ان کے باپ کا نام لے کر فرمایا: ''تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی آج اطاعت کرتے تو تمہیں آج خوشی نہ ہوتی۔ ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا اسے ہم نے سچ پایا۔ کیا تم نے بھی دیکھ لیا، اللہ نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ تم نے سچ پایا؟''

(صحیح بخاری۔ سیرت ابن اسحاق۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرۃ حلبیہ)

سوال: بتایئے جنگ بدر کا کیا نتیجہ نکلا اور مسلمانوں کو اس سے کیا فوائد حاصل ہوئے؟

جواب: اس جنگ میں مسلمانوں کو عظیم فتح حاصل ہوئی اور مشرکین کو جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ مدینے میں سب سے پہلے فتح کی خبر حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے سنائی۔ جنگ بدر میں ابن عبداللہ خزاعی یا مغیرہ بن حارث نے مال غنیمت میں مسلمانوں کو دس گھوڑے اور ایک سو پچاس اونٹ ملے۔ دوسرا

سازوسامان بھی ہاتھ آیا۔ صفراء کے مقام پر خمس الگ کر کے باقی مال غنیمت تمام صحابہؓ میں برابر تقسیم کر دیا گیا۔ اسیران بدر کو فدیہ لے کر رہا کیا گیا۔ فدیہ حیثیت کے مطابق لیا گیا۔ کم سے کم ایک ہزار، زیادہ سے زیادہ چار ہزار درہم تھے۔ ناداروں سے دس دس بچوں کو پڑھانے کا کام لیا گیا۔ حضرت عباسؓ بھی اسیر ہوئے۔ وہ دولت مند تھے اس لیے ان سے چار ہزار فدیہ لیا گیا۔ عقیل بن ابی طالب فدیہ نہیں دے سکتے تھے۔ حضرت عباسؓ نے ان کی طرف سے چار ہزار فدیہ دیا۔ اسیران بدر کے پاس کپڑے نہیں تھے۔ حضور ﷺ نے سب کو کپڑے دلوائے۔ جنگ بدر کی فتح کے بعد مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔

(البدایہ والنہایہ۔ صحابہ کرامؓ کا عہد زریں۔ سیرت حلبیہ۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: جنگ بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش بھی کی گئی۔ بتایئے وہ کیسے؟

جواب: قریش کے سردار صفوان بن امیہ نے عمیر بن وہب کو لالچ دے کر حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لیے مدینہ بھیجا۔ وہ زہر آلود تلوار لے کر مدینہ آیا تو مسجد نبوی کے دروازے پر حضرت عمرؓ کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ حضور ﷺ کے سامنے لایا گیا تو کہنے لگا کہ قیدیوں کے لیے آیا ہوں۔ (اس کا بیٹا وہب بن عمیر مسلمانوں کی قید میں تھا)۔ حضور ﷺ نے اس کے اور صفوان کے درمیان ہونے والی گفتگو بتا دی۔ وہ نادم ہوا اور ایمان لے آیا۔

(تاریخ طبری۔ سیرت ابن اسحاق۔ سیرت حلبیہ)

سوال: مسلمانوں کو جنگ بدر کے بعد کون سے سرایا اور غزوات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: شوال دو ہجری میں کدر کے مقام پر غزوہ بنی سلیم پیش آیا۔ دو سو مسلمانوں کے امیر رسول اللہ ﷺ تھے۔ بنو سلیم کے لوگ مدینے پر حملے کی تیاری کر رہے تھے کہ حضور ﷺ نے ان پر دھاوا بول دیا۔ بنو سلیم پانچ سو اونٹ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہودیوں نے ایک مسلمان عورت کی تذلیل کی تو غزوہ بنو قینقاع پیش آیا۔ حضور

ﷺ نے صحابہؓ کے ساتھ شوال ۲ھ میں بنو قینقاع کا محاصرہ کیا۔ پندرہ دن کے بعد بنو قینقاع نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیے کہ حضور ﷺ نے ان کی جان و مال، آل واولاد اور عورتوں کے بارے میں جو فیصلہ کریں گے انہیں منظور ہوگا۔ ان سب کو باندھ دیا گیا۔ عبداللہ بن ابی نے بنو قینقاع کو معاف کرنے کی سفارش کی۔ حضور ﷺ نے معاف فرمادیا مگر حکم دیا کہ وہ مدینے سے نکل جائیں چنانچہ سب شام کی طرف چلے گئے۔ ان کے اموال ضبط کر لیے گئے اور مال غنیمت کے طور پر تقسیم ہوئے۔

ذی الحجہ ۲ھ میں غزوۂ سویق ہوا۔ ابوسفیان دو سو سواروں کے ساتھ مدینے پر حملہ کے لیے نکلا۔ مدینے سے بارہ میل دور نیب نامی پہاڑی کے دامن میں خیمہ زن ہوا۔ ایک دستہ بھیج کر مدینہ کے قریب عریض نامی مقام پر کھجوروں کے درخت کٹوا دیے اور ایک انصاری کو قتل کر دیا۔ آپ ﷺ تیزی سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے لیے نکلے مگر وہ بھاگ گئے۔ حضور ﷺ نے کرکرۃ الکدر تک تعاقب کیا۔

غزوہ ذی امر یا غزوہ غطفان محرم ۳ھ میں رسول اللہ کی زیر قیادت سب سے بڑی مہم تھی جس میں ساڑھے چار سو مسلمانوں نے حصہ لیا۔ بنو ثعلبہ اور محارب کی بہت بڑی تعداد نے مدینہ پر چھاپہ مارنے کی تیاری کی تو حضور ﷺ نے پیش قدمی کی۔ دشمن کو پتہ چلا تو گردو پیش کی پہاڑیوں میں چھپ گئے حضور ﷺ ذی امر تک تشریف لے گئے۔

۱۴ ربیع الاول ۳ھ کو سریہ محمدؓ بن مسلمہ پیش آیا جس میں دشمن اسلام کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا گیا۔ یہ ایک شاعر تھا اور مسلمانوں کی ہجو کرتا اور مشرکین کی مدح سرائی کرتا۔

غزوۂ بحران کے لیے ربیع الآخر ۳ھ میں حضور تین سو سپاہیوں کے ساتھ تشریف لے گئے مگر لڑائی نہ ہوئی۔

سریہ زیدؓ بن حارثہ جمادی الآخر ۳ھ میں ہوا جس کا مقصد عراق کے راستے نجد سے ہو کر شام جانے والے مشرکین کے تجارتی قافلے کو روکنا تھا۔ سو سواروں کے لشکر نے قردہ نامی چشمے پر مشرکین پر اچانک حملہ کیا اور قافلے پر قبضہ کر لیا۔ قافلے کا سردار صفوان بن امیہ۔ اور دوسرے محافظین بھاگ نکلے۔ تین افراد گرفتار ہوئے۔ برتن اور چاندی کی بڑی مقدار ہاتھ آئی۔ یہ غزوۂ احد سے پہلے آخری سریہ تھا۔

(سیرت النبویہ۔ طبقات۔ رحمۃ اللعالمین۔ غزوات النبی ﷺ۔ المغازی)

سوال: جنگ احد کب اور کیوں ہوئی؟

جواب: یہ مسلمانوں اور مشرکین مکہ کے درمیان دوسری بڑی جنگ ہے جو ۱۱ شوال بروز ہفتہ ۳ھ کو مدینے سے تین میل دور میدان احد میں لڑی گئی، سات سو مسلمانوں اور تین ہزار قریش اور حلیف قبائل کے افراد کے درمیان لڑی جانے والی اس جنگ کی بنیادی وجہ جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینا تھا جس میں قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تھے۔ مسلمانوں کے پاس اس جنگ میں صرف پچاس گھوڑے اور سو زرہیں تھیں جبکہ کفار کے پاس سات سو زرہیں۔ دو سو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے۔ اس طرح شتر سوار تین ہزار، گھوڑ سوار دو سو، زرہ پوش سات سو اور تیر انداز ایک سو تھے۔ حضرت عباسؓ نے مکہ سے قریش کے لشکر کی روانگی کے بارے میں حضور ﷺ کو اطلاع دی۔

(سیرت حلبیہ۔ المغازی۔ البدایہ والنہایہ۔ طبقات۔ تاریخ اسلام کامل)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد سے پہلے کیا خواب دیکھا تھا اور آپ نے اس کی کیا تعبیر بتائی؟

جواب: جمعہ کی شب آپ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی مضبوط زرہ ٹوٹ گئی ہے اور تلوار ذوالفقار آپکے ہاتھ میں ہے جس کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے۔ ایک گائے پر نظر پڑی جو ذبح کی جا رہی ہے۔ اور آپ کے پیچھے ایک مینڈھا سوار ہے۔ آپ نے خواب کی تعبیر بیان فرمائی کہ مضبوط زرہ مدینہ ہے۔ تلوار کی شکستگی ذات اقدس پر

مصیبت ہے۔ گائے آپ ﷺ کے صحابہؓ ہیں جو شہید ہوں گے اور مینڈھا کبش الکتیب (طلحہ بن ابی طلحہ) ہے۔ (الرحیق المختوم۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ زاد المعاد۔ سیرت المنتہی)

سوال: جنگ کے بارے میں آنحضرت کی تجویز کیا تھی اور صحابہ کرامؓ کی رائے کیا تھی؟

جواب: آپ ﷺ نے تجویز دی کہ شہر کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ عبداللہ بن ابی نے بھی یہی رائے دی۔ انصار اور مہاجر اکثر صحابہؓ بھی یہی چاہتے تھے تاہم بعض فضلاء صحابہؓ جن میں حضرت حمزہؓ، حضرت سعدؓ بن عبادہ اور نعمان بن مالک بھی شامل تھے وہ جوش جہاد میں شہر سے باہر کھلی جنگ میں حصہ لینا چاہتے تھے۔ جمعہ کے روز آزادی رائے سے یہ اتفاق ہوا کہ مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے۔

(طبقات۔ سیرت ابن اسحاق۔ تاریخ اسلام کامل۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: جنگ احد کے چند خاص واقعات بیان کر دیجئے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ جمعہ کے روز ۳ شوال کو مدینے سے ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی شواط کے مقام سے یہ کہہ کر اپنے تین سو ساتھیوں سمیت واپس چلا گیا کہ حضور نے میری تجویز نہیں مانی۔ احد پہنچ کر سلامی لشکر نے پہاڑ کی وادی کرانہ میں پڑاؤ کیا۔ احد پہاڑ پشت پر تھا اور کوہ عینین بائیں طرف۔ اسلامی لشکر کے جنوب مشرق میں وادی قناۃ کے جنوبی کنارے پر واقع چھوٹی پہاڑی جبل رماۃ (درے) پر حضور ﷺ نے حضرت عبداللہؓ بن جبیر کی سرکردگی میں پچاس تیراندازوں کو متعین کیا اور حکم دیا کہ فتح و شکست کسی صورت میں بھی درے کو نہیں چھوڑنا۔ جنگ کے آغاز میں قریش کی عورتوں نے صفوں میں گھوم کر اور دف بجا کر لوگوں کو جوش دلایا۔ ادھر سے حضرت ابو دجانہ رزمیہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ مشرکین میں سے قبیلہ اوس کا سردار ابو عامر سب سے پہلے لڑائی کے لیے نکلا مگر مسلمانوں کے پتھر کھا کر بھاگ گیا۔ پھر مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ میدان میں آیا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر اس کا بھائی عثمان بن طلحہ حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر اس کا بھائی ابو سعید بن ابی

طلحہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص یا حضرت علیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر طلحہ بن ابی طلحہ کا بیٹا مسافع بن ابی طلحہ حضرت عاصم بن ثابتؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر مسافع کا بھائی کلاب بن طلحہ حضرت زبیرؓ بن العوام کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر اس کا بھائی طلاس بن ابی طلحہ حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس طرح انفرادی مقابلوں میں ایک ہی گھر کے چھ آدمی مارے گئے۔ طلاس کے بعد قبیلہ بنو عبدالدار کا ارطاۃ بن شرجیل حضرت علیؓ یا حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر شریح بن قانط ایک شخص قزمان کے ہاتھوں قتل ہوا۔ پھر اسی کے ہاتھوں ابو زید عمرو۔ اور شرجیل بن ہاشم مارے گئے۔ بنو عبدالدار کے دس افراد مارے گئے تو ابو طلحہ کا حبشی غلام صواب مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں مارا گیا اور پھر عام جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے زور دار حملہ کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اس میں مشرکین کٹ رہے تھے۔ تاہم اسی دوران حضرت حمزہؓ وحشی بن حرب کے ہاتھوں شہید ہوئے اور غسیل الملائکہ حضرت حنظلہؓ شداد بن الاسود کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضرت عمروؓ بن جموح بھی۔

(فتح الباری۔ البدایہ والنہایہ۔ الرحیق المختوم۔ المغازی)

سوال: بتایئے جنگ احد میں مسلمانوں کی فتح کس طرح شکست میں بدل گئی؟

جواب: خالدؓ بن ولید نے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے جبل رماۃ کی طرف سے تین حملے کیے جو مسلمان تیر اندازوں نے ناکام بنا دیے۔ گھمسان کا رن پڑا تو مشرکین میں بھگدڑ مچ گئی۔ عورتیں بھی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے بھاگیں۔ مسلمانوں کو فتح ہوتے دیکھ کر اپنے امیر حضرت عبداللہؓ بن جبیر کے منع کرنے کے باوجود بہت سے مسلمانوں نے درہ چھوڑ دیا اور مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے، صرف ۹ ساتھی ان کے ساتھ رہ گئے۔ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل نے یہ صورت دیکھی تو پیچھے سے حملہ کر دیا۔ بھاگتے ہوئے کفار بھی رک گئے۔ اور مسلمان گھیرے میں آ گئے۔ حضور ﷺ کے پاس صرف نو صحابی سات انصار اور دو مہاجر رہ گئے۔ افراتفری میں حضرت حذیفہؓ کے والد حضرت یمانؓ اپنے ہی مسلمان بھائی کے

ہاتھوں شہید ہو گئے۔ کسی نے آواز لگائی کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ مسلمانوں میں اور سراسیمگی اور بدنظمی پھیل گئی۔ اس طرح مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ (سیرۃ حلبیہ۔ طبقات۔ سیرت ابن اسحاق۔ اصابہ۔ صحیح بخاری)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ کس طرح زخمی ہوئے اور منتشر مسلمان کس طرح اکٹھے ہو گئے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیلی تو مسلمانوں میں بددلی اور بدنظمی پھیل گئی کچھ صحابہؓ نے سوچا اب لڑنا بیکار ہے وہ یا تو بھاگ گئے۔ گئے یا ہتھیار پھینک کر بیٹھ گئے۔ کچھ نے خیال کیا کہ جب حضور ﷺ نہیں تو ہم نے زندہ رہ کر کیا کرنا ہے وہ لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ تیسرے گروہ نے رسول اللہ ﷺ کی فکر کی اور آپ کو تلاش کرنے لگے۔ حضرت کعبؓ بن مالک انصاری نے حضور ﷺ کو سب سے پہلے دیکھا اور زور سے کہا مسلمانو! تم کو بشارت ہو۔ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں۔" یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ اور حضرت زبیرؓ بن العوام کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ حضور ﷺ کی طرف بڑھے۔ جب مشرکین نے آپ کا گھیراؤ کیا تو صرف دو مہاجر اور سات انصار صحابہؓ آپ کے پاس تھے۔ ابن قمیہ نے آنحضرت ﷺ پر حملہ کر کے آپ کو زخمی کر دیا۔ عتبہ بن ابی وقاص، عبداللہ بن شہاب اور ابن قمیہ نے آپ ﷺ پر پتھر مارے۔ عتبہ کے پتھر سے چہرہ مبارک زخمی ہوا اور داہنی طرف کے دو دانت شہید ہو گئے۔ عبداللہ بن شہاب کا پتھر پیشانی مبارک پر لگا۔ ابن قمیہ کا پتھر خود کی جھالر سے ٹکراتا ہوا چہرہ پر لگا جس سے جھالر کی دو کڑیاں رخسار مبارک میں گھس گئیں۔ ابو عامر فاسق نے گڑھے کھدوا رکھے تھے۔ حضور ﷺ ان میں سے ایک میں گر گئے اور گھٹنے مبارک چھل گئے۔ حضرت علیؓ نے ہاتھ مبارک پکڑ کر اور حضرت طلحہؓ نے گود میں لے کر گڑھے سے نکالا۔ خود کی کڑیاں چہرے مبارک سے نکالتے ہوئے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کے دو دانت اتر

گئے۔ (صحیح بخاری۔ سیرت حلبیہ۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ جرنیل صحابہؓ۔ فتح الباری۔ غزوات النبی ﷺ)

سوال: حضور ﷺ چہرے کا خون صاف کرتے ہوئے کیا فرما رہے تھے اور آپ نے کیا دعا فرمائی؟

جواب: آپ فرما رہے تھے، وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو زخمی کر دیا۔ اور اس کا دانت توڑ دیا۔ حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر دعا فرمائی: ''اے اللہ! میری قوم کو بخش دے۔ وہ نہیں جانتی۔ اور اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ نہیں جانتی۔''

(صحیح مسلم۔ کتاب الجہاد۔ غزوات النبی ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: پریشان حال اور منتشر مسلمانوں نے قریش مکہ کا کس طرح مقابلہ کیا؟

جواب: صحابہؓ دیوانہ وار آپ ﷺ کے گرد جمع ہونے لگے اور نئے عزم و ہمت سے مقابلہ کرنے لگے۔ حضرت سعدؓ کو حضور اقدس ﷺ اپنے ترکش کے تیر دیتے تھے۔ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ حضور ﷺ کی طرف آنے والے دشمن کے تیر اپنے ہاتھوں پر روکتے رہے۔ حضرت شماسؓ بن عثمان تلوار کے ساتھ مدافعت کر رہے تھے۔ حضور ﷺ کو بچاتے ہوئے حضرت قتادہؓ بن نعمان کی آنکھ میں تیر لگا اور ڈیلا باہر آ گیا۔ حضور ﷺ نے دست مبارک سے ٹھیک کر دیا۔ گھمسان کی جنگ میں حضور ﷺ نے اسلامی جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا کیا۔ مدافعت اور جانثاری کے باوجود حضور ﷺ پر تلواروں سے ستر مرتبہ حملے ہوئے۔ اس نازک مرحلے میں آپ ﷺ کے ساتھ سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمی تھے روایت ہے کہ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے غیبی امداد کا ایک اور سامان کر دیا۔ وہ یہ کہ چند لمحوں کے لیے غنودگی ان پر طاری کر دی جس سے وہ تازہ دم ہو گئے۔ اور پھر زوردار حملے کیے دشمن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ تاہم اس جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور کفار کے بائیس افراد مارے گئے۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اسی جنگ میں شہید

ہوئے۔ (دائرۃ المعارف، محمد عربی انسائیکلو پیڈیا، سیرۃ النبی ﷺ۔ جنات)

سوال: بتایئے غزوہ احد کے بعد کون سے غزوات اور سرایا ہوئے؟ ان کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: محرم ۴ھ میں سریہ ابو سلمہ ہوا۔ حضرت ابو سلمہ سو مجاہدین کے سپہ سالار تھے۔ خویلد کے دو بیٹے طلحہ اور سلمہ بنو اسد کو حضور ﷺ پر حملے کے لیے اکسا رہے تھے۔ حضرت ابو سلمہؓ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ وہ بھاگ گئے اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

محرم ۴ھ میں ہی عبداللہ بن انیس کی مہم بھیجی گئی۔ خبر ملی تھی کہ خالد بن سفیان ہذلی مسلمانوں پر حملے کے لیے فوج جمع کر رہا ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن انیس خالد کو قتل کر کے اس کا سر کاٹ لائے۔

ماہ صفر ۴ھ میں رجیع کا واقعہ پیش آیا۔ عضل اور قارہ قبائل کے لوگوں کے کہنے پر حضور ﷺ نے دس یا چھ صحابہ کو انہیں قرآن سکھانے کے لیے بھیجا۔ راستے میں رابغ اور جدہ کے درمیان قبیلہ ہذیل کے رجیع نامی کنویں پر دشمن نے دھوکے سے تیروں سے حملہ کر دیا۔ جس سے آٹھ صحابہؓ شہید ہوئے۔ اور دو گرفتار ہوئے۔

پھر اسی ماہ بیئر معونہ کا واقعہ پیش آیا۔ ستر یا چالیس یا تیس صحابہؓ کو نجد کا ایک شخص عامر بن مالک اہل نجد کو دین سکھانے کے لیے ساتھ لے گیا۔ راستے میں بیرہ معونہ کے مقام پر بنو سلیم کے تین قبیلوں نے صحابہؓ کا گھیراؤ کر کے لڑائی میں ایک صحابی کے سوا سب کو شہید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس دردناک المیے کی خبر ملی تو شدید رنج ہوا اور آپ نے ان قوموں اور قبیلوں پر ایک ماہ تک بددعا فرمائی۔

ربیع الاول ۴ھ میں غزوہ بنو نضیر پیش آیا۔ یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہو گئی تو آپ نے بنو نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ چھ دن یا پندرہ دن کے بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ یہودیوں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ وہ خیبر اور شام میں آباد ہو گئے۔

بنی غطفان کے دو قبیلے بنو محارب اور بنو ثعلبہ مدینے پر حملے کی تیاری کر رہے تھے

حضور ﷺ کو اطلاع ملی تو ربیع الآخر یا جمادی الاول ۴ھ میں نجد پر یلغار کی۔

شعبان ۴ھ میں غزوۂ بدر دوم ہوا۔ ابوسفیان دو ہزار افراد کو ساتھ لے کر مدینے پر حملے کے لیے روانہ ہوا۔ حضور ﷺ ڈیڑھ ہزار سپاہی لے کر نکلے۔ حضور ﷺ جنگ کے لیے بدر کے مقام پر پہنچے لیکن ابوسفیان وادی مرالظہران سے واپس چلا گیا۔

ربیع الاول ۵ھ میں غزوہ دومۃ الجندل ہوا۔ دومۃ الجندل کے قریب آباد قبائل نے مدینہ پر حملے کے لیے لشکر تیار کیا۔ حضور ﷺ ایک ہزار سپاہی لے کر دومۃ الجندل پہنچے تو دشمن پہلے ہی بھاگ گئے۔

(کتاب المغازی۔ زاد المعاد۔ طبقات۔ غزوات رسول ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: غزوہ خندق ذیقعدہ ۵ھ میں ہوا اور اس کا دوسرا نام غزوہ احزاب بھی ہے۔ بتایئے یہ لڑائی کن قبائل کے درمیان اور کیوں ہوئی؟

جواب: یہ جنگ مسلمانوں کے ساتھ ہوئی جس میں عرب کے تمام مشرک قبائل اکٹھے ہو کر مدینے پر حملہ آور ہوئے۔ اس کی وجہ اسلام دشمنی تھی اس لیے قریش، کنانہ، تہامہ، مرالظہران سے بنو سلیم، غطفانی قبائل، بنو اسد اور دوسرے قبائل کے بہت سے افراد جن کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی اسلام کو مٹا دینے کے لیے جمع ہوئے۔ بنو نضیر نے بھی ان کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔

(صحیح بخاری۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ المغازی۔ محمد رسول اللہ ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ)

سوال: غزوہ خندق کے چند اہم واقعات بیان کر دیجئے؟

جواب: مسلمان صرف تین ہزار مجاہدین تھے اس لیے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے پر مدینہ کے گرد گہری خندق کھودی گئی اور شہر کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کوہ سلع کی طرف پشت کر کے اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ بندی کی شکل اختیار کی۔ سامنے خندق تھی جو مسلمانوں اور کفار کے درمیان حائل تھی۔ یہ خندق مدینے کے شمال کی طرف تھی کیونکہ باقی اطراف میں پہاڑ اور کھجوروں کے باغ تھے۔ ۵ گز گہری خندق کھودنے میں چھ یا بیس یا چوبیس دن لگے۔ عمرو بن

عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، ضرار بن خطاب اور نوفل بن عبداللہ نے خندق پار کر کے مقابلے کی دعوت دی۔ عمرو بن عبدود حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارا گیا تو باقی ساتھی بھاگ گئے۔ دونوں طرف سے تیر اندازی ہوئی جس سے چھ مسلمان شہید ہوئے اور دس مشرک مارے گئے۔ یہ محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک رہا۔ کفار کا سامان رسد ختم ہو گیا۔ کفار کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی امداد اس طرح ہوئی کہ آندھی کا طوفان آیا۔ کفار کے خیمے اکھڑ گئے۔ چولہوں سے دیگچیاں الٹ گئیں اور مشرکین بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب سے واپسی پر فرمایا، اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے۔ وہ ہم پر چڑھائی نہ کریں گے۔ اب ہمارا لشکر ان کی طرف جائے گا۔

(مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت النبویہ۔ صحیح بخاری۔ غزوات رسول ﷺ)

سوال: بتایئے ۵ ھ میں غزوہ بنو قریظہ کیوں اور کیسے پیش آیا؟

جواب: غزوہ خندق کے موقعے پر مدینے کے یہودی قبیلے بنو قریظہ نے بدعہدی کر کے مشرکین مکہ کے ساتھ ساز باز کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے بنو قریظہ کو سبق سکھانے کی تیاری کی۔ حضرت علیؓ کو علم دے کر دوسرے صحابہؓ کے ساتھ بنو قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ صحابہؓ اکٹھے ہوتے گئے تو یہ تعداد تین ہزار ہو گئی۔ محاصرہ سخت ہو گیا تو یہودیوں نے اپنے سردار کعب بن اسد کی مرضی کے خلاف ہتھیار ڈالنے سے پہلے اپنے بعض مسلمان حلیفوں سے رابطے کا فیصلہ کیا۔ حضور ﷺ نے یہودیوں کے پیغام پر حضرت ابولبابہؓ کو بنو قریظہ کے پاس بھیج دیا کیونکہ وہ اسلام لانے سے پہلے بنو قریظہ کے حلیف تھے۔ حضرت ابولبابہؓ نے انہیں ہتھیار ڈالنے کا مشورہ دیا لیکن ساتھ ہی ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ قتل کر دیے جاؤ گے، بعد میں حضرت ابولبابہؓ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو خود کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ چھ دن سوائے نماز اور رفع حاجت کے وہ اسی طرح بندھے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ ادھر مسلمان قلعہ پر فیصلہ کن

حملہ کرنے والے تھے کہ بنو قریظہ نکل آئے۔ اور ہتھیار ڈال دیئے۔ حضرت سعدؓ بن معاذ کے فیصلے پر مردوں کو قتل کر دیا گیا۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا اور مال غنیمت تقسیم کیا گیا۔ ان مردوں کی تعداد چھ اور سات سو کے درمیان تھی۔

(غزوات نبوی۔ طبقات۔ زادالمعاد۔ ضیاء النبی ﷺ۔ سیرت حلبیہ)

سوال: رسول اللہ ﷺ کو غزوۂ احزاب اور قریظہ کے بعد کن غزوات و سرایا کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: یہود قبیلے خزرج کا سردار سلام بن ابی الحقیق ایک بڑا مجرم تھا۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف قریش کو بھڑکایا اور مالی مدد کی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت دے دی تو قبیلہ خزرج ہی کے پانچ مسلمان صحابہؓ نے جن کے سردار حضرت عبداللہؓ بن عتیک تھے اس دشمن کو خیبر میں ابو رافع کے قلعے میں قتل کیا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ یا ذیقعدہ ۵ ھ میں ہوا۔

۱۰ محرم ۶ ہجری میں پہلا سریہ محمدؓ بن مسلمہ تھا۔ اس کا مقصد بنو بکر بن کلاب کی شاخ کے افراد پر حملہ تھا۔ یہ سریہ نجد کے اندر قرطاء نامی مقام پر بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے چھاپہ مارا تو دشمن بھاگ نکلا۔ اس کا مال مویشی قبضے میں لے لیا گیا۔ اسی سریے کے دوران بنو حنیفہ کا سردار ثمامہ بن اثال پکڑا گیا جو بھیس بدل کر حضور ﷺ کو قتل کرنے نکلا تھا مسلمان ہو گیا۔

رجیع کے شہداء کا بدلہ لینے کے لیے ربیع الاول یا جمادی الاول ۶ ھ میں بنو لحیان کی طرف لشکر لے کر حضور ﷺ دو سو صحابہؓ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دشمن آپ کے پہنچنے سے پہلے خبر پا کر بھاگ گیا تھا۔

ربیع الاول یا ربیع الآخر ۶ ھ میں بنو اسد کی طرف چالیس افراد روانہ کیے گئے جن کے سردار حضرت عکاشہؓ بن محصن تھے۔ مقام غمر کی طرف جانے والے اس لشکر کی خبر پا کر دشمن بھاگ گیا۔ مسلمان دو سو اونٹ مدینہ ہانک لائے۔

سریہ ذوالقصہ ربیع الاول یا ربیع الآخر ۶ ہجری میں بنو ثعلبہ کی طرف روانہ ہوا جس

میں دس افراد نے حصہ لیا۔ حضرت محمدؓ بن مسلمہ کمانڈر تھے۔ دشمن سو کی تعداد میں تھے وہ کمین گاہ میں چھپ گئے۔ صحابہ کرامؓ سو گئے تو حملہ کر کے سب کو شہید کر دیا صرف محمدؓ بن مسلمہ زخمی حالت میں بچ نکلے۔

اس کا بدلہ لینے کے لیے ربیع الآخر میں حضرت ابوعبیدہؓ کی سرکردگی میں چالیس صحابہؓ کا لشکر روانہ کیا گیا۔ دشمن بھاگ نکلے۔ صرف ایک آدمی پکڑا گیا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اسی ماہ مرالظہر ان کے قبیلے بنو سلیم کی طرف سریہ جموم روانہ ہوا۔ دستے کے امیر حضرت زیدؓ بن حارثہ تھے۔ قبیلہ کے لوگ بھاگ گئے۔ قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کی نشاندہی پر بہت سے مویشی اور قیدی ہاتھ آئے۔

حضرت زیدؓ کی سرکردگی میں جمادی الاول ٦ ھ میں ایک سو ستر سوار عیص کی طرف بھیجے گئے۔ اس مہم میں رسول اللہ ﷺ کے داماد اور حضرت زینبؓ کے شوہر ابوالعاص کے قافلے کا مال تجارت ہاتھ لگا جو بعد میں واپس کر دیا گیا۔

بنو ثعلبہ کے علاقے میں طرف یا طرق کے مقام پر جمادی الآخر ٦ ھ میں پندرہ صحابہؓ کو بھیجا گیا۔ اس سریے کے کمانڈر حضرت زیدؓ تھے۔ خبر پاتے ہی بدو بھاگ گئے اور چار اونٹ ہاتھ لگے۔

سریہ وادی القریٰ میں بارہ صحابہؓ کے امیر حضرت زیدؓ تھے۔ دشمن نے اچانک حملہ کر کے ۹ صحابہؓ کو شہید کر دیا۔ تین باقی بچے جن میں حضرت زیدؓ بھی تھے۔

سریہ خبط کے لیے جانے والے تین سو سواروں کے امیر حضرت عبیدہؓ بن الجراح تھے جس کا مقصد دشمن کے ایک قافلے کا پتہ لگانا تھا۔

غزوہ الغابہ یا ذی قرد۔ ربیع الاول ٦ ھ میں ہوا۔ عیینہ بن حصن نے چالیس سواروں کے ساتھ غابہ کے جنگلوں میں حملہ کر کے چرواہے کو قتل کر دیا اور حضور ﷺ کی اونٹنیاں لے گیا۔ اطلاع ملنے پر حضور ﷺ اپنے صحابہؓ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور اونٹنیاں چھڑالی گئیں۔

شعبان ۵ ھ یا ۶ ھ میں غزوہ بنی مصطلق ہوا۔ مریسیع کے مقام پر فریقین میں مقابلہ ہوا۔ مشرکین شکست کھا کر بھاگے، اور حضور ﷺ اپنے صحابہؓ کے ساتھ کامیاب واپس لوٹے۔ اسی سفر کے دوران واقعہ افک پیش آیا جس میں حضرت عائشہؓ کا ہار گم ہوا۔

سریہ حیار بنی کلب شعبان ۶ ھ میں دومۃ الجندل کے علاقے میں ہوا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف امیر لشکر تھے۔ دشمن کے سردار نے اپنے قبیلے سمیت اسلام قبول کر لیا۔

شعبان ۶ ھ میں فدک کے علاقے میں سریہ دیار بنی سعد حضرت علیؓ کی سرکردگی میں بھیجا گیا جس میں دو سو صحابہؓ نے حصہ لیا۔ بنو سعد کا ایک گروہ یہود کو کمک پہنچانا چاہتا تھا جس کو روکنے کے لیے حضرت علیؓ نے شب خون مارا تو دشمن بھاگ نکلا۔ مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

رمضان ۶ ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ یا حضرت زیدؓ بن حارثہ کی سرکردگی میں وادی القریٰ کی طرف ایک سریہ بھیجا گیا جس کا مقصد بنو فزارہ کو قابو کرنا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ لشکر اسلام نے چھاپہ مار کر کچھ لوگوں کو قتل کر دیا اور کچھ کو قیدی بنا لیا۔

حضرت کرزؓ بن جابر فہری کی سرکردگی میں شوال ۶ ھ میں سریہ عرنیین روانہ کیا گیا، جس کا مقصد عکل اور عرینہ کے ان افراد کو قابو کرنا تھا جو حضور ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹنیوں کو لے گئے تھے۔ بیس صحابہؓ نے دشمن پر قابو پایا۔

(المغازی۔ غزوات رسول ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق۔ تاریخ اسلام)

سوال: اسلامی تاریخ میں ۶ ھ کا سب سے بڑا واقعہ کون سا ہے؟ یہ کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: غزوہ حدیبیہ یا صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہے جو ذیقعدہ ۶ ھ میں پیش آیا۔ حضور ﷺ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت (چودہ سو یا پندرہ سو) کو ساتھ لے کر عمرہ کے لیے روانہ ہوئے اور مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے۔

آپ ﷺ کا ارادہ صرف بیت اللہ کی زیارت تھا۔

(سیرت ابن ہشام۔ تاریخ اسلام۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلوپیڈیا)

سوال: غزوۂ حدیبیہ کے اہم واقعات بتا دیجئے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے کیوں بیعت لی؟

جواب: آپ اور آپ کے ساتھیوں کی تلواریں نیام میں تھیں۔ ذوالحلیفہ سے سب نے احرام باندھے۔ قریش کو پتہ چلا تو دوسو سواروں کا دستہ خالد بن ولید کی سرکردگی میں بھیجا جس نے کراع الغمیم میں پڑاؤ کیا۔ حضور ﷺ کا مقصد چونکہ لڑائی نہیں تھا اس لیے راستہ بدل کر حدیبیہ کے چشمے پر پہنچے۔ قریش مکہ کی طرف سے یکے بعد دیگرے تین سفیر یا ترجمان حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئے لیکن معاملات طے نہ ہو سکے۔ حضور ﷺ نے پہلے ایک دوسرے صحابی کو اور پھر حضرت عثمانؓ کو قریش سے بات چیت کے لیے بھیجا تا کہ مشرکین کو اپنی آمد کا مقصد بتایا جائے۔ قریش مکہ نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا تو مشہور ہو گیا کہ کفار نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے تمام صحابہؓ سے بیعت لی جسے بیعت رضوان کا نام دیا گیا ہے۔ یہ بیعت حدیبیہ کے کنویں کے پاس ایک درخت کے نیچے لی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کے بارے میں فرمایا جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے، ان میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہیں ہوگا۔" جب بیعت رضوان ہو چکی تو حضرت عثمانؓ بھی واپس آ گئے۔

(سیرت النبی ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ روض الانف)

سوال: قریش نے صلح کے لیے سہیل بن عمرو کو بھیجا تو کن شرائط پر صلح ہوئی؟

جواب: "مسلمان اس وقت واپس چلے جائیں گے۔ آئندہ سال مکہ آئیں اور صرف تین روز قیام کریں گے۔ ہتھیار لگا کر نہ آئیں اور تلوار میان میں ہو۔ دس سال تک فریقین جنگ نہ کریں گے، جو محمد ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ یعنی

جو قبیلہ جس فریق کے ساتھ چاہے مل جائے۔ قریش کا کوئی آدمی مسلمان ہو کر آپ ﷺ کے پاس چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا اور جو شخص قریش کے پاس آئے اور اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔" یہ صلح نامہ حضرت علیؓ نے لکھا اور آقا ﷺ نے دستخط فرمائے۔ معاہدہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے عمرہ سے حلال ہونے کے لیے قربانی کی اور بال کٹوائے۔ پھر مسلمان واپس آ گئے۔

(صحیح بخاری۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ زاد المعاد)

سوال: ۶ ھ میں صلح حدیبیہ کے بعد حضور اقدس ﷺ نے کن بادشاہوں اور امرا کے نام خطوط لکھے؟ اور اس کا کیا رد عمل ہوا؟

جواب: آپ ﷺ نے سلاطین و امراء کے نام خطوط لکھنے کا کام شروع فرمایا اور ۶ ھ کے آخر یا ۷ ھ کے شروع میں قاصد بھجوائے۔

شاہ حبشہ نجاشی کے نام آپ کا نامہ مبارک حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری لے کر گئے۔ نجاشی نے حضور ﷺ کا خط آنکھوں سے لگایا اور تخت سے نیچے اتر آیا۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب (جو پہلے سے وہاں مہاجر کی زندگی گزار رہے تھے) کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

شاہ مصر مقوقس جریج بن متی کے نام حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ خط لے کر گئے۔ مقوقس نے خط کا احترام کیا لیکن اسلام قبول نہ کیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔

شاہ فارس خسرو پرویز کے نام آپ ﷺ کا خط حضرت عبداللہؓ بن حذافہ سہمی لے کر گئے۔ انہوں نے یہ خط بحرین کے سربراہ کے حوالے کیا تاکہ خسرو کے پاس پہنچائے۔ خسرو نے نامہ مبارک کو چاک کر دیا۔ حضور ﷺ کو اطلاع ملی تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کرے گا، پھر ایسا ہی ہوا۔

شاہ روم ہرقل کے پاس حضرت دحیہ کلبیؓ حضور ﷺ کا خط لے کر گئے، اس نے خط پڑھنے کے بعد اسلام لانے کا ارادہ کیا مگر امراء کے خوف سے خاموش رہا۔

حاکم بحرین منذر بن ساوی کے پاس حضرت علاءؓ بن حضرمی خط لے کر گئے وہ خود بھی مسلمان ہوا اور رعایا کا بڑا حصہ بھی۔

حاکم یمامہ ہوذہ بن علی کے پاس حضرت سلیطؓ بن عمرو خط لے کر گئے۔ اس نے اسلام قبول نہ کیا۔

حاکم دمشق حارث بن ابی شمر کے پاس نبی اکرم ﷺ کا نامہ مبارک حضرت شجاعؓ بن وہب لے کر گئے۔ وہ اسلام نہ لایا۔

شاہ عمان جیفر اور عبداللہ جلندی کے پاس حضرت عمروؓ بن العاص خط لے کر گئے۔ دونوں بھائی مسلمان ہو گئے۔

قبیلہ حمیر کے سربراہ حارث بن کلال کے پاس حضرت مہاجرؓ بن امیہ ضمری کو بھیجا گیا۔ وہ اسلام نہ لایا۔

شاہ یمن کے پاس حضرت ابوموسیٰ اشعری خط لے کر گئے۔ وہ مسلمان ہو گیا۔

سرداران حمیر ذی الکلاع اور ذی عمر کے پاس حضرت جریرؓ بن عبداللہ البجلی خط لے کر گئے وہ مسلمان ہو گئے۔

(رسول اللہ ﷺ کی سیاسی زندگی۔ فرامین نبوی۔ مکتوبات نبوی۔ زاد المعاد)

سوال: بتایئے صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے کون سے اہم غزوات اور سرایا پیش آئے؟

جواب: ۷ھ میں سب سے بڑی لڑائی غزوۂ خیبر ہے جو محرم ۷ھ میں مدینہ کے شمال میں تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر خیبر کے مقام پر ہوئی۔ اس غزوے کا مقصد خیبر میں رہنے والے یہودیوں کی سازشوں کا خاتمہ تھا۔ حضور ﷺ نے چودہ سو جانبازوں کو ساتھ لیا اور خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں آٹھ بڑے قلعوں کے علاوہ مزید چھوٹے قلعے اور گڑھیاں تھیں۔ آخر خیبر فتح ہوا۔ جس میں سب سے بڑا قلعہ حضرت علیؓ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ خیبر سے واپسی پر غزوۂ وادی القریٰ ہوا۔ جہاں یہودیوں کی ایک جماعت سے مقابلہ ہوا۔ فتح اسلام کی ہوئی۔

غزوہ خیبر پر روانگی سے پہلے بدوؤں کو خوفزدہ کرنے کے لیے سریہ ابانؓ بن سعید روانہ کیا گیا تا کہ بدو مدینہ کو خالی سمجھ کر حملہ نہ کریں۔

قبیلہ انمار یا بنو غطفان کے اجتماع کی خبر سن کر حضور ﷺ نے نجد کا رخ کیا۔ آپ کے ساتھ چار سو یا سات سو صحابہؓ تھے۔ نخل کے مقام پر بنو غطفان سے سامنا ہوا مگر جنگ نہ ہوئی۔

صفر یا ربیع الاول ۷ھ میں حضرت غالبؓ بن عبداللہ لیثی کی کمان میں سریہ قدید بھیجا گیا کیونکہ قبیلہ بنو ملوح نے بشر بن سوید کو قتل کر دیا تھا جس کے انتقام کے لیے یہ سریہ روانہ کیا گیا۔ مسلمان کامیاب واپس لوٹے۔

جمادی الآخر ۷ھ میں حضرت عمرؓ بن خطاب کی سرکردگی میں تیس صحابہؓ کے ساتھ سریہ حسمیٰ بھیجا گیا۔ دشمن بھاگ گیا تو لشکر اسلام واپس آ گیا۔

بنو مرہ کی تادیب کے لیے شعبان ۷ھ میں فدک کے اطراف میں سریہ بھیجا گیا۔ تیس صحابہؓ کے امیر حضرت بشیرؓ بن سعد تھے۔ دشمن بھاگا تو مسلمان ان کی بھیڑ بکریاں ہانک لائے۔ راستے میں رات کے وقت دشمن نے آ لیا۔ مسلمانوں نے مقابلہ کیا لیکن تیر ختم ہو گئے تو تمام صحابہؓ شہید ہو گئے صرف حضرت بشیرؓ بن سعد کو شدید زخمی حالت میں واپس لایا گیا۔

قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقات کی تادیب کے لیے رمضان ۷ھ میں حضرت غالبؓ بن عبداللہ لیثی کی قیادت میں ایک سو تیس صحابہؓ کے ساتھ سریہ میفعہ روانہ کیا گیا۔ اسلامی لشکر کامیاب واپس لوٹا۔

شوال ۷ھ میں تیس سواروں کے ساتھ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی سرکردگی میں سریہ خیبر بھیجا گیا جس میں لڑائی کے بعد مسلمان کامیاب ہوئے۔

بنو فزارہ اور بنو عذرہ کے شرپسندوں کی سرکوبی کے لیے شوال ۷ھ میں حضرت بشیرؓ بن کعب انصاری کی قیادت میں تین سو صحابہؓ کے ساتھ سریہ یمن و جبار بھیجا گیا۔ دشمن بھاگ گیا اور مسلمان مال غنیمت لے کر واپس آئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے ساتھ ۷ھ میں عمرۃ القضاء ادا کیا۔

بنو سلیم کی طرف ذوالحجہ ۷ھ میں پچاس صحابہؓ کے ساتھ حضرت ابوالعوجا کو بھیجا گیا۔ لڑائی کے بعد مسلمانوں نے فتح حاصل کی۔

صفر ۸ھ میں فدک کے اطراف میں سریہ غالبؓ بن عبداللہ لیثی بھیجا گیا۔

ربیع الاول ۸ھ میں حضرت کعبؓ بن عمیر کی سرکردگی میں پندرہ صحابہ کرامؓ کو سریہ ذات اطلح کے لیے روانہ کیا گیا۔ اس کا مقصد بنو قضاعہ کے ان لوگوں کی سرکوبی تھا جو مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔

حضرت شجاعؓ بن وہب اسدی کی سرکردگی میں پچیس صحابہؓ کو بنو ہوازن کی سرکوبی کے لیے ربیع الاول ۸ھ میں ذات عرق کی طرف روانہ کیا گیا۔

۸ھ میں معرکہ موتہ سب سے بڑی جنگ ہے جس میں تین ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ قیصر روم کے گورنر شرحبیل بن عمرو غسانی نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ کو قتل کر دیا تھا جسے آپ ﷺ نے خط دے کر حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا۔ آپ ﷺ کو اطلاع ملی تو آپ نے اس علاقے پر لشکر کشی کے لیے لشکر بھیجا تھا جس کا سپہ سالار حضرت زیدؓ پھر حضرت جعفر طیارؓ اور پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ امیر لشکر بنے اور شہید ہوئے۔ پھر حضرت خالدؓ بن ولید (جو اب مسلمان ہو چکے تھے) کی سرکردگی میں مسلمانوں نے دشمن کا مقابلہ کیا۔

جمادی الآخر ۸ ہجری میں تین سو صحابہؓ کو حضرت عمروؓ بن العاص کی سرکردگی میں بنو قضاعہ کی سرکوبی کے لیے سریہ ذات السلاسل روانہ کیا گیا۔ دشمن بھاگ نکلا۔

بنو غطفان کے ایک لشکر کو منتشر کرنے کے لیے شعبان ۸ھ میں حضرت ابو قتادہؓ کی سرکردگی میں پندرہ آدمیوں کو سریہ خضرہ کے لیے روانہ کیا گیا۔ مسلمان کامیاب ہوئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کی کمان میں سو صحابہؓ کو قبیلہ جہینہ کی طرف پیش قدمی

کے لیے رجب ۸ ھ میں بھیجا گیا۔ اس موقع پر جنگ نہیں ہوئی۔

(سیرۃ الحلبیہ۔ طبقات۔ المغازی۔ زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: غزوہ فتح مکہ رمضان المبارک ۸ ھ میں ہوا۔ بتایئے کون سا واقعہ اس وقت قریش پر لشکر کشی کا باعث بنا؟

جواب: معاہدہ صلح حدیبیہ دس سال کے لیے تھا۔ لیکن تین سال بعد ہی معاہدہ ٹوٹنے کی صورت پیدا ہو گئی۔ قریش نے خود معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ معاہدے میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو کوئی محمد ﷺ کے ساتھ شامل ہونا چاہے ہو سکتا ہے اور جو کوئی قریش کے ساتھ شامل ہو جانا چاہے اسے بھی اجازت ہے۔ لہٰذا ایسے قبیلے پر حملہ یا زیادتی خود فریق معاہدہ حدیبیہ پر حملہ سمجھا جائے گا۔ چنانچہ بنو خزاعہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور بنو بکر نے قریش کے ساتھ۔ دونوں قبیلوں میں زمانہ جاہلیت سے عداوت تھی۔ بنو بکر کی ایک جماعت نے رات کی تاریکی میں بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور متعدد افراد مار ڈالے۔ بنو خزاعہ کے سردار عمرو بن سالم خزاعی نے مدینہ پہنچ کر حضور اقدس ﷺ سے فریاد کی اور مدد چاہی۔ بدیل بن ورقا خزاعی نے بھی حضور ﷺ کو قریش اور بنو بکر کے ظلم سے آگاہ کیا۔ قریش کو غلطی کا احساس ہوا تو ابو سفیان کو صلح کی تجدید کے لیے مدینہ بھیجا گیا مگر حضور ﷺ نے تسلیم نہ کیا اور پھر آخر یہ واقعہ فتح مکہ کے لیے اسلامی لشکر کی روانگی کا باعث بنا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ فتح الباری)

سوال: رسول اللہ ﷺ ۱۷ رمضان ۸ ھ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ بتایئے آپ نے اسلامی لشکر کو کیا حکم دیا؟

جواب: غزوہ فتح مکہ کے موقعے پر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے اسلامی لشکر سے فرمایا: ''جو کوئی شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو کوئی بیت اللہ میں پہنچ جائے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو شخص اپنے گھر کے اندر بیٹھ رہے اسے قتل نہ کیا جائے۔ جو شخص ابو سفیان کے گھر داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے جو شخص حکیم

بن حزام کے گھر داخل ہوا سے قتل نہ کیا جائے، بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔ زخمی اور اسیر کو قتل نہ کیا جائے۔

(سیرۃ النبی ﷺ۔ طبقات۔ سیرت ابن اسحاق۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ ضیاء النبی)

سوال: حج کب فرض ہوا تھا؟ آپ ﷺ نے کب حج ادا کیا؟ اس مقصد کے لیے آپ منیٰ و عرفات میں کب تشریف لے گئے؟

جواب: حج ۹ھ میں فرض ہوا۔ آپ ﷺ نے ۱۰ھ میں حج ادا فرمایا، چونکہ اس حج کے تین ماہ بعد حضور اقدس ﷺ نے رحلت فرمائی اس لیے اسے حجۃ الوداع بھی کہتے ہیں۔ پچیس یا چھبیس ذی قعدہ کو سنیچر کے دن ظہر کی نماز کے بعد آپ ﷺ مدینہ طیبہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اس سال ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے حج ادا کیا۔ دوسرے دن ذوالحلیفہ سے آپ نے حج و عمرے کی نیت سے احرام باندھا پھر وہاں سے چل کر مکہ کے قریب وادی ذی طویٰ میں قیام کیا۔ مدینہ سے مکہ تک آٹھ راتیں سفر میں گزارنے کے بعد ۴ ذی الحجہ کو اتوار کے روز مکہ پہنچے۔ طواف و سعی سے فارغ ہو کر بالائی مکہ میں حجون کے پاس قیام فرمایا ۹ ذی الحجہ کو عرفات اور ۸ ذی الحجہ کو منیٰ میں تشریف لے گئے۔

(صحیح بخاری و مسلم۔ ضیاء النبی ﷺ۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ سیرت حلبیہ۔ سیرت ابن اسحٰق)

سوال: قرآن کہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ تمام انسانوں اور تمام جہانوں کے لیے نبی ہیں۔ حدیث میں کیا بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت حسنؓ سے ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں اس کا بھی رسول ہوں جو مجھ کو زندہ پائے اور اس شخص کا بھی رسول ہوں جو میری وفات کے بعد پیدا ہو۔" (کنز العمال۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: حدیث نبوی کی روشنی میں بتا دیجیے کہ رسول اللہ ﷺ کو قیامت کے دن انبیاء علیہ السلام پر کیا خصوصی امتیازات حاصل ہوں گے؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم علیہ السلام کا سردار

ہوں گا اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور ثناء کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں، اس دن آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام رسول میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جو زمین (قبر) سے باہر آؤں گا۔ اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ میں قیامت کے دن تمام انبیاء علیہ السلام کا امام ہوں گا اور میں ہی ان کا خطیب اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔'' (ترمذی۔ تذکرۃ الانبیاء۔ دارمی)

سوال: خاتم الانبیاء ﷺ کو دوسرے تمام انبیاء پر کیا خصوصی فضیلت حاصل ہے؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں پر چھ باتوں میں فضیلت عطا فرمائی ہے۔ مجھ کو جوامع الکلم عطا فرمائے ہیں۔ اور دشمنوں کے مقابلے میں مجھے رعب و دبدبہ بخشا ہے۔ میری امت کے لیے مال غنیمت کو حلال قرار دیا ہے۔ زمین کا ہر حصہ اور جگہ مسجد اور پاک قرار دے دیا گیا ہے۔ مجھ کو تمام مخلوق کے لیے نبی بنا کر بھیجا اور نبوت و رسالت کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔'' (مسلم۔ مشکوٰۃ۔ محمد عربی ﷺ انسائیکلو پیڈیا)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاتم الانبیاء ہونے کا اعلان کس طرح فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میری امت میں تیس بڑے کذاب اور دجال ظاہر ہوں گے۔ اور ہر ایک یہ خیال کرے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (مسلم۔ بخاری۔ مشکوٰۃ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنے دو مشہور ناموں کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: ''زمین میں میرا نام محمد ﷺ ہے اور آسمان میں احمد ﷺ ہے۔ اسی طرح توریت میں محمد ﷺ اور انجیل میں احمد ﷺ ہے۔''

(تذکرۃ الانبیاء)

سوال: نبی آخر الزمان کی خاندانی شرافت و عظمت کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات کہاں ہیں؟

جواب: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں، بدکاری سے پیدا نہیں ہوا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک زمانہ جاہلیت میں جو بے اعتدالیاں ہوا کرتی تھیں میرے آباؤ اجداد اور امہات سب ان برائیوں سے پاک و صاف رہے۔ اور اس زمانے کے دستور کے مطابق باقاعدہ نکاح کے ساتھ شادیاں ہوئیں۔" ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں محمد ہوں، عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اچھے گروہ میں بنایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھے سب سے اچھے قبیلے قریش میں پیدا کیا۔ پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان بنو ہاشم میں پیدا کیا۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔" ایک اور حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں مجھ کو شرف و اعزاز بخشا۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ۔ مسلم۔ نشر الطیب)

سوال: رسول اللہ کا شق صدر ہوا تھا۔ کس حدیث سے پتہ چلتا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کا چار مرتبہ شق صدر ہوا تھا۔ یہ بھی آپ کا معجزہ ہے۔ بچپن کے ایک واقعے کا ذکر حدیث میں بھی ملتا ہے حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو چت لٹا دیا۔ اور قلب مبارک چیر کر اس میں سے جمے ہوئے خون کا ایک ٹکڑا نکال کر پھینک دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے قلب مبارک کو آب زم زم سے دھو کر پھر اسی جگہ رکھ کر سی دیا۔ بچے آپ کی دائی (حلیمہ) کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور اطلاع دی کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ کو دیکھنے کے لیے حلیمہ پہنچیں تو آپ سہمے ہوئے کھڑے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس

سلائی کا نشان آپ کے سینہ مبارک پر دیکھا کرتا تھا۔ (صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: بعثت نبوی سے پہلے پتھر حضور ﷺ کو سلام کرتے اور درود بھیجتے تھے۔ حضور ﷺ نے اس سلسلے میں کیا بتایا؟

جواب: حضرت جابرؓ بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مکہ کے اس پتھر کو میں خوب پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ بیشک میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔'' (صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: حدیث کے الفاظ کیا ہیں جن میں بعثت سے پہلے حضور ﷺ کے خوابوں کا ذکر ہے؟

جواب: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے کی ابتدا سچے خوابوں کے نظر آنے سے ہوئی۔ آپ ﷺ رات کو جو خواب دیکھتے وہ صبح صادق کی روشنی کی طرح صاف صاف ظاہر ہو جاتا۔ (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: پہلی وحی کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ سے پریشانی کا اظہار کیا تو انہوں نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ نے کہا: ''خدا کی قسم! وہ آپ ﷺ کو رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ لوگوں سے صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزور اور ناتواں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ غریب اور نادار لوگوں کو اپنی کمائی میں شریک کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہ حق میں مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔''

(صحیح بخاری۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ سیرت سرور عالم)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے وحی رک جانے کا حال کس طرح بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وحی رک جانے کا حال بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ کہیں جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے آواز سنی۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس وقت آسمان ایک کنارے سے

دوسرے کنارے تک اس کے وجود سے بھرا ہوتا تھا۔ یہ غیر معمولی اور مہیب منظر پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ آپ یہ منظر دیکھ کر گھبرائے تو اسی وقت دوسری وحی نازل ہوئی یہ سورۃ مدثر کی ابتدائی آیات تھیں۔ (صحیح البخاری۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ عام کا اعلان کیا تو ابولہب نے گستاخی کی۔ اس پر کون سی سورۃ نازل ہوئی؟

جواب: ابولہب نے رسول اللہ کی دعوت عام کے جواب میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ ابولہب نازل فرمائی۔ (صحیح البخاری۔ سیرت رسول عربی۔ تفہیم القرآن)

سوال: بتایئے شق القمر کا واقعہ کن احادیث میں بیان کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "دیکھو گواہ رہنا" اسی طرح حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں مکہ میں تھے کہ چاند کے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا اس پہاڑ پر نظر آنے لگا۔ اس پر مشرکین نے یہ بات بنائی کہ محمد ﷺ نے ہمارے اوپر جادو کر دیا ہے۔ اس پر کسی نے یہ کہا جادو کیا ہوگا تو صرف ہم پر ہی کیا ہوگا۔ ساری دنیا پر تو نہیں ہو سکتا۔ (صحیح بخاری۔ مسند احمد۔ بیہقی)

سوال: طائف کے لوگوں نے حضور ﷺ پر ظلم و تشدد کیا تو پہاڑوں کے فرشتے نے ان لوگوں پر عذاب نازل کرنے کا کہا۔ حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے جواب دیا: "اے ارحم الراحمین! تو نے مجھ کو سخت دل پیدا نہیں کیا۔ میں ان پر عذاب نازل کرانے نہیں آیا۔ مجھے ان کے تباہ اور ہلاک ہونے سے کیا مل جائے گا۔ اگر یہ زندہ رہے تو امید ہے شاید ان کی نسل میں کوئی نیک اور فرمانبردار بندہ پیدا ہو جائے۔ اور پھر دعا فرمائی: "اے اللہ اس قوم کو ہدایت دے یہ نہیں جانتے۔" (صحیح مسلم۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: بتایئے واقعہ معراج کے بارے میں احادیث میں کس انداز سے ذکر ملتا ہے؟

جواب: واقعہ معراج کے بارے میں حضرت مالک بن صعصعہؓ انصاری سے اس سلسلے میں طویل حدیث بیان ہوئی ہے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ نے انصار سے محبت کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انصار سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔'' (صحیح بخاری۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: عیدین کا آغاز بھی ۲ ہجری میں ہوا۔ کس حدیث سے دو عیدوں کا پتہ چلتا ہے؟

جواب: حضرت انسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے تو دیکھا کہ اہل مدینہ دو تہوار مناتے ہیں اور ان میں کھیل تماشے کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو تہواروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمہارے لیے مقرر کر دیئے ہیں، ایک یوم الاضحیٰ، دوسرا یوم الفطر۔

(ابوداؤد۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: قربانی کے بارے میں ارشاد نبوی بتا دیجئے؟

جواب: صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ ان قربانیوں کی حقیقت اور تاریخ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے ان قربانیوں میں کیا اجر وثواب ہے؟ آپ نے فرمایا، قربانی کا اجر وثواب بھی اسی حساب سے ملے گا۔ یعنی ہر بال کے عوض میں نیکی۔'' (مسند احمد۔ ابن ماجہ۔ ترمذی)

سوال: رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے مشرکین کی وجہ سے کن مسائل سے گزرنا پڑا؟

جواب: جہاں اور بہت سی مشکلات تھیں وہاں کی یہی تھی کہ مشرکین مکہ نے مدینہ میں بھی آقا ﷺ اور مسلمانوں کا تعاقب کیا۔ روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو راتیں جاگ کر گزارتے تھے۔'' (نسائی۔ الرحیق المختوم)

سوال: کفار کے ظلم وستم پر جب بھی بددعا کے لیے کہا گیا تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا: "میں لعنت کرنے کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ مجھے تو خدا نے اپنی طرف بلانے والا اور رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ یہ مجھے جانتے نہیں۔" (صحیح مسلم۔ شفاء)

سوال: بتائیے خاتم الانبیاء ﷺ نے اپنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں ابن مریم علیہ السلام کے سب سے قریب تر ہوں اور تمام نبی باہمی پدری بھائی ہیں۔ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔" حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے قریب تر ہوں۔ تمام نبی آپس میں پدری بھائی ہیں۔ ان کی مائیں جدا جدا ہیں مگر دین سب کا ایک ہے۔" (صحیح بخاری)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرتبے کے بارے میں کیا تاکید فرمائی؟

جواب: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بڑھایا۔ کیونکہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ بلکہ تم یوں کہا کرو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔" (صحیح بخاری)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کی حکومت اور اپنی نبوت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی حکومت حضرات انبیاء علیہ السلام چلاتے تھے۔ جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو اس کا جانشین دوسرا نبی ہو جاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی تو نہ ہوگا البتہ خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ (صحیح بخاری)

سوال: سردار انبیاء ﷺ نے اپنے اوپر جھوٹ باندھنے والے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری باتیں لوگوں کو پہنچاؤ۔ اگرچہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو اور بنی اسرائیل سے جو اسے بھی بیان کرو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے گا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں تلاش کر لے۔ (صحیح بخاری)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے پانچ ناموں کا کس طرح تذکرہ فرمایا تھا؟

جواب: حضرت جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پانچ نام ہیں میں محمد ہوں، اور احمد ہوں اور ماحی ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔ میں حاشر ہوں۔ تمام لوگ میرے پیچھے جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں یعنی سب کے بعد آنے والا۔ میرے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ ترمذی)

سوال: قریش مکہ حضور ﷺ کو برا بھلا کہتے تھے۔ آقائے نامدار ﷺ نے اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور ان کی لعنت کو مجھ سے کس طرح پھیرتا ہے۔ وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ﷺ ہوں۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ ترمذی۔ مسند احمد)

سوال: اپنے خاتم النبیین ﷺ ہونے کے بارے میں آپ نے کیا مثال دی؟

جواب: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے گویا ایک شخص نے مکان بنا کر اسے مکمل اور مزین کر دیا۔ صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی۔ اب جو لوگ گھر میں جاتے تو تعجب کرتے کہ اگر اس اینٹ کی خالی جگہ نہ ہوتی تو کیسا اچھا مکمل گھر

ہوتا۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے، مگر ایک کونے میں اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ اس روایت کے آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں خاتم النبیین ﷺ ہوں۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ ترمذی۔ مسند احمد)

سوال: فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں داخل ہو کر سب سے پہلے کیا کام کیا تھا؟

جواب: آپ ﷺ مسجد حرام کے اندر تشریف لے گئے۔ حجر اسود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ نے طواف اونٹنی پر بیٹھ کر کیا تھا۔ اور حالت احرام میں نہ ہونے کی وجہ سے صرف طواف پر ہی اکتفا کیا تھا۔ ناقہ کی نکیل حضرت محمد بن مسلمہؓ پکڑے ہوئے تھے۔ (زاد المعاد۔ سیرت النبویہ۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ طبقات)

سوال: اپنے دست مبارک سے بتوں کو گراتے وقت آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر کون سی آیات تھیں؟

جواب: سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۱ ''حق آ گیا اور باطل چلا گیا، باطل جانے والی چیز ہے'' اور سورہ سبا کی آیت نمبر ۴۹ ''حق آ گیا اور باطل کی چالت پھرت ختم ہو گئی'' آپ ﷺ یہ آیات پڑھتے جاتے اور کمان سے بتوں کو ٹھوکر مارتے جاتے۔ اس وقت بیت اللہ کے گرد اور اس کی چھت پر تین سو ساٹھ بت تھے۔

(زاد المعاد۔ سیرت النبویہ۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: مسجد حرام کو بتوں سے پاک کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمانؓ بن طلحہ کو کیوں طلب فرمایا؟

جواب: حضرت عثمانؓ بن طلحہ بیت اللہ کے کلید بردار تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں طلب فرمایا اور کعبہ کی کنجی لی۔ آپ ﷺ کے حکم سے خانہ کعبہ کھولا گیا۔ آپ ﷺ اندر داخل ہوئے تو تصویریں نظر آئیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں بھی تھیں اور ان کے ہاتھ میں فال گیری

کے تیر تھے۔ جن سے مشرک شگون لیا کرتے تھے۔

(زاد المعاد۔ سیرت النبویہ۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: آپ ﷺ نے بیت اللہ میں انبیاء کی تصویریں دیکھ کر کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ ان مشرکین کو ہلاک کرے۔ خدا کی قسم ان دونوں پیغمبروں نے کبھی بھی فال کے تیر استعمال نہیں کیے تھے۔''

(سیرت رسول اللہ ﷺ۔ الرحیق المختوم۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی کنجی واپس حضرت عثمان بن طلحہؓ کو دیتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا ''آج کا دن تو سلوک کرنے اور پورے عطیات دینے کا ہے'' پھر فرمایا کہ جو کوئی تم سے یہ کلید چھینے گا وہ ظالم ہوگا۔''

(تاریخ طبری، رحمۃ للعالمین ﷺ۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ میں نماز ادا کی پھر آپ نے بیت اللہ کے دروازے پر قریش سے کیا خطاب فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا سارے جتھوں کو شکست دی۔ سنو! بیت اللہ کی کلید برداری اور حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ سارا اعزاز یا کمال، یا خون میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ اے قریش کے لوگو! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔ سارے لوگ آدم علیہ السلام سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے'' پھر آپ ﷺ نے سورہ الحجرات آیت نمبر ۱۳ تلاوت فرمائی۔

(سیرت النبی ﷺ۔ زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ)

سوال: حضور ﷺ نے اس موقع پر ان قریش کے ساتھ کیا سلوک کیا جنہوں نے آپ پر ظلم کیے تھے؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا "قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟" انہوں نے کہا "آپ ﷺ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں" آپ ﷺ نے فرمایا "تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو"۔

(سیرت سرور عالم ﷺ۔ طبقات۔ زاد المعاد۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن بیت اللہ میں کھڑے ہو کر کیا خطبہ دیا؟

جواب: آپ ﷺ نے اپنے اس خطبے میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: "اے لوگو! اللہ نے جس دن آسمان کو پیدا کیا اسی دن مکہ کو حرم ٹھہرایا۔ اس لیے وہ اللہ کی حرمت کے سبب قیامت تک کے لیے حرم ہے۔ کوئی آدمی جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے یا یہاں کا کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اس بناء پر رخصت اختیار کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں قتال کیا تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی اور میرے لیے بھی اسے صرف دن کی ایک ساعت میں حلال کیا گیا۔ پھر آج اس کی حرمت اسی طرح پلٹ آئی جس طرح کل اس کی حرمت تھی" ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ یہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے نہ شکار نہ بھگایا جائے اور گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کا تعارف کرائے۔ یہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے مگر اذخر۔

(سیرت ابن اسحاق۔ صحیح بخاری و مسلم۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ فتح الباری)

سوال: فتح مکہ کی تکمیل پر انصار نے کس اندیشے کا اظہار کیا؟ آپ ﷺ نے کیا جواب دیا؟

جواب: انصار نے اندیشہ ظاہر کیا کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ کی سرزمین اور آپ ﷺ کا شہر فتح کرا دیا ہے تو آپ ﷺ یہیں قیام فرمائیں گے۔ آپ

ﷺ نے سنا تو فرمایا "خدا کی قسم! اب زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے۔"

(ہادی اعظم ﷺ۔ سیرت الحلبیہ۔ صحیح بخاری و مسلم۔ سنن ابوداؤد۔ الرحیق المختوم)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے کہاں اور کیسے بیعت لی؟ بیعت کن باتوں پر تھی؟

جواب: آپ ﷺ نے صفا پر بیٹھ کر لوگوں سے اس بات پر بیعت لی کہ جہاں تک ہو سکے گا آپ ﷺ کی بات سنیں گے اور مانیں گے۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع پر آپ ﷺ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ مردوں سے فارغ ہو کر عورتوں سے بیعت لی گئی۔ حضرت عمرؓ آپ ﷺ کی باتیں عورتوں تک پہنچا رہے تھے۔ بیعت کرنے والے مردوں کو اقرار کرنا پڑتا کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں، صفات میں اور استحقاق عبادت و استحقاق استعانت میں شریک نہ کروں گا۔ میں چوری نہ کروں گا، زنا نہ کروں گا، لڑکیوں کو جان سے نہ ماروں گا، کسی پر بہتان نہ لگاؤں گا، میں امور حق میں نبی اکرم ﷺ کی اطاعت بقدر استطاعت کروں گا، عورتوں سے مزید اقرار یہ بھی لیے جاتے کہ کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی، طمانچوں سے چہرہ نہ پیٹیں گی، نہ سر کے بال کھسوٹیں گی۔ نہ گریباں چاک کریں گی، نہ سیاہ کپڑے پہنیں گی اور نہ قبر پر سوگواروں میں بیٹھیں گی۔

(سیرت سرور عالم ﷺ تاریخ طبری۔ زادالمعاد۔ رحمۃ للعالمین ﷺ۔ طبقات)

سوال: فتح مکہ کے بعد پہلا سب سے بڑا غزوہ کون سا تھا؟

جواب: پہلا غزوہ حنین تھا۔ حنین ذوالمجاز کے قریب ایک میدان ہے جو مکہ سے دس بارہ میل کے فاصلے پر تھا۔ غزوہ حنین اسی جگہ کے قریب اوطاس میں پیش آیا۔ اس لیے اسے غزوہ حنین یا غزوہ اوطاس بھی کہتے ہیں۔

(فتح الباری۔ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ المغازی)

سوال: غزوہ حنین کیوں پیش آیا؟ اس میں کن قبائل نے حصہ لیا؟

جواب: بعض ازلی اور طاقتور قبائل فتح مکہ کو برداشت نہ کر سکے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے اجتماع کیا۔ ان میں ہوازن اور ثقیف سرفہرست تھے۔

ان کے ساتھ مضر جشم اور سعد بن بکر کے قبائل بھی شامل ہو گئے۔

(فتح الباری۔فتوح البلدان۔ تاریخ طبری۔ضیاء النبی ﷺ)

سوال: دشمنان اسلام نے کس طرح تیاریاں کیں تاکہ مسلمانوں کو شکست دے سکیں؟

جواب: ہوازن اور ثقیف کا سپہ سالار اعظم مالک بن عوف نصری تھا اس کے ساتھ چار ہزار بہادر اور ماہر جنگجو تھے۔ ان کا سپہ سالار لوگوں کے ساتھ ان کے مال مویشی اور بال بچے بھی کھینچ لایا تھا۔ درید بن صمہ جو جشم کا بوڑھا سردار تھا اسے ہودج میں بٹھا کر لائے تھے تاکہ جنگی چالیں بتا سکے۔

(تاریخ طبری۔مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ضیاء النبی ﷺ۔فتح الباری)

سوال: غزوہ حنین شوال ۸ھ میں پیش آیا۔ بتایئے اسلامی لشکر کا سپہ سالار کون تھا اور لشکر کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: اسلامی لشکر کے سپہ سالار اعظم رسول اللہ ﷺ تھے اور اسلامی لشکر کی کل تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں کئی نومسلم بھی شامل تھے۔

(صحیح مسلم و بخاری۔فتح الباری۔تاریخ طبری۔محمد الرسول عربی ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ ۶ شوال ۸ھ کو مکہ سے روانہ ہوئے اور منگل اور بدھ کی درمیانی رات ۱۰ شوال ۸ھ کو حنین پہنچے۔ بتایئے بعض مسلمانوں نے لشکر کی کثرت کے پیش نظر کیا کہا تھا؟

جواب: لشکر کی کثرت کو دیکھ کر بعض لوگوں کی زبان سے بے اختیار نکلا "آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔ ہم آج ہرگز مغلوب نہیں ہوں گے۔"

(صحیح بخاری۔سیرت رسول عربی ﷺ۔الرحیق المختوم۔ضیاء النبی ﷺ)

سوال: دشمن نے کیا چال چلی؟ اور اس کے ساتھ کیسے آمنا سامنا ہوا؟

جواب: مالک بن عوف اپنے لشکر کے ساتھ پہلے پہنچ چکا تھا۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو وادی کے اندر اتار کر راستوں، گزرگاہوں، پوشیدہ جگہوں اور دروں میں پھیلا اور چھپا دیا اور حکم دیا کہ جونہی مسلمان نمودار ہوں انہیں تیروں چھلنی کر کے اکٹھے ٹوٹ پڑنا۔ پھر

کے وقت رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی ترتیب و تنظیم فرمائی پھر مسلمان آگے بڑھے۔ تہامہ کی تنگ وادی سے گزرے تو دشمن نے تیروں سے اچانک حملہ کر دیا۔ اس حملے سے مسلمان سنبھل نہ سکے۔ ان میں بھگدڑ مچ گئی اور انہیں شکست فاش ہو گئی۔

(صحیح بخاری۔ فتح الباری۔ تاریخ اسلام۔ رسالتمآب ﷺ۔ المغازی)

سوال: اس بھگدڑ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی مختصر سی جماعت رہ گئی تھی۔ ان میں کون لوگ تھے؟

جواب: آپ ﷺ کے ساتھ انصار، مہاجرین اور اہل بیت کی ایک مختصر جماعت رہ گئی تھی۔ جن میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ، ابوسفیانؓ بن حارث، عباسؓ اور ان کے صاحبزادے فضلؓ، ربیعہ بن حارثؓ، اسامہ بنؓ زید اور ایمن بن ام ایمنؓ، ایمنؓ اس دن شہید ہوئے تھے۔

(سیرت ابن اسحاق۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ فتح الباری، کتاب المغازی)

سوال: مسلمانوں کو اکٹھا کرنے اور حوصلہ بڑھانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے اپنی خچر کو کفار کی طرف دوڑانا شروع کیا مگر حضرت عباسؓ جو دائیں رکاب تھامے ہوئے تھے اور حضرت ابوسفیانؓ جو بائیں رکاب تھامے ہوئے تھے آپ ﷺ کو آگے جانے سے روکتے تھے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ بلند آواز سے اعلان فرما رہے تھے۔ میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

(سیرت سرور عالم ﷺ۔ صحیح مسلم و بخاری۔ الرحیق المختوم۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: آپ ﷺ کو جب لشکر کفار نے گھیر لیا تو آپ ﷺ نے کیا کام کیا؟

جواب: آپ ﷺ اپنے خچر سے اترے اور زمین سے مٹی کی ایک مٹھی اٹھا کر شاہت الوجوہ کہہ کر دشمن پر پھینکی۔ دشمن کا کوئی آدمی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں مٹی نہ پڑی ہو۔ اس طرح وہ حضور ﷺ سے دور ہٹ کر بھاگنے لگے۔

(صحیح مسلم، سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ الرحیق المختوم۔ طبقات)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے کیا فرمایا؟ اور اس کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: حضرت عباسؓ چونکہ بلند آواز تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا عباس! یا معشر الانصار اور یا اصحاب سمرہ کہہ کر مسلمانوں کو آواز دو۔ چنانچہ آپؓ نے ایسا ہی کیا۔ بھاگتے ہوئے مسلمان رک گئے اور سب نے اکٹھے ہو کر بھاگتے ہوئے دشمن پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا "اب لڑائی کا تنور خوب گرم ہوا ہے"

(مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ صحیح مسلم۔ غزوات رسول ﷺ)

سوال: جنگ حنین میں فرشتے کب مسلمانوں کی مدد کے لیے اترے؟ اور جنگ کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: جس وقت جنگ اپنے زوروں پر تھی تو اللہ کی نصرت نازل ہوئی جس کا ذکر قرآن پاک کی سورہ التوبہ کی آیت نمبر ۲۵ اور ۲۶ میں ہے۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔ دشمن کو شکست فاش ہوئی اور وہ مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ صرف چار مسلمان شہید ہوئے۔ ایمن بن ام ایمنؓ، زید بن زمعہؓ، سراقہ بن حارثؓ اور ابو عامر اشعریؓ۔ جب کہ مشرکوں کے ستر سے زیادہ آدمی مارے گئے جب کہ چھ ہزار آدمی قید ہوئے۔ چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار سے زائد بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی، یہ مہاجرین و انصار مسلمانوں میں برابر تقسیم کیا گیا مگر مکہ کے نومسلموں کو زیادہ دیا گیا۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ المغازی۔ غزوات النبی ﷺ۔ صحیح بخاری۔ فتح الباری۔ زاد المعاد۔ مواہب اللدنیہ)

سوال: بتائیے رسول اللہ ﷺ طائف کب اور کیوں تشریف لے گئے تھے؟

جواب: آپ ﷺ غزوہ حنین کے بعد شوال ۸ھ میں غزوہ طائف کے لیے تشریف لے گئے۔ حنین میں ہوازن اور ثقیف کے شکست کھانے والے بیشتر افراد اپنے جرنیل سپہ سالار مالک بن عوف نصری کے ساتھ بھاگ کر طائف میں قلعہ بند ہو گئے

تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا پیچھا کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں ایک ہزار فوج کا ہراول دستہ، حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کو بت ذوالکفین منہدم کرنے کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ اپنی قوم سے مدد لے کر ہم سے طائف میں آملو۔

(غزوات النبی ﷺ۔ فتح الباری۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ الرحیق المختوم، طبقات)

سوال: قلعہ طائف کا محاصرہ کتنے دن جاری رہا؟ اور جنگ کی کیفیت کیا رہی؟

جواب: یہ محاصرہ چالیس دن تک جاری رہا۔ اہل سیر میں سے بعض یہ مدت بیس دن، بعض پندرہ اور بعض دس دن بھی بتاتے ہیں۔ محاصرہ طائف میں حضرت ابو عامر اشعریؓ مالک بن عوف کے ہاتھوں شہید ہوئے ان کے بعد جھنڈا ان کے بھائی ابو موسیٰ اشعریؓ نے لیا۔ انھوں نے درید بن صمہ کے بیٹے کو قتل کیا۔ سب سے پہلے طائف کے محاصرے میں دیواروں پر پتھر پھینکنے کے لیے منجنیق استعمال کی گئی۔ طائف کے محاصرے میں ابتدائی جنگ میں دونوں طرف سے تیروں کی بارش ہوئی۔ قلعہ بند دشمن نے اس قدر تیر چلائے کہ کافی تعداد میں صحابہ کرامؓ زخمی ہوئے اور بارہ نے جام شہادت نوش کیا۔ ان میں عبداللہ بن ابی امیہؓ بھی تھے اور حضرت ابو عامر اشعری بھی۔ محاصرہ طائف کے دوران جنگی حکمت عملی کے طور پر آپ ﷺ نے دو حکم صادر فرمائے۔

ایک آپ ﷺ نے انگور کے درخت کاٹ کر جلانے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے ذرا بڑھ چڑھ کر کٹائی کر دی۔ اس پر ثقیف نے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا تو آپ ﷺ نے ہاتھ روکنے کا حکم دیا دوسرے آپ ﷺ نے منادی کرا دی کہ جو غلام قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہوگا۔ چنانچہ تیئس آدمی قلعہ سے نکل کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے ان سب کو آزاد کر دیا گیا۔ ان میں حضرت ابوبکرہؓ بھی تھے۔　(طبقات۔ المغازی۔ صحیح بخاری۔ زاد المعاد۔ سیرت النبویہ۔ فتوح البلدین)

سوال: بتائیے طویل محاصرے کے بعد غزوہ طائف کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: محاصرہ طول پکڑ گیا۔ دشمن نے سال بھر کا سامان خورد و نوش جمع کر لیا تھا۔ مسلمانوں پر تیروں اور گرم لوہے کی بارش ہو رہی تھی۔ اس لیے محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ حضرت نوفل بن معاویہؓ نے مشورہ دیا کہ لومڑی اپنے بھٹ میں گھس گئی ہے۔ اگر آپ اس پر ڈٹے رہے تو پکڑ لیں گے۔ اور اگر چھوڑ کر چلے گئے تو وہ آپ ﷺ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ (صحیح بخاری۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ الرحیق المختوم۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ)

سوال: بعض صحابہؓ نے جب آپ ﷺ سے ثقیف والوں پر بددعا کے لیے کہا تو آپ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اور فرمایا: "اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور انہیں لے آ" اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۹ھ میں ثقیف کے وفد نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ (سیرت رسول عربی ﷺ۔ زاد المعاد۔ صحیح بخاری۔ وفود عرب بارگاہ نبوی میں)

سوال: ۹ھ میں واقعہ ایلا پیش آیا یہ واقعہ کیا تھا اور اس سے حضور ﷺ کی خانگی زندگی کا کیسے پتہ چلتا ہے؟

جواب: آنحضرت ﷺ سے ازواج مطہراتؓ نے مقدور سے زیادہ نان نفقہ طلب کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ایلاء کیا۔ یعنی ایک ماہ تک ان کے ساتھ اختلاط نہ کرنے کی قسم کھائی۔ ۲۹ دن گزرنے پر مہینہ پورا ہوا تو آیت تخییر (سورۃ احزاب) نازل ہوئی اور تمام بیویوں نے زینت دنیا پر اللہ اور رسول ﷺ کو ترجیح دی۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت حلبیہ۔ صحیح بخاری)

سوال: آپ ﷺ نے عاملین زکوۃ کی روانگی کا کام کب شروع فرمایا؟

جواب: محرم ۹ھ سے آپ ﷺ نے عاملین زکوۃ کو اعراب سے زکوۃ وصول کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ (سیرت النبویہ۔ طبقات۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: غزوہ حنین اور طائف کے بعد کے چند غزوات و سرایا بتا دیجئے؟

جواب: محرم ۹ھ میں حضرت عیینہؓ بن حصن فزاری کی سرکردگی میں پچاس سواروں کے ساتھ سریہ عیینہؓ بنو تمیم کی طرف بھیجا گیا۔ کیونکہ بنو تمیم نے قبائل کو بھڑکا کر جزیہ کی

ادائیگی سے روک دیا تھا۔ حضرت عیینہ بن حصن فزاری نے بنو تمیم پر حملہ بولا تو وہ بھاگ نکلے۔ ان کے گیارہ آدمی، اکیس عورتیں اور تیس بچے گرفتار ہوئے۔ جو لا کر حضرت رملہؓ بنت حارث کے مکان میں ٹھہرائے گئے۔

صفر ۹ھ میں حضرت قطبہ بن عامر کی کمان میں بیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ خثعم کی ایک شاخ کی طرف سریہ قطبہ بن عامر روانہ کیا گیا۔ حضرت قطبہؓ نے شبخون مارا تو لڑائی بھڑک اٹھی۔ دونوں طرف سے افراد مارے گئے اور زخمی ہوئے حضرت قطبہ بھی شہید ہوئے۔ تاہم مسلمان دشمن کی بھیڑ بکریوں اور عورتوں کو پکڑ کر مدینہ لے آئے۔

سریہ ضحاکؓ بن سفیان کلابی ربیع الاول ۹ھ میں حضرت ضحاکؓ بن سفیان کی کمان میں بنو کلاب کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا گیا بنو کلاب نے اسلام قبول کرنے کی بجائے جنگ چھیڑ دی۔ مسلمانوں نے انہیں شکست دی اور ان کا ایک آدمی مارا گیا۔

سریہ علقمہ بن مجزز مدلجی ربیع الآخر ۹ھ میں حضرت علقمہؓ کو تین سو آدمیوں کی کمان دے کر ساحل جدہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ کچھ حبشی جدہ کے ساحل کے قریب جمع ہو گئے تھے اور وہ اہل مکہ کے خلاف ڈاکہ زنی کرنا چاہتے تھے۔ علقمہؓ نے سمندر میں اتر کر ایک جزیرہ تک پیش قدمی کی حبشیوں کو مسلمانوں کی آمد کا علم ہوا تو بھاگ گئے۔

سریہ علیؓ بن ابی طالب ربیع الاول ۹ھ میں ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ حضرت علیؓ کی کمان میں قبیلہ طے کے ایک بت قلس کو ڈھانے کے لیے بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے فجر کے وقت حاتم طائی کے محلہ پر حملہ کر کے قلس کو ڈھا دیا۔ قیدیوں، چوپایوں اور بھیڑ بکریوں کو مدینہ لے آئے۔ قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ البتہ حاتم کا بیٹا عدی ملک شام بھاگ گیا۔ حاتم طائی کی بیٹی نے رسول اللہ ﷺ سے فریاد کی۔ آپ ﷺ نے احسان فرماتے ہوئے اسے آزاد کر دیا۔ اور وہ اپنے بھائی کے پاس ملک شام چلی گئی۔ جب اس کی بہن نے رسول اللہ ﷺ کا کارنامہ

بتایا تو وہ کسی امان یا تحریر کے بغیر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ (طبقات۔ المغازی۔ زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق۔ سیرت حلبیہ۔ مسند احمد)

سوال: رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ کون سا ہے؟ یہ کب اور کن لوگوں سے ہوا تھا؟

جواب: آپ ﷺ کا آخری غزوہ تبوک ہے۔ جو رجب ۹ھ میں رومیوں کے ساتھ ہی جن میں اکثریت عیسائیوں کی تھی اس غزوہ کو غزوہ عسرت (تنگی کی جنگ) بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں سامان رسد اور خوراک کی سخت کمی تھی۔ چونکہ اس جنگ میں منافقوں کے نفاق کا پردہ چاک ہوا تھا اس لیے اس غزوے کو غزوہ فاضحہ (رسوا کرنے والی جنگ) بھی کہتے ہیں۔

(صحیح بخاری، مختصر سیرت الرسول ﷺ، تاریخ طبری۔ معجم البلدان)

سوال: اس جنگ کی وجہ کیا تھی؟ مسلمانوں نے کس طرح تیاری کی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ ہرقل شاہ روم اور موتہ کے بارے ہوئے عیسائی مدینہ پر چڑھائی کے لیے تیاریاں کر رہے ہیں سخت گرمیوں کا زمانہ تھا۔ قحط سالی تھی اور مسلمان بہت زیادہ تنگ دست تھے۔ غزوہ تبوک میں حضور ﷺ نے چندے کی اپیل کی تو صحابہ کرامؓ نے بھرپور ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے گھر کا سارا سامان پیش کر دیا۔ جس کی قیمت چار ہزار درہم تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے گھر کا آدھا سامان دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے دس ہزار دینار ایک سو گھوڑے نو سو اونٹ اور بہت سا سامان دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے چالیس ہزار درہم اور دو سو اوقیہ چاندی، ابو عقیل انصاریؓ نے دو سو چھوہارے پیش کر دیئے عورتوں نے اپنے زیور دے دیئے۔

(زاد المعاد، تاریخ طبری، صحیح مسلم و بخاری۔ رسالتمآب ﷺ)

سوال: غزوہ تبوک کے بارے میں قرآن پاک کی سورۃ توبہ کی آیت ۹۲ میں ذکر ہے۔ بتایئے اسلامی لشکر کی کیا حالت تھی؟

جواب: غزوہ تبوک میں اسلامی فوج کی تعداد تیس ہزار سپاہی تھے اور دس ہزار گھوڑے۔ لشکر

کے سردار خود رسول اللہ ﷺ تھے اور مدینے کا گورنر حضرت محمد بن مسلمہؓ اور کہا جاتا ہے کہ حضرت سباعؓ بن عرفطہ کو مقرر کیا گیا۔ حضرت علیؓ کو اہل بیت کی ضروریات کے لیے مدینے میں چھوڑا گیا۔ سواریوں کی شدید قلت تھی۔ اٹھارہ افراد کے لیے ایک اونٹ تھا۔ رسد کم ہونے کی وجہ سے درختوں کے پتے کھانے پڑتے جس سے ہونٹ سوج گئے۔ پانی نہ ملنے سے اونٹوں کو ذبح کر کے امعاء کا پانی پیا جاتا۔

(غزوات رسول ﷺ۔ مدارج النبوت، رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ صحیح بخاری۔ رہبر کامل)

سوال: تبوک کی راہ میں لشکر کا گزر دیار ثمود سے ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: صحابہؓ نے وہاں کے کنویں سے پانی لے لیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تم یہاں کا پانی نہ پینا اس سے نماز کے لیے وضو نہ کرنا اور جو آٹا تم لوگوں نے گوندھ کر رکھا ہے اسے جانوروں کو کھلا دو، خود نہ کھانا" آپ ﷺ نے یہ بھی حکم دیا کہ لوگ اس کنویں سے پانی لیں جس سے صالحہ کی اونٹنی پیتی تھی۔

(صحیح بخاری و مسلم، الرحیق المختوم، مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ)

سوال: غزوہ تبوک کا کیا نتیجہ نکلا اور اس کے کیا اثرات ہوئے؟

جواب: جنگ نہیں ہوئی اسلامی لشکر تبوک پہنچا تو معلوم ہوا کہ دشمن کے بارے میں قافلے والوں کی اطلاع غلط تھی۔ تاہم اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن پر دھاک بیٹھ گئی۔ رومیوں اور ان کے حامیوں میں خوف پیدا ہو گیا۔ انہیں آگے بڑھ کر ٹکر لینے کی ہمت نہ ہوئی۔

(مختصر سیرت الرسول ﷺ، رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرت المصطفیٰ ﷺ)

سوال: وفود کا سال کس کو اور کیوں کہا جاتا ہے؟ بتایئے اس سال کون سے وفود آئے؟

جواب: ۹ھ کو وفود کا سال کہا جاتا ہے کیونکہ اس سال بڑی تعداد میں بیرونی قبائل کے وفود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اہل مغازی نے جن وفود کا تذکرہ کیا ہے ان کی تعداد ستر سے زیادہ ہے۔ ایک سو پانچ اور ایک سو نو وفود بھی بتائی جاتی ہے۔ وفود کی آمد کا سلسلہ فتح کے بعد زیادہ ہوا لیکن کچھ قبائل اس سے پہلے بھی مدینہ آ چکے تھے۔ فتح مکہ کے بعد بیرونی قبائل کو احساس ہو گیا کہ اب حق غالب

آ چکا ہے اور اسلام ہی ایسا دین ہے جسے قبول کر کے ہی کامیابی ممکن ہے۔ چنانچہ یہ وفود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے:

☆ قبیلہ عبدالقیس کا وفد دو مرتبہ آیا۔ پہلی مرتبہ ۲ھ میں یا پہلے آیا۔ اس قبیلے کا ایک شخص منقذ بن حیان سامان تجارت کے ساتھ مدینہ آتا تھا اس نے اسلام قبول کیا تو پھر تیرہ یا چودہ افراد منذر بن عائذ الاشج العصری کی سربراہی میں مدینہ آیا دوسری مرتبہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد وفود کے سال یعنی ۹ھ میں آیا۔ ان کی تعداد چالیس تھی اور اس میں ایک نصرانی علاء بن جارود عبدی بھی تھا جو مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو رملہ بنت حارثؓ کے مکان پر ٹھہرایا اور دس دن مہمان رکھا۔

☆ قبیلہ دوس کا وفد پہلی مرتبہ ۷ھ میں آیا جب آپ ﷺ خیبر میں تھے۔ قبیلے کے سربراہ حضرت طفیل دوسیؓ اسلام قبول کر چکے تھے۔ لیکن قوم نہ مانی۔ حضرت طفیل دوسیؓ نے اپنی قوم کے ستر افراد کے ساتھ مدینہ ہجرت کی اور پھر خود خیبر میں حضور اکرم ﷺ سے جا ملے۔

☆ فروہ بن عمرو جذامی رومی فوج میں ایک عربی کمانڈر تھے۔ انہیں رومیوں نے اپنی حدود سے متصل عرب علاقوں کا گورنر بنا رکھا تھا۔ ۸ھ میں جنگ موتہ میں مسلمانوں کی کامیابی کے بعد اسلام لائے اور ایک قاصد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ تحفہ میں سفید خچر بھی تھا۔ رومیوں کو ان کے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو پہلے گرفتار کر کے قید کر دیا مرتد نہ ہونے پر فلسطین میں عفراء نامی چشمے پر سولی دے دی۔

☆ قبیلہ صداء کا وفد ۸ھ میں حضرت زیاد بن حارثؓ صدائی کی سربراہی میں پندرہ آدمی مدینے آئے اور اسلام قبول کیا پھر حجۃ الوداع کے موقع پر ایک سو آدمیوں نے بارگاہ نبوی میں شرف باریابی حاصل کیا۔

☆ حضرت کعب بن زہیر بن ابی سلمیٰؓ عرب کے عظیم ترین شاعر تھے۔ جب کافر تھے تو نبی اکرم ﷺ کی ہجو کیا کرتے تھے ان کے متعلق فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا گیا تھا کہ اگر خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے بھی پایا جائے تو قتل کر دیا جائے۔ لیکن وہ بچ

نکلے۔ ۸ھ میں غزوہ طائف کے بعد ان کے بھائی بجیر بن زہیر نے لکھا کہ کوئی بھی شخص توبہ کر کے آپ ﷺ کے پاس آ جائے تو آپ ﷺ اسے قتل نہیں کرتے۔ اگر نہیں تو پھر جہاں نجات مل سکے نکل بھاگو۔ مزید خط و کتابت کے بعد زہیر مدینے آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تائب ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔

☆ بنو عذرہ کا وفد صفر ۹ھ میں مدینہ آیا اس میں بارہ یا پندرہ یا انیس آدمی تھے جن میں حضرت حمزہؓ بن نعمان بھی تھے آپ ﷺ نے انہیں ملک شام کے فتح کیے جانے کی خبر دی۔ اور کاہنہ عورتوں سے سوال کرنے اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ کھانے سے منع فرمایا۔

☆ وفد بلی ربیع الاول ۹ھ میں مدینہ آ کر حلقہ بگوش اسلام ہوا۔ اس کے رئیس ابوالضبیب یا ابوالضباب تھے۔

☆ قبیلہ ثقیف کا سردار عروہ بن مسعود ثقفی تھا یہ صلح حدیبیہ میں کفار کا وکیل بن کر آیا تھا جنگ ہوازن و ثقیف کے بعد مدینہ آ کر اسلام لایا۔ آپؐ مدینہ سے اسلام لا کر واپس اپنے قبیلے میں گئے۔ انہیں دعوت دی تو لوگوں نے ان پر تیر برسا کر قتل کر دیا۔ عروہ بن مسعود کے قتل کے بعد لوگوں کو احساس ہوا کہ گرد و پیش کا علاقہ مسلمان ہو چکا ہے۔ ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ رمضان ۱۰ھ میں عبد یالیل بن عمرو کی سربراہی میں بنو ثقیف کا چھ یا انیس افراد کا وفد مدینے آیا۔ ان میں حضرت عثمان بن ابی العاص بھی موجود تھے۔

☆ عبد یالیل بنو ثقیف کے سرداروں میں سے تھا جسے سمجھانے حضور اقدس ﷺ ۱۰ نبوی میں طائف تشریف لے گئے تھے اور اس نے نہ صرف وعظ سننے سے انکار کر دیا تھا بلکہ آبادی کے اوباشوں سے آپ ﷺ کی تضحیک کرائی اور پتھروں سے لہولہان کرایا۔ ۹ھ میں یہ شخص بنو ثقیف کے وفد کو لے کر مدینہ آیا اور اسلام لایا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے مدنی دور نبوت میں شاہان (حمیر) یمن حارث بن عبد کلال

اور نعیم بن عبد کلال تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے نام شاہان یمن کا خط مالک بن مروہ رہاوی لایا۔

☆ رعین، ہمدان اور معافر کا سربراہ نعمان بن قیل تھا جس کا خط مالک بن مروہ رہاوی لایا۔ اس خط میں ان بادشاہوں نے اپنے اسلام لانے اور شرک و اہل شرک سے علیحدگی اختیار کرنے کی اطلاع دی تھی۔ آپ ﷺ نے اس خط کے جواب میں اہل ایمان کے حقوق اور ذمہ داریاں بتائیں۔ آپ ﷺ نے اس خط میں معاہدین کے لیے اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ بھی دیا تھا بشرطیکہ وہ مقررہ جزیہ ادا کریں۔

☆ ہمدان کا وفد ۹ھ میں تبوک سے رسول اللہ ﷺ کی واپسی کے بعد سو آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا آپ ﷺ نے مالکؓ بن نمط کو ان کا امیر بنایا اور قوم کے جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے ان کا گورنر مقرر کیا۔ قبیلہ ہمدان میں تبلیغ اسلام کے لیے رسول اللہ ﷺ نے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اور پھر چھ ماہ بعد حضرت علیؓ کو۔ قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہوا تو حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کو خط کے ذریعے اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے خط پڑھا تو سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا: ہمدان پر سلام۔ ہمدان پر سلام۔

☆ بنو فزارہ کا وفد ۹ھ میں تبوک سے نبی اکرم ﷺ کی واپسی کے بعد آیا۔ اس میں چودہ یا پندرہ افراد تھے۔

☆ نجران کا وفد ۹ھ میں آیا یہ ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں چوبیس اشراف تھے۔ نجران کے وفد میں تین سرکردہ افراد بھی تھے عبدالمسیح جس کے ذمہ امارت و حکومت کا کام تھا۔ دوسرا ایہم یا شرحبیل سیاسی اور ثقافتی امور کا نگران تھا۔ تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ جو دینی سربراہ اور روحانی پیشوا تھا۔ نجران کے وفد کی درخواست پر آپ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو ان کے ساتھ بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر انہیں امت کا امین قرار دیا۔

☆ بنو حنیفہ کا وفد ۹ھ یا ۱۰ھ میں مدینہ آیا۔ اس میں چودہ یا سترہ آدمی تھے۔ بنو حنیفہ کے وفد میں ایک ایسا شخص بھی شامل تھا جس نے بعد میں نبوت کا دعویٰ یا وہ مسیلمہ کذاب تھا اس کا پورا نام مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر تھا۔ اس وفد کی آمد سے قبل آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس روئے زمین کے خزانے لا کر رکھ دیئے گئے ہیں اور اس میں سے سونے کے دو کنگن آپ ﷺ کے ہاتھ میں آپڑے ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ دونوں گراں اور تکلیف دہ محسوس ہوئے۔ چنانچہ آپ ﷺ کو وحی کی گئی کہ ان دونوں کو پھونک دیجئے۔ آپ ﷺ نے پھونک دیا تو دونوں اڑ گئے۔ اس کی تعبیر آپ ﷺ نے یہ بتائی کہ آپ ﷺ کے بعد دو کذاب نکلیں گے۔ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ نبوت میں حصہ دار بنا لیں یا پھر آپ ﷺ اگر چاہیں تو ہم حکومت کے معاملہ میں آپ ﷺ کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن اپنے بعد اس کو ہمارے لیے طے فرما دیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھجور کی شاخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''اگر تم مجھ سے یہ ٹکڑا چاہو گے تو تمہیں یہ بھی نہ دوں گا اور تم اپنے بارے میں اللہ کے مقرر کیے ہوئے فیصلے سے آگے نہیں جا سکتے۔ اور اگر تم نے پیٹھ پھیری تو اللہ تمہیں توڑ کر رکھ دے گا۔'' اس نے ۱۰ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ربیع الاول ۱۲ھ میں عہد فاروقی یہ یمامہ کے اندر وحشی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

☆ بنو عامر بن صعصعہ کا وفد بھی ۹ھ میں مدینہ آیا۔ اس وفد میں تمام کے تمام اپنی قوم کے سربرآوردہ شیطان تھے۔ ان میں عامر بن طفیل بھی تھا۔ یہ وہی دشمن خدا تھا جس نے بیئر معونہ پر ستر صحابہ کرامؓ کو قتل کیا تھا۔ عامر بن صعصعہ اور اربد بن قیس نے سازش کی کہ نبی اکرم ﷺ کو دھوکہ دے کر قتل کر دیں گے۔ عامر نے نبی اکرم ﷺ سے گفتگو شروع کی اور اربد گھوم کر آپ ﷺ کے پیچھے پہنچا اور تلوار میان سے نکالی لیکن اس کے بعد اللہ نے اس کا ہاتھ روک لیا اور وہ تلوار بے نیام نہ کر سکا۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو محفوظ رکھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں پر

بددعا کی۔ واپسی پر اللہ نے اربد اور اس کے اونٹ پر بجلی گرا دی اور وہ جل مرا۔ عامر ایک سلولیہ عورت کے ہاں اترا، اسی دوران اس کی گردن میں گلٹی نکل آئی اور وہ اسی سے مر گیا۔

☆ وفد تجیب ۹ھ میں مدینے آیا، اس میں تیرہ افراد تھے۔ ۱۰ھ میں جب حضور ﷺ نے حج کیا تو یہ وفد پھر آپ ﷺ سے ملا۔

☆ وفد طے بھی ۹ھ میں مدینہ آیا اور اسلام قبول کیا۔ اس میں پندرہ آدمی تھے۔ وفد طے میں ایک مشہور شہسوار صحابیؓ حضرت زید الخیلؓ تھے آپ ﷺ نے ان کا نام زید الخیر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت زید کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ''مجھ سے عرب کے جس کسی آدمی کی خوبی بیان کی گئی اور پھر وہ میرے پاس آیا تو میں نے اسے اس کی شہرت سے کچھ کم تر ہی پایا مگر اس کے برعکس زید الخیل کی شہرت ان کی خوبیوں کو نہیں پہنچ سکی۔

☆ وفد اشعریین یہ اہل یمن تھے اور قبیلہ اشعریہ سے ان کا تعلق تھا۔ یہ ۹ھ میں مدینہ آئے۔ وفد اشعریین کی آمد پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ''اہل یمن آئے جن کے دل نہایت نرم اور ضعیف ہیں۔

☆ وفد ازد سات افراد پر مشتمل تھا اور ۹ھ میں مدینہ آیا۔

☆ عبدالقیس کا وفد یہ عرب کا مشہور اور عظیم قبیلہ ہے۔ اس کا وفد پہلے ۵ھ میں پھر ۹ھ یا ۱۰ھ میں مدینہ آیا۔ پہلی مرتبہ تیرہ اور دوسری مرتبہ بیس افراد تھے۔

☆ ۱۰ھ میں کندہ کا وفد آیا۔ یہ ساٹھ یا اسی افراد تھے۔ اشعث بن قیس بھی ان کے ساتھ تھے۔

☆ قبیلہ بنو حارث بن کعب کا وفد ۱۰ھ میں آیا۔ یہ لوگ پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔

☆ مزینہ کے چار سو آدمیوں پر مشتمل وفد ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

☆ ۹ھ میں بنو سعد ہذیم بن قضاعہ کا وفد آیا۔ یہ لوگ بھی یمن کے رہنے والے تھے۔

☆ ۹ ھ میں دس افراد پر مشتمل بنو اسد کا وفد آیا۔ وابصہ بن معبد اور طلیحہ بن خویلد بھی اس میں شریک تھے۔

☆ قبیلہ بنی مرہ کا وفد تیرہ آدمیوں کا یہ وفد ۹ ھ یا ۱۰ ھ میں مدینہ آیا۔ ان کا امیر حارث بن عوف تھا۔

☆ خولان کا وفد دس یا پندرہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ یہ وفد شعبان ۱۰ ھ میں مدینہ آیا۔

☆ محارب کا وفد حجۃ الوداع ۱۰ ھ میں آیا۔ یہ دس افراد تھے۔

☆ سلامان کا وفد سولہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ یہ وفد شوال ۱۰ ھ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ طبقات۔ زاد المعاد)

☆ بنو ازد کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں ۱۰ ھ میں آیا۔

☆ قبیلہ غسان کے تین افراد کا وفد رمضان ۱۰ ھ میں مدینہ آیا۔

☆ وفد بنو عبس ۱۰ ھ میں حضور ﷺ کی رحلت سے چار ماہ پیشتر آیا تھا۔ یہ علاقہ نجران کے باشندے تھے۔

☆ وفد غامد دس افراد پر مشتمل تھا۔ یہ وفد ۱۰ ھ میں مدینہ آیا تھا۔

☆ وفد نخع آخری وفد ہے جو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دو سو افراد پر مشتمل یہ وفد محرم ۱۱ ھ میں مدینہ آیا تھا۔

(نو عرب بارگاہ نبوی میں۔ زاد المعاد۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ مختصر سیرت الرسول ﷺ۔ طبقات)

سوال: حضور ﷺ نے حج کے موقع پر کتنی تقریریں فرمائیں اور کہاں کہاں؟

جواب: تین تقریریں۔ ۹ ذی الحجہ کو عرفہ کے مقام پر جب کہ آپ ﷺ قصویٰ اور اونٹنی پر سوار تھے۔ دس ذی الحجہ کو منیٰ کے مقام پر اور گیارہ ذی الحجہ کو بھی منیٰ کے مقام پر آٹھ ذی الحجہ۔ ترویہ کے دن۔ آپ ﷺ منیٰ تشریف لے گئے اور وہاں ۹ ذی الحجہ کی صبح تک قیام فرمایا۔ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں وہیں پڑھیں اور سورج طلوع ہونے پر عرفہ روانہ ہوئے۔

(صحیح بخاری و مسلم۔ سیرت النبویہ۔ الرحیق المختوم۔ طبقات۔ تاریخ طبری)

سوال: آپ ﷺ نے عرفات (عرفہ) میں خطبہ دیتے ہوئے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! میری بات سن لو! کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے کبھی نہ مل سکوں۔" آپ ﷺ نے مسلمانوں کے خون اور سود کے بارے میں ارشاد فرمایا: "تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح تمہارے آج کے دن کی، اس مہینے کی اور اس شہر کی حرمت ہے۔ سنو! جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روندی گئی جاہلیت کے خون بھی ختم کر دیئے گئے اور ہمارے خون میں سے پہلا خون جسے ختم کر رہا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے۔ اور جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا ہے اور ہمارے سود میں سے پہلا سود جسے میں ختم کر رہا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلبؓ کا سود ہے۔ اب یہ سارا کا سارا سود ختم ہے۔" آپ ﷺ نے خطبہ عرفہ میں عورتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: "عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور اللہ کے کلمے کے ذریعے حلال کیا ہے۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جو تمہیں گوارا نہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مار سکتے ہو۔ لیکن سخت مار نہ مارنا، اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ تم انہیں بہتر طریقے سے کھلاؤ پلاؤ۔"

آپ ﷺ نے قرآن کے بارے میں فرمایا: "میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب" آپ ﷺ نے توحید و رسالت اور عبادات کے بارے میں ارشاد فرمایا: "یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں لہٰذا اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، رمضان کے روزے رکھنا، خوشی خوشی اپنے مال کی زکوٰۃ دینا، اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا، ایسا کرو گے تو اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو گے۔" رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ دین کے بارے میں فرمایا:

"تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے، تو تم لوگ کیا کہو گے؟" صحابہؓ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا "اے اللہ گواہ رہنا"۔ رسول اللہ ﷺ خطبہ سے فارغ ہوئے تو سورۂ مائدہ کی آیت "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند کر لیا۔" نازل ہوئی۔

(صحیح مسلم و بخاری۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرت النبویہ۔ طبقات۔ فقہ السیرہ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے دوسرا خطبہ کب اور کہاں ارشاد فرمایا؟

جواب: یوم النحر یعنی دس ذوالحجہ کو اس خطبے میں بہت سی باتیں گزشتہ خطبے کی دہرائیں۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ نے فرمایا "سال بارہ مہینے کا ہے جس میں سے چار مہینے حرمت کے ہیں ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب" آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تم لوگ آخر جلد اپنے پروردگار سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا۔ لہٰذا دیکھو میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ آپ ﷺ ایام تشریق یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ میں مقیم رہے اور اس دوران آپ ﷺ نے مناسک حج بھی ادا فرمائے اور لوگوں کو شریعت کے احکام بھی سکھائے۔ (جامع ترمذی۔ سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: آپ ﷺ نے تیسرا خطبہ کب اور کہاں ارشاد فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے تیسرا خطبہ ایام تشریق میں ۱۱ ذوالحجہ کو منیٰ میں ارشاد فرمایا خطبہ خم غدیر پر دیا گیا اس لیے اسے خطبہ غدیر بھی کہتے ہیں۔۔ دیگر باتوں کے علاوہ آپ ﷺ نے اس خطبہ میں اہل بیت رضوان اللہ کی شان و منزلت کا اظہار فرمایا اور حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "میں جس کا مولا ہوں، علی بھی اس کا مولا ہے۔"

(رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ ضیاء النبی ﷺ۔ محمد الرسول اللہ ﷺ۔ (محمد میاں)۔ سیرت حلبیہ)

سوال: نبی اکرم ﷺ نے وصال سے پہلے آخری رمضان میں کتنے دن اعتکاف فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے ۱۰ھ میں اپنی زندگی کے آخری رمضان میں بیس دن اعتکاف فرمایا۔ ہر سال دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری۔ رحمۃ للعالمین ﷺ سیرت محمد)

سوال: ایک موقع پر حضور ﷺ نے منبر پر چڑھ کر کیا خطبہ ارشاد فرمایا؟

جواب: "لوگو! میں تم پر سبقت لے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ اور واللہ مجھے اس وقت اپنا حوض دکھائی دے رہا ہے مجھے زمین کی چابیاں دی گئی ہیں۔ واللہ! مجھے یہ خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے۔ ہاں مگر مجھے یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں مبتلا ہو جاؤ گے۔" ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو چاہے تو دنیا پسند کر لے، اور چاہے تو وہ چیز اختیار کر لے جو اللہ رب العزت کے پاس ہے۔ چنانچہ اس بندے نے اپنے لیے وہی کچھ پسند کر لیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔"

(زاد المعاد۔ سیرت النبویہ۔ سیرت حلبیہ۔ سیرت محمدیہ)

سوال: حضور اقدس ﷺ حجۃ الوداع کے کتنے ماہ بعد بیمار ہوئے؟ اور کتنا عرصہ بیمار رہے؟

جواب: تین ماہ بعد۔ ۲۹ صفر ۱۱ھ بروز بدھ کو بیمار ہوئے۔ ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے۔ واپسی پر سر میں درد شروع ہوا پھر تیز بخار ہو گیا۔ مرض کی کل مدت ۱۳ یا ۱۴ دن ہے۔ آپ ﷺ نے اسی حالت مرض میں گیارہ دن نماز پڑھائی۔ سترہ نمازیں آپ مسجد میں ادا نہ کر سکے۔ یہ نمازیں حضرت ابوبکر صدیق نے پڑھائیں۔

(سیرت النبی ﷺ۔ زاد المعاد۔ طبقات۔ تاریخ اسلام کامل۔ رحمۃ للعالمین ﷺ)

سوال: بیماری کے آغاز سے وصال تک آپ کس حجرے میں رہے اور کیا کیفیت تھی؟

جواب: بیماری کے آغاز میں آپ حضرت ام سلمہؓ کے گھر تھے پھر تمام ازواج مطہرہؓ کی اجازت سے حضرت عائشہؓ کے مکان میں منتقل ہو گئے اس دوران حضور ﷺ

انصار و مہاجرین کو دلاسہ دینے کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر تقریر فرمائی ایک مرتبہ اور زیارت سے مشرف فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضور ﷺ تکبیر فرماتے تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ بلند آواز سے پہنچا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر کے دروازہ کے سوا مسجد کے تمام دروازے بند کر دیے جائیں۔ حضرت عائشہؓ کے ہاں قیام کے دوران حضرت عائشہؓ کا معمول تھا کہ آپ معوذات اور رسول اللہ ﷺ سے حفظ کی ہوئی دعائیں پڑھ کر آپ ﷺ پر دم کرتی رہتی تھیں اور برکت کی امید میں آپ ﷺ کا ہاتھ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتی تھیں۔ وفات سے پانچ دن پہلے چہار شنبہ (بدھ) کو جسم کی حرارت شدید ہوگئی جس سے تکلیف بڑھ گئی اور غشی طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ کے حکم پر مختلف کنوؤں کے سات مشکیزے آپ ﷺ کے بدن پر بہائے گئے جس سے طبیعت بحال ہوئی تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ وفات سے چار دن پہلے آپ ﷺ نے فرمایا: ''لاؤ میں تحریر لکھ دوں'' گھر کے دوسرا فراد کے ساتھ حضرت عمرؓ بھی موجود تھے انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے، بس اللہ کی یہ کتاب تمہارے لیے کافی ہے۔ مرض کی شدت کے باوجود وفات سے چار دن پہلے یعنی جمعرات تک نمازیں خود پڑھائیں۔ وفات سے دو دن پہلے آپ ﷺ کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مل کر ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ یہ دو دن پہلے ہفتہ کی بات ہے۔ وفات سے ایک دن پہلے یعنی اتوار کو آپ ﷺ نے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ سات دینار جو پاس تھے صدقہ کر دیے اور اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ فرما دیے حیات مبارکہ کے آخری دن یا آخری ہفتے آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے سرگوشی میں کچھ کہا تو وہ رونے لگیں۔ آپ ﷺ نے انہیں پھر بلایا اور کچھ سرگوشی

کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ بعد میں دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ آقا ﷺ نے پہلے انہیں اپنی وفات کے بارے میں بتایا تو وہ رونے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے بتایا کہ تمام اہل خانہ میں سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ آپ ﷺ سے جا ملیں گی تو وہ ہنسنے لگیں۔ (صحیح بخاری۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ البدایہ والنہایہ۔ سیرت محمدیہ۔ تذکار صحابہؓ)

سوال: نزع کے وقت رسول اللہ ﷺ کا عمل کیا تھا اور آپ ﷺ کیا فرما رہے تھے؟

جواب: ایک پانی کا پیالہ حضور ﷺ کے پاس تھا۔ اس میں دست مبارک ڈالتے اور چہرے پر پھیرتے تھے۔ نزع کے وقت آپ ﷺ کی زبان پر دعا تھی: "اے اللہ! موت کی سختی میں میری مدد فرما"

(صحیح بخاری۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ۔ سیرت النبی ﷺ۔ طبقات)

سوال: حضور ﷺ کا پہلا بڑا معجزہ قرآن ہے۔ پھر معراج اور شق القمر، آپ کے ہاتھوں ہونے والے چند معجزات بتا دیجئے!

جواب: ☆ جانور تیز رفتار ہو جاتے تھے۔ بکریوں کے تھنوں میں دودھ اتر آتا اور بعض چیزوں میں تبدیلی آ جاتی تھی:

☆ جنگ بدر میں ایک صحابی حضرت عکاشہ بن محصنؓ کی تلوار ٹوٹ گئی آپ ﷺ نے ان کو ایک لکڑی عنایت فرمائی تو وہ ایک سفید تلوار بن گئی۔

☆ جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عنایت فرمائی۔ جو تلوار بن گئی۔ وہ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس تلوار کا نام عرجون تھا۔

☆ حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حضرت سلمان فارسیؓ کے لیے کھجور کے درخت لگائے تھے وہ درخت ایک ہی سال میں پھل لا چکے۔

☆ بانجھ بکریاں دودھ دینے لگیں۔ گنجے کے سر پر دست شفا پھیرا تو بال اگ آئے۔

☆ بچوں نے بھی حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دی تھی۔

☆ مشہور صحابی حضرت معاذ بن عفراءؓ کو برص کی بیماری تھی۔ حضور ﷺ نے اپنا عصا

مبارک ان کے جسم پر پھیرا تو مرض ختم ہو گیا۔

☆ غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علیؓ کی آنکھ میں تکلیف تھی آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو آشوب چشم جاتا رہا۔

☆ ہجرت کی رات غار ثور میں حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں پر کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو زہر کا اثر فوراً ختم ہو گیا۔

☆ جنگ بدر میں ایک صحابی حضرت حبیب بن یسافؓ کے دونوں کندھوں کے درمیان تلوار اس زور سے لگی کہ ایک طرف کا بازو لٹک گیا۔ ان کے لٹکے ہوئے حصے کو ملا کر حضور ﷺ نے دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ حضرت حبیبؓ نے زخمی کرنے والے کو مار ڈالا۔

☆ قلیل کھانا بھی حضور ﷺ کے دست مبارک سے کثیر بن جاتا تھا۔

☆ حضور ﷺ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی جاری ہوا تھا۔ متعدد موقعوں پر، جنگ بدر کے موقع پر، غزوہ طائف کے موقع پر اور صلح حدیبیہ کے موقع پر۔

☆ جانور بھی حضور ﷺ کی اطاعت کرتے تھے جس کے متعدد واقعات ملتے ہیں۔

☆ نباتات نے بھی حضور ﷺ کی اطاعت کی تھی۔

(سیرۃ النبی ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ سیرت ابن اسحاق۔ طبقات)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی چند خاص پیش گوئیاں بتا دیجئے؟

جواب: خندق کی کھدائی کے دوران سخت چٹان آ گئی۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کدال ماری تو وہ ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "مجھے شام کی کنجیاں دی گئیں ہیں۔" اللہ کی قسم! میں اس وقت شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔" پھر آپ ﷺ نے دوسری بار کدال ماری تو دوسری تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ اکبر! مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم! میں اس وقت مدائن کسریٰ کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر تیسری بار کدال ماری تو باقی تہائی بھی ٹوٹ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم میں اس

وقت ابواب صنعاء کو دیکھ رہا ہوں" حضور ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔

(الرحیق المختوم۔ سیرت حلبیہ۔ مختصر سیرت الرسول۔ طبقات)

☆ حضور ﷺ نے اپنی علالت کے دوران حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اہل بیت میں سے میری وفات کے بعد وہ سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گی۔

☆ ام المومنین حضرت زینبؓ کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا: میری ازواج میں سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جو لمبے ہاتھ والی (سخی) ہوگی۔

☆ حضور ﷺ نے چند مشرکین کی موت کے بارے میں بھی پیش گوئی فرمائی تھی۔

☆ حضور ﷺ نے بعض اہل بیت اور صحابہ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا: حضرت عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کی شہادت کی پیشین گوئی فرمائی۔ حضرت امام حسنؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ دو گروہوں میں صلح کرائیں گے۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی خبر۔ حضرت امیر معاویہؓ کی ولایت کی خبر حضرت عمارؓ بن یاسر کی شہادت کی خبر، حضرت سراقہ بن مالکؓ سے فرمایا کہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

☆ حضور اقدس ﷺ نے قیامت کے بارے میں پیش گوئیاں فرمائی تھیں بعض وقوع پذیر ہو چکی ہیں۔ بعض نشانیاں ظاہر ہو رہی ہیں اور بعض ابھی ظاہر ہوں گی۔

☆ آنحضرت ﷺ کی وفات اور صحابہ کرامؓ کا اس دنیا سے رخصت ہونا، بعض اہل بیت اور صحابہؓ کے بارے میں پیش گوئیاں، تاتاریوں کا فتنہ، حجاز کی آگ، جھوٹے نبیوں کے دعوے، بیت المقدس، مدائن، اور ایران، فارس اور یمن کی فتح، قتل، فتنوں اور زلزلوں کی کثرت۔ جو پوری ہو چکی ہیں۔

☆ حضور ﷺ کی چند پیش گوئیاں جو پوری ہو رہی ہیں: قاریوں کی کثرت اور فقہاء کی قلت، عابدوں کا جاہل ہونا، امیروں کی کثرت امینوں کی قلت، قطع رحم کرنا، علم دین کو حصول دنیا کے لئے سیکھنا، بڑوں کی عزت نہ ہونا، چھوٹوں پر شفقت نہ ہونا۔ مسجدوں میں نمازیوں کی کمی اور مسجدوں کی آرائش، ناحق مال لینا، خطیبوں کا جھوٹ بولنا، عورتوں کی مردوں سے مشابہت اور مردوں کی عورتوں سے مشابہت، جہاد نہ

کرنا، مالداروں کی تعظیم اور مفلسوں کو حقیر سمجھنا، کبیرہ گناہوں کو حلال جاننا، قرآن کو تجارت بنانا مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت۔

☆ قرب قیامت کی وہ پیش گوئیاں جن کا ظہور ابھی باقی ہے: حضرت امام مہدی کی تشریف آوری، دجال لعین کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری، یاجوج ماجوج کا نکلنا، بڑا دھواں، آفتاب کا مغرب سے نکلنا دابۃ الارض، خانہ کعبہ کا گرایا جانا، ایک بڑی آگ اور نفخ صور۔

(سیرت سرور عالم ﷺ۔ سیرت النبویہ۔ صحیح بخاری و مسلم۔ الخصائص الکبریٰ)

شمائل و خصائل نبوی ﷺ

سوال: رسول اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بتا دیجئے؟

جواب: روئے مبارک جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار تجلی کا مظہر تھا۔

☆ حضور اقدس ﷺ کے رخسار مبارک نہ بہت زیادہ پر گوشت نہ کم بھرے ہوئے۔ نرم اور سرخی مائل اور ہموار۔

☆ حضور اقدس ﷺ کے چہرے مبارک کا رنگ گورا گلابی، اور نورانی چہرہ، چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا۔

☆ ٹھوڑی چھوٹی اور پیشانی پست، چہرہ کسی قدر گول۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی مقدس پیشانی کشادہ اور روشن جو کہ ابھری ہوئی نہیں تھی۔

☆ حضور اقدس ﷺ کی بھنویں خم دار، باریک اور گنجان، دونوں کے بیچ میں ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

☆ آپ ﷺ کی پلکیں لمبی تھیں۔

☆ آنکھیں بڑی بڑی، اور سرخی مائل، ان میں سرخ ڈورے تھے۔

☆ آپ ﷺ کا دہانہ کشادہ تھا جو مناسب تھا اور پاکیزگی لیے ہوئے تھے۔

☆ دندان مبارک روشن چمکدار اور باریک، سامنے کے دانت ایک دوسرے سے

قدرے چھیدے ہوئے جو خوبصورت لگیں۔

☆ حضور ﷺ کی مقدس ناک بلندی مائل مگر زیادہ اونچی نہیں۔

☆ حضور اقدس ﷺ کا لعاب دہن زخمیوں اور بیماروں کے لیے شفا۔

☆ سر مبارک بڑا لیکن نہایت موزوں، بال مبارک سیاہ تھے اور کسی قدر گھنگھریالے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک گھنی تھی، کنگھی کرتے تھے اور مونچھ مبارک کتروایا کرتے تھے۔

☆ کنگھی کیا کرتے تھے، پہلے مانگ نکالتے نہ تھے لیکن بعد میں مانگ نکالا کرتے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا بدن مبارک گٹھا ہوا خوبصورت، بدن مبارک پر بال بہت کم۔

☆ حضور ﷺ کا قد مبارک میانہ اور موزوں، نہ بہت دراز قد نہ کوتاہ قد۔

☆ حضور ﷺ تمام انبیاء سے زیادہ خوبرو اور خوش آواز تھے۔ آپ ﷺ بلند آواز تھے اور قدرے بھاری آواز تھی۔

☆ آپ ﷺ کی گردن مبارک سفید مائل اور صاف ستھری، مناسب حد تک دراز۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے شانے مبارک بھاری، پرگوشت اور ایک دوسرے سے فاصلے پر، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

☆ مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان بائیں طرف والی سخت ہڈی کے قریب تھی۔ مہر نبوت کی طرح خوبصورتی سے گوشت مبارک ابھرا ہوا اور قدرے سرخ تھا۔ چاروں طرف بڑے بڑے تل تھے، اور گردا گرد بال تھے۔ یہ کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔

☆ آپ ﷺ کا سینہ مبارک کشادہ اور بھرا ہوا تھا۔ سینہ مبارک اوپر کے حصے پر کسی قدر بال تھے۔ ناف تک لمبی لکیر بالوں کی۔

☆ شکم اور سینہ ہموار تھا اور شکم بالوں سے صاف۔

☆ حضور ﷺ کی کلائیں اور بازو دراز اور چوڑی مضبوط اور قوی، بازو مبارک پر گوشت تھے۔

☆ ہتھیلیاں کشادہ اور پرگوشت، ہاتھ نہایت نرم اور خوشبو والے۔

☆ ہڈیاں بڑی، چوڑی اور مضبوط۔

☆ پائے مبارک رسول اللہ ﷺ کے پر گوشت اور ہموار، خوبصورت، صاف اور نرم۔ ایڑیاں کم گوشت۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی چال مبارک مناسب تھی اور قدم مبارک تواضع سے اٹھاتے۔ کسی قدر آگے کو جھکے ہوئے اور جھٹکے سے پاؤں اٹھاتے۔

☆ جلد مبارک نرم تھی اور خوشبو لگائے بغیر ایسی خوشبو آتی تھی کہ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

☆ سر کے موئے مبارک نہ بہت گھونگھریالے نہ بہت سیدھے، کبھی کانوں تک دراز کبھی کانوں کے نصف تک، کبھی کانوں کی لو تک کبھی شانہ مبارک کے نزدیک تک اور کبھی شانوں تک، بال سیاہ تھے۔

☆ حضور ﷺ کی انگلیاں مبارک مناسب حد تک دراز، خوبصورت اور پر گوشت۔

☆ پسینہ اور لعاب دہن کی خوشبو مشک وعنبر کی خوشبو سے بھی بڑھ کر۔

☆ حضور ﷺ کی شکل وشباہت اور اخلاق وعادات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہ تھے۔

☆ آپ ﷺ چلتے وقت دوسروں سے بلند قامت نظر آتے تھے۔

☆ مجلس میں بیٹھنے کی صورت میں بھی دوسروں سے بلند نظر آتے تھے۔

☆ آپ ﷺ کے دونوں گوش مبارک مناسب، خوبصورت اور مکمل تھے۔

☆ حضور ﷺ کی ریش مبارک میں تھوڑی کی جگہ ہونٹ کے نیچے اور کانوں کے ساتھ چند سفید بال تھے۔

☆ آپ ﷺ کی مبارک پنڈلیاں پر گوشت نہ تھیں، بلکہ نرم، باریک اور نہایت چمکدار تھیں، موزونیت کے ساتھ پتلی تھیں۔

☆ آپ ﷺ کے قدم مبارک نرم، پر گوشت اور قدرے بڑے تھے۔

☆ آپ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔

☆ کلائیاں خوبصورت اور لمبی تھیں، ان پر تھوڑے تھوڑے خوبصورت بال تھے۔
☆ سفید اور خوشبودار بغلیں، بغیر بالوں کے تھیں اور ان کا رنگ متغیر نہ ہوتا تھا۔
☆ رسول اللہ ﷺ کی پشت مبارک اور ریڑھ کی ہڈی نہایت خوبصورت تھی، کمر مبارک اعتدال اور موزونیت کے ساتھ پتلی تھی۔ ریڑھ کی ہڈی طویل تھی۔
☆ لب مبارک خوبصورت سرخی مائل تھے اور نہایت نرم و نازک تھے۔
☆ ٹھہر ٹھہر کر اور شیریں انداز سے گفتگو فرماتے تھے۔

(شمائل ترمذی۔ مسند احمد۔ صحیح بخاری۔ دلائل النبوۃ)

سوال: بتایئے حضور اقدس ﷺ کا لباس کیسا ہوتا تھا؟

جواب: آپ ﷺ کا لباس سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ بعض اوقات پیوند لگے ہوتے۔
☆ چادر، کرتہ یا قمیص، تہبند اور عمامہ پہنتے تھے۔
☆ یمن کی سبز یا سرخ دھاریدار چادریں اور تہبند زیادہ پسند فرماتے۔
☆ حضور ﷺ کا پسندیدہ لباس قمیص یا کرتہ تھا۔
☆ حضور ﷺ کی چادر چار گز لمبی اور سوا دو گز چوڑی ہوتی تھی۔
☆ آپ ﷺ تین گز لمبا اور ڈیڑھ گز چوڑا تہبند پہنتے تھے۔
☆ حضور ﷺ کا عمامہ تقریباً پانچ گز لمبا ہوتا تھا۔ عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا۔
☆ عمامہ کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے (اونچی ٹوپی استعمال نہیں فرمائی) عمامہ کا کبھی شملہ چھوڑتے کبھی نہیں۔ شملہ اکثر دونوں شانوں کے بیچ میں اور کبھی شانہ مبارک پر۔ شملہ عموماً بالشت بھر کا ہوتا تھا۔
☆ بعض اوقات آپ ﷺ نے اونی جبہ شامیہ استعمال فرمایا۔ جب کسروانی بھی کبھی کبھی پہن لیتے۔ اونی چادر بھی پہنی ہے۔
☆ سفید رنگ کا لباس پسند اور سرخ رنگ کا ناپسند فرماتے۔
☆ اکثر سیاہ رنگ کا کمبل استعمال فرماتے۔
☆ آپ ﷺ کی نعلین مبارک چپل یا کھڑاؤں جیسی۔ ہر ایک کے دو دو تسمے ہوتے

تھے۔ آپ ﷺ کے نعلین مبارک کی لمبائی ایک بالشت دو انگل۔

☆ آپ ﷺ بے حد صفائی پسند تھے، اپنی جسمانی صفائی کے علاوہ لوگوں کو بھی صاف ستھرا رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔

☆ آپ ﷺ بالوں کو سنوارنے کے لیے روزانہ صفائی کے علاوہ دوسرے تیسرے روز کنگھا بھی فرماتے تھے اور مانگ بھی نکالتے تھے۔

☆ ہر وضو کے وقت مسواک فرماتے اور آٹھویں روز غسل مسنون قرار دیا تھا۔

(سیرت کامل۔ سیرت النبی ﷺ۔ سیرت رسول عربی ﷺ۔ خصائص الکبریٰ)

سوال: حضور ﷺ کی خوراک اور کھانے پینے کا انداز کیسا تھا؟

جواب: حضور ﷺ کی عام غذا:

☆ چند چھوہارے، جو کی روٹی، ستو، دودھ، گوشت، سرکہ، شہد۔

☆ کدو، شہد، دودھ، گوشت، سرکہ، روغن زیتون۔ زیادہ مرغوب غذائیں تھیں۔

☆ لہسن، پیاز اور بدبو کی چیزیں ناپسند تھیں۔

☆ اَن چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے۔

☆ حضور ﷺ کم سے کم انگلیوں سے کھاتے تھے اور فارغ ہونے کے بعد ان کو چاٹ لیتے تھے۔

☆ آپ ﷺ کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے۔

☆ دائیں ہاتھ سے کھاتے اور کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھو لیتے تھے۔ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔

☆ دوزانو یا اکڑوں بیٹھتے تھے اور کھانے کے اختتام پر یا من بھاتی چیز ملنے پر الحمدللہ! فرماتے تھے۔

☆ کھانے کے بیچ میں سے ایک چھانٹ چھانٹ کر نہ کھاتے۔ گری ہوئی چیز کو صاف کر کے کھانے کی ترغیب دیتے۔ کھانے میں عیب نہ نکالتے۔ خواہش ہوتی تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ کھانے کو سراہتے جاتے۔ مل کر کھانا پسند فرماتے تھے۔ بسیار

خوری نہ کرتے بلکہ ہمیشہ بھوک رکھ کر کھاتے۔

(صحیح بخاری و مسلم۔ ابو داؤد۔ اسلامی آداب معاشرت)

سوال: حضور اقدس ﷺ کا انداز راحت بیان کر دیجئے؟

☆ عشاء کی نماز کے بعد آپ ﷺ آرام فرماتے تھے۔

☆ آپ ﷺ باوضو اور پاک صاف ہو کر سوتے تھے۔ بستر پر جانے سے پہلے اسے جھاڑ لیتے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا بستر انتہائی سادہ بستر تھا۔ ایک ٹاٹ تھا جسے دوہرا کر کے بچھا دیا جاتا۔ کپڑے کا بستر بھی ہوتا اور چمڑے کا بھی۔

☆ حضور اقدس ﷺ سونے سے قبل قرآنی آیات یا دعائیہ کلمات پڑھتے تھے۔ مثلاً؟ "اے اللہ! میرا مرنا اور جینا تیرے ہی نام کے ساتھ ہے" اور "اے پروردگار جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے مجھے عذاب سے بچانا" تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھتے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی سورتیں پڑھنے کی عادت تھی۔

☆ آپ ﷺ دائیں کروٹ لیٹتے اور اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور پھر دعائیں پڑھتے۔

☆ حضور ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ "حمد و شکر ہے اس اللہ کا جس نے مرنے کے بعد مجھے پھر سے جگایا اور جس کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔"

☆ نیند سے بیدار ہونے کے بعد حضور ﷺ کا پہلا معمول یہ تھا کہ آپ طہارت کا اہتمام کرتے۔ مسواک کرنے کے بعد وضو فرماتے تھے۔

(صحیح بخاری۔ مشکوۃ۔ ترمذی۔ مسند احمد)

سوال: حضور ﷺ کی خانگی اور مجلسی زندگی کیسی تھی؟

جواب: نہایت پیار اور محبت سے رہتے۔ ہنسی مذاق کرتے۔ پہلے زمانے کے قصے بیان فرماتے۔ دلچسپی کی باتیں کرتے اور گھر کے کام میں بھی حصہ لیتے، اپنا کام خود ہی

کرتے۔

☆ آپ ﷺ اپنی بیویوں میں سے نمبروار ہر ایک کے یہاں رات کو رہتے تھے۔ باقی دن میں ایک مرتبہ عموماً عصر کے بعد ہر ایک کے مکان پر تشریف لے جاتے۔

☆ اہل علم وعمل کی طرف پہلے توجہ فرماتے۔ ایک دو یا تین غرض جتنی بھی ضرورتیں کوئی لے کر آتا آپ ﷺ پوری فرماتے۔ دربار خاص میں دینی فضیلت کے لحاظ سے وقت دیا جاتا۔ دربار عام میں بھی ہر حاجت مند کی حاجت پوری فرماتے۔ ہر قوم کے سربراہ اور معزز لوگوں کی تعظیم کی جاتی۔ خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آتے دوستوں کی خبر گیری فرماتے۔

☆ مجلس کی دو صورتیں ہوتی تھیں جن پر آپ ﷺ وقت تقسیم فرماتے تھے۔ مکان کے اندر اور دوسرا مکان کے باہر۔

☆ مکان یعنی گھر کے اندر کے وقت کو حضور ﷺ تقسیم فرماتے تھے یہ وقت تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ عبادت کے لیے، ایک حصہ بات چیت اور ہنسنے بولنے کے لیے اور ایک حصہ آرام کے لیے ہوتا تھا۔ آرام کے وقت میں سے بھی ایک حصہ امت کے کاموں کے لیے وقف فرما دیتے تھے۔

(سیرت رسول عربی ﷺ۔ زادالمعاد۔ سیرت سرور عالم ﷺ۔ محمد رسول اللہ ﷺ)

سوال: بتایئے رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست میں معاشرتی اور معاشی مسائل کس طرح حل کیے؟

جواب: رسول اکرم ﷺ نے مہاجرین کے معاشی مسائل حل کرنے کے لیے مواخات یعنی بھائی چارے کا انتظام کیا۔

☆ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور میثاق مدینہ جو اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی حضور اقدس ﷺ کے ہاتھوں وجود میں آیا۔

☆ عرب میں عقد موالات کا طریقہ رائج تھا۔ غیر قبیلہ کا آدمی کسی بھی قبیلے میں پہنچتا اور ایک معاہدہ کر کے اس قبیلے میں داخل ہو جاتا۔ اب وہ اسی قبیلے کی طرف

منسوب ہوتا۔ وہ معاہدات جنگ و صلح میں شریک رہتا اور مرنے کے بعد اس کا ترکہ بھی اسی قبیلے میں تقسیم ہوتا۔ حضور ﷺ نے عقد موالات کی بجائے عقد مواخات (بھائی چارے کا معاہدہ) کی بنیاد ڈالی۔

☆ میثاق مدینہ معاہدہ امن تھا آپ ﷺ نے اہل مدینہ اور یہود سے کیا تھا۔ اس کی تقریباً ۴۸ دفعات ہیں۔ ان میں سے ۲۳ انصار و مہاجرین کے لیے تھیں۔ یہ دنیا میں بنیادی حقوق کی پہلی دستاویز تھی۔ یہ ایک دفاعی معاہدہ بھی تھا اور باہم حقوق و فرائض کی ادائیگی کا عہد بھی تھا۔ اس کے مطابق بیرونی دشمن کے خلاف سب مل کر مدینے کا دفاع کریں گے اور تمام فریقوں کو مکمل مذہبی اور سماجی آزادی ہوگی۔

☆ یہودی رعایا کو عدالتی و قانونی خود مختاری حاصل تھی۔ انہی کے فریقین مقدمہ، انہی کے حکام عدالت اور انہی کا قانون، البتہ انہیں اجازت تھی کہ اپنی خوشی سے چاہیں تو مقدمہ اسلامی عدالت میں پیش کریں۔

☆ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہر کے اندر تم گلیوں کو اتنا چوڑا رکھو کہ دو لدے ہوئے جانور بآسانی گزر سکیں۔

☆ سب سے پہلا دیوان یا سیکریٹریٹ حضور ﷺ نے قائم فرمایا۔ یہ دفتری نظام اہم ترین انتظامات میں سے تھا اور چند کاتبوں پر مشتمل تھا۔ ان کے فرائض مختلف تھے۔ مثلاً کچھ وحی لکھتے کچھ زکوٰۃ کے اندراجات کرتے۔ اسی طرح دس بارہ مدوں کے لیے الگ الگ کاتب مقرر تھے۔

☆ رسول کریم ﷺ نے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جو نظام قائم کیا اس میں سب سے اہم کام صفہ کی درسگاہ کا قیام تھا۔ جس کا تعلق تعلیم و تربیت کے علاوہ فوج سے بھی تھا۔

☆ بیرونی قبائل اور حکمرانوں کو خطوط لکھنا اور معاہدات لکھنا، بیرونی حکمرانوں کے پاس سفیر بھیجنا۔ اسلامی سیکریٹریٹ کی ذمہ داری تھی۔

☆ اگر کبھی جھگڑا ہو جاتا تو لوگ یا تو اپنے قبیلے کے سردار سے رجوع کرتے یا رسول

اکرم ﷺ کے پاس آتے اور وہ مقدمہ طے پاجاتا اور فیصلہ نافذ ہو جاتا۔ اعلیٰ ترین افسر عدالت اور ملک کے حکمران رسول اللہ ﷺ تھے۔

(رحمۃ للعالمین ﷺ۔ اسلامی ریاست۔ سیرت سرور عالم ﷺ)

☆ اسلام کے مالیات کے نظام میں سب سے زیادہ اہمیت زکوٰۃ کو حاصل تھی جو ۹ ھ میں فرض ہوئی۔

☆ حکومت کی طرف سے ایک قانون بنا کہ سارے مالدار مسلمان اپنے غریب مسلمان بھائیوں کی مدد کریں۔ اس سلسلے میں ابتداء میں خیرات کا حکم دیا گیا۔ اور یہی خیرات بعد میں ٹیکس کا انداز اختیار کر گئی۔

☆ ملکی آمدنی کے بڑے ذرائع زکوٰۃ، خیرات، صدقات، اور مال غنیمت وغیرہ۔ مال غنیمت کی آمدنی کا ایک حصہ حکومت کے لیے تھا اور مال غنیمت کا ۱/۵ حصہ اور مال فئے (سالانہ خراج وغیرہ) کا پورا حصہ حکومت کے تصرف میں آجاتا۔

☆ زکوٰۃ، صدقات یعنی حکومت کی آمدنیاں فقراء اور مساکین پر۔ اس کے بعد حکومت کے کارندوں پر۔ تبلیغ اسلام پر مملکت کی مسلم یا غیر مسلم رعایا اگر دشمن کے ہاتھوں قید ہو جائے تو انہیں چھڑانے پر۔ کھاتے پیتے لوگ اگر یکدم سے کسی مشکل کا شکار ہو جائیں تو ان پر رفاہی خدمات ملک کی حفاظت اور فوج کے اخراجات پر۔ مسافروں کی مہمان نوازی پر ملک کے غلاموں کو آزاد کرانے پر۔ مسجدیں اور مدرسے بنانے پر۔

☆ کسی غیر مسلم پر اسلام لانے کے لیے جبر نہیں کیا جاتا تھا اور انہیں مذہبی و قومی معاملات میں پوری آزادی و خودمختاری حاصل تھی۔ ان کے مذہبی اداروں کی مدد بھی کی جاتی۔ غیر مسلم رعایا فوجی ضرورت کے تحت معمولی ٹیکس (جزیہ) دے کر اسلامی سلطنت کی حفاظت قوتوں وغیرہ کی خدمات سے مستفید ہوتی تھی۔

(اسلامی ریاست۔ سیرت النبی ﷺ۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: حضور ﷺ کا دفاعی نظام اور جنگی حکمت عملی کیا ہوتی تھی؟

جواب: حضور اکرم ﷺ نے مدینے کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے سب سے پہلے اہل مدینہ سے میثاق مدینہ کے بعد اردگرد کے قبائل سے دفاعی معاہدے کیے۔

☆ ابتداء میں ایسی کوئی فوج نہیں تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ جہاد کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ اس لیے بالغ مردوں میں سے جس وقت جنگی ضرورت ہوتی لے لیتے۔ بعد میں بالغ مردوں کا اندراج ہونے لگا جنہیں بوقت ضرورت بلا لیا جاتا۔

☆ فوجی تربیت کے لیے گھوڑ دوڑ کرائی جاتی، اونٹوں کی دوڑ ہوتی، گدھوں کی دوڑ ہوتی، آدمیوں کی دوڑ ہوتی، کشتیوں اور تیر اندازوں کے مقابلے کرائے جاتے اور جیتنے والوں کو انعامات دیے جاتے۔

☆ آپ ﷺ ہمیشہ لحاظ رکھتے کہ آفتاب ہماری آنکھوں کے سامنے نہ ہو۔ بلکہ پیچھے ہو تاکہ ہماری آنکھوں کو متاثر نہ کرے۔ بلکہ دشمن سورج کی شعاعوں سے متاثر ہو تاکہ اسے مقابلہ کرنے میں دشواری پیش آئے۔

☆ ہواؤں کا خاص لحاظ فرماتے تھے کہ دشمن سے جنگ ہو تو ایسے مقام پر ہو کہ ہوا ہمارے پیچھے چل رہی ہو نہ کہ ہمارے سامنے آئے اور ہماری رفتار میں رکاوٹ پیدا کرے۔

☆ تمام غزوات مدافعانہ تھے جن کا مقصد اسلامی ریاست کا دفاع، تبلیغ اسلام کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والوں کی بیخ کنی اور فتنہ و فساد کا خاتمہ تھا۔

☆ حضور ﷺ نے جنگ کا ایک بڑا اور واضح اصول وضع فرمایا کہ کسی دشمن کے خلاف اس وقت تک جنگ شروع نہ کی جائے جب تک کہ اسے اس کی اطلاع یا تنبیہ نہ کر دی جائے۔

☆ آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مشورہ فرماتے تھے اور عوام اور خواص کے امور اور مہمات کو ان کے سپرد فرماتے تھے۔

(حضور ﷺ بحیثیت سپہ سالار۔ سیرت النبی ﷺ۔ سیرت حلبیہ۔ دور نبوی ﷺ کا نظام حکومت)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی کے بنیادی اصول کیا تھے؟

جواب: (۱) دعوت توحید۔ (۲) ریاست کا دفاع۔ (۳) امن عالم۔ (۴) معاہدات کا احترام۔ (۵) جنگ سے گریز یا صلح۔ (۶) بلاوجہ تنازعات سے بچنا۔ (۷) حق کی مدد اور ظلم سے اجتناب۔ (۸) اندرونی استحکام۔ (۹) جنگی فنون کی ترقی اور استفادہ۔ (۱۰) خبر رسانی (اسلامی حکومت کے شعبہ اطلاعات کو خاص طور پر ترقی دی گئی) (۱۱) معاشی دباؤ یا ناکہ بندی (۱۲) تالیف قلبی۔ (۱۳) انسانی خون کا احترام۔ (۱۴) بین الاقوامی اصولوں کی پاسداری۔

(رسول اللہ ﷺ کی خارجی پالیسی۔ضیاء النبی ﷺ۔سیرت سرور عالم ﷺ)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی ازواج اور اولاد کے بارے میں بتادیجئے؟

جواب: آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں گیارہ شادیاں کیں:

☆ حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کی پہلی بیوی تھیں اور ان کے جیتے جی آپ ﷺ نے کوئی اور شادی نہیں کی۔ آپ ﷺ کی اولاد میں حضرت ابراہیم کے سوا تمام صاحبزادے اور صاحبزادیاں ان ہی حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ، حضرت زینبؓ کی شادی ہجرت سے پہلے ان کے پھوپھی زاد بھائی حضرت ابو العاصؓ بن ربیع سے ہوئی۔ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثوم کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان کے بطن سے حسنؓ، حسینؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ پیدا ہوئیں۔

☆ حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے چند دن بعد نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں شادی کی۔ آپ ﷺ سے پہلے حضرت سودہؓ اپنے چچیرے بھائی سکران بن عمرو کے عقد میں تھیں۔ اور وہ انتقال کر گئے۔ تو حضور ﷺ نے ان سے عقد فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے گیارھویں برس ماہ شوال میں شادی کی یعنی حضرت سودہؓ سے شادی کے

ایک سال بعد اور ہجرت سے دو برس پانچ ماہ پہلے۔ اس وقت ان کی عمر چھ یا نو یا ۱۱ برس تھی۔ پھر ہجرت کے سات ماہ بعد شوال ۱ھ میں انہیں رخصت کیا گیا۔ حضرت عائشہؓ آپ کی سب سے محبوب بیوی تھیں اور امت کی عورتوں میں علی الاطلاق سب سے زیادہ فقیہ اور صاحب علم تھیں۔

☆ حضرت حفصہؓ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ تھے جو بدر اور احد کے درمیانی عرصہ میں رحلت کر گئے۔ اور وہ بیوہ ہو گئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ۳ھ میں ان سے شادی کر لی۔

☆ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنو ہلال بن عامر بن صعصعہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ مسکینوں پر رحم و مروت اور رقت و رافت کے سبب ان کا لقب اُم المساکین پڑ گیا تھا۔ یہ حضرت عبداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔ وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ۴ھ میں ان سے شادی کر لی۔ مگر صرف آٹھ ماہ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں رہ کر رحلت کر گئیں۔

☆ حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ جمادی الآخرہ ۴ھ میں حضرت ابو سلمہؓ کا انتقال ہو گیا تو ان کے بعد شوال ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

☆ حضرت زینب بنت جحش بن رباب رضی اللہ عنہا قبیلہ بنو اسد بن خزیمہ سے تعلق رکھتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی صاحبزادی تھیں۔ ان کی شادی پہلے حضرت زیدؓ بن حارثہ سے ہوئی تھی جنہیں رسول اللہ ﷺ کا بیٹا سمجھا جاتا تھا لیکن حضرت زیدؓ سے نباہ نہ ہو سکا اور انہوں نے طلاق دے دی۔ خاتمہ عدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا (۳۳:۳۷) "جب زید نے ان سے اپنی ضرورت پوری کر لی تو ہم نے انہیں آپ ﷺ کی زوجیت میں دے دیا"۔ حضرت زینبؓ سے رسول اللہ ﷺ کی شادی ذی قعدہ ۵ھ میں یا اس سے کچھ

عرصہ پہلے ہوئی۔

☆ حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے والد قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو المصطلق کے سردار تھے۔ حضرت جویریہؓ بنو المصطلق کے قیدیوں میں لائی گئی تھیں اور حضرت ثابتؓ بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی تھیں۔ انہوں نے حضرت جویریہؓ سے مکاتبت کر لی یعنی ایک مقررہ رقم کے عوض آزاد کر دینے کا معاملہ طے کر لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے مقررہ رقم ادا فرما دی اور شعبان ۵ھ یا ۶ھ میں ان سے شادی کر لی۔

☆ حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا عبیداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں، اور اس کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ بھی گئی تھیں۔ لیکن عبیداللہ نے وہاں جانے کے بعد مرتد ہو کر عیسائی مذہب قبول کر لیا اور پھر وہیں انتقال کر گیا لیکن ام حبیبہؓ اپنے دین اور اپنی ہجرت پر قائم رہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے محرم ۷ھ میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو اپنا خط دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تو نجاشی کو یہ پیغام بھی دیا کہ ام حبیبہؓ سے آپ کا نکاح کر دے۔ اس نے ام حبیبہؓ کی منظوری کے بعد ان سے آپ ﷺ کا نکاح کر دیا اور شرحبیلؓ بن حسنہ کے ساتھ انہیں آپ ﷺ کی خدمت میں مدینہ روانہ فرما دیا۔

☆ حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ عنہا بنی اسرائیل سے تھیں اور خیبر میں قید کی گئیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے لیے منتخب فرما لیا اور آزاد کر کے شادی کر لی۔ یہ فتح خیبر ۷ھ کے بعد کا واقعہ ہے۔

☆ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ام الفضل لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ ان سے رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ ۷ھ میں عمرۂ قضاء سے فارغ ہونے اور صحیح قول کے مطابق احرام سے حلال ہونے کے بعد شادی کی۔

☆ یہ گیارہ بیویاں رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ اور آپ ﷺ کی صحبت و رفاقت میں رہیں۔ ان میں سے دو بیویاں یعنی حضرت خدیجہؓ اور حضرت

زینبؓ ام المساکین کی وفات آپ ﷺ کی زندگی ہی میں ہوئی اور نو بیویاں آپ ﷺ کی وفات کے بعد حیات رہیں۔

☆ جہاں تک لونڈیوں کا معاملہ ہے تو مشہور یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دو لونڈیوں کو اپنے پاس رکھا۔ ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ کو جنہیں مقوقس فرمانروائے مصر نے بطور ہدیہ بھیجا تھا ان کے بطن سے آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں ۲۸ یا ۲۹ شوال ۱۰ھ بمطابق ۲۷ جنوری ۶۳۲ء مدینہ کے اندر انتقال کر گئے۔

☆ دوسری لونڈی حضرت ریحانہؓ بنت زید تھیں جو یہود کے قبیلہ بنی نضیر یا بنی قریظہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ بنو قریظہ کے قیدیوں میں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے لیے منتخب فرمایا تھا اور وہ آپ کی لونڈی تھیں۔ ان کے بارے میں بعض محققین کا خیال ہے کہ انہیں نبی ﷺ نے بحیثیت لونڈی نہیں رکھا تھا بلکہ آزاد کر کے شادی کر لی تھی۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے شام کے سفر کس عمر میں کیے تھے؟

جواب: پہلا سفر ۱۲ یا ۱۳ سال کی عمر میں ۵۸۳ء میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ کیا۔ دوسرا سفر ۲۴ سال کی عمر میں ۵۹۵ء میں کیا۔

(رسول اللہؐ کے سفر مبارک۔ سیرۃ النبویہ۔ طبقات)

سوال: بتایئے پہلی اور دوسری ہجرت حبشہ کب ہوئی؟

جواب: پہلی ہجرت حبشہ بعثت کے پانچویں سال ۶۱۵ء میں اور دوسری ہجرت نبوت کے چھٹے سال ۶۱۶ء میں ہوئی۔ (رحمۃ للعالمین۔ سیرۃ النبیؐ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: شعب ابی طالب کی محصوری ۹ محرم ۷ نبوی میں ہوئی۔ بتایئے بیعت عقبہ کب ہوئی؟

جواب: بیعت عقبہ اولیٰ ذی الحج ۱۲ نبوی میں اور دوسری ذی الحج ۱۳ نبوی میں۔

(سیرت النبیؐ۔ ضیاء النبیؐ۔ سیرت سرور عالمؐ)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف کب ہجرت فرمائی؟

جواب: ۲۷ صفر ۱۳ نبوی بمطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کو۔ تین دن غار ثور میں رہ کر یکم ربیع الاول بمطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء کو مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔

(ضیاء النبیؐ۔ محمد عربیؐ انسائیکلو پیڈیا۔ سیرت رسول عربیؐ)

سوال: آپ نے قبا میں ۱۴ دن قیام فرمایا اور مسجد قبا تعمیر کی۔ بتایئے مسجد نبوی کب تعمیر ہوئی؟

جواب: ربیع الاول ۱ ہجری میں یہ مسجد مدینہ منورہ میں تعمیر ہوئی۔

(سیرۃ النبیؐ۔ طبقات۔ تاریخ طبری۔ البدایہ والنہایہ)

سوال: قبا میں تقریباً ۵۰۰ افراد نے حضور اقدس ﷺ کا استقبال کیا تھا۔ بتایئے آپ نے پہلا خطبہ جمعہ کہاں دیا؟

جواب: قبا میں قیام کے دوران پہلا خطبہ جمعہ بنی سالم کے محلے کی مسجد میں دیا۔

(طبقات۔ مختصر سیرۃ الرسولؐ۔ رحمۃ اللعالمینؐ)

سوال: مدینہ میں سب سے پہلا معاہدہ کب اور کن کے درمیان ہوا؟

جواب: ۱ ہجری کے وسط میں مسلمانوں اور یہود مدینہ کے درمیان پہلا معاہدہ میثاق مدینہ ہوا۔ یہ دنیا کا پہلا تحریری معاہدہ تھا۔

(سیرت ابن اسحاق۔ سیرت سرور عالمؐ۔ سیرۃ النبیؐ)

سوال: نماز مکہ میں معراج کے موقعے پر فرض ہوئی۔ روزے کب فرض ہوئے؟

جواب: مدینہ طیبہ میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے ۱۸ ماہ بعد ۲ ہجری میں۔

(محمد عربیؐ انسائیکلو پیڈیا۔ تذکرۃ الانبیاء)

سوال: غزوہ بدر میں ابولہب کے علاوہ کفار کا ایک قبیلہ بھی شریک نہیں ہوا تھا۔ کیوں؟

جواب: ابولہب بیماری کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اور کفار کا قبیلہ بنو عدی حضرت عمر فاروقؓ کے رعب اور خوف کی وجہ سے شامل نہ ہوا۔ یہ حضرت عمرؓ کا قبیلہ تھا۔

(البدایہ والنہایہ۔ سیرۃ النبویہ۔ سیرت حلبیہ)

سوال: بتایئے غزوۂ بدر میں طرفین سے کتنے آدمی ہلاک ہوئے اور کتنے قیدی بنائے گئے؟

جواب: ١٤ مسلمان شہید ہوئے جب کہ ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی بنائے گئے۔

(طبقات۔ تاریخ طبری۔ ضیاء النبی)

سوال: میدان بدر مدینہ سے اسی میل کے فاصلے پر ہے۔ بتایئے احد کتنی دور ہے؟

جواب: کوہ احد مدینہ منورہ سے تین میل دور ہے۔

(رحمۃ للعالمینؐ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ)

سوال: غزوۂ احد شوال ٣ ہجری بمطابق جنوری ٦٢٥ء میں ہوا۔ اس میں فریقین کے کتنے لوگ مارے گئے؟

جواب: ٧٠ مسلمان شہید ہوئے اور ٤٠ زخمی ہوئے۔ جب کہ کفار کے اتنے ہی افراد مارے گئے۔

(المغازی۔ طبقات۔ سیرت حلبیہ)

سوال: غزوہ خندق ٥ ہجری بمطابق ٦٢٧ء میں ہوا۔ اس میں کھودی جانے والی خندق کی لمبائی اور چوڑائی بتا دیجئے؟

جواب: حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورے سے کھودی جانے والی خندق کی لمبائی ٣ میل اور چوڑائی ٤٠ فٹ تھی۔

(الرحیق المختوم۔ رحمۃ للعالمینؐ۔ زاد المعاد)

سوال: حدیبیہ مکہ سے ٢٠ میل دور ہے۔ بتایئے صلح حدیبیہ کب ہوئی اور حضور ﷺ نے وہاں کتنا عرصہ قیام فرمایا؟

جواب: ٦ ہجری بمطابق مارچ ٦٢٨ میں صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان ہوئی۔ اس مقام پر حضور ﷺ نے ٢٢ دن قیام فرمایا۔

(طبقات۔ سیرۃ النبیؐ۔ سیرت حلبیہ۔ سیرت رسول عربیؐ)

سوال: جنگ خیبر ٧ ہجری میں ہوئی۔ بتایئے یہاں یہودیوں کے کتنے قلعے تھے؟

جواب: چھ مضبوط قلعے تھے جن میں تین قلعے ناعم، نطاۃ اور قموص زیادہ مشہور تھے۔

(سیرۃ النبیؐ۔ المغازی۔ سیرت سرور عالمؐ)

سوال: سریہ موتہ جمادی الاول ٨ ہجری بمطابق ٦٢٩ء ہوا۔ بتایئے غزوہ فتح مکہ کب ہوا؟

جواب: ۲۰ رمضان ۸ ہجری بمطابق جنوری ۶۳۰ء میں حضور ﷺ سورۃ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے۔

(المغازی۔ سیرت حلانیہ۔ تاریخ طبری)

سوال: غزوۂ حنین ۱۰ شوال ۸ ہجری بمطابق فروری ۶۳۰ء ہوا۔ غزوۂ طائف اور غزوہ تبوک کب ہوئے؟

جواب: غزوۂ طائف شوال ۸ ہجری بمطابق فروری ۶۳۰ء میں ہوا اور غزوۂ تبوک رجب ۹ ہجری بمطابق ۶۳۰ء میں ہوا۔ (المغازی۔ غزوات نبوی۔ طبقات)

سوال: قرآن مجید میں لفظ بکہ شہر مکہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ بتایئے یوم الفرقان کسے کہا گیا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں غزوۂ بدر کے دن کو یوم الفرقان کے نام سے پکارا گیا ہے۔

(سیرۃ رسول عربی۔ الرحیق المختوم۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: بتایئے شب معراج کے موقعہ پر کون سی تین آیات نازل ہوئیں؟

جواب: قرآن کی سورۃ بقرہ کی آخری تین آیات شب معراج کے مواقع پر نازل ہوئیں۔

(تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ قصص القرآن)

سوال: قرآن مجید میں کس نبی کو ان کی ماں کے نام سے پکارا گیا ہے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی ماں کے نام سے ابن مریم کہا گیا ہے۔

(القرآن۔ تاریخ ابن کثیر۔ تفسیر مظہری۔ سیرت انبیاء کرام)

سوال: حضور ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی اور آخری وحی کے کاتب کون تھے؟

جواب: حضرت خالدؓ بن سعید پہلی وحی کے اور حضرت ابیؓ بن کعب آخری وحی کے کاتب تھے۔ (طبقات۔ سیرت ابن اسحاق۔ کاتبان رسولؐ)

سوال: قرآن پاک میں مکہ کو ام القریٰ بھی کہا گیا ہے۔ بتایئے مدینے کو کیا کہا گیا ہے؟

جواب: قرآن پاک میں مدینہ کو یثرب کے نام سے پکارا گیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام۔ سیرۃ حلبیہ۔ رحمۃ للعالمین)

سوال: تیمم سے کیا مراد ہے؟ تیمم کا حکم کب آیا؟

جواب: جب پانی نہ مل رہا ہو یا پانی کے استعمال سے نقصان کا ڈر ہو تو نماز کیلئے وضو کی بجائے تیمم کیا جاتا ہے۔ اس کا حکم ۴ ہجری میں آیا۔

(تفسیر عزیزی۔ تفسیر قرطبی۔ تاریخ اسلام)

سوال: بتایئے نماز خسوف، نماز کسوف اور نماز استسقاء کب پڑھی جاتی ہیں؟

جواب: نماز خسوف چاند گرہن کے وقت، نماز کسوف سورج گرہن کے وقت اور نماز استسقاء بارش کی دعا کیلئے پڑھی جاتی ہے۔ (تاریخ اسلام۔ تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی)

سوال: مسلمانوں پر زکوٰۃ ۲ ہجری میں فرض ہوئی۔ بتایئے زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: زکوٰۃ سے مراد ایسا مال جو نصاب کے مطابق امیروں سے لیا جائے اور قرآنی تعلیم کے مطابق غریبوں میں تقسیم کیا جائے۔ (تاریخ اسلام۔ محمد عربی انسائیکلوپیڈیا۔ طبقات)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔ احادیث کا پہلا مجموعہ کون سا تھا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں احادیث کا ابتدائی مجموعہ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص نے صادقہ کے نام سے تیار کیا۔ ان کے علاوہ حضرت علیؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہؓ بن مسعود، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت سعدؓ بن معاذ نے بھی آقا کی حیات طیبہ ہی میں احادیث کے مجموعے تیار کئے۔

(تذکرۃ الانبیاءؑ۔ قصص الانبیاءؑ۔ تاریخ طبری)

سوال: مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کب منائی؟

جواب: پہلی عید الفطر یکم شوال ۲ ہجری میں اور پہلی عید الاضحیٰ ۱۰ ذی الحجہ ۲ ہجری میں منائی گئی۔ قربانی کا حکم بھی ۲ ہجری میں آیا تھا۔

(تاریخ اسلام۔ سیرت ابن اسحاق۔ رحمۃ للعالمینؐ۔ الرحیق المختوم)

سوال: سود ۹ ہجری میں حرام ہوا۔ بتایئے زنا کی سزا کب اور کتنی مقرر ہوئی؟

جواب: زنا کی سزا ۵ ہجری میں ۱۰۰ دُرّے مقرر ہوئی۔ (تاریخ اسلام۔ طبقات۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: قانون وراثت ۳ ہجری میں نازل ہوا۔ بتایئے شراب کی حرمت اور جوئے کی ممانعت کا قانون کب نافذ ہوا؟

جواب: شراب ۴ ہجری میں حرام ہوئی اور جوئے کی ممانعت کا حکم بھی ۴ ہجری میں آیا۔

(طبقات۔ سیرت ابن اسحاق۔ تفہیم القرآن)

سوال: قبلہ بدلنے کا حکم کب اور کس مسجد میں آیا؟

جواب: ۱۵ شعبان ۲ ہجری میں نماز ظہر کی دو رکعت کے بعد یہ حکم مسجد بنی سلمہ میں نازل ہوا۔ اس مسجد کو مسجد قبلتین بھی کہا جانے لگا۔ اس سے پہلے مسلمانوں نے سولہ ماہ تک بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھیں۔

(تاریخ طبری۔ تفسیر عثمانی۔ سیرت النبی)

سوال: انجیل میں رسول اللہ ﷺ کا نام فارقلیط ہے۔ اس کے معنی بتا دیجئے؟

جواب: فارقلیط کے معنی ہیں انسانوں کا قریبی دوست، حق و صداقت کی روح۔

(تفہیم القرآن۔ ضیاء القرآن۔ تفسیر ابن کثیر)

سوال: ام المومنین حضرت خدیجہ کا لقب طاہرہ اور کنیت ام ہند تھی۔ آپ کتنا عرصہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہیں؟

جواب: آپ نے ۲۴ سال ۶ ماہ نبی اکرم ﷺ کی رفاقت میں گزارے۔

(سیرۃ النبیؐ۔ سیرۃ الکبریٰ۔ سیرت دحلانیہ)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی دوسری شادی حضرت سودہؓ سے شوال ۱۰ نبوی میں ہوئی۔ ان کے والد اور والدہ کا نام بتا دیں؟

جواب: حضرت سودہؓ کے والد کا نام زمعہ اور والدہ کا نام سموس بنت قیس تھا۔

(امہات المومنین۔ ازواج مطہرات۔ طبقات)

سوال: نبی آخر الزمان ﷺ کا تیسرا نکاح ام المومنین حضرت عائشہؓ سے ہوا۔ ان کی کنیت اور لقب بتا دیجئے؟

جواب: آپ کی کنیت ام عبداللہ، لقب صدیقہ اور خاندان بنو تیم تھا۔

(اسابہ، سیر الصحابیات۔ ازواج مطہرات)

سوال: حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ۹ سال حضور اقدس ﷺ کی رفاقت میں گزارے۔ بتایئے آپ کا انتقال کب ہوا؟

جواب: آپ کا انتقال رمضان ۵۸ ہجری میں ۶۷ سال کی عمر میں مدینہ میں ہوا۔ نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہؓ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(تذکار صحابیات۔ امہات المومنین)

سوال: جلیل القدر صحابی حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ کا نکاح حضورؐ سے کب ہوا اور آپ نے کب انتقال فرمایا؟

جواب: ام المومنین حضرت حفصہؓ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے شعبان ۳ ہجری میں ہوا۔ انہوں نے ۴۱ ہجری میں ۶۰ سال کی عمر میں یا ۴۵ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں مدینے میں انتقال فرمایا۔ (ازواج مطہرات۔ طبقات۔ سیر الصحابیات)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنی کس بیوی کی نماز جنازہ خود پڑھائی تھی؟

جواب: ام المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ۳ ہجری میں انتقال کر گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ صرف تین ماہ حضور ﷺ کی رفاقت میں رہیں۔ انہیں ام المساکین کہا جاتا تھا۔ (امہات المومنین۔ اسوۂ صحابیات)

سوال: حضرت ام سلمیٰؓ کا نکاح ۴ ہجری میں ہوا۔ آپ کا انتقال کب ہوا؟

جواب: ۵۹ یا ۶۱ یا ۶۲ ہجری میں ۸۴ سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ حضرت ام سلمیٰؓ نے دو بار حبشہ اور پھر تیسری بار مدینہ ہجرت کی۔

(تذکار صحابیات۔ ازواج مطہرات۔ اسوۂ صحابیات)

سوال: ۵ ہجری میں ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔ بتایئے وہ کب انتقال کر گئیں؟

جواب: حضور ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلے ان کا انتقال ۲۰ ہجری میں ۵۱ سال کی عمر میں ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے نماز

جنازہ پڑھائی۔ (ازواج مطہرات۔ امہات المومنینؓ۔ سیر الصحابیاتؓ)

سوال: حضرت جویریہؓ بنت حارث کس غزوے میں گرفتار ہوکر آئیں اور حضورؐ سے کب نکاح ہوا؟

جواب: قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے تھیں۔ سردار کی بیٹی تھیں۔ ۵ ہجری میں غزوہ بنو مصطلق میں گرفتار ہوکر آئیں۔ شعبان ۵ یا ۶ ہجری میں حضور ﷺ کی آٹھویں زوجہ مطہرہ بنیں۔ (تذکار صحابیاتؓ۔ اسوہ صحابیاتؓ۔ ازواج مطہرات)

سوال: ام المومنین حضرت جویریہؓ سے حضور ﷺ کا نکاح کب ہوا اور آپ نے کب انتقال فرمایا؟

جواب: ۲۰ سال کی عمر میں ۶ ہجری میں حضور ﷺ سے آپ کا نکاح ہوا اور ۶۵ یا ۷۰ سال کی عمر میں ۵۶ یا ۵۰ ہجری میں وفات پائی۔

(صحابیات۔ مبشرات۔ امہات المومنینؓ۔ اسوۂ صحابیاتؓ)

سوال: حضرت صفیہؓ یہودی سردار کی بیٹی تھیں۔ بتایئے وہ کب ام المومنین بنیں؟

جواب: جنگ خیبر کے قیدیوں میں شامل تھیں۔ اسلام لائیں اور ۷ ہجری میں حضور ﷺ سے شادی ہوئی۔ (امہات المومنینؓ۔ ازواج مطہرات۔ سیر الصحابیات)

سوال: حضرت میمونہؓ حضرت خالد بن ولید کی خالہ تھیں۔ آپ کا نکاح کب رسول اللہ ﷺ سے ہوا اور کب انتقال فرمایا؟

جواب: ۷ ہجری میں حضور ﷺ سے نکاح ہوا۔ حضرت عباسؓ نے نکاح پڑھایا۔ ۵۱ ہجری میں انتقال ہوا تو حضرت عباس نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(تذکار صحابیاتؓ۔ اسوۂ صحابیاتؓ۔ ازواج مطہراتؓ)

سوال: شاہ مقوقس نے دو کنیزیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجی تھیں۔ حضور ﷺ نے کس کنیز سے نکاح کیا؟

جواب: حضرت ماریہ قبطیہؓ اور حضرت سیرینؓ کو حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ آپ

نے حضرت ماریہ قبطیہؓ سے نکاح کیا۔ وہ محرم ۱۶ ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں انتقال کر گئیں۔ (امہات المؤمنینؓ۔ ازواج مطہرات۔ اصابہ)

سوال: غزوۂ بنو قریظہ میں کون سی خاتون قیدی ہو کر آئیں جن سے بعد میں حضور ﷺ نے نکاح کیا؟

جواب: حضرت ریحانہؓ سے حضور ﷺ نے نکاح کیا۔ وہ اسلام لے آئی تھیں۔

(طبقات۔ سیرۃ ابن ہشام۔ اسوۂ صحابیاتؓ)

سوال: رسول اللہ ﷺ اپنے مکتوبات کے لئے جو مہر استعمال کرتے تھے وہ کس چیز کی بنی ہوئی تھی اور اس پر کیا لکھا تھا؟

جواب: یہ چاندی کی بنی ہوئی تھی جسے حضرت یعلیٰؓ بن امیہ نے تیار کیا تھا۔ اس پر اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا تھا۔ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ

(طبقات۔ اصابہ۔ سیرۃ النبیؐ)

سوال: حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے کتنے اونٹوں کی قربانی دی؟

جواب: آپ نے ۱۰۰ اونٹوں کی قربانی دی۔ ۶۳ اونٹ آپ نے خود ذبح کئے اور ۳۷ حضرت علیؓ نے۔ (سیرۃ الحلبیہ۔ طبقات۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: رسول اللہ ۱۱ ہجری صفر کے آخری عشرے میں بیمار ہوئے تھے۔ بتایئے آپ نے کب انتقال فرمایا؟

جواب: ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری مطابق ۷ جون ۶۳۲ء میں ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

(سیرۃ النبیؐ۔ رحمۃ للعالمینؐ۔ الرحیق المختوم)

سوال: بعثت نبوی کے وقت جزیرۃ العرب کی سیاسی حالت کیا تھی؟

جواب: ☆ تینوں سرحدی علاقے اضطراب و انتشار اور زوال کا شکار تھے۔ انسان مالک اور غلام یا حاکم و محکوم میں بٹا ہوا تھا۔ سارے فوائد سربراہوں خصوصاً بیرونی سربراہوں کو حاصل تھے۔ رعایا محاصل اور آمدنی فراہم کرتی۔ حکمران عیاشیاں کرتے۔

☆ جو قبائل اندرون عرب آباد تھے ان کا بھی شیرازہ منتشر تھا۔ قبائلی جھگڑوں، نسلی فسادات اور مذہبی اختلافات کی گرم بازاری تھی۔ ہر قبیلے کے افراد اپنے اپنے قبیلے کا ساتھ دیتے تھے خواہ وہ حق پر ہو یا باطل پر۔

☆ اندرون عرب کوئی بادشاہ نہ تھا۔

☆ حجاز کی حکومت کو قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اسے اہل عرب میں دینی پیشوا سمجھا جاتا تھا اور حرم اور اطراف حرم اس کی باقاعدہ حکمرانی تھی۔

(رحمۃ العالمینؐ، سیرۃ النبیؐ۔ سیرت حلبیہ)

سوال: عرب کے عام باشندے کس دین کے پیروکار تھے؟

جواب: وہ دین ابراہیمی کے پیروکار تھے اور صرف اللہ کی عبادت کرتے۔

(مختصر سیرۃ الرسولؐ۔ سیرۃ النبیؐ۔ رحمۃ اللعالمین)

سوال: عرب میں بت پرستی کا آغاز کس نے اور کیسے کیا؟

جواب: بنوخزاعہ کے سردار عمرو بن لحی نے عرب میں بت پرستی کا آغاز کیا۔ وہ ملک شام گیا۔ وہاں بتوں کی پوجا ہوتے دیکھی۔ وہاں سے بت ہبل لے آیا اور اسے خانہ کعبہ میں نصب کر دیا۔ (بخاری شریف، الرحیق المختوم، سیرت دحلانیہ)

سوال: ہبل کے علاوہ عرب کے قدیم بت کونسے تھے؟

جواب: مناۃ قدیم ترین بت تھا۔ یہ بحیرہ احمر کے ساحل پر کے قریب مشلل میں نصب تھا۔ پھر طائف میں لات نامی بت اور وادی نخلہ میں عزیٰ نصب کئے گئے۔ یہ تینوں عرب کے سب سے بڑے بت تھے۔ اس کے علاوہ ود، سواع، یغوق اور نسر تھے جو جدہ میں دفن تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک جن جو عمرو بن لحی کے تابع تھا اس نے اسے ان کا پتہ بتایا اور وہ کھود کر تہامہ لے آیا۔ پھر حج کے دنوں میں مختلف قبائل کے حوالے کر دیا۔ ہر قبیلے کا الگ بت تھا۔

(مختصر سیرۃ الرسولؐ۔ ضیاء النبیؐ۔ سیرت محمدیہؐ)

سوال: مشرکین نے مسجد حرام میں بیت اللہ کے گرد کتنے بت رکھے ہوئے تھے؟

جواب: تین سو ساٹھ۔ جنہیں فتح مکہ کے وقت آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے توڑا۔ مکہ میں اہل جاہلیت کا دین شرک اور بت پرستی تھا۔

(رحمۃ اللعالمینؐ۔ طبقات۔ سیرۃ المصطفیٰؐ)

سوال: بت پرستی کی چند رسوم بتایئے؟

جواب: ☆ مشرکین بتوں کے پاس مجاور بن کر بیٹھتے۔ انہیں پکارتے اور ان کی پناہ ڈھونڈتے۔

☆ بتوں کے لیے نذرانے اور قربانیاں پیش کرتے۔

☆ بتوں کا حج اور طواف کرتے۔ انہیں سجدہ کرتے۔

☆ کھانے پینے کی چیزیں اور پیداوار کا ایک حصہ بتوں کے لیے مخصوص تھا۔

☆ کھیتی اور چوپائے کے لئے مختلف قسم کی نذر مانتے۔

☆ بتوں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم بھی عمرو بن لحی نے ایجاد کی تھی۔

(بخاری شریف۔ طبقات۔ مختصر سیرۃ الرسولؐ۔ ضیاء النبیؐ)

سوال: مشرکین عرب ازلام کسے کہتے تھے؟

جواب: ازلام فال کے تیروں کو کہتے تھے۔ یہ تیر فال نکالنے کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ یہ تیر تین قسم کے ہوتے ہیں۔

☆ جن پر صرف ہاں یا نہیں لکھا ہوتا تھا۔ یہ سفر اور نکاح کے کاموں کے لیے استعمال ہوتے۔

☆ جن پر پانی اور دیت کے الفاظ درج تھے۔

☆ جن پر "تم میں سے ہے یا تمہارے علاوہ سے ہے" لکھا ہوتا۔ کسی کے نسب پر شبہ ہوتا تو اسے استعمال کرتے۔ (محاضرات خضری۔ الرحیق المختوم۔ رحمۃ اللعالمینؐ)

سوال: مشرکین عرب میں اور کیا اعتقادات تھے؟

جواب: کاہنوں، عرافوں اور نجومیوں کی خبروں پر ایمان رکھنا۔ اور بدشگونی کرنا جسے طیرۃ کہتے تھے۔ جواء کھیلنا اور جوے کے تیر استعمال کرنا۔

(سیرۃ النبویہ۔ مشکوٰۃ۔ صحیح مسلم۔ زاد المعاد)

سوال: قریش میں کونسی بدعات تھیں؟

جواب: قریش نے دین ابراہیمی میں بدعات کو شامل کر دیا تھا۔

☆ وہ کہتے ہم ابراہیم کی اولاد ہیں۔ کوئی ہمارا ہم پلہ نہیں۔

☆ حج کے دنوں میں عرفات نہیں جاتے تھے بلکہ مزدلفہ میں اقامت کرتے۔

☆ احرام کی حالت میں گھی اور پنیر بنانا درست نہ سمجھتے۔

☆ بیرون حرم کے باشندوں کی لائی چیز کھانا درست نہ سمجھتے۔

☆ بیرون حرم کے باشندوں کو حکم دیا کہ پہلا طواف قریش سے حاصل کئے کپڑوں میں کریں۔ اگر ان کا کپڑا نہ ملتا تو مرد ننگے طواف کرتے اور عورتیں سارے کپڑے اتار کر چھوٹا سا کھلا ہوا کرتہ پہن لیتیں اور طواف کرتیں۔

☆ قریش حالت احرام میں گھر کے اندر دروازے کی بجائے گھر کے پیچھے سوراخ کر کے اس میں سے داخل ہوتے۔ (بخاری شریف۔ سیرۃ النبی۔ زاد المعاد)

سوال: عرب میں دین ابراہیمی اور مشرکین کے علاوہ دوسرے دین کون سے تھے؟

جواب: جزیرۃ عرب کے مختلف اطراف میں یہودیت، مسیحیت، مجوسیت، اور صابئیت تھے۔

(تاریخ ارض القرآن۔ تمدن عرب۔ تاریخ العرب)

سوال: جزیرۃ العرب میں یہودیت کے کون سے دو دور ہیں؟

جواب: پہلا دور اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب فلسطین میں بابل اور آشور کی حکومت بنی اور یہود کی ایک جماعت فلسطین چھوڑ کر حجاز کے شمال میں آ بسی۔ دوسرا دور اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب ٹائٹس کی زیر قیادت ۷۰ء میں رومیوں نے فلسطین پر قبضہ کیا۔ بہت سے یہودی قبیلوں نے بھاگ کر یثرب، خیبر اور تہامہ میں بستیاں، قلعے اور گڑھیاں بنا لیں۔ ظہور اسلام کے وقت عرب میں مشہور یہودی قبائل خیبر، نضیر، مصطلق، قریظہ اور قینقاع۔ یہودی کے مطابق بیس قبائل تھے۔

(قلب جزیرۃ العرب، وفاء الوفاء، الاستیعاب)

سوال: یمن میں یہودیت کا دور کیسے شروع ہوا؟

جواب: حسان اسعد ابو کرب یثرب سے بنو قریظہ کے دو یہودی عالم یمن لے گیا۔ ان کے ذریعے یہودیت پھیلی۔ اس کے بیٹے یوسف ذونواس نے حاکم بننے پر نجران کے عیسائیوں پر حملہ بول دیا اور یہودیت سے انکار پر بیس ہزار مردوں، عورتوں اور بچوں کو خندق کھود کر زندہ جلا دیا۔ (سیرۃ النبویہ۔ الرحیق المختوم۔ اسد الغابہ)

سوال: قرآن پاک کی کس سورۃ میں عیسائیوں کے جلائے جانے کا ذکر ہے؟

جواب: سورۂ بروج میں۔ (قرآن مجید۔ سیرۃ النبویہ)

سوال: جزیرۃ العرب میں عیسائیت کو کیسے پھیلنے کا موقع ملا؟

جواب: پہلی بار ۳۴۰ء میں یمن پر حبشی اور رومی عیسائیوں نے قبضہ کیا جو ۳۷۸ء تک برقرار رہا۔ اسی دوران اہل نجران بھی عیسائی ہو گئے۔ ذونواس کی کارروائی کے بعد حبشیوں نے دوبارہ یمن پر قبضہ کیا اور ابرہہ نے حکومت سنبھالی۔ رومی علاقوں کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے آل غسان، بنو تغلب اور بنو طی میں بھی عیسائیت پھیلی۔ حیرہ کے بعض عرب بادشاہ بھی عیسائی ہو گئے۔ (تاریخ ارض القرآن۔ سیرۃ النبویہ۔ الاستیعاب)

سوال: جزیرۃ العرب میں مجوسی مذہب کو کیسے فروغ حاصل ہوا؟

جواب: مجوسی مذہب کو زیادہ تر اہل فارس کے ہمسایہ عربوں میں فروغ حاصل ہوا۔ عراق عرب، بحرین، ہجر اور خلیج عربی کے ساحلی علاقوں میں۔ یمن پر فارسی قبضے کے دوران وہاں بھی کچھ افراد نے مجوسیت قبول کر لی۔

(تاریخ ارض القرآن۔ اسد الغابہ۔ تاریخ طبری)

سوال: عرب میں صابی مذہب کیسے آیا اور اس کے پیرکار کہاں کہاں تھے؟

جواب: یہ حضرت ابراہیمؑ کی کلدانی قوم کا مذہب تھا۔ قدیم زمانے میں شام اور یمن کے بہت سے باشندوں کا مذہب تھا۔ عراق عرب اور خلیج عربی کے ساحلی علاقوں میں اس کے کچھ پیروکار تھے۔ (تاریخ ارض القرآن۔ تاریخ العرب۔ رحمۃ للعالمینؐ)

سوال: دین ابراہیمی کے دعوے دار مشرکوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور یہودیوں کی دینی حالت کیا تھی؟

جواب: مشرک شریعت سے دور اور گناہوں سے بھرے ہوئے تھے۔ یہودی مذہب محض ریاکاری بن گیا تھا۔ عیسائیت نے اللہ اور انسان کو عجیب طرح سے خلط ملط کر دیا تھا۔ باقی ادیان کے ماننے والوں کا حال بھی مشرکین جیسا تھا۔

(رحمۃ اللعالمینؐ۔ سیرۃ النبیؐ۔ تذکرۃ الانبیاءؑ)

سوال: دوسری وحی سے پہلے آنحضرت ﷺ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

جواب: آپ ﷺ چلے جا رہے تھے کہ اچانک آسمان سے آواز سنائی دی۔ آپ ﷺ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں آیا تھا۔ آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ آپ خوفزدہ ہو گئے اور پھر گھر تشریف لائے۔ اپنے اہل خانہ سے کہا "مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو" انہوں نے چادر اوڑھا دی۔ اس موقع پر حضرت جبرئیلؑ نے وحی کے یہ الفاظ کہے۔ "اے لحاف میں لپٹے ہوئے اٹھ کھڑا ہو (گندے اعمال والوں کو) ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی بزرگی بیان کرو۔ اور پاکدامنی اختیار کرو۔ (مخلوق پرستی کی) نجاست سے علیحدگی اختیار کرو"۔ (سیرت رسول عربیؐ۔ رحمۃ اللعالمینؐ۔ طبقات)

سوال: آپ ﷺ نے لوگوں کو اسلام کی طرف کب اور کیسے بلانا شروع کیا؟

جواب: پہلی وحی سے نبوت کا آغاز ہو گیا تھا مگر رسالت کا آغاز دوسری وحی سے ہوا جب لوگوں تک پیغام خداوندی پہنچانے کا حکم نازل ہوا۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو پوشیدہ طور پر ہم خیال بنا کر مسلمان ہونے پر آمادہ کرنا شروع کیا۔

(رحمۃ اللعالمینؐ، سیرۃ النبیؐ، سیرت سرور عالمؐ)

سوال: جب اللہ کے حکم سے آپؐ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو سب سے پہلے کون اسلام لایا؟

جواب: عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، آزاد بچوں میں آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ، غلاموں میں حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ اور آزاد کردہ

لونڈی ام ایمنؓ، عام غلاموں میں حضرت بلالؓ ایمان لائے۔

(مختصر سیرۃ الرسولؐ۔ سیرت رسول عربیؐ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے بارے میں حضور ﷺ اقدس نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آپؐ نے ارشاد فرمایا: "وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے کفر کیا۔ اس نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ اس نے اپنے مال سے میری دلجوئی کی جب لوگوں نے مجھے محروم رکھا"۔

(سیرۃ النبیؐ۔ مختصر سیرۃ الرسولؐ۔ تذکار صحابیاتؓ)

سوال: حضرت ابوبکرؓ کی تحریک پر کن لوگوں نے اسلام قبول کیا؟

جواب: حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت سعد بن وقاصؓ، حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور حضرت زبیر بن العوامؓ۔

(سیرت رسول عربیؐ۔ ضیاء النبیؐ۔ طبقات)

سوال: ابتدائی دور میں اسلام لانے والوں کو کیا کہتے ہیں ان میں دوسرے کون لوگ شامل ہیں؟

جواب: ان افراد کو سابقین الاولین کہتے ہیں۔ ان میں حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت ارقم بن ابی ارقمؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ، حضرت عبیدہ بن الحارثؓ، حضرت حصینؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت خباب بن الارتؓ، حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ، اور حضرت صہیب رومیؓ ان سابقین الاولین میں حضرت عمر فاروقؓ کی ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب، حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ، حضرت اسماءؓ بن سلامہ تمیمیہ، حضرت اسماءؓ بن عمیس، حضرت فاطمہؓ بنت قریشہ، حضرت فکیہؓ بن یسار، حضرت رملہؓ بنت ابی عوف، اور آمنہؓ بنت خلف خزاعیہ اور ام الفضلؓ ان میں شامل تھیں۔

(سیرت رسول عربیؐ۔ مختصر سیرۃ الرسولؐ۔ سیرۃ المصطفیٰ)

سوال: عشرہ مبشرہ سے کیا مراد ہے؟ عشرہ مبشرہ کون لوگ ہیں؟

جواب: عشرہ کے معنی ہیں دس اور مبشرہ کے معنی جن کو خوشخبری دی گئی۔ وہ دس لوگ جن کو آنحضرت ﷺ نے جنت کی خوشخبری دی تھی۔ ان میں پانچ وہ صحابہؓ ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تحریک پر اسلام لائے اور باقی پانچ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح شامل ہیں۔ (رحمۃ اللعالمینؐ۔ضیاء النبیؐ۔مدارج النبوت۔سیرت حلبیہ)

سوال: خفیہ دعوت تبلیغ کے بعد حضور ﷺ نے قرابت داروں میں کیسے تبلیغ کی؟

جواب: آپؐ نے حکم خداوندی کے مطابق اپنے رشتہ داروں کو جمع کیا۔ ان میں بنی ہاشم کے ساتھ بنی مطلب بن عبد مناف کی ایک جماعت بھی تھی۔ کل پینتالیس لوگ تھے۔ حضور ﷺ کے بات کرنے سے پہلے ہی ابولہب نے کہا "دیکھو یہ تمہارے چچا اور چچیرے بھائی ہیں۔ بات کرو لیکن نادانی چھوڑو اور یہ سمجھ لو کہ تمہارا خاندان سارے عرب کے مقابلے کی تاب نہیں رکھتا۔ اور میں سب سے زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تمہیں پکڑ لوں۔ پس تمہارے لیے تمہارے باپ کا خانوادہ ہی کافی ہے۔ اور اگر تم اپنی بات پر قائم رہے تو یہ بہت آسان ہوگا کہ قریش کے سارے قبائل تم پر ٹوٹ پڑیں۔ اور بقیہ عرب بھی ان کی امداد کریں۔ پھر میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اپنے باپ کے خانوادے کے لئے تم سے بڑھ کر شر کا باعث ہوگا" اس پر نبی اکرم ﷺ نے خاموشی اختیار کر لی اور اس مجلس میں کوئی گفتگو نہ کی۔

(الرحیق المختوم۔طبقات۔رسالت مآبؐ۔سیرت محمدیہ)

سوال: حضور ﷺ نے خاندان کے افراد کو دوبارہ جمع کیا تو کیا فرمایا؟

جواب: آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا "رہنما اپنے گھر کے لوگوں سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں تمہاری طرف خصوصاً اور لوگوں کی طرف عموماً اللہ کا رسول ہوں۔ بخدا تم لوگ اسی طرح موت سے دوچار ہو گے جیسے سو جاتے ہو اور اسی طرح اٹھائے جاؤ گے جیسے سو کر جاگتے ہو۔ پھر جو کچھ تم کرتے ہو اس کا تم سے حساب لیا جائے گا اس کے

بعد یا تو ہمیشہ کے لئے جنت ہے یا ہمیشہ کے لیے جہنم" اس موقع پر جناب ابوطالب نے حضور ﷺ سے کہا "نہ پوچھو ہمیں تمہاری معاونت کس قدر پسند ہے، تمہاری نصیحت کس قدر قابل قبول ہے۔ اور ہم تمہاری بات کس قدر سچی جانتے ہیں۔ اور یہ تمہارے والد کا خانوادہ جمع ہے۔ اور میں بھی اس کا ایک فرد ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میں تمہاری پسند کی تکمیل کے لیے ان سب میں پیش پیش ہوں۔ لہٰذا تمہیں جس بات کا حکم ہوا ہے اسے انجام دو۔ بخدا میں تمہاری مسلسل حفاظت و اعانت کرتا رہوں گا۔ البتہ میری طبیعت عبدالمطلب کا دین چھوڑنے پر راضی نہیں" ابولہب نے جناب ابوطالب سے کہا: "خدا کی قسم! یہ برائی ہے۔ اس کے ہاتھ دوسروں سے پہلے تم خود ہی پکڑ لو" جناب ابوطالب نے جواب دیا: "خدا کی قسم! جب تک جان میں جان ہے ہم ان کی حفاظت کرتے رہیں گے" حضرت علیؓ جو اس وقت کم سن تھے بولے میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا۔

(سیر الصحابہ۔ تاریخ طبری۔ مختصر سیرۃ الرسول۔ طبقات)

سوال: سورۂ الحجر کی آیت نمبر ۹۴ نازل ہوئی جس میں حکم دیا گیا۔ "بس آپ کھول کر بیان کریں جس بات کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے کنارہ کش رہیں" اس حکم خداوندی کے بعد حضور ﷺ نے کیا کیا؟

جواب: آپ ﷺ کوہ صفاء پر تشریف لے گئے اور قریش کے قبیلوں کو نام لے کر پکارا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے بعض خود آئے بعض نے اپنے نمائندے بھیجے۔ بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عبدالمطلب کی اولاد! اے فہر کی اولاد! اگر میں کہوں کہ اس طرف پہاڑ کے دامن میں دشمن کی فوج جمع ہے اور تم پر حملہ آور ہونا چاہتی ہے تو تم میری خبر پر یقین کر لو گے"۔ سب نے یک آواز کہا، ہاں! کیونکہ آپ نے ہمیشہ سچ بولا ہے" آپ ﷺ نے فرمایا! تو پھر میں تمہیں ایک شدید ترین عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اے قریش کی جماعت! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، اے بنو کعب! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ، اے بنو عبدالمطلب اپنی

جانوں کو آگ سے بچاؤ اے محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ! اپنے آپ کو آگ سے بچا لے۔ بخدا اللہ کے عذاب میں تمہیں بالکل بچا نہیں سکوں گا۔ ہاں تمہارے ساتھ رشتہ داری کا تعلق ہے جہاں تک ہو سکا دنیا میں اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ (سیرت رسول عربیؐ۔ سیرۃ النبیؐ۔ زاد المعاد۔ سیرت سرور عالمؐ۔ ضیاء النبیؐ)

سوال: حضور ﷺ کی ہجرت کے وقت مدینے کے مشرکین کی کیا حالت تھی؟

جواب: زیادہ تر مشرکین تھوڑے عرصے بعد مسلمان ہو گئے لیکن کچھ مشرکین کا گروہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف عداوت رکھتا تھا جن کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ جنگ بعاث کے بعد اوس اور خزرج کے لوگ اسے بادشاہ تسلیم کرنے والے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے اس کی بادشاہت خطرے میں پڑ گئی۔ دولت اور تجارت یہودیوں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ عربوں سے نہ صرف دوگنا اور تین گنا منافع لیتے بلکہ سود خور بھی تھے۔ یہ لوگ سازشی اور جنگ و فساد کی آگ بھڑکانے میں بھی ماہر تھے۔ (سیرۃ حلبیہ۔ رحمۃ للعالمینؐ۔ الاستیعاب۔ الاصابہ)

سوال: منافق کون لوگ تھے؟ اور منافقوں کا سرغنہ کون تھا؟

جواب: مدینے کے کچھ مکار لوگ اپنی غرض کے لیے مسلمان ہو گئے تھے مگر دل سے کافر تھے۔ وہ اسلام دشمنی کرتے تھے۔ ایسے لوگوں کو منافق کہا جاتا تھا۔ منافقین کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ (سیرت رسول عربیؐ۔ سیرۃ الحلبیہ۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے چند ماہ بعد مواخات کیسے قائم کی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہاجر اور ایک انصاری میں بھائی چارہ کروایا جس کے بعد آپس میں حقیقی بھائیوں کی طرح بھائی مانے جاتے یہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوتے۔ باہمی بھائی چارے سے ایک دوسرے کے وارث ہونے کا طریقہ اس وقت تک جاری رہا جب تک رشتہ کی بناء پر میراث تقسیم ہونے کا حکم قرآن پاک میں نازل ہوا۔ (تاریخ اسلام کامل۔ محمد رسول اللہ۔ سیرت ابن ہشام۔ الرحیق المختوم)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کا فتنہ دبانے کے لیے کیا فوری اقدام کیا؟

جواب: آپؐ نے ایک معاہدہ کرلیا۔ یہ دنیا کا پہلا تحریری دستور تھا اور اسے میثاق مدینہ بھی کہتے ہیں۔ اسکی اہم دفعات یہ تھیں۔ یہود کو مذہبی آزادی ہوگی، یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ کریں گے، کسی ایک فریق کو لڑائی پیش آئے گی تو ایک دوسرے کی مدد کریں گے، مدینہ پر حملہ ہوا تو دونوں فریق ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا بھی اس صلح میں شریک ہوگا۔ کوئی فریق قریش کو امن نہ دے گا۔ مسلمانوں کی اگر جنگ ہوگی تو یہودی بھی خرچ میں شامل رہیں گے۔ مظلوم کی امداد کی جائے گی۔ کوئی فریق اپنے حلیف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھہرے گا۔ یہ معاہدہ کسی ظالم یا مجرم کے لیے آڑ نہ بنے گا۔ فریقین میں جھگڑا پیدا ہوگا تو فیصلہ رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے۔ لیکن یہود نے معاہدے کی پابندی نہ کی بلکہ وہ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔ چنانچہ بنو قینقاع نے دوسرے سال، بنو نضیر نے چوتھے سال اور بنو قریظہ نے پانچویں سال بہت برے طریقے سے بدعہدی کی۔

(سیرۃ النبی۔ زاد المعاد، تاریخ اسلام کامل، محمد رسول اللہؐ)

سوال: مکہ کے مشرکین نے اسلام کی مخالفت کے لئے ہجرت کے بعد کیا چالیں چلیں؟

جواب: اوس اور خزرج کے ان لوگوں کو جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے مقابلے کے لیے بھڑکایا، ان کو لکھا کہ محمد ﷺ کو مدینے سے نکال دو ورنہ ہم مدینے پہنچیں گے اور تمہارے جوانوں کو قتل کر دیں گے، عورتوں کو باندیاں بنالیں گے۔ اس خط کا ردعمل یہ ہوا کہ منافقین اور ان کا سردار عبداللہ بن ابی مسلمانوں سے لڑنے کے لیے تیار ہوگیا۔ مگر حضور ﷺ کی فراست سے یہ معاملہ ٹل گیا۔

(سیرت رسول عربیؐ۔ سیرۃ النبی۔ الرحیق المختوم، ابوداؤد)

سوال: حضور ﷺ نے مدینہ کے آس پاس کے کافر قبیلوں کی شرارت کس طرح ختم کی؟

جواب: ان سے صلح کے معاہدے شروع کر دیے۔ لیکن ابھی ایک دو قبائل ہی سے معاہدہ کیا تھا کہ قریش کے حملے شروع ہوگئے۔ (زاد المعاد۔ رحمۃ للعالمین۔ سیرت محمدیہؐ)

سوال: کفار و مشرکین کے خلاف حضور ﷺ کو بہت سی مہمات پیش آئیں لڑائی میں آنحضرت ﷺ کا معمول کیا تھا؟

جواب: سفر کی طرح، شروع دن میں لڑائی کرنا پسند فرماتے۔ آپ صحابہؓ سے بیعت لیتے کہ وہ میدان جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ بعض اوقات مرنے پر اور جہاد پر بھی بیعت لیتے تھے۔ صحابہؓ سے مشورہ لیتے کہ کیمپ کہاں لگایا جائے اور دشمن کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ جنگ کے سفر میں پیچھے چلتے تاکہ کمزوروں کو ساتھ لائیں۔ جنگ کا ارادہ کرتے تو اکثر توریہ (جس طرف جانا ہو اس کی مخالف سمت کو مشہور کرنا) سے کام لیتے۔ دشمن کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے جاسوس بھیجتے۔ اپنے کیمپ کے گرد محافظ اور پہریدار متعین فرماتے۔ لڑائی سے پہلے دعا مانگتے اور اللہ سے مدد طلب فرماتے۔ دشمن کے مقابلہ کے لیے لشکر کو ترتیب دیتے۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے۔ جنگی ہتھیار پہنتے۔ مختلف سپہ سالاروں کو دینے کے لیے جھنڈے استعمال فرماتے۔ فتح پاتے تو اس مقام پر تین دن ٹھہرتے۔

(مختصر سیرۃ الرسولؐ۔ سیرۃ الحلبیہ)

سوال: فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کرنے کے بعد بیت اللہ کے دروازے پر قریش سے کیا خطاب فرمایا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا سارے جتھوں کو شکست دی۔ سنو! بیت اللہ کی کلید برداری اور حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ سارا اعزاز یا کمال، یا خون میرے ان دونوں قدموں کے نیچے ہے۔ اے قریش کے لوگو! اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔ سارے لوگ آدم علیہ السلام سے ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے" پھر آپؐ نے سورہ الحجرات آیت نمبر ۱۳ تلاوت فرمائی۔ (زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق۔ مختصر سیرت الرسولؐ)

سوال: حضور ﷺ نے اس موقع پر قریش کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: ”قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟“ انہوں نے کہا ”آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں“ آپؐ نے فرمایا ”تو میں تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔“ (طبقات۔ زادالمعاد۔ سیرت رسول عربیؐ۔ ضیاء النبی)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کب اور کہاں خطبہ دیا؟ اس میں کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آپؐ نے فتح مکہ کے دوسرے دن بیت اللہ میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! اللہ نے جس دن آسمان کو پیدا کیا اسی دن مکہ کو حرام ٹھہرایا۔ اس لیے وہ اللہ کی حرمت کے سبب قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ کوئی آدمی جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ اس میں خون بہائے یا یہاں کا کوئی درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اس بناء پر رخصت اختیار کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں قتال کیا تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی اور میرے لیے بھی اسے صرف دن کی ایک ساعت میں حلال کیا گیا۔ پھر آج اس کی حرمت اسی طرح پلٹ آئی جس طرح کل اس کی حرمت تھی“ ایک روایت میں مزید اضافہ ہے کہ یہاں کا کانٹا نہ کاٹا جائے۔ شکار نہ بھگایا جائے اور گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے البتہ وہ شخص اٹھا سکتا ہے جو اس کا تعارف کرائے۔ یہاں کی گھاس نہ کاٹی جائے مگر اذخر۔ (صحیح بخاری و مسلم۔ مختصر سیرت الرسولؐ۔ فتح الباری)

سوال: وصال سے پہلے ایک موقع پر حضور ﷺ نے منبر پر چڑھ کر کیا خطبہ ارشاد فرمایا؟

جواب: ”لوگو! میں تم پر سبقت لے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ اور واللہ مجھے اس وقت اپنا حوض دکھائی دے رہا ہے۔ مجھے زمین کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ واللہ! مجھے یہ خوف نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے۔ ہاں مگر مجھے یہ خوف ہے کہ تم دنیا میں مبتلا ہو جاؤ گے“۔ ایک دوسرے موقعہ پر آپؐ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے

اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ جو چاہے تو دنیا پسند کر لے، اور چاہے تو وہ چیز اختیار کر لے جو اللہ رب العزت کے پاس ہے۔ چنانچہ اس بندے نے اپنے لئے وہی کچھ پسند کر لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے"۔

(زاد المعاد۔ سیرت الحلبیہ۔ سیرت حلبیہ۔ سیرت محمدیہ)

سوال: الہامی کتاب زبور میں حضور ﷺ کا نام فاروق دیا گیا۔ توریت میں آپ کا کیا نام آیا ہے؟

جواب: آپ کا عبرانی نام جس کا ذکر توریت میں آیا ہے فارقلیط ہے اور ماذ ماذ بھی آیا ہے۔ (رحمۃ اللعالمین۔ اسماء النبی الکریم)

سوال: حضور ﷺ کا نام اہل جنت کے نزدیک کیا ہے؟

جواب: عبدالکریم ﷺ۔ (اسماء النبی الکریم، مواہب اللدنیہ)

سوال: قرآن پاک کی کس سورہ میں آپ کا اسم مبارک احمد بیان ہوا ہے؟

جواب: سورۂ صف کی چھٹی آیت میں۔ (القرآن الکریم)

سوال: حضور ﷺ کو نبی قبلتین بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں؟

جواب: بیت المقدس اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی وجہ سے حضور ﷺ کو نبی قبلتین بھی کہا جاتا ہے۔ سوال بتایئے اہل جنت اور انبیاء کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک کیا ہے؟ جواب: عبدالوہاب انبیاء کے نزدیک آپ کا نام ہے جب کہ اہل جنت کے نزدیک عبدالکریم ہے۔ اور فرشتوں کے نزدیک عبدالمجید نام ہے۔

(اسماء النبی۔ رحمۃ اللعالمین۔ سیرت ابن اسحاق)

سوال: انجیل مقدس میں حضور ﷺ کا نام طاب طاب ہے۔ بتایئے سریانی زبان میں آنحضرت ﷺ کے لئے کون سا لفظ بولا گیا ہے؟

جواب: منحمنا۔ (رحمۃ اللعالمین۔ اسماء النبی الکریم)

سوال: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن اسماء مبارکہ سے مخاطب کیا ہے ان میں

سے چند ایک بتائیے؟

جواب: بشیر۔ نذیر۔ سراج منیر۔ رؤف رحیم۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔ مزمل۔ مدثر۔ نذیر۔ مبین۔ عبداللہ۔ مذکر۔ حلیم۔ حافظ۔ صادق۔ رحمۃ للعالمین۔ شاہد۔ نور۔ ہادی۔

(القرآن الحکیم۔ تفسیر ابن کثیر۔ تفسیر ماجدی۔ اسماء النبی الکریم)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے کچھ اور نام بھی ہیں۔ وہ کون سے ہیں؟

جواب: طیب، طاہر، مطہر، صاحب، سید، شافع، شارع، خطیب، مطاع، فاتح، خاتم النبیین، خلیل الرحمٰن، حبیب اللہ۔ (اسماء النبی الکریم۔ الفصوص ابن عربی۔ رحمۃ للعالمین)

سوال: حضور ﷺ صحابہ کے لیے حلقہ درس کب قائم فرماتے تھے؟

جواب: روزانہ نماز فجر کے بعد آپ ﷺ مسجد میں جائے نماز پر تشریف فرما ہوتے اور صحابہؓ پاس آکر بیٹھ جاتے۔ یہی حلقہ درس ہوتا یہی احباب کی محفل ہوتی اور یہی دربار نبوت تھا۔ حلقہ درس میں حضور ﷺ نزول شدہ وحی سے صحابہؓ کو مطلع فرماتے۔ فیوض باطنی اور برکات روحانی سے نوازتے۔ دین کے مسائل، معاملات، معاشرت اور اخلاق کی تعلیم فرماتے اور خواب کی تعبیر بتاتے۔

(مدارج النبوت، صحیح بخاری و مسلم)

سوال: حضور ﷺ کی آزاد کردہ باندیاں اور غلام کتنے تھے؟

جواب: تقریباً تیس غلام اور گیارہ یا نو باندیاں، ۲۶ غلام ۷ باندیاں یا ۴۳ غلام اور گیارہ باندیاں بھی بتائی جاتی ہیں۔ (سرور الکونین، زاد المعاد۔ تاریخ اسلام کامل)

سوال: حضور ﷺ کے خاص خاص خادم کون تھے؟

جواب: حضرت انسؓ بن مالک، حضرت عبداللہؓ بن مسعود، حضرت بلالؓ بن رباح، حضرت سعدؓ، حضرت ربیعہؓ بن کعب اسلمی، حضرت عقبہؓ بن عامر جہنی، حضرت بکیرؓ بن شداخ لیثی، حضرت ابوذرؓ غفاری، حضرت معیقیبؓ بن ابی فاطمہ دوسی، حضرت ذومخمر، حضرت اسلع۔ (طبقات۔ تاریخ طبری۔ سیرۃ الانبیاء۔ سیرت سرور عالم)

سوال: حضور ﷺ نے کن صحابہ کو کہاں کہاں مؤذن مقرر فرمایا تھا؟

جواب: حضرت بلالؓ کو مسجد نبوی میں، حضرت عمرؓ ابن مکتوم کو بھی مسجد نبوی میں۔ یہ دونوں صحابہؓ باری باری اذان دیتے تھے، حضرت ابو محذورہؓ کو مکہ مکرمہ مسجد حرام میں اور حضرت سعدؓ قرظ کو مسجد قبا میں۔

(زاد المعاد۔ سیرت النبویہ۔ اسد الغابہ۔ استیعاب۔ حیاۃ الصحابہ)

سوال: دورِ نبوی ﷺ کے چند حدی خوانوں کے نام بتائیے؟

جواب: حضرت عبداللہؓ بن رواحہ، حضرت انجشہؓ، حضرت عامر بنؓ اکوع اور سلمہؓ بن اکوع "خیبر کے سفر میں حضور ﷺ نے حضرت عامرؓ سے حدی خوانی کی فرمائش کی تھی"

(الرحیق المختوم۔ زاد المعاد۔ سیرت ابن اسحاق۔ اصابہ)

سوال: حضور ﷺ کے درباری شاعروں کے نام بتائیے؟

جواب: حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ، حضرت کعبؓ بن مالک، کعب بن زہیرؓ۔ چند دوسرے شاعر صحابہؓ میں حضرت خنساءؓ (صحابیہ)، حضرت بجیرؓ بن زہیر، حضرت ابوبکرؓ، حضرت صفیہؓ بھی شامل ہیں۔

(تاریخ اسلام۔ سیر الصحابیات۔ تذکار صحابیات۔ سیرت ابن ہشام۔ الشعر والشعراء)

سوال: حضور ﷺ کے شاعروں کی تعداد ایک سو بہتر ہے۔ ان میں مردوں اور خواتین شاعروں کی تعداد بتائیے؟

جواب: ایک سو ساٹھ مرد اور بارہ خواتین۔ (تاریخ اسلام۔ سیر الصحابہ۔ الشعراء والشعراء)

سوال: رسول اللہ ﷺ نے کتنے صحابہؓ کو کتابت پر مامور کر رکھا تھا؟

جواب: چالیس صحابہؓ کو جو وحی کو لکھا کرتے یا حضور ﷺ کے لیے خطوط لکھتے تھے۔ چند مشہور کاتبانِ وحی کے نام یہ ہیں: حضرت عبداللہؓ بن رواحہ، حضرت خالدؓ بن سعید، حضرت حنظلہؓ، حضرت شرجیلؓ بن حسنہ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عمروؓ بن العاص، حضرت عبداللہؓ بن ارقم، حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ، حضرت مغیرہؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت عامر بن فہیرہؓ،

حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ثابت بن قیسؓ، حضرت علاء بن حضرمیؓ۔

(کاتب صحابہؓ۔ طبقات۔ سیرۃ ابن ہشام۔ سیرۃ النبی)

سوال: رسول اللہ ﷺ کے ان قاصدوں کے نام بتایئے جو مختلف بادشاہوں کے نام آپؐ کے خطوط لے کر گئے؟

جواب: حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ، حضرت دحیہ کلبیؓ، حضرت عبداللہؓ بن حذافہ سہمی، حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ، حضرت عمروؓ بن العاص، حضرت سلیطؓ بن عمرو عامری، حضرت شجاعؓ بن وہب اسدی، حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ مخزومی، حضرت علاءؓ بن حضرمی، حضرت ابوموسیٰ اشعری۔ (زاد المعاد۔ طبقات۔ سیرت سرور عالمؐ۔ سیرت محمدیہ)

سوال: چند مشہور صحابہ و صحابیات کے نام بتایئے جو حافظ قرآن تھے؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت حذیفہؓ بن یمان، حضرت ابو عبداللہؓ سالم، ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، عقبہ بن عامرؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوزیدؓ انصاری، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابن ام مکتومؓ۔ چند حافظ قرآن صحابیات میں حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت ام ورقہ بنت نوفلؓ، اور حضرت حفصہؓ شامل ہیں۔

(سیر الصحابیات۔ اصابہ، حفاظ صحابہؓ۔ اسد الغابہ۔ استیعاب)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں کن لوگوں نے قرآن جمع کیا؟

جواب: حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابو درداءؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابت صحابیات میں سے حضرت ام ورقہؓ۔

(تذکار صحابیاتؓ۔ سیر الصحابیات۔ مستدرک۔ اسد الغابہ)

سوال: حضور ﷺ تجارت کرتے تھے چند ایسے افراد کے نام بتایئے جو حضور ﷺ کے ساتھ تجارت میں شریک رہے؟

جواب: حضرت خدیجہ الکبریٰؓ۔ حضرت خزیمہؓ۔ حضرت نوائؓ۔ حضرت حکیمؓ بن حزام۔ ہشام بن عمروؓ۔ حضرت زبیرؓ بن عبدالمطلب۔ حضرت ابوطالبؓ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت

ابوبکرؓ۔ سائب بن ابی سائب۔ عبداللہ بن سائب۔ قیس بن سائب۔ ابوسفیان بن حرب اور عبداللہ بن ابی الحساء۔

(اسد الغابہ۔ سیرت ابن ہشام۔ ضیاء النبیؐ۔ الرحیق المختوم۔ رحمۃ عالمؐ)

سوال: مدینے میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد مدینے کا متفقہ حکمران کیسے تسلیم کیا گیا؟

جواب: مہاجرین اور انصار کے علاوہ مدینے کے تمام عرب قبائل اور یہودیوں نے حضور اقدس ﷺ کو متفقہ طور پر اپنا حکمران تسلیم کر لیا۔

(سیرۃ النبی۔ سیرت ابن ہشام۔ سیرت حلبیہ)

سوال: عقد موالات کیا تھا؟ اس کے بجائے حضور ﷺ نے کیا طریقہ اختیار فرمایا؟

جواب: عرب میں عقد موالات کا طریقہ رائج تھا۔ غیر قبیلہ کا آدمی کسی بھی قبیلے میں پہنچتا اور ایک معاہدہ کر کے اس قبیلے میں داخل ہو جاتا۔ اب وہ اسی قبیلے کی طرف منسوب ہوتا۔ وہ معاہدات جنگ و صلح میں شریک رہتا اور مرنے کے بعد اس کا ترکہ بھی اسی قبیلے میں تقسیم ہوتا۔ حضور ﷺ نے عقد موالات کی بجائے عقد مؤاخات (بھائی چارے کا معاہدہ) کی بنیاد ڈالی۔

(محمد الرسول اللہ ﷺ۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ کا نظام حکومت کیسا تھا؟

جواب: مدینہ اور اس کے آس پاس نہ کوئی حکومت تھی۔ نہ فوج اور پولیس۔ آزاد اور خود سر قبائل تھے۔ وہاں صرف معاہدات کا نظام تھا۔ جن میں دفاع کی ذمہ داری ہوتی۔ پنچایتی قسم کے کچھ قاعدے اور اصول تھے۔

(محمد الرسول اللہؐ۔ طبقات۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: معاہدہ امن یا میثاق مدینہ کی خاص خاص باتیں کیا تھیں؟

جواب: یہ ایک دفاعی معاہدہ بھی تھا اور باہم حقوق و فرائض کی ادائیگی کا عہد بھی تھا۔ اس کے مطابق بیرونی دشمن کے خلاف سب مل کر مدینے کا دفاع کریں گے اور تمام

فریقوں کو مکمل مذہبی اور سماجی آزادی ہوگی۔

(عہد نبوی کا نظام حکمرانی۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی)

سوال: عہد نبوی ﷺ میں یہودیوں کو کس قسم کی خود مختاری حاصل تھی؟

جواب: یہودی رعایا کو عدالتی و قانونی خود مختاری حاصل تھی۔ انہی کے فریقین مقدمہ، انہی کے حکام عدالت اور انہی کا قانون، البتہ انہیں اجازت تھی کہ اپنی خوشی سے چاہیں تو مقدمہ اسلامی عدالت میں پیش کریں۔

(رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی۔ رحمۃ للعالمین ﷺ)

سوال: عہد نبوی ﷺ میں قرآن و حدیث کے ابدی قوانین کے علاوہ کون سے قوانین ملتے ہیں اور عدالتی نظام کیسا تھا؟

جواب: یہ موقت یا عارضی قوانین کہلاتے ہیں۔ ان میں ایک معاہدہ بھی ہے۔ عدالتی نظام میں دو نئے ادارے بھی قائم کئے گئے۔ ایک مفتی کا ادارہ اور دوسرا قاضی کا۔ عہد نبوی میں قاضی بہت سے ملتے ہیں۔ لیکن مدینہ شہر میں مستقل قاضی کوئی نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کسی صحابیؓ کو نامزد فرماتے کہ فریقین کی بات سن کر مقدمے کا فیصلہ کریں اس طرح رسول اکرم ﷺ کے مقرر کردہ نائب کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہوتا۔ حضور ﷺ نے فتویٰ دینے اور فیصلے کرنے کے لیے متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ذمہ داری دے رکھی تھی۔

(اسلامی ریاست۔ اسلام کا نظام عدل)

سوال: عہدی نبوی ﷺ میں طبابت کا کیا انداز تھا؟

جواب: آپؐ طبابت سے ناواقف شخص کو علاج کرنے کی اجازت نہ دیتے۔ علاج سادہ مفردات سے کیا جاتا۔ رسول اکرم ﷺ سے بہت سے نسخے منسوب ہیں۔ طب نبوی ﷺ کا ایک پورا نظام ہے۔ (اسلامی ریاست۔ طب نبوی ﷺ)

سوال: عہدی نبوی ﷺ میں غیر مسلموں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا تھا؟

جواب: کسی غیر مسلم پر اسلام لانے کے لیے جبر نہیں کیا جاتا تھا اور انہیں مذہبی و قومی

معاملات میں پوری آزادی و خودمختاری حاصل تھی۔ ان کے مذہبی اداروں کی مدد بھی کی جاتی۔ غیر مسلم رعایا فوجی ضرورت کے تحت معمولی ٹیکس (جزیہ) دے کر اسلامی سلطنت کی حفاظتی قوتوں وغیرہ کی خدمات سے مستفید ہوتی تھی۔

(اسلامی ریاست۔ سیرت النبیؐ۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: حضور اکرم ﷺ نے مدینے کے دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے سب سے پہلا کام کیا کیا؟

جواب: اہل مدینہ سے میثاق مدینہ کے بعد اردگرد کے قبائل سے پانچ یا سات دفاعی معاہدے کئے۔ (عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ حضور ﷺ کی جنگی حکمت عملی)

سوال: حضور ﷺ کے دور سے پہلے کوئی مستقل فوج نہیں تھی۔ آپ نے کیا انتظامات فرمائے؟

جواب: ابتداء میں ایسی کوئی فوج نہیں تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ جہاد کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ اس لئے بالغ مردوں میں سے جس وقت جتنی ضرورت ہوتی لے لیتے۔ بعد میں بالغ مردوں کا اندراج ہونے لگا جنہیں بوقت ضرورت بلا لیا جاتا۔ فوجی تربیت کے لیے گھوڑ دوڑ کرائی جاتی، اونٹوں کی دوڑ ہوتی، گدھوں کی دوڑ ہوتی، آدمیوں کی دوڑ ہوتی، کشتیوں اور تیر اندازی کے مقابلے کرائے جاتے اور جیتنے والوں کو انعامات دیئے جاتے۔

(عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ المغازی۔ طبقات)

سوال: حضور ﷺ نے کتنی جنگوں میں خود شرکت فرمائی؟

جواب: مستند روایات کی رو سے ان کی تعداد بیاسی (۸۲) ہے۔ بعض سیرت نگار اس سے مختلف بھی بتاتے ہیں۔ (عہدی نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ سیرت ابن ہشام۔ زادالمعاد)

سوال: مدینہ منورہ کی دس سالہ جنگوں میں کتنے مسلمان شہید ہوئے۔ اور کتنے مخالف مارے گئے؟

جواب: دو سو انسٹھ (۲۵۹) مسلمان شہید ہوئے اور سات سو انسٹھ (۷۵۹) مخالف مارے

گئے۔ (عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ رحمۃ للعالمین)

سوال: عہد نبوی ﷺ کی دس سالہ جنگوں کے دوران مسلمانوں کے کتنے افراد زخمی ہوئے اور کتنے جنگی قیدی بنے؟

جواب: ایک سو ستائیس (۱۲۷) مسلمان زخمی ہوئے۔ جب کہ صرف ایک مسلمان جنگی قیدی بنا۔ (ابن ہشام۔ عہدی نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ المغازی۔ طبقات)

سوال: عہدی نبوی ﷺ کی دس سالہ جنگوں کے دوران کتنے مخالفین زخمی ہوئے اور کتنے جنگی قیدی بنے؟

جواب: بے شمار زخمی ہوئے جب کہ چھ ہزار پانچ سو چونسٹھ جنگی قیدی بنے۔ حضور ﷺ نے ان میں سے چھ ہزار تین سو چونسٹھ کو غیر مشروط رہا کر دیا اور دو کو جرائم کی وجہ سے قتل کروایا۔ (عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ۔ المغازی۔ طبقات)

سوال: عہد نبوی ﷺ میں دس سالہ جنگوں میں کتنا علاقہ فتح ہوا؟ اس کی آبادی کتنی تھی؟

جواب: دس لاکھ مربع میل سے زیادہ کا علاقہ فتح ہوا جس کی آبادی کئی ملین تھی۔

(رسول اللہ ﷺ کی خارجہ پالیسی۔ حضور ﷺ بحیثیت سپہ سالار)

سوال: رسول اکرم ﷺ کے تمام جنگی اقدامات کا مقصد کیا تھا؟

جواب: تمام غزوات مدافعانہ تھے جن کا مقصد اسلامی ریاست کا دفاع، تبلیغ اسلام کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والوں کی بیخ کنی اور فتنہ و فساد کا خاتمہ تھا۔

(رحمۃ للعالمین۔ سیرت ابن ہشام۔ سیرت رسول عربی۔ ضیاء النبی)

سوال: عہد نبوی ﷺ کا بین الاقوامی قانون کیا تھا؟

جواب: اسلام کا بین الاقوامی قانون قاصدوں اور سفیروں کو امن دینے اور ان کی حفاظت کرنے پر مشتمل ہے۔ (رحمۃ للعالمین۔ رسول اللہ کی خارجہ پالیسی۔ نبی رحمت)

سوال: معاشی دباؤ یا ناکہ بندی کا کیا مقصد تھا؟

جواب: حضور ﷺ کی اس خارجہ پالیسی کا مقصد یہ تھا کہ کفار معاشی دباؤ سے تنگ آ کر مسلمانوں کی دشمنی ترک کر دیں۔ (رسول اللہ کی خارجہ پالیسی۔ سیرت سرور عالم)

سوال: حضور اقدس ﷺ نے خبر رسانی کے شعبے کو کس طرح ترقی دی؟

جواب: آپؐ نے پوری کوشش فرمائی کہ دشمن سے محفوظ رہنے کے لیے اپنی قوت، مواصلات، فوجی تیاریوں سیاسی چالوں کو خفیہ رکھا جائے اور دشمن کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا مکمل بندوبست فرمایا۔

(رسول اللہ کی خارجہ پالیسی۔ زاد المعاد۔ سیرت ابن ہشام)

سوال: اسلامؐ کے بین الاقوامی قانون میں پناہ گزینوں کے بارے میں کیا اصول تھے؟

جواب: عقیدہ اور جان و مال کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑنے کا حق ہے۔ ہجرت انفرادی اور اجتماعی شکل میں کی جاسکتی ہے۔ پناہ گزینوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو ان جیسے مذہب اور معاشرت کے مقامی لوگوں کو ہوں گے۔ مہاجرین کی بحالی اور آباد کاری اسلامی ریاست کا قانونی فرض ہے۔ مسلمان مہاجرین کی کفالت مقامی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ مہاجرین کو اپنے سابق وطن میں جا کر آباد ہونے کا حق ہے۔ مہاجرین کو اپنے چھوڑے ہوئے وطن میں حالات بدلنے کے لیے سیاسی اور حربی اقدامات کا حق ہے۔

(سیرت النبیؐ۔ سیرت ابن ہشام۔ عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی)

سوال: آنحضرت ﷺ نے دور جاہلیت کے وحشیانہ جنگی طریقوں کو منسوخ کر کے کون سے قوانین نافذ فرمائے؟

جواب: جنگ کے دوران عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل، عبادت گاہوں اور فصلوں کی تباہی اور دشمنوں کے ہاتھ پاؤں، ناک کان وغیرہ کاٹنے پر پابندی لگا دی گئی۔ جنگی قیدیوں کے متعلق واضح حکم دیا کہ نہ ان کو قتل کیا جائے، نہ ایذا پہنچائی جائے۔ بلکہ ان سے بہتر سلوک کیا جائے۔

(رسول اللہ کی خارجہ پالیسی۔ اسلام اور قانون جنگ)

دیگر مذاہب کے راہنما

﴿مہاتما بدھ﴾

سوال: بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کا تعلق کس زمانے اور علاقے سے تھا؟

جواب: ساکیا قبیلے کے کھتری راجا شدھودن (سدھودانا) کے ہاں پیدا ہونے والے گوتم بدھ کا زمانہ ۵۶۰ ق م سے ۴۸۳ ق م کا ہے۔ نیپال کے شہر کپل وستو کے اس شہزادے کا اصل نام سدھارتھ گوتم (سدھارتا گوتما) تھا۔ اسی سال کی عمر میں کشی نگر ضلع گورکھ پور میں انتقال کیا۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ کولنز ماڈرن انسائیکلو پیڈیا۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: بتایئے مہاتما بدھ نے تخت و تاج کیوں چھوڑا تھا؟ اور کہاں گیان دھیان کیا؟

جواب: اس کا باپ چاہتا تھا کہ وہ ملک کا نظم و نسق سنبھالے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں اس کی شادی راجکماری یشودھرا سے ہوئی۔ اور پھر ایک بیٹا بھی ہوا۔ گوتم فطرتاً بہت رحمدل اور رقیق القلب تھا۔ باپ کے ساتھ شکار پر جاتا تو جانوروں پر تیر نہ چلاتا۔ گھڑ دوڑ میں ہار جاتا کیونکہ گھوڑوں کی تکلیف برداشت نہ کر سکتا۔ ایک دن جنگل میں اپنے ملازم کے ہمراہ سیر کو نکلا۔ ایک ناتواں بوڑھے کو دیکھا جو مشکل سے چل رہا تھا۔ پھر ایک بیمار کو دیکھا جو درد سے کراہ رہا تھا۔ پھر ایک بے گورو کفن لاش دیکھی۔ ملازم نے کہا ایک دن آپ بھی بوڑھے ہوں گے۔ بیمار پڑیں گے اور پھر مر جائیں گے۔ اس واقعے کے بعد گوتم اداس اور کھویا کھویا رہنے لگا۔ ایک رات چپکے سے بیوی اور بچے کو چھوڑ کر جنگل میں چلا گیا۔ سات سال ریاضت کی۔ پھر بھارت کے ایک گاؤں گیا میں چلا گیا اور پیپل کے درخت کے نیچے مراقبہ کیا۔ جہیں اسے عرفان حاصل ہوا اور نجات کی صحیح راہ پائی۔

(انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: گوتم بدھ کی تعلیم کیا تھی؟

جواب: وہ لوگوں کو بتاتا تھا کہ سارے دکھوں آلام و مصائب کا سبب خود غرضی؛ جہالت اور بے راہ روی ہے۔ تم ان برائیوں سے نجات پالو گے تو میری طرح تمہیں بھی نروان یعنی دکھ سے نجات حاصل ہو جائے گی۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: لوگوں نے مہاتما بدھ کی تعلیمات پر کس ردعمل کا اظہار کیا؟

جواب: لوگوں کی اکثریت نے اس کی تعلیمات کو قبول کیا کیونکہ وہ برہمنی مذہب کی مشکل اور غلط رسومات سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ بڑی تعداد میں اس سیدھے سادھے مت میں داخل ہونے لگے اور گوتم کو بدھ (دانا۔ عارف) کہا جانے لگا۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: بدھ مت کی تعلیمات کن نظریات پر مبنی ہیں؟

جواب: بدھ مذہب کی تعلیمات میں فلسفیانہ، اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی عقائد و نظریات مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات کے مطابق تھیں۔ جن میں بعد میں بعض تبدیلیاں کر دی گئیں۔ یہ عقائد اور نظریات بنیادی اعتبار سے چار آریہ ستیانی کے نظریے کے گرد گھومتے ہیں جس سے مراد یہ ہے کہ چار اعلیٰ صداقتیں (۱) دکھ موجود ہے (۲) اس کی بنا بھی موجود ہے (۳) دکھ سے چھٹکارا بھی مل سکتا ہے (۴) دکھ سے چھٹکارا پانے کے لیے نروان کی راہ اپنانی پڑتی ہے۔ نروان کے لیے آٹھ خوبیاں پیدا کرتی ہیں۔ صحیح نظریہ، صحیح عزم، صحیح گفتار، صحیح کردار، صحیح کوشش، صحیح زندگی، صحیح سوچ اور صحیح دھیان۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ اردو انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: مہاتما بدھ کے بعد بدھ مذہب کن فرقوں میں تقسیم ہو گیا؟

جواب: مہاتما بدھ کے بعد بدھ مت کے ماننے والے دو فرقوں میں بٹ گئے۔ مہایان مت اور ہنایان مت۔ یہ دونوں فرقے گوتم بدھ کی مختلف تعلیمات پر زور دیتے ہیں۔ بدھ آواگون یا تناسخ کا قائل نہیں۔ کیونکہ آواگون کو تسلیم کرنے کا مطلب

روح کی حقیقت کو تسلیم کرتا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔اردو انسائیکلو پیڈیا۔تاریخ مذاہب)

سوال: دنیا میں بدھ مت کے ماننے والے کن علاقوں میں موجود ہیں؟

جواب: مہاتما بدھ کے پیروکار اس وقت دنیا کے اکثر ممالک میں موجود ہیں۔ اور ان کی تعداد بیس کروڑ کے لگ بھگ ہے تاہم تبت، چین، منگولیا، تھائی لینڈ، جاپان، سری لنکا، نیپال، برما اور ہند چینی میں بدھ مت کا زیادہ زور ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔اردو انسائیکلو پیڈیا۔تاریخ مذاہب)

سوال: بتایئے بدھ مت کے بانی گوتم بدھ کی اصل تعلیمات کیا تھیں؟

جواب: برہمنیت کی اصلاح۔ ان ہستیوں کی خدائی کا انکار جس کو لوگوں نے معبود بنا رکھا تھا۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: بدھ مت میں کس طرح تحریف کی گئی؟

جواب: ویسالی کی کونسل میں اس کے پیروکاروں نے تمام تعلیمات کو بدل ڈالا اصل سوتروں کی بجائے نئے سوتر بنا لئے۔ بدھ کے نام سے اپنے عقائد مقرر کئے۔ خدا کا وجود نہیں بدھ ہی عقل کل، مدار کائنات اور پوری دنیا کی اصلاح کے لئے ہے۔ بدھ کی پیدائش، زندگی اور گذشتہ و آئندہ جنموں کے بارے میں عجیب و غریب افسانے بنا لئے۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

﴿ہندومت اور انکے رہنما﴾

سوال: ہندو مت کا شمار بھی قدیم مذاہب میں ہوتا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہندوؤں کا مذہبی لٹریچر کونسا ہے؟

جواب: قدیم ترین کتاب سمہت Samhita ہے۔ یہ گیتوں کے چار مجموعے ہیں جنہیں وید کہا جاتا ہے۔ وید کا مطلب ہے مقدس علم۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، عزم نو قرآن پاک نمبر، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: ہندوؤں کی کتاب کے چار مجموعے کون سے ہیں؟

جواب: ان کا زمانہ تصنیف مختلف ہے۔ رگوید تمام ویدوں سے پرانا ہے اور مختلف لوگوں کے لکھے ہوئے گیت ہیں۔ دوسرے سام وید ہے جس میں بھجن ہیں جنہیں ترنم سے گایا جاتا ہے۔ تیسری یجروید میں مذہبی رسومات کے طریقے ہیں۔ چوتھی اتھروید ہے اس میں تینوں ویدوں سے مختلف نظریات ہیں۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، عزم نو قرآن پاک نمبر، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: کیا ویدوں کے علاوہ بھی ہندوؤں کا کوئی مذہبی لٹریچر ہے؟

جواب: جی ہاں! ویدوں کے علاوہ برہمن وہ لٹریچر ہے جو ویدوں کی تفسیر و تشریح کے لئے لکھا گیا۔ آرنیک وہ لٹریچر ہے جو رشیوں کے حالات پر مشتمل ہے۔ اپ نشد وہ لٹریچر ہے جو ترک دنیا کی تعلیم دیتا ہے۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، عزم نو قرآن پاک نمبر، قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: ہندو اپنے مذہبی رہنماؤں کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: ہندوؤں کے مذہبی رہنما یا بانی رشی کہلاتے ہیں۔ رشیوں کا معلوم نہیں کہ وہ نبی ہیں، ولی ہیں یا صرف بزرگ۔ تاہم تاریخ میں ان کے کسی نبی کا پتہ نہیں چلتا۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: رامائن اور مہا بھارت کیا ہیں؟

جواب: یہ بھی ہندوؤں کی مقدس کتابیں ہیں جو دراصل تاریخ و سوانح کی کتابیں ہیں۔ بھگوت گیتا مہا بھارت کا ایک حصہ ہے۔ شاستر فلسفیانہ کتابیں اور پران کہانیوں کی کتابیں ہیں۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: بتایئے ہندوؤں کی کتاب وید کا زمانہ تصنیف کیا ہے؟

جواب: زمانہ تصنیف نامعلوم ہے اور نہ ماخذ و مصدر کا صحیح علم ہے۔ یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ وہ خیالات ہیں جو آریہ اپنے اصل وطن سے ساتھ لائے تھے۔ بعض محققین اس کا سن تصنیف ۳۰۰۰ ق م بعض ۲۴۰۰ ق م، بعض ۶۰۰ ق م اور بعض ۲۰۰ ق م بتاتے ہیں۔

((سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا))

سوال: ہندوؤں کی مقدس کتاب وید کس زبان میں ہے؟

جواب: یہ کتاب سنسکرت زبان میں ہے اور ماہرین لسانیات کے مطابق یہ زبان ایران کی قدیم زبان ژند سے بہت ملتی جلتی ہے۔ ایران کے قدیم مذہب مجوسیت کی بعض تعلیمات اور ویدوں کی تعلیمات ایک جیسی ہیں مثلاً آگ کی اہمیت اور اگنی دیوتا۔

((سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا))

سوال: کیا آپ جانتے ہیں کہ وید کی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: یہ خدائی تعلیمات نہیں۔ ایک دیوتا پرجاپتی خالق کائنات ہے لیکن برہما کے دور میں اس کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ باقی دیوتا اور اونچے درجے کے انسان ہیں۔ یہ انسانوں کو بھی طبقات میں تقسیم کرتی ہیں۔ ان کے ہر اشلوک کا مصنف کوئی انسان ہے۔ زبان سنسکرت ہے جو برہمنوں تک محدود رہی۔ برہمنوں کے علاوہ کسی اور کے لئے سیکھنا ممنوع تھا۔ رگ وید نہ اصلی شکل میں موجود ہے نہ مصنف اور زمانہ تصنیف کا پتہ ہے۔ دیوتاؤں کے مقام و مرتبہ اور اہمیت میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔

(سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

زرتشت یا زردشت

سوال: زرتشت یا زردشت کون تھا؟ اس کا دور کون سا تھا؟

جواب: یہ زرتشت مذہب کا بانی تھا۔ بعض مؤرخین اسے پیغمبر کہتے ہیں لیکن قرآن و حدیث اور تفاسیر سے اس کا نبی ہونا ثابت نہیں۔ اس کا دور ۶۶۰ ق م سے ۵۸۳ ق م تک ہے۔ اس کا تعلق آذربائیجان اور ایران سے تھا۔

(قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: آذربائیجان کے مقام گنج میں پیدا ہونے والے شخص زردشت کی جوانی کا دور کس طرح گزرا؟

جواب: اس کی جوانی گوشہ نشینی، غور و فکر اور مطالعے میں گزری۔ اسے سات بار بشارت

ہوئی۔　　　(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: بتایئے زرتشت نے کیا اعلان کیا اور پھر اسے کیوں وطن چھوڑنا پڑا؟

جواب: تیس برس کی عمر میں اس نے اہورامزدا (ارمزد) یعنی خدائے واحد کے وجود کا اعلان کیا۔ لیکن اپنے وطن میں کسی نے اس کی بات نہ مانی۔ پھر اس نے مشرقی ایران کا رخ کیا۔　　　(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: زرتشت مذہب کے بانی کو ایران میں کس طرح پذیرائی حاصل ہوئی؟

جواب: وہ ایران کے صوبے خراسان میں کشمار کے مقام پر شاہ گشتاسپ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ملکہ اور وزیر کے دونوں بیٹے اس کے پیروکار بن گئے۔ بعد میں شہنشاہ نے بھی اس کا مذہب قبول کر لیا۔　　　(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: بتایئے زرتشت مذہب کے بانی کا کس طرح انتقال ہوا؟

جواب: کہا جاتا ہے کہ وہ تورانیوں کے ایران پر دوسرے حملے کے موقعے پر بلخ کے مقام پر ایک تورانی سپاہی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: زرتشت نے کیا دعویٰ کیا تھا؟

جواب: وہ ثنویت کا قائل تھا۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ کائنات میں دو طاقتیں ہیں ایک اہورا مزدا (یزدان) جو خالق اعلیٰ اور روح حق و صداقت ہے اور جسے نیک روحوں (امیشا) کی مدد حاصل ہے۔ دوسری اہرمن جو بدی، جھوٹ اور تباہی کی طاقت ہے۔ اس کی مدد بد روحیں (دیو) کرتے ہیں۔ ان دونوں طاقتوں یا خداؤں میں ازل سے کشمکش چلی آرہی ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ جب اہورا (مزدا) کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے تو دنیا امن و سکون اور خوش حالی کا گہوارہ بن جاتی ہے اور جب اہرمن غالب آجاتا ہے تو دنیا فسق و فجور، گناہ و عصیاں اور اس کے نتیجے میں آفات سماوی کا شکار ہو جاتی ہے۔　　　(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: زرتشت مذہب کو کس دور میں فروغ حاصل ہوا اور اس کا کب خاتمہ ہوا؟

جواب: ایران میں زرتشت کے مذہب کو اس وقت فروغ حاصل ہوا جب سائرس اعظم اور دارائے اعظم نے زرتشتی مذہب کو تمام ملک میں سختی سے رائج کر دیا۔ ایران پر مسلمانوں کے قبضے کے بعد یہ مذہب اپنی جنم بھومی سے بالکل ختم ہو گیا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: زرتشتی مذہب کے پیروکاروں کو عرب کے لوگ مجوسی کہتے ہیں۔ آج کل انہیں کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: آج کل اس مذہب کے پیرو پارسی کہلاتے ہیں۔ یہ ہندوستان، پاکستان، افریقہ اور یورپ میں بہت قلیل تعداد میں موجود ہیں۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: زرتشتی مذہب کے تین بنیادی اصول کون سے ہیں؟

جواب: گفتار نیک (اچھی گفتگو)، پندار نیک (اچھی سوچ) اور کردار نیک (اچھا کردار) زرتشتی مذہب کے بنیادی اصول ہیں۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: پارسیوں کا اعتقاد کیا ہے؟

جواب: ان کے اعتقاد کے مطابق بالآخر نیکی کے خدا اہورا مزدا کی فتح ہوگی اور دنیا سے برائیوں اور مصیبتوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: زرتشت کے پیروکاروں کو آتش پرست کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: اہورا مزدا کے لئے آگ کو بطور علامت استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک آگ ایک پاک اور طاہر شے ہے۔ اور دوسری چیزوں کو بھی پاک کر دیتی ہے۔ پارسیوں کے معبدوں اور مکانوں میں ہر وقت آگ روشن رہتی ہے۔ غالباً اسی لئے انہیں آتش پرست سمجھ لیا گیا ہے۔ (اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا)

سوال: پارسیوں کی مقدس کتاب اوستا ہے یہ کس زبان میں تھی اور اس کے کتنے پارے

تھے؟

جواب: اس کی زبان قدیم پہلوی ایرانی سے ملتی جلتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے اکیس پارے تھے۔ ہخامنشی فرمانرواؤں کے زوال کے بعد ضائع ہو گئی۔ اس وقت صرف ایک مکمل پارہ وندیداد موجود ہے۔ باقی چند اجزا ہیں۔ قدیم اوستا خط اوستائی میں لکھی گئی تھی۔　(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: مجوسیوں یا آتش پرستوں کی کتاب اُوستا کے کتنے حصے اور ابواب ہیں؟

جواب: اُوستا کے چار حصے ہیں۔(۱) یسنا، جس میں ۷۲ باب ہیں۔ گتھا یعنی مقدس بھجن بھی ان میں شامل ہیں۔ (۲) ولیپ ریڈ یعنی حمدیں۔ (۳) وندیداد جس میں طہارت، ریاضات اور عبادت کے قاعدے اور قوانین درج ہیں۔ (۴) پشت یعنی فرشتوں کی مدح۔ انکے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ یہ زرتشت کا کلام ہے۔ سکندر اعظم نے ۳۳۱ ق م میں ایران فتح کیا تو اُوستا کا زیادہ حصہ ضائع ہو گیا۔ ساسانیوں کے عہد میں اسے پھر جمع کیا گیا تو ۳۴۸ فصلیں مل سکیں۔ جن کو ۲۱ کتابوں میں تقسیم کر دیا گیا عربوں اور مغلوں کے حملوں سے اس کا اور بھی حصہ ضائع ہو گیا۔　(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: ژند پارسیوں کی کتاب ہے۔ اس کے بارے میں تاریخ کیا کہتی ہے؟

جواب: یہ بھی زرتشتیوں یا پارسیوں کی مقدس کتاب ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اصل کتاب ژند تھی۔ اُوستا اس کی شرح ہے۔ لیکن اکثریت کا کہنا ہے کہ اوستا اصل تھی اور ژند اس کی تفسیر ہے۔ یہ کتاب زرتشت نے لکھی تھی۔ لیکن اس کا ایک نامکمل حصہ باقی ہے۔ باقی حصہ سکندر کے حملوں کے وقت ضائع ہو گیا تھا۔ یہ کتاب قدیم فارسی زبان میں ہے۔　(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: مولانا محمد حسین کی ژند کے بارے میں کیا تحقیق ہے؟

جواب: ان کا خیال ہے کہ ژند سب سے قدیم کتاب ہے اور اس کے معنی چقماق کے اس جزو کے ہیں جس سے آگ نکلتی ہے۔ جب یہ کتاب وقت گزرنے کے ساتھ مردہ

ہو گئی تو اس وقت کی رائج شدہ زبان میں اس کی شرح لکھی گئی جس کا نام پاژند رکھا گیا۔ پاژند چقماق کے دوسرے حصے کو کہتے ہیں۔ جب پاژند بھی قابل فہم نہ رہی تو اس کی شرح لکھنی پڑی جس کا نام اوستا رکھا گیا۔

(اردو انسائیکلو پیڈیا۔ مذاہب عالم۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا)

سوال: بتایئے اوستا کیا ہے اور یہ کس مذہب اور شخص سے منسوب ہے؟

جواب: اوستا زرتشت مذہب کے پیروکاروں کی مقدس کتاب ہے اور وہ اسے آسمانی کتاب سمجھتے ہیں۔ بعض مورخین کے مطابق زرتشت ۶۳۵ ق م میں اور بعض کے مطابق ۶۰۰ ق م میں گذرے ہیں۔ جب کہ بعض کہتے ہیں کہ زرتشت کسی ایک شخص کا نام نہیں بلکہ اس نام کے کئی اشخاص گزرے ہیں جو مختلف دور میں ہوئے۔

(انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: اوستا کے چار حصے ہیں۔ بتایئے ان میں کیا لکھا ہے؟

جواب: یسنا Yasna۔ اس میں عبادت کے لئے دعائیں درج ہیں اور اس کے بہتر ابواب ہیں۔ اس میں باب ۲۸ تا ۵۳ خود زرتشت کے لکھے ہوئے بتائے جاتے ہیں۔ ویسپرڈ Vispered اس میں بھی دعائیں ہیں اور اس کے چوبیس ابواب ہیں۔ تیسرا حصہ وندیداد Vendidad ہے۔ اس میں دیو، بھوتوں سے محفوظ رہنے کے منتر، زراعت، اچھے جانوروں کی حفاظت، پاکیزہ عناصر کی حفاظت اور انسانی جسم کو گندگی سے بچانے کے متعلق تدابیر ہیں۔ چوتھا حصہ یاشت Yashts ہے اس میں مردہ روحوں اور خداؤں سے استمداد کی دعائیں ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بعض مقدس کتابیں ہیں۔

(انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا)

سوال: اوستا کی تاریخی حیثیت کیا ہے؟

جواب: اسے ژند اوستا کہتے ہیں لیکن ژند زبان میں اوستا کا اصل متن موجود نہیں۔ پانچویں صدی قبل مسیح میں ایران میں ستر فرقے تھے اور سب کی اپنی اوستا تھی جسے وہ حقیقی

سمجھتے تھے۔ شاہ اورتخششاہ Artensks نے اسی ہزار منوں کی کونسل بلائی ان میں سے سات افراد چنے گئے پھر ان سات میں سے ایک منتخب ہوا جسے شراب کے تین پیالے پلائے گئے۔ وہ طویل اور گہری نیند سو گیا۔ پھر اٹھ کر اس نے بتایا کہ اس نے آسمانوں کی سیر کی اور دیوتاؤں سے اوستا کی تعلیمات معلوم کر لیں۔ سب نے یقین کر لیا اور ایک کتاب مرتب ہوئی۔ یہ بھی آج موجود نہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ زرتشت نے بیس کتابیں لکھیں جو ایک لاکھ آیات پر مشتمل تھیں چمڑے کے ٹکڑوں پر تھی۔ اسے سکندر اعظم نے تباہ کر دیا۔ اس کا دور ختم ہوا تو لوگوں نے ٹکڑے جمع کر کے اوستا مرتب کی۔ جدید تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ اوستا کا اصل نسخہ ہنجامنشی حکومت کے زمانے میں برباد ہو گیا۔ چار سو سال بعد بلاش اول کے زمانے میں اس کی تدوین ثانی کی کوشش ہوئی جو ساسانی اردشیر بابکان کے دور میں مکمل ہوئی۔ قدیم اوستا ایک ہزار باب اور اکیس صحیفوں پر مشتمل تھی۔ ساسانی نسخہ بھی اب باقی نہیں ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)

سوال: اوستا کے حوالے سے بتائیے زرتشت کی تعلیمات کیا تھیں؟

جواب: ان تعلیمات میں زندگی کے تقریباً تمام مسائل پر بات تھی۔ لیکن اصل تعلیمات ضائع ہونے سے باہر کی باتیں شامل ہو گئیں۔ اگر زرتشت پیغمبر حق تھے تو ان کی تعلیمات میں دو خداؤں کا ماننا۔ دیوتاؤں کی پرستش اور آگ کی تقدیس وغیرہ ہندو مت اور آریاؤں سے آئے۔ نہ ژند اوستا اصل حالت میں ہے اور نہ تعلیمات۔

(انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ قرآن حکیم انسائیکلو پیڈیا۔ تاریخ مذاہب)